فہرست مطالب مندرجۂ کتاب مخزن پنجاب

تمام شد

بہ عون صنّاع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

گنجینۂ استحصال فرہنگ وسعت فزا و آئینۂ جہان نمائے عقل دوربیت از نبل در نایاب مسمّی بہ

تاریخ مخزن پنجاب

از تدوین و تالیف واقف علوم و فنون ہنر پرور مفتی غلام سرور صاحب قریشی لاہوری

مطبع نامی منشی نولکشور میں بمفتاح انطباع مفتوح ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ اکبر خالق جن و بشر خداوند کریم غفور الرحیم سب سے اعلیٰ رزق دہندہ والا معبود خاص و عام ذوالجلال والاکرام قادر بے چون
صانع گوناگون جس نے اپنی قدرت کی رنگینی سے رنگ رنگ کے رنگ بنائے طرح طرح کے جلوے دکھائے
کہیں گلزار کہیں خار کہیں خزان کہیں بہار کہیں دریا ہے رواں کہیں ریگ بیابان کہیں خوشی کہیں [illegible]
کہیں جوانی کہیں پیری کہیں غنچہ کہیں گل کہیں سیاہی کہیں [illegible] کہیں ظلمت کہیں نور اسکی قدرت کا ظہور ہے
رباعی اگر اٹھ جائے پردہ دیدۂ باطن سے غفلت کا * جہان میں جا بجا سو آشنا نظر نور اسکی وحدت کا
عیان ہو حق ہی حق ہر آن اسکی چشم حق بین میں * حقیقت میں اگر ہو وہی کوئی طالب حقیقت کا * صلوٰۃ اور سلام اللہ کے
مقبول شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین خاتم المرسلین سرور دین الی المحشر حاکم جن و بشر پیغمبر پاک صاحب لولاک تاج
علاج معراج احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ذات بابرکات ہے جسکی نور سے ظہور کائنات ہے حق نے
اسکو شاہنشاہ کیا حقیقت کے علم سے آگاہ کیا عرش پر بلایا دیدار دکھلایا محبت کا جام پلایا محرم راز کیا انبیا میں
مختار کیا ؎ واہ واہ کیا ذات ہے وہ ذات نبی * حق نے رکھا ہے محمد جسکا نام * بود ہی جسکے ہے بود اہل بود
جسکی ہستی سے ہے ہستی کو قیام * وہ ہے جسکے ہے شمس و قمر * ذات ہے جسکی ہے کل خاص و عام *
خیرخواہ خلق با خلق نکو * خیر دنیا خیر دین خیر الکرام * بہر ای سرور ز صدق دل ہمیش * دمبدم بر آل پیغمبر سلام *
بعد اسکے بندہ حقیر غلام سرور خلف مفتی الشرع الامجد مولانا مفتی غلام محمد قریشی لاہوری خدمت میں
صاحبان علم و ہنر کے یہ عرض کرتا ہے کہ جب تمام کتاب گلدستہ کرامات و خزینۃ الاصفیا و گنج تاریخ و [illegible]
[illegible] کی تالیف و تصنیف سے فراغت پا چکا [illegible] طبع کیا کہ اب ایک [illegible]

احوال مین زبان اردو مروجہ لکھی جاوی اس شوق مین ایکسال کامل حالات کی تلاش و پیش رہی اور بہت سی سعی کی
بعد جسقدر احوال کہ بذریعہ کتب فارسی و انگریزی کے حاصل ہوا اس مختصر مین زیب اندراج پایا اور مخزن پنجاب نام رکھا
پانچ حصون تیس تقسیمون مین منقسم کی ✤

پہلا حصہ

ستلج پار سی جمنا تک کے میدانی ملک کے حال مین جو فی زمانا گورنمنٹ پنجاب کے متعلق ہے اسمین پانچ تقسیمین ہین —
پہلی تقسیم دریاؤن و جہیلون کی حالات مین دوسری تقسیم ستلج پار کے ضروری احوال و تعداد و رقبہ و مردم شماری
و تقسیم قسمت و ضلع و حدود اربع کی ذکر مین تیسری تقسیم بادشاہون و راجون و رئیسون و جاگیرداروں کے بیان مین
جو اس ملک مین حاکم تھے اور اب بھی مختلف زیر حکومت انگریزی کی چوتھی تقسیم ستلج پار سے جمنا تک کے شہرون و
قصبون و قلعون و قدیمی مکانون و معابد و پرستشگاہون وغیرہ کے بیان مین معہ مجمل حال مفسدہ فوج انگریزی
ہندوستانی جو ضلع کے موقعون پر تحریر ہوا ہے پانچوین تقسیم ستلج پار سے جمنا تک کے کوہستانی ملک
اور وہان کے شہرون و قصبون و ریاستون و قلعون و گھاٹون و درون و دریاؤن و جہیلون و گانوؤن کے ذکر مین ✤

دوسرا حصہ

دریاے ستلج کے دہنے کنارے سے لیکر کل پنجاب کے میدانی اور مغربی پہاڑی ملک کے حال مین اسمین آٹھ تقسیم ہین
پہلی تقسیم پنجاب کے حدود و آب و ہوا و تعداد و رقبہ وغیرہ ضروری حالات کی ذکر مین دوسری تقسیم پنجاب کی
تقسیم اندرونی قسمت و ضلع و رقبہ قسمت وار و محکمجات مدارس و پولس و ریل و تاربرقی وغیرہ تیسری تقسیم
دریاؤن کی ضروری حالات اور ان کی چشمون و منبع و مسافت و طول و عرض کے ذکر مین اور مجمل حال ان نالون
اور ندیون کا جو ان سے نکلتی یا داخل ہوتی ہین چوتھی تقسیم پنجاب کے پانچون دوآبون اور ان کے عرض
طول کے بیان مین پانچوین تقسیم پانچون دوآبون کی اندرونی شہرون اور قصبون اور بستیون کے
ذکر مین معہ احوال مختصر تعمیرات قدیم و جدید و آبادی و قلعیات جو ان شہرون سے متعلق ہین چھٹی تقسیم
دریاے سندھ کے پار کے ملک کے شہرون و قصبون کی تشریح مین ساتوین تقسیم علاقہ پشاور و دیگر
دریاؤن و ندیون و سرحدی پہاڑون کے احوال مین آٹھوین تقسیم بہاولپور کی ریاست و دیگر
ملک کی تفصیل مین ✤

تیسرا حصہ

پنجاب کے کوہستانی اور اسکے علاقون کی احوال مین اسمین پانچ تقسیمین ہین پہلی تقسیم ہزارہ و مری کے ملک اور
اسکے متعلق کی حالات مین دوسری تقسیم [illegible] کے پہاڑون اور دونا کے شہرون و قصبون [illegible]

و جھیلون و نالون کی ذکر مین تیسری تقسیم تبت و لداخ و گلگت و کشتواڑ وغیرہ کے بیان مین چوتھی تقسیم
کوہ جمون اور وہان کی ریاست اور بعضی شہرون و قلعون کی ذکر مین پانچوین تقسیم کوہ کانگڑہ اور اس
ضلع کی شہرون و قصبون و ریاستون کی تشریح مین جو سرکار انگریزی کے ماتحت ہین ٭

چوتھا حصہ

پنجاب کے حاکمون اور ناظمون کے ذکر مین اسمین تین تقسیمین ہین پہلی تقسیم مسلمان بادشاہون و حاکمون و ناظمون کے
ذکر مین جو سلاطین غزنین سے چغتائی و درانی سلطنت کی اخیر تک پنجاب مین حاکم رہے دوسری تقسیم سکھون کے
ظہور و عروج و حکومت کے بیان مین گرو نانک کے عہد سے مہاراجہ رنجیت سنگھ و دلیپ سنگھ کی انقراض حکومت تک
تیسری تقسیم انگریزون کے ہندوستانی فوج کی فساد و خونریزی کے تذکرے مین جو سال ۱۸۵۷ء مین وقوع مین آیا

پانچوان حصہ

پنجاب کے میدان اور کوہستان کے متفرق احوال مین اسمین چار تقسیمین ہین پہلی تقسیم مسلمانون و ہندون کی عبادت گاہون
و زیارات و مقابر و پرستشگاہون کی ذکر مین دوسری تقسیم ہندو و مسلمانون کی قومون کی بیان مین
تیسری تقسیم ہندو و مسلمانون کی مذاہب و عقاید کی تفصیل مین چوتھی تقسیم تجارت درآمد برآمد و پیداوار
و صنایع و تحائف کی احوال مین ٭

قطعہ تاریخ نظم کتاب

۱۲۹۵
ہوئی جبکہ وقت فضل ایزدی سے ٭ نئی تیار پنجابی تواریخ ٭ عجب سروش دل نے سال تاریخ ٭ کیا اظہار پنجابی تواریخ

پہلا حصہ

ستلج پار سے دریاے جمنا تک ملک کے احوال مین جو بمحکمہ حالیہ گورنمنٹ پنجاب کے متعلق ہے اسمین پانچ تقسیمین ہین
پہلی تقسیم اس ملک کی دریاؤن اور جھیلون کے تذکرہ مین ٭

دریاے جمن

اسکا نام ہماری کتابون مین جمنا اور ... مشہور ہے جو کوہ ہمالہ سے نکلکر ہندوستان کے میدانون کو سیراب
کرتا ہوا اور پھر گنگ سے الہ آباد کی مقام پر شامل ہو جاتا ہے اول منبع دریا جنوب مغربی پہاڑون کوہ ہمالیہ سے
بمقام جمنوتری جو دس ہزار آٹھ سو پچاس فیٹ سطح سمندر کی میدان سے اونچا ہے نکلتا ہے اسکے چشمہ کے پاس گرم
چشمے کئی فاصلہ پر گرم چشمے کی جمنوتری کے بہت سے پجاری رہتے ہین اور ان پہاڑون کی ڈھلون گھاٹیون
[illegible] کے ساتھ [illegible] کہ پہاڑون کے اوپر [illegible] کے جم جاتے ہین [illegible]
[illegible] کے [illegible] گرم چشمون کا گرم پانی گذرتا ہے تو اسکی گرمی سے برف پگھل کر ایک [illegible]

چشمہ پانی کا جسکا اندازہ تین فیٹ چوڑا اور ایک یا دو فیٹ گہرا ہے روان ہوتا ہے وہی چشمہ گویا آغاز ابتدا
اس دریا کا شمار ہوتا ہے اُس مقام تک آدمی سردی اور برف کی کثرت کے سبب سے پہنچ نہین سکتا اور اگر جائے
تو بدن سُن ہو جائے زندہ پھر نہ آئے اس زمانہ مین سوائے دو کس صاحبان انگریز کے کہ وہ بھی بڑی حکمت
عملی سے صرف حال دریافت کرنیکی مراد سے وہان گئے تھے اور کوئی مسافر و سیاح وہان تک نہین گیا پھر
جب اُس چشمے کا پانی پہاڑ کی بلندی سے نیچے کی گھاٹیون مین آتا ہے تو اور اور گرم چشمون کے پانی بھی جو
اُس نواح مین بکثرت جاری ہین اُس سے ملکر اور کچھہ دہوپ کی گرمی سے برف پگھلکر پانی بکثرت اُسمین
ہو جاتا ہے اور ایک چھوٹی سی دریا کی صورت پاکر وہان سے جنوب بمغرب کو راستہ لیتا ہے پھر چشمے سے
آٹھہ میل کے فاصلہ پر آکر دریائے جاہنوی گنگا جو جہنا سے پُر آبی و چوڑان و گہراؤ و تیزی و تندی مین کچھ زیادہ
زیادہ ہے اسمین آکر شامل ہو جاتا ہے شمول کی مقام سے پھر یہہ دریا بڑی زور و شور سے بلندی سے
پستی کو اترتا ہوا بعد طے کرنے مسافت آٹھہ میل اور سولہ میل چشمے سے کوٹ نرنگ کے پاس آ پہنچتا ہے
جو اُسکے چشمے سے پانچہزار چھ سو فیٹ نشیب مین ہے اس سے خیال کر لینا چاہئے کہ سولہ میل مین یہہ دریا
فی میل تین سو چودہ فیٹ بلندی سے پستی کو اترا پھر وہان سے پانچ میل نیچے کو آکر دریائے کیدار
گنگا کے پہاڑ سے نکلکر اسمین آپڑتا ہے پھر وہان سے تین میل نیچے دریائے متال اور پھر آٹھہ میل نیچے
دریائے گاڑا کوہ نس کے مقام سے اوپر اسمین داخل ہو جاتا ہے پھر چار میل نیچے آکر دریائے رکنا پھر
دس میل چلکر دریائے کہتی دہنی طرف سے آکر اسمین شامل ہو جاتے ہین پھر پندرہ میل اور چلکر دریائے
انگر جو ایک بڑا دریا پُر آب و چوڑا ہے بائین طرف سے آکر اس سے ملجاتا ہے ان دریاؤن کے سوائے اثنائے
راستہ کے اندر اور بیشمار ندیان اور چشمون کے پانی بائین و دائین دونون طرف سے آکر اسمین ملتے جاتے ہین
دریائے انگر کی شمول کے مقام سے رخ اس دریا کا جنوب بمغرب کی سمت سے بدل کر خاص مغرب کی سمت کا
ہو جاتا ہے وہان سے تیرہ میل آگے چلکر دریائے گولس بڑی زور و شور سے بہتا ہوا اسمین آگرتا ہے وہان سے
دس میل نیچے دریائے گنگا اس سے شمول پاتا ہے دریائے گولس کی شمول کے مقام کو دانایان فرنگ سمندر
کی سطح سے ایکہزار چھ سو چھیاسٹھ فیٹ بلند تحریر کرتے ہین دریائے گولس و گرہت کے شامل ہونے کی بعد چوڑان
اسکی بہت اور رفتار اسکی تیز ہو جاتی ہے اور شدہ برسات مین چھ سو گز اور دیگر دنون مین اسی گز کے چوڑان
گہراؤ بارہ سے لیکر چودہ فیٹ تک ہوتی ہے اور پانی بھی صاف و پاکیزہ ملیا کہ مچھلیان پانی کے اندر تیرتی
نظر آتی ہین پھر ایک میل نیچے اس مقام کے دریائے آس اسکے بائین طرف سے آکر شامل ہو جاتا ہے دریا
اس جا ایک نامی دریا کہ جہالہ کا ہے جو ایکہزار چار سو ستر فیٹ کی بلندی سے نشیب کو آکر جنوب مشرق کی

سمت مقابل جمنا کے بہتا ہوا اور دیرہ دون کے پہاڑ کو سیراب کرتا ہوا جمنا مین آگرتا ہے آسن کی شمول کی بعد
دریائے جمنا پہلے بسمت مغرب و پہر جنوب کی طرف کو بہتا ہوا اور کوہ سوالک کے گہاٹیون اور غارون کے
اندر ہوتا ہوا بارہ میل راستہ طے کرکر ہندوستان کے ہموار میدان مین داخل ہوجاتا ہے طول اس دریا کا چشمہ
سے لیکر ہند کی میدان تک بعضی مورخ اکیسو تیس میل اور بعض ستانوین میل فرماتے ہین اسطرح کہ اگر دریا کے راستے
اور اُسکے پیچ وخم سب شمار کرلئے جاوین تو بیشک اکیسو تیس میل اور اگر سیدہے راستہ کے حساب سے شمار ہو توفقط
ستانوین میل شمار مین آتے ہین ہند کے میدان کے دخول کا مکان ایکہزار دوسو چہتر فیٹ سطح سمندر سے بلند
ہے اور سو فیٹ فی میل چشمہ سے لیکر ہند کے میدان تک اسکی نشیب شمار مین آتی ہے میدان مین آکر یہہ دریا
بہت سی شاخون مین منقسم ہوجاتا ہے اور دور دور تک ملک کو اسکی سیرابی سے فائدے پہونچتے ہین
اور سوداگری کا مال بہی پہاڑ سے اس دریا کے ذریعہ سے بہت آتا ہے خصوصاً دیودار و چیر و زیتون وغیرہ
لاکہون روپیہ کی لکڑی سوداگر لوگ پہاڑ دون کے اوپر سے اسمین بہاکر لیتے ہین اور وہ تیرتی ہوئی
میدان مین آجاتی ہین دہلی کے نیچے اس دریا پر پونچنے تک کشتیون کا پل بندہا رہتا ہے مگر برسات کے تین مہینے
مین پل ٹوٹ کر آمد و رفت مسافرون کی کشتیون کے ذریعہ سے ہوتی ہے دہلی کے مقام سے اجرائے اس
دریا کا خاص شرق کی سمت ہوکر راستہ مین چکر کہاتا اور کبہی شرق اور کبہی جنوب شرق کی سمت کو چلتا ہوا
الہ آباد کے قلعہ کے نیچے ہوکر گنگا سے ملجاتا ہے کل مسافت و طول اسکا دہلی سے الہ آباد تک چہ سو
انیس میل ہے اور راستہ مین دریائے تان و چنبل و سندہ و بتوہ و کانی پانچ دریا دہنی طرف
و دریائے مشتن و سنگورو رندا مین بایان سمت سے دور دور سے آکر اسمین داخل ہوتے جاتے ہین
ان کے سوائے اور بہی بیشمار نہرین و نالے کوہی و میدانی دونو سمت سے آکر اسکے ساتھ شامل ہوئے ہین
نچلا حصہ دریا کا بہت بڑا ہے وہان یہہ کہین ایک میل و کہین دو میل و کہین اس سے زیادہ چوڑا ہوتا ہے
اور تیز روی بہی سخت ہوتی ہے اور سبب اسکے کہ اسکی تہہ مین پتہر و ٹیلے و چٹانین بے شمار ہین جہاز اسمین
نہین چل سکتا یہہ دریا ملتان مین دریائے گنگ سے اس مقام تک کہ گنگ سے شامل ہوتا ہے بہت بڑا ہے
مگر آبی مین تہوڑا ہے اسکے ذریعہ سے شہر کالپی و اٹاوہ و متہرا و آگرہ و دہلی وغیرہ مین جو اسکے کنارہ کے
ہین اور الہ آباد مین بڑی کثرت سے سوداگری کا مال آکر فروخت ہوتا ہے اس دریا کے کنارے بلند اور ڈہلوان
ہین اور تیز روی اور پایابی بہی اسمین اور دریاؤن سے زیادہ ہے اسکے تہہ مین پہاڑی پتہر و ٹیلے و کنگر
نچلے حصہ مین اسکے مچہلیان و مگرمچہ اور بولین و سنسار و گہڑیال وغیرہ بڑے بڑے جانور بہت ہین کل طول
اسکا چشمہ سے لیکر گنگا کی شمول تک آٹہ سو ساٹہ میل کا ہے اور ان دونو دریاؤن کے شمول کے مقام پر الہ آباد

کا قلعہ بڑا مضبوط و مستحکم بنا ہوا ہے شمول کے مقام پر یہہ دونو دریا بڑائی مین مساوی ہین مگر گنگا زیادہ گہری
اور پانی اسکا زردی مائل و مکدر و کم رفتار اور جمنا نہایت تیز رو و مصفا ہے پانی جسکا بلور کی طرح آبدار و
شفاف ہے دونو کے پانیون مین صرف اسقدر فرق ہے کہ گنگا کا پانی ذایقہ دار و شیرین جمنا کے پانی سے
ہے ہندو لوگ جمنا کو نہایت متبرک و لایق پرستش جانتے ہین اور چونکہ شمول اسکا آخر کار گنگا کے ساتھہ
ہوتا ہے یہہ بہی ایک وجہ اسکی بزرگی کا خیال کرلیتے ہین اور یہہ بہی ہندوؤن کا قول ہے کہ دریاے سرستی
جو ہند کے میدانون مین پہیلکر زمین مین گہس جاتا ہے وہ زمین کے اندر اندر بہتا ہوا یہان آتا ہے اور الہ آباد
کے ایک برج کے نیچے زمین سے باہر نکلکر گنگا کے ساتھہ شامل ہوجاتا ہے اگرچہ پانی کا ظہور برج کے نیچے سے ضرور ہے
مگر یہہ بات ثابت نہین ہوتی کہ آیا یہہ وہی سرستی دریا ہے جو اتنی دور زمین کے نیچے ہوتا ہوا یہان آکر ظاہر
ہوتا ہے **فیروزشاہ کی نہر** جمنا کی نہرون مین یہہ نہر بڑی اور پرانی و مشہور پر آب چوڑی اور گہری
قابل جہاز رانی کے ہے پہلے یہہ نہر جمنا کے دہنے کنارے سے بسمت جنوب مغرب چلکر بعد طے کرنے راستے ایکسو
میل کے دہترت کے مقام تک پہونچتی ہے پہر وہان سے جتنگ ندی مین داخل ہوکر ہانسی تک اور پہر وہان سے
شمال مغرب کی سمت کو چلتی ہوئی حصار تک جاتی ہے حصار کے مقام تک کل طول اس نہر کا دہانے سے لیکر ایکسو
پچاس میل گنا جاتا ہے حصار سے پہر چند میل آگے کہودا ہوا راستہ اسکا موقوف ہوجاتا ہے مگر طغیانی کے وقت
یہہ اپنا راستہ آپ لیتی ہوئی بیکانیر کے غربی ریگستان تک پہونچ جاتی ہے وہان پانی اسکا ریگ کے
ٹیلون کے اندر جذب ہوجاتا ہے مگر بعض اوقات جب بہت طغیانی ہوتی ہے تو وہان سے یہہ دریاے گہگر مین ملکر
اسکے ذریعہ سے ستلج مین جا پڑتی ہے اس نہر کو اول فیروزشاہ بادشاہ تغلق نے کہدوایا اور ہریانہ کی جنگل کو جو
اسکی شکارگاہ تہی وہان لیگیا جسکا فیض آجتک جاری ہے مگر اسکے مرنے کے بعد حکام کی غفلت سے کئی مرتبہ یہہ بند
ہوگئی اور پانی کا اجرا موقوف ہوگیا تہا پہر شاہجہان بادشاہ نے اپنی سلطنت کے وقت اسکی اجرا پر توجہ کی اور
نواب علیمردان خان مشہدی کو اسکے اجرا کی کام پر مامور کیا اسنے بڑی سعی و کوشش کے ساتھہ اس کام مین چند ہی
کرکے اسکو پہر جاری کیا اور اسکے دہانہ سے اسی میل نیچے ایک اور نہر کہودکر دہلی کو لایا اسوقت سے بہت
مدت تک جاری رہی مگر جب فرخ سیر و محمد شاہ کے وقت جب اسکی خبرگیری نہوئی تو پہر اسکا اجرا بند ہوگیا اور
انگریزی عملداری تک بدستور بند رہی اگرچہ احمد شاہ درانی کے وقت مین ایک لاکہہ روپیہ صرف ہوکر اسکی صفائی
ہوئی اور تہوڑی مدت تک اسکا پانی بہی جاری ہوا مگر پہر بند ہوگئی آخر انگریزی عملداری کے وقت لارڈ ہیسٹنگز
اسکی صفائی کی طرف متوجہ ہوے ۱۸۲۰ع مین اسکی صفائی کا کام شروع ہوکر ۱۸۲۳ع مین ختم ہوا تب سے
یہہ جاری ہے دہلی کی نہر اور اسکا سرا ایک ہی ہے آگے جمنا خان مین منقسم ہوجاتی ہے پہلے یہہ صفائی

اسکی ریڑ کی مقام سے بہادر گڈہ تک اکیسواکیاون میل ہوئے دوسری شاخ جو رہتک کو جاتی ہے بتالیس میل
پہر تیسری شاخ جو دادریا کو جاتی ہے چھتیس میل او چوتہی شاخ بارہ میل ہے غرض کل طول اس نہر کا معہ اسکی شاخو
کی دوسو چالیس میل شمار مین آیا **علی مردان خان کی نہر** اسکو بادشاہی نہر اور دہلی کی نہر بہی
کہتے ہین فی الحقیقت یہہ نہر بہی فیروزشاہ کی نہر کی ایک شاخ ہے جسکو نواب علی مردان خان مشہدی نے شاہجہان
بادشاہ کی حکم سے موضع ریر کے پاس فیروزشاہ کی نہر کے دہانہ سے جو دریاے جمنا سے نکالا گیا ہے اسی میل
نیچے جنوب کی سمت کو ستر میل لمبی کہود کر دہلی تک لایا اپنی دہانہ سے یہہ پچیس فیٹ چوڑی چلکر مختلف منزلون
اور مختلف رستون اور پہاڑون کے پاس سے گذرتی ہوئی دہلی تک آتی ہے اور پہر شہر کے اندر سے ہوتی
ہوئی قلعہ مین جاتی ہے اور قلعہ کے چمنون اور فوارون کو کئی شاخین ہنکر سیراب کرتی ہے پہر کل شاخون کی
ایک شاخ ہنکر جمنا مین جا پڑتی ہے دہلی کے مفسدہ سے اول اس نہر سے شہر اور قلعہ مین بہت رونق تہی اب
وہ انتظام بالکل درہم و برہم ہوگیا ہے شاہجہان بادشاہ کے وقت ۱۶۳۸ء مین اسکی کہودائی کا کام شروع
ہوکر ۱۶۴۶ء تک جاری رہا اور اس عرصہ مین کل کام کہودائی اور تعمیر عمارات بیرونی و اندرونی شہر و
قلعہ کا باختتام پہونچا اسوقت پچیس لاکہہ روپیہ سالانہ اسکی آمدنی تہی سو اسمین سے ایک خمس بادشاہی
خزانہ مین داخل نہین ہوتا تہا تمام و کمال اسکی صفائی اور عمارات کے صرف مین صرف ہوجاتا تہا ۱۷۵۳ء
جب نواب صفدر جنگ کی سرکشیون کا واقعہ دہلی مین وقوع مین آیا اور سلطنت مین سخت بے انتظامیان واقع ہوئین
تو یہہ نہر بہی عدم خبرگیری کے سبب سے بند ہوگئی اور شاہان دہلی سے کوئی اسکی اجرا کی طرف متوجہ ہوا اسکو
احمدشاہ درانی کے کہ اسنے دہلی کو فتح کرکر ایک لاکہہ روپیہ اسکی صفائی کے اوپر خرچ کیا تو بہی قرار واقعی
اجرا اسکا ظہور مین نہ آیا آخر لارڈ ہسٹنگ صاحب بہادر اسکی اجرا کی طرف متوجہ ہوئے اور ۱۸۱۷ء مین اسکی
صفائی کا کام جاری فرمایا پہلے صفائی اسکی جواریور کے مقام سے شروع ہوکر اسکی اصلی حالت سے پانی
اسکا جہادرے تک پہونچا پہر وہان سے آگے چلا کر نہر دریاے اترا مین ڈالی گئی وہان سے چلکر دریا
سوآنت مین داخل ہوتی پہر وہان سے براہ [illegible] کرنال و پانی پت وغیرہ دہلی مین آئی اور یہہ کل کام
چار سال کے عرصہ مین انجام پاکر ۱۸۲۰ء مین باختتام پہونچا **نہر دواب** یہہ نہر بہی شاہجہان بادشاہ کے
وقت کی پرانی نہر ہے شاہجہان کے حکم سے اسکو بہی علی مردان خان جمنا کے بائین کنارے سے فیروزشاہ
کی نہر کے دہانہ کے پاس سے کہود کر لایا تہا اور پہلے دور تک یہہ نہر اور فیروزشاہ کی نہر [illegible]
چلی آتی ہیں دہانہ سے ایک سو تیس میل چلکر یہہ دواب کے علاقہ مین پہونچ جاتی ہے اسکی [illegible]
اور اب شاہان چغتائی کی سلطنت کی ضعف کے وقت یہہ نہر بہی بند ہوگئی تہی مگر لارڈ ہسٹنگ صاحب بہادر نے [illegible]

مین اسکی صفائی کی طرف بہی متوجہ ہوے اور پہلے کہدوائی اسکی فیض آباد کے مقام سے شروع ہوئی اور [illegible]ع
تک یہہ کام جاری رہکر باختتام پہونچا اسکے پانی سے تمام دوآبہ کا ملک سیراب ہوتا ہے بلکہ اگر گورنمنٹ کا یہہ اراده
ومنشا ہے کہ ایک اور بہی نہر کرنال سے پانچ میل کے فاصلے شرقی کنارے جمنا سے کہود کر لدہیانہ کو لائی جاوے
دریاے منوتی یہہ ایک چہوٹا سا دریا مددگار نہر دہلی کا ہے اول یہہ نارنول سے چند میل پرے جنوب
کے طرف سے شمال مشرق کو بہکر جہجر مین آتا ہے پہر اسی سمت یعنی شمال مشرق کو چلتا ہوا اور بعد طے کرنے راستے
پچہتر میل کے گورگانون مین پہونچتا ہے وہان سے پہر بائیس میل دہلی کے طرف کو بہہ کر شہر دہلی سے چند میل
بسمت شمال دہلی کی نہر مین داخل ہو جاتا ہے **نالہ چتنگ** یہہ چہوٹا سا دریا یا نالہ پانی کا سرہند کے میدان مین
جاری ہے جو دریاے سرستی کے اندر سے ہوکر نکلتا ہے پہر وہان سے جنوب مغرب کی گوشہ کے سمت کو بہتا ہوا اور
بہت سے علاقون کو سیراب کرتا ہوا سفیدون کے مغرب کیطرف پہونچکر فیروزشاہ کی نہر مین داخل ہو جاتا ہے
پہر وہ اور نہر دونو ملک بیکانیر کی ریگستان اور بہٹنیر کے میدانون مین پہیل کر خشک ہو جاتے ہین جو حصار سے
بفاصلہ سینتیس میل کے واقع ہین کل لمبان اور راستہ اس دریا کا ایک سو پچاس یا ایکسو ساٹھہ میل کا شمار ہوتا ہے
دریاے مارکنڈا سرمور کی ریاست کے علاقہ اور ناہن پہاڑ کی گہاٹیون سے یہہ دریا نکلتا ہے اور
چشمہ سے تہوڑی دور جنوب مغرب کے گوشہ کے طرف چلکر سرہند کے میدان مین آتا ہے پہر وہان سے بہی اسی
سمت یعنی جنوب مغرب کو بہتا ہوا ستر میل کا راستہ اپنے چشمہ سے طے کرکر دریاے سرستی مین داخل ہو جاتا ہے
اس دریا کی مشرق کو سرستی اور مغرب کو دریاے گہگر بہتے ہین مگر جب ان تینون مین طغیانی ہوتی ہے تو تینون
اپنی کنارون سے اچہل کر ایک ہو جاتے ہین اور کوسون تک دور دور پانی انکا پہیل جاتا ہے اور زمیندار انکو
انکی طغیانی سے بڑا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور پیداوار شالی و مونگی و ماش وغیرہ کی بکثرت ہوتی ہے مخرج ان تینون
دریاؤن کا ایک ہی پہاڑ ہے جو اٹہتیس میل تک برابر پہیلا ہوا چلا گیا ہے **دریاے سرستی** ہنود کی
عقیدہ مین یہہ دریا نہایت متبرک ہے اور اسکے پانی سے غسل کرنا بڑا ثواب ہے اور کہتے ہین کہ اصل مین
سرستی برہما جی کی لڑکی کا نام ہے جو عقل کی دیوتا کہلاتی ہے اسنے اپنے آپ کو اس دریا کی صورت مین
ظاہر کیا ہے اور چونکہ یہہ بہتا نہین ہے آگے عین میدان [illegible] کے جنگل مین جاکر گم ہو جاتی ہے [illegible]
جذب نہین ہوتا بلکہ زمین کے اندر گہس کر الہ آباد کے قلعہ کے نیچے جا نکلتا ہے اور وہان سے تہوڑی دور چلکر
گنگا و جمنا کے شامل ہو جاتا ہے باعث اسکا یہہ ہے کہ جب یہہ سرستی پہاڑ سے اتری تو اسکے تعاقب مین [illegible]
عقل کی دشمنی تہی انکو دیکہتی ہوئی کورنگ کے میدان تک یہہ پہونچی [illegible] ہوتے ہوئے [illegible]
[illegible] اسوقت [illegible]

اور زمین کے اندر ہی اندر بہتی ہوئی گنگا کے پاس آلہ آباد کے قلعہ کے نیچے جا پہونچی اور زمین سے باہر نکلکر گنگا مین شامل ہوئی اور اصل مین یہہ دریا سرموڑ کی پہاڑ ناہن کی جنوب مشرقی گوشہ سے نکلتا ہے اور جنوب مشرق کی سمت کو چلکر جب تیس میل کا راستہ طی کر لیتا ہے تو ایک اور پہاڑی ندی جسکا نام کہرکی ہے اسکے شامل ہو جاتی ہے پہر تہوڑا سا راستہ اسی سمت کو چلکر یہہ دریا دو شاخون مین منقسم ہو جاتا ہے مشرقی شاخ کا نام جہنگ اور مغربی کا نام سرستی ہے برسات کی موسم مین یہہ اور دریاے گہگر و مارکنڈا تینون ایک ہو جاتے ہین صرف وہ گاؤن جو اونچے ٹیلون پر آباد ہین اسکی طغیانی سے محفوظ رہتے ہین کیونکہ پانی انکا بذریعہ مصنوعی و قدرتی نہرون اور پست میدانون نکے دور دور تک پہیل جاتا ہے دو شاخون کی تقسیم ہونے کے بعد یہہ جنوب مغرب کے طرف کو بتیس میل چلکر تہانیسر تک آ پہونچتا ہے وہانسے پہر مغرب کے سمت کو سترہ میل چلکر مارکنڈا سے ملجاتا ہے پہر قریب چالیس میل کے اور چلکر دریاے گہگر سے شامل ہو جاتا ہے یہہ شمول کی حالت اسکی اُس حالت مین ہین کہ جب اسمین پانی کثرت سے ہوا اور اگر پانی کم ہو تو تہانیسر سے آگے بڑہ کر کورنگ کے ریگی میدانون مین پانی اسکا بالکل جذب ہو جاتا ہے سردی کی موسم مین پانی اسمین بہت ہی کم ہوتا ہے اور دور سے اسکے پانی کی سفیدی ایک سلجنے تاگے کی مانند دکہائی دیتی ہے **دریاے گہگر** کوہ سرمور و علاقہ ناہن کے پہاڑ سے نکلکر پٹیالہ کی ریاست کے شرقی و شمالی حدود مین آتا ہے وہانسے پہر پٹیالہ کی ریاست کے علاقہ کو سیراب کرتا ہوا اور کوہستانی اور میدانی علاقون کے درمیان حد فاصل بناتا ہوا سرہند کے پاس آتا ہے وہانسے آگے پہر اٹہائیس میل جنوبی سمت کو ریگی میدانون تک چلکر پانی اسکا جنگل کی ریگ جذب کر لیتی ہے آگے کو چلنے نہین دیتی مگر برسات کے موسم مین برخلاف اسکے یہہ دریا بڑی طغیانی پر آجاتا ہے اور ایکسو چالیس میل کا راستہ جنوب مغرب کیطرف طی کر کر ہریانہ مین اور پہر ایکسو دس میل اسی سمت کو چلکر پٹیالہ کی سرزمین مین جا پہنچتا ہے پہر بیکانیر کے ملک کی حد کے پار بدہوپال کے پاس سے گذرتا ہوا بائیس میل کا راستہ طی کرتا ہوا شہر بہٹنیر کے جنوب مغرب کی طرف فیروزشاہ کی نہر کے ساتہ ملجاتا ہے پہر دونو مشمول ایک دوسرے کے بائیس میل جنوب مغرب کو بہہ کر بہاولپور کے متصل دریاے گہارا یعنی ستلج مین شامل ہو جاتے ہین اور اگر گہگر مین پانی کم ہو تو دہندل کے مقام سے پانی اسکا آگے نہین چلتا کچہہ زمیندار اپنے اپنے زراعتون کی طرف لیجاتے ہین اور کچہہ ریگستان مین گم ہو جاتا ہے اسکے نچلے حصہ کے راستہ مین تمام ملک ویرانہ و بنجر ہے وہان اسکا پانی زراعت کی کام مین صرف نہین ہوتا شاہ بابر نے اسکا نام گگر کہا تہا جو اب گہگر مشہور ہے چوڑان اسکی اگرچہ کم ہے مگر گہران زیادہ ہے طغیانی کے وقت گہران اسکی تین گز تک پہونچ جاتی ہے ورنہ معمولاً عمق اسکی گز یا سوا گز کے مقدار تک ہے **سابی نلا** یہہ ایک چہوٹا سا دریا کوہ ہمالہ

کی جنوبی گھاٹیون سے نکلکر اول شمال کی طرف بہتا ہے پہر وہان سے مختلف راستون اور سمتون کو اسّی میل تک بہتا ہوا ریورا ور کوٹ قاسم کے مقام تک پہونچتا ہے پہر اُس مقام سے تیس میل تک ضلع گورگانون اور جہجر تک چلتا ہوا ہنسوتی دریا کے دہنے کنارے کے طرف سے اُسمین شامل ہوجاتا ہے **پوشیدہ نرہے** کہ اگرچہ ستلج پار سے جمنا تک کے میدانی علاقہ مین بہت سی ندیین نالے نہرین قدرتی و مصنوعی جاری ہین مگر جو اُنمین بڑی نہرین ندیین تہین اُنکا ذکر اوپر تحریر ہوچکا اُنکی سوا ے خانپور کی ندی پٹیالہ کا دریا تانگرا تانگری و نہر کٹورا و سوہاگ و خانواہ و پوراتی ستلج و خلاصی نالہ وغیرہ بہت ہین جنکی علٰحدہ علٰحدہ ذکر کرنے سے طوالت ہوتی ہے اِن کے پانی سے تمام علاقے سیراب ہوتے ہین اور آب پاشی کا روپیہ سرکار مین داخل ہوتا ہے سواے اِسکے اِس میدان کے پانی کے جہیلین بہی ملک کو سیراب کرتے ہین جنمین سے چند جہیلون کا ذکر لکہا جاتا ہے **گوہانہ کی جہیل** یہہ جہیل دہلی سے پچاس میل شمال مغرب کے سمت کو قصبہ گوہانہ کے پاس ہے اور دہلی کی نہر سے ایک شاخ نکل کر جو رہتک کو جاتی ہے وہ بہی اِسکے متصل بہتی ہے برسات کے موسم مین اِسکا پانی پچاس میل تک پہیل جاتا ہے بلکہ جب علیمردان خان نے اِس نہر کو بنایا اور پانی چہوڑا تو گوہانہ تک پانی برابر اکثر ریت زمین مین پہیل گیا اِسقدر کہ گویا اُس ملک مین طوفان آگیا اور ایک گاؤن جسکا نام لعل پورہ تہا غرق ہوگیا **گوٹلہ کی جہیل** یہہ جہیل سملک کے بڑی جہیلون مین شمار ہوتی ہے جو دہلی سے جنوب مغرب کے سمت کو اڑتالیس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے اِس جہیل سے رعایا کو بڑے فائدے حاصل ہوتے ہین اور قصبہ گوٹلہ اِسکے کنارے کے اوپر آباد ہے **نجف گڈہ کی جہیل** اِس جہیل کو دریاے ہنسوتی کی جہیل بہی کہتے ہین برسات کے موسم مین جب یہہ نہر بہتی ہوتی ہے تو عرض طول اِسکا بہت بڑہ جاتا ہے اور دہلی سے بسمت جنوب مغرب پندرہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور سرکار نے چہوٹی سی نہر اِسکے اندر سے جاری کی ہے **کیرت پور کی جہیل** ستلج پار کے علاقہ مین یہہ بہی ایک مشہور جہیل کرت پور کے پاس ہے جہیل کے چارون طرف انبون کے درخت بکثرت ہین اِس جہیل کا ہندو لوگ بڑا ادب کرتے اور متبرک سمجہتے ہین ایک مندر بہی عالیشان پرستشگاہ ہنود کی یہان بنا ہوا ہے اِسمین مچہلی مرغابیان بیشمار رہین مگر ہندو اونکو شکار نہین کرتے اور نہ کسیکو شکار کرنے دیتے ہین **تہانیسر کورکہیتر کی جہیل** اِس جہیل کا مفصل ذکر ہندون کی عبادت گاہون اور شہرون کے حال مین لکہا جائیگا انشاء اللہ تعالٰی

دوسری تقسیم ستلج پار کے ملک کی ضروری حالات و تعداد رقبہ و مردم شماری و تقسیم قسمت و ضلع و حدود اربع کے ذکر مین

یہہ ملک ستلج کے شرقی کنارے سے جمنا تک پہیلا ہے جسکے شمال کی طرف کوہ ہمالہ و شرق و جنوب کی ممالک شمالی مغربی

وشمالی اور جنوب مین بیکانیر و علاقہ بہٹیانہ مغرب مین دریاے ستلج ہے اور اگر کوہستانی ملک بہی جو ماتحت گورنمنٹ
پنجاب ہے اسکے ساتہہ شامل کر کر حد و دبندی ہو تو شمالی حد اسکی بہت اور چینی تاتار کے حدود سے ملحق ہو جاتی
اور خاص گروہ ملک جسپر حکام انگریزی حکومت کرتے ہین تین قسمت اور دس اضلاع مین منقسم ہے اور ستر ہزار
آٹہہ سو ستیالیس میل اسکا رقبہ زمین شمار مین آیا ہے پہلی قسمت دہلی کی اسمین ضلع دہلی و کرنال و گورگانون
تین ضلع و کل رقبہ اسکا چار ہزار ساتون میل مربع ہے دوسری قسمت حصار کی اسمین ضلع حصار و رہتک و
سرسہ تین ضلع اور آٹہہ ہزار پانسو چہیالیس میل رقبہ ہی تیسری قسمت انبالہ اسمین ضلع انبالہ و لدہیانہ و تہانیسر و
شملہ چار ضلع اور پانچہزار دوسو چوالیس میل اسکا رقبہ ہے مگر اب تہانیسر کا ضلع ٹوٹ کر علاقہ اسکا اور ضلعون کے
ساتہہ ملا دیا گیا ہے اور ضلع فیروزپور گیارہوان ضلع ستلج پار کا لاہور کی کمشنری سے علاقہ رکہتا ہے اگرچہ اس
کتاب مین پنجاب کے علاقجات الگ الگ حصونمین بیان ہوئے ہین مگر کل پنجاب کی مردم شماری اسی جگہہ بیان
شمار کی جاتی ہے کہ کل پنجاب مین جو ماتحت گورنمنٹ پنجاب کے ہے اسمین ایک کروڑ چہتر لاکہہ ترانوین ہزار چہہ سو
چورانوین آدمی آباد ہین پچہلے بارہ سال مین پنجاب مین آبادی کی بدرجہ غایت ترقی ہوئی چونکہ قسمت دہلی
و حصار اس زمانہ مین ممالک مغربی و شمالی کے شامل تہی اب اگر ان دونون قسمتون کی آبادی جو اکتیس لاکہہ
اڑتالیس ہزار آٹہہ سو پچاسی آدمی کی ہے منہا کیجاوے تو ایک کروڑ چوالیس لاکہہ پینتالیس ہزار اٹہاسی
آدمی باقی رہجاتے ہین سنہ ۱۸۵۲ع مین جو مردم شماری ہوئی تہی اسکی رو سے اب آبادی بہت زیادہ ہے
اسکا صرف ترقی آبادی کی ہے اور نیز یہہ کہ اب کی مردم شماری جو جنوری سنہ ۱۸۶۸ع مین ہوئی ہے نہایت صحت
اور کوشش کے ساتہہ ہوئی ہے چونکہ کل پنجاب مین چالیس لاکہہ اکیس ہزار نوسو چہتر گہر ہین ان کے اوپر اگر آبادی
کو پہیلایا جاوے تو ۴ ۲/۵ صحیح آدمی فی گہر شمار مین آتے ہین اور اس کل آبادی مین سے پچانوین لاکہہ
ترسٹہہ ہزار پانسو چہپن مرد اور اسی لاکہہ تیس ہزار ایکسو اڑتیس عورات ہین اور یہہ تمام مردم شماری تین
فریق مین منقسم ہوئی ہے اول بالغ جنکی عمر اٹہارہ برس سے زیادہ ہے دوم وہ آدمی جنکی عمر بارہ اور
اٹہارہ کے درمیان ہے تیسرے وہ جنکی عمر بارہ سال سے کم ہے سو پہلے قسم کے بالغ مرد تریپن لاکہہ اکیاون
چہہ سو اور عورتین پینتالیس لاکہہ تراسی ہزار چار سو باون اور دوسرے قسم کے مرد آٹہہ لاکہہ چہیاسٹہہ ہزار تین سو
اڑسٹہہ اور عورتین اڑسٹہہ ہزار تین سو تراسی تیسرے قسم کے مرد یعنی بارہ برس سے کم تینتیس لاکہہ پینتالیس ہزار
چہہ سو ستاسی عورتین اٹہائیس لاکہہ اڑتیس ہزار چوتیس عند التفصیل شمار مین آئین شمار مردون کا بہ نسبت عورتون
کے تفریق وار اور کل میزان مین زیادہ ہے اور یہی کیفیت اور ملکون کے ساتہہ بہی ہے جو ایشیا مین خط استوا
کے قریب ہین یورپین یعنی انگریز وغیرہ عیسائی کل پنجاب مین دو ہزار نوسو چورانوین اور سکہہ نانک پنتہی گیارہ

تمام شد

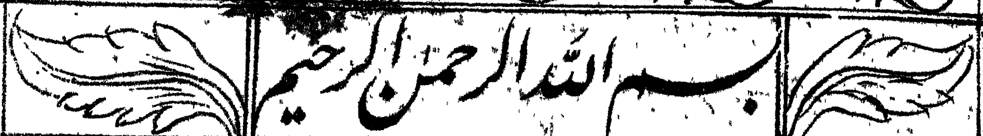
بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

گنجینهٔ استحصال فرهنگ و دستگاه فزا و آئینهٔ جهان نمای عقل و درایت از بس نادر و نایاب مسمیٰ به

تاریخ مخزن پنجاب

از تدوین و تالیف واقف علوم و فنون هنرپرور مفتی غلام سرور صاحب قریشی لاهوری

مطبع نامی منشی نولکشور مفتاح المطابع مفتوح ہوا



اللہ اکبر خالق جن و بشر خداوند کریم غفور الرحیم سب سے اعلیٰ رزاق دنی و الاسعود خاص و عام ذوالجلال والاکرام قادر بیچون
صانع گوناگون جسنے اپنی قدرت کی رنگینی سے رنگ رنگ کے رنگ بنائے طرح طرح کے جلوے دکھائے
کہین گلزار کہین خار کہین خزان کہین بہار کہین دریای روان کہین ریگ بیابان کہین خوشی کہین اسیری
کہین جوانی کہین پیری کہین غنچہ کہین گل کہین باقی کہین دل کہین ظلمت کہین نور اُسکی قدرت کا ظہور ہے
رباعی اگر اُٹھ جائے پردہ دیدۂ باطن سے غفلت کا * جہان مین جا بجا آئے نظر نور اسکی وحدت کا
عیان ہو حق ہی حق ہر آن اسکی چشم حق بین مین * حقیقت مین اگر ہووے کوئی طالب حقیقت کا * حمد اور رسول اللہ کے
مقبول شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین ختم المرسلین سرور دین الی محشر حاکم جن و بشر شہنشاہ مالک صاحب لولاک لما صاحب تاج
عالم معراج احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ذات بابرکات ہے جسکو باعث ظہور کائنات ہی حق نے
اسکو شاہنشاہ کیا حقیقت کے علم سے آگاہ کیا عرش پر بلا بادید از دکھلایا محبت کا جام پلایا محرم اسرار کیا نبیون مین
مختار کیا **قطعہ** واہ کیا ذات ہے وہ ذات نبی * حق نے رکھا ہے محمد جسکا نام * بود ہی جسکے ہی بود اہل نبی
جسکی ہستی سے ہے ہستی کو قیام * غلام ہین جسکے شمس و قمر * ذات ہے جسکی ہوئی کل خاص و عام *
خیرخواہ خلق با خلق نکو * خیر دنیا خیر دین خیر الکرام * بہیج ای سرور بصدق دل ہمیشہ و بصد دم بر آل پیغمبر سلام
مین بندہ حقیر **غلام سرور** خلف مفتی الشرع الامجد مولانا مفتی **غلام محمد** قریشی لاہوری خدمت مین
صاحبان علم و ہنر کے یہ عرض کرتا ہے کہ جب اس کتاب گلدستہ کرامات و خزینۃ الاصفیا و گنج تاریخ و کان تاریخ
... کی تالیف و تصنیف سے فراغت پا چکا تاریخ ... کا ارادہ کیا کہ اب ایک ... کیا جائے

احوال مین بزبان اردو مروجہ لکھی جاے اس شوق مین ایک سال کامل حالات کی تلاش درپیش رہی اور بہت سی سعی کی بعد جسقدر احوال کہ بذریعہ کتب فارسی و انگریزی کے حاصل ہوا اس مختصر مین زیب اندراج پایا اور مخزن پنجاب نام رکھا پانچ حصوں یعنی تقسیموں مین منقسم کی ٭

پہلا حصہ

ستلج یا بیچ جمنا تک کے میدانی ملک کے حال مین جو فی زماننا گورنمنٹ پنجاب کے متعلق ہے اسمین پانچ تقسیمین ہین — **پہلی تقسیم** دریاؤن اور جھیلون کی حالات مین **دوسری تقسیم** ستلج پار کے ضروری احوال و تعداد و رقبہ و مردم شماری و تقسیم قسمت و ضلع حدود اربع کی ذکر مین **تیسری تقسیم** بادشاہون و راجون و رئیسون و جاگیردارون کے بیان مین جو اس ملک مین حاکم تھے اور اب ہین مختصر کہ حکومت انگریزی کا **چوتھی تقسیم** ستلج پار سے جمنا تک کے شہرون و قصبون و قلعون و قدیمی مکانون و معابد و پرستشگاہون وغیرہ کے بیان مین معہ مجمل حال مفسدہ فوج انگریزی ہندوستانی جو ضلع کے موقعون پر تحریر ہوا ہے **پانچوین تقسیم** ستلج پار سے جمنا تک کے کوہستانی ملک اور رہ ملک کے شہرون و قصبون و ریاستون و قلعون و گھاٹون و درون و دریاؤن و جھیلون و گاؤن کے ذکر مین

دوسرا حصہ

دریاے ستلج کے دہنی کنارے سے لیکر کل پنجاب کے میدانی اور مغربی پہاڑی ملک کے حال مین اسمین آٹھ تقسیمین ہین **پہلی تقسیم** پنجاب کے حدود و آب و ہوا و تعداد و رقبہ وغیرہ ضروری حالات کی ذکر مین **دوسری تقسیم** پنجاب کی تقسیم اندرونی قسمت و ضلع و رقبہ قسمت وار و محکمجات مدارس و پولس و ریل و تار برقی وغیرہ **تیسری تقسیم** دریاؤن کی ضروری حالات اور ان کی چشمون و رفتار و مسافت و طول و عرض کے ذکر مین اور مجمل حال ان نالون اور ندیون کا جو ان سے نکلتی یا داخل ہوتی ہین **چوتھی تقسیم** پنجاب کے پانچون دوآبون اور ان کی عرض طول کے بیان مین **پانچوین تقسیم** پانچون دوآبون کی اندرونی شہرون اور قصبون اور بستیون کے ذکر مین معہ احوال بعضی تعمیرات قدیم و جدید و باغات و قلعجات و چھاؤنی جو شہرون سے متعلق ہین **چھٹی تقسیم** دریاے سندھ کے پار کے ملک کے شہرون و قصبون کی تشریح مین **ساتوین تقسیم** علاقہ پشاور و دیرہ جات دریاؤن و ندیون و سرحدی پہاڑون کے احوال مین **آٹھوین تقسیم** بہاولپور کی ریاست اور وہان کے ملک کی تفصیل مین ٭

تیسرا حصہ

پنجاب کے کوہستانی اور اسکے علاقون کی احوال مین اسمین پانچ تقسیمین ہین **پہلی تقسیم** ہزارہ کے ملک اور اسکے متعلق کی حالات مین **دوسری تقسیم** [illegible] کے پہاڑون اور [illegible] شہرون و قصبون [illegible]

و جھیلوں و کانوں کی ذکر مین **تیسری تقسیم** تبت و لداخ و گلگت و کشتوار وغیرہ کے بیان مین **چوتھی تقسیم** کوہ جموں اور وہانکی ریاست اور بعضی شہروں و قلعوں کی ذکر مین **پانچوین تقسیم** کوہ کانگڑہ اور اس ضلع کی شہروں و قصبوں و ریاستوں کی تشریح مین جو سرکار انگریزی کے ماتحت ہین ٭

چوتھا حصہ

پنجاب کے حاکموں اور ناظموں کے ذکر مین اسمین تین تقسیمین ہین **پہلی تقسیم** مسلمان بادشاہوں و حاکموں و ناظموں کے ذکر مین جو سلاطین غزنین سے چغتائی و درانی سلطنت کی اخیر تک پنجاب مین حاکم رہے **دوسری تقسیم** سکھوں کے ظہور و عروج و حکومت کے بیان مین گرونانک کے عہد سے مہاراجہ رنجیت سنگھ و دلیپ سنگھ کی انقراض حکومت تک **تیسری تقسیم** انگریزوں کے ہندوستانی فوج کی فساد و خونریزی کے تذکرے مین جو سال ۱۸۵۷ء مین وقوع مین آیا

پانچوان حصہ

پنجاب کے میدان اور کوہستان کے متفرق احوال مین اسمین چار تقسیمین ہین **پہلی تقسیم** مسلمانوں و ہندوؤں کی عبادتگاہوں و زیارات و مقابر و پرستشگاہوں کی ذکر مین **دوسری تقسیم** ہندو و مسلمانوں کی قوموں کی بیان مین **تیسری تقسیم** ہندو و مسلمانوں کی مذاہب و عقاید کی تفصیل مین **چوتھی تقسیم** تجارت و درآمد برآمد و پیداوار و صنایع و تحایف کی احوال مین ٭

قطعہ تاریخ نظم کتاب

ہوئی جس وقت فضل ایزدی سے ٭ نئی تیار پنجابی تواریخ ٭ عجب سر و سر دل نے سال تاریخ ٭ کیا اظہار پنجابی تواریخ ۱۲۸۵

پہلا حصہ

ستلج پار سے دریائے جمنا تک کے ملک کے احوال مین جو بحکم دولت گورنمنٹ پنجاب کے متعلق ہے اسمین پانچ تقسیمین ہین **پہلی تقسیم** اس ملک کے دریاؤں اور جھیلوں کے تذکرہ مین ٭

دریائے جمن

اسکا نام جاہنی کتابوں مین جمنا مشہور ہے جو کوہ ہمالہ سے نکلکر ہندوستان کے میدانوں کو سیراب کرتا ہوا الہ آباد کے گنگ سے مل کے شامل ہو جاتا ہے اول ہندو [illegible] جنوب مغربی پہاڑوں کوہ ہمالہ [illegible]

چشمہ پانی کا جسکا اندازہ تین فیٹ چوڑا اور ایک یا دو فیٹ گہرا ہے روان ہوتا ہے وہی چشمہ گویا آغاز و ابتدا
اس دریا کا شمار ہوتا ہے اُس مقام تک آدمی سردی اور برف کی کثرت کے سبب سے پہنچ نہین سکتا اور اگر جاوے
تو ہرن مُشکل ہے جو زندہ پھر نہ آسکے اس زمانہ مین سوائے دو کس صاحبان انگریز کے کہ وہ بھی بڑی حکمت
عملی سے صرف حال دریافت کرنیکی مراد سے وہان گئے تھے اور کوئی مسافر و سیاح وہان تک نہین گیا پھر
جب اُس چشمے کا پانی پہاڑ کی بلندی سے نیچے کی گھاٹیون مین آتا ہے تو اور اور گرم چشمون کے پانی بھی جو
اُس نواح مین بکثرت جاری ہین اُس سے ملکر اور کچھہ دھوپ کی گرمی سے برف پگھلکر پانی بکثرت اُسمین
ہوجاتا ہے اور ایک چھوٹی سی دریا کی صورت پاکر وہان سے جنوب بمغرب کو راستہ لیتا ہے پھر چشمے
آٹھہ میل کے فاصلہ پر آکر دریائے مُجرائی لنگا جو جمنا سے پر آبی و چوڑان و گہران و تیزی و تندی مین کچھ زیادہ
زیادہ ہے اسمین آکر شامل ہوجاتا ہے شمول کی مقام سے پھر یہہ دریا بڑی زور و شور سے بلندی سے
پستی کو اُترتا ہوا بعد طے کرنے مسافت آٹھہ میل اور سولہ میل چشمے سے کوٹ نرنگ کے پاس آپہنچتا ہے
جو اُسکے چشمہ سے پانچہزار چھتیس فیٹ نشیب مین ہے اس سے خیال کر لینا چاہئے کہ سولہ میل مین یہہ دریا
فی میل تین سو چودہ فیٹ بلندی سے پستی کو اُترا پھر وہانسے پانچ میل نیچے کو آکر دریائے بدھو کدا
کنا کے پہاڑ سے نکلکر اسمین آپڑتا ہے پھر وہانسے تین میل نیچے دریائے تتال اور پھر آٹھہ میل نیچے
دریائے کٹال کوہ ٹونس کے مقام سے اوپر اسمین داخل ہوجاتا ہے پھر چار میل نیچے آکر دریائے رکنا پھر
دس میل چلکر دریائے کہنتی دہنی طرف سے آکر اسمین شامل ہوجاتے ہین پھر پندرہ میل اور چلکر دریائے
انگلر جو ایک بڑا دریا ہے آب چوڑا ہے بائین طرف سے آکر اس سے ملجاتا ہے ان دریاؤن کے سوائے تنگ
راستہ کے اندر اور بیشمار ندیون اور چشمون کے پانی بائین دائین دونو سمت سے آکر اسمین ملتے جاتے ہین
دریائے انگلر کی شمول کے مقام سے رخ اس دریا کا جنوب بمغرب کی سمت سے بدل کر خاص مغرب کی سمت کو
ہوجاتا ہے وہانسے تیرہ میل آگے چلکر دریائے ٹونس بڑی زور و شور سے بہتا ہوا اسمین آپڑتا ہے وہانسے
دس میل نیچے دریائے گری اس سے شمول پاتا ہے دریائے ٹونس کی شمول کے مقام کو دانایان فرنگ سمندر
کی سطح سے ایکہزار چھہ سو چھیاسی فیٹ بلند تحریر کرتے ہین دریائے ٹونس و گری کے شامل ہونے کی بعد چوڑان
اسکی بہت اور رفتار اسکی تیز ہوجاتی ہے اسقدر کہ برسات مین چھہ سو گز اور بعض دنون مین اکثر جگہ چوڑان اور
گہران بارہ سے لیکر چودہ فیٹ تک ہوتی ہے اور پانی بھی مصفا و پاکیزہ ایسا کہ مچھلیان پانی کے اندر تیرتی ہوئی
نظر آتی ہین پھر ایک میل نیچے اس مقام کے دریائے آسن اسکے بائین طرف سے آکر شامل ہوجاتا ہے دریا
آسن بھی ایک نامی دریا کوہ پہالہ کا ہے جو ایکہزار چار سو ستر فیٹ کی بلندی سے نشیب کو آکر جنوب مشرق کی

سمت مقابل جمنا کے بہتا ہوا اور دیرہ دون کے پہاڑ کو سیراب کرتا ہوا جمنا مین آگرتا ہے آسن کی شمول کی بعد
دریاے جمنا پہلے سمت مغرب اور پہر جنوب کی طرف کو بہتا ہوا اور کوہ سوالک کے گہاٹیون اور غارون کے
اندر ہوتا ہوا بارہ میل راستہ طے کرکر ہندوستان کے ہموار میدان مین داخل ہوجاتا ہے طول اس دریا کا چشمہ
سے لیکر ہند کی میدان تک بعضی مورخ اکیسوتیس میل اور بعض ستانوین میل فرماتے ہین اسطرح کہ اگر دریا کے راستے
اور اسکے پیچ وخم سب شمار کرلئے جاوین تو بیشک اکیسوتیس میل اور اگر سیدہے راستہ کے حساب سے شمار ہو تو فقط
ستانوین میل شمار مین آتے ہین ہند کے میدان کے دخول کا مکان ایکہزار دوسو چہتر فیٹ سطح سمندر سے بلند
ہے اور سو فیٹ فی میل چشمہ سے لیکر ہند کے میدان تک اسکی نشیب شمار مین آتی ہے میدان مین آکر یہہ دریا
بہت سی شاخون مین منقسم ہوجاتا ہے اور دور دور تک ملک کو اسکی سیرابی سے فائدے پہونچتے ہین
اور سوداگری کا مال بہی پہاڑ سے اس دریا کے ذریعہ سے بہت آتا ہے خصوصاً دیودار وچیر وزیتون وغیرہ
لاکہون روپیہ کی لکڑی سوداگر لوگ پہاڑون کے اوپر سے اسمین بہا دیتے ہین اور وہ تیرتی ہوئی
میدان مین آجاتی ہین دہلی کے نیچے اس دریا پر جہنے تک کشتیون کا پل بندہا رہتا ہے مگر برسات کے تین مہینے
مین پل ٹوٹ کر آمدرفت مسافرون کی کشتیون کے ذریعہ سے ہوتی ہے دہلی کے مقام سے اجراے اس
دریا کا خاص شرق کی سمت ہوکر راستہ مین چکر کہاتا اور کبہی شرق اور کبہی جنوب شرق کی سمت کو چلتا ہوا
الہ آباد کے قلعہ کے نیچے پہونچکر گنگا سے ملجاتا ہے کل مسافت وطول اسکا دہلی سے الہ آباد تک بارہ دریا
چہہ سو انیس میل ہے اور درمیانہ راستہ مین دریاے ٹان وچنبل وسندہ وبتوہ وکانی پانچ دریا داہنی طرف
و دریاے ہنڈن وسنگور ورند تین دریا بائین سمت سے دور دور سے آکر اسمین داخل ہوتے جاتی ہین
ان کے سوا اور بہی بیشمار ندیان نالے کوہی ومیدانی دونو سمت سے آکر اسکے ساتہہ شامل ہوتے ہین
نچلا حصہ اس دریا کا بہت بڑا ہے وہان یہہ کہین ایک میل اور کہین دو میل اور کہین اس سے زیادہ چوڑا ہوتا ہے
اور تیز روی بہی سخت تر ہوتی ہے اور بسبب اسکے کہ اسکی تہہ مین پتہر ریتیلے و چہلیان بےشمار ہین جہاز اسمین
نہین چل سکتا یہہ دریا ملیان مین دریاے گنگ سے اس مقام تک کہ گنگ سے شامل ہوتا ہے بہت بڑا ہے
مگر پانی مین تہوڑا ہے اسکے ذریعہ سے شہر کالپی واٹاوہ ومتہرا وآگرہ ودہلی وغیرہ مین جو اسکے کنارے
اور آباد ہین بڑی کثرت سے سوداگری کا مال آکر فروخت ہوتا ہے اس دریا کے کنارے بلند اور ریتلے
ہین اور تیز روی اور پانی بہی اسمین اور دریاؤن سے زیادہ ہے اسکے تہہ مین پہاڑی پتہر ریتلے وکنکر
نچلے حصہ مین اسکے مچہلیان ومگرمچہہ اور بولن وسنسار وگہڑیال وغیرہ بڑے بڑے جانور بہت ہین کل طول
اسکا چشمہ سے لیکر گنگا کی شمول تک آٹہہ سو ساٹہہ میل کا ہے اور دونو دریاؤن کے شمول کے مقام پر الہ آباد

کا قلعہ بڑا مضبوط و مستحکم بنا ہوا ہے شمول کے مقام پر یہہ دونو دریا پر آبی مین مساوی ہین مگر گنگا زیادہ گہری
اور پانی اُسکا زردی مائل و مکدر و کم رفتار اور جمنا نہایت تیز رو و مصفا ہے پانی جسکا بلور کی طرح آبدار و
شفاف ہے دونو کے پانیون مین صرف اسقدر فرق ہے کہ گنگا کا پانی ذائقہ دار و شیرین جمنا کے پانی
سے ہے ہندو لوگ جمنا کو نہایت متبرک و لائق پرستش جانتے ہین اور چونکہ شمول اسکا آخرکار گنگا کے ساتھہ
ہوتا ہے یہہ بھی ایک وجہہ اُسکی بزرگی کا خیال کر لیتے ہین اور یہہ بھی ہندؤن کا قول ہے کہ دریاے سرستی
جو ہند کے میدانون مین پہلکر زمین مین گھس جاتا ہے وہ زمین کے اندر اندر بہتا ہوا یہان آتا ہے اور آلہ آباد
کے ایک برج کے نیچے زمین سے باہر نکلکر گنگا کے ساتھہ شامل ہوجاتا ہے اگرچہ پانی کا ظہور برج کے نیچے سے ضرور ہے
مگر یہہ بات ثابت نہین ہوتی کہ آیا یہہ وہی سرستی دریا ہے جو اتنی دور زمین کے نیچے ہوتا ہوا یہان آکر ظاہر
ہوتا ہے **فیروزشاہ کی نہر** جمنا کی نہرون مین یہہ نہر بڑی اور پرانی و مشہور پر آب چوڑی اور گہری
قابل جہاز رانی کے ہے پہلے یہہ نہر جمنا کے دہنے کنارے سے بسمت جنوب مغرب چلکر بعد طے کرنے راستے ایکسو
میل کے دہترت کے مقام تک پہونچتی ہے پہر وہانسے جتنک ندی مین داخل ہوکر ہانسی تک اور پہر ۱۸ میل
شمال مغرب کے سمت کو چلتی ہوئی حصار تک جاتی ہے حصار کی مقام تک کل طول اس نہر کا دہانہ سے لیکر ایکسو
پچاس میل گنا جاتا ہے حصار سے پہر چند میل آگے کہودا ہوا راستہ اسکا موقوف ہوجاتا ہے مگر طغیانی کے وقت
یہہ اپنا راستہ آپ لیتی ہوئی بیکانیر کے غربی ریگستان تک پہونچ جاتی ہے وہان پانی اسکا ریگ کے
ٹیلون کے اندر جذب ہوجاتا ہے مگر بعض اوقات جب بہت طغیانی ہوتی ہے تو وہانسے یہہ دریاے گہگر مین ملکر
اُسکے ذریعہ سے ستلج مین جا پہنچتی ہے اس نہر کو اول فیروزشاہ بادشاہ تغلق نے کہدوایا اور ہریانہ کی جنگل کو جو
اُسکی شکارگاہ تھی سیراب کیا جسکا فیض آجتک جاری ہے مگر اُسکے مرنے کے بعد حکام کی غفلت سے کئی مرتبہ یہہ بند
ہوگئی اور پانی کا اجرا موقوف ہوگیا تھا پہر شاہجہان بادشاہ نے اپنی سلطنت کے وقت اُسکی اجرا پر توجہہ کی اور
نواب علیمردان خان مشہدی کو اُسکے اجرا کی کام پر مامور کیا اُسنے بڑی سعی و کوشش کے ساتھہ اسکام مین تندہی
کرکے اسکو پہر جاری کیا اور اسکے دہانہ سے اسی میل نیچے ایک اور نہر کہودکر دہلی کو لایا اُسوقت سے یہہ
مدت تک جاری رہی مگر جب فرخ سیر و محمد شاہ کے وقت جبکہ اسکی خبرگیری نہ ہوئی تو پہر اسکا اجرا بند ہوگیا اور
انگریزی عملداری تک بدستور بند رہی اگرچہ احمد شاہ درانی کے وقت مین ایک لاکہہ روپیہ صرف ہوکر اسکی صفائی
ہوئی اور تہوڑی مدت تک اسکا پانی بہی جاری ہوا مگر پہر بند ہوگئی آخر انگریزی عملداری کے وقت لارڈ ہیسٹنگ صاحب
اسکی صفائی کی طرف متوجہ ہوئے ۱۸۲۳ء مین اسکی صفائی کا کام شروع ہوکر ۱۸۲۵ء مین ختم ہوا تب سے اب
یہہ جاری ہے دہلی کی نہر اور اسکا سرا ایک ہی ہے آگے آکر چند شاخون مین منقسم ہوجاتی ہے پہلے پہل صفائی

اسکی ریر کی مقام سے بہادر گڈہ تک اکیسو اکیاون میل ہوئے دوسری شاخ جو رہتک کو جاتی ہے نتالیس میل
پھر تیسری شاخ جو داریاکو جاتی ہے تینتیس میل اور چوتھی شاخ بارہ میل ہے غرض کل طول اس نہر کا معہ اسکی شاخون
کی دو سو چالیس میل شمار مین آیا **علی مردان خان کی نہر** اسکو بادشاہی نہر اور دہلی کی نہر بھی
کہتے ہین فی الحقیقت یہہ نہر بھی فیروز شاہ کی نہر کی ایک شاخ ہے جسکو نواب علی مردان خان مشہدی شاہجہان
بادشاہ کی حکم سے موضع ریر کے پاس فیروز شاہ کی نہر کے دہانہ سے جو دریاے جمنا سے نکالا گیا ہے اسی میل
نیچے جنوب کی سمت کو ستر میل لمبی کہود کر دہلی تک لایا اپنی دہانہ سے یہہ پچپن فیٹ چوڑی ہے بلکہ مختلف مقامون
اور مختلف رستون اور پہاڑون کے پاس سے گذرتی ہوئی دہلی تک آتی ہے اور پھر شہر کے اندر سے ہوتی
ہوئی قلعہ مین جاتی ہے اور قلعہ کے چمنون اور فوارون کو کئی شاخین بنکر سیراب کرتی ہے پھر کل شاخون کی
ایک شاخ بنکر جمنا مین جا پڑتی ہے دہلی کے مفسدہ سے اول اس نہر سے شہر اور قلعہ مین بہت رونق تھی اب
وہ انتظام بالکل درہم وبرہم ہوگیا ہے شاہجہان بادشاہ کے وقت ۱۶۳۸ع مین اسکی کہودائی کا کام شروع
ہوکر ۱۶۵۰ع تک جاری رہا اور اس عرصہ مین کل کام کہودائی اور تعمیر عمارات بیرونی واندرونی شہر و
قلعہ کا باختتام پہونچا اسوقت پچیس لاکھہ روپیہ سالانہ اسکی آمدنی تھی سو اسمین سے ایک حصہ بادشاہی
خزانہ مین داخل نہین ہوتا تھا تمام وکمال اسکی صفائی اور عمارات کے صرف مین صرف ہوجاتا تھا ۱۷۵۳ع مین
جب نواب صفدر جنگ کی سرکشون کا واقعہ دہلی مین وقوع مین آیا اور سلطنت مین سخت بے انتظامیان واقع ہوئین
تو یہہ نہر بھی عدم خبرگیری کے سبب سے بند ہوگئی اور شاہان دہلی سے کوئی اسکی اجرا کی طرف متوجہ نہوا اسکے
احمد شاہ درانی کے کہ اسنے دہلی کو فتح کرکر ایک لاکھہ روپیہ اسکی صفائی کے اوپر خرچ کیا تو بھی قرار واقعی
اجرا اسکا ظہور مین نہ آیا آخر لارڈ ہسٹنگ صاحب بہادر اسکی اجرا کی طرف متوجہ ہوئے اور ۱۸۱۷ع مین اسکی
صفائی کا کام جاری فرمایا پہلے صفائی اسکی جواریور کے مقام سے شروع ہوکر اسکی اصلی راستہ سے پانی
اسکا چہادرے تک پہونچا پھر وہانسے آگے چلاکر نہر دریاے اترا مین ڈالی گئی وہان سے چلکر دریا
سو آنے مین داخل ہوئی پھر وہانسے براہ داؤدپور وکرنال ودیوانا وغیرہ دہلی مین آپہونچی اور یہہ کل کام
چار سال کے عرصہ مین انجام پاکر ۱۸۲۱ع مین باختتام پہونچا **نہر دواب** یہہ نہر بھی شاہجہان بادشاہ کے
وقت کی پرانی نہر ہے شاہجہان کے حکم سے اسکو بھی علی مردان خان جمنا کے بائین کنارے سے فیروز شاہ
کی نہر کے دہانہ کے پاس سے کہود کر لایا تھا اور کچھہ دور تک یہہ نہر اور فیروز شاہ کی نہر بالمقابل ساتھ ساتھ
چلی آتی ہین دہانہ سے ایک سو تیس میل چلکر یہہ دوابہ کے علاقہ مین پہونچ جاتی ہے اسواسطے اسکا نام نہر
دواب ہے شاہان چغتائیہ کی سلطنت کی ضعف کے وقت یہہ نہر بھی بند ہوگئی تھی مگر لارڈ ہسٹنگ صاحب بہادر کے

مین اسکی صفائی کی طرف بہی متوجہ ہوے اور پہلے کہودائی اسکی فیض آباد کے مقام سے شروع ہوئی اور سنہ ۱۸۲۳ء
تک یہہ کام جاری رہکر باختتام پہونچا اسکے پانی سے تمام دوابہ کا ملک سیراب ہوتا ہے بلکہ اب گورنمنٹ کا یہہ ارادہ
ونشا ہے کہ ایک اور نہر کرنال سے پانچ میل کے فاصلے شرقی کنارے جمنا سے کہود کر لدہیانہ کو لائی جاوے
دریاے مسوتی یہہ ایک چہوٹا سا دریا مددگار نہر دہلی کا ہے اول یہہ نارنول سے چند میل پرے جنوب
کے طرف سے شمال مشرق کو بہکر جہجر مین آتا ہے پہر اُسی سمت یعنی شمال مشرق کو چلتا ہوا بعد طے کرنے راستے
بیس میل کے گورگانون مین پہونچتا ہے وہان سے پہر بائیس میل دہلی کے طرف کو بہہ کر شہر دہلی سے چند میل
بسمت شمال دہلی کی نہر مین داخل ہوجاتا ہے **نالہ چتنگ** یہہ چہوٹا سا دریا یا نالہ پانی کا سرہند کے میدان مین
جاری ہے جو دریاے سرستی کے اندر سے ہوکر نکلتا ہے پہر وہان سے جنوب مغرب کی گوشہ کے سمت کو بہتا ہوا اور
بہت سے علاقون کو سیراب کرتا ہوا اسفیدن کے مغرب کیطرف پہونچکر فیروزشاہ کی نہر مین داخل ہوجاتا ہے
پہر وہ اور نہر دونو ملکر بیکانیر کی ریگستان اور بہٹنیر کے بیابانون مین پہیل کر خشک ہوجاتے ہین جو حصار سے
بفاصلہ ستیس میل کے واقع ہین کل لمباؤ اور راستہ اس دریا کا ایک سو پچاس یا ایکسو ساٹھہ میل کا شمار ہوتا ہے
دریاے مارکنڈا سرمور کی ریاست کے علاقہ اور ناہن پہاڑ کی نوہائیون سے یہہ دریا نکلتا ہے اور
چشمہ سے تہوڑی دور جنوب مغرب گوشہ کے طرف چلکر سرہند کے میدان مین آتا ہے پہر وہان سے بہی اُسی
سمت یعنی جنوب مغرب کو بہتا ہوا استر میل کا راستہ اپنے چشمہ سے طے کر کر دریاے سرستی مین داخل ہوجاتا ہے
اس دریا کی مشرق کو سرستی اور مغرب کو دریاے گہگر بہتے ہین مگر جب ان تینون مین طغیانی ہوتی ہے تو تینون
اپنی کنارون سے اچہل کر ایک ہوجاتے ہین اور کوسون تک مرد دریائی انکا پہیل جاتا ہے اور زمیندار انکو
انکی طغیانی سے بڑا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور پیداوار شالی و مکی و ماش وغیرہ کی بکثرت ہوتی ہے مخرج ان تینون
دریاؤن کا ایک ہی پہاڑ ہے جو انتیس میل تک برابر پہیلا ہوا چلا گیا ہے **دریاے سرستی** ہنود کی
عقیدہ مین یہہ دریا نہایت متبرک ہے اور اُسکے پانی سے غسل کرنا بڑا ثواب ہے اور کہتے ہین کہ اصل مین
سرستی برہما جی کی لڑکی کا نام ہے جو عقل کی دیوتا کہلاتی ہے اُسنے اپنے آپ کو اس دریا کی صورت مین
ظاہر کیا ہے اور چونکہ یہہ تہانیسر کے آگے عین میدان گورنگ کے جنگل مین جاکر گم ہوجاتی ہے اصل مین پانی اسکا
جذب نہین ہوتا بلکہ زمین کے اندر گہس کر الہ آباد کے قلعہ کے نیچے جا نکلتا ہے اور وہان سے تہوڑی دور چلکر
گنگا جمنا کے شامل ہوجاتا ہے باعث اسکا یہہ ہے کہ جب یہہ سرستی پہاڑ سے اُتری تو اُسکے ہاتہہ مین کتاب یعنی
عقل کی پوتہی تہی اُسکو وہ دیکہتی ہوئی گورنگ کے میدان تک پہونچی وہان پر الکش یعنی ہوتنے اُسپر حملہ کیا اور
پہونچی اور چاہا کہ اس سے وہ کتاب چہین لین اُسوقت وہ ندی کی صورت بکمال شرم کے مارے زمین مین گہس گئی

اور زمین کے اندر ہی اندر بہتی ہوئی گنگا کے پاس آلہ آباد کے قلعہ کے نیچے جا پہونچی اور زمین سے باہر نکلکر
گنگا مین شامل ہوئی اور اصل مین یہہ دریا سرموڑ کی پہاڑ ناہن کی جنوب مشرقی گوشہ سے نکلتا ہے اور جنوب مشرق
کی سمت کو چلکر جب تیس میل کا راستہ طی کر لیتا ہے تو ایک اور پہاڑی ندی جسکا نام کہری ہے اسکے شامل
ہو جاتی ہے پہر تہوڑا سا راستہ اسی سمت کو چلکر یہہ دریا دو شاخون مین منقسم ہو جاتا ہے مشرقی شاخ کا نام
چہنگ اور مغربی کا نام سرستی ہے برسات کی موسم مین یہہ اور دریاے گہگر و مارکنڈا تینون ایک ہو جاتے ہین
صرف وہ گاؤن جو اونچے ٹیلون پر آباد ہین اسکی طغیانی سے محفوظ رہتے ہین کیونکہ پانی انکا بذریعہ مصنوعی
و قدرتی نہرون اور پست میدانون کے دور دور تک پہیل جاتا ہے دو شاخون کی تقسیم ہونے کے بعد یہہ
جنوب مغرب کے طرف کو بتیس میل چلکر تہانیسر تک آ پہونچتا ہے وہانسے پہر مغرب کے سمت کو سترہ میل چلکر
مارکنڈا اسے ملجاتا ہے پہر قریب چالیس میل کے اور چلکر دریاے گہگر سے شامل ہو جاتا ہے یہہ شمول کی حالت
اسکی اُس حالت مین ہین کہ جب اسمین پانی کثرت سے ہوا اور اگر پانی کم ہو تو تہانیسر سے آگے بڑہ کر کورنگا
کے ریگی میدانون مین پانی اسکا بالکل جذب ہو جاتا ہے سردی کی موسم مین پانی اسمین بہت ہی کم ہوتا ہے
اور دور سے اسکے پانی کی سفیدی ایک سلنے تاگے کی مانند دکہائی دیتی ہے **دریاے گہگر**
کوہ سرمور و علاقہ ناہن کے پہاڑ سے نکلکر پٹیالہ کی ریاست کے شرقی و شمالی حدود مین آتا ہے وہانسے
پہر پٹیالہ کی ریاست کے علاقہ کو سیراب کرتا ہوا اور کوہستانی اور میدانی علاقون کے درمیان حد فاصل
بناتا ہوا سرہند کے پاس آتا ہے وہانسے آگے پہر اٹہتیس میل جنوبی سمت کو ریگی میدانون تک چلکر
پانی اسکا جنگل کی ریگ جذب کر لیتی ہے آگے کو چلنے نہین دیتی مگر برسات کے موسم مین برخلاف اسکے یہہ دریا
بڑی طغیانی پر آجاتا ہے اور ایکسو چالیس میل کا راستہ جنوب مغرب کیطرف طی کر کر ہریانہ مین اور بحصر ایکسو دس میل
اُسی سمت کو چلکر بٹہیانہ کی سرزمین مین جا پہنچتا ہے پہر بیکانیر کے ملک تک حد کے پار بہدوپال کے پاس سے گذرتا ہوا
بائیس میل کا راستہ طے کرتا ہوا شہر بہنیر کے جنوب مغرب کی طرف فیروزشاہ کی نہر کے ساتہہ ملجاتا ہے پہر دونو
مشمول ایک دوسرے کے بائیس میل جنوب مغرب کو بہہ کر بہاولپور کے متصل دریاے گہارا یعنی ستلج مین
شامل ہو جاتے ہین اور اگر گہگر مین پانی کم ہو تو دہندل کے مقام سے پانی اسکا آگے نہین چلتا کچہہ زمیندار
اپنے اپنے زراعتون کی طرف لیجاتے ہین اور کچہہ ریگستان مین گم ہو جاتا ہے اسکے نچلے حصہ کے راستہ مین
تمام ملک ویرانہ و بنجر ہے وہان اسکا پانی زراعت کی کام مین صرف نہین ہوتا شاہ بابر نے اسکا نام گگر کہا تہا
جو اب گہگر مشہور ہے چوڑان اسکی اگرچہ کم ہے مگر گہران زیادہ ہے طغیانی کے وقت گہران اسکی تین گز تک
پہونچ جاتی ہے ورنہ معمولاً عمق اسکی گز یا سوا گز کے مقدار تک ہے **سابی نلا** یہہ ایک چہوٹا سا دریا کوہ جالہ

کی جنوبی گہاٹیون سے نکلکر اول شمال کی طرف بہتا ہے پہر وہان سے مختلف راستون اور سمتون کو اسی میل تک بہتا ہوا ریورا در کوٹ قاسم کے مقام تک پہونچتا ہے پہر اُس مقام سے تیس میل تک ضلع گورگانون اور جہجر تک چلتا ہوا ہنسوتی دریا کے دہنے کنارے کے طرف سے اُسمین شامل ہوجاتا ہے **پوشیدہ نرہے** کہ اگرچہ ستلج پار سے جمنا تک کے میدانی علاقہ مین بہت سی ندیان نالے نہرین قدرتی و مصنوعی جاری ہین مگر جو اُنمین بڑی بڑی نہرین ندیان تہین اُنکا ذکرا وپر تحریر ہوچکا اُنکی سوائے خانپور کی ندی پٹیالہ کا دریا تانگری اتانگری و نہر کٹورا و سوہاگ و خانواہ و پوراتی ستلج وخلاصی نالہ وغیرہ بہت ہین جنکی علیحدہ علیحدہ ذکر کرنے سے طوالت ہوتی ہے اِن کے پانی سے تمام علاقے سیراب ہوتے ہین اور آب پاشی کا روپیہ سرکار مین داخل ہوتا ہے سوائے اسکے اس میدان کے پانی کے جہیلین بہی تمامتر سیراب کرتی ہین جنمین سے چند جہیلون کا ذکر لکہا جاتا ہے **گوہانہ کی جہیل** یہہ جہیل دہلی سے پچاس میل شمال مغرب کے سمت کو قصبہ گوہانہ کے پاس ہے اور دہلی کی نہر سے ایک شاخ نکل کر جو رہتک کو جاتی ہے وہ بہی اِسکے متصل بہتی ہے برسات کے موسم مین اسکا پانی پچاس میل تک پہیل جاتا ہے بلکہ جب علیمردان خان نے اِس نہر کو بنایا اور پانی چہوڑا تو گوہانہ تک پانی برابر آکر ریت زمین مین پہیل گیا اِسقدر کہ گویا اُس ملک مین طوفان آگیا اور ایک گانون جسکا نام لعل پورہ تہا غرق ہوگیا **کوٹلہ کی جہیل** یہہ جہیل تمام ملک کے بڑی جہیلون مین شمار ہوتی ہے جو دہلی سے جنوب مغرب کے سمت کو اٹہتالیس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے اِس جہیل سے رعایا کو بڑے فائدے حاصل ہوتے ہین اور قصبہ کوٹلہ اِسکے کنارے کے اوپر آباد ہے **نجف گڈہ کی جہیل** اِس جہیل کو دریائے ہنسوتی کی جہیل بہی کہتے ہین برسات کے موسم مین جب یہہ بہرتی ہوتی ہے تو عرض طول اسکا بہت بڑہ جاتا ہے اور دہلی سے بسمت جنوب مغرب پندرہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور سرکار نے چہوٹی سی نہر اِسکے اندر سے جاری کی ہے **کیرت پور کی جہیل** ستلج پار کے علاقہ مین یہہ بہی ایک مشہور جہیل کرت پور کے پاس ہے جہیل کے چارون طرف انبون کے درخت بکثرت ہین اِس جہیل کا ہندو لوگ بڑا ادب کرتے اور متبرک سمجہتے ہین ایک مندر بہی عالیشان رنگشالہ ہنود کی یہان بنا ہوا ہے اِسمین مچہلی مرغابیان بیشمار ہین مگر ہندو اونکو شکار نہین کرتے اور نہ کسیکو شکار کرنے دیتے ہین **تہانیسر کورچہیتر کی جہیل** اِس جہیل کا مفصل ذکر ہندون کی عبادت گاہون اور شہرون کے حال مین لکہا جائیگا انشاء اللہ تعالی

دوسری تقسیم ستلج پار کے ملک کی ضروری حالات وتعداد رقبہ و مردم شماری و تقسیم قسمت و ضلع و حدود اربعہ کے ذکر مین

یہہ ملک ستلج کے شرقی کنارے سے جمنا تک پہیلا ہے جسکے شمال کی طرف کوہ ہمالہ و شرق و جنوب کو ممالک مغربی

وشمالی اور جنوب مین بیکانیر و علاقہ بہٹیانہ مغرب مین دریاے ستلج ہے اور اگر کوہستانی ملک بہی جو ماتحت گورمنٹ
پنجاب ہے اسکے ساتہہ شامل کر کر حدودبندی ہو تو شمالی حد اسکی بہت اور اور چینی تاتار کے حدود سے ملحق ہو جاتی
اور خاص کر وہ ملک جسپر حکام انگریزی حکومت کرتے ہین تین قسمت اور دس اضلاع مین منقسم ہے اور ستر ہزار
آٹہہ سو سینتالیس میل اسکا رقبہ زمین شمار مین آتا ہے پہلی قسمت دہلی کی اسمین ضلع دہلی و کرنال و گورگانون
تین ضلع و کل رقبہ اسکا چار ہزار ستاون میل مربع ہے دوسری قسمت حصار کی اسمین ضلع حصار و رہتک و
سرسہ تین ضلع اور آٹہہ ہزار پانسو چہیالیس میل رقبہ ہی تیسری قسمت انبالہ اسمین ضلع انبالہ و لدہیانہ و تہانیسر و
شملہ چار ضلع اور پانچہزار دو سو چوالیس میل اسکا رقبہ ہے مگر اب تہانیسر کا ضلع ٹوٹ کر علاقہ اسکا اور ضلعون کے
ساتہہ ملا دیا گیا ہے اور ضلع فیروزپور گیارہوان ضلع ستلج پار کا لاہور کی کمشنری سے علاقہ رکہتا ہے اگرچہ اس
کتاب مین پنجاب کے علاقجات الگ الگ حصو مین بیان ہوئے ہین مگر کل پنجاب کی مردم شماری اسی تحریر مین
شمار کی جاتی ہے کہ کل پنجاب مین جو ماتحت گورنمنٹ پنجاب کے ہے اسمین ایک کروڑ چہہتر لاکہہ ترانوین ہزار چہہ سو
چورانوین آدمی آباد ہین پچہلے بارہ سال مین پنجاب مین آبادی کی بدرجہ غایت ترقی ہوئی چونکہ قسمت دہلی
وحصار اُس زمانہ مین ممالک مغربی وشمالی کے شامل تہی اب اگر ان دونون قسمتون کی آبادی جو اکتیس لاکہہ
اڑتالیس ہزار آٹہہ سو بچاسی آدمی کی ہے منہا کیجاوے تو ایک کروڑ چوالیس لاکہہ پینتالیس ہزار اٹہاسی
آدمی باقی رہجاتے ہین ۱۸۵۲ع مین جو مردم شماری ہوئی تہی اسکی رو سے اب آبادی بہت زیادہ ہے
اسکا صرف ترقی آبادی کی ہے اور نیز یہہ کہ اب کی مردم شماری جو جنوری ۱۸۶۸ع مین ہوئی ہے نہایت صحت
اور کوشش کے ساتہہ ہوئی ہے چونکہ کل پنجاب مین چالیس لاکہہ اکیس ہزار نوسو چہتر گہر ہین اُن کے اوپر اگر آبادی
کو پہیلایا جاوے تو ۳½ صحیح آدمی فی گہر شمار مین آتے ہین اور اس کل آبادی مین سے بچانوین لاکہہ
ترسٹہہ ہزار پانسو چہپن مرد اور اسی لاکہہ بتیس ہزار ایکسو اڑتیس عورات ہین اور یہہ تمام مردم شماری تین
فریق مین منقسم ہوئی ہے اول بالغ جنکی عمر اٹہارہ برس سے زیادہ ہے دوم وہ آدمی جنکی عمر بارہ اور
اٹہارہ کے درمیان ہے تیسرے وہ جنکی عمر بارہ سال سے کم ہے سو پہلے قسم کے بالغ مرد ترپن لاکہہ اکیاون ہزار
چہہ سو اور عورتین پینتالیس لاکہہ تراسی ہزار چار سو باون اور دوسرے قسم کے مرد آٹہہ لاکہہ چہیاسٹہہ ہزار تین سو
اڑسٹہہ اور عورتین اڑسٹہہ ہزار تین سو تراسی تیسرے قسم کے مرد یعنی بارہ برس سے کم تینتیس لاکہہ پینتالیس ہزار
چہہ سو ستاسی عورتین اٹہائیس لاکہہ اڑتیس ہزار چونتیس عدد تفصیل شمار مین آئین شمار مردون کا بہ نسبت عورتون
کے تفریق وار اور کل میزان مین زیادہ ہے اور یہی کیفیت اور ملکون کے ساتہہ بہی ہے جو ایشیا مین خط استوا
کے قریب ہین یورپین یعنی انگریز وغیرہ عیسائی کل پنجاب مین دو ہزار نوسو چورانوین اور سکہہ نانک پنتہی گیارہ

لاکہہ اونتیس ہزار نوسو اکتیس اور ہندو کشٹہہ لاکہہ چوبیس ہزار تین سو چوبیس مسلمان ترانوین لاکہہ پینتیس ہزار دوسو ترسٹھہ و متفرق اقوام ہنگی چمار بے مذہب نو لاکہہ بہتر ہزار تین سو تراسی اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کل پنجاب کی آبادی مین نصف سی زیادہ ہین خصوصاً شمال مغربی حد کے ملک مین سوای مسلمانون کے اور کوئی قوم یا مذہب کے لوگ النادر کالمعدوم ہین اور سکہون کی سکونت قسمت لاہور و امرتسر مین زیادہ تر ہے اگرچہ علاقہ پٹیالہ و جنید و نابہہ و فریدکوٹ مین بہی اُنکی سکونت ہے +

تیسری تقسیم بادشاہون اور راجون و رئیسون و جاگیردارون کے حالمین جو اس ملک مین حاکم تھے اور جو اب ہین معہ تذکرہ حکومت انگریزی

مسلمانون کی بادشاہت سے پہلے اِس ملک بلکہ کل ہندوستان کی سرزمین مین ہندو راجے حکومت کرتے تھے اُنکی تفصیل بہت طوالت و مبالغے کے ساتھہ مہابہارت وغیرہ ہندون کی کتابون مین درج ہے صحیح حالات قابل اطمینان اُنکی بسبب عدم موجودگی کتب تواریخ کے نہین ملتی کیونکہ حملے غزنویہ و غوریہ کے وقت ہزارون کتابنجانے ہندو راجون کے لوٹے اور جلائے گئے اسواسطے پچھلی تواریخ اُنکی بالکل نابود ہوگئی اور جو نئی کتابین بہاجی تصنیف ہوئین وہ چندان تسلی کے لایق نہین ہین مسلمان بادشاہون سے پہلا بادشاہ **سلطان محمود غزنوی** ہے جو غزنین سے آکر اول راجہ جےپال حاکم پنجاب پر فتحیاب ہوا پہر ستلج پار ہوکر اُسنے دہلی و قنوج و گوالیار و اجمیر و گجرات کے راجون کو شکست دی اور شہر متہرا و گجرات و بتخانہ سومنات لوٹا ہندون کے لاکہون مندر گرائے دین محمدی کے احکام پہیلائے کانگڑہ و جوالا سے بشمار دولت اُٹہا کر لے گیا ہندپر بارہ حملے اُسکے پے درپے ہوئے اور جسطرف کو اُسنے قدم بڑہایا اقبال لازوال پیشوائی کو آیا فتح و فیروزی پارکاب ہی جب وہ بادشاہ بہزار حسرت و آہ چارسو اکیس سال ہجری مین مرگیا تو **سلطان مسعود** اُسکے بیٹے نے باپ کی سنت کو جاری فرمایا ہندپر چڑہ آیا ہانسی و سونی پت وغیرہ قلعون کو فتح کرکے بشمار دولت غزنین کو لے گیا اُسکے بعد **شہزادہ ابوالمجد** سلطان مسعود کا چوتہا بیٹا جو صرف پنجاب کا حاکم تھا وہ بہی ہانسی تک آیا اور تہانیسر تک لوٹ و غارت کرتا ہوا لاہور کو چلا گیا پہر جب **سلطان ابراہیم** مسعود کا بیٹا تخت نشین ہوا تو اُسنے بہی بڑے زور شور کے ساتھہ ہندپر یورش کی اور پے درپے فتوحات نمایان حاصل کرکے جاتے دفعہ ایک لاکہہ قیدی ہندو اپنے ساتھہ باندہ کر لے گیا اُسکے مرنے کے بعد کئی ایک بادشاہ غزنین مین حاکم ہوے لیکن اسطرف کو کوئی متوجہ نہوا کیونکہ اُنکو اپنے گہر کے جہگڑون سے اتنی فرصت نملی کہ دوسرے گہرکی خبر لینے کی اُنکو فکر ہوتی

آخر جب آخری بادشاہ غزنوی خاندان کا **خسرو ملک** خسرو شاہ کا بیٹا لاہور کی تخت پر بیٹھا تو اُسنے دوبارا انسی وتھانیسر وغیرہ کو اپنے قبضہ مین نے لیا پہر تہوڑی مدت کے بعد قبضہ اُسکا جاتا رہا اور وہ خود بہی علاؤ الدین غوری کے پنجہ مین قید ہو کر مرگیا اور کل پنجاب مین **سلطان شہاب الدین** الملقب بابو المظفر معز الدین محمد بن بہا والدین سام غوری حکومت آرا ہوا اور پنجاب سے ستلج پار ہو کر اُسنے کئی حملون مین ہند کے بہت سے ملک پر قبضہ پایا اور راجہ پرتہی راج چوہان عرف رائے پتہورا کو قتل کر کے دہلی کے تخت پر مسلط ہوا پندرہ برس تک سلطنت کی اُسنے اپنی عمر کمال استقلال کے ساتھہ گذرانی آخر غزنین کو جاتے ہوے گہکرون کے ہاتہہ سے شہید ہوا اُسکے مرنے کے بعد سلطان قطب الدین ایبک لکہہ بخش و آرام شاہ و سلطان شمس الدین التمش و رکن الدین ۔ فیروز شاہ و ملکہ رضیہ بیگم و بہرام شاہ و علاؤ الدین مسعود شاہ و ناصر الدین و غیاث الدین بلبن و کیقباد کل گیارہ بادشاہ ایک دوسرے کے بعد دہلی کی بادشاہت کرتے رہے غوریہ غلامون کی سلطنت کے بعد سلطنت دہلی کی **سلاطین خلجیہ** کے خاندان مین منتقل ہوئی اور پہلے پہل سلطان جلال الدین فیروز شاہ بادشاہ ہوا بعد ازان علاؤ الدین خلجی و شہاب الدین عمر و مبارک شاہ کل چار بادشاہون نے حکومت کی آخر جب مبارک شاہ کو اُسکی معشوق خسرو خان نے قتل کر ڈالا تو **تغلقیہ خاندان** کا آغاز ہوا اور سب سے اول سلطان غیاث الدین تغلق پہر محمد شاہ پہر فیروز شاہ پہر ابو بکر شاہ پہر محمد شاہ و سکندر شاہ و محمود شاہ کل آٹھہ بادشاہ اس خاندان کے سلطنت کرتے رہے پہر تیمور شاہ بادشاہ چغتائی کے حملہ کے بعد ہند مین **خضر خانی خاندان** کی حکومت پہیلی اور اِس خاندان سے سید خضر خان و ابو الفتح مبارک شاہ و محمد شاہ و علاؤ الدین چار بادشاہون نے دہلی کے تخت پر اجلاس کیا اِس خاندان کے ختم ہونے کے بعد **لودی افغانون کی خاندان** کی سلطنت شروع ہوئی اور اِن مین سے سلطان بہلول و سکندر شاہ و ابراہیم شاہ تین کس بادشاہ مشہور ہین جب انکا خاتمہ ہوا تو **بابر شاہ چغتائی** نے کابل سے آکر دہلی پر قبضہ پایا وہ مرگیا تو ہمایون شاہ بادشاہ ہوا اگرچہ بادشاہ **شیر شاہ سور افغان** کی لڑائیون مین مغلوب ہو کر ایران کو چلا گیا اُسکے جانے کے بعد شیر شاہ و اسلام شاہ و محمد شاہ عدلی تین بادشاہ جب سلطنت کر چکے تو ہمایون دوسری مرتبہ پہر آکر کامیاب ہوا ہنوز اُسکے دوبارہ بادشاہ ہوے کو چہہ مہینے ہی گذرے تہے کہ چہت سے گر کر مرگیا اُسکے مرنیکے بعد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ تیرہ برس کے عمر مین بمقام کلانور تخت نشین ہوا یہہ بادشاہ بڑا اولو العزم بہادر دانا عالم عادل رحیم کریم مشہور ہے اِسکے تخت نشین ہوتے ہی ہیمون بقال سلطان محمد شاہ عدلی کے سپہسالار نے بڑی فوج جمع کر کے آگرہ اور دہلی مین تصرف اپنا کر لیا یہہ خبر پا کر اکبر شاہ اپنی فوج لیکر پنجاب سے

دہلی کو روانہ ہوا پانی پت کے پاس فریقین مین سخت لڑائی ہوئی اور ہیمون زخمی ہو کر گرفتار ہوا اور گردن
مارا گیا اس بادشاہ نے دکہن کا ملک فتح کیا ہندو راجون کی لڑکیان اپنے اور اپنے بیٹے کے نکاح مین لایا
اکبر آباد بسایا قلعہ بنایا آباد آباد کیا رعیت کو دلشاد کیا اگلے دفترون کو ترمیم کیا کل ہندوستان وغیرہ کا ملک
بائیس صوبون مین منقسم کیا ٹوڈرمل و مرزا عبد الرحیم منعم خان مبارک خان اسکے وزیر تہے فیضی فیاضی و ابو الفضل
مشیر تہے آخر اکیاون سال بکمال استقلال سلطنت کی دنیا کو چہوڑا عالم فانی سے منہہ موڑا اسکے بعد **نور الدین**
محمد سلیم جہانگیر شاہ بادشاہ ہوا اسکے تخت نشینی کے بعد شہزادہ خسرو اسکے بیٹے نے چاہا کہ باپ
کو تخت سے اتار کر خود تخت نشین ہوا ور بہ بلا بغاوت اختیار کی آخر پنجاب مین آکر پکڑا گیا اور اسکے ہمراہی
مددگار اسکے روبرو بہت بری حالت کے ساتہہ مقتول ہوے اِس بادشاہ کی ملکہ نور جہان بیگم غیاث الدین
طہرانی کی لڑکی نے بادشاہ کی مزاج پر بڑا اختیار پایا اور اپنی حکومت کا نقشہ جمایا بادشاہ برائے نام تہا
سلطنت و حکومت مین ملکہ کا انتظام تہا اُسکا باپ خواجہ غیاث وزیر اعظم تہا جسکے حکومت کے نیچے سارا عالم
تہا یہہ بادشاہ علم و حلم و سخا و عطا و نرم مزاجی مین مشہور ہے شہرت اسکی اخلاق حمیدہ کی دور دور ہے
اکیس سال آٹہہ مہینے اِسنے سلطنت کی آخر کشمیر مین جا کر ضیق النفس کی بیماری سے مر گیا تو **شہاب الدین**
محمد شاہجہان بادشاہ جہانگیر کا بیٹا تخت نشین ہوا اِسمین سخاوت و شجاعت ذاتی جوہر تہا
جلوس کے روز بہتر لاکہہ اور ایک کروڑ اسی لاکہہ نوروز کی جشن کے روز علما و صلحا و فقرا وغیرہ کو انعام کیا اور
جو اِس سے پہلے بادشاہ کے روبرو سجدہ تحیت کیا جاتا تہا اِسکے حکم سے موقوف ہوا ہزارون سرائین مہمانخانے
باغات مسجدین مقبرے تعمیر ہوے شاہجہان آباد لال قلعہ جامع مسجد دہلی مین مقبرہ ممتاز محل آگرہ مین باغ
شالامار و مقبرہ جہانگیر وغیرہ لاہور مین اسکے بنوائے ہوئے موجود ہین اور ایک تخت طاؤسی ایک کروڑ
روپیہ کی لاگت کا بنوایا اسپر بڑی خوشی کے ساتہہ اجلاس فرمایا مگر آخر کار اورنگزیب اپنے بیٹے کے قید مین
گرفتار آیا اور اسی حالت مین جان بحق تسلیم ہوا باپ کے قید کرنے اور بہائیون کے قتل کرنیکے بعد
محی الدین محمد اورنگزیب عالمگیر بادشاہ ہوا یہہ بادشاہ بڑا عالم و فاضل متشرع
محدث و مفسر مشہور ہے اِسکے وقت مین ایک عورت بتا بیبہ نامی نے بیس ہزار آدمی کا لشکر جمع کر کے
بادشاہ پر چڑہائی کی اور آگرہ تک بنا دخل کر لیا آخر مغلوب ہو کر مقتول ہوئی اور سیوا جی مرہٹہ دکہن مین
شورش کر کے بہت سی لڑائیان عالمگیر سے لڑا عالمگیر کے وقت مین ہزارہا بتخانہ مسمار ہو کر بتخانون کی جگہہ
مسجدین تعمیر ہوئین لاکہون ہندو بزور شمشیر مسلمان ہوے ایک جامع مسجد لاہور مین قلعہ کے پاس لال پتہر
کی عمارت کی بنوائی گئی جسکی عمارت فدائی خان کوکہ کے اہتمام سے ۱۰۸۴ھ مین باختتام پہونچی اِس بادشاہ

نوے برس عمر پائی اور پچاس برس سلطنت کی آخر ۱۱۱۸ ہجری مین فوت ہوا اسکے مرنے کے بعد **محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ** عالمگیر کا بیٹا اپنے دو بھائیون پر غالب آکر بادشاہ ہوا اور پانچ برس کئی مہینے بادشاہت کی آخر ۱۱۲۴ ہجری مین مرگیا اسنے اہل سنت وجماعت کا مذہب ترک کر کے شیعہ مذہب اختیار کیا تھا اسکے مرنے کے بعد اسکے چارون بیٹون مین لڑائی ہوئی مگر انمین سے **معز الدین جہاندار شاہ** نواب ذوالفقار خان کی حمایت سے بادشاہ بنا اور تین بھائی اسکے قتل ہوئے مگر یہہ حکومت کی باب مین ناقابل نکلا اور سید عبد اللہ وحسین علی خان امراے دربار نے **فرخ سیر** عظیم الشان کے بیٹے عالمگیر کے پوتے کو تخت پر بٹھلایا اور جہاندار شاہ معزول ہوا اور خود سید عبد اللہ خان وحسین علی خان مختار کل سلطنت کے مقرر ہوئے مگر آخرکار انمین اور بادشاہ مین دشمنی پیدا ہوئی اور بادشاہ انکے ہاتھہ سے قتل ہوکر **روشن اختر ابو الفتح محمد شاہ** بادشاہ ہوا اسکے وقت مین سلطنت نہایت ضعیف ہوگئی اور مرہٹون کے حملے پے درپے ہونے لگے باجی راو مرہٹہ کی فوج دہلی کے دروازہ تک پہونچی اور آصف جاہ نظام الملک ناظم دکہن کا خودسر ہوگیا نادر شاہ بادشاہ ایران دہلی مین آیا قتل عام کی اور کروڑون روپیہ نقد سونا جواہرات موتی تخت طاؤس سب دہلی کے خزانہ سے اٹھاکر لے گیا اور بڑا حصہ اس سلطنت کے ملک کا جو کابل کی سلطنت سے ملحق تھا اسنے اپنی سلطنت کے ساتھہ ملالیا صوبہ بنگال نے بھی اپنی حکومت علیحدہ کر لی صفدر جنگ ناظم اودہ کا بھی اپنی سلطنت علیحدہ قایم کر بیٹھا دکہن کے ملک کے سواے گجرات وبرار اوڑیسہ بھی مرہٹون کی حکومت مین آگیا مالوہ کے لوگ علیحدہ حاکم کے ماتحت ہوگئے پنجاب مین احمد شاہ درانی نے اپنی حکومت جمالی انہین بے انتظامیون کے ساتھہ اونتیس برس یہہ بادشاہ سلطنت کرکے جان بحق تسلیم ہوا بعدازان **احمد شاہ** انکا بیٹا تخت نشین ہوا اور چندہی برس تمام بادشاہ رہکر اندہا اور معزول ہوا اور **شاہ عالم بادشاہ** نے تخت دہلی پر اجلاس کیا اسکے وقت مین مادہوجی سندھیہ نے جو احمد شاہ درانی کی لڑائی مقام پانی پت سے بچ گیا ہوا تھا مالوہ کے ملک مین بڑا اقتدار پایا اور دور دور تک اسکی عملداری پہیل گئی اسوقت دہلی مین ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان وزیر مرگیا اور امیرون کی آپس مین فساد ہونے لگے تو مادہوجی نے ایسے وقت کو غنیمت جانا اور بڑا بھاری لشکر لیکر دہلی آپہنچا اور بادشاہ کی کل سلطنت پر حاوی ہوگیا صرف ایک شخص غلام قادر خان پسر ضابطہ خان نبیرہ نجیب الدولہ روہیلہ کی طرف سے اسکے دل مین کھٹکا باقی تھا تین سال کے بعد مادہوجی سندھیہ تو دہلی سے متہرا کو گیا اور غلام قادر خان نے میدان خالی دیکھہ کر دہلی مین اپنا قبضہ کرلیا اور کل بادشاہی خزانہ لوٹ کر غوث گڈہ اپنے گہر بہیجدیا اور بادشاہ پر متسلط ہوکر خنجر کی نوک سے دونو آنکھین بادشاہ کی نکالڈالین یہہ بات سنکر مادہوجی فی الفور متہرا سے واپس آیا اسکے آنے کی خبر پاکر غلام قادر دہلی سے غوث گڈہ کو بھاگا راستہ مین گہوڑے سے گر پڑا اور قید ہوکر سندھیہ کے سامنے پیش ہوا اور بہت

بُری حالت سے مقتول ہوا ۸ ستمبر ۱۸۰۳ء مین انگریزی فوج ماتحت جرنیل لیک صاحب کے علیگڈہ سے کوچ کر کے دہلی
مین آئی اُسوقت مرہٹہ کا لشکر بہی ماتحتی لوی بورکین صاحب فرانسیس کے دہلی سے نکلا بمین کنارے جمنا کے آپسمین
لڑائی ہوئی جسکے اخیر مرہٹہ کی فوج بہاگ نکلی اور کل سازو سامان و دولت جاہ بیگہہ زین خزانہ انکا انگریزون کو ملا بادشاہ
بہی انگریزون کی حمایت کے سایہ مین بفراغبالی زندگانی کرنے لگا بعد ازان اکتوبر ۱۸۰۴ء مین مہاراجہ جسونت راو
ہولکر نے ستر ہزار فوج اور اکیسو تیس ضرب توپ کے ساتہہ آکر دہلی کا محاصرہ کیا دہلی مین انگریزی فوج اُسوقت
صرف دو پلٹن و چار کمپنی ہندوستانی و دو رجمنٹ بیقاعدہ سوارون اور دو پلٹن بیقاعدہ پیادون اور ایک
پلٹن تورہ دار بندوقون والون کی موجود تہین اُنمین سے بیقاعدہ فوج تو فوراً بہاگ گئی پہر بہی کرنیل برن صاحب
کمان افسر قلعہ بڑی بہادری کے ساتہہ شہر کے حصار کی مضبوطی کر کر لڑتا رہا اور ہولکر کے حملون کا جواب ترکی
بترکی دیتا رہا اور جب اُنہون نے پوڑیان یعنی زینے لگا کر فصیل پر چڑہنے کا ارادہ کیا تو سخت حملہ کر کر اُنکو
پسپا کیا اور اِس جلدی مین جو تین سرنگین مرہٹون نے لگائی تہین وہ بہی اوڑانا بہول گئے بعد تین روز کے
جنرل لیک صاحب معہ فوج کے وہان آپہونچا اور محاصرہ اُٹہا دیا شاہ عالم جب نوے سال کی عمر پاکر مرگیا تو
اکبر شاہ ثانی قلعہ کے اندر تخت نشین ہوا اور ایک لاکہہ روپیہ مشاہرہ سرکار کمپنی سے پاتا رہا وہ مرگیا تو ابو ظفر
بہادر شاہ قلعہ کے اندر تخت نشین ہوا اور تمام عمر بآرام و خوشدلی گذرانی مگر اخیر کے وقت اوسکی عمر کے ایسا موقع
وقوع مین آیا کہ ۱۸۵۷ء مین مفسدہ پردازون نے یہہ خبر مشہور کی کہ بندوقون کیواسطے ولایت سے جو کارتوس آئے ہین
جس مین سور اور گائے کی چربی لگی ہوئی ہے اور ایسے کارتوسون کی تقسیم کرنے سے سرکار کا یہہ منشا ہے
ہندون اور مسلمانون کا مذہب جاتا رہے اور سب لوگ عیسائی ہوجاوین اور اِس بات کا چرچا تمام ہندوستانی
فوج مین پہیلا اوسکا افسران انگریزی نے ہرچند اِسبات مین فہمائشین کین بلکہ یہہ بہی تجویز ہوگئی کہ وہ اُن کارتوسونکو
منہہ سے نہ کاٹین ہاتہہ سے کاٹا کرین مگر دلون سے وہ شبہہ نہ گیا اور اول ۱۰ تاریخ ماہ مئی ۱۸۵۷ء کو میرٹہہ کی
چہاونی کے تیسرے رسالے اور بیسوین اور گیارہوین پلٹن ہندوستانی نے شورش کر کے چہاونی جلادی [illegible]
قتل کئے جیلخانہ کو توڑ دیا اور عیسائیون کے زن و مرد بچہ خورد و کلان جو مل گئے ذبح کئے یہہ کام انجام کر کر وہی
مفسد فوج دہلی مین آئی اور ایک شور محشر برپا ہوا کل فوج ہندوستانی دہلی کی بہی اونسے مل گئی اور انگریزون کو
قتل کر کر بہادر شاہ ظفر کو تخت پر بٹہلا کر بادشاہ بنایا یہہ خبر سنکر جابجا لکہنو اور فرخ آباد و بریلی وغیرہ مین بغاوت
پہیلی اور کل فوج اپنے افسرون کو قتل کر کے دہلی مین آپہونچی اودہر سے حکام پنجاب نے فوج معقول گورہ اور
سکہون وغیرہ کی جمع کر کر دہلی کا محاصرہ کیا اور آپسمین لڑائیان ہوکر دہلی فتح ہوئی اور مفسدون کی فوج منتشر
ہوکر چلی گئی دہلی کے فتح کے بعد بادشاہ گرفتار ہوکر برہما کے ملک کی طرف جلاوطن ہوا اور وہان ہی بہشت [illegible]

حالتین جان بحق تسلیم ہوا اس بادشاہ پر خاندان چغتائی بادشاہون کا خاتمہ ہوا اللہ باقی والکل فانی

ذکر ریاست جھجر و دادری و بہادرگڈہ ابتدا سے انجام تک

اگرچہ یہہ ریاست دہلی کے مفسدہ کے بعد نیست و نابود ہو گئی ہے مگر رئیس یہانکا حاکم با اختیار صاحب عزت و وقار تھا اسواسطے تہوڑا احوال اُسکا درج کتاب ہوتا ہے کہ رئیس جھجر کے افغانان بڑہیچ کہلاتے تھے اور بڑے اُنکے ولایت افغانی مین بمقام سراوق رہتے تھے محمد شاہ بادشاہ کے وقت سب سے اول مصطفی خان بڑہیچ ہندوستان مین آیا اور سرکار نواب علی وردی خان مہابت جنگ ناظم صوبہ بنگال و عظیم آباد مین جاکر نوکر ہوا اور خدمات نمایان کرکے بڑی عزت حاصل کی نوابی کا خطاب پایا مگر آخر کو باغی ہو کر اپنے آقا کے ساتھ کئی لڑائیان لڑا اور مارا گیا اُسکے مارے جانے کے بعد مرتضی خان بیٹا اُسکا اپنی فوج لیکر ابوالمنصور خان صفدر جنگ صوبہ دار اودہ و الہ آباد کی خدمت مین حاضر ہو کر ملازم ہوا اور مدت تک صفدر جنگ اور اُسکے بیٹے شجاع الدولہ کے پاس نوکر رہا مگر جب نواب آصف الدولہ المشہور مرزا امانی کا وقت آیا تو اُس سے ناراض ہو کر چلا آیا اور پانچہزار سوار لیکر دہلی ہو نجا نجف خان وزیر سلطنت نے اُسکو بادشاہ کے حضور مین لیجاکر نوکر کرایا اور جاگیر دلائی جب وہ مرگیا تو غازی خان اُسکا بہائی اور اسماعیل خان و نجابت علی خان وبہادر خان اُسکے بیٹے بدستور معزز و مکرم رہے پھر جب تسلط مادہورا و جی مرہٹہ کا دہلی مین ہوا تو اُسنے اُنکی قدر و منزلت کو بحال رکہا اُنمین سے غازی خان تو کچہ اُسکے لڑائی مین مارا گیا اور باقی سب اپنی اپنی جاگیرون پر قابض و متصرف رہے پھر جب جناب انگریز دہلی پر قابض ہوئے تو نجابت علی خان نے بحضور جنرل لیک صاحب حاضر ہو کر جان فشانیان کین اور خدمات نمایان بجالایا اُسکے عوض مین بموجب سند محررہ چودہوین اکتوبر ۱۸۰۶ء جو بنت وغیرہ پرگنات میان دوابہ اُسکے جاگیر مین بحال رہی اور بالعوض پرگنات رہتک کے پرگنات جھجر و دادری و بہادرگڈہ وغیرہ عطا ہوئے پھر مہاراجہ جسونت راو ہولکر نے دہلی پر حملہ کیا تو اُس لڑائی مین بھی فیض طلب خان بہنوئی نجابت علیخان کا زخمی ہوا اسواسطے جنرل لیک صاحب نے پرگنہ پاٹودی اُسکے جاگیر مین عطا فرمایا پھر جو محالات میان دوآبہ کسی ضرورت کے سبب سے سرکار مین لے لئی گئی تو اُسکے بدلے محالات جھجر و نارنول و کانونڈی و دادری و قلعہ وغیرہ بمنظوری گورنر جنرل دوام کے واسطے انکو دیا گیا اور یہہ خاندان سرکار انگریز بہادر کا کمال خیرخواہ اور دوست متصور ہو کر لارڈ گورنر جنرل بہادر کی مہربانی انپر روز افزون ہوئی اور انکی حیثیت و عزت و آبرو کے مطابق علاقجات انکو ملے تدین تفصیل ؛

جاگیر نجابت علی خان		بنام اسماعیل خان و فیض محمد خان	
جھجر	بادلی	دادری سوائے بہو و ناہڑہ وبہال	بہوانہ
کانونڈہ معہ قلعہ کانٹی	نارنول	جاگیر اسماعیل خان بہادرگڈہ	جاگیر فیض محمد خان پاٹودہ

اور یہہ شرطین بوقت عطاے جاگیر قرار پائین کہ بندوبست محالات مذکورہ کا وہ خود کرینگے سرکار سے مدد نہ مانگینگے اور چار سو سوار عند الضرورت سرکار مین دیا کرینگے اور ہمیشہ سرکار انگریزی کی متابعت مین حاضر رہینگے سطابق اسکے نجابت علی خان ان پرگنات مین رئیس اعلی مقرر ہوا اور سب اُسکے رشتہ دار اُسکے ماتحت شمار ہوئے دس برس تک اُسنے ریاست کی پہر ۱۲۵۹ھ مین وفات پائی پہر فیض محمد خان اُسکا بیٹا مسند نشین ہوا اُسنے انتظام ریاست کا کمال دانائی کے ساتہہ کیا آخر چالیس سال کی عمر مین ۱۲۵۱ھ مین مرگیا اور فیض علی خان اُسکا بیٹا مسند پر بیٹہا اس رئیس کے مزاج مین کفایت شعاری بہت تہی مگر عمارت کا شوق تہا ۱۲۶۱ھ مین یہہ فوت ہوا اور عبد الرحمان خان بیٹا اُسکا جانشین ہوا یہہ رئیس بڑا سنجی و عالی ہمت مشہور تہا اسکے وقت مین مفسدہ دہلی کا برپا ہوا ہر چند مرضی اُسکی نہتی کہ صاحبان انگریز سے اُسکی بگڑ جاوے مگر اجتماع مفسدان سے بہی نہایت خائف تہا اور چاہتا تہا کہ کسیطرح دونو فریق سے بنی رہے اُنہین ایام مین مسٹر فلشف صاحب جنٹ مجسٹریٹ دہلی معہ ایک اور صاحب افسر ریزیڈنٹ کے دہلی سے بہاگ کر جہجر مین پہونچے نواب نے اُنکو جہجر مین علانیہ رکہنا مناسب نہ جانا اور بغرت تمام روانہ بسمت کوٹہی جہجر والس کردیا اور کوٹہی کے داروغہ کو لکہا کہ اِن دونو صاحبون کو بحفاظت و آرام وہان رکہو جب دونو صاحب وہان پہونچ گئے تو پیچہے سے چند شریرون نے ملکر ایک سوار بلا اطلاع نواب کے کوٹہی کے داروغہ کے پاس بہیجکر حکم پہونچایا کہ نواب صاحب کا حکم ہے کہ اِن صاحبونکو وہان نرکہو جدہر آنکی مرضی ہو چلے جاوین جب داروغہ نے دونو صاحبونکو یہہ حکم سنایا تو مجبوری وہانسے چل دیے مگر جاتے دفعہ یہہ کہہ گئے کہ اگر ہماری زندگی اور انگریزی حکومت باقی رہی تو نواب صاحب نتیجہ اسکا بخوبی پائینگے جب یہہ خبر نواب کو پہونچی تو بہت ملول ہوئے اور ہر چند تلاش کرائی گئی کچہہ سراغ دونو صاحبون کا نملا بعد ازان جو پے در پے تحریرات شاہ دہلی کے فوج کی طلبی کے واسطے پہنچین تو نواب نے عبد الصمد خان و ابراہیم خان کو تین سو سوار دیکر مفسدون کی امداد کے لئے بہی دہلی کو روانہ کردیا پہر جب چٹہی انگریزی لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی کی نواب کے نام بدینمضمون پہونچی کہ فوج انگریزی کا لام شہر اُنہی مفسدان کے واسطے کرنال مین جمع ہوتا ہے آپ کو چاہیے کہ خود اپنی فوج لیکر وہان آدین اس چٹہی کے پہونچنے سے نواب کا ارادہ مصمم ہوگیا کہ خود کرنال کو جاوے مگر جب فوج کے افسرون کو بلاکر صلاح لی تو وہ آپنے

سُست پائے گئے اسلیے نواب بہی خاموش ہو رہا اتنے مین ایک خط مسٹر ولیم فورڈ صاحب کلکٹر گورگانون کا بطلب
دوسو سوار اور ایک پلٹن اور دو ضرب توپ میواتیون کے دفع فساد کے واسطے نواب کے نام کا پہونچا اسکی تعمیل
کے واسطے حکم روانگی فوج کا نافذ ہوا مگر ہنوز تعمیل نہین ہوئی تہی کہ اُس روز بسبب بے اعتدالیون شاہوسنگہ افسر
کے فوج مین بلوا ہوگیا اور فوج نے خود سر ہوکر شاہوسنگہ کو پکڑ لیا دوسرے روز بمشکل تمام ایکسو سوار گورگانون کو
روانہ ہوا مگر وہ سوار فرخ نگر کے مقام پر جاکر بیٹہہ رہے اور تین روز کے بعد سنا کہ مفسدون کی یورش کے سبب سے
فورڈ صاحب گورگانون سے چلے گئے یہہ بات سنتے ہی وہ سوار جہجر کو واپس چلے آئے اُسی عرصہ مین چند میم صاحبہ
باغیون کے پنجہ سے بہاگ کر دہلی سے جہجر مین پہونچین وہ بحفاظت تمام رتہون مین سوار کر کر قلعہ کانوند مین بہیجی
گئین اور دہلی کے فتح ہوتے تک وہان رہین ۸ - اگست ۱۸۵۷ء کو امجد علی رسالدار مفسدان دہلی کے طرف سے
جہجر مین پہونچا اور فرمان شاہی بہی نواب در فوج درباب طلب پانچ لاکہ روپیہ و امداد فوج پڑہکر سنایا نواب نے
بظاہر اُسکی خاطر کی اور وعدہ وعید کر کے رخصت کیا پندرہ روز کے بعد پہر امجد علی روپیہ کی تقاضا کیواسطے
نواب کے پاس آیا اور نیز ایک شخص محمد عظیم شہزادہ نے قصبہ باولی علاقہ جہجر مین آکر تحصیل معاملہ کی شروع
کی یہہ خبر پاکر نواب غصہ مین آیا اور فوج کو حکم تیاری کا دیا مگر وہ دونو وہان سے ٹل کر چلے گئے ۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ء
کو لشکر انگریزی دہلی کے فصیل گرا کر شہر مین داخل ہوا اُسوقت عبدالصمد خان و حسن علیخان نواب کے فوج کے افسر جو
دہلی مین مامور تہے وہان سے بہاگ کر جہجر مین پہونچے اور فوج مفسدون کی شہر سے بہاگ کر جا بجا پہیل گئی اُسوقت حکام انگریزی
کے طرف سے مفسدون کی گرفتاری کے پروانجات جاری ہوے اور اسی مضمون کا خط نواب کے نام کا بہی پہونچا نواب نے مفسدون کی گرفتاری
مین بہت کوشش کی اور احمد قلیخان شاہ دہلی کے خسر کو معہ حکیم عبدالحق مختار ریاست بلبگدہ وغیرہ بہت سے باغیون کو گرفتار
کر کر حکام انگریزی کی خدمت مین بہیجا غرض جو حکم کہ دہلی سے آتا رہا اُسکی تعمیل فی الفور ہوتی رہی جب دہلی کے
تسلط سے سرکار انگریزی کو فراغت ملے تو گرد و پیش کے انتظام مین مصروف ہوئے و کرنیل ڈکلارنس و جان مٹکاف
صاحب جنٹ مجسٹریٹ دہلی و ولیم فورڈ صاحب کلکٹر گورگانون و کپتان ہارسن صاحب وغیرہ معہ ایک کمپنی گورہ
و تین ہزار فوج مہاراجہ جمون و ایک ہزار فوج سرکاری کے دہلی سے کوچ کر کے ساتوین اکتوبر ۱۸۵۷ء کو بمقام
پاٹودی آئے جو کہ اکبر علی خان رئیس پاٹودی کو غدر کے ایام مین باغی لوگون نے بہت تنگ کیا تہا تسپر بہی اُسنے
انکی طرف رخ نکیا اسواسطے اُسکی ریاست بحال رہی اور لشکر ریواڑی کو تلارام مفسد کے طرف مامور ہوا مگر وہ
بہاگ گیا وہان سے لشکر انگریزی بمقام پاٹودہ جو جہجر کے علاقہ سے ملحق الحدود ہے پہونچا اسلیے رئیس جہجر نے
وہان انتظام رسد اور انگریزون کی ضیافت کا کرایا اور خود بہی ساٹہہ ستر سوار ونکے ساتہہ وہان پہونچا مگر ملازمت
حاصل نہوئی اور حکم ملا کہ بالفعل عزم دادری کلان کا ہے وہان سے واپس آکر بمقام جہجر ملاقات ہوگی اسواسطے

نواب جھجر کو لوٹ گیا جب لشکر دادری مین پہونچا تو بہادر جنگ خان رئیس دادری سے بے ہتھیار ملاقات
ہوئی اُسوقت کسیطرحکا مواخذہ اُس سے نہوا الا جو سوار نواب جھجر کے ماموره دہلی گرفتار ہوکر آئے وہ گولی سے قتل
کرائے گئے وہان سے لشکر بمقام چھوچھک داس علاقہ جھجر پہونچا اور طلبی نواب کی بجمعیت دس پندرہ آدمیون بے
ہتھیار کے عمل مین آئی اُسوقت عبدالصمد خان و ابراہیم خان مشیران نواب نے یہہ صلاح دی کہ اب ہماری مقتضی
اسبات کی نہین ہے کہ آپ بتوقع خیر ملاقات کے واسطے جائین اور کچھہ اُسکا ثمرہ نیک اُٹھائین کیونکہ وہ زمانہ گذر گیا
جب آپ نے ہمارا کہا نہ مانا اور مشیران بے تدبیر کے کہنے سے ہمکو مفسدان دہلی کے مدد کو بھیجدیا تھا اور اب طلبی
آپکی صرف گرفتاری کی نظر سے ہے کیونکہ اگر واقع مین یہہ امر نہوتا تو اول بمقام پالم وہ آپ سے ملاقات ہوتی
اور اوسوقت انتظاری صرف ورود فوج کے آنے کی تھی اب جو اونکی فوج آگئی ہے آپکی طلبی ہوتی ہے دوسری
جو ہمارے سوار بے گناہ مارے گئے انکی باب مین کچھہ آپ سے دریافت کیا جاتا مشیری صرف آپکی ملاقات
کرنے کے واسطے دس ہزار فوج کے لانے کی کیا ضرورت تھی اب ہمارے نزدیک انگریزون سے توقع خیر کی
نہین ہے مقتضائے عقل نیک اندیش یہہ ہے کہ آپ خود سری اختیار کیجئے و تعلقات ریاست کو ترک کرکے کسی
سمت کو چلدیجئے اگر کوئی ہمارے چلنے کا ہارج ہوگا تو اُس سے ہم لڑینگے ناچاری کی موت سے مرنا مردونکا
کام نہین ہے فقط نواب نے یہہ تقریر سنکر انکا کہا نہ مانا اور تھوڑے سے آدمیون کے ساتھہ افسران فوج انگریزی
کے پاس حاضر ہوگیا اُنہون نے سرسری ملاقات کرکے نواب کو نظربند کرلیا اور خط مسٹر سانڈرس صاحب کمشنر دہلی کا
جو نواب کے نام تھا اوسکے حوالے کیا اُسمین لکھا تھا کہ غدر کے وقت تم سے کچھہ نمک حلالی و خیرخواہی وقوع مین نہین
آئی اسواسطے ریاست تمہاری ضبط ہوئی اور تحقیقات اس امر کی کہ آیا برعکس خیرخواہی کے کچھہ بدخواہی بھی تم سے ہوئی ہے
یا نہین صاحبان کورٹ بمقام دہلی کرینگے جب نواب یہہ خط پڑھ چکا تو صاحبان فوج نے اُس سے کہا کہ آپ ہم کو ایک
اپنا حکم بنام اپنے کل نوکرون کے لکھہ کر دیدیجئے کہ وہ کل خزانہ و اسباب بسکیہہ زین سرکار انگریزی کے تفویض کر دین چنانچہ نواب نے بی تفور
ایک پروانہ حلہ بنام جھجر و قلعدار کانونڈ کے نام لکھدیا اُسی روز سے عمل و دخل سرکار انگریزی کا جھجر مین ہوگیا اور نواب قید ہوکر دہلی مین آیا اور
دو مہینے سے زیادہ تحقیقات مقدمہ کی ہوتی رہی آخرکار بتجویز صاحبان کورٹ جرم بغاوت اور بدخواہی کا نواب کی نسبت ثابت ہوکر
پھانسی حکم یا قرار پایا اور نواب کے چار ہون بیٹیون کو جھجر سے بلا کر اُس سے ملاقات کرائی اور پھر تئیس تاریخ دسمبر ۱۸۵۷ء کو نواب کو حکم سنایا گیا
کہ کل تم بروز چہارشنبہ چار بجے دن کے وقت پھانسی پاؤگے اگر کوئی آرزو رکھتے ہو تو بیان کرو نواب حکم سنکر خاموش ہوگیا
اور کچھہ جواب نہ پایا اگلے روز غسل کیا اور بیار جات نو دختہ جواہرات کہ اُسکو پہنون نے چاندی کا ہار کرسی رکھی تھی پہنوا اور
کچھہ اشرفیان جو حسب الاجازت حکام کے اوسکے پاس خرچ کے واسطے موجود تھین جیلخانہ کے قیدیون کو تقسیم
کین اور کچھہ وصیت نسبت تربیت اپنی اولاد کے انگریزون پاہندون کو کرتا رہا اتنے مین وقت موعود پہونچا اور

ایک صاحب معہ جمعیت ضروری کے وہان آئے اور نواب کو کرانچی مین سوار کر کر دہلی کی کوتوالی مین لے گئے اور
ایک گہری دن رہے پہانسی پر چڑہا دیا جب مر گیا تو نعش کو اوتروا کر ایک گدہی مین ہنگوا دیا اُسی روز سے نواب کے
خانگی اسباب کی ضبطی ہونے لگی اور کل زیور و اسباب زنانہ و مردانہ و عیال و اطفال کا بقدر ایک کروڑ روپیہ
کے ضبط ہو کر داخل سرکار ہوا بلکہ عورات کی معرفت جامہ تلاشی بیگمات کی بہی عمل مین آئی - اِس سے پہلے
۴- ماہ نومبر ۱۸۵۷ء کرنیل ڈگ لارنس صاحب پولٹیکل اجنٹ دادری مین گئے اور وہان جاکر اوس ریاست
کو بہی ضبط کیا اور بہادر جنگ خان رئیس کو معہ فتح جنگ خان بیٹے اُسکے کے نظر بند کر کے دہلی کو روانہ کیا اور با تعلقے
اُسکے وابستون کو بہادر گڈہ مین بہیجدیا اور کل ملک متعلقہ ریاست جہجر سے پرگنہ نارنول کا مہاراجہ صاحب پٹیالہ
و پرگنات کانٹی و باوَل راجہ نابہہ و پرگنہ دادری راجہ جنید کو انکی خیر خواہی و خدمتگذاری ایام غدر کے سرکار سے
عطا ہوا بہادر جنگ خان رئیس دادری و بہادر گڈہ کو بعد تقرری ایکہزار روپیہ ماہواری نقد زر بنش کے لاہور مین
رہنے کے واسطے حکم نافذ ہوا اور ابراہیم علی خان نے جسکو نواب نے اپنے سوارون کا افسر بنا کر شاہ دہلی کے
مدد کو بہیجا تہا دہلی مین پہانسی پائی اور نواب کے عورات جنکے پاس نرینہ اولاد تہی جہجر سے خارج ہو کر لودہیانہ
بہیجے اور باقی ماندون کے واسطے پانی پت مین رہنے کا حکم نافذ ہوا اور گذارہ ہر ایک کا بقدر اُسکی حیثیت کو مقرر ہوا

تذکرہ ریاست فرخ نگر

یہہ ریاست بلوچون کی ریاست مشہور تہی بانی اس ریاست کا دلیل خان بلوچ تہا جسنے فرخ سیر بادشاہ کے
عہد مین فوجدار خان خطاب پایا اور شہر فرخ آباد اُسنے فرخ سیر بادشاہ کے نام پر آباد کیا اور اپنے متعلق لوگ
ہم قوم وغیرہ اُسمین آباد کئے اور ایک مسجد عالیشان تعمیر کی نام اس شہر کا تاریخی مطابق ۱۱۲۵ ہجری ہے
جو بعہد محمد شاہ بادشاہ کے بعد آباد ہو جانے اس شہر کے رکہا گیا تہا اور جو قلعہ فوجدار خان نے یہان بنوایا تہا
اُسکی تاریخ بہی قلعہ فوجدار خان کسی شاعر نے برمحل نکالی ہے اس مادہ سے بہی ۱۱۴۵ ہجری ظاہر ہوتا ہے فوجدار خان
نے اپنے عہد مین جنگل کاٹ کر بڑی آبادی کی اور گانو بسائے جب وہ مر گیا تو بعد اُسکے کامگار خان اور پہر موسٰی خان
جانشین ہوا تو اُسکے وقت مین بعد حکومت تین سال کے ریاست مین تنزل آگیا اور وہ اس ریاست سے بالکل بیدخل
ہو گیا اور فرخ نگر وغیرہ ملک ہریانہ مین عملداری بہرت پور کی راجہ سورج مل کی ہوگئی اور اُسکے بعد اُسکا بیٹا جواہر سنگہ
پہر رتن سنگہ خلف سورج مل پہر نول سنگہ سورج مل کا بیٹا پہر رنجیت سنگہ سورج مل کا بیٹا قابض رہا اُسکے وقت مین موسٰی خان
بلوچ پہر اپنی ریاست کی استرداد کی فکر مین ہوا اور پوشیدہ پوشیدہ اپنے ہمقوم بہوانیون اور دیگر ملک کے آدمیون کے
ساتہ سازش کر لی اور اس کام پر ڈیڑہ ہزار آدمی آمادہ ہوگیا مگر یہہ جمعیت قلیل و نا آزمودہ کار فوج کثیر و آموختہ
کے روبرو کچہہ حقیقت نہ رکہتے تہے سوای اِسکے شمشیر و خنجر کے بغیر کوئی توپ یا رسکلہ و بندوق نہ تہی اس خوف سے

مارے دہ دوبد و دشمن سے مقابلہ نکرسکا اور یہ حیلہ بنایا کہ اُسن ڈیڑہ ہزار فوج سلح کو عورتون کی طرح پردہ دار گاڑیون مین بٹھلایا اور ایک سامان برات کا تیار کر کر رات کو باجے سجاتا ہوا اور رقص کراتا ہوا بہت روشنی کے ساتھہ اپنی مسکن سے چلا اور ایک نوشہ دولہہ مصنوعی بناکر اور سہرا باندہ کر گہوڑے پر بٹھلایا اسطرح چلتے چلتے موضع جانڈری عرف باقرگڈہ متعلقہ نجف گڈہ مین جو فرخ نگر سے بفاصلہ آٹھہ کوس کے ہے جا پہونچا اور وہان بسبب سکے کہ وہ گاؤن شاہ جہان آباد کے ناکہ پر تہا ایک قلعہ متعلق ریاست فرخ نگر کے بنا ہوا تہا اور فوج راجہ کی اُسمین رہا کرتی تہی سامان برات کا اور رقص و نغمہ دیکہنے کو کل فوج بے ہتیار باہر نکل آئی اُسوقت دفعتاً وہ گروہ جانبازون کی تلوارین کہینچ کر گاڑیون سے نکل آئے اور مانند مرگ مفاجات جاٹون کے لشکر پر جو بالکل غافل تھے ٹوٹ پڑے اگرچہ جاٹون کی فوج بہی ان سے کئی درجہ زیادہ تہی اور حتی الامکان اُنہون نے کوشش بہی کی مگر سوتے اور جاگتے مین بہت فرق ہوتا ہے کشتہ وخستہ ہوکر بہاگ نکلے اور قلعہ فرخ نگر مین محصور ہوئے اور باقرگڈہ کا قلعہ بلوچون نے اپنے قبضہ مین کرکر سامان حرب توپ و تفنگ وغیرہ جسقدر رہا ساتہہ لے لیا اور شباشب فرخ نگر پہونچے اور مورچہ بندی کرکر شہر کو توپین لگادین اُسوقت دیوان خوشحال راے نائب رئیس بہرت پور ایسا بدحواس ہوا کہ بہت جلد قلعہ خالی کرکر بہاگ گیا اور موسیٰ خان نے عمل و دخل اپنا فرخ نگر مین کرلیا مگر ریاست اُسکی فرخ نگر و دیہات قرب وجوار پر بحال ہوئی پہلی ریاست کے حدود قائم ہوئے وہ مرگیا تو اُسکا بیٹا عیسیٰ خان پہر مظفر خان پہر یعقوب علیخان اپنے اپنے وقت بدستور رئیس ہوتے رہے جب نواب احمد علیخان گدی نشین ہوا تو اُسکے وقت مین مفسدہ دہلی کا برپا ہوا اور انگریزون نے بسبب سکے کہ وہ بہی باغی ہوکر مددگار مفسدان دہلی ہوگیا تہا اُسکو پہانسی دیدیا اور ریاست فرخ نگر کی باختتام پہونچکر کل علاقہ ضبط سرکار ہوا اُسمین سے اب تفضل حسین نامی ایک جاگیردار اِس علاقہ کا باقی ہے جو مفسدہ کے وقت خیر خواہ سرکار رہا تہا +

ذکر ریاست سمرو صاحب الیمان و زیب النسا بیگم رئیسۂ قصبہ سردہنہ وغیرہ کا

اگرچہ سردہنہ کا علاقہ اب متعلق علاقہ معینہ لفٹنٹی پنجاب کے نہین ہے مگر دہلی کے پاس یہہ بہی ایک بردست ریاست تہی تذکرہ اُسکا بہی اِس مقام پر لطف سے خالی نہوگا اور مجمل حال اُسکا یہہ ہے کہ سمرو صاحب الیمان انگریز وزیر گنتہیلک اول راجہ رنجیت سنگہ والی بہرت پور کا نوکر تہا جب ۱۱۹۵ھ مین باہم مرزا نجف خان و راجہ رنجیت سنگہ کی لڑائی ہوکر علاقہ ڈیگ فتح ہوا اور باہم دونو رئیسون کی مصالحت عمل مین آئی تو سمرو صاحب نے راجہ رنجیت سنگہ کی نوکری ترک کرکے مرزا نجف خان کی ملازمت اختیار کی اُسواسطے جو پرگنات جہجر و جہارسہ وغیرہ راجہ نے

سمرو صاحب کے جاگیر مین دبے ہوئے تہے اُسکو واگذار رہے وہ مرگیا تو زیب النسا بیگم اُسکی زوجہ جو ذات کی کشمیرن اہل طوائف مین سے تہی اُسکے جاگیر پر قابض ہوئی اور انتظام ریاست کا اُسنے بوجہ حسن کیا مادہوراو سندہیہ کے وقت اُسنے پرگنات جہجر وغیرہ چہوڑ دیا اور عوض اُسکے سردہنہ وبودیانہ وبرنادہہاسو وبرونت وکوتانہ وغیرہ پرگنات میان دوآب لے لئے اور سردہنہ کو دارالریاست مقرر کیا انگریزون کے وقت بہی اُسکی جاگیر بدستور بحال رہی جب مرگئی تو کل علاقہ اُسکا سرکار انگریزی مین ضبط ہوگیا اور ایک ہزار سپاہی ہندوستانی مسلمان اُسکا ملازم جو نجیب سپاہی کرکے مشہور تہے پنجاب مین مہاراجہ رنجیت سنگہ کے پاس آکر نوکر ہوگیا مہاراجہ نے بہی اُنکا نام نجیبون کی پلٹن رکہا ✤

ذکر ریاست جارج طامس صاحب عرف جہاز صاحب انگریز کا

جارج طامس صاحب انگریز بہی بعہد عملداری مرہٹون کے ایک رئیس خودمختار ضلع ہریانہ وغیرہ مین ہوگذرا ہے پہلے یہہ شخص انگریزی جہازون کی مٹیری مین ایک ذلیل عہدہ پر نوکر تہا سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین انگلستان سے ہند مین آکر مندراس مین اُترا چونکہ آدمی صاحب حوصلہ وطالب جاہ وحشم تہا ذلیل نوکری جہاز کی چہوڑکر بالگدہ مین آیا چند سال وہان بسر کئے وہان سے سنہ ۱۲۰۱ ہجری مین سردہنہ مین آکر سمرو کی بیگم زیب النسا کا نوکر ہوا اور اچہی اچہی خدمتین بجالاکر عزت وتوقیر حاصل کی بیگم نے اپنی ایک کنیزک سے اُسکی شادی کردی اور فوج کا افسر بنایا مدت تک وہ غارتگران قوم سکہہ سے جو بیگم کے علاقہ مین لوٹ مار کرتے تہے لڑتا رہا اور بیگم کو اپنی خدمات نمایان سے خوش رکہا سات برس کے بعد بسبب دراندازی بعض دراندازون کے مزاج بیگم کا اس سے برگشتہ ہوگیا اسلئے اُسنے بیگم کی نوکری چہوڑدی اور دوسو سوار جنگ آزمودہ کے ساتہہ سردہنہ سے نکلکر انوپ شہر کے پاس جو اُسوقت سرحد علاقہ انگریزی کی تہی آکر تین مہینے تک مقیم رہا اس امید پر کہ شاید کوئی ہندوستانی رئیس اُسکو بلاکر نوکر رکہہ لے سنہ ۱۲۰۷ ہجری مین ایک خط آپا کہانڈہ راؤ مرہٹہ کا اس مضمون سے اُسکے پاس آیا کہ اگر ہمارے پاس آجاوگی تو معزز نوکری اور گذارہ معقول پاؤگے اور آپا راؤ کہانڈہ آپا راؤ کہانڈہ مرہٹہ الملقب بانجہ شمشیر بہادر اول اول مادہوجی سندہیہ کا نوکر تہا اور مادہوجی سندہیہ نے اُسکو نوکر رکہہ کر دو پلٹنین جیلی آزمودہ کار عطا کین اور افسر بنایا جب اُسنے بہت سی معرکون مین جانفشانیان کین تو مادہوسندہیہ نے اُسکو اضلاع گوالیار دگوہد بہی کا ناظم بنایا اور اُن اضلاع کا نظم ونسق اُسنے کچہہ عرصہ تک اچہا کیا سنہ ۱۲۰۲ھ مین اُسنے بلا اجازت اپنے آقا کے بندیل کہند پر یورش کی اگرچہ بہت کوششون کے ساتہہ فتحیاب ہوا مگر نہایت زیربار وقرضدار ہوگیا اس بدنظمی سے مادہوسندہیہ نے

اس سے ناراض ہوکر اسکو معزول کر دیا از بسکہ یہہ سردار ایک آدمی صاحب داعیہ و عالی دماغ تہا اُسنے عزت
مین آکر خود سری اختیار کی اور اپنی بازو کے زور سے اضلاع میوات کو مفتوح کرتا ہوا ہریانہ تک پہونچا اُسکے
ابتدا آمد سے سکہہ لوگ جو اُس ملک کو لوٹ رہے تہے پنجاب کو لوٹ گئے اور ہریانہ کے بہت سے حصہ مین عملداری
آپا کہانڈہ راو کی سنہ ۱۲۰۵ ہجری مین قایم ہوگئی اُس فروغ کے وقت وہ مادہوسندیہہ سے نہ تو باغی اور نہ تابعدار
شمار ہا بعض بعض اضلاع مین خود مختار و مالک اور بعض مین باجگذار و تابعدار تہا اُسنے قلعہ کانوند کو اپنا دار الحکومت
بنایا فقط جب جارج طامس صاحب اُسکے پاس پہونچا تو اُسنے اُسکو آدمی ہوشیار و لایق کار جہان شمار تصور کرکے
ریاست کا مختار بنایا اور افسری فوج کی اُسکے حوالے کی بعد وفات مادہوسندیہہ کے جب دولت راو سندیہہ
برادرزادہ مادہو کا جانشین ہوا تو آپا کہانڈی راو بہی حسب الطلب اُسکے معہ جارج طامس صاحب کے دہلی گیا اور
شاہ عالم بادشاہ کے یہان سے خلعت فاخرہ حاصل کی غرض کہی سال تک طامس صاحب نے بہ نیابت آپا کہانڈے راو
کی کشورکشائیان کین اور خدمات لایق بجا لایا آخر جب آپا کہانڈے راو نے بسبب شدت مرض و حصول نجات
کے جمنا مین ڈوب کر خودکشی کی تو طامس صاحب حاکم خود مختار بن گیا اور دور دور تک علاقجات فتح کرتا ہوا علاقہ
راجہ پٹیالہ وغیرہ سے سررشتہ دوستی کا قایم کیا جب آپا کہانڈے راو مرنے کے بعد باون راو اُوسکا برادرزادہ
اُسکا جانشین ہوا تو اُسنے بعض فساد انگیزون کے کہنے سے یہہ تجویز کی کہ جو پرگنہ جہجر وغیرہ اُسکے چچا نے طامس صاحب
کو جاگیر مین دئی ہوئی تہی ضبط کر کر اپنی ریاست کے شامل کر لیوے ہرچند طامس صاحب بلحاظ اِسکے کہ وہ
نوکر اُس خاندان کا تہا اطاعت قبول کی اور کچہہ خراج بہی دینا کیا مگر باون راو نے نمانا اور نوبت بجنگ و
جدل پہونچی آخرکار بعد جنگ و پیکار آپسمین صلح و صفائی ہوگئی اس کام سے فراغت پاکر اُسنے بمقام کرنال
سکہون کے ساتہہ ایسا جنگ کیا کہ جسمین ایکہزار سکہہ مارا گیا شہر حصار و ہانسی جسے جنکو سکہون نے بالکل اُجاڑ
دیا تہا از سر نو آباد کر کے دار الریاست بنایا قلعہ جارج گڈہ جسکو اب جہاز گڈہ بولتے ہین تعمیر کیا اور کل ملک
ہریانہ کا جو دہلی سے نوّے میل شمال و مغرب مین ہے طامس صاحب کے تصرف مین آگیا جسکی وسعت جنوباً و شمالاً
اٹہتر کوس و اسیقدر شرقاً و غرباً بہی ہوگی اور اُسکی ریاست کی حد شمالی صاحب سنگہ پٹیالہ والہ کے راج اور گوشہ
شمال و مغرب ملک بہٹیان اور غرب مین بیکانیر کے راج اور جنوب مین جی پور کی راج اور گوشہ جنوب و مشرق
مین پرگنہ دادری اور مشرق مین اضلاع متصلہ دہلی اور گوشہ شمال و مشرق مین رہتک پانی پت وغیرہ
کی حدود سے ملتی تہی اور خاص قصبہ ہانسی کو اُسنے اپنا دار الحکومت بنایا اور اگر خاص حد اُسکے ریاست کی
بیان کیجاوے تو یہہ ہے کہ شمالی حد مین اُسکے دریاے گہگر اور جنوب مین قصبہ بہل اور مشرق مین مہیم اور مغرب
مین بہادرہ [illegible] اور آنڈہ سے موضع اسمہ شامل تہے بعد انتظام قرار واقعی کے طامس صاحب نے سکہ اپنے نام کا

جاری کیا اور توپین قلعہ شکن و میدانی لڑائی کی ڈہلوائین لشکر آراستہ کیا شان وشوکت شاہانہ جائی یہانتک کہ
اُسکے پاس پچاس ضرب توپ اور آٹھہ پلٹن ہزار ہزار آدمی کی اور ایکہزار سوار اور ساڑہے تین ہزار بیقاعدہ
فوج جمع ہوگئی اور جارج گڈہ اپنے بنائے ہوئی قلعہ مین جو جھجر سے چار کوس پر ہے سامان جنگ و ذخیرہ جمع کیا
چند سال کے بعد اتفاق جانے طامس صاحب کا میواڑ کی ملک کیطرف ہوا پیچھے اُسکے ضابطہ خان ناظم جھجر نے یہہ بات دلی
کی کہ علاقہ رواڑی عملداری دولت رام سندہیہ سے کہانڈ کی بہری ہوئی گاڑیان ستر ہزار روپیہ کے مالیت سکے لوٹ
لین گاڑی والون نے استغاثہ اسکا بحضور پیرون صاحب سپہ سالار فوج دولت رام سندہیہ کے کیا اور پیرون صاحب
کی حکم سے مسٹر لوئیس صاحب فرانسیس معہ چار پلٹن و توپخانہ واسطے تدارک ضابطہ خان کے مامور ہوا اُسنے جھجر
آکر توپین لگادین اور پندرہ دن تک برابر لڑائی ہوتی رہی آخر ضابطہ خان مفرور اور لشکر مرہٹہ کا منصور ہوا
اور لوئیس صاحب جھجر کے چند دوکانداروں اور ساہوکاروں کو پکڑ کر لے گیا جب طامس صاحب میواڑ سے واپس آیا
تو اُسنے شہر جھجر سے سترہ ہزار روپیہ معاوضہ اُن گاڑیون کا چندہ کر کر پیرون صاحب کے پاس بہیجکر قیدی
اپنے منگالئے اگرچہ گاڑیون کے عوض مین تو سترہ ہزار روپیہ پیرون صاحب نے وصول کر لیا مگر دل مین
جارج طامس کے نوکرون کی شوخی سے سخت پیچ و تاب کہائی اور کل یہہ حال دولت راے سندہیہ کی خدمت
مین جو اُسوقت دہ بمقام دکہن تہا لکہہ بہیجا وہان سے ایک خط بنام طامس صاحب اسطرح جاری ہوا کہ چونکہ
اسوقت فیمابین ہماری اور مہاراجہ جسونت راے ہولکر والی اندور کی لڑائی ہو رہی ہے تمکو چاہیئے کہ
اپنے آپ کو ہماری سلطنت کا ایک ملازم و جاگیردار تصور کر کر ماتحتی پیرون صاحب سپہ سالار کے مخاربہ
ہولکر مین مصروف ہو چونکہ پیرون صاحب اور طامس صاحب کی آپسمین صفائی نہتی پیرون صاحب نے چاہا کہ کسیطرح طامس صاحب
کو اپنے پاس بلا کر قید کر لون مگر طامس صاحب نے اپنی فوج کے ساتہہ جا کر ملاقات کی اور پیرون صاحب کو طامس صاحب
کے گرفتار کرنے کا موقع نملا اور کہا کہ مہاراجہ سندہیہ کا حکم ہے کہ تم علاقہ جھجر سے بالکل دست بردار ہو کر مہاراجہ
سندہیہ کی ملازمون کے حوالے کر دو اُسکے عوض مین تمکو پچاس ہزار روپیہ ماہواری ملا کریگا چونکہ یہہ بات پیرون
صاحب کی طامس صاحب نے منظور نکی اُسی روز سے آپسمین مجادلہ و مقاتلہ شروع ہوا اور مدت تک طامس صاحب
رستمانہ لڑائیان سندہیہ کے فوج سے لڑتا رہا آخر جب پیرون صاحب لوئیس صاحب کی فوج کو مدد پہونچ گئی اور
طامس صاحب کے فوج کے افسر بہت سے مارے گئے اور اہلکاران سندہیہ نے طامس صاحب کے سپاہون اور افسرون
کے واسطون کو جو اُنکے علاقہ مین رہتی تہے قید کر لیا تو فوج طامس صاحب کی بددل ہوگئی اور اپنی جان بچا کر
جابجا بہاگ گئے اسلئے لاچار ہو کر طامس صاحب نے ریاست سے دل اٹہایا اور انگریزی عملداری مین جا کر باقی عمر
رعایا کی طرح بسر کی ✤

تذکرہ ریاست لوہارو

یہہ ریاست ایک مسلمان نواب کی ہے اسکی شمال کو ضلع ہریانہ شرق مین جھجر و جنوب مغرب مین شیخاوٹی و غرب مین بیکانیر و ہریانہ ہے سطح اس ریاست کا دو سو میل مربع اور آبادی تخمیناً اٹھارہ ہزار آدمی کے ہے جب لارڈ لیک صاحب نے مرہٹون کو دہلی سے نکالا تو لوہارو معہ علاقہ متعلق کے ریاست الور مین منتقل ہوگیا اور راجہ الور نے یہہ علاقہ نواب احمد بخش خان اپنے نائب کو بخش دیا بلکہ سرکار انگریزی نے بعوض اُسکے خدمات کے علاقہ فیروز پور کا جو جنوب کے طرف دہلی کے ہے اپنی طرف سے نواب احمد بخش خان کو عطا کیا جب نواب احمد بخش خان مرگیا تو شمس الدینخان اُسکا بیٹا جانشین اپنے باپ کا ہوا اُسوقت امین الدین خان و ضیاء الدین خان حقیقی بھائی شمس الدینخان کے بموجب وصیت اپنے باپ کے دعویدار حصہ ریاست کے ہوئے اور مقدمہ روبرو فریزر صاحب ایجنٹ دہلی کے پیش ہوا صاحب ممدوح نے بعد تحقیقات گورنمنٹ مین رپوٹ کی کہ ان تینون بھائیون مین باپ کی وصیت کے بموجب حصص ہوجانے مناسب ہین اسباب سے نواب شمس الدینخان صاحب ایجنٹ کا دشمن ہوگیا اور اپنے نوکرون کے ہاتھ سے اکتوبر ۱۸۳۵ع مین صاحب ایجنٹ کو قتل کرادیا پس وہ مقدمہ ایک برس تک تحقیقات ہوتا رہا آخر جرم قتل بہ نسبت نواب شمس الدینخان کے ثابت ہوکر اُسکو پھانسی دی گئی اور ریاست فیروز پور کی ضبط ہوکر ضلع گورگانوہ مین شامل ہوئی اور خاص لوہارو معہ علاقہ متعلق امین الدین و ضیاء الدین کے نام واگذار ہوا اور مدت العمر نواب امین الدین خان اس ریاست پر قابض و متصرف رہا اُسکے مرنے کے بعد نواب میرزا علاؤ الدین احمد خان بہادر جانشین اپنے باپ کا ہوا اسکی مسند نشینی کے وقت ضیاء الدین خان نے دعوی حصول ریاست کا کیا مگر کامیاب نہوا اور فیصلہ ہوگیا اٹھارہ ہزار روپیہ سالانہ پنشن اس ریاست سے اسکو ملتی ہے نواب علاؤ الدین احمد خان بہادر رئیس حال بڑے لئیق و عالم و فاضل ہوشیار کارگذار نیکنام خیرخواہ سرکار انگریزی کے ہین انتظام اُسکا ریاست مین بہت اچھا ہے پانچ فرزند اس رئیس کے میرزا امیر الدین و نصیر الدین و عزیز الدین و بشیر الدین و ضمیر الدین موجود ہین اور میرزا حسین علی خان بہادر رئیس حال کے بھائی بھی بڑے لایق آدمی ہین مفسدہ دہلی مین یہہ ریاست وفادار ثابت ہوئی اس سبب سے بحال و برقرار رہی *

تذکرہ ریاست دوجانہ

قسمت حصار مین یہہ بھی ایک مشہور ریاست ہے ۱۸۰۶ع مین پہلے یہہ ریاست لارڈ لیک صاحب کے حکم سے بعوض اُن خدمات کے جو نواب عبد الصمد خان سے مرہٹون کی لڑائی مین ظہور مین آئی تھین نواب ممدوح کو عطا ہوئی اور پھر دوجانہ کے ایک علاقہ بہو بہو جھجر بھی شامل اس ریاست کے ہوگیا اب یہہ ریاست نواب عبد الصمد خان کے پوتے محمد حسن علیخان کو واگذار ہے مفسدہ دہلی مین یہہ رئیس بھی خیرخواہ و وفادار نکلا اسلئے ریاست اسکی

قایم رہی محمد سعادت علی خان ولیعہد و محمد شیر خان و محمد شمشیر خان بہائی و محمد عبد اللہ خان برادر چچہ زاد اس رئیس کے
ماتحت کام کرتے ہین کل سطح اس ریاست کا اکہتر میل مربع ہے اور آبادی چہہ ہزار آدمی سے زیادہ ہے پچاس
سوار اور ڈیڑہ سو پیادہ اس رئیس کے پاس نوکر ہے *

ذکر ریاست پاٹودی

یہہ ریاست بہی بڑی ریاست جہجر کی ایک شاخ ہے پہلے یہہ ریاست لارڈ لیک صاحب بہادر نے بجلدوے
حسن خدمات مہم مرہٹون کے نواب فیض طلب خان بہنوے نواب نجابت علی خان رئیس جہجر کو از روے سند محررہ
۴ ۳ - اکتوبر سنہ ۱۸۰۶ء مطابق ۱۹ - ماہ رجب سنہ ۱۲۱۹ھ عطا کیا یہہ ریاست چالیس میل بسمت جنوب مغرب دہلی کی اُس
سڑک پر واقع ہے جو دہلی سے نارنول کو جاتی ہے مفسدہ دہلی کے بعد باوجودیکہ ریاست جہجر کی ضبط ہوکر رئیس
وہانکا پہانسی پاگیا مگر یہہ ریاست بسبب خیرخواہی و وفاداری کے اکبر علی خان رئیس کو واگذار رہی فی الحال فرمانروا
اس ریاست کے نواب محمد مختار حسین رئیس ہین اور آمدنی کل اس ریاست کی قریب پچاس ہزار روپیہ سالیانہ کے ہے
یہہ ریاست قسمت دہلی کے متعلق ہے اور محمد اصغر علی خان سربراہ کار و امداد علی خان رشتہ دار نواب صاحب کے زور بازو
اس ریاست کے و مختار مہمات ریاست ہین *

ذکر ریاست دادری

یہہ ریاست جہجر کے ریاست کی ایک شاخ تہی اور جب جہجر کا علاقہ لارڈ لیک صاحب نے نواب نجابت علی خان کو عطا کیا تو
علاقہ دادری و بہادر گڈہ نواب محمد اسمعیل خان نجابت علی خان کے بہائی کو ملا مگر اسماعیل خان عنقریب فوت ہوگیا
اور نواب بہادر جنگ خان اُسکا بیٹا خورد سال رہ گیا اسواسطے نواب نجابت علی خان نے انتظام اس ریاست کا اپنے
ذمہ پر لے لیا اور دادری مین چہاونی اپنی فوج کی مقرر کی جب نجابت علی خان مرگیا تو نواب فیض محمد خان کے وقت
مین بہی چندسال دادری مین چہاونی رہی جب بہادر جنگ خان بالغ ہوا تو اُسنے دادری مین اپنا عمل دخل
کرلیا اسواسطے نواب فیض محمد خان نے مطالبہ زرنقصان عہد سرپرستی بحضور صاحب ایجنٹ دہلی کے پیش کیا بدین
بیان کہ بوقت سرپرستی و نابالغی بہادر جنگ خان کے آمدنی علاقہ کی کم اور خرچ زیادہ تہا صاحب ممدوح نے کل
انتظام قرضہ بہادر جنگ خان کا کرکے کل دیہات پرگنہ دادری سے نواب فیض محمد خان کو دیدئے اور باقی علاقہ جمعی
ایک لاکہہ اٹہارہ ہزار ایکسو دس روپیہ سات آنہ ۹ پائی بحق بہادر جنگ خان بحال رکہا اور چونکہ دو لاکہہ روپیہ تو
بابت خسارہ جاگیر ایام نابالغی بہادر جنگ خان کے ذمہ پر تہی اور اسّی ہزار روپیہ ایک مہاجن ہرنزائن نامے کے
اسکے ذمہ پر واجب آتی تہی اسواسطے پرگنہ دادری و بہادر گڈہ کا بطور ٹہیکہ گیارہ برس کے بحکم صاحب ایجنٹ
دہلی کے حوالہ نواب فیض محمد خان کے ہوگیا اور آمدنی جاگیر مین سے پندرہ سو روپیہ ماہواری بہادر جنگ کو بطور خرچ

دینا قرار پایا مگر عندالاپیل یہہ حکم محکمہ گورنری سے منسوخ ہوگیا اور کل علاقہ جو ابہادر جنگ کے ہوا اونے اپنی خوشی سے
اُسنے بعوض تین لاکہہ چہہ ہزار روپیہ کے پرگنہ دادری کا نواب فیض محمد خان کے پاس بمیعاد دس سال کے رہن
رکہہ دیا اس شرط پر کہ وہ پچاس ہزار روپیہ سال نواب بہادر جنگ کو اور کل تنخواہ سوارون کے جو سرکار مین
دی جاتی ہین دیا کرے پس پرگنہ دادری کا رہن ہوکر بہادر گڈہ کا پرگنہ بقبض و دخل بہادر جنگ کے رہا جب
میعاد دس سالہ رہن کے گذر گئے تو زر رہن مین سے صرف ایک لاکہہ روپیہ ادا ہوا اسواسطے دادری کا علاقہ
پہر دس برس کے میعاد پر بعوض دو لاکہہ چہہ ہزار روپیہ کے نواب فیض علی فیض محمد خان کے بیٹے کے پاس
رہن ہوا اور دس سال تک وہ پچاس ہزار سالانہ خرچ کا دینا ہی موقوف ہوا اور یہہ ہی شرط ہوئی کہ بعد انقضاے
میعاد جب راہین فک الرہن کرائے تو ایک لاکہہ روپیہ یکمشت مرتہن کو دیوے مگر یہہ شرط نواب عبدالرحمان خان
کے وقت فسخ ہوکر پچاس ہزار روپیہ کا دینا بوقت فک الرہن کے قرار پایا اور بہادر جنگ خان نے میعاد سے اول
پچاس ہزار روپیہ یکمشت دیکر علاقہ اپنا رہن سے واگذار کرالیا اور باقیماندہ روپیہ باقساط تین ہزار روپیہ سالانہ
کے ادا کردیا جب بعد فرو ہونے مفسدہ دہلی کے افسران دہلی انتظام بیرونی کے واسطے تشریف لے گئے تو
دادری کے رئیس کی جہجر کے رئیس سے پہلی ملاقات ہوئی مگر کچہہ مواخذہ نہوا بعد ازان جب رئیس جہجر کا ماخوذ ہوکر
دہلی پہونچا تو ہم ۔ ماہ نومبر ۱۸۵۷ع کو ڈگل لارنس صاحب پولٹیکل ایجنٹ دادری مین گئے اور بجرم سازش مفسدون
کے ریاست کو ضبط کرکے نواب بہادر جنگ خان و فتح جنگ خان اُسکے بیٹے کو نظر بند کرکے دہلی بہیجدیا اور سمی گاما
دادری کے رہنے والے کو کہ جسنے بزمانہ عدم سیاستی سرکاری ڈاک منشی کو مار ڈالا تہا اُسی خاص موقع پر پہانسی
دیا اور حکم دیا کہ لاش اسکی سیدہ روز تک برابر پہانسی کے اوپر لٹکی رہے پہر جب تحقیقات مقدمہ ریاست جہجر
کی ہوکر نواب عبدالرحمان خان پہانسی مل چکا تو نواب بہادر جنگ خان کی نسبت حکم جلاوطنی کا صادر ہوا اور بعد
مقرر ہونے ایکہزار روپیہ ماہواری گذارہ کے لاہور بہیجا گیا اور لاہور مین چند سال قیام رکھہ کر فوت ہوا اب
بیٹا اسکا فتح جنگ خان لاہور مین رہتا ہے اور دوسو روپیہ ماہواری پنشن اسکو سرکار سے ملتی ہے ٭

ذکر ریاست مالیر کوٹلہ

ستلج پار کے ملک مین یہہ ریاست ہی ایک قدیمی و مشہور ریاست ہے مورث اعلی یہان کے رئیس کا شیخ صدرالدین
زندہ پیر قوم سروانی افغان تہا جسکے ساتھہ نواب سکندر علی خان رئیس حال کا شجرہ انساب بچند واسطے دریافتی
اسطرح پر ملتا ہے کہ نواب سکندر علی خان خلف نواب محبوب علی خان بن امیر خان بن وزیر خان بن بہیگن خان
بن جمال خان بن شیر محمد خان بن فیروز خان بن بایزید خان بن شیخ صدرالدین بن شیخ احمد زندہ پیر اور یہہ
شیخ احمد سمی سروانی بزرگ اپنے سے سربی بال کے شاخ مین تیرہوین پشت تہا اور بابنیم ہلٹوین مین سے

ہرا بیٹا شیخ احمد کا شیخ صدرالدین المعروف بصدر جہان جو اپنے وقت مین ولی کامل اور درویش خدا رسیدہ
تہا اپنے اصلی وطن دراہن سے بتقریب سیر ہندوستان کو آیا اور اسمقام پر جہان اب قصبہ مالیر کوٹلہ آباد ہے پہونچکر
ستلج دریا کے ایک شاخ پر جسکے نشان اب بھی معلوم ہوتے ہین مقیم ہوکر عبادت الٰہی شروع کی اُسوقت مالیر کی آبادی
کا نام ونشان بہی نہ تہا صرف ایک چھوٹا سا موضع جہوم نام آباد تھا شیخ کی عبادت خانہ کے قریب ایک عورت ضعیفہ
مالی نام مسلمان رہتی تہی پہلے پہل وہی ضعیفہ حضرت کی مرید ہوئی پھر جب سلطان بہلول لودی بادشاہ نے اپنی
دختر کی شادی صدر جہان سے کردی تو حضرت کی بہت شہوری ہوگئی اور جوق جوق لوگ حضرت کی خدمت مین
حاضر ہونے لگے اُسوقت حضرت نے اس قصبہ کے آبادی کی بنا ڈالی اور نام اسکا اُسی عورت مالی کے نام پر مالیر
رکہا بعد آبادی اس قصبہ کے ۹۳۲ ہجری مین شیخ صدر جہان کی وفات ہوئی اور اسی قصبہ مین دفن ہوئے
فضل ایزد - اور عارف المتقی اُنکی تاریخ وفات نکلی اونکے دو منکوحہ ایک راجپوت عورت اور دوسری شہزادی
تہی شاہزادی کے بطنی اولاد اب تک مزار مبارک کے مجاور رہین اور دوسری عورت کے نسلی اولاد رئیس
وسردار و نواب چلے آئے ہین صدر جہان کی پانچوین یا چھٹی پشت کے بعد بایزید خان رئیس ہوا اُسنے مالیر
کے پاس دوسرا قصبہ کوٹلہ مع شہر پناہ و عمارات پختہ و خندق کے آباد کیا اور اپنی ریاست کی وسیع کرنے مین
بہی نہایت کوشش کی اُسکے بعد فیروز خان پہر شیر محمد خان جانشین ہوا پہر شیر محمد خان ہمراہ فوج ناظم سرہند کے
گورو گوبند سنگہ کے ساتہہ خوب لڑتا رہا اُسنے اپنی ریاست مین موضع شیرپور آباد کیا کہ اب وہ موضع ریاست پٹیالہ مین
بستا ہے اُسکے بعد غلام حسین حاکم ہوا جب وہ مرگیا تو جمال خان بیٹا شیر محمد خان کا گدی نشین ہوا یہہ بہی سکہون سے
لڑکر بمقام سرہند شہید ہوا اُسکے بعد بہیکن خان حاکم بنا احمد شاہ درانی والی کابل کی نظر اُسکے خدمات نمایان
اور [illegible] قومی کے اُسپر بڑی مہربانی تہی اُسنے اس ریاست کو وسیع بلکہ اُنکی سکہ کو مضروب کیا آخر بہیکن خان نے آلا سنگہ
رئیس پٹیالہ سے لڑکر شہادت پائی اُسکے بعد بہادر خان اُسکا چھوٹا بہائی مسند پر بیٹھا اُسنے بہی سکہون کے ساتہہ
لڑکر جام شہادت نوش کیا اُسکے وقت پٹیالہ کے رئیس نے غالب آکر اُسکا بہت سا علاقہ اپنی ریاست کے شامل
کرلیا اُسکے بعد عمر خان اسد اللہ خان عطاء اللہ خان اُسکے چھوٹے بہائی ایک دوسرے کے بعد مسند نشین ہوتے
رہے عطاء اللہ خان کے عہد مین رنجیت سنگہ والی لاہور لشکر لیکر مالیر کوٹلہ پر چڑہ آیا اور ڈیڑہ لاکہہ روپیہ
نذرانہ مقرر فرمایا اُسوقت کچہہ تو یہان کے رئیس نے نقد ادا کیا اور باقی کے واسطے رئیس پٹیالہ اور جیند کو
ضامن دیا ضامنون نے بعوض ضمانت اپنی کے فوراً اپنے تہانجات اسملک مین بٹہلا دئیے مگر انہین ایام مین [illegible]
ستلج پار کے رئیسون کی خوش نصیبی سے اسطرف کے کل ریاستین زیر حکومت صاحبان انگریز کے آگئے اور [illegible]
کا عمل ودخل بالکل اُٹہہ گیا اور جنرل اوکٹرلونی صاحب نے بذات خود کوٹلہ مین آکر سکہون کے تہانجات اس ریاست [illegible]

اُنکے علاقہ سے اُٹھا دئیے اور رئیس مالیرکوٹلہ کا دوبارہ عمل و دخل کامل ہوگیا عطاءاللہ خان کے مرنے کے بعد وزیر خان بیٹا
بھیکن خان کا حاکم شہر ہلودہ فوت ہوا تو امیر خان اُسکا بیٹا گدی پر بیٹھا اور عطاءاللہ خان کی اولاد اپنی جاگیر پر قابض رہے
امیر خان سے پہلے رئیس مالیرکوٹلہ کے خانصاحب کہلاتے تھے اُسکو گورنمنٹ کے یہان سے نوابی کا خطاب عطا ہوا
ریاست و مدارج نے ترقی پائی امیر خان نے ١٢٦١ ہجری مین وفات پائی بجاے اُسکے نواب محبوب علیخان
مسند نشین ہوا ١٢٧٤ ہجری مین نواب محبوب علی خان نے بھی دنیاے ناپایدار کو چھوڑا اور نواب سکندر علیخان
محبوب علیخان کا بیٹا ریاست کا مالک بنا اُسکے مرنے کے بعد نواب محمد ابراہیم علی خان مسند نشین ہوا جو
فی الحال موجود ہے خدا سلامت رکھے چراغ اہل دل (١٢٧٤) نواب محبوب علی خان کی تاریخ وفات ہے کل آمدنی
اس ریاست کی ڈھائی لاکھ روپیہ سالانہ ہے جس مین سے ایک لاکھ روپیہ تو ذات خاص رئیس کے لئے ہے اور
ڈیڑھ لاکھ روپیہ اور سب حقدارون و حصہ دارون و جاگیردارون و پنشن دارون کو تقسیم ہوتا ہے اور کل سطح
اس ریاست کا انکسو چوالیس میل مربع ہے اور آبادی اکیس ہزار آدمی سے زیادہ ہے اور خاص مقام ریاست کا اُس
سڑک پر جو پٹیالہ سے فیروزپور کو جاتی ہے پینتالیس میل سمت شمال مغرب پٹیالہ سے واقع ہے جاگیردار و امراء
اس ریاست کے عنایت علی خان وغیرہ برادران چچہ زاد و محمد رستم خان و غلام محمد خان رشتہ داران و شیخ کریم بخش
وزیر ہے اور میر منشی کا عہدہ ایک شخص فتح جنگ خان کو ملا ہوا ہے اور برکت علی خان تحصیلداری کا کام دیتا ہے
اور منشی کنہیا لال پسران دلاور علیخان کی سربراہ کاری کے عہدہ پر ممتاز ہے اس رئیس نے مفسدہ دہلی مین سرکار
انگریزی کے ساتھ بڑی وفاداری کی اور خدمات نمایان بجالایا اسلئے مورد تحسین و آفرین ہوا +

ریاست پٹیالہ ستلج کے پار ریاستون مین یہہ ریاست ایک بڑی اور مشہور ریاست ہے یہان کے رئیس کو خطاب مہاراجگی
کا گورنمنٹ سے عطا ہوچکا ہے فی زمانا سکھون کے ریاستون مین سے اسکے ثانی کوئی ریاست نہین ہے دولت و جاہ و حشمت
و انتظام و عزت و توقیر مین بھی پنجاب مین اس رئیس کا کوئی ثانی نہین ہے یہہ ریاست ایک شاخ
سکھان پھلکیون کے ہے جسکا حال سکھون کے بارہ مثلون مین بھی آویگا مگر اہتمام پر بھی مختصر حال اس
خاندان کا تحریر ہوتا ہے کہ انکے بزرگ یعنی مورث اعلیٰ کا نام پھول گوت برار نسب قوم جاٹ سندھو تھا اُسنے [illegible]
کے ضعف کے وقت میدان بہت پیدا کی اور اپنے نام پر موضع پھول آباد کیا اُسکے چھ بیٹے تھے ایک تلوکا
دوسرا رام تیسرا رگھو چوتھا چندو پانچوان جھنو چھٹا تخت مل رام کی اولاد مین سے پھر پانچ بیٹے ہوئے
ایک آلا سنگھ دوسرا دونا سنگھ تیسرا سخت مل چوتھا سوبھا سنگھ پانچوان لدھا سنگھ آلا سنگھ نے اس ریاست کی بنیاد قائم کی
اور بہت سا ملک اپنے بزور شمشیر اپنی ریاست مین داخل کر لیا اور بھیکن خان مالک مالیرکوٹلہ سے بھی کئی شہر
[illegible] اور بہت سے علاقہ اسکا بھی دبا لیا پہلے اُسنے موضع برنالہ آباد کیا پھر پٹیالہ کے آبادی کی بنیاد رکھی

اسکا قلعہ تعمیر کر کر شہر کو آباد کیا اس شہر کا نام اول پٹی آلا یعنی آلا سنگہ کا حصہ تہا بہر کثرت استعمال سے پٹیالہ مشہور ہو گیا
سمت ۱۸۱۸ بکرماجیتی مین جب احمد شاہ بادشاہ درانی یہان آیا تو اُسنے اول برنالہ کے قلعہ کو لوٹا بہر پٹیالہ کی سمت کو
متوجہ ہوا تو آلا سنگہ نے اطاعت قبول کر لی اور بادشاہ کے وزیر کے معرفت چار لاکہہ روپیہ بادشاہ کو دیکر خطاب
راجگی اور گدی ریاست کی حاصل کی جب احمد شاہ چلا گیا تو آلا سنگہ نے اور سکہون کی اتفاق سے سرہند پر یورش
کر کے زین خان ناظم سرہند کو قتل اور شہر کو غارت کر کے اوجاڑ دیا وہانسے اسکو بڑی دولت حاصل ہوئی اور کل
سرزمین متعلقہ شہر سرہند پر قبضہ اسکا ہو گیا اُسوقت شہر پٹیالہ نے بڑی رونق پائی کہ بہت سے رعایا سرہند کے
وہان سے اُجڑ کر اسمین آ گئے آلا سنگہ کے مرنے کے بعد سردول سنگہ اور سردول سنگہ بعد امر سنگہ مسند نشین ہوا
اُسکے وقت مین ایک مرتبہ اُسکے بہائی مسمی ہمت سنگہ نے اُسپر غلبہ پاکر اُسکو ریاست سے بیدخل کر دیا [illegible] قابض ہو گیا
جب ہمت سنگہ مر گیا تو اُسکا ملک مقبوضہ بہی ریاست کے شامل ہو گیا اور نیز امر سنگہ نے قلعہ بہٹنڈہ فتح کر کر اپنی ملک مین ملا لیا امر سنگہ کے مرنے کے
اُسکے بیٹے صاحب سنگہ نے ریاست پائی اُسکے عہد مین پے در پے حملے رنجیت سنگہ والی لاہور کے بیچ پٹیالہ و جیند وغیرہ پر ہونے لگے
وہ ان سے پے در پے نذرانے وصول کرنے لگا اُسکا ارادہ تہا کہ پنجاب کے اور ریاستون کیطرح ستلج پار کے
ریاستون کو بہی نیست و نابود کر دیوے اسواسطے سب رئیسون نے ملکر درخواست محفوظ رہنے اپنے کے بحضور صاحب
ایجنٹ دہلی کے گذرانی اور بعد منظوری کے مسٹر مٹکاف صاحب سفیر انگریزی رنجیت سنگہ کے پاس لاہور مین آیا اور
جنرل اوکٹر لونی صاحب ایک بہاری فوج انگریزی لیکر لودہیانہ مین داخل ہوا اور جہاونی مقرر کی بعد سوال و
جواب کے دونو سرکارون مین دریاے ستلج حد مقرر ہوئی اور یہہ کل ریاستین رنجیت سنگہ کے پنجہ سے محفوظ ہو کر
انگریزی حفاظت مین رہنے لگین اُسوقت یہہ ملک محفوظہ جاگیردارون اور رئیسون کے قبضہ مین تہا گورنمنٹ
انگریزی کی مداخلت اسمین کچہہ نہ تہی صرف ایک صاحب پولیٹکل ایجنٹ زیر حکم رزیڈنٹ دہلی لودہیانہ کے
مقام مین رہتا تہا جب کوئی تنازع اُن رئیسون مین بابت سرحد وغیرہ برپا ہوتا تہا تو وہ فیصلہ کر دیتا تہا رفتہ رفتہ
دخل سرکاری اسملک مین بڑہتا چلا گیا اسطرح کہ جو جاگیردار لاولد مرجاتا اوسکا ملک سرکار انگریزی ضبط کر لیتی فقط
صاحب سنگہ کے مرنیکے بعد کرم سنگہ مالک ریاست کا بنا وہ سمت ۱۹ بکرماجیتی مین مر گیا اور راجہ نرندر سنگہ نے راج
پایا اُسکے وفات کے بعد اب مہاراجہ مہندر سنگہ اُسکا بیٹا مالک راج و صاحب تخت و تاج ہے یہہ مہاراجہ بعد وفات
اپنے باپ کے خورد سال رہگیا تہا مگر بدیں وجہ اُسکے اہلکاران نمک حلال کے انتظام ریاست کا بخوبی بنا رہا بلکہ علاقہ اس
ریاست کا پہلے سے زیادہ بڑہ گیا ہے کیونکہ کچہہ علاقجات تو یہان کے رئیس نے خود خرید کر لئے ہین اور اکثر
بعد نکالے جانے فوج گورکہیہ کے کوہستان ستلج پار ریاستیون [illegible] اس ریاست کے [illegible]
گئی تہی مگر جب یہہ رئیس بوقت ہنگامہ آرائی فوج سکہی لاہور کے وفادار و خیر خواہ سرکار انگریزی کا نکلا تو

اور بھی علاقہ اسکو سرکار سے عطا ہوا اور کل رقبہ اس ریاست کا چار ہزار چھہ سو بیالیس میل مربع ہوگیا اور آبادی
بھی تیرہ لاکھہ دس ہزار نو سو ساٹھہ آدمی کے شمار مین آگئے اب اسوقت سے بھی زیادہ ترقی ہوگئی ہے کیونکہ
اس رئیس نے بوقت مفسدہ دہلی سرکار مین خدمات نمایان ادا کین اور امداد مین دل و جان سے مصروف رہا
تو سرکار نے براہ قدردانی علاقہ نارنول وغیرہ جھجر کے ریاست کی ضبطی مین سے اسکو عطا کیا اور غرضکہ بڑہائی کل علاقہ
اس ریاست کا نہایت زرخیز و آباد ہے غلہ بکثرت پیدا ہوتا ہے اور تجارت کی بہت افراط ہے اس ملک کے علاقہ مین
حسب الحکم سرکار انگریزی کے بردہ فروشی نہین ہوتی کوئی عورت ستی ہونے نہین پاتی رنڈیا سے سخت محصول
نہین لیا جاتا شکوت کا ہنوانا راجہ کے ذمہ ہے علم و ہنر کی ترقی ہے جابجا مدرسے جاری ہین شراب کا بنیا اور بیچنا
اور جوئے کا کھیلنا منع ہے *

ذکر ریاست نابھہ

اس ریاست کا رئیس بھی ہم جدی مہاراجہ پٹیالہ کا ہے اسکا مورث اعلی بھی وہی پھول زمیندار ہے جسکا ذکر پٹیالہ کی
ریاست کی ذکر مین تحریر ہوچکا ہے مختصر حال اسکا یہہ ہے کہ پھول کا بڑا بیٹا تلوکا تھا اسکا بڑا بیٹا گوردت سنگھ صاحب
اقبال ہوا اسنے بوقت ضعف سلطنت چغتائیہ آلا سنگھ برادر حقیقی اپنے کی مدد کرکے بڑا علاقہ زیر حکم کرلیا اور جمعیت معقول بہم پہنچائی
وہ مرگیا تو اسکا بیٹا صورت سنگھ پھر بیٹا اسکا ہمیر سنگھ گدی نشین ہوا اسنے اپنی ریاست بڑہائی اور شہر نابھہ کے
آبادی کی بنیاد رکھی اس شہر نابھہ اور پٹیالہ کے ایک ہی مہینے اور سال مین نیو رکھی گئی تھی اسنے شہر آباد کرکے پختہ قلعہ
بنوایا شہر کے گرد شہر پناہ بھی پختہ بنوایا وہ مرگیا تو جسونت سنگھ نے گدی پائی اسکے وقت مین صاحب سنگھ
والی پٹیالہ اور اسکے ایک قطعہ زمین کے اوپر تنازع برپا ہوا اور نوبت باجتماع فوج و لڑائی کی پہونچی چونکہ رنجیت سنگھ والی
لاہور اس خاندان کا دبیتا تھا جسونت سنگھ نے اپنی مدد کے واسطے اسکو طلب کیا ایسا عمدہ موقع اپنی بہبود کا رنجیت سنگھ
کو بیٹھا تھہ آیا تو وہ فی الفور لاہور سے چڑہ آیا اور یہان پہونچکر اسنے دونون ریاستون سے نذرانے معقول وصول کئے
اور اراضی متنازعہ جسونت سنگھ کو دلاکر چلا گیا جسونت سنگھ کے بعد دیوا اندر سنگھ نے راج پایا مگر بجرم اسکے کہ جنگ
لدہیانہ و مدکی وغیرہ مین وہ انگریزون کے ساتھہ مقابلہ پیش آیا اور سکھون کی مدد کے بعد فیصلہ ہونے مقدمہ
لاہور کے وہ گدی سے اوتار لگیا اور جلاوطن کرکے لاہور بھیجا گیا اور جب تک جیتا رہا مہاراجہ کھڑک سنگھ کی حویلی مین
نظربند رہا خرچ اسکو آمدنی ریاست سے ملتا تھا اسکی معزولی کے بعد بیٹا اسکا خوردسال بھرپور سنگھ گدی پر بیٹھایا اور بسبب
خوردسالی راجہ کے گوربخش سنگھ ایک شخص ریاست کے خیرخواہ کو سربراہ کاری عطا ہوئی چونکہ اس رئیس نے بھی بوقت
مفسدہ دہلی کے حتی الامکان خیرخواہی امداد مین سرگرمی کی تھی اسلیئے علاقہ کانہٹی متصل دہلی کے سرکار سے
اسکو بھی عطا ہوا سوائے علاقہ کانہٹی کے تین سو [illegible] گاون ریاست کے متعلق مین اور اسی ہزار آدمی کی آبادی

اور آمدنی کل چار لاکھ روپیہ جسمین چہارم حصہ سرکار انگریزی کے خزانہ مین داخل ہوتا ہی شمالی طرف اس ریاست کے
ضلع لدہیانہ اور تین طرف علاقہ ریاست پٹیالہ کا ہے طول اسکا شمال شرق سے جنوب غرب کو چالیس میل اور چوڑان [illegible]

ذکر ریاست جیند

منجملہ پارسنگہ ریاستون مین سے یہہ بہی ایک مشہور ریاست ہی مورث اعلی اس ریاست کے رئیس کا بہی وہی پہول ہی جو مینداز
جسکا ذکر ریاست پٹیالہ و نابہہ مین بتفصیل ہوچکا ہے پہول کے بعد اسکا بڑا بیٹا تلوکا اور تلوکا کا بیٹا سکہین سنگہہ ہوا جسنے
موضع بالادالی آباد کیا پہر سکہین سنگہہ کے بیٹے گجپت سنگہ نے بزور شمشیر بہت سا ملک اپنے قبضہ مین کر لیا اور سنگرور مین
رہایش اختیار کی اسکے تین بیٹے اور ایک دختر راج کنور تہی راج کنور تو سردار مہان سنگہ سکرچکیہ کے ساتھہ بیاہی گئی
اور رنجیت سنگہ والی لاہور اسکی بطن سے پیدا ہوا اور تین بیٹے مہر سنگہ بہوپ سنگہ بہاگ سنگہ علیحدہ علیحدہ
ریاستون پر قائم ہوئے مہر سنگہ تو مالک ریاست و جاگیر کہنہ کا ہوا اسکے بعد ہری سنگہ اور ہری سنگہ کے بعد مسمات
دیا کنور زوجہ ہری سنگہ ریاست کی مالک بنی جب وہ بہی مرگئی تو بسبب لاولدی اوسکی کے ریاست اسکی
سرکار انگریزی نے ضبط کر لی دوسرا بیٹا گجپت سنگہ کا بہوپ سنگہ قابض قصبہ بازیدپور تہا اسکے دو بیٹے ہوے
ایک بسیاوا سنگہ دوسرا کرم سنگہ والد راجہ سروپ سنگہ تیسرا بیٹا گجپت سنگہ کا بہاگ سنگہ وہ باپ کے مرنے کے بعد مالک ریاست
جیند و لدہیانہ وغیرہ کا ہوا اسکے تین بیٹے تہے ایک پرتاپ سنگہ دوسرا مہتاب سنگہ یہہ دونو لاولد مرگئے تیسرا
فتح سنگہ جو کہ بہاگ سنگہ اور فتح سنگہ کا باپ تہا راجہ رنجیت سنگہ والی لاہور کا ماموں تہا اسلیے بہاگ سنگہ کے مرنے کے بعد رنجیت سنگہ
نے لدہیانہ کی جاگیر و دیگر فتح سنگہ کے مرنے کے بعد پہر ضبط کر لیا فتح سنگہ کے بعد سنگت سنگہ اسکا بیٹا موروثی گدی پر بیٹہا اور راجگی کا خطاب
پایا مگر وہ لاولد مرگیا اسواسطے کل علاقہ جو اس سے متعلق تہا سرکار انگریزی کی ضبطی مین آگیا مگر بعد چندے حسب
استغاثہ راجہ سروپ سنگہ کے کہ اسکا اور سنگت سنگہ کا دادا حقیقی بہائی تہے بعد تحقیقات کاملہ علاقہ جیند و سفیدون
و سنگرور و بالادالی بابت جمع [illegible] راجہ سروپ سنگہ کو عطا ہوا اور دوبارہ ریاست جیند کی قائم ہوئی اب
راجہ رگہبیر سنگہ اس ریاست کے مالک ہین ۱۸۶۴ء مین تین لاکہہ روپیہ سالانہ اس ریاست کی آمدنی کا تخمینہ تہا
مگر اب ریاست کی آمدنی زیادہ ہے کیونکہ جب سرکار انگریزی نے لاہور فتح کیا اور یہہ رئیس اسوقت مین
وفادار رہا تو بجلدوی حسن کارگزاری [illegible] کے سوا انکے علاقہ کے ریاست اسکی وسیع ہوگئی
اور کل تین سو چہتیس مربع میل کی ریاست پہیلائی گئی اور [illegible] ہزار آدمی کی آبادی شمار مین آئی اندازا
جب غدر [illegible] دہلی [illegible] مین [illegible] آیا اور رئیسون کی طرح [illegible] مین [illegible] وفادار رہا [illegible]
[illegible] سرکار نے [illegible] ریاست [illegible] عنایت کر کر [illegible]
اس ریاست [illegible]

توبھی زمین زرخیز اور لائق الزراعت ہے **فائدہ** ستلج کے پار سرداران باوقار و رئیسان ذوی الاقتدار
با اختیار جسقدر رہتے تھے انکا ذکر تحریر ہو چکا اگرچہ انکے سوا اور بھی بہت سے جاگیردار و صاحبان ملک و مال مثل
سردار لہنا سنگھ کلسیہ و راجہ گوربخش سنگھ منی ماجرہ و سردار نراین سنگھ سیالیہ و سردار جیون سنگھ بوریہ و سردار اشوکر پال سنگھ
شہزادپوریہ و سردار اوتم سنگھ رامپوریہ وغیرہ بہت ہین جنکا ذکر موجب طوالت کتاب متصور ہوکر ذکر خیر انکا
منحصر اوپر موقع ذکر اونکی مسکن کے رکھا گیا اور بالفعل انکی تحریر حالات سے کوتاہ قلمی وقوع مین آئی اور ریاست
فریدکوٹ اور ممدوٹ کی اگرچہ متعلق ضلع فیروزپور و کمشنری لاہور مین ہین مگر بلحاظ اسبات کے کہ وہ بھی دریاے ستلج کے
پاکہارلے پار مین ذکر انکا احاطہ تحریر مین آتا ہے*

ذکر ریاست فریدکوٹ

یہہ ریاست ضلع فیروزپور مین ایک مشہور و با اختیار ریاست ہے و رئیس اس ریاست کے راجہ وزیر سنگھ راجگی کے
خطاب سے مخاطب ہین اس کے شمال و مغرب و مشرق ملک حدود فیروزپور کے پرگنون سے ملتے ہین اور مغرب کی
حد ممدوٹ کی حد سے ملحق ہے شرق سے غرب چالیس میل اسکا لمبان اور اونتیس میل جنوب سے شمال کو چوڑان ہے کل سطح
اسکا تین سو آٹھہ میل مربع ہے آبادی اس کل ریاست کی چہتالیس ہزار آٹھہ سو بانوین پہلے مردم شماری مین شمار
مین آئی تھی یہہ راجہ اور سردار بکرمان سنگھ ولیعہد سکھہ سردارون مین بے تعصب موصوف باوصاف حسنہ مشہور ہین
بخشی مہتاب سنگھ وزیر و شہباز خان سردار علا سنگھ و سوداگرمل معتبران بھی اونکے نہایت ہوشیار و جان نثار ہین*

ریاست ممدوٹ

عرصہ قریب تین سو پچاس برس کا ہوا ہے کہ چند آدمی قوم افغان قندہار کی طرف سے قصبہ قصور مین آکر سکونت پذیر
ہوئے چونکہ پہلے ہی سے قصبہ پٹھانون کا سکونت گاہ تھا آپس مین بسبب ہم قومی کے اونکا بخوبی اتفاق ہوگیا اور سب
خاندان کے لوگ گہوڑون کی سوداگری اور سپاہگری سے گذارہ کرتے رہے سمت ۱۸۲۲ بکرمی مین جب سردار
جہنڈا سنگھ و گنڈا سنگھ بہنگیون نے قصور پر چڑہائی کی تو پٹھانون نے جمع ہوکر اونکا مقابلہ کیا اگرچہ قصور لٹ گیا مگر آخرکار
پٹھان فتحیاب ہوئے اور سکھون کو نکال دیا کسیقدر مدت کے بعد دوبارہ سکھہ قصور پر حملہ آور ہوئے اور افغانان قصور
کو مطیع کیا مگر بعد چندی بسبب بے انتظامی گلاب سنگھ بہنگی کے نظام الدین خان افغان نے افغانون کو جمع کرکے سکھون کو
قصور سے نکالدیا اور گوٹ رکن الدین خان کو تاراج کرکے خود حاکم بن گیا اس قلعہ سے اونکو ایک سبب
توپ [illegible] ہزار روپیہ نقد ملا جس سے اونکو استحکام کامل ہوگیا یہہ بات سنکر [illegible] گلاب سنگھ بہنگی نے پھر قصور پر
یورش کی اور نظام الدین خان و قطب الدین خان پسران [illegible] خان نے ایک کامل جمعیت کے ساتھہ اونکا مقابلہ
[illegible] فتحیاب [illegible] سے قصبہ گہوڑیان جو قصور سے دس کوس کے فاصلہ پر ہے [illegible] کے قبضہ سے چہین لیا

علاوہ اِسکے قصبہ چونالہ وشام کوٹ وچونیان وغیرہ بہی اپنے قبض وتصرف مین کیا اور دریاے ستلج سے اوتر کر
ممدوٹ کے پرانے قلعہ کی جگہہ پختہ قلعہ بنوایا بعد فتحیابی ان علاقون کے سات ضرب توپ اور تیس چالیس ہزار فوج سوار
وپیادہ ریاست قصور مین جمع ہو گئے آخر جب رنجیت سنگہ سانسی لاہور کا حاکم ہوا تو وہ قصور والون سے بہی در پے
جہاد و لڑائیان لڑا اگر افغانان قصور نے اپنا ملک ہاتہہ سے نچہوڑا ١٨٠٢ء مین نظام الدینخان حاکم قصور کو وصل خان
ہمشیر زادہ اسکے نے بسبب کسی عداوت کے مار ڈالا اسوقت قطب الدین خان بمقام کہوڈیان موجود تہا وہ اپنے بہائی
قتل کی خبر سنکر قصور مین آیا اور وصل خان کو اپنے بہائی کے قصاص مین واصل جہنم کیا اور بہائی کی ریاست کا
جانشین ہوا ١٨٠٧ء مین پہر رنجیت سنگہ بہت بہاری فوج لیکر قصور پر چڑہ آیا اور قطب الدین خان کو شکست دیکر قصور
کو لوٹا تمام علاقہ نواب کا قصور وچونیان وکہوڈیان وغیرہ نواب سے چہین لیا اسوقت نواب ممدوٹ مین آگیا
اور اس علاقہ کو آباد کر کے سکونت اختیار کی غرض ریاست اس خاندان کی معز الدین کے وقت سے قایم ہوئی پہلے
نہی بلکہ خود معز الدین پہلے تجارت گہورون کی کرتا تہا ١٨٣١ء مین قطب الدین خان بمقام امرتسر بمرض الموت انتقال
کر گیا اور جمال الدین خان اور جلال الدین خان دو فرزند چہوڑے جمال الدین خان بڑا لڑکا جانشین ہوا اِسکے وقت
عملداری صاحبان انگریز کی پنجاب مین ہوگئی اور نواب گورنر جنرل بہادر سے اسکو خلعت فاخرہ وخطاب نوابی کا
ملا ریاست کے اختیار بدستور اسکو رہے دیوانی فوجداری کلکٹری کے اختیار بہی اسکو عطا ہوئے اور سو سوار کی نوکری
اِس ریاست کے ذمہ مقرر ہوئی چونکہ جمال الدین خان نے رعایا پر سخت ظلم کیا اور پے در پے نالشین انگریزون کی
عدالتون مین ہوئین تو جمال الدینخان ریاست سے بیدخل ہوا لاہور خاص مین اسکو رہنے کی اجازت
ملی اور گذارہ ریاست سے مقرر ہوا ١٨٥٠ء مین نواب نے بخواہش خود حسب اجازت سرکار بمقام پاچہی واقعہ ضلع فیروزپور
سکونت اختیار کی اور ١٨٦٢ء مین وفات پائی اور باہم اسکے لڑکون اور نواب جلال الدین خان اسکے بہائی کے ریاست کے
مقدمات دایر ہوئے اور سرکار انگریزی سے گدی نشینی اور خطاب نوابی کا جلال الدین خان کو دیا اور ممدوٹ کے رہنے
کی اجازت دی اور خان بہادر خان ومحمد خان پسران جمال الدین خان کو جایداد منقولہ مین سے ایک لاکہہ روپیہ نقد
ملا اور آیندہ کے لئے چہہ ہزار روپیہ سالانہ خان بہادر خان اور چار ہزار روپیہ محمد خان کو ملنا تجویز ہوا اب
جلال الدین خان جاگیردار اس ریاست کا ہے اور اختیارات آنریری مجسٹریٹ کے بہی اسکو حاصل ہین اور جاگیر دو لاکہہ

چوتہی تقسیم ستلج پار سے جمنا تک کے شہرون وقصبون وقلعون و قدیمی مکانات ومعابد وپرستشگاہون وغیرہ کے ذکر مین

اس علاقہ مین بہت سے شہر وقصبہ نامی گرامی مشہور آباد ہین منجملہ انکے شہر دہلی بہت مشہور قدیم

دارالخلافت ہند وراجون اور مسلمان بادشاہون کا ہے پہلے پہل اس شہر کو راجہ جدہشٹر پانڈو نے آباد کیا اور
اندرپرست نام رکہا آبادی حضرت عیسی علیہ السلام کی پیدایش سے پہلے بقدر تین ہزار اکنیو ایک سال کے وقوع میں
آئی تھی کئی سو برس تک وہ آبادی قائم رہی پہر بسبب فساد باہمی کے وہ شہر بالکل ویران ہوکر آبادی اسکی بالکل
نیست و نابود ہوگئی جب زمانہ سلطنت راجہ دہلو کا آیا تو اسنے یہہ شہر پہر بسایا اور اپنے نام پر نام اسکا دہلی رکہا
وہ آبادی مدت تک قائم رہی مگر یہہ دارالخلافت مقرر نہ تہا آخر راجہ اننگپال نے اسکو دارالخلافت مقرر کیا جسنے
سلطان سبکتگین سے بمقام سرحد جاکر لڑائی کی اور شکست پائی اور اسی کے بیٹے جی پال نے سلطان محمود غزنوی سے
جنگ کرکر ہزیمت کہائی شہاب الدین غوری کے حملے کے وقت راجہ یہانکا پرتہی راج عرف رائے پتہورا تہا
وہ مارا گیا تو یہہ شہر مسلمان بادشاہون کے قبضہ مین آکر دارالخلافت مقرر ہوا انکے وقت مین اسکی آبادی اسقدر
ترقی پر پہونچی کہ کل شہر تین کوس تک لنبا اور بارہ کوس تک چوڑا تہا جب سلطان محمد تغلق کا وقت آیا تو اسنے
اپنی مزاج کے وحشی پن سے دہلی کو اجاڑ کر دیوگڈہ کو آباد کیا اور کل رعایا کو حکم دیا کہ یہان سے اٹہہ کر دیوگڈہ مین
جاکر آباد ہوون دیوگڈہ کا نام اسنے دولت آباد رکہا چنانچہ وہ بہی آباد نہوا اور دہلی بہی اجڑ گئی رعایا خراب
خستہ ہوکر جابجا نکل گئے اسکے مرنے کے بعد پہر یہہ شہر آباد ہوا اور نہایت اوج پر آباد ہوگیا ہوا تہا کہ امیر تیمور نے
آکر اسکو لوٹا اور بڑی بڑی عمارتین جلاکر خاک کردین اور کئی روز تک رعایا شہر کی بے آب و دانہ قید رہی
اکبر بادشاہ کے وقت پہر اسکی آبادی اوج پر آئی اور پہر اسنے حد درجہ تک آبادی اسکی پہونچ گئی کہ اسکے پوتے
شاہجہان نے اگلا شہر موقوف کر کے نیا شہر شاہجہان آباد موجودہ حال ۱۲ جلوس شاہجہانی مطابق سنہ آباد
کیا پہلے مٹی اور پتہر سے چار مہینے کے عرصہ مین ڈیڑہ لاکہہ روپیہ خرچ ہوکر فصیل اسکی تیار ہوئی مگر دوسری برسات
مین وہ اکثر مقامات سے گر گئی اسواسطے اسکو بادشاہ نے پہر چونہ اور پتہر سے از سر نو سات برس کے عرصہ مین
بصرف چار لاکہہ روپیہ کے بنوایا طول اسکا چہہ ہزار چہہ سو چونسٹہہ گز کا ہے اور چار گز کی چوڑائی اور نو گز کی اونچائی
ہے چودہ دروازے اور چودہ کہڑکیان ہین تین طرف شہر کے بڑی پختہ و بلند دیوار ہے اور ایک طرف دریای جمنا بہتا ہے بازار اور
کوچے اسکے تنگ ہین مگر چاندنی چوک بڑا بازار ہے جو شمال و مغرب قلعہ سے چلکر دہلی دروازہ تک [illegible]
لنبا اور پچاس فیٹ تک چوڑا ہے اس بازار مین پختہ نہر سنگ پتہر کی بنی ہوئی ہے اور دوسرا بازار جو قلعہ کے
مشرق کی طرف سے غرب کو لاہوری دروازہ تک جاتا ہے اسمین بہی اسیطرح نہر بنی ہے یہہ نہر جمنا سے کاٹ کر
نواب علیمردان خان شاہجہان کے حکم سے لایا تہا جسکا مختصر ذکر پہلے نہرون کے حال مین تحریر ہو چکا ہے شاہجہان
بادشاہ [illegible] اس شہر مین [illegible] جسکا کچہہ تہوڑا ذکر اپنے موقع پر آویگا محمد شاہ بادشاہ کے وقت یہہ شہر خوب
آباد رہا جب نادرشاہ ایران سے آیا تو اسنے اسکو خوب لوٹا قتل عام کی بابت دفعہ [illegible] نقد و جنس [illegible]

وجواہر کوہ نور وغیرہ اپنے ساتھہ لاد کر لے گیا بعد ازان برابر بسبب ضعف سلطنت کے ایسے صدمے آتے رہے آخر جب
عملداری انگریزی ہوئی تو پھر شہر آباد ہوا رعایا دلشاد ہوئی مگر پھر ۱۸۵۷ء مین پوربی فوج کی فساد کے وقت وہ حالت
اس شہر کی ہوئی کہ کبھی نہین ہوئی تھی پہلے تو رعیت بیچارے کو مفسدون نے لوٹا اور کئی مہینے تک وہ دل کھول کر
غارت کرتے رہے پھر جب انگریزون نے شہر لیا تو شہر والون کو فوج انگریزی نے ٹکڑے کا محتاج کیا ہزارون جانین تلف
ہو گئین عورات مستورات صدہا کنوؤن مین گر کر مر گئین سینکڑون مکانات منہدم ہو گئے لاکھون روپیون کا نقد
وجنس لٹ گیا غرض شہر اور شہر والون کا کچھہ باقی نرہا جدہر جسکی سمائی ہوئی چلدیا اگرچہ امید نہ تھی کہ ایسا اجڑا ہوا شہر
پھر آباد ہوگا مگر صاحبان انگریز کی نیک نیتی اور حسن اخلاق سے اب پھر برابر آباد ہوتا چلا جاتا ہے دن بدن
رونق بڑھتی جاتی ہے مکانات پھر بن رہے ہین سڑکین جو حال مین نکالی گئی ہین نہایت دلچسپ اور پرفضا ہین
اور نہر جو پہلے جاری تھی اسکو کہین کہین سے واسطے صفائی اور وسعت بازار کے پاٹ دیا ہے اور کہین سے
بدستور کھلی ہوئی ہے

ضلع دہلی

ضلع دہلی کے متعلق چار تحصیلین ہین ایک حضور تحصیل دہلی کے
دوسری تحصیل مہرولی تیسری تحصیل جلی پور چوتھی تحصیل بلبم گڈھ شمال کے طرف اسکے پانی پت شرق مین
دریاے جمنا جو کہ اسکے اور ضلع میرٹھہ و بلندشہر کے درمیان بہتا ہے جنوب مین بلبم گڈھ و گوڑگانوہ و غرب مین
رہتک و بہادرگڈھ و جہجر ہے اور کل سطح اسکا پانچ سو اوناوین میل مربع شمار مین آیا ہے ۱۸۵۳ء مین صرف
دہلی سے اول جو آبادی اسکی شمار مین آئی تو چار لاکھہ چھتیس ہزار سات سو چوالیس آدمی شمار مین آئے جنمین ایک لاکھہ
اٹھہتر ہزار چھہ سو چورانوین ہندو کاشتکار اور ایک لاکھہ چوالیس ہزار ہندو غیر کاشتکار اٹھارہ ہزار نو سو ستر مسلمان
کاشتکار اور ایک لاکھہ سات ہزار [illegible] مسلمان غیر کاشتکار وغیرہ اقوام متفرق تھے اور خاص شہر دہلی کی آبادی
ایک لاکھہ باون ہزار چارسو چھہ تھی جنمین سے چہتر ہزار تین سو ستر ہندو اور چہتر ہزار ایکسو بیس مسلمان شمار مین آئے تھے
بعد مفسدہ دہلی کے اگرچہ شہر کی آبادی وہ نرہی مگر ضلع کی آبادی بڑہ گئی اور کتاب مجموعی رپورٹ ۱۸۶۸ء مین
مردم شماری ضلع دہلی کے پانچ لاکھہ چھہ ہزار چھہ سو نواسی زیر اندراج پائی اب بھی مردم شماری ضلع دہلی کی
جو سال ۱۸۸۱ء کے جنوری مین ہوئی اسمین بھی آبادی اس ضلع کی سب ضلعون سے زیادہ نکلی اوسط فی میل
مربع چار سو چھیانوین آدمی شمار ہوے یہہ ضلع دو حصون مین منقسم ہے شمالی و جنوبی ان دونو حصون مین ہندو کی
آبادی فی زمانا غالب ہے مگر خاص شہر اور اسکے گردنواح مین مسلمان بہت ہین اور ہندو کم شرقی شمالی و غربی
شمالی حصہ ضلع کا دریاے جمنا اور اسکے شاخون سے سیراب ہوتا ہے شہر دہلی کی جانب بادشاہی نہر یعنی نہر
کی نہر کہتی ہین اور منسوق نالہ جو کہ بارش کے موسم مین فرخ نگر کی جھیل تک پھیل جاتا ہے قریب دو میل کے شہر سے
جمنا مین ملجاتا ہے جنوبی حصہ اس ضلع کا بنجر اور ناہموار سطح ہے زمین اسکی بہت مقامات سے شور اور کنوؤن کا پانی

بہی شور ہے خاص شہر دہلی کا سطح سمندر سے آٹھہ سو فیٹ بلند ہے اور چونکہ دریا اور جہیلین اس علاقہ مین بہت
ہین اسلیئے جاڑون مین سردی زیادہ ہوتی ہے آب و ہوا یہان کی بہت اچہی مگر خشکی مایل ہے پیداوار یہان کی
ہر ایک قسم کا غلہ و میوہ ہے سنہ ۱۸۴۲ و ۱۸۴۳ء مین معاملہ سرکاری اس علاقہ کا تین لاکھہ انچاس ہزار چھہ سو ستر
روپیہ قرار پایا تہا اور یہہ جمع سنہ ۱۸۵۷ء تک قایم ہوگئی تہی مگر یہہ بندوبست مفسدہ دہلی مین ٹوٹ گیا اور دوبارہ
بندوبست شروع مین آیا ضلع میرٹھہ کا اس ضلع کے ساتہہ ملتا ہے جو اس سے زیادہ سیراب ہے قدرتی چشمے
پانی کے اسمین بکثرت جاری ہین یہہ ضلع دہلی کا اول ماتحت لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی
کے تہا مفسدہ دہلی کے بعد پنجاب کی لفٹنٹی کے زیر حکم ہوگیا خاص شہر کی زمین ہی بہت مقامات سے پست ناہموار
ہے ساکنین یہان کے خوش مزاج خوش پوش مودب خوش تقریر زبان آور صاحب سلیقہ عالم فاضل شاعر مشہور
ہین متقدمین و متاخرین مشایخ و علما اس شہر مین ایسے ایسے صاحب کمال ہو گذرے ہین کہ جنکی تعریفون سے کتابین پر
بہری ہوئی ہین اس زمانہ کے شعرا مین محمد ابراہیم ذوق اس شہر مین ایسا تہا کہ اُسکو لوگ طوطی ہند کہتے تہے بہادر شاہ
ابو الظفر شاعر بہی تہے اور بادشاہی قلعہ دہلی مین [illegible] متعلق تہے اُنکی دیوان شعرون کی تمام جہان مین مشہور ہین وہ
مفسدہ دہلی کے بعد تخت سے اُتارے گئے اور جلاوطن کرکے رنگون بہیجے گئے وہان جاکر وہ جان بحق تسلیم ہوئے
ابو ظفر اسکی تاریخ ولادت اور ابو ظفر کامل تاریخ وفات ہے

مکانات شہر دہلی

مکانات شہر دہلی کے عجیب عجیب عمارات اچہے
بنے ہوئے ہین قلم کو کہان طاقت ہے کہ اُنکی تعریف لکہے ویا شمار مین لاوے مگر تبرکاً چند مکانون کا حال احاطہ تحریر مین آتا ہے کہ شاہجہان بادشاہ کی تعمیرون مین سے ہے ایک

لعل قلعہ

لعل قلعہ بنیاد اس قلعہ کی بارہوین ذی الحجہ
۱۲ سنہ جلوس سنہ ۱۰۴۸ ہجری بحکم شاہجہان بادشاہ کے رکہی گئی اور میان حامد و احمد معمارون کے تفویض مین
کام شروع ہوا اور اہتمام تعمیر کا پہلے عزت خان اور پہر الہ وردی خان پہر مکرمت خان کے تفویض رہا آٹہہ برس
کے عرصہ و بیسوین سال جلوس مین تعمیر قلعہ کی تمام ہوئی سر سے پانوتک یہہ قلعہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے قطع اسکی
مشت پہلو اور طول اسکا ہزار گز اور عرض چھہ سو گز کا ہے جسکی کل زمین چھہ لاکھہ گز ہوئی اس حساب سے یہہ قلعہ اکبرآباد
کے قلعہ سے دوگنا ہے فصیل اسکی پچیس گز اونچی اور چوڑا گیارہ گز گہری ہے اور آثار فصیل کے دیوارون کا نیچے
سے پندرہ گز اور اوپر سے دس گز ہے اس قلعہ کے شرق کی طرف جمنا بہتی ہے اور باقی تین طرف خندق کہدی
ہوئی ہے جسکا محیط تین ہزار چھہ سو گز کا ہے اور پچیس گز چوڑی اور دس گز گہری کہود کر پختہ بنائی گئی ہے اور عند الضرورت
نہر کے پانی سے بہردی جاتی ہے پچاس لاکھہ روپیہ خاص تعمیر قلعہ اور پچاس لاکھہ قلعہ کے اندرونی مکانات کی تیاری
مین صرف ہوئے دو دروازے اس قلعہ کے بہت بڑے ہین ایک جنوبی طرف کا دہلی دروازہ دوسرا غربی طرف
[illegible] دروازہ [illegible] نہایت خوبصورت اور اونچے اور [illegible]

قلعہ مذکور کے مکانات مین سے مکان نقارخانہ وتہیا پول دیوان عام معہ تخت سنگین خاص محل اسد برج شاہ محل
دیوان خاص حمام موتی محل موتی مسجد باغ حیات بخش معہ ساون بہادون شاہ برج مہتاب باغ جہتہ لاہوری دروازے
عمارت سنگ مرمر وغیرہ بیش قیمت پتھرون سے ایسے پاکیزہ بنے ہین کہ دیکھنے والون کی جان مین جان تازہ جا
کل دروازے اس قلعہ کے چار دو دریچے اکیس برج مدور اور چودہ برج مثمن ایک طرف قلعہ کے جس طرف دریای
جمنا بہتا ہے دریا کے پار ایک اور قلعہ نہایت مضبوط اسلام شاہ بن شیرشاہ افغان کا بنایا ہوا موجود ہے اور
دریا کے اوپر دونو طرف کی آمد و رفت کے واسطے ایک پل پختہ بنا ہوا ہے یہہ کل رونق و زیبایش لال قلعہ
کے ۱۸۵۶ع تک رہی جب ۱۸۵۷ع مین مفسدہ دہلی کا برپا ہوا اور انگریزی ہندوستانی فوج نے دہلی مین جمع ہوکر
کئی مہینہ تک سرکار سے ہنگامہ آرائی کی اور بہادر شاہ ابوظفر کو جو شاہان چغتائیہ کے بعد برائے نام بادشاہ تہا
انہون نے بادشاہ بنایا آخر جب دہلی فتح ہوئی تو بادشاہ جلا وطن ہوا اور قلعہ دہلی پر انگریزون نے دخل پاکر
علی العموم کل مکانات اندرونی قلعہ کے مسمار کر دیئے اور صرف دیوان خاص و موتی مسجد وغیرہ چند مکانات مسماری
سے باقی رہ گئے **جامع مسجد** شاہجہان آباد مین لعل قلعہ سے ہزار گز کی فاصلہ پر غرب کے طرف ایک
چہوٹی سی پہاڑی پر جو دس گز اونچا ہے مسجد جامع شاہجہان نے بنوائی خوبی اور لطافت اسکی فی الحقیقت قابل دید
ہے اور بیشک و شبہ نہین کہ ایسی مسجد خوش قطع اور خوشنما اور کوئی مسجد روی زمین پر ہوگی یہہ مسجد سر سے پانو
تک سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے اور اندر سے اجارہ تک سنگ مرمر اور جا بجا سنگ سرخ مین سنگ مرمر کی پٹیان
اور سنگ موسی کی پچی کاری کی ہوئی تہی برج اسکے تمام سنگ مرمر کے ہین اور انمین سنگ موسی کی دہاریان
مین شوال سنہ ۱۰۶۰ ہجری مطابق ۲۴ سال جلوس شاہجہانی اس مسجد کی بنیاد باہتمام سعد اللہ خان دیوان اعلی اور
فاضل خان خانسامان کے رکھی گئی اور ہر روز پانچ ہزار راج مزدور و بیلدار و سنگ تراش اسکے عمارت مین
کام کرتے تہے اس اہتمام سے چھ برس کے عرصہ مین دس لاکہ روپیہ خرچ ہوکر یہہ مسجد تیار ہوئی اس مسجد کے تین گنبد
نہایت خوشنما نوے گز طول اور تیس گز کے عرض کے ہین اندر کو سات محرابین اور باہر صحن کے طرف گیارہ در ایک
انمین بہت لنبا اور پانچ در ادہر ادہر ہین غربی در پر آیات بخط طغرا اور باقی درون پر نام نامی شاہجہان
اور تاریخ تعمیر و زر مصارف سنگ موسی کی پچی کاری سے لکہا ہوا ہے اندرون کے دونو طرف مینار ہین
نہایت لنبا اور نہایت خوشنما رنگدار بنے ہوئے ہین جب ان میناروں پر چڑہین تو بارہ درون کے برجون مین شہر کی
دور دور کی سیر نظر آتی ہے خصوصا تمام شہر تو آنکہون کے نیچے ایک گہروندا سا دکہائی دیتا ہے ۱۲۳۴ھ
مین ... بجلی کے شمالی مینار مسجد کا اوپر سے گر گیا اور اسکے صدمہ سے صحن کے فرش کا بہت نقصان ہوا
[illegible] انگریزی [illegible] بادشاہ کے زمانہ سے [illegible] اور فرش بہی درست کرا دیا اس مسجد کے

تمام فرش سنگ مرمر کا ہے اور اسمین سنگ موسیٰ کی پچی کاری سے مصلے بنے ہوئے ہین منبر بھی مسجد کا سنگ مرمر کا ایسا خوشنما
و مجلا و مقطع بنا ہوا ہے کہ جسکی تعریف احاطۂ تحریر و تقریر سے باہر ہے شمال کیطرف مسجد کے ایک دالان سنگ سرخ کا بنا ہوا و مقام نما
شریف کے بنا ہوا ہے سابق اسمین کچھ تبرکات جناب سرور کائنات علیہ السلام و الصلوٰۃ رکھی رہتے تھے جب فوج باغی کی غدر
کے وقت یہ مسجد سرکار انگریزی کے ضبطی مین آگئی تو وہ تبرکات اٹھا لیے گئی لیکن جب غدر رفع ہو گیا اور دہلی
مین مسجد ضبطی سے واگذار ہوئی تو بسبب اختلاف فرقہ مسلمانون کے وہ تبرکات وہان نہ رکھے گئے اور فرش مسجد بھی گوشہ شرقی و شمالی
کے برج مین ان تبرکات کو رکھا صحن اس مسجد کا نہایت دلکشا اور فرحت بخش ایک سو چہتیس گز مربع ہے اور اسکے درمیان ایک
حوض سنگ مرمر کا پندرہ گز سے بارہ گز کا واقع ہے اسکے وسط مین ایک فوارہ لگا ہوا ہے جو بروز جمعہ و عیدین چھوٹا کرتا ہے
مسجد کے صحن کے چارون طرف ایوان ہائے خوشنما و دالان ہائے فرحت افزا و حجرہ ہائے دلکش و مکانات
فرحت بخش بنے ہوئے ہین اور چارون کونون مین چار برج بارہ دری نہایت دلچسپ ہین جنوبی اور شرقی دالان
کے سامنے نماز کا وقت دریافت کرنے کے لئے ایک دائرہ ہندسی بنا ہوا ہے اس مسجد کے تین دروازے
بڑے عالیشان اور انمین برنجی کواڑ لگے ہین جنوبی دروازہ چتلی قبر کے بازار کے طرف بہت خوشنما بنا ہوا ہے
اور دروازہ کے اوپر حجرہ ہائے معقول لائق بود و باش بنے ہین اس دروازے کے تینتیس سیڑیان ہین انپر
تیسرے پہر کو مجمع عام ہوتا ہے شمالی دروازہ مسجد کا پائے والون کے بازار کیطرف بہت خوبصورت و خوشنما ہے
اسکے انتالیس سیڑیان اور اوپر حجرے بنے ہین شرقی دروازہ خاص بازار کے طرف ہے یہ بہت بڑا
دروازہ ہے اسکے اوپر بھی بہت بڑے بڑے مکانات عالیشان بنے ہوئے ہین اس دروازہ کے آگے ۳۵ سیڑ
سیڑیان ہین ہر روز یہان گذری ہوتی ہے ہر روز ہزارہا طرح کی جنس و سامان اکر فروخت ہوتی ہے
غرض قلم کو یارا نہین ہے کہ اس عالیشان مکان کی تعریف لکھے **فیروزشاہ کا کوٹلہ** شہر دہلی سے
تھوڑے سے فاصلہ پر ایک مقام مشہور فیروزشاہ کا کوٹلہ ہے وہان ایک قلعہ نہایت مستحکم بنا ہوا ہے جو پرانی
دہلی کے کھنڈرات کے گوشہ شمال و مغرب پر واقع ہے عمارت اسکی بہت فراخ اور مستحکم ہے مین لاثانی وہان
ایک ستون سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے جسکو فیروزشاہ کی لاٹھ کہتے ہین سینتیس فیٹ لمبائی اور دس فیٹ
بنیاد کی آمد آمد سے وہ چھوٹا ہے سارے ستون مین کہین پیوند دوسرے پتھر کا نہین ہے تمام ستون ایک ہی
پتھر کا بنا ہوا ہے مورخان انگریزی کہتے ہین کہ یہ پتھر بڑی مقدار کا شہر فیروزشاہ نے کوہ سوالک سے جو
ماجور کی کان ہے جمنا کے کنارے سے ترشوایا تھا اور اسکو اپنی یادگار کے واسطے ستون بنوا
بہت شوق تھا چنانچہ حصار مین بھی فیروزشاہ تغلق کے سنگین ستون بنوائے ہوئے [illegible]
شہر دہلی کے باہر ایک بڑا مکان عالیشان لاکھا [illegible] کا بنا ہوا ہے جسکو [illegible]

راجہ جی سنگہ انبیری کے راجہ نے حسب الحکم محمد شاہ بادشاہ کے بحساب نجوم بادشاہ کی منجم تیزی کی تکمیل کے واسطے بنوایا تہا اُس قطعہ پر جیسے کہ بنارس مین بنا ہوا ہے لیکن اب یہہ مکان بالکل خراب برباد ہوگیا ہے **قطب شاہ کا مینار** نو میل جنوب کیطرف شہر دہلی کے ایک مینار بہت بلند بنا ہوا ہے جسکو قطب صاحب کی لاٹ بولتے ہین یہہ ایک مینار بقیہ چار میناروں مسجد قوت الاسلام بنایہ سلطان شمس الدین التمش غوری کا ہے اور اُس مسجد کے کہنڈرات بہی مینار کے پاس ہی موجود ہین بلکہ دوسرے مینار کی بنیاد موجود ہے شکل اُسکی گاؤدُم ارتفاع دو سو انتالیس فٹ اور تین سو اٹہتر سیڑہیان اور عمارت سرخ پتہر کی ہے کل مینار مین چار درجے رکہے ہوئے ہین جنکو چار منزلین کہتے ہین مینار کے اوپر بارہ آدمیون کی جگہہ ہے جہان وہ بفراغت بیٹہہ سکین ہندو اسکو راے پتہورا کی تعمیر کہتے ہین سو بالکل غلط ہے کیونکہ اُسکے پتہرون مین برابر آیات قرآنی کندہ ہوئے ہین سنہ ۱۸۰۳ع مین باعث گرنے بجلی اور آنے بہونچال کے مغرب کیطرف اس مینار کی ایک لمبی پہوٹ پڑگئی اور اندر کے وسطی ستون مین جسکے گرد گرد سیڑہیان بنی ہوئی ہین درز آگئی تہی سرکار انگریزی نے بہت سے کاریگر معمار اسکے مرمت کیواسطے منگوائے مگر کوئی عہدہ برائے استحکام کا نہوا آخر ایک انگریز انجنیر نے اسکی مرمت کی **لال ڈگی** دہلی مین یہہ نام ایک تالاب کا ہے جسکو لارڈ ولنبرا صاحب گورنر جنرل بہادر نے بعمارت سنگ سرخ اپنی حکومت کے وقت بنوایا تہا طول اسکا پانسو فیٹ اور عرض ڈیڑہ سو فیٹ ہے **مسجد نواب روشن الدولہ** دہلی مین یہہ ایک عجیب خوبصورت مسجد قلعہ کے متصل نواب روشن الدولہ کی بنوائی ہوئی موجود ہے عمارت اسکی نہایت مضبوط و سنگین ہے لوگ اسکو سنہری مسجد بہی کہتے ہین اسی مین بیٹہہ کر نادر شاہ ایرانی نے دہلی کے قتل عام اور غارت کے واسطے حکم دیا تہا **کالی مسجد** یہہ مسجد قدیمی و مضبوط عمارت کی شہر کے اندر موجود ہے چونکہ رنگ اسکا کالا ہے سو واسطے اسکو کالی مسجد کہتے ہین چارون طرف اسکے چہوٹی چہوٹی سی برجیان بنی ہوئی ہین اور پختہ محراب دار عمارت ہے **گرجا گہر دہلی** یہہ گرجا نصارا کے پرستش کی جگہہ بنی ہوئی ہے عمارت عالیشان و پختہ مکان ہے کرنیل کنیر صاحب نے ایک لاکہہ روپیہ خرچ کرکر اسکو بنوایا تہا وہ صاحب بقاعدہ انگریزی فوج کے افسر تہے اسکے تعمیر مین اُسکو سرکار سے بہی مدد ملی اور انگریزون نے بہی روپیہ دیا تہا **مقبرہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہ** دہلی کے نواح کے مقبرون مین سے یہہ بڑا عالیشان اور مشہور مکان ہے اُسکے پاس پاس اور بہی مشایخ و علما و صلحا و بادشاہون و شہزادون کے مقبرے ہین صاحب مزار بڑے شیخ ولی نامدار ہوگذرے ہین ذات کے سید جعفری حسینی تہے وطن آپ کا ماوراء النہر مین قصبہ اوش تہا ابو حفص اوشی کے پاس حضرت نے علم پڑہا پہر مین جاکر خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی کی خدمت مین مرید ہوئے اور باطنی فیض پایا خرقہ خلافت لیکر

دہلی کو آئے اور یہان ہی قیام رکہا حضرت کے مرید لاکہون صاحب حال و قال و اہل کمال ہوئے ہین چنانچہ خواجہ
فریدالدین گنجشکر پاکپٹنی حضرت کے ہی خلیفہ تہے سلطان شمس الدین التمش بادشاہ بہی حضرت کا مرید تہا کاکی لوگ
حضرت کو اسواسطے کہتے ہین کہ حضرت درویشون کو بزور کرامت اپنی بغل مین سے گرم گرم کاک یعنی روٹیان
نکالکر تقسیم کرتے تہے ۶۳۳ ہجری مین حضرت نے وفات پائی اور اسی مقام پر مدفون ہوئے ہر ایک بادشاہ نے
باوقات مختلف یہان عمارتین بنوائی سلسلہ آپکا چشتیہ ہے اور اس خاندان کے مرید بہی چشتی کہلاتے ہین **مقبرہ**
خواجہ نظام الدین اولیا دہلوی قدس سرہ دہلی شہر کے باہر غیاث پور کے حدود
مین یہہ عالیشان مقبرہ بعمارت سنگ مرمر منقش بنا ہوا ہے جسکے دیکہنے سے خلد برین یاد آتا ہے اسکے پاس اور بہی
لاکہون روپیہ کی تیاری کے مقبرے بنے ہین سینکڑون امیرون بادشاہون شہزادون علما و صلحا و مشایخ متقدمین و
متاخرین کے یہان مزار ہین شاہزادی جہان آرا شاہجہان بادشاہ کی لڑکی کا مقبرہ بہی یہان ہی ہے اسکے عمارات
اور اونکی لطافت و خوبصورتی کا حال اگر تحریر ہو تو ایک دفتر چاہیئے صاحب مقبرہ خاندان چشت اہل بہشت مین
صاحب ہدایت و ارشاد تہے ظاہری علم مین بہی کل کے اوستاد تہے حضرت کے بزرگون کا شہر بخارا مقام تہا اور محمد
بن احمد دانیال حضرت کا نام تہا ۶۳۴ ہجری مین آپ تولد ہوئے دہلی مین علم کی تعلیم پائی مدت تک درس
پڑہایا آخر خدا کا شوق غالب ہوا دل اللہ کا طالب ہوا تو اجودہن مین جا کر خواجہ فریدالدین گنجشکر چشتی کے مرید ہوگئے
باطنی فیض پایا دہلی کو مامور ہوئے مدت تک حضرت دہلی مین رہے لاکہون مریدون کو خدا سے ملایا خلعت خلافت
پہنایا آخر ۷۲۵ھ مین وفات پائی یہان مدفون ہوئے شہنشاہ دین و عدیم المثل حضرت کی تاریخ وفات ہے
خواجہ امیر خسرو شاعر بہی حضرت کے مرید تہے اونکا مزار بہی حضرت کے پاس ہے سلسلہ آپکا چشتیہ ہے حضرت کی خاندان
مرید نظامیہ سلسلہ کے مرید کہلاتے ہین **مقبرہ روشن چراغ دہلی** دہلی کے مقبرون مین سے یہہ بہی
ایک متبرک مقام ہے زیارتگاہ خاص و عام ہے صاحب مقبرہ سید نصیرالدین محمود نام ہے حضرت حسنی سید
تہے سید یحیی حضرت کے باپ کا نام تہا مولانا عبدالکریم شیروانی و افتخار الدین گیلانی سے حضرت نے علم پڑہا
خواجہ نظام الدین دہلوی کے مرید ہوکر خلافت پائی روشن چراغ دہلی کا خطاب حاصل کیا ۷۵۷ھ مین فوت
ہوکر یہان مدفون ہوئے **مقبرہ ہمایون شاہ بادشاہ** دہلی کے باہر جنوب کی سمت کو بفاصلہ
دو ہائی کوس یہہ ایک عجیب مقبرہ اور متبرک مکان ہے عمارت اسکی ایسی عالیشان ہے کہ دیکہنے سے روح کو
تازگی حاصل ہوتی ہے اسکی تعمیر سراپا سنگ سرخ لگا ہوا ہے اور مضبوطی کا یہہ حال ہے کہ باوجود گذر جانے تین سو
برس کے ابتک عمارت اسکی تازہ نظر آتی ہے ۹۷۳ھ مین عمارت اسکی نواب حاجی بیگم زوجہ ہمایون شاہ بادشاہ
نے شروع کی اور سولہ برس کے عرصہ مین بصرف سولہ لاکہہ روپیہ کے مقبرہ تیار ہوا **قصبہ مہرولی** ضلع

دہلی مین یہہ ایک مشہور قصبہ اور آباد مقام ہے بازار اسکا اچہا ہے تجارت کا بازار گرم ہے اور بسبب اسکے
کہ تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع دہلی یہان رہتا ہے آبادی اسکی اب بہی روز بروز ترقی پر ہے اسکے متعلق پرگنہ کو
علاقہ تحصیل جنوبی کہتے ہین **علی پور** یہہ بہی ایک نامی گرامی قصبہ اور تحصیل کا مقام ضلع دہلی مین ہے اسکے
متعلق پرگنہ کو علاقہ تحصیل شمالی بولتے ہین **بلم گڈہ** یہہ ایک آباد قصبہ اور مشہور بستی ضلع دہلی مین ہے عمارت
اسکی پختہ اور عمدہ بازار ہے اچہا ہے مالدار ساہوکار یہان دوکان کرنے مین درآمد برآمد تجارت کی بہت
رہتی ہے پہلے اس قصبہ کو بعہد محمد شاہ بادشاہ راو بلرام نے آباد کرایا اور اپنی ریاست گاہ بنایا نام اسکا اپنے
نام پر بلرام گڈہ رکہا اب بلم گڈہ مشہور ہے اور جو لوگ اسکو بلب گڈہ کہتے ہین غلطی مین ہین تحصیلدار
ماتحت صاحب ضلع دہلی یہان رہکر تحصیل مال کا کام دیتا ہے **فرید آباد** ضلع دہلی پرگنہ بلم گڈہ کے متعلق
یہہ قصبہ آباد ہے فاصلہ اسکا دہلی سے جنوب کی طرف بارہ کوس کا شمار ہوتا ہے اس نواح مین یہہ ایک آباد
عمدہ مکان ہے بازار عالیشان ہے تجارت عام ہے فرید آباد اسلئے اسکا نام ہے کہ شیخ فرید بخاری المعروف
مرتضی خان نے جو کہ جہانگیر بادشاہ غازی کے وقت کل فوج کا بخشی تہا اسکو آباد کیا اور اپنے نام پر فرید آباد نام رکہا
غازی الدین نگر دہلی کے ضلع مین یہہ ایک مشہور بستی اور بڑا قصبہ ہے پختہ اسکا بازار ہے تجارت کی
بہار ہے رعایا مالدار ہے جو جو دوکاندار ہے اپنے گہر کا ساہوکار ہے ضلع دہلی کے ماتحت پہلی یہان تحصیلدار
رہتا تہا اب تحصیل یہان کی سنہ [illegible]ء مین ٹوٹ گئی دیہات اسکے ضلع بلند شہر و میرٹہہ کے شامل ہوگئے نواب غازی الدین
حیدر نے یہہ قصبہ آباد کیا اور اپنے نام پر غازی نگر نام رکہا متصل اسکے ہنڈن ندی جاری ہے اسپر لوہے کا پل
صاحبان انگریز نے بڑی حکمت کے ساتہہ بنایا ہے **سوہنہ** ضلع گورگانوہ کے متعلق پہاڑ کے نیچے یہہ ایک
قصبہ آباد ہے باشندے یہان کے بسبب مخالفت آب وہوا کے اکثر زرد رنگ ہوتے ہین اور قصبہ کے پاس ایک
چشمہ گرم پانی کا جاری ہے **نوح** یہہ ایک آباد قصبہ اور نامی گرامی مقام ضلع گورگانوہ کے متعلق ہے عمارت
اسکی خوشنما اور بازار اچہا ہے مگر آب وہوا بہت خراب ہے کیونکہ برسات کے موسم مین چارون طرف آبادی
کے پانی بہر جاتا ہے اور ہوا خراب ہوجاتی ہے اوس پانی مین سے کہاری نمک بہت پیدا ہوتا ہے ضلع گورگانوہ
مین یہہ گانو تحصیل کا مقام ہے تحصیلدار یہان تحصیل مال کا کام دیتا ہے **باورہ** گورگانوہ کے ضلع کے متعلق
یہہ بہی ایک نامی قصبہ اور مشہور بستی ہے اور بسبب اسکے کہ یہہ پہاڑ کے اوپر آباد ہے آب وہوا اسکی بہت مطبوع
ہے اکثر گرمی کم ہوتی ہے علاوہ اسکا سرسبز و شاداب غلہ کی پیدائش بہت ہوتی ہے عمارت قصبہ کی خوشنما اور
بازار کشادہ تجارت بکثرت ہے ہندو و مسلمان دونو قومین یہان سکونت پذیر ہین **گورگانو** دہلی کے
گوشہ جنوب مغرب مین شہر دہلی کے راستے بفاصلہ [illegible]

بڑی بستی اور مشہور شہر آباد ہے وجہہ تسمیہ اسکی یہہ ہے کہ راجہ جدہشٹر نے اپنے گورو سمی درونا چارج جو ذات کا
برہمن تھا گانو بخش دیا سو اسطے اسکا نام گورو کرم یعنی گرو کا گانو قرار پایا اب بسبب گذر جانے بہت زمانہ کے
کے وہ نام بگڑکر گورگانو مقرر ہو گیا ہے اس مقام پر سیتلا کا ایک بڑا مندر ہے اسکی پوجا بہت ہوتی ہے چار میلے
سال بہر مین وہان بڑے بہاری ہوتے ہین اور ہزارہا روپیہ چڑہاوے کا چڑہتا ہے شہر مین دو ہزار
سات سو آدمی کی آبادی ہے شاہی تجارت اس راستے سے ممالک مغربی وشمالی کو لیجاتے ہین **ضلع**
گورگانو یہہ ضلع ماتحت کمشنری قسمت دہلی کے واقع ہے اسکے شمال کیطرف علاقہ جہجر وضلع دہلی مشرق کو
پرگنہ پلم گڈہ و دریاے جمنا جو بلند شہر اور علی گڈہ کے درمیان بہتا ہے جنوب مین ضلع متہرا و بہرت پور ہے
کل سطح اسکا ایکہزار نوسو بیالیس میل مربع شمار ہوتا ہے کل آبادی اسکی چہہ لاکہہ باسٹہہ ہزار چار سو چہیاسی
آدمی کی ہے جسمین سے تین لاکہہ بائیس ہزار اکیس تراسی ہندو کاشتکار اور ایک لاکہہ اڑتیس ہزار پانسو اکتیس
ہندو غیر کاشتکار اور ایک لاکہہ اٹہاون ہزار مسلمان کاشتکار اور بیالیس ہزار تین سو اکتالیس غیر کاشتکار
مسلمان ہین اسضلع مین سواے شہر گورگانون کے چار بڑے قصبے اور ہین جنمین پانچہزار سے لیکر دس ہزار تک
آدمی آباد ہین موسم اسضلع کا ایسا ہے کہ دو تہائی سال بہر مین گرمی وخشکی اور ایک تہائی سردی رہتی ہے
نالہ صاحبی ضلع کے اندر جاری ہے پانی اسمین نواح جے پور سے آتا ہے اور جہجر کو جاتا ہے برسات کے موسم مین
اسمین بڑی طغیانی ہوتی ہے سطح اسضلع کا آٹہہ سو تین فیٹ کلکتہ سے اور آٹہہ سو چالیس فیٹ سمندر کے سطح سے بلند
ہے اور خاص شہر گورگانو آٹہہ سو سترہ فیٹ سمندر سے بلندی رکہتا ہے بعض حصے اسضلع کے اس سے بہی زیادہ اونچے
ہین اور جو حصہ اسکا دریاے جمنا کے دہنے کنارے کے پاس ہے وہ پست وہموار و زرخیز ہے اور بہت سا حصہ سہر
جنگلون سے بہرا ہوا ہے آگے کسی بادشاہ کے عہد مین اس جنگل کی آبادی نہین ہوئی تہی اب انگریزی عملداری مین
برابر آباد ہوتا چلا گیا ہے کیونکہ سرکار نے بہت ہی خفیف معاملہ لینا کرکے سال ۱۸۷۳ء تک بندوبست اسکا
کر دیا تہا اس سرزمین کے پاس قصبہ فیروزپور آباد ہے اسکے پاس کچہہ لوہا نکالکر پگہالا جاتا ہے اسضلع کے
جنگلونمین بانسون کے درختون کی بہت کثرت ہے اور جنگلون مین خانہ بدوش لوگ میواتی نسل کے رہتے ہین
پچہلے زمانہ مین وہ غارتگری کرتے تہے اب بکریان و مویشی رکہتے ہین اور گوشت وشراب سے انکی بہت رغبت
ہے کسی مذہب کے چندان پابند نہین مغرب کیطرف اسضلع کے ایک پہاڑی سطح ہے جو جمنا کے گہاٹی سے شروع
ہوکر مغرب کے سمت کو پہیلتا چلا جاتا ہے زمین اسکی ریگستانی شمال سے جنوب کو تیس میل لمبی اور آٹہہ میل
چوڑی ہے اسمین جسقدر زمین ہے شور انگیز و بنجر و غیر آباد ہے مگر بعض مقام پر لایق کاشت و زرخیز بہی ہے
اور بعض مقامات پر اگر بیس یا تیس فیٹ تک مین کہودین تو پانی نکل آتا ہے اور پانی کے نکلنے سے اگر اطہا

نو فیٹ تک کنوا گہرا رہے تو پانی اسکا میٹھا ہوتا ہے اور اگر دس یا بارہ فیٹ تک گہرا ہوجاوے تو پانی شور
ہوجاتا ہے اور اگر اوس سے بھی کچھہ اور زیادہ گہرا کریں تو پانی تلخ و بے مزہ ہوجاتا ہے کہ پانی اسکا انسان کیا حیوان
بھی پی نہین سکتا سبب اسکا صرف یہی ہے کہ اس زمین کے نیچے گندہک کی کان ہے جسقدر کہودائی زمین کی اسکی
حد تک پہونچتی جاتی ہے پانی بے مزہ نکلتا آتا ہے اس سرزمین مین بلور کی بھی کان ہے اور بکثرت نکالا جاکر اسکی
تجارت ہوتی ہے گورگانو کے ضلع کے جہیلون مین نمک بہت پیدا ہوتا تہا اور اوسکی بکری بھی بہت تہی مگر جب سے
سانبہر نمک فروخت ہونے لگا ہے بکری اسکی کم ہوگئی اس زمین کے ریگستان مین ایک جہیل آٹہہ میل کی لمبی
اور چار میل کی چوڑی پایاب ہے گوکہ اسکے پانی کا چندان نکاس نہین ہے تو بھی پانی اسکا چندان خراب نہین
ہوتا مرغابیان مچہلیان وغیرہ آبی جانور اسمین بکثرت ہین جنکا شکاری لوگ شکار کرتے ہین یہہ ضلع اول دولت راو
سندہیہ کے ماتحت تہا ۱۸۰۳ء مین انگریزی قبضہ مین آگیا اسکے شمال کے طرف ریاست راجہ جیپور وجودہ پور
کچھہ حصہ اکیس میل مربع مسمات زیب النسا شمرو کی بیگم کی ریاست مین تہا جب وہ مرگئی تو وہ بھی ۱۸۳۶ء مین
داخل علاقہ انگریزی ہوگیا اور ایک حصہ دو میل مربع کا متعلق جاگیر فیروزپور ماتحت شمس الدین خان کے تہا
وہ بھی اسکے پہانسی ملنے کے بعد شامل ممالک محروسہ سرکار ہوا اسمین سے فقط علاقہ لوہارو کا اسکے بہائی امین الدین خان
و ضیاء الدین خان کو عطا ہوا اس ضلع مین بڑے بڑے قصبہ خاص گورگانو و فیروزپور و فرید آباد و ریواڑی
و پلول و ہندل ہین اور شہر گورگانو پہلے زیب النسا شمرو کے بیگم کے ماتحت تہا جب وہ مرگئی تو چہاونی فوج انگریزی
کی یہان مقرر ہوئی اب ضلع کا مقام ہے اور شہر پہاڑ کے دامن کے نیچے آباد ہے شہر کی صورت مربع عمارتین
اسکے خوشنما اور بازار بارونق ہے ہر ایک قسم کے قوم وہان سکونت رکہتی ہے آب ہوا اسکی مختلف موسمون مین
مختلف ہوتی ہے فاصلہ اسکا جنوب مغرب کے سمت کو دہلی سے اٹہارہ میل اور شمال مغرب کلکتہ سے نوسو اٹہاون
میل کا ہے گورگانو کے ضلع کے متعلق سات تحصیلین ہین جہارسہ ریواڑی فیروزپور پوناہانا پلول نوح
سوہنہ اور ہر ایک تحصیل مین علیحدہ علیحدہ تحصیلدار ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورگانو کے کام دیتا ہے

بہادر گڈہ یہہ ایک قصبہ دہلی کے علاقہ مین دہلی سے اٹہارہ میل سمت شمال اوس سڑک پر جو دہلی سے ہانسی
کو آتی ہے آباد ہے شاہان چغتائیہ کے وقت ایک شخص بہادر خان جاگیردار نے یہہ قصبہ آباد کیا اور اپنے نام
نام اسکا بہادر گڈہ رکہا عمارت اس قصبہ کی پختہ اور شہر پناہ بھی پختہ بنا ہوا ہے یہہ قصبہ بہادر جنگ خان جہجر کے
رئیس کے رشتہ دار کے جاگیر مین تہا بعد مفسدہ دہلی کے جب وہ معزول ہوا تو انگریزی علاقہ مین آگیا یہان
ایک چہاونی بھی تیار ہے اور تجارت بھی ہر ایک قسم کی ہوتی ہے **فرخ نگر** شمال و مشرقی کونے ملک جہجر
کے یہہ چہوٹا سا شہر آباد ہے عمارت اسکی پختہ و خوشنما ہے ہر ایک قوم کے لوگ سکونت رکہتے ہین پہلے اس شہر کو

نواب فوجدار خان بلوچ نے [illegible] ہجری مین آباد کیا اور قلعہ کی بہی تعمیر کی اور فرخ سیر بادشاہ کے نام پر نام اسکا فرخ نگر رکہا بعد ازان پشت بہ پشت اوسکی اولاد اسپر قابض رہی جب انگریزی عملداری ہوئی تو نواب مظفر خان جاگیردار اسپر قابض تہا انگریزون نے بدستور اسکو واگذار رکہا مفسدہ دہلی کے بعد احمد علی خان پوتا مظفر خان کا بعلت مفسدہ پردازی کے پہانسی ملا اور ریاست ضبط ہوئی سطح اس جاگیر کا بائیس میل مربع تہا اور چار ہزار چار سو آدمی کی آبادی تہی اور نواب کے پاس پچیس آدمی مسلح رہنے کی اجازت تہی اب یہہ شہر سرکاری عملداری مین ہے ذکر مفصل اس ریاست کا سابق ریاستون کے ذکر مین درج ہوچکا ہے ؛

نجف گڈہ یہہ قصبہ ضلع دہلی مین مشہور و معروف مکان ہے جسکو نجف خان نواب نے آباد کرکر اپنے نام پر اسکا نام رکہا آبادی اسکی پختہ عمارت کی ہے اور بازار بہی آباد ہے متصل اسکے ہنسوتی نالہ کی جہیل ہے جو برسات کے موسم مین طغیانی مین آکر بہت بڑہ جاتی ہے سرکار نے اسکے اندر سے ایک نہر چہوٹی سی جاری کی ہے چارون طرف قصبہ کے پختہ شہر پناہ ہے فاصلہ اسکا جنوب مغرب دہلی کے پندرہ میل کا ہے **فیروزپور** ضلع گورگانو مین یہہ صدر مقام پرگنہ کا ہے اور تحصیلدار ماتحت صاحب بہادر ضلع گورگانو یہان تحصیل کا کام لیتا ہے آبادی اسکی اس سڑک پر جو دہلی سے الور کو جاتی ہے چوہتر میل کے فاصلہ پر دہلی سے جنوب کی سمت کو واقع ہے شہر کے گرد شہر پناہ پختہ بنا ہوا ہے اور اسکے دیوار مین برج خوشنما نشستیان دیوار کے بنی ہوئے ہین قلعہ بہی ایک کچی عمارت کا تعمیر ہوا ہے مگر دیوارین اور برج اسکے مستحکم ہین قلعہ کے اندر نواب کے رہنے کا محل انگریزی قطع کا نہایت عالیشان عمارت کا بنا ہے اس قصبہ مین مسلمان بکثرت اور ہندو کم رہتے ہین آبادی اس شہر کی [illegible]ء مین جو شمار ہوئی تو سات ہزار نوسو نواسی پائی گئی اب آبادی کی اسمین بہت ترقی ہے یہہ شہر پہلے نواب شمس الدین خان کے جاگیر مین تہا جسکا احوال مفصل ریاستون کے باب مین تحریر ہوچکا ہے بعد ضبطی یہہ گورگانو کے ضلع مین شامل ہوگیا چونکہ لوہے کی کان اس شہر سے تین میل کے فاصلہ پر ہے اسواسطے لوہے بنانے اور پگانے کے کارخانے یہان بہت جاری ہین بازار اس شہر کا پر تجارت و آبادی ہے ہر ایک قسم کی تجارت ہوتی ہے علاقہ بہی اسکا سراب و زراعت شدہ اور ریانی کی کثرت ہے بلندی اس شہر کی سطح سمندر سے آٹہ سو چالیس فیٹ اور فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے براہ آگرہ و متہرا آٹہہ سو پچانوین میل کا ہے **لوہارو** یہہ قصبہ منجملہ جاگیر نواب شمس الدین خان جاگیردار فیروزپور کے تہا جب اسکو پہانسی ہوئی تو یہہ علاقہ نواب امین الدین خان و ضیاء الدین خان کو عطا ہوا جسکا حال مفصل سابق تحریر ہوچکا چونکہ یہہ مقام جاگیردار رئیس کے رہنے کا ہے اسلئے آبادی اسکی بارونق ہے اور نواب کے رہنے کے مکان عالیشان پختہ بنے ہوئے ہین شہر کے عمارات اکثر پختہ ہین اچہے اچہے دوکاندار و ساہوکار رہا کرتے ہین یہان آمدنی جاگیر کی یہہ دونون بہائی نصف نصف تقسیم کر لیتے ہین **بادشاہپور** ضلع گورگانو مین یہہ ایک چہوٹا سا قصبہ اس سڑک پر جو جانبی دہلی

جاتے ہی دہلی سے پچیس میل بسمت جنوب مغرب آباد ہے آبادی اسکی اگرچہ تھوڑی ہے مگر عمارت اسکی پختہ و عجیب و خوشنما بنی ہوئی ہے دونو طرف اسکے دو پہاڑی ٹیلے بلند اور بیچمین اُنکی آبادی اسکی واقع ہے تجارت یہان خوب ہوتی ہے اور بازار آباد و رعایا آسودہ ہے **پالی** ضلع گورگانو مین یہہ ایک قصبہ بڑا آباد و بارونق مکان ہے علاقہ اسکا آبادی مین تمام ضلع کے آبادی سے مستثنی ہے آبادی اسکی ایک پہاڑ کی شرقی بنیاد مین واقع ہے پختہ مکانات پکی اینٹون کے یہان بہت بنے ہین جو اسکے پاس کے پہاڑ سے نکلتا ہے فاصلہ اسکا دہلی سے جنوب کی سمت کو اٹھارہ میل کا ہے **پوناہنا** یہہ بڑا قصبہ پرگنہ کا صدر مقام ضلع گورگانو مین اوس سڑک پر جو متھرا سے ریواڑی کو آتی ہے آباد ہے فاصلہ اسکا متھرا سے بسمت شمال مغرب پچاس میل کا ہے یہان ایک تحصیلدار ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورگانو تحصیل کا کام دیتا ہے عمارت اسکی بارونق ہے اور تجارت بکثرت ہوتی ہے **پلول** ضلع گورگانو مین قصبہ اُس سڑک پر جو دہلی سے متھرا کو جاتی ہے دہلی سے اکتالیس میل کے فاصلہ پر جنوب کی سمت کو آباد ہے اس ضلع مین یہہ قصبہ بڑا آباد و مشہور ہے بارہ ہزار آدمی سے زیادہ اسمین رہتے ہین اور چونکہ یہہ قصبہ حاکم نشین ہے اور تحصیلدار ماتحت ضلع گورگانو کے یہان کام دیتا ہے اسلیئے رونق اسکی روز بروز ترقی پر ہے بازار بھی پہلے سے زیادہ آباد ہے تجارت کی بھی ترقی ہے **پنگاوہ** ضلع گورگانو مین یہہ قصبہ بڑا قصبہ اور آباد و مشہور ہے آبادی اسکی اُس سڑک پر جو متھرا سے فیروزپور کو آتی ہے تین میل شمال مشرق فیروزپور کے واقع ہے اور خانپور گھاٹ سے فاصلہ اسکا صرف ایک ہی میل بسمت شرق کے ہے اسکے متعلق زمین مین زراعت کثرت سے ہوتی ہے مگر زراعت کو کنوون کے ذریعہ سے پانی دیا جاتا ہے قصبہ زمیندارہ بہت تجارت غلہ کی بکثرت ہوتی ہے **خانپور گھاٹ** ضلع گورگانو مین یہہ ایک گذرگاہ اُن پہاڑون کی نشیب مین ہے جو شمال مشرق سے جنوب مغرب کو پھیلتے ہین یہہ گذر کوئی دریا کا گذر نہین ہے بلکہ ایک پہاڑی درہ ہے پاس اسکے ایک میل کے فاصلہ پر بسمت شرق موضع پنگاوہ آباد ہے اور فاصلہ اسکا شمال مغرب کی سمت کو متھرا سے باون میل کا شمار مین آتا ہے **شاہجہان پور** یہہ ایک بڑا قصبہ ضلع گورگانو مین ہے عمارات اسکی قدیمی اور پختہ بہت ہے اور آبادی بکثرت فاصلہ اسکا باسٹھ میل کا بسمت جنوب مغرب دہلی کے ہے **سیکری** یہہ قصبہ ضلع گورگانو مین اُس سڑک پر جو دہلی سے متھرا کو جاتی ہے آباد ہے بوقت خلفشار سرکار انگریزی کے دہلی مین یہہ قصبہ معہ اور دیگر مواضع کے ایک مسلمان نواب کے جاگیر مین عطا ہوا تھا بعوض اون خدمات کے جو وہ مرہٹون کی لڑائی مین بجالایا تھا چونکہ جاگیردار نے اسکو دارالریاست بنایا اس سبب رونق اسکی بڑہ گئی اور خوب آباد ہوا اب بھی آبادی اسکی بارونق و تر و تازہ ہے زراعت بکثرت ہوتی ہے زمیندار خوشحال ہین **ریواڑی** ضلع گورگانو مین ایک قصبہ اوس سڑک پر جو دہلی سے جیپور کو جاتی ہے دہلی سے فاصلہ

پچاس میل جنوب مغرب کی سمت کو آباد ہے آبادی اس شہر کی بہ ضلع کے سب شہرون مین بہت بڑی شمار کرتے ہین عمارت اسکی
پختہ اور بازار بہی فراخ و پر تجارت ہے قصبہ کے رہنے والے اکثر شریف ہین پہلی خانہ شماری مین چھتیس ہزار آٹھہ سو چوالیس
آدمی کے اسمین آبادی تہی اب ویسے ہی ترقی زیادہ ہی اسجگہہ تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع بہادر گورگانو رہکر کام تحصیل کا دیتا ہے
سردہنہ یہہ شہر اگرچہ متعلق ضلع میرٹھہ ماتحت لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی کے ہے پنجاب کے متعلق نہین ہے لیکن بسبب اسکے
کہ سابق ذکر اس ریاست کا اس کتاب مین مفصل درج ہوچکا ہے دار الریاست کا حال بہی تحریر ہونا واجبات سے متصور ہوکر
لکہا جاتا ہے کہ یہہ قصبہ اس سڑک پر جو کرنال سے میرٹھہ کو جاتی ہے گیارہ میل سمت شمال و مغرب میرٹھہ کے آباد
ہے شہر پناہ اس شہر کا خام بنا ہوا ہے اور قلعہ بہی کچا ہے مگر اب مسمار ہوگیا ہے یہہ قلعہ و شہر پناہ زیب النسا بیگم
شمرو نے بنوایا تہا سوائے قلعہ کے ایک محل بہی پختہ عالیشان بیگم کا بنایا ہوا ابتک موجود ہے جو کہ شمرو صاحب اور اسکی
بیگم انگریزون مین مذہب رومن کیتہلک الون کا رکہتی تہی ایک گرجا بہی پرستشگاہ انکا بنا ہوا ہے پہلی مردم
شماری مین آبادی اس قصبہ کی بارہ ہزار چار سو اکیاسی شمار ہوئے جنمین سے بارہ سو آدمی عیسائی رومن کیتہلک
کے مذہب کے تہے خود شمرو صاحب جرمنی نسب کا انگریز تہا اور زیب النسا اسکی بیگم ایک عورت کسبن تہی جو عیسائی ہوکر
اوسکی زوجہ بنی خاوند کے مرنے کے بعد وہ ریاست پر قابض ہوئی ۱۸۰۳ء مین جب دولت اے سندیہہ سے
یہہ ملک سرکار انگریزی کے قبضہ مین آیا تو ۱۸۰۵ء مین جاگیر اسکی بہی بحال ہوئی اور ۱۸۳۶ء تک وہ قابض
رہکر مرگئی اُس وقت سے یہہ شہر سردہنہ ضبط ہوکر میرٹھہ کے ضلع کے شامل ہوگیا آبادی سردہنہ کی ایک کہلی
ہوئی زرخیز میدان مین واقع ہے اور پانی کی افراط زراعت کی کثرت غلہ کی پیدایش بہت ہے اور ایک بڑا
اس شہر کے گرجا کی متصل بنا ہوا ہے جسطرف سڑک جارہی ہے بلندی اسکی سطح سمندر سے آٹھہ سو بیاسی فیٹ ہے
اور فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے آٹھہ سو ستانوین میل کا ہے **جہارسہ** یہہ قصبہ ضلع گورگانو مین بڑے
قصبون مین مشہور ہے تحصیل خاص گورگانو کے پرگنہ کی اسمقام پر ہے اور تحصیلدار مال و مجسٹریٹ درجہ دوم
یہان رہتا ہے آبادی اسکی اُس سڑک پر جو ریواڑی سے دہلی کو جاتی ہے دہلی سے بیس میل جنوب مغرب کے
سمت کوہ ہمالہ کے جنوبی قطارون کی جنوب کو واقع ہے یہہ شہر بہت آباد اور بازار پر رونق و علاقہ اسکا سیراب ہے
دادری جہجر کے علاقہ مین یہہ ایک بڑا شہر آباد ہے آبادی اسکی اُس سڑک پر جو ہانسی سے نیچ کو جاتی ہے
واقع ہے گہر اور گلیان بازار اسکے پختہ بنے ہوئے ہین اور علاقہ بہی سیراب بارونق ہے زراعت بہت ہوتی ہے
تجارت کا بازار گرم ہے شمال کے طرف اسکے اکثر زمین ریگی اور خراب اور جنوب کے طرف کا سطح عمدہ و کاشت
شدہ ہے فاصلہ اسکا ہانسی سے جنوب کے طرف چوالیس میل کا ہے پہلے شہر نواب بہادر جنگ کے جاگیر مین
تہا اب بعد مفسدہ دہلی ریاست اسکی ضبط ہوکر شامل انگریزی علاقہ کے ہوکر بطور جاگیر جیند کے راجہ کو عطا ہوا

دوجانہ جھجر کے علاقہ ضلع رہتک مین یہہ قصبہ اُس سڑک پر جو کرنال سے ریواڑی کو جاتی ہے تیہتر میل کرنال
سے جنوب کی سمت کو آباد ہے اور چونکہ یہہ ریاست گاہ ایک رئیس کی ہے اس سبب سے آبادی اسکی روز بروز ترقی پر
ہے رئیس کے رہنے کے مکانات عالیشان بنے ہوئے ہین عمارت شہر کی بھی پختہ و خوشنما ہے بازار پر بہار و تجار مالدار
اسمین سکونت رکھتے ہین چھہ ہزار آدمی سے زیادہ اسمین رہتے ہین **دودہ** یہہ قصبہ بھی جھجر کے علاقہ مین ایک
آباد و بارونق مکان ہے آبادی اسکی اُس سڑک پر جو ہانسی سے بیج کو جاتی ہے واقع ہے اس علاقہ مین پانی کی
کثرت اور ملک سیراب ہے زراعت بکثرت اور غلہ کی پیدایش بہت ہے **جارج گڈہ** جھجر کے علاقہ مین
یہہ ایک قلعہ جارج طامس صاحب رئیس ہریانہ کا بنا ہوا ہے اُسنے اپنی عملداری مین یہہ قلعہ بنوایا اور سامان جنگ
و ذخیرہ بکثرت یہان جمع کیا پھر جب دولت راے سندہیہ کی فوج سے اوسکا مقابلہ ہوا تو وہ چند روز اس قلعہ مین
محصور ہوکر دشمن سے لڑتا رہا جب اُسکی فوج بیدل ہوگئی تو وہ اس قلعہ کو چھوڑ کر ہانسی کو چلا گیا اب یہہ قلعہ خراب
و ابتر ہوکر مسمار ہوگیا ہے مگر یادگار اُسکا باقی ہے **گوہانہ** رہتک کے ضلع مین یہہ پرگنہ کا مقام ہے تحصیلدار
ماتحت صاحب ضلع رہتک کے یہان کام تحصیل کا کرتا ہے آبادی اسکی دہلی کے نہر کے شاخ پر جو دہلی سے رہتک کو جاتی ہے
واقع ہے جنوب کی طرف اسکے ایک جھیل بستے مین مین ہے جو پچاس میل تک جنوب کی سمت کو پھیلتی ہے علاقہ اس
پرگنہ کا نہایت سیراب و شاداب ہے ہر ایک قسم کی پیدا وار بکثرت ہوتی ہے فاصلہ اسکا دہلی سے بسمت شمال مغرب
پچاس میل کا شمار ہوتا ہے اور آبادی اس قصبہ کی اگلی مردم شماری مین چھہ ہزار چھہ سو اُنسٹھ شمار ہوئی مگر اب
روز بروز ترقی ہے **رہتک** ہندوستان کے مشہور شہرون مین یہہ بھی ایک مشہور و آباد شہر ہے آبادی
اسکی اُس سڑک پر جو دہلی سے ہانسی کو آتی ہے دہلی سے بیالیس میل شمال مغرب کے سمت کو واقع ہے متصل اسکے ایک
ندی جو نہر دہلی کی ایک شاخ ہے رواں ہے یہہ نہر ۱۸۲۵ء مین سرکار انگریزی نے کہودوائی اور پانی اسمین
فیروزشاہ کی نہر سے جاری کیا پہلے مردم شماری مین آبادی اس شہر کی تیرہ ہزار دو سو سینتیس شمار مین آئی تہی اب
تو یہہ حکام روز بروز آبادی ترقی پر ہے شہر کی عمارت پختہ اور بازار مین سوداگرون اور ساہوکارون کے
دوکانین بکثرت شہر آباد رعایا دلشاد ہے یہہ شہر حاکم نشین ہے اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع یہان کچہری
کرتے ہین اسضلع کے شمال کو ضلع پانی پت شرق کو ضلع دہلی و بہادرگڈہ جنوب مین جھجر جنوب مغرب مین دادری
مغرب مین علاقہ ہریانہ و سرسہ یہہ ضلع سواے علاقہ جھجر کے پچاس میل لمبان مین شرق سے غرب کو چوالیس میل
چوڑان مین ہے سطح اسکا ایک ہزار تین سو چالیس میل مربع ہے اور ایک شاخ فیروزشاہ کی یہہ نہر نکلا اور شمال
سے جنوب کو بہہ کر اسکو سیراب کرتی ہے اور نہر دہلی کے جو گوہانہ کے پرگنہ سے گذرتی ہے اسضلع کی سرحد قریب
ملتی ہے اسضلع مین چھوٹے بڑے مکانات و قصبات رہتک کے علاوہ گوہانہ و کہرکہودہ و [?] و [?] و [?]

سنہ ۱۸۵۲ و سنہ ۱۸۵۳ء مین جب مردم شماری ہوئی تو معلوم ہوا کہ ہندو کاشتکار یہان دو لاکھ انیس ہزار چار سو تینتالیس
اور غیر کاشتکار ایک لاکھ بارہ ہزار تین سو اسی مسلمان وغیرہ کاشتکار تیئس ہزار نو سو اونچاس غیر کاشتکار اکیس ہزار
دو سو اکتالیس ہین جنکی کل میزان تین لاکھ ستتر ہزار تیرہ ہوئے بعد ازان جو جھجر کے اضلاع اس ضلع سے شامل ہوئے
تو مردم شماری سے ضلع کی کل چار لاکھ بہتر ہزار چار سو سولہ قرار پائے اس ضلع مین بڑے بڑے قصبہ بہت ہین
جنکی تفصیل مفصل اگر تحریر ہو تو طول ہوتا ہے مجمل تشریح اسکی یہہ ہے کہ جن جن قصبون مین ایکہزار آدمی سے
کم رہتے ہین وہ گانو اس ضلع مین دو سو چار اور جن جن قصبون مین ایکہزار سے پانچہزار آدمی تک رہتا ہے وہ
ستر اور جنمین پانچہزار سے دس ہزار تک آبادی ہے وہ دو قصبہ اور کل میزان ایسے قصبات کے دو سو اسی ہے
دہلی کے مفسدہ ہونے سے پہلے یہان ہندوستانی رسالہ ہوگیا جسکی میعاد سنہ ۱۸۶۰ء تک منقضی ہوگی **اندری** یہہ قصبہ [illegible]
کنارے دہلی کے نہر کی آباد ہے آبادی اسکی اس سڑک پر جو کرنال سے بوڑیا کو جاتی ہے واقع ہے اور کرنال سے
فاصلہ اسکا بطرف شمال پندرہ میل شمار مین آتا ہے اور شمال مغرب کلکتہ سے نو سو اسی میل **جگودہ** ضلع رہتک مین
یہہ ایک مشہور آباد قصبہ اس سڑک پر جو دہلی سے ہانسی کو جاتی ہے بائیس میل دہلی سے بسمت شمال مغرب واقع ہے
جاٹ گورگانو کے علاقہ ضلع رہتک مین اس سڑک پر جو دہلی سے ریواڑی کو جاتی ہے اڑتالیس میل دہلی سے
بسمت جنوب مغرب واقع ہے یہہ قصبہ بیچ کنارے صاہبی نالے کے ہے جو بعض اوقات جاری اور کبھی خشک رہتا ہے
خصوصاً برسات مین تو اسمین یہہ طغیانی ہوتی ہے کہ پانی اسکا نجف گڈہ اور فرخ نگر کے جھیل تک جا پڑتا ہے اور وہان سے
نکلکر دریائے جمنا مین جاکر بمقام دہلی شامل ہو جاتا ہے **جھجر** پہلے علاقہ جھجر کا سرکاری عملداری سے علیحدہ نواب
عبدالرحمان خان کے جاگیر مین تھا جو اب ضبط ہوکر رہتک کے ضلع کے شامل ہوگیا اسکے شمال مین ضلع ہریانہ و
رہتک شرق مین دہلی و گورگانو و الور جنوب مین ہے ضلع گورگانو و الور مغرب مین شکاوتی و پرگنہ لوہارو ہے
کل سطح اسکا بارہ ہزار بتیس میل مربع بلندی اسکی سطح سمندر سے آٹھ سو بیس فٹ سے آٹھ سو چالیس فٹ تک
ہے بارش کے موسم مین اونچے پہاڑون سے پانی اس علاقہ مین آکر بہت نقصان کرتا ہے پھر وہ پانی قسمت
تک شرق کے ملک مین پھیلتا ہوا دہلی کے شمال کے طرف آکر اور آٹھ سو فٹ کی اونچان سے گر کر جمنا مین [illegible]
جنوب مغربی حصہ مین اس ملک کے چھوٹے چھوٹے بہت ٹیلے پہاڑون کے بہت ہین اس ملک مین شمال سے جنوب کو ایک سڑک
ہانسی سے شروع ہوکر نصیر آباد و نیمچ کو جاتی ہے اور دوسری سڑک شرق سے غرب کو دادری سے جھجر کو جاتی ہے بڑے
بڑے شہر اس علاقہ مین جھجر و نارنول و دوجانہ و دادری و کنود ہین اسکی سالانہ آمدنی بوقت حکومت ریاست جھجر
کے چھ لاکھ روپیہ سالانہ تھے اور نواب اس جگہہ کا جنگی فوج تعداد تین ہزار سپاہی کے رکھتا تھا اور چار سو سوار نوکری
مین سرکار انگریزی کے دیتا تھا **خاص شہر جھجر** ایک بڑی آبادی کا شہر اس سڑک پر جو ہانسی سے شہر

براہ گورکانو جاتی ہے انسی سے سات میل بسمت جنوب مشرق اور دلی سے مغرب کو بفاصلہ بتیس میل آباد ہے بعضونکا
بیان ہے کہ اول بنا اس شہر کی راجہ جوجن نے کی تہی اور نام اسکا جوجن نگر رکہا تہا مگر اب بسبب تمادی ایام وہ نام بگڑ کر جھجر مشہور
ہوگیا مگر یہہ معلوم نہین ہوتا کہ وہ راجہ جوجن کب ور کس وقت مین ہوا تہا یہہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ سابق وقت
انقلاب عملداریون کے یہہ قصبہ اُجڑ گیا تہا پھر جب عملداری مسلمان بادشاہون کی ہوئی تو از سر نو آباد ہوا مگر پہلا
قصبہ اس آبادی کے مقام سے مشرق کے طرف دو ڈہائی میل پر آباد تہا اور حال کی آبادی کے مقام پر ایک
جہیل پانی کی تہی جسکا نام جھجر تہا پہلا شہر جسکا نام بہاگولان تہا بوقت حملہ غوریون اور مارے جانے رائے پتہورا کے
اُجڑ کر یہہ نیا شہر اس مقام پر آباد ہوا اور نام اُسکا اسی جہیل کے نام پر رکہا گیا اور بعض راوی یون کہتے ہین کہ بہاگولان
شہر کے اُجڑنے کے بعد مسمی چھوجار قوم جاٹ نے جو پہلے بہاگولان مین رہتا تہا اس شہر کی آبادی کی بنا رکھی تہی
اور چھوجارپور نام اسکا اُسنے اپنے نام پر رکہا تہا جو کثرت استعمال سے چھوجارپور سے جھجر باقی رہگیا چغتائی سلطنت
کے اخیر مین اس شہر کا نام مبارک آباد عرف جھجر مقرر ہوا اسکا یہہ سبب ہوا کہ جب ۱۱۷۳ھ ہجری مین یہہ سلطنت
عالمگیر ثانی شاہزادہ عالی گوہر بغرض انتظام محالات جاگیر اپنے کے نارنول تک آیا تو جھجر کی حاکم نے بغاوت
اختیار کی اور باشارہ عمادالملک غازی الدین خان وزیر عظیم کے بادشاہزادہ کے مقابلہ کو مستعد ہوا
اُسکی سرکوبی کے واسطے شہزادہ خود جھجر مین آیا اور اُسکی گرفتاری کے بعد کئی مہینے جھجر مین رہا اور متصل تالاب
ہوادار کے ایک قلعہ کے بنانے کی بنا ڈالکر مبارک آباد اُسکا نام رکہا اور پھر بعد تخت نشینی اُسنے کے بھی بادشاہ
زمانون مین بھی نام تحریر ہوتا رہا **عظیم آباد** یہہ شہر بھی بہت پرانا اور قدیم عمارت کا ہے آبادی
اسکی کرنال سے نو میل اُس سڑک پر جو کرنال سے لودہیانہ کو آتی ہے ایک اونچی ٹیلی پر واقع ہے اس سبب سے برسات
کے موسم مین چارون طرف شہر کے پست زمین مین پانی بھر جاتا ہے شہر پناہ اس شہر کا پختہ بنا ہوا ہے جسکی
دیوار مین برج عالیشان بنے ہین شہر کے پاس ایک تالاب ہے جو ہمیشہ پر آب رہتا ہے شمال کے سمت کو اسکی ایک
سرائے پختہ و مضبوط عمارت کی بادشاہان سلف کے وقت کی بنی ہوئی ہے دیوارون مین اسکے برج بنے
اور گرد اُسکے خندق وسیع کہدی ہوئی ہے اس سرائے کو اگر ایک قلعہ مستحکم لکہا جاوے تو بجا ہے اس شہر مین
ہر ایک قسم و قوم کے لوگ رہتے ہین مگر مسلمانون کی کثرت ہے **کادمہ** جھجر کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ جاگیر
لوہارو کے مغربی سمت کو آباد ہے سابق یہہ قصبہ نواب کے جاگیر مین تہا اب ضلع رہتک کے ماتحت ہے **کانوند**
جھجر کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ اُس سڑک پر جو ہانسی سے نیمچ کو جاتی ہے ہانسی سے ستر میل بسمت جنوب واقع ہے
سرکار انگریزی کے عملداری سے پہلے یہہ قصبہ دادن راو مرہٹہ کے قبضہ و دخل مین تہا اور اُسنے یہان ایک
قلعہ مضبوط بنا کر اس قصبہ کو آباد کیا اور اُس بابت مقرر کیا ہوا تہا لارڈ لیک صاحب بہادر نے مرہٹی فوج ... اسکا

کو کیا اور سپر فتح پائی اور اسکی کل ریاست پر قابض ہوگئے یہہ قصبہ نہایت اچھا آباد ہے شہر کے بازار و گھر پختہ
بنے ہوئے ہین عمارت اسکی دلپسند اور مسافرون کے آرام گاہ ہین پانی بہی اسمین اگرچہ بکثرت ہی مگر کہاری ہے
اسکی بابت کہے مٹکین پہاڑی اور ریگی مین مین جاری ہین اسکے متعلق اراضی مین اگرچہ کاشتکاری بہت ہوتی ہی مگر توبہی بنجر و جنگل زمین
بہت پڑی ہی اس شہر سے تین میل پہلے ایک بڑا ٹیلہ ریگ کا جہاڑیون سے ڈہکا ہوا ملتا ہے اوسکے آگے اور ٹیلے ریگ کے
بکثرت ہین اور اسی کثرت کے ساتھ وہان ریگ ہی کہ اگر گہوڑے وہان چلین تو گہٹنون تک ریگ مین دہس جاوین یہان کا قلعہ بہت مضبوط ہے
اور جہجر کا رئیس یہان اپنا خزانہ و میگزین وغیرہ اسباب رکہتا تہا جب جہجر کی ریاست ضبط ہوئی تو کل روپیہ و میگزین و اسباب انکا جو یہان
محفوظ رہتا تہا سرکار انگریزی کے قبضہ مین آگیا فقط **موضع مہم** ضلع رہتک مین یہہ پرگنہ
صدر کا مقام ہے اور تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع رہتک کے یہان کام کرتا ہے آبادی اسکی اوس
سڑک پر جو ہانسی سے دہلی کو جاتی ہے ہانسی سے جنوب مشرق کے گوشے کو چالیس میل کے فاصلہ پر آباد ہے پہلے
یہہ قصبہ بڑا آباد تہا تجارت یہان کی دور دور تک ہوتی تہی مگر اب وہ رونق نہین رہی توبہی اب بارہ ہزار
چہہ سو ساٹھہ آدمی کی آبادی اسمین باقی ہے اور حکام کے توجہ سے دن بدن آبادی کی ترقی ہوتی جاتی ہی
اس قصبہ کے پاس ایک باولی یعنی چاہ زینہ دار پتہر کی عمارت کا بنا ہوا ہے جو اکتیس فیٹ تک گہرا ہے
اور زینہ اسکا بیس فیٹ چوڑا زمین کی سطح سے پانی کی سطح تک پہونچتا ہے **نارنول** جہجر کے علاقہ مین بہت
پرانا و قدیمی شہر ہے آبادی اسکی اوس سڑک پر جو ہانسی سے نیمچ کو جاتی ہے چہیاسی میل ہانسی سے جنوب کے
سمت کو واقع ہے عمارت اسکی پختہ بازار کشادہ و آباد تجارت بکثرت پانی کی افراط ہے غلہ ہر ایک قسم کا
یہان پیدا ہوتا ہے پہلے یہہ شہر دہلی کے سلطنت کی ضعف کے وقت جارج طامس صاحب کی ریاست مین
منتقل ہوا پہر اوس سے دولت راؤ سندہیہ کے ماتحت آیا پہر سرکار انگریزی نے اپنا عمل و دخل کرکے جہجر کے
نواب کی جاگیر مین عطا فرمایا جو مدت تک اوسکے پاس رہا جب وہ ریاست دہلی کے مفسدہ کے بعد ضبط ہوئی
تو اب بجلدوے حسن خدمات و وفاداری کے مہاراجہ پٹیالہ کی جاگیر مین عنایت کیا ہے قدیمی مقبرے و عمدہ عمدہ
مکانات اس شہر مین بہت ہین شاہان اسلام کے وقت یہہ شہر بہی ایک معدن علم و ہنر مشہور تہا اگرچہ اب
وہ رونق نہین ہی تو بہی بسبب قدامت کے اور شہرون پر سبقت لیجاتا ہے **پٹودہی** جہجر کے علاقہ مین
شہر بہی بڑی آبادی کا مکان ہے آبادی اسکی اوس سڑک پر جو دہلی سے نارنول کو جاتی ہے دہلی سے جنوب کی طرف
چالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے بازار یہان کا آباد عمارت پختہ پانی کی افراط ہے گرد و نواح کی زمین اسکی
ہموار و ٹیلے دار ہے یہہ علاقہ پہلے فیض طلب خان نواب نجابت علی خان جاگیردار جہجر کے بہنوئی کو جاگیر مین عطا ہوا
تہا اب پوتا اسکا اکبر علی خان کا یہہ قصبہ دار الریاست ہے حال مفصل اس ریاست کا ریاستون کے ذکر مین [illegible]

دوھدر رہتک کے ضلع مین یہہ ایک قصبہ اُس سڑک پر جو دہلی سے ہانسی کو جاتی ہے سترہ میل دہلی سے
شمال مغرب کے آباد ہے عمارت اس قصبہ کی کچھہ پختہ اور کچھہ خام ملی ہوئی ہے اور غلہ کی تجارت بھی ہوتی ہے چھوٹا بازار
اور چند دوکانین اسمین ہین **علاقہ ہریانہ** یہہ ایک بڑا علاقہ اور فراخ زمین ماتحت لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب
کے ہے شمال مغرب و شمال مشرق کی طرف اسکے سرہند کے علاقہ کے شہر اور مشرق مین ضلع رہتک و دادری جنوب
مین دادری کا علاقہ و لوہارو مغرب مین ریاست بیکانیر و بھٹیانہ ہے کل سطح اسکا تین ہزار تین سو میل مربع ہے اسکے
زمین کے بہت نشان ایسے معلوم ہوتے ہین کہ گویا اُن پر کبھی دریا چل چکا ہے دریاے گھگر و چتنگ وغیرہ ندیان کوہ
ہمالہ سے نکلکر اسمین بہتی ہین ندی مین اسکی بہت سے مقامات سے زرخیز و لائق پیداوار سبب ملجانے پانی مناسب
کے ہے پیداوار یہان کی شالی گیہون جو وغیرہ ہر ایک قسم کا غلہ ہے اس علاقہ مین جن جن مقامات پر پانی کی کمی
ہے زمیندارون نے وہان پر پختہ تالاب بنوائے ہوئے ہین برسات کے موسم مین وہان پانی جمع ہوجاتا ہے
اور کمی کی موسم مین اُن تالابون سے وہ پانی خرچ مین لاتے ہین اور اگر برسات نہو تو کنوؤن کے ذریعہ سے زراعت
کو پانی دیتے ہین کنوئین یہان بعض ایک سو اور اکیس فیٹ تک گہرے ہوتے ہین زمین یہان بہت سے
مقامات سے خشک و سوختہ ہے اگر برسات نہو تو کنوؤن کے پانی بھی خشک ہوجاتے ہین اس علاقہ کو سبب اسکے
کہ یہان بڑا جنگل اعظم ہے فیروز شاہ تغلق نے شکارگاہ بنایا اور بسبب کم آبی کے وہ جمنا سے نہر کہود کر پانی
لایا جو ہانسی حصار سے گذر کر دریاے گھگر مین جا ملتی ہے جنگل یہان کا بہت سے درندون سے بہرا ہوا ہے شیر تیندوا
وغیرہ یہان اکثر پائے جاتے ہین شاہان سلف یہان آکر اکثر اوقات شکار کھیلتے تھے اور صاحبان انگریز بھی بڑی
شوق سے وہان جاکر شکار کھیلتے ہین یہہ ملک پہلے راے پتھورا حاکم دہلی و اجمیر کے حکومت مین تھا سلطان شہاب الدین
غوری نے اسپر حملہ کیا تو فریقین کی سخت لڑائی ہوئی اُسوقت کا گنج شہیدان اب تک موجود ہے اُسوقت سے
عملداری مسلمان بادشاہون کی اس علاقہ مین ہوئی فیروز شاہ تغلق نے اسکے آبادی پر بہت توجہ کی شہر حصار
آباد کیا اور قلعہ بناکر فیروز آباد نام رکھا اور ایک قصبہ اور جسکا نام فتح آباد ہے بنام فتح خان بیٹے اپنے کے
بنایا اور گھگر ندی سے ایک نالہ پانی کا لاکر فتح آباد کے علاقہ کو سیراب کیا ستون سنگ تہر کے اپنی یادگار وہان
بنائی بعد ازان چغتائی سلطنت کے اخیر تک برابر شاہان اسلام ہریانہ مین حکومت کرتے رہے آخر جب چغتائی سلطنت
ضعیف ہوگئی تو سکھون نے قوی ہوکر اس علاقہ مین جابجا قتل و غارت شروع کی امر سنگھ پٹیالہ کے رئیس نے ہریانہ مین
آکر اول موضع ہیکر علاقہ فتح آباد کو لوٹا پھر فتح آباد کے قلعہ اور سرسہ پر اپنا تسلط کیا اُسوقت رحیم داد خان نام
ناظم دہلی سے مامور ہوکر ہریانہ مین آیا سکھون نے جمع ہوکر اس سے لڑائی کی اور لڑتے لڑتے معرکہ مین تھا مارا گیا
بانی اسکے مارے جانے کے بعد امر سنگھ کا قبضہ ہانسی و حصار اور [illegible] ہوگیا اور [illegible]

لوٹتے پھرتے تھے کیسکو اُنکے ساتھہ مقابلہ کی طاقت نہ تھی یہہ حال سنکر نواب نجف خان اور راجہ جی سنگہ فوج لیکر دہلی سے
ہریانہ مین آئی اور بمقام جیند امر سنگہ پٹیالہ کے رئیس سے اُنہون نے ملاقات کی اور باہم عہد نامہ لکھکر ہانسی
حصار و رہتک و مہم و توشام پر اپنا پھر تسلط جما کر واپس چلے گئے باقی ملک جو سکھون نے دبا لیا تھا اُنکے پاس ہی رہنے
دیا اُسوقت جی سنگہ ناظم ہریانہ کا شاہ دہلی کی طرف سے مقرر ہوا اوسی عرصہ مین ایک بڑی ناگہانی آفت
آسمانی جسکا نام چالیسا قحط ہے ۱۷۸۳ء مین پنجاب و ہند مین نازل ہوا اور اڈہائی سیر گیہون فی روپیہ بکنے لگے اُسکے
صدمے اور سلطنت کے غدر سے تمام ملک ویران ہوگیا بڑے بڑے قصبے اور شہر برباد و خراب ہوگئے لاکہون جانین
بہوک کے عذاب سے تلف ہوگئین پھر ۱۷۹۱ء مین مرہٹہ کی قوم ہریانہ پر قابض ہوئی اور آپا کہانڈے راؤ نے یہان
اپنا تسلط جمایا اور طامس صاحب انگریز اُسکی طرف سے حاکم یہان کا مقرر ہوا اُسنے سکھون کے ساتھہ بڑے بڑے لڑائیان کین
اور آپا کہانڈے راؤ کے مرنے کے بعد وہ خود مختار رئیس ہوگیا ہانسی و حصار اُسنے دوبارہ آباد کیا جب وہ
دولت رائے سندہیہ کی فوج سے مغلوب ہوا تو اُسکے طرف سے میرزا الیاس بیگ حاکم یہانکا بنا اوسکے عہد مین
انگریزی عملداری ہریانہ مین ہوگئی اور وہی ناظم بدستور مقرر رہا بعد چندے وہ بمقام سرسہ زمینداران قوم
بہٹی سے لڑکر مارا گیا پھر انگریزون نے یہہ علاقہ نواب معین الدین عرف بہنو خان کو یہہ علاقہ انتظام کے واسطے
سپرد کیا پھر احمد بخش خان لوہارو کا نواب ناظم رہا پھر عبد الصمد خان نواب جاگیردار دوجانہ کا منتظم قرار پایا
مگر کسی سے انتظام قرار واقعی اس علاقہ کا ہوا آخر مسٹر گارڈنر صاحب ایک انگریز حاکم کو حکومت یہان کی سپرد
ہوئی اُسنے بڑی کوشش و جانفشانی سے اس علاقہ کا انتظام کیا اُس روز سے آج تک برابر انگریزی حکام اُسپر
حکومت کرتے ہین **شہر حصار** یہہ شہر ہریانہ کے ضلع مین اُس سڑک پر جو دہلی سے ہنسی کو جاتی ہے
دہلی سے غرب کی طرف بفاصلہ ایکسو چار میل اور لاہور سے بجانب گوشہ جنوب شرق ایکسو ساٹہہ میل آباد ہے اور
فی زمانہ مین چار ہزار پچاس گہرون کی اسمین آبادی ہے اور نو ہزار تین سو اٹہتر کی مردم شماری شمار مین
آئی ہے اور جمنا کی نہر فیروز شاہ بادشاہ کی کہودوائی ہوئی اس شہر کے عین فصیل کے نیچے رواں ہے یہہ نہر
شرق کے طرف سے آنکر جنوب و فصیل کے نیچے بہتے ہوئے غرب کو چلی گئی ہے نہر کے کنارے کنارے
درختون کا دونو طرف ہجوم نہایت خوشنما نظر آتا ہے اسکی آبادی کا حال اسطرح درج کتب تاریخ ہے کہ پہلے
یہان بالکل جنگل تھا اور ایک عابد بہلول نام اس جنگل مین عبادت کیا کرتے تھے ایکبار شہزادہ فیروز تغلق کا بیٹا
جو بتقریب شکار یہان آیا تھا اُسکو شیخ بہلول نے بشارت سلطنت کی دی جب وہ بادشاہ ہوگیا وہ پھر
شیخ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا بعد اُسی مقام پر اُسنے آبادی کی بنا ڈالی اول ۷۵۷ھ مین ایک
قلعہ بنوایا پھر پختہ شہر تعمیر کرایا اور ایک نہر جمنا سے کاٹ کر یہان لایا اوسوقت کی آبادی کے کہنڈر

نشان اب بھی دور دور تک نظر آتے ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین یہہ بڑا شہر تھا اب انہین کہنڈرات
مین سے شہر والے لوگ عمارات کیواسطے اینٹین کہود کر لاتے ہین گرد اس شہر کے اکثر پرانے مقبرے اور قدیمی
عمارات پرانے زمانے کے بنے ہوئے بہت نظر آتے ہین آبادی قدیمی شہر کی سلطنت چغتائی کے اخیر وقت تک
برابر قائم تھی پہر بسبب غارتگری سکہون اور صدمے قحط کے جو سمت ۱۸۴۰ بکرماجیتی مین وقوع مین آیا تہا یہہ شہر بالکل
اجڑ گیا اور چودہ پندرہ برس تک اجڑا ہوا پڑا رہا اور لوگ مکانات کو گرا کر لکڑیان اسکی اٹھا لے گئے سولہ برس کے
بعد یعنی سمت ۱۸۵۶ مین جارج طامس صاحب نے اسکو از سر نو آباد کیا اور لوگ آ آ کر پہلے قلعہ کے اندر آباد ہوئے جب آبادی کی ترقی ہوئی تو قلعہ کے
باہر بہی آبادی ہونی شروع ہوئی اب مہاجن و مالدار لوگ تو قلعہ کے اندر رہتے ہین دوکاندار و پیشہ وری قصاب
وغیرہ باہر کے حصہ مین سکونت پذیر ہین اور قلعہ کی فصیل مین جو پختہ بنی ہوئی ہے چار دروازے جاری ہین اور پانچوان
دروازہ بند ہے اور شہر کے باہر سرائین و کوٹھیان بہی اچہی اچہی تعمیر ہوئی ہوئی موجود ہین یہان صاحب
کمشنر بہادر و صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر دونو تشریف رکہتے ہین حصار کے کمشنری کے متعلق تین ضلع حصار و رہتک
و سرسہ اور خاص ضلع حصار کے متعلق پانچ تحصیلین حصار و بہوانی و ہانسی و بروالہ و فتح آباد ہین اور کل ضلع
کی خانہ شماری اوناسی ہزار آٹہہ سو چہیالیس مردم شماری تین لاکہہ چوالیس ہزار آٹہہ سو آٹہہ اسمین سے مرد
دو لاکہہ اکیسو اونہتر اور عورتین ایک لاکہہ چوالیس ہزار چہہ سو انتالیس مین پہلے جب یہہ ضلع ممالک مغربی
شمالی کے متعلق تہا تو اوس وقت یہان کی کمشنری دہلی مین تہی بعد غدر ۱۸۵۷ع کے یہہ ضلع ماتحت پریزیڈنسی پنجاب کے
ہوا اور محکمہ کمشنری یہان علیحدہ مقرر ہوکر چار ضلع حصار و جہجر و رہتک و سرسہ اسکے متعلق ہوئے بعد چندے
جہجر کا ضلع تخفیف مین آگیا اور تین ضلع باقی رہ گئے اور لوہارو و دوجانہ کے رئیس خود مختار مین اسی کمشنری
کے ماتحت ہوئے ۱۸۵۷ء کے غدر کے وقت یہان بہی مفسدون سے بڑی خرابی وقوع مین آئی اوسوقت
ایک پلٹن ہالبنیہ اور ایک حصہ پلٹن ہندوستانی سوار دہلی کی نمبر ۱۴ یہان بمقام تہی اور انہین مین سے ایک
کمپنی خزانہ پر اور ایک رسالہ کمسریٹ مین کام کرتا تہا اور ایک رسالہ نواب بہادر جنگ خان دادری والے
کا صاحب کلکٹر کے اردلی مین تہا دہلی کا غوغا سنکر صاحب کلکٹر نے سرکاری خزانے کو شہر کے اندر قلعہ مین منگا لیا
اور دادری کے رئیس کا رسالہ بہی شہر مین بلا لیا اور کمسریٹ ملازم بہی نوکر رکہے اور ہریٹ کے چپراسیون کو
شہر کے دروازون پر مامور کر دیا چونکہ سپرنٹنڈنٹ صاحب کو ان افسرون کو اپنے فوج کی وفاداری کا بہروسا تہا
اسلئے اونکے تدارک کے واسطے کچہہ بندوبست نہ کی آخر ۲۹ مئی ۱۸۵۷ع بروز جمعہ کے دن گیارہ بجے کے وقت
پلٹن اور حصہ پلٹن ہانسی مفسد ہو گئی بنگلون مین انہون نے آگ لگا دی صاحب کلکٹر و افسرون کو جو اوس وقت
کچہری مین تہے وہان سے بہاگ نکلے اور باقی سب صاحبان کو انہون نے مار ڈالا دو بجے کے وقت ان

مفسدون مین سے ایک سوار حصار مین آیا اُسکے آتے ہی حصار کی کمپنی و رسالہ بھی بگڑ گیا پہلے اُنھون نے جیٹن کو
مارکر خزانہ اپنے قبضہ مین کر لیا پھر جیلخانہ کے قیدی چھوڑ دیئے پھر صاحب کلکٹر کو قتل کیا دادری سکے رسالے نے بھی
باغی ہوکر کوٹھیون کو آگ لگادی سرکاری دفتر کو جلا یا کل عیسائیون کے بیمون و بچون کو ذبح کر ڈالا شہزادہ محمد عظیم
اسسٹنٹ پرمٹ سرگروہ باغیون کا بنا اور سرسہ کی کمپنی و رسالہ بھی جو ہانسی کے فوج مین تھا وہ بھی باغی ہوگئے اور
وہانکا خزانہ لوٹ کر فتح آباد آئے اور یہانسے دہلی کو چلے گئے غرض اسطرح کا ہنگامہ خودسری و خودمختاری کا
چند سے حصار مین گرم رہا جب یہہ خبر لاہور پہونچی تو لاہور سے فوج راجہ جواہر سنگھ و دیگر ملازمان جدید کی بافسری
کورٹ لنڈ صاحب ڈپٹی کمشنر فیروزپور کی ہریانہ کے ملک کو روانہ کی گئی جب خبر آمد آمد فوج انگریزی کی حصار مین
ہوئی سب مفسد دب گئے ۱۹- جون کو صاحب موصوف بمقام خیرو علاقہ سرسہ کے پہونچے اور قوم پچادہ دھینسوان سے
مقابلہ ہوا جسمین بہت سے مفسد مارے گئے ۲۰- جون کو صاحب سرسہ کے مقام پر آئے وہان سے صاحب ممدوح
نے کپتان ہیرتین صاحب کو براہ قصبہ بہادرہ معہ فوج راجہ بیکانیر کے روانہ حصار کیا اور اُنکے حصار مین پہونچنے سے
امن و امان ہوگیا سوائے رنگھڑ لوگون کے اور کوئی مفسد نرہا ۳۱- جولائی کو جمال پور کے رنگھڑون نے ہانسی پر حملہ
کیا مگر عندالمقابلہ بھاگ نکلے دوسرے مرتبہ رنگھڑون نے حصار پر یورش کی اور عندالمقابلہ چارسو آدمی اُنکے کھیت
رہے دوسری ستمبر ۱۸۵۷ء کو شہزادہ محمد عظیم مفسد نے رنگھڑون کے اجتماع کے ساتھہ تحصیل توشام پر حملہ کیا
اور سند لعل تحصیلدار و پیارے لعل تہانہ دار و خزان سنگھ قانونگو کو جان سے مار دیا آخر میرتین صاحب اُنکی
سرکوبی کے واسطے جا پہونچے اور اُنکو ہتہ تیغ کرکے گانو اُنکے جلا دیئے اور قصبہ جمال پور کو جلاکر خاکستر کر دیا پھر
صاحب ممدوح جابجا پھر رہا ہین دورہ کرکر مفسدون کو سزا دی اور بند و بست کامل ہوگیا اور بعد مفسدون کو بعد تحقیقات
سزا ہانسی کی ملی اور خیرخواہون کو انعام حاصل ہوئی شہر حصار کے گرد نواح مین قدیمی مقبرے بزرگان اہل اسلام
اور مسجدین بہت ہین بہت سے مقبرے اور مسجدین اونمین سے سکھون نے براہ تعصب گرادی ہتین اور جو باقی ہین
اونمین سے چند مکانات کا حال تحریر کیا جاتا ہے **چہل حافظ کا مکان** بعہد محمد شاہ بن غیاث الدین
تغلق بادشاہ دہلی اکتالیس شخص حافظ کلام اللہ اس جنگل مین رہکر عبادت کیا کرتے تھے اور اُنمین سے ایک حافظ
بہلول نام جنکو اب دانا شیر بہلول کہتے ہین مرد خدا پرست و ولی اللہ تھے کہ جنکی بشارت سے سلطان فیروزشاہ بادشاہ نے
سلطنت پر کامیاب ہوکر شہر حصار آباد کیا اُن حافظون کے مقبرہ حصار سے شمال کے سمت کو ایک کوس کے فاصلہ پر
ہین مگر دانا شیر بہلول کی مزار جانب شرق ہانسی کے راستہ پر واقع ہے یہہ فقیر سالک و مست تھے اُنکی قبر پر ایک چوکانی
گنبد بنا ہوا ہے اور متصل اوسکے ایک مسجد خوش قطع بنی ہوئی ہے اصل مین نام اُنکا شیخ عبدالرزاق المشہور بہ شیخ
بہلول تھا اور ارادت اُنکی بخدمت حضرت شاہ محمد گیلانی قادری کے تھی جنکی وفات نوسو بانوے ہجری مین

وقوع مین آئی اور شیخ بہلول حصاری ایکہزار گیارہ مین فوت ہوئے اور روضہ حضرت کا بہی اُسی زمانہ مین بنا مگر
مسجد روضہ کے پاس کی ایکہزار ایکسو چہہ مین کسی شخص عبد النبی نے تعمیر کی کہ نام بانی و سال تعمیر مسجد کے محراب پر
لکہی ہے **مقبرہ شاہ جنید حصاری** یہہ مکان قلعہ سے باہر جانب ناگوری دروازہ شہر سے متصل
کچہری کے سڑک پر واقع ہے حضرت کی قبر پر ایک چہوٹا سا گنبد چار ستون کا سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے گنبد کے اندر دو
قبرین ایک خود حضرت جنید کی اور دوسری اونکے بیٹے کی ہے یہہ شاہ جنید حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر چشتی
کے اولاد مین سے ہین فیض چشتیہ سلسلہ کا اونکی موروثی نعمت ہے اوسکے سواے قادریہ خاندان مین سے انہون نے
بڑے فواید حاصل کئے تہے اونکی قبر سے بائین طرف اونکے اُستاد کی مزار ہے جسپر بخط عربی تاریخ بنا روضہ کی
ماہ ربیع الاول سنہ ۹۲۷ ہجری لکہی ہے اور شاہ جنید کے روضہ پر یہہ عبارت بخط عربی کندہ ہے بسم اللہ الرحمن
الرحیم العزۃ من بتصر فی العقدہ سنہ احدی وثلثین وتسع مائتہ بابنہ جنید بن جنید بن محمود سنہ ۹۳۱ ہجری اگرچہ
ان مقبرون پر تاریخ بنا نوسو ستائیس و نوسو اکتیس تحریر ہین صاف واضح ہوتا ہے کہ یہہ دونو روضہ اِن کی وفات
سے بعد بنے ہین کیونکہ تاریخ وفات شاہ جنید حصاری کی کتب تواریخ سے نوسو ثابت ہوتی ہے اور یہہ روضہ
اکتیس سال بعد وفات اونکی تعمیر ہوا **جامع مسجد** شہر حصار کے اندر یہہ مسجد تحصیل کی کچہری کے متصل
واقع ہے عمارت اسکی سنگین نہایت مستحکم بنی ہوئی ہے اُسکے پتہرون مین سنگ فیروزہ بطور گلکاری جا بجا نصب
ہوا ہوا ہے جس سے نہایت زیبائش معلوم ہوتی ہے اور کتبہ بخط عربی جو اُس مسجد پر لکہا ہے اوسمین بانی
کا نام ہمایون بادشاہ اور سنہ ۹۳۳ لکہا ہوا ہے مگر واضح ہو کہ ہمایون شاہ بعد بابر کے نوسو سینتیس مین تخت نشین
دہلی ہوا تہا شاید اُسنے یہہ مسجد بایام شاہزادگی تعمیر کرائی ہوگی **فیروز شاہ کی لاٹہہ** حصار کے قلعہ کے
اندر ایک پُرانی مسجد فیروز شاہ کے وقت کی بنی ہوئی تہی اوس مسجد کے صحن مین ایک سرخ پتہر کا مینار بنا ہوا
جسکا طول تخمیناً اکتیس فٹ تہا اور مینار کی موٹائی آٹہہ فٹ ہے یہہ مینار بہی اسی قسم کا مینار ہے جیسکہ فیروز شاہ تغلق نے
شہر دہلی و اله آباد مین اپنی یادگار بنوائے ہین اسپر بہی کتبہ بخط عربی پتہرون مین کندہ تہا مگر جن دنون مین کہ
سکہون نے حصار کو لوٹا تہا ازراہ تعصب بہی اس مینار کے گرد گرد انہون نے لکڑیون کا انبار لگا کر آگ لگا دی اس
نیت سے کہ یہہ منہدم ہوجائے اُس آگ سے اسکا اور تو کچہہ نقصان نہوا صرف یہہ کہ ایک ایک دو دو انگشت اوپر
سے پتہر جلکر جہلگئے اور تڑک گئے اور کتبہ زایل ہوگیا **مسجد بیرون دہلی دروازہ** یہہ مسجد بہی ہمایون
بادشاہ کی بنوائی ہوئی نواب ... کے محلے مین ہے جسکا کتبہ بخط عربی ہے اور اوسمین نام نامی ہمایون بادشاہ
اور سنہ ۹۳۸ ہجری لکہا ہے **گوجری محل** یہہ مکان قلعہ سے باہر بجانب گوشہ غرب شمال واقع ہے کسی زمانہ مین
یہہ مکان بہی بڑا عالیشان تعمیر ہوا ہوگا اوپر اسکے حجرے و بنگلے بالاخانہ اور نیچے تہہ خانے سنگین مضبوط بنے ہوئے

اور مشہور ہے کہ فیروز شاہ نے یہہ محل ایک عورت گوجری کے واسطے کہ وہ اُسکی محبوبہ تھی بنوایا تھا اور قلعہ کے شہر
سے راستہ زمانہ آمد و رفت کا بالا بالا اس محل تک بنا ہوا تھا اگرچہ اب درمیانی عمارتین بسبب انقلاب زمانہ کے منہدم ہوگئی ہین
مگر نشان الصاق و الحاق کے اب تک موجود ہین **مقبرہ محمد اسماعیل** یہہ مقبرہ بھی ایک عالیشان بنا ہوا
شہر کے باہر غرب کی طرف نہر کی موجود ہے یہہ شخص اس زمانہ مین اچھا فقیر ہوگذرا ہے اور مقبرہ اُسکے بیٹے معزالدین
نے کہ اب بھی زندہ ہے تعمیر کرایا ہے اور سنہ ایکہزار دو سو بہتر مین محمد اسماعیل نے وفات پائی اور اس مقام مین
مدفون ہوا **گرجا گھر** یہہ گرجا عبادت گاہ عیسائیون کی حصار مین نہایت خوبصورت و مضبوط مکان بنا ہوا ہے
ماہ دسمبر ۱۸۶۰ء مین اسکی بنیاد رکھی گئی اور جنوری ۱۸۶۲ء کو بصرف چار ہزار ایکسو اونتیس روپیہ کے عمارت
اسکی باختتام پہونچی اسکے محاذ مین ایک مینار سنگ سرخ کا اون انگریزون کے یادگار کے واسطے بنایا گیا ہے
جو ۱۸۵۷ء کے غدر مین ہندون کے ہاتھ سے مقتول ہوئے تھے سابق سرکار انگریزی نے یہان ایک ذخیرہ سانڈ
گھوڑونکا واسطے ترقی نسل گھوڑونکے رکھا ہوا تھا ۱۸۴۲ء مین وہ محکمہ برخاست ہوگیا پھر حسب الحکم سرکار کے
یہان بیلونکا ذخیرہ مقرر ہوا چند سال کے بعد وہ بھی برخاست ہوگیا اکبر بادشاہ کے وقت یہان دو قلعے تھے ایک اسکی
دوسرا ہانسی اور صوبہ حصار کا دہلی سے علیحدہ مقرر تھا اور آمدنی کل صوبہ کی تیرہ لاکھ چوہتر ہزار بائیس روپیہ تھی فوج سوار
و پیادہ بھی صوبہ کے پاس موجود رہتی تھی جسکے علاقہ کو اب قسمت حصار کا علاقہ تصور کرلینا چاہیے مگر اسمین ہانسی کا
ملک زیادہ تر شامل تھا اب کل جمع ضلع حصار کی پہلی بندوبست مین چار لاکھ دس ہزار دو سو تھے سوائے توفیرات
آمدنی سوائے پرمٹ و چونگی و [illegible] وغیرہ کے ہے جسکی تفصیل لکھنے مین طوالت ہوتی ہے **شہر ہانسی**
یہہ شہر حصار سے جانب شرق فاصلہ تیرہ کوس اور دہلی سے بسمت شمال مغرب اسی میل کے فاصلہ پر دہلی کی سڑک
اور نہر فیروز شاہی کے کنارے پر آباد ہے دو ہزار نو سو گھر اسمین آباد ہین اور دس ہزار ایکسو اکتیس آدمی کی مردم شماری
ہے وجہ تسمیہ اس شہر کی باسم ہانسی کسکو معلوم نہین بعضون کا قول کہ راجہ انگپال تنور نے اسکو آباد کیا تھا اور بعض
کہتے ہین کہ اسے [illegible] کی یہہ آبادی ہے اور بعض ذکر کرتے ہین کہ آسا ناتھ بانی کے رہنے والے کے نام پر [illegible]
ہوکر ہانسی نام مشہور ہوگیا تھا اور ایک مشہور تقریر یہہ ہے کہ چوہان راجپوتون کی سلطنت مین ایک راجہ کی لڑکی [illegible]
[illegible] تھی جب وہ بیمار ہوئی تو تبدیل آب و ہوا کے واسطے یہان بھیجی گئی یہان آنے سے اسکے مرض مین افاقہ ہوا اور
[illegible] ہنسی کی خبر سنکر دہلی سے راجہ بھی یہان آیا اور لڑکی کے ہنسنے کو مبارک سمجھکر اوسنے یہہ شہر آباد کرکے ہانسی
نام رکھا [illegible] مشہور ہے یہہ قلعہ بھی اسی کی بنیاد رکھی ہوئی ہے اور قلعہ کے نیچے جانب [illegible] ہانسی لڑکی
کے نام [illegible] ایک تالاب کا نام اب تک ہانسی تالاب مشہور ہے [illegible]
[illegible] مسلمان بادشاہون سے پہلے سلطان محمود غزنوی کے بیٹے [illegible] نے اسپر حملہ کیا اور

ہندو راجون نے جو اس قلعہ کو نہایت مستحکم تصور کر کر دور دور سے اپنا مال و اموال و خزانہ لا رکہا تہا وہ سب
گنج بے محنت و رنج مسعود نے لے لیا علاوہ اسکے موجب جمع کرنے خزاین کا اس مقام پر یہہ تہا کہ برہمنون نے راجون کو
جوتش کے بموجب یہہ خبر دی تہی کہ مسلمانون کا قبضہ ہانسی کے قلعہ پر کبہی نہین ہو گا اونکے قول کو راجون نے سچا جانکر
سب مال و خزانہ اپنا یہان جمع کر دیا مگر مسعود نے چہہ دن کے عرصہ مین اسکو فتح کیا اور مسلمانی فوج دیوارون پر
سیڑہیان لگا کر دیوار پر چڑہ گئے دوسرا حملہ امیر سلطان شہاب الدین غوری کا ہوا اور راے پتہورا کے ساتھ سنگین
یہان سخت لڑائی ہوئی اوس روز سے یہہ شہر مسلمانی قبضہ مین آگیا سمت [illegible] بکرماجیتی کے قحط مین سکہون کی غارتگری
کے بعد یہہ شہر بالکل اجڑ گیا اور چودہ پندرہ برس تک برابر اجڑا رہا پہر مرہٹون کی عملداری مین جارج طامس صاحب نے
دوبارا اسکو آباد کیا چارون طرف کے پختہ فصیل بنوا کر چہہ دروازے رکہے اور اسکو اپنا دار الریاست مقرر کیا آبادی
اس شہر کی جنوباً شمالاً طول مین زیادہ ہے اور عرض بہت کم ہے سرکار انگریزی کے عملداری مین رجمنٹ اول کی
چہاونی اس مقام پر مقرر ہوئی اور غدر کے سال تک قائم رہی، شہر سے بجانب شرق بفاصلہ ایک کوس جمنا کی نہر
جاری ہے جہان سے نہر کے دو شاخین ہو کر ایک شاخ جنوب اور دوسری شاخ شمال رویہ گہوم کر آتی ہے پہر وہ
دونون شاخین نیچے جا ملتے ہین اور شہر کا نواح اس نہر کے سبب سے بہت پر فضا و خوشنما معلوم ہوتا ہے قلعہ یہان کا ٹیلہ
کے پہراوے نہایت سنگین اور مضبوط اور اونچا بنا ہوا تہا سابق مین اسکی مرمت ہمیشہ ہوتی رہتی تہی اور قلعہ کے
اندر بہی اچہے اچہے مکانات بنے ہوئے تہے اب چودہ پندرہ برس سے قلعہ بالکل بے مرمت ہو گیا اور عمارات و
اراضی بہی قلعہ کی نیلام ہو گئی اور جو مکانات نیلام سے بچے وہ مسمار کرائے گئے غرض اب قلعہ مین کوئی عمارت
نہین ہے **حال قطب صاحب** قطب جمال الدین ہانسوی اس شہر ہانسی مین بڑی بزرگ ہو گذرے ہین
حال انکا یہہ ہے کہ جب سلطان شہاب الدین غوری ہندوستان مین آیا تب اسکے ہمراہ شیخ جمال الدین سلطان مظفر
کا پوتا بہی یہان آیا بعد فتح قلعہ ہانسی کے وہ یہان ہی رہگیا اول اول کار تدریس و تعلیم و فتوی وہین مین مصروف
رہا پہر اس کام کو چہوڑ کر خواجہ فرید الدین گنج شکر اجودہنی چشتی کے خدمت مین حاضر ہوا اور پیر روشن ضمیر
کے توجہ سے ولایت کے مرتبے اعلی مراتب پر پہونچا ۱۲ شعبان ۶۵۹ھ ہجری مین شیخ جمال الدین فوت ہو کر یہان
دفن ہوا اوسکے بعد برہان الدین صاحبزادہ اسکا اوسکے بعد منور الدین اور اسکے بعد نور الدین قطب پشت بہ پشت چلے آتے رہے ان
چارون حضرات کو لوگ چار قطب کہتے ہین روضہ انکا بہت بڑا بنا ہوا ہے اور اسکے باہر کی طرف کرنیل سکنر
صاحب عبد الصمد خان نے نشیب و جانب دالان پختہ اور بلند تعمیر کرائی تہی اور عقب مین ایک مسجد بہت اچہی بنی ہوئی
ہے مسجد کے صحن مین حوض ہے آگے فوارہ جاری رہتا ہے ہر سال ۱۲ ماہ شعبان کو یہان میلہ ہوتا ہے اور دور دور
[illegible] رہتا ہے ان چارون قطبون کی اولاد ہانسی مین پیرزادے مشہور ہین اور انہین مین سے ایک شخص گدی نشین

ہوتا ہے چنانچہ اب دیوان قلندر بخش سجادہ نشین مزار گوہر بار ہین **خانقاہ شیخ نعمت اللہ ولی**
یہہ حضرت بڑے بزرگ و شہید ہین جنکی بزرگی کا تمام علاقہ قائل ہے یہہ بہی ہمراہ سلطان شہاب الدین غوری کے
آئے تہے اور راے پتہورا کے لڑائی مین قلعہ ہانسی پر مارے گئے جنکی قبر قلعہ کے اندر جانب شمال موجود ہے یہہ
حضرت رشتہ مین بہی قطب جمال الدین کے ماموں تہے اونکے مزار پر جو ایک کتبہ بخط عربی لکہا ہے اسمین سال بنا
۵۹۳ ہجری لکہا ہوا ہے اور ایک مسجد بہت وسیع و بلند جو آگے اُس مزار کے بنی ہوئی ہے اوسکے دروازہ
ہمراہ کتبہ عربی کے ۵۹۰ ہجری لکہا ہے اس لڑائی مین اور بہت مسلمان شہید ہوئے تہے اُنکا مکان [illegible] سے باہر علیحدہ
بنا ہوا ہے جسکو گنج شہیدان کہتے ہین ـ شہر ہانسی پرگنہ کا صدر مقام ہے یہان تحصیلدار ماتحت صاحب بہادر
ضلع حصار کام کرتا ہے خانہ شماری اس کل پرگنہ کی اکیس ہزار دو سو تریسٹہ اور مردم شماری اکیاون ہزار چہہ سو
اکتیس مرد اور چہتیس ہزار آٹہہ سو دو عورتین کل تعداد اٹہاسی ہزار چار سو تینتیس ہین کل جمع اس پرگنہ کی ایک
لاکہہ چہتیس ہزار تین سو چالیس ہے **شہر بہوانی** حصار کے ضلع مین یہہ شہر بڑی منڈی اور پیٹہہ کی جگہہ
ہے مگر عملداری سرکار سے پہلے یہہ چہوٹا سا گانو تہا اب بہت بڑی آبادی کا شہر ہوگیا ہے اس گانو کو اول [illegible]
ایک جوت نے بنام بہوانی آباد کرکے بہوانی نام رکہا یہہ شہر علاقہ باگڑ یعنی بیکانیر و جیسلمیر و جیپور کا
ایک دروازہ سمجہا جاتا ہے یہان [illegible] بہت آباد اور تجارت کا گرم بازار رہتا ہے بڑی بڑی نامی ساہوکارون اور
دوکانداروں کے اسمین دوکانین ہین اول مسٹر فریزر صاحب نے اسجگہہ منڈی مقرر کی اور محصول معاف کردیا
جسکے باعث سے [illegible] کی منڈی خود بخود موقوف ہوکر سب ساہوکار لوگ یہان چلے آئے اُس دن سے روز بروز
ترقی آبادی کی ہوتی گئی اور لاکہون روپیون کا بیوپار ہونے لگا یہان کے ساہوکارون کے گماشتے دور دور تک
پہیلے ہوئے ہین مگر آبادی یہان کی کچہہ خوش قطع و وضعدار نہین ہے کیونکہ جیسا کہ ابتدا مین لوگ یہان آکر گہر
مکانات بنوا کر آباد ہوتے گئے اسوقت چار بڑے بازار اس شہر مین ہین لوہہ بازار [illegible] چوپال بازار [illegible] بازار
نیا بازار اس شہر مین ہندو بکثرت اور مسلمان کم رہتے ہین اور ہر ایک گلی کوچون مین ہندوون کے مندر
بنے ہوئے ہین چنانچہ کل شہر مین مندرون کی تعداد قریب اسّی کے پہونچ گئی ہے انہین سے ایک مندر [illegible]
[illegible] نامی ہے جہان شنکل کے دن ہر ہفتہ مین میلہ ہوتا ہے گرد و نواح اس شہر کا کچہہ ایسا نہین ہے کیونکہ غرب اور
جنوب کی طرف اسکے اونچے اونچے ریگ کے ٹیلے اور مشرق و شمال کے طرف اگرچہ ہموار زمین ہے مگر باغیچہ کوئی نہین
زیادہ تر تجارت اس شہر مین نمک و [illegible] کی ہے یعنی سانبہر کا نمک اس شہر کے معرفت تمام ہندوستان [illegible] حصہ مین جاتا ہے اور
شیرینی ہر ایک قسم کی شہر کے معرفت باگڑ کے ملک مین جاتی ہے وزن ہر ایک قسم کے مال کا جو ہر سال [illegible]
[illegible] ہزار آٹہہ سو تیس [illegible] اور قیمت مال ہر ایک قسم کے جو ہر سال تجارت مین صرف ہوتا ہے [illegible]

اس شہر مین فی زماننا نو ہزار گہرون کی آبادی اور تیس ہزار کے قریب مردم شماری ہے مگر تجار لوگون کی شہر مین روزمرہ آٹھہ دس ہزار آدمی سے کم نہوتی ہوگی اس باعث سے یہہ شہر بہت پر رونق معلوم ہوتا ہے یہہ شہر پرگنہ کا صدر مقام ہے تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع حصار یہان رہتا ہے کل پرگنہ کے سترہ ہزار نو سو اکتالیس خانہ شماری اور ایکلاکہہ سات سو انتیس کی مردم شماری اور ساٹھہ ہزار چار سو اٹھہتر کی مالگذاری ہے **قصبہ توشام** یہہ قصبہ حصار سے جنوب کیطرف اٹھارہ کوس کے فاصلہ پر آباد ہے اسمین تین سو اونچاس گہرون کی خانہ شماری اور ایکہزار پانسو اکتالیس کی مردم شماری ہے اول میہی ترسم خان افغان فیروزشاہ کے ملازم نے اس قصبہ کو آباد کیا اور اپنے نام پر اسنے اسکا نام ترسام رکہا اب غلط العام توشام مشہور ہے اسکی آبادی سے ملاہوا غرب کیطرف ایک پہاڑ ہے پون کوس تک اونچا ہے اور ایک کوس تک اسکا دور ہے اس پہاڑ پر چڑہ کر تیس تیس کوس تک برابر نظر جاتی ہے پہاڑ کے وسط مین ایک پانی کا کنٹ یعنی تالاب ہے اور وہان تک پہونچنے کے واسطے پتہر کی سیڑیان بنی ہوئی ہین ہندو لوگ اسکو پنچ تیرتہی کہتے ہین اور ماہ کاتک بساکہہ مین وہان بڑا میلہ ہوتا ہے اور دور سے لوگ نہانے کو آتے ہین اس قصبہ سے شمال کیطرف ایک چہوٹی سی پہاڑی ہے جسپر ایک بارہ دری بعمارت سنگین راجہ پتہورا کی بنوائی ہوئی موجود ہے **قصبہ اگروہہ** یہہ چہوٹا سا قصبہ حصار سے نو کوس کے فاصلہ پر غرب کی طرف سرسہ کی سڑک پر آباد ہے اسوقت اکیسو بیالیس گہرون کی آبادی اور سات سو چھتیس آدمی کی مردم شماری ہے مگر کسی زمانہ مین یہہ بڑا نامی شہر تہا اور مشہور ہے کہ جسکوئی اس شہر کے رہنے والون مہاجنون سے نادار ہوجاتا تہا تو ایک ایک گہر سے ایک ایک ٹکہ جمع کرنے سے ایک لاکہہ روپیہ اوسکے واسطے بنجاتا تہا مگر بہت مدتون سے یہہ شہر ویران پڑا ہے اور یہان کے بنیئے اگروال ادہر ادہر دور دور تک چلے گئے ہین اور اسکے کہنڈرات حال کی آبادی سے پاو کوس پر ہین دیوان نانومل ملازم مہاراجہ پٹیالہ نے اون کہنڈرات کے ٹیلے پر ایک قلعہ بنایا تہا جسکے نشان اب تک موجود ہین اور اگروال بنیون کے سیٹہون کے مکان بہی وہان موجود ہین کہ جہان پر وہ اپنے لڑکون کو لیجا کر رسومات ادا کرتے ہین **فتح آباد** یہہ قصبہ فیروزشاہ کے عہد مین فتح خان اسکے بیٹے کے نام پر آباد ہوا اور ایک قلعہ بہی پختہ بنایا گیا اور اسی عہد شہزادگان محمد خان و ظفر خان و رضا خان کے نام سے بہی تین قلعہ اور بنائے گئے تہے کہ جہان پر اب تین گانو محمد پور سوتر ظفر آباد و رضا آباد آباد ہین مگر وہ تینون قلعہ مسمار ہو گئے ہین البتہ کہنڈرات اونکے موجود ہین یہہ قصبہ حصار سے بائیس کوس غرب کیطرف سرسہ کی سڑک پر آباد ہے آبادی کے چارون طرف پرانے وقت کے پختہ فصیل بنی ہوئی ہے اور چہہ دروازے ہین مدت گذری کہ یہہ شہر کئی مرتبہ ویران ہوچکا سنہ ۱۸۳۲ع مین نواب میر [illegible] خان نے قلعہ کو درست کرایا اور دوبارہ آباد کیا اور پہر چالیسی قحط مین یہہ شہر [illegible]

اسکی آبادی کا فصیل کے اندر ہے جسکا نام جوکہنڈی مشہور ہے اوسمین صرف مہاجن و مالدار لوگ آباد ہین اور بازار چوپڑ کے شکل کا بنا ہوا ہے تہانہ سرکاری بہی اسکے اندر ہے فصیل کے باہر زمینداروں و پٹھانون کی آبادی ہے کل آبادی اسکی نوسو گہر اور دو ہزار آٹھ سو اکیانوین کی مردم شماری ہے **قصبہ بروالہ** حصار کے ضلع مین یہہ ایک قدیمی آبادی کا مکان ہے اول راجہ بل نے اسکو آباد کرکے بلوالہ نام رکہا اب بسبب کثرت استعمال بلوالہ کے جگہہ بروالہ مشہور ہوگیا اسکے قریب ایک اور آبادی تہی جسکا نام دارالشکوہ تہا کہ جسمین قوم مہاجن و برہمن وغیرہ لوگ آباد تہے مگر انقلاب عملداریون کے باعث سے کئی دفعہ یہہ ویران ہوگیا اور قوم شیخ سالار یہان کے مالک ہوا کرتے تہے من بعد سلطان شہاب الدین غوری کے عہد مین سید نعمت اللہ ولی اور میر حسین دو نو حقیقی بہائی لشکر کے ساتہہ آئے نعمت اللہ تو لڑائی مین شہید ہوئے اور ہانسی کے قلعہ مین دفنائے گئے اور میر حسین کے اولاد ونواسے بروالہ مین آکر بسے رفتہ رفتہ وہی مالک اس گانوکے ہوگئے اس قصبہ کی آبادی ایک اونچی و قدیمی ٹیلہ پر اب مختصر بنی ہے جسمین پانسو گہر اور دو ہزار تین سو سات آدمی رہتے ہین اور تحصیلدار حاکم پرگنہ اسمین کچہری کرتا ہے کل پرگنہ مین اسکے گیارہ ہزار دو سو چہتر کے خانہ شماری اور چہیالیس ہزار پانسو دو کی مردم شماری ہے اور چہین ہزار چار سو اکتیس کی مالگذاری سال بسال ادا ہوتی ہے **سرسہ** یہہ ایک انگریزی ضلع بٹہیانہ کے سرزمین مین اوس سڑک پر جو ہانسی سے بٹہنیر کو جاتی ہے اور ہیانہ سے ساٹہہ میل بسمت جنوب مغرب و دہلی سے ڈیڑہ سو میل دکہن کی طرف واقع ہے اسمین صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر حاکم ضلع رہتا ہے اور تین تحصیلین ایک خاص سرسہ اور دوسری تحصیل فاضلکا تیسری تحصیل ڈبوالی اس ضلع کے متعلق ہین چونکہ اس علاقہ مین قدیم کے رہنے والے بہٹی راجپوت ہین اسلئے یہہ علاقہ بٹہیانہ کہلاتا ہے اور بہٹیون کی نسل جادو بنسی خاندان مین سے ہے کہ وہ ہی چندر بنسی کہلاتے ہین اول اول کسی زمانہ مین دو شخص متہرا سے اوٹہہ کر اس ریگستان کے ملک مین آئے ایک کا نام بہٹی اور دوسرے کا نام سہجا تہا سہجا کی دختری نسل سے تو فرقہ جو یہ راجپوت ہین جو سرسہ کے چند دیہات پر بطور ملکیت قابض ہین اور بہٹی کی نسل سے چند پشت کے بعد راجہ رسالو پیدا ہوا اوسکے دو بیٹے تہے ایک دوسل دوسرا جیسل جیسل نے تو شہر جیسلمیر اپنے نام سے آباد کیا اور قلعہ بنایا جسکی اولاد اب تک جیسلمیر کی ریاست پر قابض ہے اور دوسل اسی ملک مین رہا دوسل کا بیٹا جو پیدا ہوا اوسنے اکثر غیر قومون کی عورتین بہی اپنے گہر مین ڈال لین تہین اسکے اکیس بیٹے ہوئے جنکی اولاد اب مختلف اقوام سے مشہور ہین مثلاً ایک بیٹا اسکا راو کلہی تہا اوسکے اولاد کلہی راجپوت کہلاتی ہین اور ایک بیٹا سدہو ہوا جسکی اولاد سدہو جاٹ ہین اور سدہو کی اولاد مین سے ایک شخص برار نامی پیدا ہوا جسکی نسل برار جاٹ ہین جو نابہہ و پٹیالہ وغیرہ دیہات پر قابض ہین اور رئیسان پٹیالہ و نابہہ و جیند بہی اسی برار کی اولاد مین سے ہین [illegible] اسی مین سے نکلے ہین سب سے زیادہ عجب یہ ہے کہ جو مرد کی اپنی [illegible]

سے تھے جنکے نام سے اونسے موضع ابہو ضلع سرسہ مین بسایا اور اُسکا ایک بیٹا اجل نام تہا جسکے تین بیٹے ہوئے
راجپال چہین و بہم راجپال کے اولاد مین سے وٹو راجپوت ہین کہ ضلع سرسہ کی اکثر دیہات مین اونکی وراثت ہے چہین کی
اولاد مین سے بہین راجپوتون کی نسل ہے دہین کی اولاد مین سے چند نسلون کے بعد ہیرسی نام ایک شخص بڑا اولوالعزم ہوا
جسنے ابہو سے اُٹھکر بہٹنیر کے قلعہ پر قبضہ کرلیا اور ریاست گاہ بنایا اس ہیرسی کی دو عورتین تہین لیلاوتی و رنبہاوتی
لیلاوتی کا بیٹا بہیرو تہا اور رنبہاوتی کے تین بیٹے تھے جو کمین قلیچی مگر ہیرسی کو لیلاوتی سے زیادہ محبت تہی اور
رنبہاوتی کو معہ اوسکی اولاد کے گہر سے نکال دیا ہوا تہا اور **قلعہ بہٹنیر** جسپر ہیرسی نے قبضہ کرلیا تہا زمانہ
حال مین راجہ بیکانیر کے قبضہ مین ہے اسکا بانی پہلے راجہ بہرت نیر تہا اور اُسنے یہہ شہر و قلعہ ایسے موقع پر بنایا تہا
جہان سے شہر لاہور و ملتان و اجمیر و دہلی کا فاصلہ یکسان ہے بہرت نیر کے بعد یہہ شہر مدت تک ویران رہا پہر [illegible]
ہجری مین عہد ناصر الدین محمود بن سلطان شمس الدین التمش کے شیر خان افغان نے قلعہ بہٹنیر کو از سر نو آباد کیا
اور احمد نام ایک سید کو وہانکا ناظم مقرر کیا بعد وفات سلطان غیاث الدین بلبن کے جب سلطنت مین ضعف آگیا
ہیرسی بہٹی نے قلعہ بہٹنیر پر یورش کرکے سید مذکور کو قتل کیا اور خود قابض ہوگیا پہر محمد تغلق شاہ کے بادشاہت مین
ہیرسی کے بیٹون نے جو رنبہاوتی کے شکم سے تھے اور باپ سے انکی عداوت تہی سید احمد کے بیٹون کو آمادہ کرکے اون سے
دہلی مین فریاد کرائی اور فوج شاہی ہیرسی کے سزا دہی کے واسطے مامور ہوئی جب فوج نے قلعہ کو جاکر محاصرہ کیا
بہیرو بیٹا ہیرسی کا جو لیلاوتی کے شکم سے تہا وہ بہی اپنے باپ سے علحدہ ہوکر فوج سے مل گیا اور فوج کے حاکم
کے کہنے سے باپ کو اُسنے قتل کرادیا اور خود مسلمان بن گیا اور بعد ازان وہ اُسی قلعہ مین مامور ہوا اور فیروز شاہ
کے عہد تک بدستور قائم رہا بعد وفات اُسکے راو دولجی بیٹا اوسکا جانشین ہوا وہ امیر تیمور کے قید مین گرفتار
ہوکر [illegible] ہوا اُسکے بعد اُسکا پوتا بہیرو کا بیٹا محمد گدی پر بیٹھا مگر وہ [illegible] تہا اوسکے نالش
سلطان بہلول لودی تک پہونچی اور دہلی سے مسمی قتو دس لودی حاکم بہٹنیر کا مقرر ہوا اور اُسنے فتح خان محمد
کے بیٹے کو معطل کرکے خود انتظام [illegible] کرلیا اور بعد اسکے [illegible] ریاست بہٹیون کی ختم ہوئی پہر اکبر بادشاہ
کے عہد مین یہہ علاقہ بہٹنیر کا معہ قلعہ [illegible] راجہ بیکانیر کے جاگیر مین مل گیا اوس وقت سے وہ [illegible]
کی ریاست کے متعلق ہے پہر محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین جب نواب شہامت خان قصوریہ ناظم حصار تہا اور اُسکو
[illegible] حسن خان بہٹی نے لڑکی دیکر [illegible] اپنے نام مقرر کرالیا [illegible] نواب [illegible]
ناظم حصار [illegible] امین خان [illegible] حسن خان نے اپنی لڑکی دی [illegible] ناظم مقرر کیا
[illegible] شاہ کے [illegible] خان کا خطاب [illegible] کے [illegible] گئے [illegible] بعد
[illegible] سے جاکر دہلی چلا گیا مگر قمر الدین خان و بہادر خان [illegible] بیٹون نے صرف علاقہ سرسہ و رانیان

فتح آباد اپنا دخل رکہا اور رعایا قوم وٹو وجوئیا وبہیادہ اونکی فوج تہی جب کہین مقابلہ کو جاتے تو ڈہول بجا کر اونکو جمع
کر لیتے اور جو لوٹ کا مال حاصل ہوتا وہ اُنکو تقسیم ہوجاتا پہر قمر الدین خان وخان بہادر نے ملک بہٹیانہ کا باہم تقسیم کر لیا علاقہ
فتح آباد کا تو خان بہادر نے لیا اور سرسہ کا علاقہ قمر الدینخان کو دیا گذارہ اُنکا غارتگری اور لوٹ پر تہا جب
عملداری انگریزی شروع ہوئی تو خان بہادر نے میرزا الیاس بیگ ناظم انگریزی کے ساتھہ مقابلہ کرکے اسکو
مار ڈالا جب کانر صاحب ناظم یہان آئے تو خان بہادر فتح آباد کو چہوڑکر بہاگ گیا اور علاقہ اُسکا ضبط ہوا اور
ضابطہ خان نبیرہ خواندہ قمر الدین کا جو سرسہ مین بتقادہ حاضر ہوگیا اسلئے جاگیر اوسکی واگذار رہی پہر اُسی کے
ذریعہ سے جو خان بہادر حاضر آیا تو ایکہزار روپیہ ماہواری گذارہ اُسکا مقرر ہوا اُسکی اولاد اب تک بمقام ہجرا
رہتی ہے ۱۸۱۸ء مین ہمدانی خان تحصیلدار کے ساتھہ شفیع سجادہ کا بسازش ضابطہ خان کے دنگہ ہوگیا اسواسطے سرسہ
کا علاقہ بہی ضبط سرکار ہوکر ایکہزار دوسو روپیہ پنشن ماہواری ضابطہ خان کی مقرر ہوئی اور راینا مین رہنے کا
حکم نافذ ہوا ۱۸۵۷ء کے غدر مین جب صاحب لوگ فوج کے ہاتھہ سے قتل ہوگئے تو وہی بہیادہ زمیندار پہر نواب
بن گئے سرسہ کو اونہون نے جمع ہوکر لوٹ لیا اور حصار کے علاقہ مین بہی جابجا اونہون نے غارتگری شروع کی
بعد رفع ہوجانے مفسدہ کے منجملہ خاندان بہادر خان کے مسمیان وزیر علی وصوبہ خان وامراؤ علی کو بجرم مفسدہ
پردازی پہانسی ہوئی اور اسیطرح تین آدمی ضابطہ خان کے خاندان سے بمقام سرسہ پہانسی دئیے گئے اور انکی
پنشن بہی اونکی ضبط ہوئی ـ ضلع سرسہ کا علاقہ ناہموار وریگستان ہو آبادی کم ہے اور زمیندار یہان کے اگرچہ محنتی بہت
ہین مگر قحط کے وقت اپنے علاقہ چہوڑکر بہاگ جاتے ہین اگر ایکسال بہی بارش نہو تو آثار قحط کے نمودار ہوجاتی ہین
اور اگر زیادہ بارش ہوجاوے تو ریگ پانی مین بہہ کر زراعت برباد ہوجاتی ہے اور اگر ہوا تیز چلے تو ریگ
اُڑکر کہیت دبجاتے ہین اور زمینون کی حیثیت بدل جاتی ہے کیونکہ جہان پہلے اونچی ریت کے ٹیلے ہوتے ہین تو وہان
زمین ہموار نکل آتی ہے اور ہموار زمین کی جگہہ ٹیلے قایم ہوجاتے ہین اس سبب سے زمیندار یہان کے سقیم الحال ہین

پانی پت یہہ شہر بہت پرانا اور عمارت اسکی قدیمی ہے آبادی اسکی دہلی سے شمال کے طرف بفاصلہ [illegible]
میل اور لاہور سے گوشہ جنوب مشرق سوادہو میل اور کلکتہ سے بسمت شمال مغرب نوسو چہپن میل کے واقع
ہے چارون طرف اسکے زمین آباد وزرخیز ہے کنوؤن کے ذریعہ سے زراعتون کو پانی دیا جاتا ہے اور باغات
ودرخت بکثرت ہین شہر کے عمارت عجیب خوشنما بڑے بڑے پختہ مکانات حویلیان عالیشان بازار آباد تجارت
ہین بڑے بڑے ساہوکار یہان بستے ہین جنکا لاکہون روپیہ کا بیوپار ملکون مین جاری ہے تخت مسجد
اور مقبرون کی یہان بہت کثرت ہے بلکہ ہندوستان کے شمالی حصہ مین اور کوئی ایسا شہر پختہ وخوشنما عمارت
سوائے شہر دہلی کے نہین ہے مکانات یہان جنکے اکثر دو منزلہ سہ منزلہ بنے ہوئے ہین جنکے اوپر بالاخانے دربار [illegible]

عجیب خوشنما نظر آتے ہین ۱۸۵۳ع مین جو مردم شماری اس شہر کی ہوئی تو بائیس ہزار ایکسو بارہ آدمی اس شہر کے رہنے والے شمار مین آئے اب بہی اس شہر مین بائیس ہزار آدمی سے زیادہ رہتے ہین فصیل شہر کے پختہ اور شہر کے دونو طرف دو سرائے بہی عمارت کے بنے ہین انمین آمد رفت مسافرون اور تاجرون کی بکثرت ہوتی ہے شہر مین رئیس عزتدار شریف مسلمان و ہنود آپسمین نہایت اتفاق رکہتے ہین سرکار مین بہی انکی عزت و توقیر زیادہ ہے قدیم سے یہہ سرزمین آدم خیز مشہور ہے بڑے بڑے عالم فاضل و مشایخ اس شہر مین ہوگذرے ہین سب سے زیادہ مشہور مقبرہ حضرت شاہ شرف ابو علی قلندر کا ہے جسکی عمارت نہایت پاکیزہ و مصفا ہے اور گنبد کے آگے آٹہہ ستون کسوٹی کے پتہر کے بنے ہوئے نہایت خوشنما نظر آتے ہین شمال کے طرف گنبد کے ایک اور علیحدہ مکان ہے اسمین مبارز خان حضرت کے معشوق کی قبر ہے یہہ حضرت خاندان چشتیہ اہل بہشت مین بڑے مست و قلندر تہے ۷۲۴ ہجری مین حضرت نے وفات پائی سوائے اس مقبرہ کے روضہ عالیہ حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی و جلال الدین چشتی کا پر فیض و مشہور مکان ہے تیل کے برتن یہان اچہے بنتے ہین اور لوہے کا کام عمدہ ہوتا ہے شاہی سڑک جو ہندوستان سے پنجاب کو آتی ہے اس کے پاس کو گذرتی ہے ایک قلعہ بہی یہان مین سڑک کے اوپر بنا ہوا ہے سابق مین ضلع کی کچہری یہان ہوتی تہی اب وہ ضلع کا محکمہ کرنال مین چلا گیا ہے اور کچہری تحصیل کی یہان ہوتی ہے تحصیلدار ماتحت ضلع کرنال کے یہان کام کرتا ہے پانی پت کے پاس کے میدانون مین شاہان سلف کے بہت لڑائیان آپسمین ہوئی ہین بابر شاہ چغتائی نے جب ہند پر یورش کی اور بارہ ہزار فوج لیکر آیا تو سلطان ابراہیم لودی ایک لاکہہ فوج اور ایکہزار ہاتہی اور پانسو ضرب توپ لیکر اسکے مقابلہ کے واسطے دہلی سے نکلا اور پانی پت کے میدان مین فریقین کا آپسمین مقابلہ ہوا اگرچہ سبب اسکے کہ لودیہ دربار کے امرا بابر سے سازش کیے تہے سلطان ابراہیم مارا گیا اور چالیس ہزار فوج اسکی قتل ہوئی پہر احمد شاہ درانی اور سداشیو راؤ بہاؤ کی لڑائی بہی اسی مقام پر ہوئی اسوقت احمد شاہ کی لشکر مین چالیس ہزار افغان اور تیرہ ہزار ہندوستانی سوار اور اڑتیس ہزار ہندوستانی پیادہ فوج اور تیس ضرب توپین ہتین اور مرہٹون کی فوج کے پندرہ ہزار پیادہ و پچپن ہزار سوار اور دو سو ضرب توپ جنگی و بیشمار توپین بڑے قلعہ شکن و غبارے زنبورک و نیز ہزار ایلچی تہے مگر تہوڑی سی سخت لڑائی کے بعد مرہٹون نے شکست کہائی اور فوج کا ناک مین دم آگیا

ضلع پانی پت یا کرنال

یہہ ضلع دہلی کے قسمت مین واقع ہے اسکے شمال و مغرب مین علاقہ [illegible] شرق مین دریائے جمنا جو پار مین اضلاع مظفرنگر و میرٹہ واسکے جاری ہے جنوب مین ضلع دہلی اسکا جنوب سے شمال کو [illegible] میل عرض مین شرق سے غرب کو تیس میل کل مساحت اسکا ایکہزار دو سو [illegible] میل کا ہے زمین اسکی ہموار و زرخیز [illegible] دہلی کی نہر [illegible]

اسکو سیراب کرتی ہین طغیانی کے وقت دو روز تک اسمین پانی پہیل جاتا ہے اور جس جس زمین پر کہ پہیلہ ندی
کے نہرون کا پانی نہین پہونچتا وہ زمینین بالکل غیر آباد و ویران پڑے ہین اور ریگستان بہی اکثر مقامات پر
واقع ہے اسقدر کہ اسمین نباتات کا نام و نشان بہی نہین ہے اور شورے زمینون پر شور اسقدر چمکتا ہے
کہ دور سے وہ پانی کی جہیل دکہائی دیتی ہے آبادی اس ضلع کی جو ۱۸۵۳ع مین شمار کی گئی تو تین لاکہ [illegible] ہزار
بچاسی آدمی نکلے جسمین سے ہندو کاشتکار ایک لاکہ سٹھہ ہزار سات سو ستاون اور غیر کاشتکار اٹہاسی ہزار چون
مسلمان وغیرہ کاشتکار تینتیس ہزار دو سو اسی غیر کاشتکار بچانوین ہزار نو سو چورانوین تہے بعد ازان دوسری
مردم شماری جسکی رپورٹ ۱۸۶۶ع مین درج کتاب رپورٹ مجموعی کی ہوئی تو اسمین کل مردم شماری ضلع کرنال
کی چار لاکہ بہتر ہزار چار سو بچاسی تحریر ہوئے پہلی مردم شماری کے بموجب اس ضلع کی اوسط فی میل مربع دو سو اکیس
آدمی ہوتے ہین ضلع پانی پت کرنال مین ہندو بہت اور مسلمان کم ہین اور جن جن گانو مین اکہزار آدمی تک
آباد ہین وہ شمار مین تین سو چہیاسٹہ اور جن مین اکہزار سے زیادہ اور پانچہزار سے کم ہین وہ ایکسو انتیس
اور جنمین پانچہزار سے زیادہ دس ہزار سے کم ہین وہ ایک بستی ہے اور جسمین دس ہزار تک آدمی ہین وہ
دو قصبے ہین کل میزان جنکی چار سو اٹہاسی ہے مگر چہوٹے چہوٹے گانو اسمین شمار نہین ہوئی سرکار انگریزی سے
پہلے یہہ علاقہ مرہٹون کے قبضہ مین تہا ۱۸۰۳ع مین بعد طے ہونے معاملات مرہٹہ کے انگریزی قبضہ مین آگیا

کرنال یہہ ایک قدیمی شہر اوس سڑک پر جو دہلی سے لودہیانہ کو آتی ہے دہلی سے اٹہتر میل سمت شمال اور
نہر فیروز شاہی سے پندرہ میل اور پانی پت سے چودہ کوس لاہور سے بفاصلہ دو سو اکیس میل نہر کے کنارے
دہلی کی نہر کے آباد ہے اسکے گرد پختہ شہر پناہ قدیمی بنا ہوا ہے مگر اب بہت مقامات سے گر گیا ہے شمال کیطرف
اس شہر کے ایک مسجد پختہ عالیشان مینار دار بنی ہوئی ہے سابق یہہ شہر بہت میلا و خراب تہا اب جب سے ضلع
پانی پت کا یہان آگیا ہے اوس روز سے صفائی ہوتی ہے پاس ہی شہر کے شمال کیطرف چہاونی انگریزی فوج
کی بنی ہوئی ہے جسمین تعداد مختلف فوج رہتی ہے اس ضلع کے متعلق تین تحصیلین پانی پت و تہنسولی و گہرونڈہ
ہین اور خاص شہر کی آبادی بیس ہزار ایکسو اٹہتر کے ہے منجملہ اونکے نواب احمد علی خان جاگیردار و مجسٹریٹ و
محمد عظمت علی خان خلف نواب محمد قطب الدین خان استمرار دار کرنال مسلمانون مین بہت معزز و مکرم اور
حکام بہی اونکی بڑی عزت کرتے ہین **گنج لوہارو** پانی پت کے ضلع مین ایک قصبہ نہر فیروز شاہی
اور جمنا کے درمیان دونون کے کنارے پر بنا ہوا آباد ہے اسمین افغان لوگ بکثرت بستے ہین ریاست بہی
یہان پٹہانون کی ہے نواب محمد علی خان جاگیردار و مجسٹریٹ محمد حسین خان یہان کے رئیس بحالی [illegible]
[illegible] کے جاگیر پاتے ہین یہہ جاگیر عطیہ سرکار انگریزی کی ایک حصہ [illegible]

مقرر ہین عمارات اس شہر کے پختہ و بازار بارونق ہین تجارت غلہ کی بکثرت ہوتی ہے ۱۷۳۹ سنہ مین فیما بین نادرشاہ ایرانی و محمد شاہ بادشاہ دہلی کے یہان لڑائی ہوکر نادرشاہ فتحیاب ہوا **وہقہ** ضلع کرنال مین یہہ ایک قصبہ اُس سڑک پر جو دہلی سے کرنال کو آتی ہے دہلی سے بیس میل بسمت شمال مغرب کے آباد ہے قصبہ کی عمارت پختہ و خام ملی ہوئی ہے اور چھوٹا سا بازار ہے ہر ایک قوم کے لوگ اُسمین رہتے ہین **گھرونڈہ** کرنال کے ضلع مین یہہ ایک بڑا آباد قصبہ اور مشہور پرگنہ کا صدر مقام ہے آبادی اسکی اُس سڑک پر جو دہلی کرنال کو آتی ہے بارہ میل جنوب مشرق کے طرف کرنال کے واقع ہے یہان ایک تحصیلدار ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کرنال کے تحصیل کا کام کرتا ہے بازار اس قصبہ کا پر تجارت بارونق و زمیندار آسودہ حال ہین زراعت بکثرت ہوتی ہے **کنور** کرنال کے ضلع مین یہہ ایک قصبہ اُس سڑک پر جو دہلی سے کرنال کو آتی ہے چھتیس میل دہلی سے شمال کیطرف آباد ہے گھرون کی عمارت اسکی اگرچہ پختہ نہین ہے مگر درختون کی کثرت کے سبب سے خوشنما نظر آتا ہے اسکے پاس قدیمی عمارتون مین ایک پختہ سرائے خوبصورت بنی ہوئی موجود ہے دیوار سرائے کی بلند اور برج اُسکے خوشنما دکہائی دیتے ہین آدھر اُسکے پاس ایک تالاب ہے جو صفا پانی سے بہرا رہتا ہے **اسرانا** کرنال کے ضلع مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو کرنال سے ریواڑی کو جاتی ہے بیس میل کرنال سے جنوب مغرب کو آباد ہے پانی کی یہان کثرت اور زراعت اچھی ہوتی ہے زمیندار آسودہ حال ہین **بجرولی** کرنال کے ضلع مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو دہلی سے کرنال کو آتی ہے اٹھارہ میل جنوب مشرق کرنال کے آباد ہے **شام گڈہ یا شام کوٹ** یہہ ایک قصبہ ضلع کرنال مین اُس سڑک پر جو کرنال سے لودہیانہ کو آتی ہے پانچ میل کرنال سے شمال مغرب کو آباد ہے آبادی اسکی ایک جنگل کے کنارے پر واقع ہے جو یہان سے کرنال تک برابر پھیلتا ہوا چلا جاتا ہے اسمین مسلمان و ہندو جاٹ رہتے ہین و قصبہ سردار رام سنگہ و کانسنگہ کے جاگیر مین سرکار انگریزی سے ملا ہوا ہے آمدنی اسکی پانچہزار روپیہ سالانہ اونکو ملتی ہے قصبہ کی آبادی بارونق و آباد نظر آتی ہے غلہ کی تجارت اسمین ہوتی ہے اور جاگیردار پاس کے ایک گانو مین سکونت رکہتے ہین فقط *

سونپت یہہ قصبہ ایک پرانا و مشہور مکان ہے اگرچہ اب چندان آباد نہین تو بھی بڑے قصبوں اور شہرون مین شمار ہوتا ہے سولہ ہزار آٹھ سو ستر آدمی اب بھی اسمین آباد ہین بہت اسنے مقبرے و مکانات اسمین اکثر نظر آتے ہین شہر کی عمارت بھی پختہ و بارونق ہے جو سڑک پانی پت سے دہلی کو جاتی ہے اسکے پاس ہوکر گذرتی ہے فاصلہ اسکا دہلی سے جنوب کے طرف کو ستائیس میل کا ہے **سنبالکا** ضلع کرنال مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو دہلی سے کرنال کو آتی ہے چالیس میل شمال مغرب دہلی کے آباد ہے آبادی یہانکی ہندو مسلمان بالکل زمیندار و کاشتکار ہیں

تجاران تجارت شعار سے رونق پر ہے اور ایک سراے آرامگاہ مسافرون کی بنی ہوئی ہے اگرچہ پہلی آبادی سے حال
کی آبادی تنزل پر ہے تو بھی رونق خوب عمارت مرغوب ہے اس قصبہ کے متعلق اراضی کو پانی کنوؤن کے ذریعہ سے
دیا جاتا ہے اور کاشتکاری تردد سے ہوتی ہے **شہر انبالہ** ستلج پار کے شہرون مین یہہ شہر ایک مشہور
و بارونق مکان ہے آبادی اسکی اس سڑک پر جو کرنال سے لدھیانہ کو آتی ہے پچپن میل کرنال سے شمال کی سمت کو
اونتیس میل جنوب شرق لدھیانہ کے واقع ہے چارون طرف اسکے پختہ شہر پناہ اور شمال مشرق کے کونے
ایک قلعہ بنا ہوا ہے اور قلعہ کے دیوار کے نیچے ایک پڑاؤ یعنی فرودگاہ فوج کا ہے گرد نواحی کے زمین اسکی
ہموار و زرخیز ہے پانی بکثرت زراعت افراط سے ہوتی ہے عمارتین شہر کے پختہ اور گلی بازار تنگ اسقدر
کہ ہاتھی گاڑی بھی ہمین سے مشکل ہوتا ہے شہر مین کل اکیس ہزار نوسو باسٹھ آدمی ہر ایک قوم کے رہتے ہین
جاٹ کے قوم و اجاج و راگڈھیان وکلال وغیرہ اپنے اپنے علیحدہ علیحدہ اطراف مین بستے ہین شہر کے
باہر باغ یا سیرگاہ کوئی نہین ہے اور شہر کے اندر کا پانی کہاری و شور ہے بلکہ پانی کا ملنا مشکل ہے لوگ میٹھا باہر
پانی لیجا کر پیتے ہین پہلے سکھون کے وقت یہہ شہر چھوٹا سا گانو تہا جب رئیس یہان کا لاولد مرگیا تو انگریزی عملدار
مین بعہد حکومت کلارک صاحب پولیٹیکل اجنبٹ اسکے آبادی کی ترقی ہوئی اور بنیا بازار بارونق آباد ہوا
فوج کے رہنے کی چہاونی تیار ہوئی بلندی اس شہر کی سمندر کے سطح سے ایکہزار چالیس فٹ کی ہے اور فاصلہ
اسکا شمال مغرب کے طرف کلکتہ سے ایکہزار بیس میل کا ہے شہر کے پاس ایک خانقاہ ملک تاج الدین المشہور بالکھی
زیارتگاہ خلق ہے **ضلع انبالہ** انبالہ کی قسمت کے متعلق چار ضلعے انبالہ لدھیانہ تہانیسر شملہ تھے اب
ضلع تہانیسر ٹوٹ کر تین ضلع باقی رہ گئے ہین اور ضلع انبالہ کے متعلق پانچ تحصیلین ہین انبالہ روپڑ کہرڑ
جگادہری نراین گڈہ کل سطح اس ضلع کا ایکہزار آٹھ سو نتیس میل مربع ہے اور آبادی پہلی مردم شماری مین
سات لاکھ بیاسی ہزار سترہ تھے مگر اب مردم شماری اسکی ٹہریکر ۱۸۶۸ء کے رپورٹ مجموعی کے رو سے دس لاکھ
چالیس ہزار ایک سو سات ہوگئے باعث اسکا صرف یہہ ہے کہ ضلع تہانیسر ٹوٹ کر بہت علاقجات اسکے اسکے
شامل ہوگئے ہین یہہ علاقہ پہلے ایک سکہہ سردار کے ماتحت تہا اسپر رنجیت سنگہ والی لاہور نے غلبہ پاکر علاقہ اسکا
لے لیا تہا مگر جب ۱۸۰۹ء مین یہہ ملک سرکار انگریزی کے حفاظت مین آگیا اور چہاونی فوج لدھیانہ کے مقام پر مقرر ہوکر
رنجیت سنگہ کے ساتھہ انگریزون کی حدبندی ہوگئی تو انبالہ کا رئیس پھر اپنے علاقہ پر قابض ہوگیا مگر چند سال کے
بعد لاولد مرگیا اسلئے کل علاقہ اسکا ضبط سرکار ہوکر ضلع انبالہ کا لدھیانہ سے علیحدہ قرار پایا آب و ہوا اس ضلع
کی گرم و خشک ہے گرمیون کے موسم مین گرمی یہان کثرت سے ہوتی ہے اور گرم ہوا ایسی شدت سے چلتی ہے
کہ اکثر مقیاس الحرارت بعض موسم مین ایکسو پانچ درجہ پر پہنچتا ہے اور سردیون مین اسی درجے سے کم نہین ہوتا

دہلی کے مفسدہ کے وقت مارنس صاحب کمشنر اور فورسیتھ صاحب کلکٹر کے حسن انتظام سے اس ضلع مین امن امان
رہا اگرچہ رعایا کے دل متزلزل تہے اور مفسدے کا ہنگامہ چارون طرف گرم تہا مگر یہان کے حکام نے یہان بہی
انتظام رکہا اور دہلی کے فوج کو مدد دیتے رہے صرف تہوڑی مدت کچہری عدالت کی بند رہی اور سرگرمی کا یہہ
حال تہا کہ صاحب ضلع تو فوج کے نوملازم رکہنے اور باربرداری کے بندوبست اور روپیہ کے انتظام مین مصروف
تہے اور پلوڈن صاحب اسسٹنٹ کمشنر دریاے جمن کے حفاظت پر مامور تہے اور وان صاحب تیسرا اسسٹنٹ کمشنر رات دن
خزانہ کا کام کرتے تہے کپتان گاڈن صاحب وٹیڑ وغیرہ کے انتظام کو چلے گئے تہے آخر جب الیٹ صاحب اسسٹنٹ کمشنر لاہور
سے آگئے تو عدالت کے کام نے اجرا پایا صاحب ضلع انبالہ نے دہلی کے فوج کے واسطے بتیس ہزار من غلہ انبالہ مین
جمع کیا اور ایک ہفتہ مین پانسو گاڑی اور دو ہزار اونٹ دو ہزار قلی جمع کر کے اسباب ضروری دہلی کی طرف
روانہ کیا غرض دہلی کے فتح ہوتے تک انبالہ کے حکام کو رات کی نیند اور دن کا آرام حرام تہا اور ایسے وقت
مین باامن رہنا اس ضلع کا انگریزون کے واسطے نہایت اکسیر عظیم ہوا یہان کے جاگیردارون نے بہی تابعداری
وخدمتگذاری امداد مین نہایت جانفشانی کی فوج کے ملازم رکہنے و اہتمام رسد و باربرداری و حفاظت راہ
وغیرہ مین انکی طرف سے سخت کوشش و عرق ریزی ظہور مین آئی **بہت** یہہ قصبہ تہانیسر کے علاقہ مین
اوس سڑک پر جو جیال سے دہودہ کو جاتی ہے آباد ہے یہان ایک قلعہ بہی نہایت مستحکم تہا جسکے اندر اچہے اچہے مکانات
بلند بنے ہوے تہے بعد بغاوت ۵۷ قلعہ بحکم صاحبان انگریز منہدم کیا گیا ہے اور قصبہ بدستور ایک رئیس کے جاگیر ہو
آباد ہے قصبہ کا بازار بارونق و آبادی خوشنما ہے ایک عمدہ مکان عبادتگاہ ہندون کا عالیشان یہان بنا ہوا
ہے جہان جاکر ہندو شب کی پوجا کرتے ہین **بوڑیہ** ضلع انبالہ مین یہہ قصبہ بہت قدیمی مکان ہے آبادی اسکی اچہی
ہے پختہ بازار ہے ہر ایک دوکاندار مالدار ہے **سہسوان** انبالہ کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ آباد ہے
یہی کی ڈول اور کڑاہی یہان خوب بنتے ہین اور علاقہ زرخیز و سرسبز و شاداب ہے **چابہر** قسمت انبالہ مین
یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو ہانسی سے لودہیانہ کو آتی ہے ہانسی سے شمال کی طرف بفاصلہ اٹہتہ میل کے آباد ہے
گرد و نواح اسکے اگرچہ ریگستان ہے تو بہی کاشتکاری بکثرت ہوتی ہے **چہچرولی** سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک
قصبہ پایہ تخت سکہون کی ریاست کے ہے جو چہچرولی کے سردار کہلاتے ہین آبادی اسکی اوس سڑک پر جو سہارنپور
سے سیالکوٹ جاتی ہے سہارنپور سے [illegible] میل قسمت شمال و مغرب کے واقع ہے علاقہ اسکا نہایت سرسبز اور سیراب
زمین متعلقہ اسکے ہموار و زرخیز ہے اس قصبہ کے گرد شہر پناہ ناتمام اور عمارت کچی پکی ملی ہوئی ہے بازار اسکا اگرچہ
مختصر ہوتا ہے مگر تجارت بکثرت ہوتی ہے کل ریاست کا علاقہ [illegible] میل مربع اور آبادی [illegible] ہزار [illegible]
کے ہے **دادوپور** یہہ قصبہ مختصر آبادی کا [illegible] میل دریاے جمنا کے کنارے [illegible] دہلی کی نہر کے [illegible]

بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نوسو یا ایکہزار فیٹ کے اور فاصلہ دہلی سے اٹہاسی میل کا شمال کے طرف ہے **دہتا** یہہ قصبہ سرہند کے علاقہ مین اوس سڑک پر جو ہانسی سے لودہیانہ کو آتی ہے بتیرہ میل شمال کیطرف ہانسی سے آباد ہے زمین متعلقہ ہموار و میدان ہے مگر ریتا اور معتدل ہوتی ہے **دودی** سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو لودہیانہ سے ہانسی کو جاتی ہے ہانسی سے شمال کے طرف ستاون میل کے فاصلہ پر آباد ہے اراضی متعلق اسکی ہموار و پست و سیراب ہے جب دریاے گہگر مین طغیانی ہوتی ہے تو پانی اوسکا اسکی زمین پر پہرکر کل اراضی کو سیراب کر دیتا ہے اور وہ سیرابی فصل بیہم کے کاشت کے واسطے نہایت مفید ہوتی ہے **دوراہہ سرائی** سرہند کے علاقہ مین یہہ گانو اوس سڑک پر جو کرنال سے شہر لودہیانہ کو آتی ہے لودہیانہ سے چودہ میل بسمت جنوب مغرب آباد ہے آبادی گانوکی ایک ٹیلے کے بنیاد مین واقع ہے اور ٹیلے کے اوپر ایک پختہ سراے بادشاہی وقت کے پختہ بنی ہوئی موجود ہے یہان پرانے مقبرے و مکانات دلالت دار قدیمی عمارات کے بہت ہین جنکے دیکہنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اگلے زمانہ مین یہہ ایک بڑا آباد قصبہ ہوگا اب بہی چہوٹا سا یہان بازار اور پانی افراط سے ہے اور زمیندار لوگ آسودہ حال ہین **بسی** یہہ ایک پختہ اور قدیمی قصبہ پٹیالہ کے ریاست مین متصل بنیاد کوہ ہمالہ کے آباد ہے شہر کے عمارات خوشنما و بازار آباد ہے اور ایک قلعہ مضبوط خشتی شاہان اسلام کے وقت کا یہان بنا ہوا ہے جسکے دیواریں اور برج بلند و مستحکم ہین محافظ قلعہ کے فی الحال ریاست کے طرف سے مامور ہین **بسیان** یہہ قصبہ ستلج پار کے ملک مین اوس سڑک پر جو فیروزپور سے شملہ کو جاتی ہے آباد ہے اور فیروزپور سے فاصلہ اسکا ستر میل کا شمار ہوتا ہے **گورکہناتہ** سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو پنجور سے الون کو جاتی ہے بارہ میل شمال مغرب کیطرف پنجور کوہ ہمالہ کے بنیاد مین آباد ہے بائین طرف اسکے دریاے سرسہ بہتا ہے جو پہاڑ سے نکلکر میدان کو آتا ہے اور شمال مشرقی حد علاقہ پنجور کے اسکے حدود سے ملتے ہین **گوگاپور** سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو کرنال سے لودہیانہ کو آتی ہے بتیس میل شمال مغرب کرنال کے آباد ہے علاقہ اسکا نہایت ہموار و زرخیز ہے آبادی کے دونو طرف دو شاخین دریاے مارکنڈا کے چلتے ہین جنسے علاقہ اسکا سیراب ہوتا ہے زراعت یہان بکثرت ہوتی ہے اور فصل ربیع مین وہان بہت بوٹے جلاتے ہین **جیند** یہہ ایک بڑا قصبہ سرہند کے علاقہ مین فیروزشاہ کے نہر کے کنارے پر آباد ہے عمارت اسکی پختہ بازار کشادہ و بارونق ہین بڑے بڑے ساہوکار و مالدار یہان دکانین کرکے بیٹہے ہوے اور تجارت دور دور تک ہوتی ہے قلعہ کے اندر راجہ کے رہنے کے مکانات بڑے بلند اور عالیشان بنے ہوے ہین ہندؤن کے عبادتگاہین اور مندر بہی یہان بکثرت ہین شہر مین ہر ایک قسم

کے لوگ رہتے ہین چار و طرف شہر کے پختہ شہر پناہ ہے نہر کے اوپر بھی ایک پختہ پل بنا ہوا ہے جسکے اوپر سے
آمد و رفت ہوتی ہے اس ریاست کا علاقہ اگرچہ زرخیز و سیراب ہے مگر کشتکاری کم ہوتی ہے اور جنگلون سے
محیط ہے جنگل مین درختان پلاس و جھنڈ و کریر وغیرہ کوسون تک چلے گئے ہین فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے
نوسو اوناسی میل کا ہے **جلبیر** سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک موضع اوس سڑک پر جو پٹیالہ سے کرنال
کو جاتی ہے پینتالیس میل کرنال سے شمال مغرب کو آباد ہے کل علاقہ اسکا ہموار میدان اور زرخیز زمین ہے
زراعت اور پیدائش غلہ کی یہان بکثرت ہوتی ہے مگر جنگل و بنجر زمین بھی بہت ہے سڑک اسکی کلکتہ کے
شاہ سڑک سے مغرب کو ہے اور بسبب کثرت جنگل کے گاڑی و توپخانہ و چھکڑا اوس سڑک پر بمشکل چلتا ہے فاصلہ
اسکا بسمت شمال مغرب کلکتہ سے ایکہزار دس میل کا ہے **کھرڑ** انبالہ کے ضلع مین یہہ ایک مشہور بستی پرگنہ کا
صدر مقام ہے آبادی اسکی ۲۵ میل شمال کے طرف انبالہ کے واقع ہے یہان ایک تحصیلدار ماتحت صاحب
ڈپٹی کمشنر بہادر انبالہ کے تحصیل کا کام دیتا ہے قصبے کی عمارت پختہ و خام ملی ہوئی اور بازار آباد ہے
غلہ کی تجارت ہوتی ہے **کھوریال** یہہ ایک قصبہ سرہند کے علاقہ مین اوس سڑک پر جو ہانسی سے
لودہیانہ کو آتی ہے چوہتر میل ہانسی سے شمال مغرب کو طرف کو آباد ہے گو کہ بعضی حصوں مین اس علاقہ کے ریگ
جنگل واقع ہے تو بھی زراعت یہان بکثرت ہوتی ہے خصوصاً بارش اگر خاطر خواہ ہو جاوے تو غلہ بمقدار
پیدا ہوتا ہے کہ زمیندار اوسکے اوٹھانے مین عاجز آجاتے ہین فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے ایکہزار بیاسی
میل کا ہے **کھرک** یہہ قصبہ ایک بڑا اوکا مقام اور فرودگاہ لشکر سرکاری کے اوس سڑک پر ہے جو
ہانسی سے لودہیانہ کو آتی ہے آبادی اسکی ہانسی سے اٹھارہ میل شمال کے طرف سے واقع ہے کلکتہ سے
فاصلہ بسمت شمال مغرب نوسو چہتر میل کا شمار ہوتا ہے **جگادہری** سرہند کے علاقہ اور ضلع انبالہ مین یہہ
ایک بڑا قصبہ اور بارونق شہر اوس سڑک پر جو سہارنپور سے لدہیانہ کو آتی ہے چونتیس میل لودہیانہ سے
شمال مغرب کی سمت کو آباد ہے سب گھر اسکے پختہ و عمارات خوشنما اور بڑا بازار ہے تجارت بکثرت
ہوتی ہے پرگنہ اسکا بہی تمام و بکمال سیراب زمین لایق کاشت ہے اور ایک تحصیلدار ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر
بہادر انبالہ کے یہان رہکر تحصیل کا کام کرتا ہے فاصلہ اسکا بسمت شمال مغرب کلکتہ سے نوسو تراسی میل
کا گنا جاتا ہے ہیلیان جگادہری کے مضبوط و خوشنما ہوتے ہین و قصبہ کے اندر بڑے بڑے ساہوکار دوکانین
کرتے ہین اور علاقہ مین اسکے دریاے جمنا و شاہ نہر جاری ہے **کری** سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ
اوس سڑک پر جو لودہیانہ سے کرنال کو جاتی ہے چہتیس میل کرنال سے شمال مغرب کو آباد ہے
آبادی اسکی اگرچہ چھوٹی ہے مگر خوشنما و دلچسپ ہے **کلور** سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک موضع

اوس سڑک پر جو ہانسی سے لودھیانہ کو آتی ہے چہتر میل جنوب کیطرف لودھیانہ کے آباد ہے آبادی اسکی ایک ہموار کاشت شدہ زمین مین واقع ہے سڑک اس حصہ کی پختہ ہے مگر بسبب نرمی زمین کے بارش کے موسم مین دلدل ہوجاتی ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کو ایکہزار چون میل کا ہے **روپڑ** ستلج پار کے ملک مین ایک بڑا قصبہ مشہور زیر حکومت ضلع وقسمت انبالہ ایک میل بائین کنارے ستلج تھوڑے سے فاصلہ پر اوس مقام سے جہان دریاے ستلج پہاڑ سے نکلکر میدان مین بہتا ہے آبادی اسکی پاس ایک شاہ گذر ہے جسپر آمد و رفت ہوتی رہتی ہے اوس سے اوتر کر لوگ پنجاب مین داخل ہوتے مین یہان دریا تین فٹ گہرا اور پانسو گز تک چوڑا ہوتا ہے اور پانی صاف ہے بیست قطارین کوہ ہمالہ کے جو اسکے شمال مغرب کو ہین اونکے جنوب کو ایک لمبا میدان ہے جو بہت میلون تک پھیلتا ہوا چلا گیا ہے آبادی قصبہ کی ایک اونچی ٹیلہ پر ہے اور شہر مین کچہری تحصیل کی ہوتی ہے تحصیلدار ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر انبالہ یہان کام کرتا ہے پہلے یہہ قصبہ معہ اوس علاقہ متعلق کے ایک رئیس کے جاگیر مین تھا مگر بسبب سکے کہ سکہون کے ہنگامہ مین وہ سکہون کا مددگار ہوگیا تہا ریاست اسکی ضبط ہوگئی اور نقدی پنشن اوسکی مقرر ہوئی ۱۸۳۱ء مین اسمقام پر ملاقات رنجیت سنگہ والی پنجاب کے لارڈ ولیم بنٹینک صاحب گورنر جنرل سے ہوکر آپسمین عہدنامجات دوستی کے تحریر ہوئے اور دونو سرکارون کے فوجون کی حاضریان ہوکر فوج کو انعام کثیر عطا ہوئے اس قصبہ مین سات ہزار ایکسو دس آدمی سکونت پذیر ہے اور تجارت کا بازار گرم رہتا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے ایکہزار ایکسو فیٹ کے ہے اور فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کو ایکہزار ایکسو بیس میل کا ہے **سفیدون** یہہ قصبہ دہنے کنارے نہر فیروز شاہ کے آباد ہے اسمقام سے وہ نہر جو جنوب مغرب کے سمت کو بہتی ہوئی آتی ہے خاص مغرب کے سمت کو بہجاتی ہے اسوقت اسکے نواح مین زراعت کم ہوتی ہے مگر اب دن بدن اس علاقہ مین بسبب جاری ہونے نہرون اور سیراب ہونے زمین کے آبادی زیادہ ہوتی جاتی ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے نوسو ساٹھہ میل کا ہے **ترووری** سرہند کے سرزمین مین یہہ ایک قصبہ اس سڑک پر جو کرنال سے تہانیسر کو آتی ہے آٹھہ میل شمال کیطرف کرنال اور پندرہ میل جنوب کیطرف تہانیسر کے آباد ہے ۱۱۹۳ء مین سلطان شہاب الدین غوری نے جب ہندوستان پر حملہ کیا تو اسمقام پر فیمابین اسکے اور راجہ پرتھی راج کے سخت لڑائی ہوئی اور ہزارون آدمی فریقین کے طرف سے مارے گئے آخرکار فوج ہند کی بہاگ نکلی اور راجہ پرتھی راج زندہ گرفتار ہوکر مقتول ہوا **کیتھل** یہہ ایک مشہور اور پختہ شہر ستلج پار کے علاقہ مین ہے کل عمارات اس قصبہ کے پختہ اینٹون کی بنی ہوئی بقاعدہ طور سے اوپر ہے گرد نواح اسکے زمین ہموار و زرخیز ہے جسمین زراعت بکثرت ہوتی ہے اور ایک پانی کی جہیل بہی اسکے پاس ہے جس سے زراعتون کے واسطے پانی لیا جاتا ہے اس قصبہ مین اینٹین پکائی جاتی ہین اور زیادہ بکثرت بہٹیان اونکے دہوئین سے ہوا خراب رہتی ہے پہلے یہہ قصبہ ایک راجہ کی ریاست تہا ۱۸۴۳ء

مین جسدم لاولد مرگیا تو کل ریاست سرکار انگریزی کے قبضہ مین آگئی پانسو سولہ گانو اس ریاست کے متعلق تہے
اور آمدنی چار لاکہہ چالیس ہزار روپیہ کی تہی فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے ایکہزار چالیس میل کا شمار ہوتا ہے
لاڈوہ سرہند کے علاقہ مین یہہ قصبہ بائیس میل شمال کے طرف شہر کرنال کے آباد ہے شہر کی آبادی
بارونق و پختہ اور بازار کشادہ و پر تجارت ہے ہندو مسلمان جاٹ اسمین رہتے ہین اور بالوے سکہہ بہی سکونت
پذیر ہین پہلے یہہ شہر راجہ جیت سنگہ کی ریاست مین تہا مگر ۱۸۴۶ع مین بسبب اسکے کہ سکہون کی لڑائی مین وہ
سکہون کا مددگار ہوکر سرکار انگریزی کے ساتہہ مقابل ہوا ریاست اوسکی تمام و کمال ضبط سرکار ہوگئی یہہ شہر
چندان بڑا شہر نہین ہے لیکن بسبب اسکے کہ یہہ ایک امیر کی ریاستگاہ تہی رونق بہت ہی اور راجہ کے رہنے کے
حویلیان یہان پختہ اور بلند خوشنما بنے ہوئے ہین **لیلو کہیڑی** سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک
قصبہ اوس سڑک پر جو کرنال سے لودہیانہ کو آتی ہے بارہ میل کرنال سے شمال کے طرف کو آباد ہے
پاس اسکے دریاے چتنگ جاری ہے جس کے پانی سے علاقہ اسکا سیراب ہوکر زراعت بوئی جاتی ہے اور غلہ
بکثرت پیدا ہوتا ہے قصبہ کے گرد سے کچی دیوار ہے اور دیوار مین دو برج بلند بنے ہوئے ہین جنکے اوپر
چڑہکر دور دور تک نظر جاتی ہے تالاب اور کنوئین یہان بہت ہین اور سڑک بہی پختہ اور اچہی ہے یہہ علاقہ
ایک سکہہ سردار کے جاگیر مین ہے اور سالانہ آمدنی اسکی چار ہزار روپیہ جاگیردار کو ملتا ہے فاصلہ اسکا کلکتہ
سے بسمت شمال مغرب نوسو چہتر میل کا ہے **موننگ** قسمت انبالہ مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو دہلی
فیروزپور کو آتی ہے دہلی سے شمال مغرب کو ایکسو چالیس میل کے فاصلہ پر ہے نزدیک اسکے دریاے گہگر جاری
ہے جسکے پانی سے سرزمین اسکی سیراب ہوتی ہے **ملانا** انبالہ کے ضلع مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو سہارنپور
سے لودہیانہ کو آتی ہے سہارنپور سے بسمت شمال مغرب اکتالیس میل کے فاصلہ پر آباد ہے اس قصبہ کے گرد
شہر پناہ پختہ اور ایک قلعہ بہی پرانی عمارت کا بنا ہوا ہے شہر کی عمارت بہی پختہ اور بازار پر تجارت ہے فاصلہ
اسکا شمال مغرب کے سمت کو کلکتہ سے دہلی و کرنال کے راستہ ایکہزار میل کا ہے قصبہ کے شرق کے طرف دریاے
مارکنڈا بہتا ہے **علی پور** انبالہ کے قسمت مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو سرہند سے تہانیسر کو جاتی ہے اڑتالیس
میل سرہند سے مغرب کے طرف کو آباد ہے اسمقام پر ایک چہوٹا سا قلعہ بنا ہوا ہے سرزمین اسکی ہموار و زرخیز
و زراعت شدہ ہے قصبہ کی عمارت پختہ و خام ملی ہوئی بنے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب سمت کو ایکہزار
چہبیس میل کا ہے **منی مزرعہ المشہور منی ماجرا** انبالہ کی کمشنری مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر
جو انبالہ سے ہوکر پنجور کو جاتی ہے انبالہ سے پچیس میل شمال کے طرف کو آباد ہے آبادی اسکی کوہ ہمالہ
کے جنوبی بنیاد مین واقع ہے علاقہ اسکا نہایت زرخیز و سیراب ہے جسمین ہزارہا من غلہ پیدا ہوتا ہے نصف

پیداوار ہی نیل کی یہان اسقدر ہوتی ہے جسکی تجارت خراسان کے ملک تک پہنچتی ہے اگرچہ سرزمین اسکی ہموار
ہے مگر بسبب سیرابی کے زراعت کے حق مین اکثر ہے چانول یہان اول قسم کے پیدا ہوتے ہین اور ایک ندی جو
اسکے نیچے جاری ہے اوسکے ریگ سے سونا نکلتا ہے اور دریائے گھگر اسکے تمام علاقہ مین بہتا ہے یہہ قصبہ راجہ
گوربخش سنگھ جاگیردار کے جاگیر مین سرکار انگریزی کی طرف سے واگذار ہے جسکا جانشین فرزند اوسکا کنور بھگوان
ہے اس قصبہ کے ساتھ اوستھہ موضع اور متعلق ہین اور کل سطح اس جاگیر کا اسی میل مربع اور آبادی سولہ ہزار
چارسو بیس آدمی کی اور آمدنی سنتالیس ہزار روپیہ کی ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کو ایکہزار پینتالیس
میل کا شمار ہوتا ہے **منسا دیوی** انبالہ کی کمشنری مین یہہ قصبہ جنوبی بنیاد کوہ ہمالہ و علاقہ پنجور دون
مین آباد ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے ایکہزار دو سو تریسٹھہ فیٹ کی ہے یہان بڑا مندر دیوی کا بنا ہوا
ہے جسکی پرستش ہندو کرتے ہین اور ہر ایک برس یہان بڑا بھاری میلہ ہوتا ہے **نارائین گڈہ**
یہہ ایک بڑا قصبہ اور آباد مکان متعلق ضلع انبالہ کے ہے آبادی اسکی اوس سڑک پر جو ڈیرہ سے سپاٹو کو سندہ
کے راستہ سے جاتی ہے واقع ہے متصل اسکے ایک کچا قلعہ بنا ہوا ہے اور قلعہ کے گرد سے خندق کھدی
ہوئی ہے قصبہ مین پختہ مکانات اور پختہ بازار ہے آبادی اسکی بسبب اسکے کہ تحصیل کی کچہری یہان ہوتی ہے
روز بروز ترقی پر ہے مثلثی پیمایش کے وقت بھی یہان محکمہ مثلثی کا مقرر ہوا تھا بلندی اسکی سمندر کے سطح سے
دو ہزار ایکسو چون فیٹ کی ہے نرائن گڈہ مین آم بڑی کثرت سے ہوتے ہین اور گیہون چنا چانول
تنباکو کپاس نیل وغیرہ ہر ایک قسم کے جنس پیدا ہوتے ہین **نابھہ** سس ستلج کے علاقہ مین
یہہ شہر بھی ایک مشہور شہر اور ریاستگاہ پھولکا خاندان کے رئیسون کا ہے جسکا ذکر سابق معہ اونکے
مفصل حال کے ریاستون کے ذکر مین درج ہو چکا ہے اس شہر کے گرد سے فصیل پختہ اور عمارت شہر کی
بھی پختہ اور بڑا بازار ہے جسمین بڑے بڑے مالدار ساہوکار و تجار نامدار دوکانین کرتے ہین قلعہ بھی
یہان پختہ عمارت کا خوشنما بنا ہے جسکے اندر راجہ کے رہنے کی محل عالیشان قبول صورت تعمیر ہوئی ہوئی ہین
سردار ہمیر سنگھ صورت سنگھ کے بیٹے نے پہلے پہل اس شہر کی آبادی کی بنیاد رکھی بعد ازان اور رئیسون کے
وقت یہہ زیادہ تر آباد ہوتا چلا گیا اور یہہ شہر اور شہر پٹیالہ ایک ہی سنہ و سال مین آباد ہوا تھا فاصلہ
اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو ایکہزار اٹھتیس میل کا ہے **نونی والہ** انبالہ کے ضلع مین یہہ قصبہ
اوس سڑک پر جو کرنال سے پٹیالہ کو جاتی ہے پٹیالہ شمال مغرب کے طرف کو پچاس میل کے فاصلہ پر آباد ہے
عمارت قصبہ کی خراب اور بدصورت ہے مگر زمین اسکے علاقہ کے سیراب زرخیز و قابل الزراعت ہے زراعت
کم اور علاقہ جنگلون سے محیط ہے سڑک بھی اس حصہ کی لائق چلانے گاڑی اور توپخانہ کے نہین ہے **پٹیالی**

سرہند کے علاقہ مین یہہ قصبہ اُس سڑک پر جو کرنال سے لودہیانہ کو آتی ہے کرنال سے شمال مغرب کی سمت کو
پچہتر میل کے فاصلہ پر آباد ہے آبادی اسکی ایک اونچے ٹیلہ کے اوپر واقع ہے جسکے اوپر چڑہ کر دور دور تک
نظر جاتی ہے زمینین یہان اکثر سیراب ہین اور زراعت بہی اچہی ہوتی ہے اور پیدایش غلہ کی بہی کم ہوتی ہے
پہووا سرہند کے علاقے انبالے کے کمشنری مین یہہ ایک چہوٹا سا قصبہ اُس سڑک پر جو تہانیسر سے کیتہل کو
آتی ہے تہانیسر سے پندرہ میل مغرب کی سمت کو آباد ہے پاس اسکے ایک پہاڑی ندی بہتی ہے اور ندی
کے کنارے پر پختہ زینے بنے ہوئے ہین آبادی اسکی ایک اونچے ٹیلے پر ہے جو حال کی آبادی سے پہلے آبادی
کا بقیہ ہے عمارت اس قصبہ کی پختہ اور خوش نما ہے اور بازار آباد و بارونق زمین متعلق اسکے سیراب و زرخیز
ہے جو ندی کے پانی سے سیراب ہوتی ہے اور جس جگہہ ندی کا پانی نہین پہنچتا کنوؤن کے ذریعہ سے زراعت
کو پانی دیا جاتا ہے **پہول** دریاے ستلج کے بائین کنارے بفاصلہ اڑتالیس میل اوس سڑک پر جو دہلی
سے فیروزپور آتی ہے یہہ قصبہ آباد ہے یعنہ آبادی پہلے پہل مسمی پہول جاٹ زمیندار نے آباد کی تہی جسکی
اولاد مین سے مہاراجہ پٹیالہ و جیند و نابہہ وغیرہ اب تک اپنے اپنے ریاستون پر قابض ہین اور یہہ قصبہ بہی
مہاراجہ پٹیالہ کے ریاست کے متعلق ہے **پنجور** شمال شرقی حد علاقہ سرہند مین یہہ ایک چہوٹا سا قصبہ پٹیالہ کی ریاست
کے حد سے ملتا ہوا آباد ہے اسمقام پر دریاے گہگر پہاڑ سے نکلکر میدان مین بہتا ہے اور دو ندیان بہی پہاڑ سے آکر
اوسکے شامل ہوتے ہین یہہ قصبہ ایک رئیس کی ریاست گاہ ہے جو پنجور کا رئیس کہلاتا ہے اس علاقہ مین ایک
عجیب باغ قدیمی عمارات مین سے ہے جسکے چہ حصہ برابر ایک دوسرے کے نیچے بنے ہوئے ایک قدرتی ڈہلوان
زمین پر چلے گئے ہین یعنی پہلا حصہ سب سے اونچا اور دوسرا اوس سے نیچا اور تیسرا اوس سے نیچا علی ہذا القیاس
چمن ساختہ انگریزی مین ہے اور درختان نارنگی و انار و سیب و آم وغیرہ کثرت سے ہین پہلے اسمقام پر ایک قلعہ پختہ
بنا ہوا تہا جسکو دولت راے سندہیہ مرہٹہ کے ملازم مسمی پیرکن صاحب فرانسیس نے بمصلحت ملکداری کہدوا دیا تہا
اگرچہ فی زمانہ حال آبادی اس قصبہ کی بہت تہوڑی ہے مگر اگلی عمارتون و باولیون و پرستشگاہون سے پایا
جاتا ہے کہ کسی زمانہ مین یہہ ایک شہر آباد و بارونق ہوگا فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کو کرنال اور انبالہ
کے راستے ایکہزار تین سو میل کا ہے **پٹیالہ** یہہ ایک ریاستگاہ اور پختہ عمارت کا شہر پاےتخت انتظام قسمت
انبالہ کے واقع ہے پاس اسکے کوسلا ندی جاری ہے جسکو پٹیالہ کا دریا بہی کہتے ہین اسمقام پر یہہ ندی بہت
گہری بہتی ہے بلکہ طغیانی کے وقت پانی اوسکا شہر کے دیوار تک آجاتا ہے یہہ شہر پہلے پہل راجہ آلاسنگہ نے
بنوایا اور اپنے آلا نام رکہا جو اب پٹیالہ مشہور ہے قلعہ یہان کا بہی اوسی آلاسنگہ کی تعمیر ہے جسمین اب مہاراجہ
پٹیالہ رہتے ہین اندر قلعہ مین بڑے مکانات عالیشان و دیوانگاہ بنے ہوئے ہین شہر کے گرد سے بہی شہر پناہ

پختہ ہے اور بڑے بڑے دلچسپ عمارات ایسے ایسے خوشنما بنے ہوے ہین کہ انسان دیکھکر خوش ہوجاتا ہے
بازار یہان کا فراخ وخوش وضع ہے جسمین ہزارون روپیہ کی ہر روز تجارت ہوتی ہے اور بڑے بڑے ساہوکار
مالدار دوکانین کرتے ہین شہر مین ہر ایک قسم کے ہندو مسلمان قوم رہتے ہین خصوصاً سکھون کی بہت کثرت ہے
چونکہ ریاست یہانکی ستلج پار کے ریاستون سے بڑی ہے اسواسطے ذکر اوسکا پہلے ریاستون کے ذکر مین تحریر
ہوچکا ہے فاصلہ پٹیالہ کا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو ایکہزار تئیس میل کا ہے **راجپورہ** سرہند کے علاقہ مین
یہہ گانو اوس سڑک پر جو ہانسی سے لودہیانہ کو آتی ہے ہانسی سے شمال کو چھپن میل کے فاصلہ پر آباد ہے پاس اسکے
ایک ندی گہگر ندی کے ایک شاخ بہتی ہے جسکے کنارے پر یہہ قصبہ آباد ہے سرزمین اسکی ہموار میدان اور
کاشت شدہ ہے **شاہ آباد** انبالہ کے قسمت مین یہہ ایک قصبہ بائین کنارے دریاے سرستی
کے آباد ہے سردی کے موسم مین یہہ دریا اسمقام پر خشک ہوجاتا ہے اور گرمیون مین سخت تیز رو ہوکر چلتا ہے
اسمقام پر پرانی مکانات کے کہنڈرات بہت ہین جنسے پایا جاتا ہے کہ کسی زمانہ مین یہہ بڑا آباد شہر ہوگا اب بھی
آبادی اسکی پختہ وبارونق ہے سرزمین اسکی سیراب ودر زراعت بکثرت ہوتی ہے کل قصبہ مین دس ہزار
آٹھسو باون آدمی رہتے ہین اسکا بازار بھی بہت بڑا اور تجارت بہت ہوتی ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب
کلکتہ سے ایکہزار دو میل کا ہے اور سردار دہرم سنگہ وسردار کشن سنگہ شاہ آبادیہ جاگیردار یہان رہتے ہین
شاہ پور سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو سہارنپور سے سپاٹو کو جاتی ہے سہارنپور سے
اکیس میل شمال مغرب کو آباد ہے مثلثی پیمایش کے وقت یہان بھی ایک محکمہ مقرر ہوا تھا بلندی اسکی سمندر
کے سطح سے ایکہزار دوسو اٹھائیس فیٹ ہے **سدہورا** سرہند کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ اوس
سڑک پر جو بوڑیا سے ناہن کو جاتی ہے واقع ہے دہنے طرف اسکے دریاے مارکنڈا چلتا ہے جو جنوبی بنیاد
کوہ ہمالہ مین جاری ہے اسمقام پر دریاے مارکنڈا دریا سے نکلکر میدان مین آتا ہے اس قصبہ کے پاس مزار حضرت
شاہ قمیص سید گیلانی کا ہے اور ہر سال ۱۰ ربیع الثانی کو وہان بڑا میلا اور ہجوم ہوتا ہے قصبہ کے گرد شہر پناہ
پختہ مع برجون اور دمدمون کے بنا ہوا ہے شہر کے گہرون کی عمارت بھی پکی اور خوشنما ہے بازار مین تجارت
بکثرت ہوتی ہے اور بڑے بڑے دوکاندار دوکانین کرتے ہین سرزمین اسکی سیراب و زرخیز اور پیداوار
غلہ کی بکثرت ہوتی ہے کچھہ حصہ اسکا ماتحت سرکار انگریزی اور کچھہ حصہ ایک سکھہ سردار کے ماتحت ہے فاصلہ
اسکا شمال مغرب کلکتہ سے ایکہزار سینتالیس میل کا ہے **شہر سرہند** یہہ شہر پٹیالہ کی ریاست مین پٹیالہ سے
چھبیس میل شمال کو اور انبالہ سے ستائیس میل جنوب مغرب کو واقع ہے اگرچہ اب آبادی اسکی بہت تھوڑی
ہے مگر شاہان اسلام کے وقت یہہ بڑا نامی گرامی شہر تھا اور علاقہ اسکا علیحدہ مقرر ہوکر ایک صوبہ ماتحت

سلطنت دہلی کے یہان حکومت کرتا تہا بڑے بڑے علما و صلحا و شرفا و مشایخ و امرا اس شہر مین رہتے تہے جنکے تذکرون سے کتابین بہری ہوئی ہین پنجاب کے ملک کے حد سرہند کی حد تک شمار ہوتی تہی عالمگیر اورنگ زیب کے وقت گورو گوبند سنگہ سکہون کے دسوین گورو نے جب بغاوت اختیار کی تو شاہی حکم کے بموجب صوبہ سرہند اوسکے سزا دہی کے واسطے مامور ہوا اور وہ ایک قلعہ مین محصور ہوا عین محاصرہ کے وقت گوبند سنگہ کے دو فرزند اور اُسکی والدہ قلعہ سے بہاگ نکلی اور شاہی فوج کے ہاتہ گرفتار ہوکر سرہند مین حاضر لائے گئے صوبہ نے اونکو گردن مارا اس سبب سے سکہہ لوگ اس شہر کے سخت دشمن ہوگئے جب چغتائی سلطنت ضعیف ہوگئی اور احمد شاہ درانی نے دہلی پر فتحیاب ہوکر سرہند تک سلطنت اپنی قایم کرلی اور سکہون کا نہایت زور شور ہوا تو سکہون نے کئی مرتبہ اس شہر پر یورش کی اور لوٹا اسواسطے احمد شاہ نے کابل سے آکر اسی مقام پر سکہون کے ساتہہ سخت لڑائی کی جسمین تیس ہزار سکہہ مارا گیا پہر جب احمد شاہ چلا گیا تو سکہون نے پہر اجتماع کرکے بسر کردگی آلا سنگہ والی پٹیالہ کے اس شہر کو لوٹ کر اوجاڑ دیا اور اس لڑائی مین زین خان صوبہ سرہند کا مارا گیا اوسی وقت سے یہ شہر پٹیالہ کی ریاست مین آگیا اور اب تک بدستور ہے پرانے کہنڈرات اس شہر کے دور دور تک نظر آتے ہین اور مقابر و مساجد بہی بکثرت تہی مگر سکہون نے گرا دی اب بہی روضہ متبرکہ حضرت امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی کا مع اُنکے صاحبزادون کے وہان موجود ہے اور سکہون کے اس شہر کے ساتہہ یہان تک دشمنی ہے کہ جب کوئی سکہہ اب بہی سرہند کے پاس سے ہوکر گذرتا ہے دو اینٹ وہان کے کہنڈرات سے اوٹہاکر دریا مین ڈال دیتا ہے گورو گوبند سنگہ کے دونو لڑکون کے ڈیرہ یہان بنے ہوکر ہین جہان سکہہ جاکر جبین سائی کرتے ہین اور سرکار انگریزی نے سرہند کے کہنڈرات سے حسب الاجازت رئیس پٹیالہ کے ریل کے پڑاو کے تعمیر کے واسطے جو مقام انبالہ وغیرہ بنے ہوئے ہین اینٹ صرف کی ہے لیکن وہ اینٹ ہنوز ختم نہین ہوئی اس شہر کے گرد و نواح مین آمون کے باغات بکثرت ہین اور ایک باغ نہایت شاہجہانی نہایت مستحکم و لاثانی بنا ہوا ہے جسکی عمارت اب بہت خراب و بے مرمت پڑی ہے مگر اسمین اب بہی بڑے بڑے درخت بہت ہین اس باغ کے متصل ایک ندی بہتی ہے اور اسپر پختہ پل شاہجہان کے وقت کا بنا ہوا ہے ✦

علاقہ سرہند یہہ ایک فراخ علاقہ ہندوستان کے علاقون مین ہے جسمین بادشاہون کے وقت صوبہ سرہند کا حکومت کرتا تہا اسکے شمال کو حدود پنجاب شرق مین کوہ سرمور و پہاڑی ریاستین و انگریزی اضلاع سہارنپور و پانی پت و رہتک جنوب مین علاقہ رہتک و ہریانہ غرب مین ریاست بہاولپور ہے طول اسکا دو سو میل شرق سے غرب کو اور عرض ایکسو ساٹہہ میل جنوب سے شمال کو کل سطح اسکا سترہ ہزار میل مربع ہے اگر سندا از چہوا جہت بین سوائے شمالی حد اسکی کے کہ وہ دامن کوہ مین واقع کنارے ستلج سے جمنا کے دہنے

کنارے تک پچہتر میل طول مین ہے پہاڑ سے ملا ہوا علاقہ اسکا اکثر مقامات سے تین ہزار پانسو یا دو ہزار پانسو
فٹ بلند ہے اور جو پہاڑی درے اسطرف کو جاری ہین وہ دو ہزار تین سو اونتالیس یا دو ہزار نوسو
پنتیس فٹ بلندی مین ہین باقی علاقہ سرہند کا شرق سے غرب کو ڈہلوان ہے اور جنگل اور ریگستان بہی اسمین
بہت مقامات پر واقع ہے خصوصاً بہاولپور کی ریاست اور حدود ملک بٹہیانہ کے قریب تو سوای ریگستان
کے صاف زمین بہت کم نظر آتی ہے چند برس گذرے ہین کہ سرکار نے اس نیت سے سرہند کی پیمایش کرائی
تہی کہ ایک بڑی نہر جمنا سے کہود کر ستلج مین ڈالی جاوے اور دونو دریاؤن کا راستہ بذریعہ کشتیون کے
جاری ہو جاوے دریاے جمنا اس علاقہ مین قریب ستر میل کے بہتا ہے اور دریاے ستلج بہی پہاڑون سے
نکلکر بہتا ہے وہ قریب پینتیس میل کے شمال غربی حد اس علاقہ کے بناتا ہوا چلا آتا ہے اور جو ملک درمیان
جمنا اور ستلج کے واقع ہے اوسمین دوبارہ ندیین بہتی ہین چند ندیان تو انمین نامی گرامی ہین ایک
سرستی دوسری مارکنڈا تیسری گہگر چوتہی کوسلا یعنی ندی پٹیالہ پانچوین خان پور کی ندی جب ان ندیون
طغیانی ہوتی ہے تو سب ملکر ایک ہو جاتے ہین اور تہانیسر سے لیکر کناہرے تک تمام ملک زیر آب ہو جاتا ہے
اس سیرابی سے جانورون کی پیدایش بکثرت ہوتی ہے اور خریف کے فصل کی سواے ربیع کے فصل کے
لئے تو سیرابی اسکی نہایت ہی فایدہ بخش ہوتی ہے ان ندیون کے سوائے مصنوعی نہرین بہی مثل نہر فیروز شاہ
وغیرہ اسمین جاری ہین جنسے زمیندار فصل ربیع کے فصل کے سیرابی کے واسطے پانی کاٹ کر دور دور لیجاتے ہین
اور جہان پانی نہین پہونچتا وہان کنوؤن کے ذریعہ سے زراعت کو پانی دیا جاتا ہے اس علاقہ مین بڑے
بڑے شہر و قصبے آباد ہین اور چہوٹی بڑی ریاستین بہی بکثرت ہین بڑی ریاست انمین مہاراجہ پٹیالہ و راجہ جیند
و نابہہ کی ہے اور مسلمان رئیسون مین نواب مالیرکوٹلہ کا بڑا رئیس شمار ہوتا ہے **سلطان خان والہ**
سرہند کے علاقہ مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو فیروزپور سے شملہ کو جاتی ہے گیارہ میل مغرب کی طرف فیروزپور
کے ہے گرد کا ملک اسکا ہموار و زمین عمدہ لایق کاشت ہے اور فصل غلہ کی نہایت عمدہ ہوتی ہے مگر کاشت
زمین کی نہین ہوتی صرف چند مقامات پر تخم بویا جاتا ہے یہہ قصبہ ایک سکہہ سردار کے جاگیر مین ماتحت سرکار
انگریزی کے ہے سڑک اس حصہ کی بہت اچہی ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کے سمت کو کلکتہ سے ایکہزار ستاون میل
کا ہے **سنگرور** انبالہ کی قسمت مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو ہانسی سے لودہیانہ کو آتی ہے
لودہیانہ سے اکیاون میل جنوب کے طرف ایک ہموار میدان و آباد کاشت شدہ زمین مین آباد ہے **تہانیسر**
انبالہ کی کمشنری مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو کرنال سے انبالہ کو آتی ہے کرنال سے شمال مغرب کو اونتالیس
میل کے فاصلہ پر آباد ہے اسکے متصل ایک ندی جاری ہے جس سے علاقہ اسکا سیراب ہوتا ہے گرد

یہان کم ہوتی ہے اور علاقہ اسکا جنگلون سے محیط ہے

تھانیسر سرہند کے علاقہ مین یہہ شہر اوس
سڑک پر جو لودہیانہ سے کرنال کو جاتی ہے کرنال سے تئیس میل شمال کو اور لاہور سے ایکسونوے میل جنوب
مشرق کے گوشہ مین سرستی ندی کے بائین کنارے پر ایک ہموار میدان اور زرخیز علاقہ مین آباد ہے
آبادی شہر کی ایک اونچے ٹیلے کے اوپر جو قدیمی عمارات تھے بار بار مسمار و منہدم ہونے سے اونچا ہوتا
چلا گیا ہے واقع ہے یہہ شہر بہت بڑا ہے اور شہر کے اندر غریب لوگون کے جہونپڑیان اور آسودہ لوگون کے
پختہ عمارات عالیشان منقش و مصفا بنے ہوئے ہین بازار مین بڑی مالدار دوکاندار تجارت دوکان کرتے
ہین اونمین مسلمان کم اور ہندو زیادہ ہین ہندوؤن کے مندر بکثرت اور دیوتاؤن کے مورتین بیشمار
شہر کے چارون طرف شہرپناہ پختہ مگر کہنہ و مسمار شدہ ہے شہر کے گرد باغات آمون کے بکثرت اور کل
علاقہ سرسبز و شاداب ہے مسلمان بادشاہون سے پہلے پہل سلطان محمود غزنوی ۱۰۱۱ء مین سلح یاب ہو کر یہان آیا
اگرچہ راجہ انندپال راجہ لاہور نے اس پرستشگاہ کے بچانے کے لئے اوسکی خدمت مین بہت منت کی اور کہا
کہ آیندہ سال بسال آمدنی کل اس علاقہ کی آپ کی خدمت مین بہیجی جایا کریگی اور اس مہم کا بہی کل خرچ
پیشکش ہوتا ہے اور بہت سے جواہرات گرانبہا بہی نذر کیجاتی ہے اور اس شہر کے سلامت رہنے مین بندہ
بہی مدت العمر احسان مند رہیگا مگر سلطان محمود نے اوسکے معروضات پر کچہہ خیال نکیا اور شہر کو گرا کر پامال
کیا معبدون کو گرایا شہر کو جلایا شہر والون کو لوٹ کر ٹکڑے کا محتاج کر دیا اور بیشمار سونا چاندی موتی ہونگا
الماس لعل کروڑون روپیہ کا اور دولاکہہ قیدی ہندو یہان سے لیکر غزنین کو چلدیا اوس دولت بی انتہا مین سے
ایک لعل گرانبہا چارسو پچاس مثقال وزن مین تہا جسکی قیمت کے تخمینہ کرنے مین صرافان روئے زمین عاجز و
قاصر تہے مگر بڑا ٹہاکر ہندوؤن کا جو یہان کے بتخانہ مین رکہا تہا اور تمام ہند کے راجے دور دور سے
آکے اوسکے پرستش کو آتے تہے وہ بہی سلطان محمود یہان سے اوٹہا کر غزنین لے گیا اور مسجد کے دروازہ
آگے ڈالدیا اوسوقت محمود کے فوج کی ایک ایک سپاہی کے خیمہ مین سوائے زر نقد و جواہرات ہندی
کنیزک و غلام کے اور کچہہ نظر نہین آتا تہا غزنین جاکر یہہ غلام اس ارزانی سے فروخت ہوئے کہ دو آنہ چار آنہ
کی قیمت پر اچہی خوبصورت کنیزک و غلام ہر ایک شخص کو دستیاب ہو سکتا تہا ایسے صدمہ کے بعد پہر یہہ
شہر غزنوی سلطنت کے ضعف کے وقت سب راجون نے باتفاق ہمدگر آباد کیا مندر بنوا لیئے دوبارہ
ٹہاکرون کو وہان استہاپن کیا مگر کئی مرتبہ پہر بہی سلطان شہاب الدین غوری وغیرہ شاہان اسلام نے
اپنے حملون کے وقت اسکو لوٹا و تاراج کیا غرض ایسے ایسے صدمات مسماری و غارتی و تاراجی کے اس شہر پر بے حد و
انتہا آچکے ہین زمانہ حال مین آبادی اس شہر کی روز بروز ترقی پر ہے اور بارہ ہزار اکسو تین آدمی

اسمین رہتے ہین فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے نوسو اٹہاسی میل کا ہے انگریزون کی عملداری سے پہلے یہہ شہر
سمیاں بہنگا سنگہ و بہاگ سنگہ رئیسون کی ریاست مین تہا اگر وہ لاولد مرگئے اور کل علاقہ ریاست کا سرکار انگریزی
کے قبضہ مین آگیا اب اونکے وارثون سے بشن سنگہ ولد صاحب سنگہ کنیزک زادہ بہنگا سنگہ کو صرف پانچہزار روپیہ
کی جاگیر ملی ہوئی ہے ریاست کے وقت ۹۹ گانو تہانیسر کے شامل تہے اور کل علاقہ دو ہزار تین سو چہتیس میل
مربع تہا اور آبادی ریاست کی اونچاس لاکہہ چہہ ہزار سات سو اڑتالیس تہی اور چہتر ہزار روپیہ ریاست کی
آمدنی رئیس کو ملتی تہی ۱۸۳۲ء مین یہہ ریاست ضبط ہوئی بعد ازان یہہ شہر ضلع کا مقام مقرر ہوا اور چار تحصیلین
ایک خاص تہانیسر دوسری تحصیل لاڈوہ تیسری کیتہل چوتہی تحصیل گولا ضلع کے متعلق ہوئین مگر مفسدہ
دہلی کے کچہہ مدت بعد یہہ ضلع ٹوٹ کر علاقہ اسکا اور ضلعون سے متعلق ہوگیا مفسدہ کے وقت کپتان مکنیل صاحب
اس ضلع کے حاکم تہے اور صرف ایک کمپنی پیادگان پلٹن ہندوستانی نمبر پانچ کی یہان ماموری تہی جب اون پر
شک گذرا تو اونسے ہتہیار لیے گئے اور فوج مہاراجہ پٹیالہ کی طلب کر کر ضلع کے انتظام مین بعضے وقت
تمام مصروف ہوئے لوٹن صاحب اسسٹنٹ کمشنر کو شاہ آباد کو مامور کیا لفٹین پارسن صاحب موقع موقع کے قلعے
دیہات علاقہ کیتہل و پاپٹ ریاون اور جمنا کے گہاٹون کی حفاظت کو گئے اور جب بہات کی خبر پہونچی کہ دہلی
کے مفسد تہانیسر کو آتے ہین تو صاحب ضلع نے اہتمام کے کاغذون کو خود تلف کر دیا اور خزانہ اپنا انبالہ کے قلعہ
مین بہیجدیا جیلخانہ مضبوط کیا جاگیردارون کو مع اونکی فوج کے شہر مین بلالیا اور جب خبر پہونچی کہ رنگڑ
کے زمیندار چاہتے ہین کہ تہانیسر کے جیلخانہ پر حملہ کر کے اپنے قیدی چہوڑا لیجاوین صاحب ضلع نے وہ قیدی
انبالہ کے ضلع مین پوشیدہ بہیجدیے اسوقت رعایا اس ضلع کی ہنگامہ پردازی پر مستعد تہی اسواسطے کہ
لدہیانہ و فیروزپور کے مفسد رعایا کہ سزا پائی ہے سخت ناراض ہو رہے تہے اسلیئے چند دیہات نے زر محاصل
دینے سے انکار کیا صاحب ضلع نے اسیوقت اونکی سزادہی کی طرف متوجہ ہوکر موضع اسندہ کو جلادیا جس سے
سخت گمراہی و توہم مین آئی تہی اور ۲۹ - جون کی تاریخ کو بارون آدمی مفسد و غارتگر ایکوقت پہانسی
پر چڑہائے گئے اور باقیماندہ سے سخت جرمانہ لیا اس انتظام سے رعایا مطیع ہوگئی اور معاملہ واجبی ادا کیا
اس شہر اور شہر کے گردنواح کو ہندو لوگ بہت متبرک اور پاک سمجہتے ہین اور کہتے ہین کہ کورو نام ایک راجہ
کورون کے خاندان کا بزرگ تہا اوسنے اسمقام پر جگ کرکے اڑتالیس کوس مربع زمین یعنی بارہ بارہ کوس
شہر کے چارون طرف کی زمین اپنے ہاتہہ سے قلبہ رانی کرکے صاف کیا اور پہر اسکو مینہہ کر بہا لیا پر
شروع کی کئی سال کے بعد برہماجی نے خوش ہوکر اوسکو درشن دیا اور ارشاد کیا کہ تو کیا چاہتا ہے اوسنے جواب دیا
کہ مین یہہ چاہتا ہون کہ جو کوئی شخص اس اڑتالیس کوس کی دہرتی کے اندر مر جاوے وہ مکت کو پراپت ہوجاوے

برہما نے فرمایا کہ ہان جو شخص اسجگہہ لڑائی مین مارا جائیگا یا عبادت مین مرجائیگا تو اوسکی مکت ہو جائیگی اسی روز
سے اس مقام کا نام کورچھیتر یا کورکہیتر مقرر ہوا اور کیرو اور پانڈو ان کو بہی جب آپسمین لڑنے کا اتفاق
ہوا تو اونہون نے بہی اپنے بزرگ کے حکم کے بموجب لڑائی کے واسطے اسی زمین کو پسند کیا اور نیز اسجگہ
آپسمین سخت معرکہ آرائیان ہوئین جنکی لڑائی اب تک ضرب المثل ہے اب بہی اس اڑتالیس کوس کے حاطہ
کے اندر جا بجا مندر و تیرتہون کے استہان بنے ہوئے ہین بڑا تیرتہ شہر مین ایک تالاب ہے جسمین ایک
شوالہ بنا ہوا ہے اور شب مہادیو کی پرستش ہوتی ہے اور دوسرا سنت تالاب ہے اوسکے کنارون پر بہی
مندر بنے ہوئے ہین اور شہر کے باہر بڑے فاصلے پر ایک بڑی جہیل ایک میل لمبان اور آدہا میل چوڑان مین
ہے اور اوسط مین ایک جزیرہ دو سو پچیس گز چوڑا ہے اوسپر آمد و رفت کیواسطے دو پل بنے ہوئے ہین جنکا
طول دو سو پچیس گز سے زیادہ نہین ہے جب جہیل طغیانی مین آتی ہے تو پلون کے اوپر تک پانی بہر جاتا ہے
تیسرا پل یہان اورنگ زیب عالمگیر نے بنوایا تہا جو اب مسمار ہو گیا ہے اوس جزیرہ کے اوپر کوئی مندر بنا ہوا
نہین ہے صرف چارون طرف سیڑہیان بنی ہوئی ہین جن پر بیٹہ کر ہندو نہاتے اور پرستش کرتے ہین اسی
جہیل کا نام کورچھتری جہیل ہے مہادیو اور لچھمی نارائن کے مندر بڑے عالیشان بنے ہین پلون کے نیچے محرابین
اور اکثر مقامات پر گہاٹ بہی پختہ بنے ہین یہان کے اشنان کا ہندون کی کتابون مین بڑا مہاتم لکہا ہے اور
سورج گرہن کے روز یہان ہزارہا ہندو جمع ہوتے اور غسل کرتے ہین اور کنارون پر اس جہیل کے مشیار درخت
لگے ہین جنکے دیکہنے سے عجب بہار معلوم ہوتی ہے سلامی بادشاہت کے وقت بہی یہان بڑے بڑے علما و صلحا
و مشایخ ہو گذرے ہین جنکے مقبرے عالیشان سنگین عمارات کے تعمیر ہوئے ہوئے موجود ہین بڑا نامی مقبرہ
یہان شیخ چہلی کا بلند اور ہشت پہلو بنا ہوا ہے جسکی ایک ایک پہل پر ایک برج اور سنگ مرمر کی بارہ دریان
ہین بیچ مین اسکے بڑا برج یعنی گنبد مقبرہ خوشنما بنا ہے یہہ حضرت بڑے عابد ہوئے ہین تمام عمر مین انہون نے
چالیس چلے کاٹے تہے اسلئے انکا نام شیخ چہلی مقرر ہو گیا دوسرا مقبرہ شیخ جلال الدین تہانیسری چشتی
کا نامی گرامی روضہ ہے یہہ حضرت بہی خاندان صابریہ چشتیہ کے بڑے بزرگ ہو گذرے ہین **شہر لودہیانہ**
یہہ شہر لاہور سے شمال و مشرق کے گوشہ مین بفاصلہ اکیوسیل دریاے ستلج کے ایک شاخ پر آباد ہے چونکہ
اسکو ۹۹ سنہ ہجری مین سلطان سکندر بن بہلول لودی نے اپنی بادشاہت کے وقت آباد کیا اور قلعہ سلطان
ابراہیم لودی نے بنوایا اسیواسطے اسکا نام لودہیانہ مشہور ہو گیا پہلے یہہ شہر ایک چہوٹا سا قصبہ تہا اور رئیس یہانکا
بہاگ سنگہ الجیت سنگہ کا بیٹا تہا اوسکے مرنے کے بعد بیرتاب سنگہ مہتاب سنگہ قابض اس ریاست کے ہوئے جب یہہ
لاولد مر گئے تو ریاست سرکار انگریزی کے قبضہ مین آگئی اسوقت صاحب پولٹیکل اجنٹ اسکی آبادی کے طرف

متوجہ ہوئے اور نیز بسبب اسکے کہ چھاونی انگریزی فوج کی شہر سے ملتی ہوئی مقرر ہوئی دن بدن اسکی آبادی
مین ترقی ہوتی چلی گئی شہر کی شمال کی طرف قدیمی ستلج کے نالہ پر ایک قلعہ انگریزون نے بنایا اور اسمین میگزین
رکھا ہے قلعہ سنہ ۱۸۳۲ع مین بنایا گیا تھا مگر کچھہ مضبوط نہین ہے یہہ شاخ ستلج کی روپڑ کے مقام پر ستلج کے اندر سے
نکلکر قریب پچاس میل کے مغرب کے سمت کو چلکر بہروالی پورہ کے مقام پر پندرہ میل نیچے قلعہ کے دریاے ستلج
مین جا گرتی ہے بڑا حصہ اس ندی کا وہ ہے جہان دریاے ستلج جاری تھا اور اب دریاے ستلج بفاصلہ چار
پانچ میل کے اس نالہ سے چلتا ہے اس شہر کے گرد مین شہر پناہ و دیوار نہین ہے اور کھلی ہوئی بستی مین ہندو مسلمان
رہتے ہین مگر قوم ہندو کم اور مسلمان بکثرت اور مسلمانون مین کشمیری زیادہ اور پنجابی کم گلیان و مکانات و بازار اسکے پختہ
اور کشادہ خوبصورت خوشنما بازارونمین بڑے بڑے صراف تجار مالدار دوکانین کرتے ہین جنکی
کوٹھیان اور لین دین کلکتہ دہلی و لاہور و امرتسر و پشاور و ملتان و کابل تک جاری ہے ہندوستان کا
کل مال تجارت کا اول یہان آکر بکتا ہے بعد ازان پنجاب کو روانہ ہوتا ہے سیکڑون کشمیری شالباف یہان
شالبافی کرتے ہین جنکی تجارت ساہوکارون کی معرفت دور دور تک ہوتی ہے مگر اعلی قسم کا پشمینہ نہین
ہوتا اور قیمت بھی کشمیر کے پشمینہ سے بہت کم پاتا ہے سواے اسکی اور سیکڑون قسم کے کارخانے یہان
جاری ہین اور ہر ایک قسم و کسب حرفہ کا آدمی یہان مل سکتا ہے آبادی اس شہر کی سینتالیس ہزار ایکسو
اکیانوین سواے مردم شماری مقام چھاونی کے ہے جس مین سرکاری فوج رہتی ہے سنہ ۱۸۴۶ع مین یہان
ایک آندہی ایسی آئی تھی جسکا ذکر آجتک لوگون کی زبانون پر ہے اس آندہی مین صدہا آدمی مر گئے اور چھاونی
کی بارکین گر گئین شاہ زمان بادشاہ درانی کئی سال تک بعد معزولی سلطنت کابل کے بحالت نابینائی یہان رہا اور
گذارہ معقول سرکار انگریزی سے پاتا رہا اسی طرح شاہ شجاع الملک شاہ کابل بھی معزول ہوکر سنہ ۱۸۳۸ع مین
یہان آیا اور رہتا رہا اب بھی اولاد اسکی یہان رہتی ہے سرکار سے پنشن پاتی ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے
شمال مغرب کی طرف ایکہزار ایکسو دو میل کا ہے

ضلع لودھیانہ

یہہ ضلع ماتحت کمشنری انبالہ کے ہے
اسکے علاقہ کے شمال مین حد دوابست جالندہر اور دونو حدود کے درمیان دریاے ستلج جاری ہے شرق
مین ضلع انبالہ جنوب مین حدود ملک ریاست پٹیالہ وغیرہ علاقہ ہاے ریاست سکھی غرب مین ضلع فیروزپور
ہے پہلے اس علاقہ مین سرکاری علاقہ کچھہ نہ تھا صرف صاحب پولٹیکل اجنٹ رزیڈنٹ دہلی کے ماتحت
یہان رہتا تھا اور یہہ کل ملک رئیسون کے تحت مین تھا بعد ازان جسقدر رئیس لاولد مرتے گئے انکی ریاست
کا علاقہ ضبط ہوکر لودھیانہ کے شامل ہوتا گیا سنہ ۱۸۴۶ع مین جب انگریزون نے لاہور کو فتح کیا تو ستلج پار کا
کل ملک جو شامل سلطنت لاہور کے تھا ضبط ہوکر لودھیانہ کے شامل ہوگیا سنہ ۱۸۴۹ع مین کل ضلع لودھیانہ

کے ضلع کا ساتسو چھبیس میل تہا اور آبادی ایک لاکہہ اکیس ہزار آدمی کی سوا ے عورات اور بچون کے تہی اب بڑہتے بڑہتے یہہ ضلع یہان تک بڑہ گیا کہ ۱۸۶۶ء کے رپوٹ مجموعی مین آبادی اسکی پانچ لاکہہ چھبیس ہزار چارسو اٹہانوین درج ہوئی اور ۱۸۶۹ء کی مردم شماری مین چارسو اونتیس آدمی فی میل اسکی آبادی کے نقشہ مین درج ہوئی دہلی کے مفسدہ کے وقت لودہیانہ کے ضلع کے حاکم سٹر یکٹ صاحب ڈپٹی کمشنر تہے دہلی کی خبرین اور فیروزپور کی سنکر یہان کے بدمعاش لوگون کو ایک حوصلہ پیدا ہوا اور مفسدے کی ہوا دماغ مین سمائی صاحب نے براہ خبرداری خوب انتظام کیا اور نابہہ اور رکوٹلہ کی فوج منگوا کر شہر وضلع و دریا کے گہاٹون پر مامور کی خزانہ لودہیانہ کا فلور کے قلعہ مین بہیجدیا قلعہ اور جیلخانہ کی مضبوطی کے لیے نئی فوج کی بہرتی شروع کی بیوپاریون کو حکم دیا کہ گندہک وشورہ سوا ے سرکار کے اور کسیکو نہ بیچین سوداگرون کو بہی ٹوپیان بندوقی بہیجنے سے ممانعت کی اور ہندوستانی ملازمون کو ضلع سی نکالدیا اور قلعہ کے اندر گورہ فوج مامور کر کے پانی کا انتظام کیا نوملازم سکہی اور پنجابیون کی فوج تہانون اور تحصیلون کی حفاظت کو مامور فرمائے اور تین لاکہہ گز کپڑا خریدکر مورچہ بندی کے تہیلے اور خیمے سلوائے اور توپخانہ کے گہوڑون کے زین بنوائے اور خود صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر و لفٹنٹ یورک صاحب وکپتان نکال صاحب رات کے وقت تغیر لباس کر کر دس بجے سے دو بجے تک شہر مین پہرتے اور چونکہ صاحب کو شہر والون کی طرف سے اطمینان کلی نہ تہا اسواسطے اونکی رائے مین مناسب معلوم ہوا کہ شہر والون سے ہتہیار لیے جاوین اسواسطے پلٹن والون کو ایکروز حکم ہوا کہ تم علی الصباح شہر مین پہیل جاؤ اور جو شخص گہر سے نکلے اُسکو نکلنے نہ دو جب یہہ انتظام ہوگیا تو پلٹن والون نے ایک ایک گہر کی تلاشی لیکر جسقدر ہتہیار کہ شہر والون نے اپنے گہرون مین چہپا رکہے ہوئے تہے نکال لائے اُسوقت گیارہ گاڈیان ہتہیارون کی لدی ہوئی شہر سے نکلین ہتہیارون کی شہر کے لوگ بہت رنجیدہ ہوے اور جب جالندہر کے مفسد دہلی کو جاتے ہوئے لودہیانہ آئے تو شہر والون نے بہی اونسے اتفاق کیا پادریون کے گرجا اور اونکے رہنے کے مکان جلادیے اور گہر اونکی لوٹ لئے اور مفسدونکو قلعہ پر توپخانہ چڑہانے مین مدد دی اور رسدرسانی بوجہ احسن کی اور مفسدونکو افسران ضلع کے گہر بتلا دیے کہ وہ اونکو لوٹ لین ایسے عام بلوہ کو صاحب ضلع روک نسکے کیونکہ مفسدون کی جالندہر سے روانگی کے صاحب ضلع کو گیارہ گہنٹہ تک خبر نہین پہونچی تہی جب وہ دریا کے پار ہوئے اور پہلور کے مقام کی تیسری پلٹن ہندوستانی بہی اونکے ساتہہ ملگئی تو یہہ خبر صاحب ضلع کو پہونچی اوسیوقت صاحب ضلع بڑی ہوشیاری خبرداری سے مفسدون کے مقابلہ کو گئے اور تمام دن اونکو تعاقب کیے اور رات اون پر شبخون مار اگر اسوقت صاحب کے کل مددگار بہاگ گئے نابہہ کی فوج نے برخلاف حکم لیٹ

آتا کے مفسدون کے مقابلہ سے انکار کیا صرف ایک ٹکڑا فوج کپتان روتھنی صاحب پلٹن نمبر ۴ سکھون کا ساتھ لفٹن فولیم صاحب کی صاحب ضلع کے پاس ہگیا مگر وہ فوج بہی زخمی ہوگئی اوسوقت لفٹنٹ ولیم صاحب اپنی ہاتھ سے توپ چلاتا رہا وہ بہی جب سکہ زین ختم ہوگیا تو لاچار ہوگیا چونکہ مفسدون کے پاس گولی نہ تہی اور چلتی دفعہ وہ وہ کہا کہ گولی سے بہری ہوئی کارتوس جالندہر مین ہی چہوڑ آئی تہی اور خالی کارتوسون کے صندوق کو جنمین صرف بارود ہی تہا بہری ہوئی جانکر لادلائے تہے اونہون نے زیادہ تر لودہیانے مین ٹہرکر مقابلہ کرنا مناسب جانا اور لدہیانہ چہوڑکر دہلی کو چلدئے اونکے جانے کے بعد صاحب ضلع شہر کے مفسدون کی تحقیقات مین مصروف ہوئے اور بعد تحقیقات کے جن جن لوگون نے مفسدہ کیا تہا وہ بائیس آدمی پہانسی دئے اور کل شہر پر پچیس ہزار دو سو چوراتوین روپیہ جرمانہ کرکر وصول کیا یہہ انتظام صاحب کا کل علاقہ کے انتظام کے باب مین مفید ہوا اور پہر کوئی شخص رعایا مین سے مرتکب فساد کا نہوا اور قلعہ کے پاس پاس تین تین سو گز کے فاصلہ تک جسقدر رعایا کے گہر تہے مسمار کرادئے اور لودہیانہ کے گوجر لوگ جو زیادہ تر مفسد تہے اونسے ہتہیار لے لیے اور جاٹ لوگ جو خیرخواہی مین مصروف رہے اونکو انعام ملا اور ہتہیار بہی بدستور اونکے پاس رہنے دئے گوجرون کی کشتیان اور گہربان جو دریا مین چلتی تہین اونسے چہین لی گئین کہ اونہون نے ہی مفسدون کو دریا سے پار کیا تہا اور جو ہندوستانی چہاونی وغیرہ مقامات مین رہتے تہے سب کے سب نکالدئے گئے اور لمبر ایک ہندوستانی پلٹن جو لدہیانہ مین تہے پہلے اون پر بہی شک مفسدہ کا ہوا مگر اونسے کچہہ جرم وقوع مین نہ آیا خیرخواہ لوگون کو جیسے میان ہت سنگہ و بسنت سنگہ و سلطان جو د و کابلی پنشن خوار و حسن خان و عبدالرحمان و صالح محمد و شاہ پور و شاہزادہ سکندر وغیرہ تہے بڑے بڑے انعام ہوئے اور عزت و حرمت مین اونکی ترقی ہوئی اور ایک شاہزادہ پنشن خوار بجرم فساد سزا کو پہونچا

علی وال یہہ گانو دریاے ستلج متصل لودہیانہ کے پاس آباد ہے اگرچہ یہہ چہوٹا سا گانو ہے مگر جب شہرت اسکی کا یہہ ہوا کہ یہان ۲۸ جنوری ۱۸۴۶ء فوج سکہی اور انگریزون کی فوج ماتحت اسمتہہ صاحب کے درمیان بڑی لڑائی ہوئی جسمین انگریز فتحیاب ہوئے اور سکہہ بہاگ گئے اوس روز سے یہہ گانو مشہور اور قابل اندراج تاریخ ہوگیا

بہندری یہہ قصبہ وسن شرک جو لودہیانہ سے فیروزپور کو جاتی ہے بفاصلہ بیس میل فیروزپور سے آباد ہے اور دریاے ستلج دہنی طرف اس قصبہ کے ڈیرہ میل بہتا ہے گرد نواح اسکے اگرچہ ویرانہ وجنگل نہین ہے مگر تمام ریگستان ہے اس سبب سے کاشتکاری کم ہوتی ہے اور بہت سا حصہ اسکی زمین کا جو لائق کاشت تہی دریابرد بہی ہوگیا ہے اسمین گہر خام پختہ ہوئے ہین اور بعض لوگ تو خس پوش چہپرون مین ہی رہتے ہین صرف ایک مسجد پختہ ہے اور قصبہ مین چہہ سو آدمی

زمیندار راجپوت آباد ہے **بلاسپور** ستلج پار کی علاقہ مین یہہ گانو اس سڑک پر جو بہادرپور سے سیانو کو جاتی ہے
تینتیس میل بہادرپور آباد ہے عمارت اسکی خام اور آمدنی اسکی تیرہ ہزار روپیہ سالانہ ہے پہلے یہہ قصبہ ایک سکہہ
سردار کے تحت مین تہا اب سرکار انگریزی کے قبضہ مین ہے **جمکور** یہہ قصبہ انبالہ کے کمشنری مین اوس
سڑک پر جو روپڑ سے لودہیانہ کو آتی ہے سات میل روپڑ سے گوشہ جنوب مغرب بائین کنارے دریاے
ستلج کے آباد ہے اور جو میدان کہ اس موضع اور دریا کے بیچ مین واقع ہے وہ ہمیشہ سیراب و سرسبز رہتا ہے
اچہی اچہی زراعتین اسمین ہوتی ہین اور قطعہ زرخیز ہے **فیروزشاہ** یہہ قصبہ دریاے ستلج کے بائین
کنارے بفاصلہ بارہ میل ماتحت کمشنری انبالے کے آباد ہے فیروزشاہ بادشاہ کے حکم سے جب فیروزپور
آباد ہوا تو یہہ گانو بہی آباد کیا گیا بالفعل آبادی اسکی تہوڑی ہے مگر باعث مشہوری کا یہہ ہے کہ ۲۱ دسمبر
۱۸۴۵ء مین یہان سکہون اور انگریزی فوج ماتحت لارڈ گف صاحب و ہارڈنگ صاحب کے اہتمام سے سخت
لڑائی ہوئی اور انگریزون کا سخت نقصان ہوا مگر آخر میدان انگریزون کے ہاتہ آیا اور سکہہ بہاگ گئے
کہوس پور ستلج پار کے علاقہ مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو لدہیانہ سے فیروزپور کو جاتی ہے لودہیانہ
سے مغرب کی طرف بفاصلہ دس میل کے آباد ہے پاس اسکے ایک شاخ دریاے ستلج کی بہتی ہے جو ستلج سے
نکلکر چار میل تک برابر ستلج بائین کنارے بہتی ہوئی چلی جاتی ہے یہہ قصبہ ہموار میدان و کاشت شدہ زمین
مین آباد ہے مگر کاشتکاری بہت کم ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کے سمت کو کلکتہ سے ایکہزار ایکسو گیارہ میل کا ہے
جگراؤن لدہیانہ کے ضلع کے علاقہ مین یہہ ایک بڑا قصبہ پرگنہ کا مقام ہے تحصیلدار ماتحت ضلع لودہیانہ
کا یہان تحصیل کا کام دیتا ہے اسمین پختہ عمارتین و حویلیان عالیشان بہت ہین بازار بہی کشادہ تجارت کثرت
ہوتی ہے گرد نواح قصبہ کی بہی سرسبز اور باغات کثرت سے بنے ہوے ہین پہلے یہہ قصبہ راے کوٹ کے ماتحت تہا لیکن
تہا کے انگریزون نے بسبب اسکے کہ ابکو رشتہ بہی جنگ مین سکہون کے شامل تہا نصف علاقہ اسکی ریاست کا
ضبط کرلیا اسوقت یہہ قصبہ بہی ضبطی مین آکر داخل ممالک انگریزی ہوگیا اسمین سید رجب علیخان بہادر وغیرہ
وغیرہ اپنے فرزندون کے بڑے امیر کبیر رہتے تہے اونکی تعمیر کی ہوئی حویلیان و مساجد بہی اس قصبہ کے
زیادہ تر رونق کا باعث ہین عشرہ محرم مین یہان بڑی مرثیہ خوانی و تعزیہ داری ہوتی ہے اور کہانا بکثرت
پکا کر فقرا و غربا کو تقسیم ہوتا ہے **کہنا** یہہ قصبہ پار دریاے ستلج کے سرہند کے علاقہ مین پہلے ایک ریاست کا
مقام تہا سطح اسکا چالیس میل مربع اور آمدنی چالیس ہزار روپیہ کی تہی ۱۸۵۱ء مین جب رانی یہان کی رئیسہ مرگئی
تو یہہ علاقہ سرکار مین ضبط ہوا آبادی اسکی آٹہ میل شمال مغرب کی طرف سرہند کے واقع ہے **کوٹ کیورا**
سرہند کے علاقہ مین یہہ قصبہ سینتیس میل بائین کنارے دریاے ستلج کے اوس سڑک پر جو دہلی سے فیروزپور کو تک

کے راستے آتی ہے آباد ہی شہر کے شمال کی طرف ایک چھوٹا سا قلعہ بنا ہوا ہے اول یہہ شہر و قلعہ رنجیت سنگھ والی لاہور کے قبضہ مین تہا اب سرکار انگریزی کے قبضہ مین ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کے سمت کو کلکتہ سے براہ دہلی و انبالہ ایکہزار ایکسو تین میل کا ہے **لشکری خان کی سرائے** لودہیانہ کے ضلع مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو کرنال سے لودہیانہ کو آتی ہے لودہیانہ سے اونیس میل جنوب مشرق کی سمت کو آباد ہے سرزمین اسکی سرسبز و سیراب و کاشت شدہ پانی بکثرت غلہ افراط سے پیدا ہوتا ہے سڑک اس حصہ کی بہت افضل ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے بسمت شمال مغرب ایکہزار اونہتر میل کا ہے **ماچھی واڑہ** سرہند کے سرزمین مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو لودہیانہ سے روپڑ کو جاتی ہے لودہیانہ سے بائیس میل شرق کو اور چار میل پر کنارے دریاے ستلج کے آباد ہے پہلے ستلج دریا اسکے متصل بہتا تہا پچاس برس گذرے ہین کہ دریا نے راستہ اپنا اسکے شمال کے طرف کو لیکر اسکے پاس سے ہٹ گیا اسمین شکر تری کی تجارت بہت ہوتی ہے فقط

میانی ستلج پار کے علاقہ مین یہہ قصبہ اپنی کنارے دریا کے آباد ہے یہان ایک مشہور گہاٹ گذرگاہ دریا ہے جسکو میانی کا گہاٹ کہتے ہین اور اسکے ذریعے سے گذر کر پنجاب مین داخل ہوتے ہین دریا کا پانی اسمقام بہت صاف رہتا ہے اسوقت تک کہ مچہلیان اسمین نظر آوین **مالیر کوٹلہ** یہہ دو مشہور بستیان پار دریاے ستلج کے علاقہ مین اوس سڑک پر جو پٹیالہ سے فیروزپور کو جاتی ہے پٹیالہ سے تیتالیس میل شمال مغرب کی سمت کو آباد ہے عمارات اسکی بلند و عالیشان ہین بازار کشادہ ہین جن مین تجارت کا گرم بازار ہے سلمان پٹہان شیخ کے قبضہ مین یہہ قصبہ ہے جسکا حال مفصل سابق ریاستون کے ذکر مین تحریر ہو چکا ہے حاصل کل اس ریاست کا ایکسو چالیس میل مربع اور آبادی اسمقام کی قریب اکیاون ہزار کے ہے نواب کے رہنے کی حویلیان یہان بڑی بڑی عالیشان بنی ہوئی ہین اور اوسکی رشتہ دارون و حاشیہ نشینون کے مکانات پختہ و مصفا بنے ہین فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو ایکہزار ایکسو میل کا شمار ہوتا ہے مالیرکوٹلہ مین ریشم اور رنگا ہوئی عمدہ بنتی ہین بندوق یہان کی بنی ہوئی تحفہ مشہور ہے **ملود** سرہند کے علاقہ مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو فیروزپور سے لودہیانہ کو جاتی ہے اکیس میل فیروزپور سے بسمت جنوب مشرق آباد ہے اوسمین سردار بدن سنگہ سردار دیت سنگہ ملودیہ کا بیٹا یہان کا رئیس و جاگیردار ہے عمارت قصبہ کی خوشنما و بازار آباد و بارونق ہے **مصطفی آباد** سرہند کے علاقہ مین ایک قصبہ اوس سڑک پر جو سہارنپور سے لودہیانہ کو آتی ہے سہارنپور سے تینتیس میل شمال و جنوب کی طرف آباد ہے اسکے گرد مین شہرپناہ بھی پختہ بنا ہوا ہے اور ایک قلعہ بھی پختہ تعمیر ہوا ہوا ہے جسکی دیوار مین گول برج و ودہی بنے ہین شہر کے گہرون کی اچھی عمارت بھی پختہ اور پکے بازار ہین اور قلعہ کے اندر جاگیردار یہان کا رہتا ہے جسکے بزرگ کو یہہ جاگیر سنہ ۶ مین سرکار انگریزی سے عطا ہوئی تہی اکتیس سو چوبیس اس جاگیر مین آمدنی بہی اکتیس ہزار روپیہ کی ہے اور بعض بیان لکھا گیا کہ آمدنی جاگیر کی گہاتا ہے کہ آزاد نہین ہے گرد کے مالک اس شہر کا بیت

وکاشت شدہ وسیراب ہے آمبون کے باغات بکثرت ہین پانی اور غلہ بافراط مگر سڑک یہان کی بہت ناصاف خاص اوس مقام پر کہ جہان مارکنڈا دریا سے گذرتی ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کی طرف سولہ سو چھپن میل کا ہے اور سردار تلوک سنگہ اور سردار گورمکہ سنگہ تہے رئیس و جاگیردار اس ریاست کے ہین فقط ✤

رائی کوٹ سرہند مین یہہ قصبہ ایک جاگیردار کی جاگیر مین ماتحت سرکار انگریزی کے آباد ہے آبادی اسکی بتیس میل بائین کنارے دریاے ستلج کے واقع ہے آٹھہ ہزار سات سو چار آدمی اسمین بستے ہین اور عمارت قصبہ کی خوشنما اور بازار بارونق ہے اور رائے امام بخش رائکوٹیہ جاگیردار اسمین سکونت پذیر ہے

راجپورہ سرہند کے علاقہ مین ایک قصبہ اوس سڑک پر جو لودہیانہ سے انبالہ کو جاتی ہے تیرہ میل انبالہ سے شمال مغرب کو ہے اس مقام پر شاہان چغتائی کے وقت کا ایک قلعہ سنگین بنا ہوا ہے اور قصبہ مین بہی کثیر عمارات اور کشادہ بازار ہے اور علاقہ اسکا ہموار و زرخیز ہے

سدہام یا سدہان ستلج پار کے علاقہ مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو لودہیانہ سے فیروزپور کو جاتی ہے لودہیانہ سے تیس میل مغرب کی طرف لودہیانہ کے آباد ہے گرد نواح اسکی ہموار میدان مین واقع ہے اسکی زمین کا کچھہ حصہ زراعت شدہ تقدیر آدہا میل کے ستلج کے کنارے پر اور باقی جنگل ہے اسکے پاس ایک گہاٹ ہے جو سدہام کا گہاٹ کہلاتا ہے اور قصبہ ضلع لودہیانہ سے علاقہ رکہتا ہے

سنگہہ پوری سرہند کے علاقہ مین یہہ قصبہ ایک سکھہ سردار کی جاگیر مین ہے جب ۱۸۴۶ع مین اول یہہ علاقہ امر سنگہ کو سرکار انگریزی سے عطا ہوا جب وہ مر گیا تو اوسی خاندان مین سے ایک وسکو یہہ جاگیر ملی پہلے نام اس موضع کا فیض اللہ پور تہا جب فیض اللہ پوری خیل کے سکہون کا زور شور ہوا تو اونہون نے نام اسکا بدل کر سنگہہ پوری رکہا تب سے سنگہہ پوری مشہور ہے

سبراؤن یہہ ایک چہوٹی سی آبادی کا قصبہ بائین کنارے دریاے ستلج کے آباد ہے اس مقام پر دسوین ماہ دسمبر ۱۸۴۵ع مین مابین فوج سکہان اور انگریزون کی سخت لڑائی ہوئی اور جانبین بڑی استقلال سے اسمین لڑے اوس وقت سکہون کی فوج اس مقام پر تیس ہزار تہی اور انگریزون کی فوج اونکے نصف سے بہی کم مگر آخرکار سکہہ بہاگ گئے اور میدان چہوڑ کر بہاگے اوس لڑائی کے بعد انگریزون نے ستلج سے عبور کیا اور مقام متصل قصور کیا

صدر خان کا کوٹ ستلج پار کے علاقہ مین یہہ گانو اوس سڑک پر جو لودہیانہ سے فیروزپور کو جاتی ہے جو اکتالیس میل جنوب کیطرف لودہیانہ کے آباد ہے اور دریاے ستلج کے بائین کنارے سے بفاصلہ سات میل کے آبادی اسکی واقع ہے سطح اسکے علاقہ کا ہموار مگر زراعت کم ہوتی ہے اور بعض مقامات پر ریگستان اور بنجر ہے

تہارا ستلج پار کے علاقہ مین یہہ قصبہ اس سڑک پر جو لودہیانہ سے فیروزپور کو جاتی ہے اور تیس میل جنوب مغرب کی طرف لودہیانہ کے ستلج کے بائین کنارے کے اوپر آباد ہے اسکے پرانے کہنڈرات سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ

آباد قصبہ تہا عمارات اسکے پختہ اور چھوٹا سا بازار ہے رنجیت سنگہ نے اسکو مع پاس کے ملک کے فتح کرکر کل علاقہ مع
الووالیہ کو بخشدیا تہا مگر سکہون کی لڑائی کے موجب پار کا علاقہ آلووالیہ نے ریاست کا ضبط کرلیا تو یہہ قصبہ بہی ضبطی مین
آگیا **دہلی پور** ستلج پار کے علاقہ مین یہہ موضع بائین کنارہ دریاے ستلج کے واقع ہے اِسمقام پر دریا قابل جہاز رانی
کے ہے کیونکہ جو نالہ اس دریا کا کہ لودہیانہ سے آتا ہے وہ اِسمقام پر آکر دریا سے شامل ہوجاتا ہے **املی پور** سرہند کے
علاقہ مین یہہ قصبہ اُس سڑک پر جو سرہند سے تہانیسر کو جاتی ہے سرہند سے اڑتالیس میل شمال مغرب کی سمت کو
آباد ہے اِسمقام پر ایک چہوٹا سا قلعہ ہے سرزمین اسکی ہموار و زرخیز عمارات اسکی خوشنما ہین فاصلہ اسکا کلکتہ
سے شمال مغرب کی سمت کو ایکہزار چہتیس میل کا ہے **شہر فیروزپور** لودہیانہ سے مغرب کی
طرف لاہور سے جنوب مشرق کے گوشہ مین بفاصلہ چہالیس میل دریاے ستلج یا گہارا کے بائین کنارے آباد ہے
فیروزشاہ تغلق بادشاہ دہلی نے پہلے پہل اس شہر کی بنیاد رکہی اور قلعہ بنایا وہ قلعہ صرف سو گز لمبا اور چالیس
گز چوڑا تہا اسکے گرد خندق دس فیٹ چوڑی اور دس فیٹ عمیق تہی اور شرق کی طرف دروازہ اسکے
اندر دہول کوٹ آدہے دیوار تک اونچا تہا شہر کے گرد بہی شہرپناہ پختہ مع خندق تہا شاہان اسلام کے وقت
بہی اگرچہ فوج مغلیہ کے ہاتہ سے چند مرتبہ یہہ لوٹا گیا مگر شاہان چغتائیہ کے وقت اسکی آبادی بڑہی اور بڑگئی
اور شہر کے باہر بہی دور دور تک آبادی اسکی بڑہتی چلی گئی جسکو سکہون نے چند مرتبہ لوٹ کر برباد و
ویران کردیا اور صرف شہرپناہ کے اندر اندر تہوڑی سی آبادی رہگئی آخر جب رانی لچہمن کنور رئیسہ یہانکی
مرگئی تو یہہ قصبہ صاحبان انگریز کے قبضہ مین آگیا اوسوقت توجہ ایچ لارنس صاحب بہادر اسسٹنٹ پولٹیکل
اجنٹ کے اسکی آبادی مین ترقی ہوئی تہوڑے عرصہ سے شہر آباد ہوا نئے بازار چہاونی قلعہ بنایا گیا قلعہ کے
برج نہایت مضبوط و دیواریں مستحکم تعمیر ہوئی ہین اور اسمین میگزین رکہا گیا سینکڑون ساہوکار مالدار تجار
سوداگرون نے شہر مین دکانین جاری کین یہان سوداگرون کا مال اب دور دور تک جاتا ہے دریا
کے ذریعہ سے مال سندہ و بہاولپور تک جاتا ہے سواے دریا کے خشکی کے راستہ بہی سوداگرون کی آمدورفت
ہوتی ہے اور لاہور و امرتسر دہلی پشاور و کابل کو یہان سے مال ہر ایک قسم کا روانہ ہوتا ہے رانی لچہمن کنور کے
مرنے کے بعد رنجیت سنگہ اس شہر کے قبضہ کا دعویدار ہوا مگر قبضہ نہ ملا سنہ ۱۸۳۸ء مین لارڈ آکلنڈ صاحب گورنر جنرل
یہان آئے اور رنجیت سنگہ کو لاہور سے ملاقات کی واسطے بلایا اور دونون مین دوستانہ ملاقات ہوئی پہر جب سرکار
انگریزی نے افغانستان پر مہم کی تو کل فوج کو یہان جمع کرکر افغانستان کو مامور کیا بعد ازان سنہ ۱۸۴۵ء و سنہ ۱۸۴۶ء مین
اس شہر کے قریب ہنگامہ آرائی قوم سکہان و انگریزون کے ہوئی تو بعد فتح پنجاب کے ایک مکان عالیشان یادگار
انگریزون کا یہان بنایا گیا جو سکہون کی لڑائی مین کام آئے تہے اس شہر مین ہر ایک قسم کے لوگ کہتری

اور بڑے راجپوت افغان کشمیری رہتے ہین اور ہر ایک حرفہ وکسب و ہنر کا آدمی یہان دستیاب ہو سکتا ہے
ضلع فیروزپور ستلج پار کے ضلعون مین یہہ ضلع متعلق کمشنری و قسمت لاہور کے ہے اور چار تحصیلین ایک
تحصیل فیروزپور دوسری تحصیل زیرہ تیسری تحصیل مکتسر چوتھی تحصیل موگہ اسکے متعلق ہین حدود اسکے
بقاعدہ ہین اچھی طرح بیان نہین ہو سکتی اسکی سرزمین مین سے بہت سا حصہ فریدکوٹ کے رئیس کو دیدیا گیا ہے
اسواسطے کہ وہ سکہون کی لڑائی مین سرکار انگریزی کا خیرخواہ و وفادار رہا اس علاقہ مین جنگل و ویرانہ
و ریگستان بہت ہین بلکہ کل زمین مین سے تیسوان حصہ آباد ہوگا قدیمی کہنڈرات سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی
زمانہ مین یہہ علاقہ بڑا آباد ہوگا سیلابہ کی زمین بہی جسکو دریا سے پانی ملتا ہے بہت ہی آب و ہوا یہانکی
انگریزون کے واسطے بہت مفید ہے مگر گرد اور غبار آندہی گرمیون مین یہان اکثر آسمان کو ڈہانکی
رہتی ہے **دہلی کے مفسدہ کے وقت** بہی یہان مفسد فوج نے بڑا فساد برپا کیا پہلے
دہلی کا حال سنکر ۱۳ مئی ۱۸۵۷ء کو ۴۵ نمبر کی اور ۵۷ نمبر کی پلٹن کا بہت سا حصہ مفسد ہوگیا چہاونی کے
مکانات انہون نے جلا دیئے اور افسرون کے ساتھہ بیوفائی سے پیش آئے شہر مین تہلکہ مچ گیا بدمعاشون
اور حرامخورون کا گرم بازار ہوا اور مفسدون نے چاہا کہ قلعہ کا میگزین لے لین یا اوڑا دین تو بریگیڈیر
صاحب نے فوج گورہ کی اپنے ہمراہ لیکر بڑی بہادری سے اونپر حملہ کیا اور اونکو شکست دیکر سرکاری میگزین
بچا لیا سات ہزار پیپے بارود کے اور بڑے بڑے ذخیرے میگزین کے مفسدون کے ہاتھہ سے بچ گئے
علی ہذا القیاس ۱۰ پلٹن و ۱۰ رسالہ سرکار رسالہ ہندوستانی بہی فیروزپور لیکن مفسد ہوکر دہلی کو روانہ ہوا اگرچہ ان مین سے
بہت سے گرفتار ہوکر پہانسی ملے مگر باقیماندہ سب کے سب دہلی کو چلدیئے انکے جانے کے بعد بہت سے شریر
بدمعاش [illegible] پلٹن اور فوج نو ملازم و جاگیردارون کی فوج سے انتظام عمل مین آیا اور اس کل ضلع کی مردم شماری
پانچ لاکہہ پینتیس ہزار چہہ سو نو آدمی ۱۸۶۸ء کی رپورٹ مجموعی مین بحکم سرکار درج ہوئے اور ۱۸۵۵ء کی
مردم شماری مین اس سے کچہہ زیادہ نکلے اس سے معلوم ہوا کہ اس ضلع مین ہر طرح کی دن بدن ترقی ہوتی
جاتی ہے **دہرم کوٹ** یہہ ایک چہوٹا سا قصبہ فیروزپور کے ضلع مین ستلج کے بائین کنارے
سے سات میل کے فاصلہ پر اور لدہیانہ سے اونتالیس میل مغرب کی سمت کو آباد ہے اور یہان ایک قلعہ
بنا ہوا ہے جسکے چارونطرف دیوار ہے فاصلہ اسکا شمال و مغرب کلکتہ سے ایکہزار ایکسو چالیس میل کا ہے
فریدکوٹ فیروزپور کے ضلع مین یہہ قصبہ راجہ وزیر سنگہ رئیس کا آباد ہے عمارت اسکی خوشنما اور بازار
کشادہ و بارونق ہے تجارت یہان بکثرت ہوتی ہے راجہ کے رہنے کی حویلیان عالیشان و پختہ بنی ہوئی
ہین **اندر گڈہ** ستلج پار کے علاقہ مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو فیروزپور سے لدہیانہ کو جاتی ہے لب

سے تینتیس میل مغرب کی سمت کو آباد ہے یہان چھوٹا سا بازار اور چند دوکانین ہین اور قصبہ مین بارہ کوئین ہین جو
چوبیس بیس فیٹ تک گہرے ہین ملک متعلقہ اسکا بھی سیراب آباد و زرخیز ہے ریگستان یہان بہت کم ہے **[illegible]**
ضلع فیروزپور مین یہہ گانو اوس سڑک پر جو فیروزپور سے لودہیانہ کو جاتی ہے لودہیانہ سے بفاصلہ چھبیس میل
کے آباد ہے آبادی اسکی ستلج کے بائین کنارے ہموار و زراعت شدہ زمین کے اندر واقع ہے فاصلہ
اسکا کلکتہ سے بسمت شمال و مغرب یکہزار اکیسو چوبیس میل کا شمار ہوتا ہے **مدکی** یہہ قصبہ ستلج کے پار کے علاقہ
مین دریا سے بفاصلہ چھبیس میل کے آباد ہے بمقام ہذا ۱۸ دسمبر ۱۸۴۵ء کو فوج سکہی اور انگریزی مین سخت
لڑائی ہوئی اگرچہ اس لڑائی مین سکہہ جان توڑ توڑ کر لڑے مگر آخرکار اونکو شکست ہوئی اور وہ اتوپین اپنے
مع کل سامان کے چہوڑ کر بہاگ گئے انگریزون کا نقصان بہی اسمین بہت ہوا اسیاس افسرون تک مارے گئے
اور بہت زخمی ہوئے **قصبہ ممدوٹ** یہہ قصبہ ضلع فیروزپور سے بفاصلہ نو کوس جانب گوشہ غرب
وجنوب دریاے ستلج کے بائین کنارے پر آباد ہے اور ایک نالہ دریاے ستلج کا قلعہ کی دیوار کے نیچے بہتا ہے
زمانہ گذشتہ مین بہی یہہ جگہہ آبادی تہی مگر کسی سبب ویران ہوچکی تہی قلعہ بہی یہان عالیشان بنا ہوا تہا وہ بہی
نہین معلوم کہ کب گرا یا گیا نشان اور بنیادین اوسکی بدستور موجود تہین موجودہ حال کی آبادی سے اول
بہی یہہ جگہہ قلعہ ممدوٹ مشہور تہا یہہ بات معلوم نہین ہوئی کہ ممدوٹ اسکا کسواسطے نام ہے سمت ۱۸۰۰ بکرمی
مین جب نواب قطب الدینخان افغان حاکم قصبہ قصور نے حکومت خودمختاری حاصل کی تو اوسنے اپنے
ریاست کے حدود بڑہانے کی نظرسے دریاے ستلج سے عبور کرکے یہہ پرگنہ اپنے تصرف مین کرلیا اور جگہہ
پرانے قلعہ کے نشان اور بنیاد پر نیا قلعہ بنوایا اور اسمین اپنی فوج اور تہانہ قایم کیا اوس روز سے
اس قصبہ کی آبادی کی گویا دوبارہ بنا شروع ہوئی سمت ۱۸۶۱ بکرمی مین جب نواب کو بعد جنگ و جدل مہاراجہ
رنجیت سنگہ نے پنجاب سے بیدخل کردیا تو نواب بمقام ہذا آکر سکونت پذیر ہوا جسکا مجمل ذکر ریاستون کے حصہ مین
تحریر ہوچکا ہے جب نواب نے خود اس گانو کو مسکن بنالیا تو آبادی اسکی ترقی مین آئی چنانچہ اوسوقت
سے اب تک برابر آباد ہے مردم شماری اس قصبہ کی دوہزار پانسو دس اور خانہ شماری چہہ سو سولہ ہے
بیوپار ہر ایک قسم کا ہوتا ہے شہر کی شکل مربع ہے اور چارون کونون پر چار برج ہین اور شرقی و غربی دو
دروازے ہین عمارت عموماً پختہ اور تہوڑی خام ملی ہوئی ہے دیوار فصیل بہی موجود ہے قلعہ موجودہ اگرچہ
پہلے اچہا بنا ہوا گیا تہا مگر اب خستہ ہو رہا ہے شمالی دیوار تمام و کمال بسبب طغیانی نالہ دریاے ستلج کے مسمار
ہوگئی ہے اور باقی تینون دیوارین مرمت طلب ہین قلعہ کے اندر کے مکانات بہی شکستہ و خستہ ہو رہے ہین
سواے ایک کوٹہی کے جسمین مسٹر بہاکا سکونت پذیر ہے وہ البتہ لایق رہنے سہنے کے ہے فاصلہ اسکا کلکتہ

سے شمال مغرب کی طرف ایکہزار ایکسو اسی میل کا ہے **موضع کرڑھی** یہہ ایک موضع متعلق ریاست ممدوٹ
کے ضلع فیروزپور سے جنوب کی طرف بفاصلہ آٹھہ کوس کے آباد ہے یہہ پرانی آبادی ہے اسکی اُجڑ چکی تہی ایکسو اٹھارہ برس
کے عرصہ سے میان فرید ورتیام زمینداران قوم ڈوگر نے اسکو پھر آباد کیا چونکہ اونکا خاندان ڈوگران میں
مشہور تھا گانوکا نام بہی کرڑھی رکہا گیا زمینداران قوم ارائین بہی اسمین بستے ہین سکنائے دیہہ سب سوداگر
ہین عمارت تمام موضع کی خام ہے سواے ایک پرانی مسجد زمانہ سلف کے کہ وہ پختہ بنی ہوئی ہے ایکہزار ایکسو تیرہ
اسکی مردم شماری ہے اور دوسو اٹھارہ گہر ہین **موضع پنجہ** ریاست ممدوٹ کے متعلق یہہ ایک قصبہ
شہر فیروزپور سے بفاصلہ تین کوس کے آباد ہے عرصہ ڈیڑہ سو برس کا ہوا ہے کہ اس گانوکو پرانے کسی
زمانے کی آبادی کے نشان پر مسمی پنجہ قوم ڈوگر نے آباد کیا رئیس ممدوٹ نے یہہ جگہہ ایک قلعہ بہی بنایا اور
رونق بڑہانے کی خاطر سے باغ لگوایا سات سو اٹہاسی اس گانوکی مردم شماری ہے اور ایکسو تیرہ مکان
ہین **موضع جہنی والہ** یہہ گانو متعلق ریاست ممدوٹ کے فیروزپور مقام ضلع سے بفاصلہ تین کوس
کے گوشہ جنوب و مغرب کی طرف آباد ہے پہلے یہان ایک چشمہ یعنی چہوٹی سی جہیل ہوتی تہی اور وہ چشمہ کسی جہنی
عورت کا کہدوایا ہوا تہا اسواسطے جہنی والا چشمہ کہلاتا تہا عرصہ ایکسو برس کا گذرتا ہے کہ مسمی ہیر دکہنا
قوم راجپوت بہٹی و میان شاہ دین و شاہ صدرالدین قوم سید ساکنان حجرہ شاہ مقیم نے لگکر اوس چشمہ کے پار
یہہ گانو آباد کیا اور روڑ گنج نام رکہا مگر وہ نام قایم نہ رہا اور اوسی چشمہ کے نام سے یہہ موضع جہنی والہ مشہور ہوا
جب پنجاب مین قحط پڑ گیا تو مالکان دیہہ بہاگنے اور تہکر جہجہ وکہ چلے گئے اور چند سال گانو ویران پڑا رہا پہر
نواب قطب الدین خان قصوریہ نے اس گانوکو آباد کرایا اور زمینداران نواح کو یہان سکونت کرنے کی اجازت
دی اب بہی نواب ممدوح کی اولاد پانچ روپیہ فیصدی حق تعلقداری اس گانو سے وصول کرتے ہین برتن
مٹی کے اس گانو مین اچہے بنتے ہین اور رندہ بہی اچہا بنایا جاتا ہے عمارت اس گانو کی خام ہے مگر پہلے نواب
کا بنوایا ہوا ایک پختہ قلعہ یہان موجود تہا وہ اب مسمار ہوچکا ہے چہ سو پینسٹہ اس گانو کی مردم شماری ہے
اور ایکسو ستر گہر ہین **موضع کہوبا** یہہ گانو شہر فیروزپور کے جنوب کی طرف بفاصلہ تین کوس کے
آباد ہے عرصہ ایکسو برس کا گذرا ہوگا کہ مسمیان کندر و بہدر وغیرہ راجپوتان نے پہلے آبادی ویران شدہ کے
نشان پر یہہ گانو آباد کیا تہا سمت [illegible] میں اس گانو کے مالکون کی موضع کہوبا کے مالکون کے ساتہہ لڑائی
ہوئی چند آدمی مارے گئے اس گانو کے [illegible] واسطے آخر یہان سے بہاولپور کے علاقہ مین چلے گئے اور اس گانو
مین مسمی ستہا قوم شیخ نے باجازت [illegible] الدینخان کے سکونت کی اور بعد آٹھہ سال [illegible] اسکو بہی مر
اسبات کے کہ وہ بزہی کرتا تہا یہان سے [illegible] دیا اور پہر بہدر وغیرہ مالکان سابق کو [illegible] کرکے یہین آباد کیا اور

روپیہ نذرانہ لیا کر اب تک اونہین کی اولاد قابض ہے سات سو ستانوین اسمین آدمی رہتے ہین اور ایکسو نوے
خانہ شماری ہے زمیندار یہان کے نالدار مشہور ہین **موضع بگی کی** مقام فیروز پور سے سمت جنوب بفاصلہ
تین کوس کے یہہ گانو آباد ہے دریا ستلج اس آبادی کے نزدیک بہتا ہے دو سو پندرہ سال کا عرصہ
ہوا ہے کہ مسمی لگا قوم ڈوگر نے موضع ماگیان دوگران علاقہ پاک پتن سے آکر یہہ گانو پہلے آبادی ویران
شدہ کے نشان پر آباد کیا اور نام اسکا اپنے نام پر بگی کے رکہا سمت ۱۹۳۹ بکرمی تک برابر آباد رہا پہر بسبب
قحط سالی کے ویران ہو گیا بعد ازان جب مقام پر سادات حجرہ کی حکومت ہوئی تو انکی اجازت سے
دوبارہ اس گانو کو مسمیان منصور و گولو و مالی و نگہا و قطبا ڈوگران نے آباد کیا مگر وہ آبادی چہہ سات
برس کے بعد دریا برد ہو گئی سمت ۱۹۰۰ میں پہر اونہین مالکون نے موجودہ حال آبادی کری تین سو پچہتر
آدمی یہان رہتے ہین اور اٹہاسی خانہ شماری ہے **موضع امیر** جنوب کی سمت شہر فیروز پور کے بفاصلہ
پچیس کوس کے یہہ گانو آباد ہے امیر نام بودلہ نے پہلے پہل آباد کیا اور اپنے نام پر اسکا نام بہی امیر رکہا
چند سال بعد وہ یہان سے چلا گیا پہر سمت ۱۹۰۹ بکرمی مین جمشیر و جیو ارائیون نے اسمین سکونت اختیار کی اب تک
اونہین کے اولاد قابض و متصرف چلی آتی ہے عمارت اسکی خام ہے اور ایک قلعہ خام نواب جلال الدین خان
قصوریہ نے یہان بنوایا اور باغ لگوایا تہا وہ اب مسمار ہو چکا ہے پانسو اڑتالیس اسکی مردم شماری اور
چورانوین خانہ شماری ہے **موضع خیریکی** یہہ گانو مقام فیروز پور سے بفاصلہ پچیس کوس کے بجانب
غرب جنوب آباد ہے جو ٹہرو وغیرہ زمینداران قوم ڈوگر نے بعرصہ نوے برس کے آباد کیا چونکہ اونکے
بزرگ کا نام خیرا تہا اوسکے نام پر اسکا نام بہی خیریکی رکہا پہر بعرصہ پچیس برس کے زمینداران اس گانو کے
بسبب ظلم و تعدی نواب جلال الدین خان کے یہان سے اوٹہکر موضع وٹوان والہ مین جا رہے اونکے
جانے کے بعد نواب نے مسمی امیر چند کہتری کو ملکیت اس گانو کی بخشدی چند سال وہ قابض رہا اور چہہ سات
برس کے بعد نواب نے پہر اصلی مالکان کو بلاکر دوبارہ اسمین آباد کیا جو اب تک قابض ہین تین سو چہتر
اسکی مردم شماری اور چہتر تعداد مکانات کی ہے **موضع لکہو کے براہم** یہہ گانو فیروز پور سے
بطرف جنوب بفاصلہ آٹہ کوس کے آباد ہے عرصہ ایکسو برس کا ہوا ہوگا کہ مسمیان صالح و سلیم و حسین
قوم جگرانی نے موضع الفو سے اٹہکر یہہ گانو آباد کیا اور آبادی اسکی پہلے اجڑی ہوئی آبادی کے مقام پر
قایم کی اور نام اوسکا اپنے بزرگ ابراہیم کے نام پر لکہو کی ابراہیم رکہا مولوی بارک اللہ جو وہابی
مذہب کا مولوی صاحب فضل و علم ہے اس گانو مین رہتا ہے [illegible] اس گانو کی اچہی ہے اسکا بیٹا
حافظ محمد اپنے باپ کا جانشین ہے [illegible] پنجابی زبان مین بہت سی کتابین تفسیر وغیرہ تصنیف کین [illegible]

اِس گانوکی چارسو پچپن اور مکانات ایکسو چار ہین **موضع الفوکی** یہہ گانو بفاصلہ بارہ کروہ مقام فیروزپور سے بجانب شرق آباد ہے عرصہ پچاس برس کا ہوا ہے کہ پُرانی آبادی ویران شدہ کی جگہہ مسمیان ابراہیم و علی وغیرہ زمینداران ڈوگر نے یہہ گانو آباد کیا چونکہ اُنکے پہلے مسکن موضع چیلا وڈکو نواب محمدوٹ نے شکارگاہ بنالیا تہا اوسکے عوض مین انکو یہہ اراضی عطا کی اور زمینداروں نے یہہ گانو بسا کر اپنے بزرگ الفو کے نام پر الفو نام رکہا ایکسو تیرہ اسکی مردم شماری اور چوراسی خانہ شماری ہے **موضع مکتسر** یہہ قصبہ فیروزپور سے بفاصلہ پچیس کروہ جانب گوشہ شرق و جنوب کے آباد ہے قدیم زمانہ مین یہہ جگہہ ویران و بیابان تہی صرف ایک بڑا تالاب تہا جسکو کہدرانہ کہتے تہے سنہ ۔۔۔ مین جبکہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ جب گورو گوبند سنگہ سکہون کے مذہب کا موجد نواب سرہند صوبہ دار سرہند سے بہاگ کر اسمقام پر آیا اور فوج بادشاہی اوسکا تعاقب کرتی ہوئی یہان آپہونچی تو لڑائی ہوئی اور گورو گوبند سنگہ کے ہمراہی سب مارے گئے گورو گوبند سنگہ اوسوقت جنگل مین روپوش ہو گیا جب سلطنت اسلامیہ ضعیف ہوگئی تو سردار تیکسنگہ والی کوٹ کپورہ نے اسمقام کو متبرک سمجہکر آباد کیا اور جہان گورو گوبند سنگہ کی نشست برخاست اور لڑائی ہوئی تہی مندر بناے مہاراجہ رنجیت سنگہ کی عملداری مین زیادہ تر رونق اسمقام کی بڑہ گئی اور قلعہ بنایا گیا جہان اب کچہری تحصیل کی ہوتی ہے ضلع فیروزپور مین یہہ قصبہ تحصیل کا مقام ہے تحصیلدار مامور رہتا ہے تمام پرگنہ کے شامل ایکسو اٹہتر گانو ہین اور چار لاکہہ باون ہزار تین سو چھیاسٹہ ایکڑ زمین ہے اور کل پرگنہ کی آمدنی اٹہانوین ہزار تین سو تیس روپیہ ہے اور مردم شماری کل پرگنہ کی اٹہتر ہزار نوسو اونسٹہ ہے اور خاص مردم شماری قصبہ کی دو ہزار آٹھہ سو چورانوین اور مکانات و دوکانات پانسو تین ہین دو دروازے قصبہ کے اب جدید بنائے گئے ہین ایک شرقی دوسرا غربی فصیل و شہر پناہ نداردہے عمارت کچی پکی ملی ہوئی ہے فقط **موضع بہائی کوٹ** یہہ گانو متعلق ضلع فیروزپور کے قصبہ مکتسر سے بفاصلہ ۔۔ کوس کے جانب شرق آباد ہے پہلے یہہ سرزمین رام سنگہ سکنہ اہلو کے قبضہ مین تہی اوسنے اپنے گورو گوربخش سنگہ کو دیدی اور اوسنے یہان ایک قلعہ بنایا اور آبادی شروع کی اور اپنے نام پر اسکا نام بہائی کوٹ رکہا اوسکے بعد اوسکی اولاد نے چند دیہات گرد نواح کے بہی آباد کرلئے اور ضلع کرنال مین بہی بہت سی ملکیت پیدا کی اور ادہی حکم مین قیام رکہا اس گانو مین انکی سکونت ہوئی اب زمینداری اس گانو کی زمینداران قوم جاٹ کے متعلق ہے و مسمیان کالو و امر سنگہ اعلی نمبردار ہین اس گانو مین چارسو آٹہہ مکانات ہین اور ایکہزار چارسو اٹہاسی مردم شماری ہے پیداوار غلہ کا ہوتا ہے صورت آبادی کی مربع ہے اور عمارت خام ہے

صرف دو تین مکان پختہ ہین پولیس کی بہی ایک چوکی ہے **موضع گوروہر سہائی** یہہ گانو
قصبہ مکتسر سے گوشہ شمال مغرب کی طرف چہبیس کروہ اور خاص فیروزپور سے گوشہ جنوب مغرب مین چھبیس
کوس پر آباد ہے احمد شاہ بادشاہ دہلی کے وقت گورو جیون مل نے محمدی پور علاقہ جونیان سے آکر اس
گانو کو آباد کیا اور اپنے بیٹے ہر سہائی کے نام اسکا نام رکہا آبادی کی اجازت عیسی خان تحصیلدار کی
معرفت بادشاہ سے حاصل کی آبادی اسکی تمام خام اور گنبد پختہ عمارت جیتی لال شہباز کا مزار جو اس
گانو مین واقع ہے بہت مشہور ہے یہہ مزار آبادی سے اول کا پختہ بنا ہوا ہے ہندو مسلمان ہر ایک قوم
کے لوگ اسمین رہتے ہین چار سو پچانوین گھر اور دو ہزار پانسو چودہ مردم شماری ہے چند ساہوکار دولتمند
بہی یہان سکونت رکہتے ہین پارچات یہان کے بنے ہوے کہیس مشہور ہین جو سرخ و سفید سوت سے بنے جاتے
ہین ریشم کے تہبند کہیس بنے جاتے ہین جو قیمتی ہوتے ہین مالک اس گانو کا بالفعل فتح سنگہ نام ہے جو
تین ہزار سات روپیہ کا مالگذار ہے **موضع جہنبہ** یہہ گانو شہر فیروزپور سے گوشہ مشرق و دکہن مین
چوالیس کوس کے فاصلہ پر آباد ہے زمانہ گذشتہ مین رقبہ اس گانو کا ماتحت حکومت راجہ جودہ سنگہ بہنبہ کے
تہا سمت ۱۸۹۵ بکرمی مین بہائی بہومیان سنگہ زمیندار جد فتح سنگہ والد نے ملکیت اسکی راجہ سے حاصل کی اور
مکانات خس پوش بنوائے اور آبادی کی بنا ڈالی چونکہ اس علاقہ کی بولی مین جہنبہ خس پوش مکان کو کہتے ہین
اس گانو کا نام بہی جہنبہ مقرر ہوگیا بانی کی اولاد سے اب بہی زور جنگ سنگہ نام اس ملکیت کا قابض ہے
یہہ گانو اوسکے جاگیر مین ہے اور چار سو چوراسی گہماو زمین مین اسکا زمینداری حق بہی ہے باقی زمینداری
اقوام جاٹ کی ہے عمارت گانو کی خام ہے اکیاون گہر اور آٹہہ سو چوراسی مردم شماری ہے چند ساہوکار
تاجر بہی اسمین قیام پذیر ہین جو دور دور سے ہر طرح کا غلہ منگوا کر خاص فیروزپور وغیرہ علاقون مین فروخت
کرتے ہین ساٹہہ ہزار روپیہ سالانہ تک اسکی تجارت ہے **موضع ددوہ** یہہ گانو قصبہ مکتسر سے
شرق کی طرف بفاصلہ سات کوس کچی آباد ہے زمانہ سلف مین یہہ مقام زیر حکومت سردار بہتیک سنگہ حاکم کوٹ کپورہ
کے تہا سمت ۱۸۱ بکرمی مین مسمیان امیر و ساہو و جیون ولد لنگا نے بامداد و حمایت بہائی بوڈہا سنگہ جاگیردار
کے یہہ گانو آباد کیا اور اپنے مورث اعلی مسمی ددوہ کے نام پر اسکا نام رکہا رفتہ رفتہ آبادی اسکی ترقی پاگئی
عمارت اسکی خام ہے ایکہزار چہ سو چودہ مردم شماری اور تین سو اٹہاون گہر ہین قوم جاٹ سندہو بہڑ
کی یہان زمیندار ہے **موضع کانونی** یہہ گانو مقام فیروزپور سے بطرف جنوب بفاصلہ تیس کوس کے
آباد ہے ایکسو برس سے اول یہہ سرزمین سردار جودہ سنگہ مالک کوٹ کپورہ کے قبضہ مین تہی سمت [illegible] مین
مسمیان بہاگا و امر سنگہ وغیرہ نے مالک کے حکم سے یہہ گانو آباد کیا چونکہ اوسوقت اس آبادی کے متصل ایک

تالاب المشہور کانونی والہ موجود تھا اسواسطے اسگانوکا نام بھی کانونی مشہور ہوگیا دوسو چھبیس اس گانو کے گھر اور ایکہزار تین سو گیارہ مردم شماری ہے **موضع ملکن** یہہ گانو قصبہ مکتسر سے بفاصلہ بارہ کوس جانب شرق آباد ہے بانی اسکے سمیان ملکن وناپا وبہوسیا جاٹ تھے اور ملکن جو سب سے بڑا تھا اسکے نام پر گانو کا نام رکھا گیا زمینداری اب بھی اس گانو مین بانیان کی اولاد کی ہے اور گانو سمیان بھول سنگھ وتلوک سنگھ سوڈھیان کی جاگیر مین تاحین حیات ہے تین سو چھیاسٹھ اسکے گھر اور ایکہزار پانسو اٹھائیس مردم شماری ہے اور عمارت گانو کی تمام صرف چار مکان پختہ ہین **مکھی یا مکھی** ستلج کے پار کے علاقہ مین یہہ قصبہ ستلج کے بائین کنارے سے بفاصلہ سات میل اوس سڑک پر جو فیروزپور سے مدوکٹ کو جاتی ہے پانچ میل فیروزپور سے جنوب مغرب کو آباد ہے پہلے یہہ قصبہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے قبضہ مین تھا اب انگریزی سلطنت کے شامل ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب کی سمت کو کلکتہ سے براہ دہلی و فریدکوٹ ایکہزار ایکسو گیارہ میل کا ہے فقط **شیر خان والہ** ستلج پار کے ملک مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو لودھیانہ سے فیروزپور کو جاتی ہے نو میل شرق کی طرف فیروزپور کے واقع ہے اسمین چھوٹا سا بازار اور چند دکانین ہین اور غلہ کی افراط ہے زراعتون کو پکے کنوون سے جو تیس فٹ تک گہرے ہین پانی دیا جاتا ہے گرد کا ملک جہاڑی جنگل سے بھرا ہے

پانچوین تقسیم ستلج پار سے جمنا تک کی کوہستانی ملک اور وہانکے شہرون وقصبون وریاستون وقلعون وگھاٹیون ودرون و دریاؤن وجھیلون وگانون کے ذکر مین۔

کوہ ہمالہ ایک مجموعہ پہاڑون کا بقاعدہ مشرق سے غرب کے طریق پر کوہ ہندوکش سے جہان دریاے سندھ بہتا ہے شروع ہوتا ہے اور تمام ہند کے شمالی سمت کو پھیلتا ہوا دریاے برہم پتر تک چلا جاتا ہے اسمین بڑے بڑے دریا وقلعہ ودکانین وریاستین وشہر وقصبے وگھاٹیان واقع ہین اور چھوٹے ندیون ونالون اور چشمون وجھیلون کا کچھ شمار نہین ہے پہلا بڑا دریا شرقی حصہ ہند مین برہم پتر اس پہاڑ سے نکلکر بہتا ہوا بنگالہ دریا اسکے مددگار ہین دوسرا دریا گنگا ہے اسکی مددگار دریاے جمنا وگہاگرہ وگنڈک وکوسی وتیستا پانچ دریا ہین تیسرا دریا سندھ ہندوستان کے غربی سرحد مین جاری ہین اسمین دریاے جہلم چناب راوی بیاس ستلج جو بنی شیر چند دریا پہاڑ سے نکلکر شامل ہوتے ہین بلندی اس پہاڑ کی قطارون کی کم سے کم اٹھارہ ہزار فیٹ یا بیس ہزار ہے مگر یہہ بلندیان درجہ بدرجہ اس پہاڑ کی انجام کی طرف کم ہوتی جاتی ہین اور دنیا کے تمام پہاڑون سے اسکی بلندیان زیادہ تر بلند ہین اور ناہموار ہی اسمین بہت سے پہاڑ

اندر سے جسقدر راستے وسڑکین نکلتی ہین اونکو درہ بولتے ہین اور یہہ درہ سوا ے تہوڑے سے درون
کے سترہ یا اٹہارہ ہزار فیٹ کی بلندی رکہتے ہین اگر مفصل حال ہر ایک قسم کا لکہا جاے تو طوالت ہوتی ہے
اسواسطے مختصر حال اوس حصہ کا جو دریاے ستلج کے بائین کنارے سے جمنا کے دہنے کنارے تک
واقع ہے اس تقسیم مین درج ہوتا ہے اور ستلج کے دہنے کنارے سے لداخ وتبت وکشمیر دکوہ کابل وکوہ
سلیمان تک علیحدہ حال دوسرے حصہ مین اس کتاب کے تحریر ہوگا انشا اللہ تعالی یہہ ملک پہلے راجپوت راجون
بااختیار کی قبضہ مین تہا کسیکی یہہ زیر حکم ومطیع نہ تہے عمل دخل سرکار انگریزی کا اس علاقہ مین اسطرحپر ہوا
کہ جس زمانہ مین راجہ نیپال نے فوج اپنے کی گورکہہ پلٹنین بسپہ سالاری امر سنگہ تہاپہ پہاڑی ملک کی فتح کیواسطے
مامور کیکے تمام پہاڑی علاقہ پر قبضہ کرتے ہوے کانگڑہ تک جا پہونچا اور راجہ سنسار چند مدت تک کانگڑہ
کے قلعہ مین محصور رہکر بجان تنگ آیا تو اوسنے مہاراجہ رنجیت سنگہ کو لاہور سے اپنی مدد کے واسطے
بلایا جب وہ آیا تو اوسنے کل گورکہہ فوج کو ستلج پار اوتار دیا اوسوقت ستلج پار کے بعض راجون نے
جو گورکہیون کے ہاتہہ سے بجان تنگ اور اپنی اپنی ریاست سے بیدخل ہو چکے تہے صاحبان انگریز کی
خدمت مین مستدعی امداد کے ہوئے تو سرکار کمپنی کے حکم سے جنرل اوکٹرلونی صاحب معہ فوج دریا موج
اس ملک مین آے اور ۱۸۱۴ء مین اوقت شروع ہونے ہنگامہ کے ایک اشتہار کل راجون اور رئیسون کے
نام بدین مضمون جاری فرمایا کہ تم سب راجون رئیسون مین سے جو شخص ہماری مدد کو آوے اور اطاعت
اوٹہاویگا وہ بعد فتح بدستور اپنی ریاست پر قبضہ پاویگا اور آیندہ ہمیشہ کے واسطے سرکار انگریزی
بوقت حملہ کسی دشمن کے اوسکی معین ومددگار رہیگی پس کل رئیسون مین سے بعض تو فی الفور بلا تامل
حاضر ہوگئے اور بعض گورکہیون کے خوف کے مارے غیر حاضر رہے اور بعض اسبات مین متامل ومتوقف
رہے اور چاہا کہ کسیطرح فریقین سے بچے رہے اور بعض نے سرکار کی قول پر اعتماد نکیا اور ڈرے کہ شاید
کہ ایک ظالم کے ہاتہہ سے چہوٹ کر دوسرے زبردست کے پنجہ مین گرفتار آئین آخر جب انگریزون کا
لشکر گورکہیون پر فتحیاب ہوا تو سب کے دل کے وہم اور وسواس دور ہوئے اور کل رئیسون نے بالاتفاق
اطاعت منظور کی اور امان پائی اوسوقت ایک حصہ گڈوال کی ریاست کا اوسجگہہ کے راجہ کو چہوڑ دیا
گیا ہوا تہا دیگر باقی علاقہ اوسکا مشرقی ضلع کے ساتہہ شامل ہوا اور یہہ ملک دریاے منڈاکنی والکہ نندا
کے سنگم کے مقام سے معہ ڈیرہ دون کے پرگنہ رائی گڈہ وسباٹہو وسیوا و پرگنہ سندوکہہ جہان انگریزی
فوج کی چہاونی قرار پائی تہی انگریزون نے اپنے پاس رکہہ لی دریاست ہندلی کا کل علاقہ بعوض پرگنہ
مالیون کی انگریزون نے راجہ نالہ گڈہ یا ہنڈور کو دیدیا ریاست بگہاٹ کا علاقہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا تہا صرف

کچھہ حصہ ملک کا تو بطور نذرانہ پٹیالہ کے راجہ کو ملا اور باقی کا ملک اوس ریاست کا انگریزون نے اپنی بابت رکہا کیونکہ حقیقی وارث اوسکا کوئی نہین رہا تہا اور جو ایک شخص منجملہ رشتہ داران راجہ بگہاٹ کے دعویدار ریاست کا ہوا تو اوسکو سنہ ۱۸۴۹ء مین یہہ حکم ملا کہ اسمین تمہارا کچھہ حق نہین ہے اور آیندہ جسکو سرکار کچھہ علاقہ دیویگی تو نئے سند کے ذریعہ سے دیگی بلکہ کل رئیسون کے واسطے یہہ عام حکم ہوگیا کہ آیندہ سوائے وارثان حقیقی کے کسی رشتہ دار کے حق پر کچھہ لحاظ نہوگا اور جو رئیس لاولد مرجائیگا ریاست اوسکی سرکار ضبط ہوگی اور کیونتہل کی ریاست مین سے بہی کچھہ ملک راجہ پٹیالہ کو نذرانہ لیکر دیا گیا اور باقی معاف و واگذار ہوا اور رائین گڈہ کا علاقہ کیونتہل کے راجہ کو دیکر کوہ شملہ کا علاقہ اوس سے لے لیا گیا اور ریاست کوٹہکائی مدت کے بعد بسبب موجود ہونے کسی دعویدار کے شامل سلطنت انگریزی کے ہوئی اور ریاست اوتراک کی جسکو ٹراک بہی کہتے ہین دس برس تک واگذار رہی بعد ازان جب رئیس وہانکا لاولد مرگیا تو بسبب عدم موجودگی کسی وارث حقیقی کے سرکار مین ضبط ہوئی اور بعد ضبطی جبل کی ریاست کے شامل کر دی گئی اب اسوقت جو جو ریاستین موجود مین اونکے نام یہہ ہین ریاست بہاگل بیجا بہجی ملسرا بسہر بائو بہر دہامی دہور کاٹی گڈہ وال منڈہور بانا گڈہ جبل کیونتہل کماربین کنی ہارکوٹہار کہلور یا بلاسپور سنی مزرعہ منگل مہلوگ سرمور ناہن کل سطح ان ریاستون کا دس ہزار چون میل مربع اور کل آبادی پانچ لاکہ اکتیس ہزار بیس آدمی کی ہے **شملہ** یہہ ایک انگریزی آرامگاہ کوہ ہمالیہ کے نچلے یا جنوبی حصہ مین ستلج اور دریائے گری کے درمیان لاہور سے ڈیڑہ سو میل جنوب مشرق کے سمت کو اوس سڑک پر جو سباٹو سے کوٹ گڈہ کو جاتی ہے سباٹو سے شمال مشرق کو بارہ میل واقع ہے یہہ آبادی انبالہ کی کمشنری سے متعلق ہے اور انبالہ سے پینتالیس میل کے فاصلہ پر پہاڑ کی چڑہائی شروع ہوتی ہے اور کالکا سے شملہ تک برابر سڑک بنی ہوئی ہے بارکین و مکانات جو صاحبان انگریز نے یہان اپنے آرام کے واسطے بنوائی ہوئی ہین وہ ایک پہاڑ کے تنگ قطار کے اندر واقع ہین اور بقاعدہ ہوا سے ہین کہ جس مقام پر کسیکو کچھہ ہموار زمین مل گئی وہان ہی اوسنے بارگ بنوالی ہین سوائے اونکی چند مکانات شملہ کے پہاڑ کے شمال کیطرف پہاڑ کی بنیاد مین بہی آباد ہین اس پہاڑ کے مشرقی انجام کو کوہ شملہ بولتے ہین مغرب کیطرف اوسکے بازار چہاونی کا آباد ہے اس پہاڑ کا جو حصہ جنکو کے پہاڑ کی سمت کو ہے وہ جنگل سے بہرا ہوا ہے وہان لکڑی بہت تہی مگر اس چہاونی کے مکانات کے بننے مین بہت خرچ ہو چکی ہے اس پہاڑ کے مغرب کیطرف کے انجام کی طرف ایک اور پہاڑ ہے جو جنکو کے پہاڑ سے بیست برخلاف کوہ شملہ کے گرد و چار سو فیٹ اوس سے اونچا ہے کوہ شملہ کے جنوب کے سمت کو سیاہ و ڈہلوین و گہری گہاٹی ہے جنکی

کہتے ہین کہ یہہ متصل کا پہاڑ ہے وہ چیڑ کے درختون سے بہرا ہوا ہے اوسکے پرے جنوب مغرب کی طرف کو
سباتو کے پہاڑ نظر آتے ہین اور زیادہ تر آگے بڑہین تو ہندوستان کے میدان دکہائے دیتے ہین جنکے درمیان
دریاے ستلج لہراتا اور چکر کہاتا ہوا معلوم ہوتا ہے شمال کی طرف شملہ کی پے در پے قطارین پہاڑون کی
ایک دوسرے کے اوپر برفون سے ڈہکی ہوئی نظر آتی ہین صاف موسم مین یہہ چوٹیان پہاڑون کی
جو اصل مین انمین یہہ ساٹہہ ساٹہہ ستر ستر کوس کے فاصلہ پر ہین ایسی معلوم ہوتی ہین کہ گویا یہہ آٹہہ آٹہہ
میل کے فاصلہ پر ہین اور برف کے سبب سے تمام میدان اونکے سفید و شفاف چمکتے ہوئے دکہائی دیتے ہین
جب شملہ کے پہاڑ کی اخیر بلندی پر پہونچین تو آب و ہوا وہان کی سخت و ناگوار معلوم ہوتی ہے اور برفانی
پہاڑ بہت بلند جو نیلی آسمان مین دہوپ کے سبب سے چمکتی ہین اور کالے کالے بعض پہاڑ اور انمین ندیان
بہتی ہوئی عجب سیر دکہاتے ہین اون پہاڑون مین سے بعض تو خشک اور بعض سرسبز ہین اور سرسبز
پہاڑ مین درخت سرو و زیتون و چیڑ وغیرہ کثرت سے ہین آلو و مٹر وغیرہ ترکاریان بہی بہت ہوتی ہین
اور طرح طرح کی رنگا رنگ قدرتی پہول عجب بہار دکہاتے ہین ہرن مشکی اور عام ہرن سینکڑون قسم کے جنگلی
بکریان اور اوڑنے والے گلہریان بندر و لنگور شیر چیتے ریچہ چرغ لومڑ وغیرہ جانور وہان عجائبات بیشمار
ہین اگرچہ میوے بہی وہان طرح طرح کے پیدا ہوتے ہین مگر آلو وہان کثرت سے پیدا ہوتا ہے آب و ہوا اس
پہاڑ کی اگرچہ تند ہے مگر طبیعتون کے برخلاف نہین ہے سردی کا موسم یہان سخت ہوتا ہے برف بہی گرتی ہے
دولتمند لوگون نے یہان کوٹہیان بیشمار بنائی ہوئی ہین جو کرایہ پر دیتے ہین اسکے بازار مین ہر ایک طرح کی
چیز میسر ہو سکتی ہے آبادی یہان کی ہموار سطح نہین ہے نیچے اوپر مکانات بنے ہین جس سال کہ نواب گورنر جنرل
بہادر کشور ہند و کمانڈر انچیف صاحب سپہ سالار یہان آجاتے ہین تو بڑی رونق ہوجاتی ہے اور سوداگرون
کو بہی نفع ملتا ہے - پہلے پہل ۱۸۱۹ع مین لفٹنٹ روس صاحب انگریز نے گرمی مین یہان رہنا اختیار کیا اور
ایک کوٹہی خام عمارت کی چہپر چہپرڈالا گیا تہا بنوائی پہر ۱۸۲۲ع مین یہان پختہ عمارت کی کوٹہی کپتان کینیڈی صاحب
نے تعمیر کی اوس روز سے برابر آبادی ہوتی چلی جاتی ہے اور ہر سال آبادی مین ترقی ہے ۱۸۴۴ع
صاحبان انگریز نے آپس مین چندہ کرکے سولہ ہزار روپیہ جمع کیا اور پانچہزار روپیہ سرکار سے لیکر یہان
ایک عالیشان گرجا بنایا ضلع شملہ مین کچہہ تو ملک مہاراجہ پٹیالہ والا اور کچہہ کیونتہل کے راجہ سے لیکر بنایا
گیا ہے اور ان علاقون کے عوض مین اونکو اور علاقجات سرکار سے عطا ہوئی کل آبادی اس ضلع
کی چہتیس ۳۶ ہزار آٹہہ سو چہیانوے ہے اور بلندی اسکے مقامات کی مختلف ہے مگر خاص کوہ شملہ سات ہزار
آٹہہ سو چہیاسٹہہ فیٹ سمندر کی سطح سے اونچا ہے اور فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کی سمت کو ایکہزار

ستانوین میل کا راہ کرنال وسپاٹو کے شمار مین آتا ہے اس ضلع مین شملہ وسپاٹو ڈگسائی کسولی جتا سر بڑے
مقام ہین کوہسپاٹو وکسولی اور ڈگسائی مین گورہ فوج رہتی ہے کہ آب وہوا وہانکی اونکو آرام وتندرستی
بخشتی ہے خاص کچہری صاحب ضلع کی شملہ مین ہوتی ہے اور چار تحصیلدار بمقام کوٹ کہائی وشملہ وبہروکی
وبگہاٹ علیحدہ علیحدہ پرگنون مین تحصیل کا کام کرتے ہین مفسدہ دہلی سے ۱۸۵۷ع کے اوقت شملہ مین جناب
کمانڈر انچیف صاحب بہادر تشریف رکہتے تہے اور پہلی اور دوسری پلٹن فیوزلیر صاحب اور گورکہیہ پلٹن
جسکو نصیری پلٹن کہتے تہے بمقام جتوگ رہتی تہی اور ایک گارد گورکہیہ پلٹن کا کسولی مین مامور تہا دہلی
کے مفسدے سے چندروز پہلے ان پلٹن والون کو خبر ملی کہ سرکار کا یہہ منشا ہے کہ چربی کے کارتوس دیکر
انکا دین بدل دین یہہ بات سنکر وہ افسرون کی خدمت مین مستدعی ہوے کہ وہ کارتوس اونکو دکہلاے معاف ہون
مگر یہہ درخواست اونکی نامنظور ہوئی اسلیے وہ بہڑک اٹہے اور سکہیہ زین کے محافظون کو بیعزت کرکے نکالدیا
اور بڑا شور وغوغا کیا اور کسولی کے مقام سپاہیون نے جو قریب اسی سپاہی کی تہی بڑی رقم خزانہ کی کسولی سے
لیکر خلاف حکم سرکار کے کوچ کرائی اور جتوگ کے مقام پر آکر اپنی پلٹن کے شامل ہوگئی اوسوقت پاکٹ صاحب
اوس پلٹن کے کمان افسر نے اونکو فہمایش کی اور فساد کرنے سے بند کیا علاوہ اسکے کپتان برگ صاحب
سڑک کے سپرنٹنڈنٹ نے اونکو بہت سمجہایا آخر کار پلٹن کے سپاہی فساد سے باز آئے اور درخواست کی
کہ جو دو آدمی آغاز مفسدہ مین ہماری پلٹن سے برخاست ہوے ہین وہ بحال ہوجاوین اور بقایا ہماری
تنخواہ کا ملجاوے اور گناہ ہمارا بخشا جاوے چنانچہ یہہ درخواستین اونکی منظور ہوئین مگر وہ گارد کسولی
سے خزانہ لیکر آئے تہے اور خزانہ مین بہی اونہون نے دست اندازی کی تہی اونکا قصور معاف ہوا اس پلٹن
کے مفسدہ کے وقت شملہ مین سخت گہبراہٹ وتزلزل پیدا ہوا اور کل انگریز شملہ کو چہوڑ کر بہاگ گئے اور بہتیرے جنگلون
مین جاکر چہپ گئے اور بعض راجون اور رئیسون کے پاس جاکر پناہ گزین ہوے اور رئیسون نے بڑی خاطرداری
مہمان نوازیان کین اور بہت سے ڈگسائی وسپاٹو کے مقام پر ہو پہنچ گئے جب گورکہیہ پلٹن مطیع ہوگئی تو تمام
صاحب اپنی اپنی جگہہ آکر آرام پذیر ہوے وہ خزانہ گورکہیہ پلٹن سے لیکر پولیس کے سپاہیون کے سپرد ہوا اور بہت سا
حصہ لٹے ہوئے خزانہ کا بہی دستیاب ہوگیا بعض ہندوستانی افسر جو اوس پلٹن مین تہے اور اونہین کی
شرارت سے یہہ فساد گورکہیون نے کیا تہا اونہین سے بہتون نے تو خودکشی کی اور بعض سزایاب ہوئے
اوسوقت پہاڑی راجے وسردار وجاگیردارون کی سرکار پر خیرخواہی ووفاداری ظاہر ہوئی اور جس
قدر خلل ظاہر ہوا وہ ہندوستانیون کے سبب سے ہوا تہا **کوہ کسولی** یہہ ایک انگریزی علاقہ اور فوج
رہنے کا مقام بگہاٹ کے پہاڑ مین اوس سڑک پر جو پنجور سے شملہ کو جاتی ہے چکڑ دار سڑک سے چودہ میل کے

فاصلہ پر واقع ہے اور یہہ ٹیلہ پہاڑ کا پانچ میل دور مین ہے اور بلندی اسکی سات ہزار فیٹ کی ہے اوپر کا حصہ
اسکا ہموار زمین ہے کوئی بلند اور اونچا ٹیلہ نہین ہے میدان سے جب اسپر چڑہتے ہین تو باعث سیدہی
ندیون اور غارون کے چڑہنے مین مشکل ہوتی ہے اور جو سڑک کہ کوہ ہمور سے چلتی ہے وہ اس پہاڑ کے
ڈہلوان سے گذرتی ہے شمالی طرف اس ٹیلہ کے کم ڈہلوان ہے اور ڈہلوان اسکا دریاے گنبر کے مقام تک
جاتا ہے کسولی کا مقام اگر سڑک سیدہی ہو تو اسکے اور شملہ کے درمیان بیس میل کا فاصلہ ہے اور بلندی
دونو پہاڑون کی برابر ہے مٹی اس پہاڑ کی ہلکی اور پولی ہے لکڑی چیڑ و زیتون وغیرہ کی اس پہاڑ مین
بہت ہوتی ہے مگر نباتات کی قسمین کم ہین اور بسبب پولی ہونے زمین کے بارش کا پانی اسمین جذب ہو جاتا ہے
اور ہوا خوش و موافق ہو جاتی ہے پانی اس پہاڑ مین کم ہے اور جو قدرتی چشمے جاری ہین سو میدان سے
دور پہاڑ کی ڈہلوان مین ہین اور سطح اوپر کی زمین کا ایسا ہے کہ وہان تالاب بھی بن نہین سکتا اور نہ کنوان
کہد سکتا ہے اسواسطے بیلون اور قاطرون پر پانی لاد کر سوا میل نیچے سے اوپر لیجاتے ہین کاشتکاری بہی
اون گہاٹیون کے جہان پانی مل سکتا ہے اور کہین نہین ہوتی اور کاشتکاری کی زمینین درجہ بدرجہ ایکدوسرے
سے اور دوسرے تیسرے سے نیچے اوپر ہین اور زیادہ تر پیداوار شالی و گیہون و چنے و ماش و ادرک
و تارامیرا و ہلدی و آلو و پیاز وغیرہ کی بکثرت ہوتی ہے اور سال بہر مین دو فصل بوئے جاتے ہین اس
پہاڑ کے اوپر چڑہ کر جنوب مغرب کیطرف دیکہین تو دور دور تک نظر پہونچتی ہے اور ہند کے میدان اور
دریاے ستلج کی سیر خوب نظر آتی ہے دوسری طرف اسکے جمنا دریا بہتا ہوا بڑی شان سے نظر آتا ہے اور
دہنی طرف سے ایک مجموعہ مختلف پہاڑون سورج گڈہ و بلاسپور وغیرہ بلند دکہائی دیتا ہے اور کوہ
و شملہ کی بہی اسمقام سے بڑی بہار و سیر معلوم ہوتی ہے شمال شرق کیطرف اسکو کوہ بگہاٹ وغیرہ سیر دکہاتی ہین اور شرق کیطرف
اسکے اگر دیکہین تو برف نظر نہین آتی مگر ایک خوبصورت لہردار پہاڑ نیچا اونچا دکہائی دیتا ہے جسکے اندر اچہے اچہے سرسبز و
سیراب میدان واقع ہین جنوب کی سمت کو جہان تک کہ نظر کام کرے ہند کے میدانون کی سیر ہے غرض
یہہ پہاڑ ہر طرح عشرتگاہ و عیش کا مقام ہے صرف کم آبی کی تکلیف ہے بارکین فوج کے رہنے اور افسرون کی
رہائش کے مقام یہان معقول بنے ہوئے ہین اور ایک گرجا گہر بہی تعمیر ہوا ہوا ہے فاصلہ اسکا شمال مغرب
کی سمت کو کلکتہ سے ایکہزار اونہتر میل کا ہے اس پہاڑ کا علاقہ شملہ کے ضلع کے ماتحت ہے اور تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع
شملہ کے یہان کام کرتا ہے **سباتو** یہہ ایک قلعہ اور چہاونی اور پرگنہ ماتحت شملہ کے ضلع کے ہے
پہلے اسکا کل علاقہ کیونتہل کے راجہ کے ماتحت تہا سرکار انگریزی نے بعد طے کرنے لڑائی گورکہون
کے ۱۸۱۵ع مین اپنے ماتحت لیا اور راجہ کیونتہل کو اوسکے عوض مین اور علاقہ دیدیا تہا اس علاقہ کے

مغرب کو گوبھار ہے اور تمام طرفون پر کوہ سبز دلی اور کل علاقہ ایک قسم کی پہاڑی میدان کے اندر ہے
جو پہاڑ اسکے نواح مین ہین اونکی بلندیان ایکہزار چہہ سو سے لیکر آٹھہ ہزار فیٹ تک سمندر کی سطح سے اونچی
ہین جنوب کی سمت کو یہہ علاقہ کہلا ہوا ہے قلعہ اسکا ایکہزار ایکسو فیٹ بلند دستے کنارے سے دریاے گنبہر کے
ہے جسکی عمارت سخت و مستحکم بنی ہوئی ہے گرد سے کا ملک اسکا خوب آباد ہے بلکہ آبادی اسکی دن بدن بڑہتی
جاتی ہے کیونکہ پہاڑی ریاستون کے لوگ جو اسکے پاس پاس رہتے ہین یہان آکر رہتے ہین اور محنت مزدوری
اونکو بکثرت ملجاتی ہے علاوہ اسکے بسبب رہنے فوج انگریزی کے ہر ایک چیز یہان میسر ہو سکتی ہے اور ہر ایک
قسم کا آدمی اہل ہنر و پیشہ و حرفہ مل سکتا ہے کشتکاری بھی یہان بڑی محنت و عقل کے ساتھہ ڈہلوین قطارون
کے اوپر ایک دوسرے سے نیچے اوپر ہوتی ہے اور جو ہموار زمین دریا کے کنارہ دن پر ہے اوسمین دہان
بوئی جاتے ہین چانول یہان کے بڑے افضل و باریک خوشبودار ہوتے ہین سواے چانولون کے اور طرح کی
جنسین گندم جو مکی کئی قسم کی ادرک زردی افیون تماکو تیل مرچ بنگ وغیرہ نباتات اور میوون سے
آڑو اکہروٹ سیب کئی قسم کی ناشپاتیان رس بہری خربوزہ وغیرہ بیشمار پیدا ہوتے ہین بلند زمین پہاڑ
صاف و بنجر پڑی ہین درخت بکلے وغیرہ نہین ہوتا سواے شمالی حصہ کی گہاٹیون کے جنمین درخت چیڑ
کی کثرت ہے مین آب و ہوا یہان کی نہایت صحت بخش گرمی یہان سخت نہین ہوتی گرمیون مین مقیاس الحرارت
یا چہیاسٹھہ درجہ پر رہتا ہے بارش کثرت سے ہوتی ہے سردیون مین بہت کم برف پڑتی ہے اسقدر کہ پانی
کے اوپر کسیقدر جماؤ اوسکا ہو جاتا ہے جو پانچ یا چار انچ سے زیادہ موٹی نہین ہوتی اور نہ بہت دیر تک
اوسکو قیام ہوتا ہے پانی یہان چہاونیون کے واسطے ہر ایک موسم مین کافی ملتا ہے البتہ خشک سالی کے وقت
پانی اون چشمون سے لایا جاتا ہے جو پانچ میل پر جاری ہین پرانا قلعہ پہاڑ کا اب جیلخانہ بنایا گیا ہے جسمین
چہاونی اور شملہ کے ضلع کے قیدی رہتی ہین اسکے قلعہ کا فاصلہ کلکتہ سے شمال مغرب کی طرف ایکہزار پچہتر میل
کا ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے چار ہزار پانسو فیٹ ہے **تہیوک** ضلع شملہ مین یہہ ایک چہوٹی
سی آبادی اور قلعہ اوس سڑک پر جو شملہ سے کوٹگڈہ کو جاتی ہے شملہ سے شرق کیطرف چودہ میل کے
فاصلہ پر واقع ہے گورکہیون کے قبضہ سے پہلے یہہ مقام ایک ریاست کا دار الریاست ماتحت کیونتہل
کی ریاست کے تہا اور آبادی اسکی چار ہزار چار سو تیئیس آدمی شمار مین آتی تہی بعد ازان جب گورکہون
نے قبضہ پایا تو اونہون نے اپنی فوج کی چہاونی یہان مقرر کی من بعد جب انگریزون نے کل پہاڑ کے ملک پر
قبضہ پایا تو یہہ علاقہ خاص انگریزی حصہ مین آیا بلندی اسکی سمندر کی سطح سے آٹھہ ہزار اٹھارہ فیٹ
کی ہے **کوٹکہائی** یہہ علاقہ ماتحت ضلع شملہ کے دریاے ستلج اور ٹونس کے درمیان ہے جو گنتہ اسکا علاقہ

اور تحصیلدار ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر شملہ کے یہان تحصیل کا کام دیتا ہے اسکے شمال کو علاقہ ریاست
بوشہر و انگریزی علاقہ سندوکہہ شرق مین بوشہر و ترودکہہ جنوب مین نیڈر غرب مین بلسن و کمارسین ہے یہہ
علاقہ شمال سے جنوب کو بارہ میل اور شرق سے غرب کو چہہ میل شرقی حصہ مین اسکے ایک بڑی گہاٹی پہاڑ کی
اونچی ہے اور گہاٹیون سے ابر ملتی ہوئی وہان تک پہونچتی ہے جہان وارتو کا علاقہ شمال پر اور چرکا علاقہ
جنوب پر واقع ہے مغرب کی طرف اوس قطعہ کے دریاے گری اور اوسکی اوہہ مددگار ندیان جاری
ہین شرق کی طرف اسکے بہت سی ندیان جو دہانے آکر ستلج مین پڑتی ہین مثل پابر و ٹونس وغیرہ جاری
ہین اس پہاڑ سے پتہر سفید و سرخ رنگ کا اکثر نکلتا ہے اور چونکہ اسی پہاڑ کے اندر سے دریاے
گری نکلکر بہتا ہے اور پانی اوسکا پتہرون سے ٹکراتا ہوا بہت شور کرتا ہے اوسکے دیکہنے سے ایک عجیب طرح کی
سیر نظر آتی ہے اور خاص مقام کوتہکائی دریای گری کے کنارے کی اوپر پہلے ایک رانا کی ریاست گاہ تہا
جسکو صاحبان انگریز نے گورکہون کے فتح کے بعد یہہ ریاست عطا فرمائی تہی مگر اوس راناکے ظلم و تعدی
کے سبب سے رعایا نے سخت ناراض ہوکر سرکار انگریزی کے حضور مین دادخواہی کی اس سبب سے ۱۸۲۰ء مین یہہ
ریاست ضبط ہوکر سرکاری قبضہ مین آگئی اور ایکہزار تین سو روپیہ سالانہ گذارہ رانا کا مقرر ہوا اور
سات سو روپیہ سالانہ ایک اور اوسکے رشتہ دار کے واسطے قرار پایا اور بعد مہاسی ان دونو رقمونکے
تین ہزار پانچسو پچاس روپیہ سالانہ داخل خزانہ سرکار ہوا یہہ قصبہ بہت خوبصورت و خوشنما عمارت کا
بنا ہوا ہے گرد و نواح اسکے بہی نہایت سرسبز و سیراب بسبب اسی دریاے گری کے ہے جو دہنے کنارے
شہر کے بہتا ہے اس شہر مین بڑی مشہور و بلند دو عمارتین ہین ایک دیوانگاہ اور محل رانا معزول شدہ کا
اور دوسری ایک حویلی کسی مالدار زمیندار کی اور یہہ دونو عمارتین بڑی اونچی پہاڑ کے ناکے کے اوپر
بنی ہوئی ہین اور ایک بنگلہ انگریزون کے ٹہرنے کے واسطے بنا ہوا ہے اور بستی شہر کی اوس مقام پر
کہ جہان دو چہوٹی ندیان ملکر دریاے گری بنتا ہے آباد ہے ایک طرف شہر کے ایک پہاڑ ایکسو پچاسی
فیٹ سیدہا اونچا اور دوسری طرف ایک لمبا پہاڑ زینہ دار ڈہلوان واقع ہے اور دونو دیارین پہاڑ
چوبیس چوبیس فیٹ چوڑی اور پایاب ہین اون پر آمد و رفت کیواسطے پل بنا ہوا ہے اگر پل توڑ دیا جاوے
تو دشمن اس شہر پر قبضہ نہین پا سکتا اور نہ توپخانہ اثر کرسکتا ہے رئیس کے رہنے کا مکان تین منزل بلند
ہے اور ہر ایک منزل نیچے کے منزل سے زیادہ تر بڑہی ہوئی نظر آتی ہے اور آخیر چہت کی اوپر وہ بنا
چین کی عمارت کی قطع پر بنی ہوئی خوشنما نظر آتے ہین اور [illegible] کے اندر لکڑی کا کام نہایت کاریگری
کے ساتہہ کیا ہوا ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے پانچہزار پانسو پندرہ فیٹ بلند ہے بلاسپور

یہہ ایک شہر پہاڑی ریاستون کے اندر ماتحت ریاست کہلور ہے وہان کے راجہ کا دار الریاست ہی انہی بر
گذرے ہین کہ یہہ شہر بڑا آباد تھا ایسا کہ اِس پہاڑی علاقہ مین کوئی آبادی اِسکے ثانی نہ تھی تمام گھر اِسکے
چونے اور پتھرون کے بنے ہوئے تھے اور آباد بازار بارونق وکشادہ تہا تجارت کی کثرت تھی مگر جب
گورکھیون کی یورش پہاڑی ملک پر ہوئی تو اونہون نے اِس شہر کو دو مرتبہ لوٹکر ویران کر دیا اور
مکانات گرا دئے اسقدر کہ تمام شہر مین سے صرف سو گھر آباد رہ گئے پہر جب عملداری انگریزی ہوئی اور
رئیس یہانکا اپنی ریاست پر بحال ہوا تو شہر کے لوگ پہر آکر اِسمین آباد ہونے لگے اب روز بروز اِسکی
آبادی ترقی پر ہے دریاے ستلج اِس شہر کے قریب بہت تیز اور گہرا چلتا ہے پہلے عمارت محل راجہ کی بہت
جو بڑی عالیشان بنی ہوئی تہی وہ بہی گورکھیون نے گرا دئی تہی وہ اب پہر بنائی گئی ہین بلندی اِس
شہر کی سمندر کی سطح سے ایکہزار چارسو چہپن فٹ ہی پہلے راجہ کہلور کا اِس شہر مین رہتا تھا اب بایش
اوسکی کہلور کے مقام پر ہے **ریاست کہلور** یہہ ایک چہوٹی سی ریاست کوہ ہمالہ کی نچلے
قطارون مین واقع ہے جسکے شمال کر دریاے ستلج جو پنجاب کے اوپر کے حصہ اور نیچے کے درمیان بہتا ہے
شرق کی طرف ریاست بالکل یا پہاگل کے جنوب مین ریاست منڈور قریب سرحد علاقہ سرہندی اِس ریاست کا
کچہہ حصہ جو دہنے کنارے دریاے ستلج کے تہا وہ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے زبردستی سے اِس راجہ کے قبضہ
سے چہین لیا اور جواب موجود ہے ایک تنگ ٹکڑا زمین کا چہہ میل چوڑا اور تیس میل لمبا ہے اور کل علاقہ کہلور
پچاس میل مربع شمار مین آتا ہے بلندی اِسکی مختلف ہے مقام سونی جو اٹہارہ میل کہلور کے اوپر ہے تہہ
دریاے ستلج کی دو ہزار دو سو تراسی فٹ سمندر کے سطح سے اونچی ہے اور اوس مقام پر دریاے
ستلج بلندی سے پستی کو بقدر بیس فٹ فی میل کے آتا ہے وہان سے بایان کنارہ ستلج تہوڑی دور تک اوسط
درجہ پر ہموار و زرخیز پلاسپور کے مقام تک ہے اور نشیب کی طرف بسمت مغرب میدان متعلقہ اِس ریاست کا
لکووال کے مقام تک پہیلتا ہے اور نیچور دون کے حد تک اوسکی حد شامل ہوتی ہے تہوڑے فاصلہ پر
دریا سے ایک دہلوین قطار پہاڑ کی شمال مغرب کی طرف سے جاکر جنوب مشرق کی سمت کو پہیلتی ہوئی چلی گئی
ہے مقابلہ مین اِس قطار کے کوہ مالون کی قطار ہے جو گہری اور مشکل گذار ہے بلندی اِن قطارون کی اکثر مقامات
سے چار ہزار چار سو اڑتالیس فٹ تک سمندر کی سطح سے شمار مین آتی ہے اور اِن دونو قطارون کے
مابین دریا سے گنبر بہتا ہے اور ایک پختہ قلعہ جنگی بائیس گز چوڑا اور اسیقدر لمبا مربع شکل کا بنا ہوا ہے
اِس بڑی بلندی کے اوپر اگر چڑہ کر ملک کو دیکہین تو عجب سیر دور دور کے ملکون اور پہاڑونکی نظر آتی
ہے سوائے اِسکے اِن گہاٹیون کا زینہ دار میدان اور اِسمین دریا کا پانی لہراتا و چکر کہاتا ہوا خوبصورت

خوشنما دکہائی دیتا ہے اور وہ زینہ دار ڈہلوان پہاڑ کی بنیاد سے چوٹیون تک برابر جاتی ہے اور بعض بلند چوٹیون کے اوپر قلعہ دگڈہیان پختہ بنی ہوئی ہین اور چیڑ اور دیودار کے درختون کی اسقدر کثرت ہی کہ تمام پہاڑ سبز نظر آتا ہے اور پہاڑی ندیان وچشمہ اسقدر جاری ہین کہ اونکی سیر سے طبیعت انسان کی سیر نہین ہوتی ہوا اس پہاڑ کی جو پہاڑ کی بوٹیون کو چہاٹ کرآتی ہے نہایت خوشبودار و فرحت انگیز ہوتی ہے اس علاقہ کی پست زمین کے اندر زراعت ہوتی ہے اور دریا سے اونکو پانی دیا جاتا ہے اور اوپر کی زمین قابل زراعت نہین ہے اسمین ریتلی پتہر اور سرخ رنگ کی مٹی اور بعض مقامات پر چکنی مٹی ہوتی ہے پیداواری نیچے کے حصہ کی ملک کی اوپر کے حصہ کے ملک کی ساتہہ مطابق نہین ہے بارش اس پہاڑ پر خوب ہوتی ہے پیداوار یہان کی مکی شالی گیہون جو سرسون تل تخود ماش آدرک تارامیرا انگ پوست تماکو لال مرچ اور میوہ جات صدہا قسم کے آڑو اکہروٹ سیب انار ناشپاتی وغیرہ پیدا ہوتے ہین دریائے ستلج کے سوا دریائی گنبر ایک بڑا ایمین بہتا ہے جو شمال مغرب کے سمت کوہ مالون سے ہوتا ہوا یہان آتا ہے پہر بعد طے کرنی راستے پانچ میل کے ستلج مین جاگرتا ہے دریائے گنبر کے سوائے اور چہوٹی چہوٹی ندیان بہت سی مثل گمبار او سیر و لونند و جہجر اس علاقہ مین جاری ہین جس سے تمام علاقہ سیراب و شاداب ہوتا ہے اور نیز ایک بڑی جہیل بہی یہان واقع ہے جسکو کہندالو بولتے ہین کہلور کے راجہ کا پہلے بڑا راج تہا مگر جب مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اسپر یورش کرکے بہت سا علاقہ اسکا دبا لیا تب سے طاقت اسکی بہت کم ہوگئی مگر ستلج کے بائین طرف اسنی کچہہ اپنی ریاست کو بڑہا لیا اور بارہ ریاستین اور جمعی ایک لاکہہ چہتیس ہزار روپیہ اسکے ماتحت آگئین ۱۸۱۴ء مین گورکہیون نے غلبہ پاکر راجہ کو مغلوب کیا پہر سرکار انگریزی اور گورکہون مین اس مقام پر بڑی لڑائی ہوئی اور امر سنگہ سپہ سالار فوج گورکہہ کا مالون کے قلعہ مین محصور ہوا اور شکست کہائی انگریزون کی فتحیابی کے بعد یہہ ملک موجودہ حال راجہ کو عطا ہوا آمدنی اسکی ایک لاکہہ دس ہزار روپیہ اور آبادی جو سہتہ ہزار آٹہہ سو اڑتالیس آدمی کی ہے اور راجہ کے پاس جنگی فوج چار سو قریب رہتی ہے ۱۸۵۷ء مین راجہ جگت سنگہ کہلور کے راجہ نے سرکار سے اجازت طلب کی کہ وہ اپنے پوتے مہرچند کو اپنا جانشین کرے چنانچہ اجازت ہوئی اور مہرچند اوسکا وارث قرار پایا اس ریاست کے بڑے بڑے قصبہ بلاسپور وکہلور و نندپور و دکو دال ہین اور خاص کہلور اس ریاست کا دارالریاست ہے جو جنوب مغرب کو گہاٹیون کوہ نینا دیوی پر دریائے ستلج سے پانچ میل کے فاصلہ پر آباد ہے گو کہ آبادی اسکی چہوٹی ہے مگر بسبب اسکے کہ راجہ خود اس مین رہتا ہے رونق اسمین زیادہ ہے لیکن بلاسپور کی آبادی اس سے بڑی ہے کہلور کا فاصلہ شہر کلکتہ سے ایکہزار ایکسو تین میل کا شمار ہوتا ہے ٭ ٭

ماکھووال کہلور کی ریاست کے اندر دریاے ستلج کے بائین کنارے کے متصل آباد ہے آبادی اسکی ہموار میدان اور زرخیز زمین مین جو دریاے ستلج اور کوہ نینا دیوی کے درمیان ہے واقع ہے گھاٹی اس پہاڑ کی بھی اسی ماکھووال کے نام سے موسوم ہے مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اپنی زور کے وقت کہلور کے راجہ سے یہہ علاقہ چھین لیا تھا مگر انگریزون نے پھر واپس دلا یا فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو ایکہزار ایکسو میل کا ہے **نینا دیوی** کہلور کی ریاست کے ماتحت یہہ ایک چھوٹی دار پہاڑ تنگ جزیرہ نما کی شکل کا ستلج کے بائین کنارہ چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے اسکی بلندی آنند پور کے پہاڑ سے تین ہزار فیٹ اور سمندر کے سطح سے چار ہزار فیٹ ہے اوپر کے چوٹی اس پہاڑ کی ایسی قطع کی ہے جیسے کہ پنجاب کے سکہون کی پگڑی اور اس مقام کو سکہہ لوگ بہت متبرک جانتے ہین اور اوسکا بدل وجان ادب کرتے ہین کیونکہ گورو گوبندسنگہ اونکے دسوین گورو نے بہت مدت تک یہان قیام رکھا تھا اسبات کے سواے ایک اور مندر ہندؤن کی دیوی کا یہان بنا ہوا ہے اور اونکا اعتقاد ہے کہ ستی جی شب جی کی عورت جو زندہ آگ مین جلکر مرگئی تھی اور اوسکی نعش کو آگ سے نکالکر جابجا لئیے پھرے تھے اوسکی تین نیسے آنکھین جھان گری تہین جہان اب مندر بنا ہوا ہے یہہ مندر پتھر کی عمارت کا بنا ہے اور پتھر کے زینون سے چڑہ کر اوسپر جاتے ہین اور بڑے اعتقاد کے ساتھہ پرستش کرتے ہین **رتن گڈہ** کہلور کی ریاست مین یہہ ایک قلعہ اوپر چوٹی ڈہلوین قطار مالون کے پہاڑ کے خاص کہلور کے مقام سے ڈیڑہ میل کے فاصلہ پر بنا ہوا ہے عمارت بڑی مضبوط و مستحکم ہے ایسی طرح پر کہ دشمن اوسپر نکا یک قبضہ نہین پاسکتا اسمقام پر بڑی سخت لڑائی فیما بین فوج گورکہہ اور انگریزی فوج کی ہوئی تہی جسمین آخر کو گورکہیون کو شکست اور انگریزون کو فتح نصیب ہوئی یہہ قلعہ اگرچہ چھوٹا سا ہے مگر بسبب اسکے کہ مضبوط اور راجہ پر واقع پر بنا ہوا تھا گورکہیون نے یہان آکر پناہ لی تھی فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو ایکہزار اٹھانوے میل کا ہے **کیونتھل** یہہ ایک پہاڑی ریاست ستلج اور جمنا کے درمیان واقع ہے شمال کیطرف اسکے کوہ شملہ و کوٹھی و مدہان و تھیوگ و کوند وغیرہ شرق مین بلسن جنوب مین سرمور و علاقہ راجہ پٹیالہ مغرب مین بگھاٹ و حصہ علاقہ پٹیالہ ہے یہہ علاقہ بندرہ میل شمال سے جنوب کو لنبا اور اوسیقدر چوڑا ہے یہہ علاقہ پہاڑون کے اندر واقع ہے اور پہاڑ چارون طرف اسکی محیط ہین جو بڑے بڑے بلندی رکھتے ہین کوئی حصہ اسملک کا تین ہزار فیٹ سے کم بلند نہین ہے چنانچہ چوٹی اوس پہاڑ کی جسکا نام [illegible] ہے سات ہزار آٹھہ سو فیٹ بلند ہے اور دوسری چوٹی کوہ مہاسو کی نو ہزار اٹھتر فیٹ بلندی رکھتی ہے پانی ان گھاٹیون کا جنوب و مشرق کیطرف بہہ کہ دریاے گری مین گرتا ہے اس علاقہ مین شہر دہ بہی

جسکا نام جنگ ہی اور اوسی شہر مین بہالنکا راجہ رہتا ہے جب سرکار انگریزی نے گورکھیون پر فتح پائی تو یہہ علاقہ یہان کے راجہ کو الگ کرکے ایک حصہ اسکا بعد ضبطی راجہ پٹیالہ کے پاس فروخت کردیا باقی ماندہ سطح اس ریاست کا ایکسو انتالیس میل مربع ہے اور اگر تمام علاقہ اسکا جو اسکو بعوض شملہ وغیرہ کے ملا تہا شمار کیا جاوے تو دوسو ستہتر میل مربع ہوجاتا ہے آبادی خاص کیونتھل کی چودہ ہزار اور کل علاقہ ریاست کی بیس ہزار آدمی کے ہے اور اگر شملہ کے معاوضہ کے ملک کو ملایا جاوے تو تیرہ ہزار پانسو اور ملجاتے ہین **بنی چوکی** یہہ قصبہ ریاست کیونتھل کے مشرقی حد پر اوس سڑک کے اوپر جو شملہ سے کوٹ گڈھ کو جاتی ہے شملہ کی سڑک سے بفاصلہ گیارہ میل آباد ہے اور سڑک کے کنارے پر ایک لکڑی کا مکان مسافرون کے ٹھہرنے کیواسطے بنا ہوا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھہ ہزار ایکسو ساٹھہ میل ہے **مہاسو** کیونتھل کے علاقہ مین یہہ ایک پہاڑ کا نام ہے جو ایک قطار کوہ ہمالہ کے نچلے قطار کے اندر واقع ہے اصل مین نام اسکا مہاشو تہا اب غلط العام مہاسو مشہور ہوگیا کیونکہ مہاشیو کے معنی بڑے دیوتے کے ہین اور یہان ایک شوالہ پرستشگاہ ہندؤن کی بنی ہوئی ہے جسکی عمارت پتہر و چونے سے مستحکم کی ہوئی ہے اور شب جی دیوتا کا وہان پوجن ہوتا ہے یہہ پہاڑ چیڑ و زیتون وغیرہ درختون سے بہرا ہے اور دور سے صورت اسکی ایسی نظر آتی ہے جیسے کہ ایک عالیشان باغ ہو بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار ایکسو چالیس فیٹ کی ہے **جیکو** کیونتھل کے علاقہ مین یہہ ایک پہاڑ کے بلند چوٹی شملہ کے پہاڑ کے شرق کی طرف کو واقع ہے اسمین جکہنی بستی ہے اور پتہرون کی سلین اور تختے بہت ہین اسکے جنوب کو بالکل ننگا پہاڑ ہے اور شمال کیطرف بڑے بڑے درخت بلند اور ویرانہ جنگل ہے اور جب مثلثی طریق کے ذریعہ سے پیمایش اس پہاڑ کی ہوئی تہی تو اسمقام پر محکمہ مقرر ہوا تہا بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھہ ہزار ایکسو بیس فیٹ ہے **کرول** کیونتھل کے علاقہ مین یہہ بہی ایک پہاڑ کی چوٹی کا نام ہے جو بارہ میل مشرق کے طرف سباٹو کی جنوبی حد کوہ ہمالہ مین واقع ہے اسکی چوٹی پر کلی کے پتہر بہت ہین اور سنگ مقناطیس بہی اکثر پایا جاتا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سات ہزار چہہ سو بارہ فیٹ ہے **ماہند** کیونتھل کے علاقہ مین یہہ ایک پہاڑ کی چوٹی کا نام ہے جو کوہ جنکو سے شامل ہوتا ہے اور ایک طرف سے اسکے ایک ندی دریاے گری کی مددگار نکلتی ہے اور دوسرے طرف سے خاص دریائی آشن نکلکر بہتا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے ساتہہ ہزار آٹھہ سو فیٹ کی ہے **جُبّل** یہہ ایک پہاڑی ریاست جنوبی کوہ ہمالہ مین معہ علاقہ اتراک کے جو پیچھے سے اسمین شامل ہوا ہے واقع ہے شمال کیطرف اسکے علاقہ بٹدر رود علاقہ کیونتھل و شہر مشرق کے طرف علاقہ بسہر

گڈہ وال اور گڈہ وال وتبھر کے درمیان دریاے پابر وٹونس جاری ہین جنوب کی طرف ریاست
سرمور مغرب مین سرحد و ریاست بلسن سطح کل اسکا تین سو تین میل مربع ہے شمالی حصہ اسکا پابر کی
گھاٹیون کے اندر ہے جو اوسی دریا کے نام سے موسوم اور دریا کے دہنی کنارہ پر واقع ہین جنوبی حصہ
اسکا کوہ شالوہی و دریاے شالوہی کے شامل ہے ان گھاٹیون مین سے پابر کی گھاٹی نہایت سرسبز و خوشنما
ہے اور رانا اس ریاست کا دیورلے کے مقام پر رہتا ہے بلندی جبّل کے پہاڑ کی اکثر مقامات سے بہت
بلند ہے بڑی چوٹی اسکی جو جنوب مغرب کے حد پر ہے اوسکا نام چر ہے وہ بارہ ہزار ایکسو انچاس فیٹ
اونچی ہے اور دوسری چوٹی اورکتا جو شمال مین ہے وہ دس ہزار فیٹ بلندی رکھتی ہے اور دریاے
پابر کے تہہ رینگر کے مقام پر جو شمال مشرقی حد پر اس ریاست کے ہے وہ چار ہزار نوسو تیس فیٹ اونچی ہے
رہنے والے اس پہاڑ کے حسین وجمیل وخوبصورت گورے رنگ کے ہین پوشاک اونکی ڈہیلی موٹی اونکی
پاجامے اور چیت کمربند گلے مین روئی کا کرتہ سر پر ٹوپی عورتین یہان کی سخت بے شرم و مردبی غیرت
پہلے عورات کی بیع وشرا برملا ہوتی تہی مگر اب در پردہ کرتے ہین ہندؤن کے مذہب کے لوگ بکثرت
مسلمان براے نام شاذ ونادر ہے بولی یہان کی ہندوستانی پہاڑی ملی ہوئی آبادی اس ریاست کی
قریب پندرہ ہزار آدمی کے اور آمدنی چودہ ہزار ایکسو سولہ روپیہ سالانہ ہے تین سو آدمی رانا کے
پاس سپاہی رہتے ہین رانا یہانکا قوم کا راجپوت ہے ١٨١٥ع مین جب ملک سے انگریزون نے گورکہیہ فوج
نکالدی تو یہہ رانا سرکار انگریزی کے حکم سے اپنے ملک پر بحال ہوا مگر دوبارہ ١٨٣٢ع مین وہ
ریاست کے کام سے بسبب کسی امر کے بیدخل ہوگیا اور اُسکے واسطے نقد روپیہ پنشن کا دینا قرار پایا جسکے
لینے سے اوسنے انکار کیا ١٨٤٠ع مین وہ مرگیا اور یہہ ریاست پہر اوسکے بیٹے نابالغ کو عطا ہوئی اوسکے
رئیس کے بالغ ہونے تک انتظام ملک کا سرکار سے متعلق رہا جب وہ بالغ ہوا تو ١٨٥٠ع مین کامل اس
ریاست کا قبضہ اوسکو ملا کہ اب تک وہ اپنی ریاست مین قابض ومتصرف ہے اس ریاست کے
مشہور قصبہ قلعہ جبال اور دیورہ ریاست گاہ رانا کا ہے

جبّل

یہہ ایک قلعہ پختہ و مستحکم عمارت کا
ریاست جبل کے جنوب مشرقی گھاٹی پر بنا ہوا ہے جو کوہ چور سے لیکر کوہ وارتو تک پہیلتی ہے ستلج پار کے
پہاڑ مین یہہ نامی قلعہ ہے سرکار انگریزی کی عملداری سے پہلے اس قلعہ مین گورکہیون کا قبضہ تہا اب
جبل کے رانا کے قبضہ مین ہے

بنڈر

یہہ کوہستانی علاقہ منجملہ علاقجات ریاست جبل کے ہے اسکے
شمال کے طرف حدود ریاست جبل کے ملتے ہین طول اسکا قریب آٹھہ میل کے جنوب غرب سے شمال شرق
کو اور پانچ میل چوڑان اسکا ہے بہت بڑی قطار پہاڑون کی جنوب غرب کی سمت سے شمال شرق کو پہیلے

اور حصہ کوہ وارتو کے چوٹی کا جو کے پہاڑ سے شامل ہوتا ہے بلندی اسکی چھہ ہزار فیٹ سے سات ہزار فیٹ تک شمار میں آتی ہے پانی کی ندیان اسمین بہت جاری ہین جو جنوب مغرب کو چلکر دریاے ٹونس مین جا ملتے ہین باشندے یہان کے سخت دل وبہادر و دلاور ہین کیونکہ گورکھون کے یورش کے وقت اور سب پہاڑی علاقجات اونکے مطیع ہوگئے اور انہون نے اطاعت نہ کی اور چھہ ہزار آدمی نے ملکر بمقام منتیل اونسے مقابلہ کیا اور سخت خونریزی ہوئی پہر جب انگریزی لشکر گورکھون کے نکالنے کو یہان آیا تو دوبارہ اس علاقہ کے لوگون نے گورکھون کے مارنیکو ہتھیار باندہے اور سرکار کی بڑی مدد کی اور قلعہ چپال کا گورکھون سے لیا جب گورکھہ لوگ یہانسے بیدخل ہوئے تو یہہ علاقہ انگریزی ضبطی مین آگیا اسلئے کہ اصلی وارث بنڈر کی ریاست کا کوئی موجود نہ تہا اور پہلے جبل کی رانا کی صرف ماتحت یہہ ریاست تہی بعد چندے یہہ کل علاقہ کیون تہل کے رانا کے حوالے ہوا کل سالانہ آمدنی اس علاقہ کی تین ہزار روپیہ اور تین ہزار آدمی کی ہی آبادی ہے جنمین قریب چارسو آدمی کے مسلح وسپاہی ہوگا **ارکنا** جبل کی ریاست مین ہے ایک پہاڑ کی چوٹی کا نام ہے جو کوہ چراور وارتو کے درمیان ہے اسپر بڑے بڑے درخت چیر و زیتون وغیرہ کے ہین اور سڑک جو چپال سے دیہورا کو جاتی ہے وہ اس پہاڑ کے اوپر دو چوٹیون کے درمیان مین سے جنکی بلندی گیارہ گیارہ ہزار فیٹ بلندی گذرتی ہے بڑا اونچا مکان اس سڑک کا جو اس پہاڑ کے اوپر ہے بلندی اوسکی سمندر کے سطح سے نوہزار سات سو اونتیس فیٹ شمار مین آئی ہی مثلثی پیمایش کے وقت اس درہ کا نام تہر کانلار کہا گیا تہا **او تراک یا ترک** یہہ ایک پہاڑی علاقہ کوہ ہمالہ کے نچلے قطارون مین ہے اسکے شمال مین علاقہ بسہر شرق مین راینگڈہ و بسہر جنوب مین کوہ جبل غرب کندرو و کوتہکاہی کل سطح اسکا قریب ستر میل کے مربع ہے بلند چوٹیین اس پہاڑ کی کوہ وارتو سے جنوب مغرب کیطرف پہیلتی ہوئی دریاے ٹونس تک پہونچتی ہین اسمین بلند بلند مقامات کثرت سے ہین چنانچہ چوٹی کوہ تنکڑو کی جو شمال مغرب کی حد پر ہے وہ دس ہزار ایکسو دو فیٹ بلند ہے آبادی اس علاقہ کی دوہزار پانسو اور آمدنی تین ہزار روپیہ سالانہ ہے جس مین سے رئیس یہانکا دوسو اسی روپیہ سرکار کو دیتا تہا اور ایکسو پچیس آدمی مسلح اوسکے پاس رہتے تہے ۱۸۱۵ء مین جب سرکار نے گورکھون کو یہانسے بیدخل کیا تو ریاست یہان کی رئیس کے حوالے کردی مگر پیچہے سے معلوم ہوا کہ وارث اس ریاست کا وہ نہین ہے اوسکے بہائی کا بیٹا وارث حقیقی ہے پس وہ معزول ہوکر بہائی کا بیٹا اوسکا گدی نشین کیا گیا لیکن اوس سے کچہہ انتظام نہوا اسلئے وہ بہی برخاست کیا گیا اور ریاست

سرکار مین ضبط ہوئی بعد چندے بسبب اِسکے کہ آمدنی ریاست کی بہت کم تہی یہہ علاقہ جبل کے راجہ کے حوالے ہوگیا

ریاست سرمور یہہ ایک کوہستانی ریاست ماتحت سرکار انگریزی کے ہے اِسکے شمال علاقہ ریاست بلسن و جبل شرق مین علاقہ جہانسر و باور و ڈیرہ دون ہے جنکے اندر دریائے ٹونس و جمنا بہتے ہین جنوب و غرب مین علاقہ سرہند و اضلاع ریاست پٹیالہ و کیتہل ہین اِسکا کل سطح ایکہزار چہہ سو میل مربع ہے سوائے ایک چہوٹے سے علاقہ کے جو نامن کے قریب اِس ریاست کے جنوب مغربی انجام پر ہے جہان سے چند ندیان نکلکر دریائے سرستی و گگر مین جا گرتی ہین تمام علاقہ سرمور کا دریائے جمنا کے سطح کے گرد گرد پہیلا ہوا ہے جسمین دریائے گری معہ اپنے مددگارون دریائے جلال و پالور گرتا ہے دریائے ٹونس جو مغربی حصہ اِس علاقہ کا ہے جسکو نیچے آکر جمنا بولتے ہین وہی دریا شمال مشرقی سرحد سرمور کا ہے اوسکے دہنے طرف سے اور دو دریا جنکا نام منیس و نانے راٹے ہے اوسمین آکر شامل ہوتے ہین سطح سرمور کے علاقہ کا اکثر ناہموار ہے اور بلندی اسکی شمال سے جنوب کو کم ہوتی جاتی ہے اسکی شمالی حدود پر چوٹی چور کے پہاڑ کی بارہ ہزار ایکسو پچاس اور گیارہ ہزار چہہ سو نواسی فیٹ سمندر کے سطح سے بلند ہے اور دریائے گری و جمنا کے شمول کے پاس جنوب کیطرف اِسکے جو مقام ہے وہ صرف ایکہزار پانسو فیٹ اونچا ہے اِس شمول کے مقام سے جنوب کیطرف علاقہ گیارہ دون مغرب کی طرف کو پہیلتا ہے اور جنوبی حصہ کوہ سرمور کا بناتا ہے گیارہ دون کا علاقہ پچیس میل لمبان مین شرق سے غرب کو اور چہہ میل چوڑان مین ہے کل سطح اِسکا جمنا کے مغرب کیطرف سے لیکر گہات سن کے درہ تک پہیلتا ہے جو کل چودہ میل شمار مین آتا ہے اور گہات سن کے مقام پر بلندی اسکی دو ہزار پانسو فیٹ کے ہے اور کل علاقہ سرمور کا شرق و غرب کیطرف ڈہلوان ہے کیونکہ شرق کی طرف اِسکے تو دریائے جمنا اور غرب کیطرف مارکنڈا بہتا ہے مارکنڈا کے سوا اور ندیان بہی اِسکے غرب کی طرف اپنا اپنا راستہ لئے ہوئے دریائے سرستی و گہگر کو چلی جاتی ہین گیارہ دون کے جنوب کیطرف کوہ سوالک کی قطار ہے جنکی بلندیان قریب اڈہائی ہزار فیٹ کے سمندر کی سطح سے اونچی ہین اور درہ ماگی نند کے رستے سے جو اوسی قطار مین ہے دریائے مارکنڈا بہتا ہے شمال کیطرف گیارہ دون کے کوہ ہمالہ ہے اور کوہ سین کے قطار شمال مغرب کو دہنی کنارے دریائے گری کے واقع ہے اور یہہ دریائے گری ٹہنڈ و بہوانی کے قطار کے جنوب مشرقی انجام سے نکلتا ہے جسکی چوٹی پانچہزار تین سو فیٹ سمندر کی سطح سے بلند ہے شمال مغرب کو اوس سے کوہ سرسید دیوی ہے جو چہہ ہزار دو سو ننانوے فیٹ بلندی رکہتا ہے دریائے گری کے پرے شمالی انجام علاقہ سرمور کے کوہ چور کے چوٹی ہے جو بارہ ہزار ایکسو پچاس فیٹ بلند ہے اوسمین جسقدر چہوٹی قطارین ہین اونکی چوٹیان آٹھہ ہزار فیٹ تک بلند مین

کوہ راج گڈھ و چیتردن دیوی جو کوہ چر کے مغرب کی سمت کو ہین سات ہزار ایکسو پندرہ و سات ہزار
اڑتالیس فیٹ سمندر سے اونچے ہین اور جمون کے پہاڑ کی بلندی جو جنوب مشرق انکی ہے چھہ ہزار آٹھہ سو
باون فیٹ بلند ہے اور جندپور کا پہاڑ جو دہنے کنارے دریاے ٹونس کے ہے آٹھہ ہزار پانسو اکسٹھہ
فیٹ اور کانگڑ جو اوسکی جنوب کے سمت کو ہے چھہ ہزار چھہ سو ساٹھہ فیٹ بلندی رکھتا ہے - سرمور کا پہا
ڑ دہاتی ہے اور جماداتی دولت اسمین بکثرت ہے چنانچہ کلسی کے مقام پر ایک تانبے کی کان ہے مگر
پہلے جاری تہی اب اوس سے تانبا نکالا نہین جاتا اسی طرح ایک سکہ کی کان ہے وہان سے نکالا جاتا ہے اور
سو آدمی کے قریب وہان کام کرتے ہین لوہا اس پہاڑ مین افراط سے نکلتا ہے اور کان سے نکالکر کوئلون سے
پگہلاتے ہین اور آٹھہ پائی کا آدہ سیر بیچتے ہین اور پتہر کے تختے بہی اس پہاڑ سے بہت نکالتے ہین جو جہونپڑون
کے اوپر ڈالے جاتے ہین اور جابجا فروخت ہوکر زر قیمت راجہ کے خزانہ مین جمع ہوتی ہے آب و ہوا
اس پہاڑ کی مختلف ہے کوہ چر سے لیکر جسقدر علاقہ مین کہ برف برستی ہے آب و ہوا سرد و خشک ہے اور کیاردہ
کے علاقہ مین ایسے ایسے پہاڑی جنگل ہین جنمین بنی آدم کا گذر نہین ہے البتہ لکڑی کاٹنے والے لوگ
بڑی محافظت کے ساتہہ اونمین جاتے ہین کیاردہ دون کا علاقہ تین طرف سے بند ہے صرف مشرق کیطرف
جدہر جمنا بہتی ہے کہلا ہوا ہے جمنا کے کنارے کی زمین نہایت سیراب و زرخیز اور آب و ہوا وہان کی
بہی اچہی ہے مگر جنگل اسکا شیرون اور چیتون اور ریچہون و چرغ وغیرہ درندون سے بہرا ہوا ہے اور کثرت
اونکی صرف اسواسطے ہے کہ وہان کے رہنے والے جانور کا مارنا بڑا گناہ سمجہتے ہین شالی روئی تماکو پوست
اور کئی سیکڑون طرح کی پیداوارین یہان ہوتی ہین گیہون جو اس علاقہ مین پے درپے بوئی جاتے ہین اور
ایک اور قسم کا اناج سیاہ رنگ کے دانہ کا ہوتا ہے اوسکی پیدایش بہت کثرت سے ہے بیل و گاے پہ
پہاڑ کے فربہ و شیردار ہوتے ہین اور گہرون کی عمارتین دو منزلہ سہ منزلہ پتہرون کی بنی ہوئی ہوتی
ہین اور اون پر بڑے شہتیر چیڑ و دیودار وغیرہ کے ڈالکر پتہر کی سلون سے ڈہانک دیتے ہین اس
پہاڑ مین لوہے ڈہالنے کے کارخانون کے سواے اور کوئی اتنا بڑا کارخانہ نہین ہے اور نہ اور کوئی
بڑی ایسی تجارت ہے سڑکین اس علاقہ کی نہایت تنگ و مشکل گذار ہین بعض سڑکین تو صرف ڈیڑہ
فیٹ تک چوڑی ہوتی ہین اور دونو طرف سڑک کے بعض مقام پر عمیق غار ہین اور بعض جگہہ پر
اونچے پہاڑ ہین جہان سے لدا ہوا جانور بہی گذر نہین سکتا یہانکے رہنے والون کا مذہب ہندؤن کا ہے
گہیگہ کا مرض یہان اکثر لوگون کو ہوجاتی ہے یعنی گلا اونکا سوج کر بہت موٹا ہوجاتا ہے قد ہر ایک آدمی کا
چہوٹا ہوتا ہے اور چالاک و مضبوط و بارکش و محنت پسند ہوتے ہین پوشاک یہانکی لوگون کی ایک پاجامہ

اور لمبا کورتہ گھٹنون تک اور قرمزی رنگ کی لمبی ٹوپی شانہ تک پہلی ہوئی ہے اور بعض سردی مین
کمبل کا چوغہ بھی رکھتے ہین امیر لوگ یہانکے ہندوستانی وضع کے انگے پہنتے ہین اور سکہون کے وضع کی
مختصر دواریگڑیان باندہتی ہین عورتین یہانکی نازک بدن نہین ہوتین اور اگر فاحشہ ہون تو مرد غیرت نہین
کرتے ایک عورت کا چند خصم ہونا یہان عام رواج ہے مثلاً اگر ایک گہر مین پانچ بہائی ہون تو
وہ ایک عورت کو آپسمین ملکر بیاہ لیتے ہین اور وہ ایک ہی عورت پانچون مردون کی عورت کہلاتی
ہے چونکہ عورتین وہان بہت ہین اسلئے وہان لوگ اپنی لڑکیون کو ہندوستان کے شہرون مین لاکر تو بیشک
فروخت کرجاتے ہین آدم زاد کی قیمت وہان بیلون اور گہوڑون کی طرح مقرر ہوتی ہے یعنی جیسی کہ انکی
خوبصورتی زیادہ ہو اوسیقدر اوسکی قیمت زیادہ ہوتی ہے اگرچہ سرکار انگریزی نے اس بدرسم کی
مسدودی مین بہت کوشش کی ہے مگر توبھی پوشیدہ پوشیدہ وہی کام ہوتا چلا جاتا ہے اس پہاڑ مین بہتسے
مندر و پرستشگاہین بہت سے بنے ہوئے ہین برہمن بافراط ہین ستی کے ہونے کا یہان بڑا رواج تہا
مگر اب بند ہے راجہ یہانکا راجپوت کہلاتا ہے اور یہی قوم یہان بکثرت رہتی ہے جب سرکار انگریزی نے
اس علاقہ سے گورکہیون کی فوج کو نکالا تو ۱۸۱۵ء مین یہہ علاقہ سرمور کے راجہ کے نام پر واگذار فرمایا
اور علاقہ کیارہ دون کا بھی پہر ۱۸۳۳ء مین اسی راجہ کے حوالے کر دیا گو کہ ایک دفعہ کہلوڑ کے پاس
اس راجہ نے سرکار انگریزی کے ساتہہ سرکشی کی تہی مگر سرکار نے رحم کیا اور جرمانہ لیکر اوسکو پہر تاج بخشی
کی آمدنی اس پہاڑی علاقہ کی پہلے چالیس ہزار روپیہ سالانہ تہا جب کیارہ دون کا علاقہ اسکے
شامل ہوگیا تو ایک لاکہہ روپیہ کی آمدنی سالانہ ہوگئی قصبہ ناہن جو علاقہ کیارہ دون کے مغربی نجام
پر آباد ہے اس راجہ کے رہنے کا مقام اور ریاست کا ہے بلکہ ایسی آبادی کا اور کوئی شہر وقصبہ اسکی ریاست
مین نہین ہے کیونکہ خاص کیارہ دون تو صرف ایک گانو ہے اور قصبہ کلسی جو آگے بڑا آباد تہا اب ویران
ہوچکا ہے کل علاقہ اس ریاست کا ساتہہ پرگنون مین منقسم ہے اور آبادی چہتر ہزار پانسو پچانوے
آدمی کی ہے یہہ راجہ سرمور کا پندرہ نسلون سے راجہ چلا آتا ہے اور بزرگ اسکے پہلے جیسلمیر کے
ملک کی حکومت کرتے تہے جب سنہ [illegible]ء مین جیسلمیر فیروزشاہ تغلق کے قبضہ مین آئی تو بزرگ انکا اس
پہاڑ کا جاگیردار بنا تب سے برابر یہہ اسی جگہہ پشت بہ پشت حکومت چلی آئی ۱۸۰۳ء مین گورکہیون نے
اس ملک پر قبضہ پایا اور راجہ کو بیدخل کردیا مگر ۱۸۱۵ء مین سرکار انگریزی نے گورکہیون کو بیدخل
کرکے پہر یہہ ریاست راجہ کے سپرد کی اس راجہ کے پاس جنگی فوج کچھ بہت بڑی نہین رہتی صرف
چارسو پیادہ مسلح اور دو ضرب توپ رہتی ہے جو ریہہ ایک پہاڑی بلند چوٹی دار جنوبی قطار دون

کوہ ہمالہ بہت اونچی ہے بلکہ سرمور کے علاقہ مین ایسی خوشنما گھاٹی پہاڑ کی اور کوئی نہین ہے اور جب اسپر
چڑہ کر جنوب کے سمت کو دیکھین تو دور دور تک نظر پہونچتی ہے اور فراخ میدانون ہندوستان کی خوب بیک
نظر آتے ہین اور شمال کی سمت کو بلند پہاڑ برف سے ڈہکے ہوے اور چمکتے ہوئے دکھائی دیتے ہین
بلندی اسکی سمندر کے سطح سے بارہ ہزار ایکسو اونچاس فیٹ ہے **کانگڑہ** سرمور کے ریاست کے
علاقہ مین دریاے گری اور دریاے ٹونس کے درمیان ہر ایک دریا سے تین تین میل کے فاصلہ پر
یہہ ایک قلعہ کلی کے پتھرون کا بنا ہوا ہے اس علاقہ کی پیمایش کے وقت یہان پیمایش کا محکمہ مقرر ہوا تھا
بلندی اسکی سمندر کی سطح سے چھہ ہزار چھہ سو میل کے ہے **جیتک** سرمور کے علاقہ مین ایک قطار پہاڑ
کی ڈہلوین شمال مغربی انجام کوہ کیاردہ دون سے نکلتی ہے اسکی چوٹی کے اوپر ایک قلعہ ستر فیٹ
لمبا اور پچاس فیٹ چوڑا بنا ہے جسکے چارون کونون پر چار برج اور دمدمے بنے ہوئے ہین عمارت
اسکی نہایت پختہ و مستحکم ہے ١٨١٤ء مین جب انگریزون نے اس پہاڑ مین آکر گورکھیون پر یورش کی تو اونکی
اوسوقت دو ہزار دو سو آدمی مسلح اس قلعہ مین تھا جب ٢٧ - دسمبر کو انگریزی فوج ایکہزار سات سو
تین یہان پہونچی تو گورکھیون نے نہایت سختی سے اونکا مقابلہ کیا اور پہلے ہی مقابلہ مین انگریزی فوج
مین سے ایکہزار آدمی میدان سے بہاگ نکلا اور باقی سات سو آدمی نے دشمنون کے مقابل بڑی دلاوری
کے ساتھہ قیام رکھا بلکہ گورکھیون کو پس پا کرکے قلعہ کے نیچے جا اوترے اوسوقت جنرل مارٹنڈل صاحب
افسر فوج انگریزی کے نے بہاگی ہوئی فوج کو پہر جمع کیا اس لڑائی مین چار افسر انگریزی اور ٩ نفری
چہوٹے افسر و سپاہی قتل ہوے دو سو اکیاسی آدمیون کو زخم شدید پہونچا پہر تیرہ مارچ ١٨١٥ء کو دو
بڑے توپین جنمین نو نو سیر کی ہتیلی بارود کی پڑتی تہی انگریزون نے بڑی مشکل سے قلعہ کے سامنے قطار پر
چڑہا مین ہو لے اودنکے اوس قلعہ کے مقابل اور چہہ توپین و عبارے مختلف وزن کے تہیلی کے اوسی گہاٹی پر
چڑہا کر نصب کی اور قلعہ پر آتشباری شروع کی مٹی کھینچنے کے شروع مین بباعث گرجانے قلعہ اور ختم ہوجانے
ذخیرہ کے گورکھیون نے امان مانگی اور ایکہزار پانسو آدمی مسلح معہ ایکہزار عورت و بچون کے قلعہ کے
اندر سے نکلکر چلے گئے اور قلعہ انگریزون کے ہاتھہ آگیا یہہ جیتک کا مقام چار ہزار آٹھہ سو چون فیٹ سمندر
کے سطح سے اونچا ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے طرف براہ ڈیرہ دون ایکہزار چودہ میل کا ہے
کولرون علاقہ کیاردہ دون سرمور کے ریاست کے متعلق یہہ ایک آبادی اور فرودگاہ مسافران
کی اوس سڑک پر جو ڈیرہ سے ناہن کو جاتی ہے چون میل مغرب کیطرف ڈیرہ کے واقع ہے کیاردہ دون
کے گرد کے پہاڑ اسمین بہت ملے ہوئے ہین اور صرف ایک ہی ندی جسکا نام بتا ہے اسمین جاری ہے

شرک اس پہاڑ کی بہت ناصاف و ناہموار ہے اور سوائے پانی کے اور کوئی چیز یہان کم میسر ہوتی ہے
صاحبان انگریز اس پہاڑ کا نام کلسون لکھتے ہین اسمقام پر فیمابین غلام قادر خان روہیلہ و جگت پرکاش راجہ
سرمور کی بڑی لڑائی ہوئی تھی جسمین غلام قادر خان نے شکست کہائی فاصلہ اسکا شمال مغرب کو کلکتہ سے
اکہزار چہیاسی میل کا ہے **کیارده** سرمور کی ریاست کے متعلق یہہ ایک گانو اوس شرک پر جو ڈیرہ سے
ناہن کو جاتی ہے ناہن سے اکیس میل جنوب مشرق کو واقع ہے اور یہہ ایک چہوٹی سی آبادی پہاڑ کے نشیب مین
آباد اور بڑے جنگل سے محیط ہے اسکی چوٹی کے متصل ایک قلعہ گورکہیون کے وقت کا بنا ہوا ہے مگر اب
ویران و غیر آباد پڑا ہے یہہ علاقہ سرمور کے راجہ کو سرکار انگریزی نے ۱۸۳۳ء مین عطا فرمایا اور یہہ شرطین ٹہرین
کہ راجہ انصاف کے کام مین کسیکی طرفداری نکرے اور لوگون کی خاص ذات کے اسباب کا سوای تجارتی
اسباب کے محصول نلے شرک کا بنوانا اپنے متعلق سمجہے بردہ فروشی نہونے پاے کوئی عورت مردہ کے ساتھہ
ستی نہو بلندی اس علاقہ کی سمندر کے سطح سے اکہزار آٹہہ سو چوالیس فیٹ ہے **ناہن** یہہ شہر سرمور
کی ریاست کا دار الریاست ہے راجہ سرمور کا اسی شہر مین سکونت رکہتا ہے آبادی اسکی مغربی انجام کوہ
کیارده دون اوس شرک پر جو سہارنپور سے سپاٹو کو جاتی ہے چون میل جنوب مشرق کے سمت سپاٹو سے
واقع ہے یہہ شہر ان پہاڑون کے شہرونمین بہت مصفا و خوبصورت و خوشنما ہے گہر اس شہر کے پتہر کے
اینٹون کے چونہ گچ بنے ہین اور آبادی کا مقام ہموار ایک پہاڑ کی چوٹی کے اوپر ہے بازارون مین
بسبب نشیب و فراز زمین کے اکثر مقامات پر زینہ پتہر کے یا پہاڑ کاٹ کر بنائے ہوئے ہین اور جو ہموار بازار
ہے وہان بہت صاف پتہر کا فرش ہے رہنے کی جگہہ راجہ کی شہر کے اندر ایک عالیشان محل ہے خصوصا
زنانہ محل پہاڑ کو کاٹ کر سادہ و خوشنما بنا ہوا ہے اس شہر مین تین مندر ہندون کی پرستشگاہ ہین اور
ایک انگریزی مقبرہ جسمین لفٹنٹ ہتہکری صاحب ورتین اور افسرون کی قبرین ہین موجود ہے یہہ افسر
قلعہ جتیک کی لڑائی مین مارے گئے تہے یہہ شہر ۱۸۱۴ء مین سرکار انگریزی نے گورکہیون سے لیکر راجہ کو دیا
شرک اسکے پاس کی سرمور کے راجہ نے بہت اچہی بنوائی ہے اس شہر کی بلندی پر کہڑے ہوکر دیکہین تو
تمام سرہند کے میدان اور دریاؤن کی سیر نظر آتی ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے تین ہزار دو سو سات
فیٹ ہے فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو اکہزار پینسٹہہ میل کا ہے **راج گڈہ** سرمور کے
ریاست کے متعلق ایک پہاڑ کے کنارے پر یہہ ایک قلعہ مربع شکل کا بنا ہوا ہے ہر ایک کونہ اسکی ایک
ایک برج چالیس فیٹ لمبا اور بیس فیٹ چوڑا بنا ہوا ہے اس قلعہ مین تمام تعمیر پتہر کے تختون کی ہے
اور عمارات کے اندر لکڑی کے بڑے بڑے شہتیر ڈالے ہوئے ہین اور بڑی مضبوطی او کاریگری سے تمام

اسکی بنی ہے گورکہیون نے اپنے حملہ کے وقت اسکی دیوار کو سرنگ لگا کر اوڑا دیا تہا بلندی اسکی سمندر کے
سطح سے سات ہزار ایکسو پندرہ فیٹ کی ہے **سائین** سرمور کے علاقہ مین یہہ ایک قطار پہاڑون کی
شمال مغرب کے سمت سے جنوب مشرق کے سمت کو چلتی ہے اور پہیلاؤ اسکا دو دریاؤن جلال اور گری
کی درمیان واقع ہے دریائے جلال اسکی جنوب مغرب مین اور دریای گری اسکی شرقی بنیاد مین بہتا ہے یہہ پہاڑ بالکل چوٹی کی کنکر تکا
ہی اور دریائے گری اس پہاڑ اور دوسرے پہاڑ کے درمیان جو پتھرون کے تختون کا ہی گذرتا ہے بلندی اسکی آٹھہ ہزار فیٹ
کی ہی اور بعض مقامات سے چھہ ہزار سے لیکر سات ہزار فیٹ تک بلند ہے اس قطار کا پہیلاؤ پچیس میل تک برابر چلا جاتا ہے
ٹہنڈ و بہوانی سرمور کے علاقہ مین یہہ ایک چوٹی پہاڑ کی کوہ سین کے جنوب مشرقی انجام
کے متصل ہے اس چوٹی کے اوپر ایک مندر پختہ ہندوؤن کی پرستشگاہ کا بنا ہوا ہے جسکے اندر دیوی کی تصویر
رکہی ہے اور دور دور سے ہندو آکر اوسکی پرستش کرتے ہین مثلثی پیمایش کے وقت اس مقام پر محکمہ مقرر
ہوا تہا بلندی اسکی سمندر کے سطح سے پانچہزار سات سو فیٹ کے ہے **ریاست ہنڈور یا**
نالاگڈہ یہہ ایک ریاست کوہ ہمالہ کے جنوب مغربی گہاٹیون مین واقع ہے اسکے شمال کو کہلور شرق مین
بہاگل و جہلوک و جنوب و مغرب مین علاقہ سرہند کل سطح اسکا دو سو بتیس میل مربع ہے اسکے تمام علاقہ مین
تمام ڈہلوین قطارین پہاڑون کے ہین جو کہ ستلج کے بائین کنارے سے شروع ہو کر اور جنوب شرق کے
طرف کو چلکر سیاڑو کے مقام پر کوہ ہمالہ کے اونچے پہاڑ سے جا ملتے ہین اس پہاڑ کی بلند چوٹیون مین سے
جتنہ گڈہ چار ہزار چار سو فیٹ رام گڈہ چار ہزار چون فیٹ سمندر کی سطح سے اونچے ہین اور دو دریا
ایک گنبر دوسرا گمروڑہ یا گمروڑہ اس ملک مین بہتے ہین جو کہ ستلج کے شمال مغرب سرسہ کے مقام سے چلکر بعد طی کرنے
مسافت تیس میل کے کنولی کے مقام پر ستلج مین شامل ہو جاتے ہین کل علاقہ مین سے گمروڑہ کی گہاٹی
یہان آباد و زراعت شدہ و زرخیز ہے اور بہت سے چشمہ اور چہوٹی چہوٹی ندیان وہان بہتی ہین اونکے
کنارون پر میوہ دار درخت ناشپاتی وغیرہ کے لگے ہوئی ہین اور راستہ کے دونو طرف بہت سے گانو
آباد ہوتے چلے گئی ہین دریائے سرسہ مین بہی بہت سی چہوٹی دہارین شمال و شمال شرق کی سمت
سے آکر شامل ہوتی ہین جنمین علاوہ ورتہ دو ندیان قابل ذکر کرنے کے ہین انکی سوائے دریائے ہنڈ
دکالا گنڈ دو چہوٹے دریا شمال و مغربی طرف کے ڈہلوین قطارون پہاڑون سے نکلکر اس علاقہ کو سیراب
کرتے ہوئے ستلج مین آگرتے ہین جسقدر زمین اس علاقہ کے رود سرسہ و ستلج کے نیچے ہے وہ دریا برد ہوتی
ہے جب کبہی نکلتی ہے تو اوسمین پیدایش غلہ کی بکثرت ہوتی ہے وہ زمین سمندر کی سطح سے ایکہزار فیٹ
بلند ہے آب و ہوا و پیدایش اسملک کی بہت اچہی ہے پیداوار ہی یہان کی مکی چانول گندم جو ردہی تو

افیون ادرک تمارا میرا سن تماکو تل سرسون وغیرہ غلہ و نباتات ہین اور میوجات مین سے انار آڑو بیر سیب اکھروٹ زرد آلو خمانی شاہ آلو رس بھری اشتاوری خربوزہ وغیرہ کی پیداوار بھی بہت ہوتی ہے رُب انار کا یہان خوب بنتا ہے اور انار کا چھلکا دور دور تک واسطے فروخت کے بھیجا جاتا ہے اور املی ناس انجیر ناک صنوبر چلغوزہ و گلاب وغیرہ پھول بہت ہوتے ہین اور ملک سیاسر سبز ہے کہ خطہ اوسکا یورپ کے خطہ سے مشابہت تامہ رکھتا ہے بڑی بڑی آبادیان اسمین یہہ ہین نالاگڈہ رام گڈہ بلاسی نالاگڈہ خاص راجہ کے رہنے کا مقام ہے پہلے راجہ بلاسی کے مقام پر رہتا تھا اس ریاست مین یکسو چھتیس گانو اور تخمیناً بیس ہزار آدمی کی آبادی ہے اور آمدنی ایک لاکھہ روپیہ کی ہے موضع ٹھکوری و بہرولی اس راجہ کو ماہ نومبر ۱۸۱۵ء مین مالون کے قلعہ کے عوض مین عطا ہوا اور وہ قلعہ معہ چھہ گانو کے انگریزی فوج کے واسطے لیا گیا **چینہ گڈہ** ہنڈور کی ریاست کے متعلق بائین کنارے دریاے ستلج ایک بلند ٹیلہ پر یہہ ایک قلعہ رام گڈہ سے جنوب مغرب کے سمت کو بنا ہوا ہے عمارت اسکی پختہ و مضبوط ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے چار ہزار چارسو فیٹ شمار مین آتی ہے **جھجوری** ہنڈور کی ریاست کی متعلق یہہ ایک قلعہ اوپر بلند ڈہلوین قطار پہاڑ کے بائین کنارے دریاے ستلج کے بنا ہوا ہے یہہ قلعہ گورکھیون کی لڑائی کے آغاز کے وقت قلعہ مالون کے محاصرہ کے واسطے بنایا گیا تھا جب گورکھیون کو سرکار انگریزی نے پہاڑ سے نکالدیا تو یہہ قلعہ بھی انگریزی قبضہ مین آگیا **قلعہ مالون** ہنڈور کی ریاست کے متعلق یہہ ایک مشہور قلعہ کوہ مالون کی چوٹی کے اوپر ستلج کے بائین کنارے واقع ہے یہہ پہاڑ کی قطار جنوب مشرق کی طرف سے چلکر کوہ ہمالہ کے نچلے حصہ کے ساتھہ شامل ہو جاتی ہے قلعہ کے مقام پر میدان پہاڑ کا بیس گز سے لیکر تیس گز تک چوڑا ہے شمال مشرق کے طرف کو ڈھلوان اس پہاڑ کا دو ہزار فیٹ دریاے گمرار تک ہے اور دوسری ڈہلوان جنوب مغرب کے طرف کی اسقدر دریاے گمبر تک جاتی ہے یہہ قلعہ بڑا مضبوط و پختہ بنا ہوا ہے قلعہ کے اندر کھلا ہوا صحن اور حجرے سپاہیون کے رہنے کے اور میگزین کے رکھنے کا مکان بنا ہوا ہے قلعہ کے اندر کا حصہ سو گز لمبا اور بیس گز چوڑا ہے قلعہ کے گرد سخت مضبوط دیوار بغیر خندق کے بنی ہے ماہ اپریل ۱۸۱۵ عیسوی مین جب امر سنگہ تھاپا گورکھیون کی فوج کا تمام پہاڑ سے نکالا گیا تو وہ اس قلعہ مین آکر محصور ہوا اگرچہ جنرل اوکٹرلونی صاحب بہادر ایک بڑا قلعہ شکن توپخانہ لیکر یہان آئے اور قلعہ سے پندرہ گز کے فاصلہ پر توپین جوڑکر ۱۰ مئی ۱۸۱۵ء کو آتش فشانی شروع کی آخرکار رفتہ مابین فریقین کے یہہ بات قرار پائی کہ دریاے کالی سے مغرب کے طرف جسقدر پہاڑی ملک ہے گورکھیہ بالکل چھوڑ کر چلے جاوین چنانچہ گورکھیہ قلعہ خالی کرکر چلے گئے اور قلعہ سرکار

انگریزی کے قبضہ مین آیا فاصلہ اس قلعہ کا کلکتہ سے شمال مغرب کی سمت کو ایکہزار پچانوین میل کا اور بلندی اسکی سمندر کے سطح سے چار ہزار چار سو اڑتالیس فیٹ ہے **نالاگڈھ** یہہ ایک قصبہ و قلعہ ہنڈور کی ریاست کے متعلق جنوب مغربی گہاٹیون نچلے قطار کوہ ہمالہ مین واقع ہے ہمتام یہ ہنڈور کا راجہ رہتا ہے راجہ کے رہنے کی حویلیان قلعہ مین نہایت قبول صورت و عالیشان بنی ہین عمارت قلعہ کی بہی سخت مضبوط و مستحکم ہے جب گورکہیون کی لڑائی انگریزون سے شروع ہوئی تو اس قلعہ مین بہی گورکہیہ فوج رہتی تہی مگر جنرل اوکڑلونی صاحب بڑی بہادری سے آگ برسا کر اونکو قلعہ سے نکالا اور راجہ کو اوسکی گدی پر بحال کیا فقط۔

پنجال یا پنگلہ ہنڈور کی ریاست کے متعلق یہہ ایک قصبہ دریاے گنبر کے کنارے رام گڈہ و مالون کی گہاٹیون کے درمیان آباد ہے **پلاسی** ہنڈور کی ریاست مین یہہ ایک چہوٹا سا قصبہ اوس سڑک پر جو رہ پڑ سے بلاس پور کو جاتی ہے دس میل رو پڑ سے بسمت شمال شرق دہنے کنارے ایک دریا کے جو کوہ پنجور دون سے نکلکر ستلج مین جا گرتا ہے آباد ہے راجہ ہنڈور کا پہلے یہان رہتا تہا اب نالاگڈھ کے مقام پر سکونت پذیر ہے گورکہیون کی مہم کے وقت ۱۸۱۴ء مین انگریزی فوج باتحت جنرل اوکٹرلونی کے پہلے اگر یہان فروکش ہوئی تہی اور ارادہ محاصرہ قلعہ مالون کا تہا فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کی سمت کو ایکہزار اسی میل کا ہے **ساہی** ہنڈور کی ریاست مین یہہ ایک گانو مع مسافرخانہ اوس سڑک پر جو سپاٹو سے بلاسپور کو جاتی ہے ۱۰ میل سپاٹو سے شمال مغرب کے سمت کو آباد ہے فقط ٭

سورج گڈھ ہنڈور کے علاقہ مین کوہ مالون کے قطار پر مالون کے قلعہ سے ساڑہے چار میل یہہ ایک بلند چوٹی پہاڑ کی ہے جب گورکہیون نے اس پہاڑ پر یورش کر کے قبضہ پایا تو اونہون نے سمقام پر ایک قلعہ بنایا مگر جب کرنیل طامس صاحب نے اگر یہان سے گورکہیون کو نکالا تو اونہون نے وہ قلعہ گرا دیا بلندی اسکی سمندر کے سطح سے چار ہزار نو سو تیس فیٹ ہے **تارا گڈھ** ہنڈور کی ریاست مین یہہ پہاڑی دریاے ستلج کے پار واقع ہے اوسپر ایک قلعہ سخت مضبوط و مستحکم بنا ہوا ہے جسکو تارا گڈھ کا قلعہ بولتے ہین راستہ اسکا بہت دشوار گذار ہے گذر توپ و عرابہ کا نہین ہوسکتا انگریزون کی عملداری سے پہلے یہہ گورکہیہ فوج راجہ نیپال کی قابض ہوئی جب انگریزون نے اس پہاڑ مین آکر مالون کے قلعہ پر لڑائی شروع کی تو لفٹنٹ لاٹی صاحب بہادر اس قلعہ کے محاصرہ کیواسطے مامور ہوئے اونہون نے بڑی سخت محنت کے ساتہ یہان تک توپین چڑہا کر آتشباری شروع کی اور چند روز مین قلعہ لے لیا فاصلہ اسکا شمال مغرب کلکتہ سے ایکہزار نوے میل کا ہے **ریاست کنیار** پہاڑ کے علاقہ مین یہہ ایک چہوٹی سی ریاست کا علاقہ ہے جسکے شمال مغرب کو بہاگل اور تین طرفون پر علاقہ پٹیالہ ہے طول اسکا پانچ میل اور عرض تین میل ہے

کل سطح پندرہ میل آبادی اسکی دو ہزار پانسو آدمی کے اور سالانہ آمدنی تین ہزار پانسو چہین روپیہ ہے۔
جسمین سے ایک سو اسی روپیہ سرکار انگریزی کے خزانہ مین داخل ہوتا ہے رانا کے پاس
دو سو آدمی نوکر ہین مگر اونکو نقد تنخواہ نہین دیتا منجملہ علاقہ ریاست کے ہر ایک ملازم کو زمین دیرکہی ہے
جسمین وہ کاشت کر کر گذارہ کرتے ہین اور عند الضرورت رانا کی نوکری مین بہی حاضر ہو جاتے ہین ۱۸۱۵ء
مین بعد نکالنے گورکہون کے یہہ ریاست سرکار نے رانا کو عطا کی **سیری** پہاڑی علاقہ مین یہہ ایک درہ
کوہی کا نام ہے پہلے یہہ کہنیار کی ریاست کے ماتحت تہا پہر سرکار سے مہاراجہ پٹیالہ کو عطا ہوا یہہ درہ اوس
پہاڑ مین ہے جو فیما بین کوہ سباٹو و شملہ کے واقع ہے اور سباٹو کی چہاونی اسمقام سے بارہ میل ہے یہان ایک
چہوٹا سا گانو بہی اچہی عمارت کا بنا ہوا ہے انگریزی سلطنت مین مسافرون کے آرام کے واسطے آباد
ہوا ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے نو ہزار چار سو اکہتر فیٹ شمار ہوتی ہے **ریاست بیجا** یہہ ایک
چہوٹی سی ریاست کا علاقہ ستلج پار کے علاقہ مین ہے اسکے شمال کیطرف کوٹہار اور مشرق کیطرف [illegible]
اور جنوب مین علاقہ پٹیالہ مغرب مین علاقہ ملوک ہے اس ریاست کے کل علاقہ مین سے پانچ میل تک برابر
بنجر و غیر آباد ہے باقی علاقہ آباد و زرخیز ہے اسمین تین پرگنہ ہین اور فی پرگنہ تین تین ہزار آدمی کے آباد
ہے اس ریاست کے علاقہ کی آمدنی کل چار ہزار روپیہ سالانہ ہے جسمین سے اکسو اسی روپیہ سرکار کے خزانہ
مین داخل ہوتا ہے سرکار انگریزی سے پہلے اس علاقہ مین بہی گورکہیہ قابض ہو گئے تہے سرکار نے اونکو یہان سے
نکال کر ریاست یہان کی قدیمی رئیس کے حوالے کر دی اور رئیس کے پاس دو سو سپاہی ہونیکے رہنے کی اجازت
دی **ریاست کمارسین** یہہ ایک پہاڑی ریاست درمیان ستلج اور جمنا کے ہے جسکے شمال مین
کلو ہے اور اس ریاست کے علاقے اور کلو کے درمیان مین دریای ستلج جاری ہے مشرق کی طرف اسکے
ریاست کوٹ گڈہ اور انگریزی ضلع سندوکہہ و کوٹ کہائی ہے جنوب مین [illegible] مغرب مین علاقہ کوندو ضلع
متعلقہ کیتہل مین سطح اس ریاست کا چہین میل سوائے تنگ میدان بائین کنارے ستلج کے اور سطح اسکا
بہت بلند ہے اور میدان کمارسین کا سمندر کی سطح سے پانچہزار دو سو اوناسی فیٹ ہے چہاونی کوٹ گڈہ
کی جو مشرق کی حد ہے چہ ہزار چہ سو چوبیس فیٹ اونچی ہے اور [illegible] کا ٹہا کجو اوسی علاقہ مین ہے دیگر
چہ سو چہین فیٹ ہے شمال کیطرف اسکے ایک چہوٹی سی ندی آکر [illegible] کہائی کا پانی لیکر دریائے ستلج مین
گرتی ہے اور جنوب کیطرف سے اور دو چہوٹی ندیان اگر دریائے گری مین شامل ہوتے ہین پیداواری
اس پہار کی گیہون جو مکی کئی قسم کی تماکو ادرک زرد [illegible] سے [illegible] یہان [illegible]
[illegible] لکالی جاتی ہے اور [illegible] رنگ اونکی

تجارت ہوتی ہے تل کی یہان زراعت بہت ہوتی ہے اور اوسی کا تیل جلانے مین آتا ہے شالی یہان کچی
ایک قسم کی ہوتی ہے سفید وسیاہ چنے بہی بوئے جاتے ہین سیب یہان اعلی قسم کا شیرین لذت دار خوشبو ہوتا ہے
سوا اوسکے ناشپاتی آرو زرشک انگور اکہروٹ طرح طرح کے شاہتوت بکثرت پیدا ہوتے ہین بانسونکے
درختون کے جنگل بہرے ہوئے ہین راجہ یہان کا جو پہلے بسہر کے راجہ کا مطیع تہا اوسکو گورکہیون نے ریاست سے
بیدخل کر دیا تہا مگر ۱۸۱۵ء مین انگریزون نے گورکہیون کو نکالکر راجہ کہر سنگہ کو دوبارہ مسند نشین کیا وہ
۱۸۳۹ء مین لا ولد مرگیا اور کل ریاست سرکار مین ضبط ہوگئی بعد چندے بجلدوی خدمات راجہ متوفی
کے سرکار نے راجہ پرتیم سنگہ کہر سنگہ کے رشتہ دار کو کل علاقہ پہر دیدیا سالیانہ آمدنی اس ریاست کی دس ہزار
روپیہ ہے جسمین سے ایکہزار چارسو چالیس روپیہ خزانہ انگریزی مین داخل ہوتا ہے خاص کارسین ایک چہوٹا سا
قصبہ راجہ کے رہنے کا مقام ہے جو بائین کنارے پر دریاے ستلج کے آباد ہے گورکہیون کے حملہ کے وقت
یہہ قصبہ بالکل اوجڑ گیا تہا اور راجہ کے رہنے کے محل بہی اونہون نے مسمار کر دئے تہے اور کل آبادی مین
کل بارہ گہر زمیل و کمین آدمیون کے یہان آباد رہ گئے تہے جب گورکہیہ نکالے گئے اور راجہ کو پہر یہہ ریاست
سپرد ہوئی تو چند سال مین یہہ دوبارہ آباد ہوا اب عمارات اسکے پختہ چین والون کی عمارات کے طرح بنی
ہوئی ہین راجہ کے سکونت کے مکان بہی بڑے عالیشان تعمیر ہوئے ہین شہر آباد و رعیت دلشاد ہے تجارت
بکثرت ہوتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے پانچہزار دوسو اسی فیٹ اور فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال
مغرب کے سمت کو براہ سپاٹو ایکہزار دس میل کا ہے **ماندونی** کارسین کی ریاست کے متعلق یہہ قصبہ
اوس سڑک پر جو شملہ سے کوٹ گڈہ کو جاتی ہے کوٹ گڈہ سے دس میل جنوب کے سمت کو آباد ہے اگرچہ
یہہ قصبہ چہوٹی سی آبادی کا ہے مگر زیادہ تر مشہوری اسکی اس سبب سے ہے کہ یہان دو بہاری مندر پرستشگاہ ہندوان
کے لکڑی اور پتہر کی عمارت کے منقش و عالیشان بنے ہوئی ہین اور دور دور سے ہندو اونکی پرستش کو
آتے ہین اس قصبہ مین بہی برہمن لوگ بہت رہتے ہین جو اون مندرون کے پوجاری ہین اور آمدنی چڑہاوہ
کی کہاتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سات ہزار چارسو اٹہائیس فیٹ ہے **ناگ کنڈا**
کارسین کی پہاڑی ریاست مین یہہ ایک درہ اون پہاڑی قطارون مین ہے جو کوہ دارتو کے مغرب
کے طرف سے نکلتی ہین چڑہائی اس درہ کی جنوب کیطرف سے ڈہلوان ہے اور پہاڑ سرسبز و خوشنما درختان
دیودار و چیڑ و زیتون بکثرت ہین اور چشمے پانی کے مصفا جاری ہین جنکا پانی بلور کی طرح چمکتا ہوا نظر آتا ہے
اور کئی ایک مقامات مین قدرتی پہول اور سبزی اسقدر ہے کہ اوسکے دیکہنے سے بہشت یاد آتی ہے
اس درہ کی چوٹی پر ایک مسافرخانہ بنا ہوا ہے جسمین مسافر لوگ آرام کرتے ہین بلندی اسکی سمندر کی سطح سے

نوہزار سوا فیٹ ہے **ریاست کوٹ گڈہ یا بارہ ٹہکرائی** یہہ ایک چھوٹی سی پہاڑی ریاست ستلج پار کے ریاستون مین سے ہے اسکے شمال کو دریاے ستلج شرق مین علاقہ بسہر جنوب مین اسکا ہی مغرب مین کمارسین ہے یہہ علاقہ سات میل لمبا پانچ میل چوڑا کل تئیس میل مربع ہے اس ریاست کا نام پہلے بارہ ٹہکرائی تہا اسلئے کہ بارہ ریاستین جو بائین کنارے دریاے ستلج دونون کے تہین وہ اسکے ماتحت تہین اور یہان کا راجہ بسہر کے راجہ کی اطاعت مین تہا مگر جب سرکار انگریزی نے گورکہون پر فتح پائی تو نومبر کی چہٹی تاریخ ۱۸۱۵ء کی لکہی ہوئی سند کی روسے یہہ ریاست یہان کے راجہ کو مل گئی لیکن زیر حکم سرکار انگریزی کے رہا اور علاقہ سندوکہ جو اس ریاست کے شرقی حد ایک ندی کے کنارے پر ہے وہان انگریزی فوج کے رہنے کے واسطے چہاونی قرار پائی شمال مغرب کے سمت کو سطح اس علاقہ کا چار ہزار فیٹ اور تمام علاقہ سے نشیب مین بائین کنارے دریاے ستلج کے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے وہان بڑی زراعتین ہوتی ہین اور تمام پہاڑ سرسبز دکہائی دیتا ہے اس علاقہ مین دو باغ ہین ایک مقام کوٹ گڈہ خاص اور دوسرا ایک دوسرے میدان مین جو چار ہزار فیٹ چارون طرف کے پہاڑون سے نشیب مین ہے اور ان باغون مین کیلے وانار وسیب وغیرہ میوہ دار درخت اور انگریزی قسم کے نباتات وپہول دبوٹے بہت ہین آب وہوا یہانکی خوش وموافق طبیعتون کے ہے جاڑون مین اول کہر پڑتی ہے پہر برف جمتی ہے مگر تسپر بہی سردی مہلک وسخت نہین ہوتی گرمیونمین موسم دلپسند وموافق ہوتا ہے سخت گرمی نہین ہوتی صاحبان انگریز اس ملک کو بہت پسند کرتے ہین خاص کر جس مقام پر کہ چہاونی مقرر ہوئی تہی وہان گرمی کے موسم مین اون وریشم کا لباس پہنتے ہین فاصلہ اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو کرنال وسپاٹو کے راستے ایکہزار ایکسو بیس میل کا ہے اور بلندی اسکی سمندر کے سطح سے چہہ ہزار چہہ سو چونتیس فیٹ ہے **کوٹہار کی ریاست** یہہ ایک پہاڑی ریاست ستلج پار کی ریاستون مین سے ہے اس کے شرق کے طرف کوہ سپاٹو وباقی کے طرفون مین ریاست بہلوگ ودہیجا کا علاقہ ہے علاقہ اسکا پانچ میل لمبا اور تین میل چوڑا ہے آبادی چار ہزار آدمی کی اور آمدنی سالانہ سات ہزار روپیہ ہے جسمین سے ایکہزار اسی روپیہ سرکار انگریزی کے خزانہ مین داخل ہوتا ہے سرکار نے گورکہون کو جب ۱۸۱۵ء مین اس پہاڑ سے نکالا تو یہہ ریاست یہان کی قدیم راجہ کو عطا کردی تہی **ریاست کوٹہی** یہہ پہاڑ کے ریاستون مین ایک چہوٹی سی ریاست ہے اسکی شمال کو ریاست علاقہ بہگی شرق کو مدہان جنوب مین شملہ وکیون تہل مغرب علاقہ مہاراجہ پٹیالہ ہے کل سطح اسکا چوبیس میل مربع اسمین چند قطار ہین پہاڑون کی بہت بلند اور [illegible]

تین ہزار آدمی کی اور آمدنی سالانہ چار ہزار روپیہ ہے پہلے یہہ ریاست راجہ کیونتہل کے ماتحت تہی اب
سرکار انگریزی کے ماتحت ہی **ریاست گوند** پہاڑی ریاستون مین سے یہہ بہی ایک چہوٹی سی ریاست
ہے اسکے شمال کے طرف علاقہ ریاست کلو اور شرق مین کمارسین جنوب کو بلسن و مدہان مغرب مین کوٹگی
وتہیوگ ہے طول اسکا شمال سے جنوب کو بارہ میل اور شرق سے غرب کو چہہ میل عرض ہے اسکے راجہ کو
ٹہاکر یا رانا کہتے ہین سنہ ۱۸۶۶ء مین ٹہاکر یہانکا مرگیا اگرچہ اور بہی رشتہ دار دعویدار تہے مگر سرکار سے
سندنشینی یہانکی راجہ متوفی کے پوتی کو ملی **متیانہ** یہہ ایک چہوٹا سا قلعہ گوند کی ریاست کے متعلق
اوس سڑک پر جو شملہ سے کوٹ گڈہ کو جاتی ہے شملہ سے اونتیس میل شمال مشرق کے سمت کو بنا ہوا ہے
بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹہ ہزار فٹ کی ہے **ریاست مہلوگ** یہہ ایک چہوٹی سی
ریاست ستلج پار کے پہاڑ مین ہے شمال مین اسکے ہنڈور شرق مین علاقہ پٹیالہ و ریاست کوٹہار جنوب مین
ریاست بیجا غرب مین بنجور دونون ہنڈور شمال سے جنوب کو طول اسکا پندرہ میل شرق سے غرب کو عرض
اسکا سات میل اور سالانہ آمدنی دس ہزار روپیہ ہے جسمین سے ایکہزار چار سو چالیس روپیہ سرکار
کے خزانہ مین داخل ہوتا ہے سنہ ۱۸۳۲ء مین آبادی اس علاقہ کی تیرہ ہزار آدمی کے شمار مین آئی تہی
اور سنہ ۱۸۱۵ء مین یہہ ریاست گورکہیون سے چہین کر سرکار انگریزی نے رئیس حال کو دیدی تہی فقط
ریاست منگل یہہ ایک چہوٹی سی پہاڑی ریاست ستلج پار کے علاقہ مین ہے اسکے شمال کو علاقہ
سکیت ہے جسکے اندر دریاے بیاس چلتا ہے مشرق و جنوب مین علاقہ بہاگل مغرب مین کہلور بلسپان کا
شمال سے جنوب کو اور چوڑان شرق سے غرب کو چار میل آمدنی سالیانہ ایکہزار اور ایکہزار آدمی کی آبادی
ہے **ریاست راءمین** یہہ ایک پہاڑی ریاست ستلج پار کے ریاستون مین ہے جنوب و شمال
و شرق کو اسکی ریاست بشہر غرب مین علاقہ تروگ و بشہر ہے شمال سے جنوب کو بارہ میل اسکا طول
اور پانچ میل عرض ہے **رنگشن** راءمین کی ریاست مین یہہ ایک قصبہ کوہ ہمالہ کے پہاڑون مین ایک
ہموار میدان مین دریاے پابر کے بائین کنارے پر آباد ہے یہہ مقام شملہ کی پیمایش کے وقت ایک
جاے حکومت و اسٹیشن مقرر ہوا تہا بلندی اسکی سمندر کی سطح سے سات ہزار آٹہ سو ستانوین فٹ ہی
ریاست بلگہات یہہ ایک ریاست ستلج پار کی ریاستون مین ہے اسکے شمال کو علاقہ پٹیالہ
و ہنڈولی و شرق کو ریاست کیونتہل جنوب شرق و جنوب کو بہی علاقہ پٹیالہ غرب کو بیجا و کوٹہار و
سباٹو ہے طول اسکا جنوب شرق سے شمال غرب کو نو میل اور عرض چہہ میل کل سطح تیس میل مربع
ہے جب سنہ ۱۸۱۵ء مین گورکہیون کو نکالکر سرکار انگریزی نے اسپر قبضہ پایا تو انگریزون نے بجملہ کل

دس پرگنون اس ریاست سے چھہ پرگنہ راجہ پٹیالہ کے پاس ایک لاکھہ بتیس ہزار روپیہ پر فروخت کر ڈالی
اور باقی کے چار پرگنہ وہان کے رانا کو عطا فرمائی چونکہ اس راجہ نے گورکھیون کی مہم کے وقت سرکار
کی کچھہ امداد اور اتحاد ظاہر نہین کیا تھا اسواسطے اسقدر علاقہ اسکا سرکار مین ضبط ہوکر فروخت
کیا گیا اوسوقت آبادی اس علاقہ کی بحساب فی میل مربع اکیسو چودہ نفری اور کل تین ہزار چارسو
بیس تھی سنہ ۱۸۳۹ء مین راجہ اس ریاست کا لاوارث مرگیا اسلئے کل علاقہ سرکار کی ضبطی مین آگیا گو کہ مہاراجہ
پٹیالہ نے قیمت اس علاقہ کی ایک لاکھہ پچاس ہزار روپیہ دینا بھی منظور کیا مگر اوسکو نالا اور آبادی کے
واسطے جابجا تقسیم ہوا اور کچھہ حصہ انگریزی چھاونی کے نیچے آگیا جسکی آمدنی دو ہزار آٹھہ سو پچاس روپیہ
تھی اوسکے واسطے یہہ تجویز ہوئی کہ اوسمین سے ایکہزار دوسو اسی روپیہ رانا مرحوم کے وارثان کو بطور
پنشن کے ملے اور باقی سرکار کے خزانہ مین داخل ہوا اوسوقت رانا کے وارثون نے اس ریاست کے ملنے کیواسطے
ولایت مین دعوی پیش کیا وہانسے لارڈ النبرا صاحب گورنر جنرل بہادر سے کیفیت طلب ہوئی اور بعد
طلب ہونے کیفیت کے یہہ تجویز مسٹر کلارک صاحب ایجنٹ رزیڈنٹ کے جو اوسوقت لاہور کے دربار مین
سفیر بنکر آئے ہوئے تھے راجہ متوفی کا چھوٹا بھائی وارث ریاست کا قرار پایا ہنوز اسکی منظوری نہیو
ہونے پائی تھی کہ وہ لڑکا بھی مرگیا اوسکے مرنے کے بعد اور دو برادرزادے راجہ متوفی کی ریاست
کے دعویدار ہوئے اونکی نسبت ولایت سے یہہ حکم نفاذ پایا کہ اس ریاست کے باب مین گورنمنٹ ہند
کو اختیار ہے اگر وہ کسیکو دینا چاہے تو نئے شرائط قائم کرکر از سر نو دیدیوے اور یہہ نئی عطایات سرکار
انگریزی کی شمار ہو مگر گورنمنٹ کی رائے مین مسترد ہونا اس ریاست کا راجہ کے وارثون کو مناسب
متصور ہوا اور بدستور یہہ علاقہ ضبط سرکار رہا **ریاست بہاگل** یہہ ایک چھوٹی سی ریاست
پہاڑ کی ریاستونمین ہے اسکے شمال کو علاقہ سکیت ہے شرق کیطرف علاقہ بھگی و دہامی و پٹیالہ جنوب کیطرف
کنیار غرب کو منتشد ورہ کہلور رو باگل ہے طول اسکا شمال سے جنوب کو اٹھارہ میل اور دس میل عرض ہے
کل سطح اس علاقہ کا اکیسو میل شمار مین آتا ہے مغربی علاقہ اسکا بہت اونچا ہے جسمین بہادر گڈہ کی چوٹی
چھہ ہزار دو سو چھتیس فٹ اور بارا دیو کی سات ہزار تین فٹ سمندر کے سطح سے بلند ہے اس پہاڑ
کا پانی سیہ اور چھوٹی چھوٹی بہت ندیون کے دریاے گنبر مین گرتا ہے اور ایک ندی انہین سے جسکا نام
شلغی ہے بارش کے وقت سرکہا باگل ہے وہ شمال مغرب کیطرف کو بہہ کر دریاے ستلج مین جاگرتی ہے
بہاگل کے علاقہ مین بارہ پرگنہ اور آبادی چالیس ہزار آدمی کی اور آمدنی سالانہ پچاس ہزار روپیہ
ہے جسمین سے تین ہزار چھہ سو روپیہ سرکار انگریزی کے خزانہ مین داخل ہوتا ہے جب سنہ ۱۸۱۵ء مین

سرکار نے فوج گورکہیہ کو یہان سے نکالا تو یہان کے راجہ کو دوبارہ اس ریاست کی راج پر بحال کیا اور
تین ہزار آدمی کی فوج کے رکہنے کی اجازت دی **قلعہ ارگی** یہہ ایک قلعہ بہاگل کی ریاست کے
متعلق شرقی حد کے بلند اور ڈہلکوین قطارون پر واقع ہے اس قلعہ مین پہلے گورکہیہ فوج رہتی تہی
۱۸۱۵ء مین سرکار نے اونکو نکالکر یہہ قلعہ بہاگل کے راجہ کے حوالہ کیا **قلعہ ہری پور** پٹیالہ کے
علاقہ مین یہہ ایک موضع معہ ایک قلعہ کے اوس سڑک پر جو شملہ سے سباٹو کو جاتی ہے سباٹو سے پانچ میل کے
فاصلہ پر واقع ہے آبادی اسکی دریاے گنبر کے ایک شاخ پر زیر حکومت وملکیت مہاراجہ پٹیالہ کے
ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے تین ہزار اکیو سنتالیس فیٹ ہے **مورنی** ستلج پار کے پہاڑی علاقہ
مین یہہ ایک چوٹی پہاڑ کی ناہن کے شمال مغرب کے سمت سے چلکر جنوب شرقی انجام کوہ پنجور دون تک
پہونچتی ہے اسکے اوپر ایک قلعہ بنا ہوا ہے جو مورنی کا قلعہ کہلاتا ہے اور چہوٹی سی آبادی کا ایک
موضع بہی اسی نام کا آباد ہے پہلے یہہ مقام وعلاقہ ایک مسلمان رئیس کے ماتحت تہا سکہون نے اوسپر
غالب آکر اپنے تحت مین کرلیا بلندی وپستی اس چوٹی کی اوسط درجہ کی ہے اور مثلثی پیمایش کے وقت
یہان بہی اسٹیشن مقرر ہوا تہا اور خاص قلعہ کے مقام کی بلندی سمندر کے سطح سے دو ہزار چار سو
تیرہ فیٹ ہے **قلعہ راج گڈہ** مہاراجہ پٹیالہ کی ریاست کے متعلق یہہ ایک قلعہ دریاے
گری کے دہنے کنارے سے دو میل کے فاصلہ پر بنا ہوا ہے شکل مربع اور عمارت پتہرون اور چونہ کی
طول اسکا چہیاسٹہ فیٹ اور عرض پچپن فیٹ بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سات ہزار اکیو چہتر
فیٹ ہے **سردیوتا** یہہ ایک پہاڑ کی چوٹی کوہ سباٹو کے نزدیک ماتحت حکومت پرگنہ سباٹو کے
واقع ہے چونکہ اس مقام پر ایک پختہ مندر شیو جی مہادیو کا بنا ہوا ہے اس سبب اس مقام کو سردیوتا
کہتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے پانچہزار چار سو فیٹ ہے **ریاست بسہر** کوہستانی پنجاب
یہہ ایک بڑی ریاست ہے اسکے شمال کو انگریزی ضلع سپتی شرق کو علاقہ چینی تاتار جنوب کو ریاست
گڈہ وال غرب اور جنوب غرب کو مختلف اضلاع پاس کی پہاڑی ریاستون کے ہین یہہ علاقہ بہتر
میل لمبا شمال شرق سے جنوب غرب اور پچپن میل چوڑا جنوب شرق سے شمال غرب کو کل سطح اسکا تخمیناً
میل مربع ہے اور اونچے پہاڑون اور بلند چوٹیون کے اندر واقع ہے اسقدر کہ اسکے ساتہہ کا کوئی
ناہموار علاقہ بلندتر روے زمین پر نہین ہے کوہ نرث اس علاقہ مین جو بائین کنارے دریاے ستلج
کے ہے وہ تین ہزار اسی فیٹ اونچا ہے اور کوہ رائین جو بائین کنارے دریاے پابر کے ہے
وہ چار ہزار نوسو فیٹ بلند ہے اور دریاے آس کے پاس کے پہاڑ اور مقامات پست ہین اور بعض

ایسے بہی ہین جو سات ہزار سے لیکر بارہ ہزار فیٹ تک سمندر کی سطح سے اونچے ہین دریاے ستلج اس ملک
مین شرق سے غرب کو بہتا ہے اور اوسکے اجراے کی سبب سے گویا دو حصونمین یہہ ملک منقسم ہوگیا شمال کیطرف
کا جو حصہ ہے اوسکو کناور اور جنوبی حصہ کو بسہر بولتے ہین کناور کے ملک مین بہت کانین کچی تانبے کی
دریافت ہوئی ہین لوہا اوس پہاڑ سے کثرت کے ساتھہ نکلتا ہے اسطرحپر کہ کچہہ تو لوہے کے پتہر ہوتے ہین
اور کہین سے کچا لوہا نکلتا ہے اور کچا لوہا مقام نادہ اور شل کے جو جنوبی و مغربی حد پر اس علاقہ کے آباد
ہین نکالا جاتا ہے اونکا کارخانے اوسکے جاری ہین یہہ لوہا کلی کی طرح چمکتا ہے کیونکہ اوسمین ریگ
بہت ہوتی ہے کانین یہان جو کہودی جاتی ہین اونکی شکل بطور زینہ دار مکان کے ہوتی ہے اور
آدہی آدہی میل تک پہاڑ کے اندر چلے جاتی ہین پہلے اوس کچے لوہے کو چیڑ کے کولون سے تاکے
اور کوٹ کو درست کرتے ہین اسطرح کے جلانے مین وہ اصل مین دو تہائی جلکر ایک تہائی بچجاتا
ان سب کانون مین سے شیل کی کان کا لوہا بہت اچہا ہوتا ہے اور عمدہ عمدہ ہتہیار اوس سے بنائے
جاتے ہین کچا لوہا جب کان سے نکالا جاتا ہے تو سو ٹکڑے مین سے تیس یا چالیس یا پچاس ٹکڑے
اچہے نکلتی ہین باقی ناکارہ پہینک دینے کے لایق ہوتا ہے آب وہوا اس ملک کی مختلف قسم کی ہے اور
جسقدر ملک کی نشیب و فراز و خشکی و تری مین فرق ہے اوسقدر آب ہوا مین تفاوت ہے رامپور
مقام کی زمین تین ہزار دو سو ساٹہہ فیٹ سمندر کے سطح سے اونچی ہے اور اس علاقہ کے جنوبی حد سے
لیکر اون پہاڑون تک کہ جہان بسبب کثرت برف کے آجتک بنی آدم کا گذر نہین ہوا طرح طرح کے
موسمین اور آب وہوا بدلتی رہتی ہین نہایت موافق و دلپسند آب وہوا مقام چو آرا باد پا ہر کی
کہاٹی کی ہے جو قریب چار ہزار آٹہہ فیٹ کے بلند و نہایت سرسبز و سیراب و زرخیز علاقہ ہے پیداوار بہی
اس علاقہ کی ستلج کے کنارے رامپور کے مقام سے لیکر علاقہ سرحد تک جا بجا مختلف ہے رامپور کے
مقام پر بانسون کے جنگل اور میوہ دار ہر ایک قسم کے درخت بکثرت ہین اور برفانی پہاڑون پر گہاس تک
بہی پیدا نہین ہوتا ستلج کے کنارے بلندی اسکی سطح کے چار ہزار سے لیکر پانچ ہزار فیٹ تک ہے اور جسقدر اوپر
چڑہتے جاتے ہین ہندوستانی قسم کی درخت غائب ہوتے چلے جاتے ہین اور یورپ کے درخت و نباتات دہول بکثرت
نظر آتے ہین و چیڑ و دیودار و زیتون وغیرہ پہاڑی درختون کی یہہ کثرت ہے کہ تمام پہاڑ سرسبز باغ
کیطرح دکہائی دیتے ہین اس پہاڑ مین چاے کی پیدائش اور تجارت بہت ہوتی ہے چاے کی زراعت
دریاے ستلج و دریاے سپتی کے کنارے جو چوڑکے پہاڑ کے اندر ہے بکثرت ہوتی ہے دو قسم کی چاے
کالی و سبز یہان ہوتی ہے جو چین کی چاے سے مشابہت تام رکہتی ہے قریب بکیمین سالانہ کی چاے اس علاقہ

سے سوداگر لوگ شہر لے دارالسلطنت لداخ کو لیجاتے ہین اور وہان اسملک کی چاے کے سواے
چین کی چاے کی کچھہ قدر نہین ہے اور یہان غریب غربا دولتمند غنی سب چاے کا استعمال کرتے ہین
کناور کے علاقہ مین انگور کی یہہ کثرت ہے کہ لاکھون من تک اوسکی پیدائش کی تعداد ہے تازہ انگور
جس قدر کہانے سے بچ رہتا ہے اوسکے ڈہیرون کے ڈہیر خشک کر رکہتے ہین اوسکی سوداگری
ہوتی ہے اور شراب کہوائی جاتی ہین برسات اور جاڑے کے موسم مین وہی خشک انگور انکی
غذا ہوتا ہے جاڑے مین کشمش خشک اکثر روپیہ کا پندرہ یا بیس سیر بکتا ہے اور بڑا انگور تیس یا پینتیس
فروخت ہوتا ہے اس علاقہ مین اٹہارہ قسم کی انگور نہایت عمدہ اور رس دار پیدا ہوتے ہین۔
عادات اور خصلتین بہی مختلف ہین اور جیسے کہ یہہ ملک نشیب سے فراز کو جاتا ہے عادات بہی بدلتی ہوئی
چلی جاتی ہین کناور کے ملک کے باشندے وضعدار بہادر و محنت کش و دیانت دار جہان نواز ہین
اور جب گورکہون کی فوج نے اونپر حملہ کیا تو انہون نے اطاعت نہ کی اور بڑی بہادری سے انکا
مقابلہ کر کر اونکو شکست دی اور بسہر کا راجہ جو بسہر سے بہاگ کر اونکے پاس جا کر پناہ گزین ہوا اوسکو
اونہون نے پناہ دی دریاؤن کے پل توڑ دیے راستہ اور دری روک لئے غرضکہ گورکہونکو
اپنے علاقہ مین داخل ہونے نہ دیا آخر اسبات پر فیصلہ ہوا کہ سپہ سالار گورکہہ نے سات ہزار پانسو
روپیہ سالانہ ان سے لیا کر کے انکے مقابلہ سے باز آیا اس علاقہ کی عورات زیور پہننے کی بہت شایق
ہین اگرچہ خوبصورتی وخوش خلقی اس پہاڑ مین بہت ہے مگر غیرت برای نام ہے نہین ایک عورت
کے پانچ چہہ خاوند ہونا یہان عام رواج ہے اور جو شخص ایک گہر مین پانچ چہہ مرد ہوتے ہین وہ
ایک ہی عورت کو قیمتاً خرید کر شادی کر لیتے ہین اور وہ سب کی ایک عورت کہلاتی ہے اور سب
مرد نوبت نوبت اوس سے حاجت روائی کرتے ہین امرا کے یہان ایک عورت ایک مرد کی پاس
بہی ہوتی ہے مگر شاذ و نادر عورات کے بیع و شرا پہلے برملا گہوڑون اور بیلون کیطرح ہوتی تہی اور
قیمت عورت کی خوبصورتی پر بڑہائی جاتی تہی جو کوئی بڑہتا تہا سو پاتا تہا اب برملا یہہ بات نہین ہوتی
کہ سرکار انگریزی کی سخت ممانعت ہے مگر درپردہ وہی حال ہے بہت سے خاوند والی عورت سے جو اولاد
ہوتی ہے اوسکا باپ وہی کہلاتا ہے جسکی نسبت عورت کہدیوے کہ یہہ فلانے خاوند کے تخم سے ہے
علاوہ اسکے جس باپ کے ساتہہ بیٹے کے خال وخط مطابق ہون وہی کہا جاتا ہے کہ یہہ فلانے کا بیٹا ہے
اس علاقہ کے جنوبی حصہ مین راجپوت اور برہمن ہندو مذہب کے رکہتے ہین اور بکری بہیڑ سور و مچہلی کا
گوشت کہاتے اور شراب تماکو چاے نمکین پیتے ہین سرکار کی عملداری سے پہلے عبادت گاہون پر لڑکا

دیومی دیوتا کے روبرو یہہ انسان کی قربانیان کرتے تہے خاوند کے ساتہہ عورات بہت ستی ہوتی
تہین اسقدر کہ ایک مرتبہ یہان کا راجہ جو مرگیا تو تینتیس آدمی جنمین سے بارہ عورتین اور بیس مرد راجہ کے
وزرا و امرا تہے راجہ کے ساتہہ آگ مین جلکر مرگئے مگر جب سے یہہ ملک سرکار کے زیر اطاعت آیا ہے یہہ
واہیات رسمین بالکل موقوف ہوگئین ہین جنوبی حصہ کے لوگ گنیش اور کالی دیوی کی پوجا کرتے ہین
اور ہندو کہلاتے ہین اور شمالی حصہ کے ملک علاقہ کنا ور مین ہندو مذہب کا آدمی شاذ و نادر ہے سب کے
سب بدہ لامہ مذہب کے لوگ ہین اور بولی اخیر حصہ شمالی ملک کی تبتی ہے اور دوسری کے ملک مین
ہندوستانی دیہاڑی ملی ہوئی بولی بولی جاتی ہے بوشہر کے راجہ مہندر سنگہ کو بعد نکالنے فوج گورکہون
کے پہر تاج بخشی کی یہان راجہ ۱۸۵۰ع مین مرگیا تو بسبب اسکے کہ لڑکا اوسکا خورد سال تہا سرکار خود اوسکی
سرپرست ہوئی اور اوسی ریاست کے امرا و وزرا کی معرفت بخوبی انتظام ملک کا کیا اس ریاست کی فوج
کوئی باقاعدہ نہین ہے سپاہیون کے پاس ایک طرح کے ہتہیار نہین ہوتے کسی کے پاس بندوق اور تلوار
اور کسی کے پاس تلوار کسی کے پاس نیزہ کسی کے پاس تہرکا کسی کے پاس تیر کسی کے پاس شمشیر کسی کا شہابہ
کسی کا چہوٹا کسی کے ہاتہہ مین لکڑی کسی کے ہاتہہ مین سونٹا بسہر کا راجہ گورکہون کی لڑائی کے وقت
جب سرکار انگریزی کی مدد کو آیا تو اوسکے پاس تین ہزار فوج تہی جس مین سے ایکہزار سپاہی کے پاس
توڑہ دار بندوقین تہین اور باقی کے پاس طرح طرح کے ہتہیار تہے خراج علاقہ بسہر کا جو گورکہون کو
دیا جاتا تہا اسی ہزار روپیہ تہا اب بڑی بہاری آمدنی ہے کل آمدنی مین سے پندرہ ہزار روپیہ سرکار
انگریزی لیتی تہی کل آمدنی اس راجہ کو سالانہ بابت محاصل کارخانجات پارچہ بافی و کمبل بافی و آمدنی
کان ہائے آہن وغیرہ و آمدنی زراعت و خراج ملک پندرہ لاکہہ روپیہ ملتا ہے اور آبادی اس علاقہ
کی قریب دو لاکہہ آدمی کے ہے پہلی ریاست کوٹ گڈہ وکمارسین اس راجہ کے ماتحت تہین مگر جب انگریزی
حکم ہوا تب سے دو ریاستین علیحدہ ہوگئین اور قلعہ رام گڈہ و سنگروان و دار تو دیاگی و گوران گول
اونکی پاس ہے **علاقہ کنا ور** بسہر کی ریاست کے متعلق یہہ ایک پہاڑی علاقہ ہے اسکی شمال کو
سپتی کا پہاڑ مشرق کو چینی تاتار جنوب کو اضلاع جو آرہ و دسو اضلاع متعلقہ بسہر مغرب مین علاقہ ریاست
کلو ہے یہہ علاقہ جنوب مغرب سے شمال مشرق کو ستر میل لمبا اور چالیس میل چوڑا کل سطح دو ہزار ایکسو میل
ہے یہہ ملک بہت بلند واقع ہوا ہے اور مختلف صورت کی مشابہ قطارین اور بلند پہاڑ اسمین واقع
ہین جنکے اندر ستلج دریا شمال مشرق سے جنوب مغرب کو بہتا ہے اور چینی تاتار کے حد سے ستر میل کے فاصلہ
[illegible] ستلج اس علاقہ کے حدود کے اندر نکلتا ہے گو ستلج کے کنارہ [illegible] اسملک مین کچہہ آبادی [illegible]

نہین ہوتی بسبب اسکے کہ کنارے ستلج کے بہت ڈہلوین اور بلند ہین اس علاقہ کے اندر جسقدر دریا کہ انکی
طرف سے دریاے ستلج مین آکر شامل ہوتے ہین یہ ہین اول دریاے لی جسکو دریاے سپتی بہی کہتے ہین
دوسرا دریاے دارنگ تیسرا یچور چوتہا دریا گزنگ پانچوان دریاے گگن چہٹا دریاے ژالی
اور بائین کنارے کیطرف سے دریاے ہوجو و تقلخر و تدنگ و لیبا چار دریا ستلج مین آکر گرتے ہین
بلندی اسملک کی ستلج کے سطح سے دس ہزار فیٹ کی ہے آب ہوا اسملک کی گرم موسم مین بمقام نچلے
حصے ستلج کے گہاٹیون کے گرم و بعض موقعون پر بہت سخت گرم اس باعث سے ہے کہ آفتاب کے کرنین
سامنے کے اونچے پہاڑون پر پڑتی ہین اور ہوا اونکی گرم ہونے سے گرم ہوجاتی ہے خصوصا بمقام
جنکی جو آٹھ ہزار فیٹ سے بہی زیادہ بلند ہے گرمی زیادہ ہوتی ہے انگور اس علاقہ کی بہت افضل
ہوتی ہین اور اونکا رس نکالکر جو بیا جاوے تو انگوری شراب کیطرح مستی دیتا ہے جنوبی یا نچلے حصے
کوہ کناور مین برسات بہت ہوتی ہے باقی کے حصونمین برسات کم ہے اور زراعتون کو پانی ندیون سے
دیا جاتا ہے شمالی حصہ مین برف کثرت سے پڑتی ہے بلکہ اسقدر کہ گانوکے گانو برف کے نیچے دبجاتے
ہین شکل و صورت یہان کے لوگون کی کوہ قاف کے آدمیون سے مشابہت رکہتی ہے رنگ کے سیاہ
اور پوشش بہی انکی ناصاف ہے مگر بلند قد و طاقت ور و بہادر و حلیم طبع و مہمان نواز ہوتے ہین
گورکہیونکی یورش کے وقت اونہون نے اونکا مقابلہ کر کے اپنے علاقہ مین آنے نہ دیا اور اپنے راجہ کی حمایت
کی ایک عورت کے چند خاوند کا ہونا یہان رواج عام ہے اور شمالی حصہ مین اسلیے یہان کہ چندان
کسی حاکم کا دخل نہین ہے بدمعاشی و زنا بہت رایج ہے مرد اس پہاڑ کے غیرت عورات کی نہین رکہتے
کناور کے جنوبی حصہ کے لوگون کا مذہب ہندو برہمنی ہے و شمالی طرف کی لوگ لاما مذہب بدہ و ملکر ملک مین
دونو مذہب ہوئے ہین اسملک مین نقل مکانی بہت رایج ہے ایک مقام پر ہمیشہ لوگ کم رہتے ہین اور ایک مندر مشہور
و عالیشان بہیمہ کالی دیوی کا یہان بنا ہوا ہے جہان پہلے آدمیون کی قربانی ہوا کرتی تہی یہہ لوگ گاوکی
بہت ادب کرتے ہین اور ذاتون کا امتیاز بہی البتہ ہوتا ہے اور سواے ہندو لاما مذہب کے اور کسی
مذہب کا آدمی یہان پایا نہین جاتا او رمقام ہنگرم جو اس ملک کے شمالی حد پر ہے وہان خاص لاما مذہب
رایج ہے اسملک مین پانچ زبانین بولی جاتی ہین شمالی ملک مین تبتی و کناوری جنوب مین ہندوستانی
و پہاڑی سی ملی ہوئی وغیرہ اسکل علاقہ مین دس ہزار آٹھ سو پچاس آدمی کے قریب آبادی بحساب فی میل
مربع پانچ آدمی کے ہے اور قصبہ سنگم و کانم اسمین بڑے شہر مشہور ہین موکیو دریہ شہر کے
بابت کے متعلق یہہ ایک پہاڑی ہے وہ شمال مغربی حد کو مکناوہ پر دائم ہے یہہ پہاڑ ملک چینی تک

اور اِسلک مین گویا حد فاصل شمار ہوتا ہے زمین اس پہاڑ کی سرخ اور طرفین اسکے ڈہلوین ہین اور
پہاڑ مین سے کلی کا پتھر و چونہ بافراط نکلتا ہے بعض بعض مقامات سے اور اور قسم کے پتھر بہی نکلتے ہین
اس مقام پر چینی الون کی سلطنت کی سرحد پر ایک برج بطور قلعہ بنا ہوا ہے اوسمین کچھہ فوج بہی اونکی
رہتی ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے پندرہ ہزار سات سو چہین فیٹ ہے **جنگی** بسہر کی ریاست کی متعلق
یہہ ایک قصبہ دریاے ستلج کے دہنے کنارے ایک بلند پہاڑ کے اندر آباد ہے زکاف جس پہاڑ کے بہت
صاف اور باعث تیزی برف کے پہٹے ہوئے ہین سردی کی موسم مین یہان بڑے بڑے ڈہیر برف
کے پہاڑ کے اوپر سے گرتے ہین سطح اس پہاڑ کا ریگی اور پتھریلا ہے دریا کے کنارے زمین اس قصبہ کی
زرخیز و آباد ہے اوسمین طرح طرح کے غلہ پیدا ہوتے ہین اور قسم قسم کے میوہ دار درختون کے باغ موجود ہین
سطح سمندر سے بلندی اسکی آٹھہ ہزار نوسو پانچ فیٹ ہے **کانم** بسہر کی ریاست اور علاقہ کناور کے متعلق
یہہ ایک قصبہ بلند پہاڑ کی ڈہلوین گہاٹی ایک دریا کے کنارے سے جو مددگار دریاے ستلج کا ہے ایک
میل کے فاصلہ پر آباد ہے اسکی آبادی کا مقام ڈہیلوان و پتھریلا اور اراضی اسکے متعلق کی ہموار و
زرخیز ہے اسکی آبادی کے تمام گہر نشیب کیطرف سے بلندی کو آباد ہوتے چلے گئے ہین اور ایسا وہ
معلوم ہوتا ہے کہ گویا ایک گہر دوسرے کے اوپر بنا ہوا ہے قصبہ کے اندر بہی آڑو و دیسی انگور واکہروٹ
وغیرہ درخت میوہ دار بہت ہین اور دریا کے باہر کی زمین مین بہی زراعت ہر ایک قسم کی غلہ کی بڑی اعلی
ہوتی ہے اور بسبب اسکے کہ ندی اوس زمین کے اندر سے گذرتی ہے زمین یہان کی ہمیشہ نمناک رہتی ہے
خشک سالی کا یہان کے زمینداروں کو کچھہ خوف نہین ہوتا اس شہر کے رہنے والون کا مذہب بدہ لامہ ہے
اور ایک بڑا عالیشان و قدیمی مندر لامہ مذہب والون کا پرستگاہ بہی بنا ہوا ہے مندر کے اندر ایک
کتب خانہ بڑا بہاری رکہا ہے اور اسمین کتابین ہر ایک فن اور دہرم کی موجود ہین ایک لغت کی کتاب
بہت بڑی ہے جسکی دو سو چپیس جلدین ہین اوس کتاب مین جس جس لغت کا بیان کیا گیا ہے ساتھہ اوسکے تعریف
ماہیت و مقام پیدایش وغیرہ امور ضروری بیان ہوئی ہین اور ایک دوسری کتاب تصوف
کے علم کی بزبان تبتی سو جلد مین لکہی ہوئی ہے جس تمام کتاب مین سوائے علم تصوف و رموز باطنی
کے تمام امور دنیاوی کے اور کچھہ نہین ہے فقرا و تارک الدنیا و طالبان مولی کے واسطے پڑہنا اوسکا
بہت مفید ہے پہلی کتاب سنسکرت کی زبان کا ترجمہ ہے اور ترتیب اسکی بطور حروف تہجی
کے ہے اور یہہ سب کتابین لکڑی کے ٹپے یعنی حروف سے چہپی ہوئی ہین باقی اور کتابین
قلمی بہی کچھہ شمار نہین ہے یہہ شہر کانم گویا علاقہ کناور مین منبع علم و دہرم ہے اور یہان کے لامہ

سب پہاڑ کے لاموں سے افضل و استاد ہین لامہ دیوتا بدہ مذہب والون مین سرپا پیشوا یا گورو کو کہتی ہین
اگرچہ اس پہاڑ مین لامے بکثرت ہین لیکن اصلی لامہ وہ ہوتا ہے جسکو لداخ کے ملک کا لامہ پسند کر کے سند
لکہہ دیوے پوشاک کا نام کے ٹہرے لامہ کی روسن کہتلک سے یا دریون کی سی ہوتی ہے خصوصاً جوغہ
تو اونہین کے طرز کا پہنتا ہے جب یہہ لوگ لامہ کے پاس عبادت کو بیٹہتے ہین تو لامہ خود گہنٹہ ہاتہہ مین پکڑ
کر بجانا شروع کرتا ہے اور حاضرین کے ہاتہون مین سے کسی کے ہاتہہ مین ڈہولکی اور کسیکی سارنگی اور
کسیکی جلاجل وغیرہ ہوتے ہین اور آہستہ آہستہ سُرتار کے ساتہہ بجاتے ہین اور زبان سے بہی کچہہ بولتے
جاتے ہین تہوڑی دیر کے بعد لامہ خود اوٹہہ کر اور آگے بڑہہ کر ناچنے لگ جاتا ہے اور سب حاضرین بہی
اس رقص مین اسکے ساتہہ اتفاق کرتے ہین کچہہ دیر تک ناچ کر بس کر دیتے ہین یہہ لوگ سر پر لنبان
ٹوپیان اور گلے مین لنبی چولی یعنی کرتی پہنتے ہین اور پرستش کے وقت محفل کے اندر ایک پیالہ پانی کا اور
ایک میٹہی روٹی رکہی ہوئی ہوتی ہے بعد اداے رسمیات پرستش کے لامہ اوٹہہ کر اوس پانی کے پیالہ کو خود
پی لیتا ہے اور اوس روٹی کو آگ مین جو اوسوقت روشن ہوتی ہے ڈال دیتا ہے اور سب کو رخصت کر دیتا ہے اوسوقت سب کو
یقین ہو جاتا ہے کہ ہماری عبادت خدا کے جناب مین قبول ہوئی اور ہر ایک کام مین ہماری مشکلکشائی
عملمین آئی کانام کا جاگیردار ملک لبہر کے راجہ کا ہم جدی ہے اوسی کی یہان حکومت ہے اور وہ اسکی آمدنی
مین سے کچہہ تو راجہ کو دیتا ہے اور باقی خود کہاتا ہے تجارت اس شہر مین بہت ہوتی ہے اور سوداگری
مال کے محصول لینے کے واسطے یہان ایک مکان علیحدہ بنا ہوا ہے اور شہر کی آبادی روز بروز ترقی پر
ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نوہزار دوسو چہیانوین فیٹ ہے **درہ کیو** لبہر کے ریاست اور
کنادر کے علاقہ مین یہہ ایک درہ اوس پہاڑ پر ہے جسکے اندر سے دریاے تغلر نکلتا ہے یہہ درہ کوہ موجو
اور تغلر کی گہاٹی کے درمیان آکر دونو کو آپسمین سے جدا کرتا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے تیرہ ہزار
چارسو چہین فیٹ ہے **درہ کیو ترنگ** لبہر کی ریاست اور کنادر کے علاقہ مین یہہ ایک درہ
شمال مشرقی پہاڑون علاقہ کنادر مین ہے اسکے اور چینی تاتار کے علاقہ مین کچہہ بہت فاصلہ نہین ہے
مگر بسبب برف اور سختی موسم کے لوگ یہان رہ نہین سکتے گرمی کے موسم اور برسات کے ابتدا مین یہہ درہ
البتہ برف سے صاف ہو جاتا ہے اور آمد و رفت ہونے لگتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے اٹہارہ ہزار
تین سو تیرہ فیٹ ہے **درہ کیو کوچی** لبہر کی ریاست مین یہہ ایک درہ اور فرودگاہ مسافرون
کے شمال مشرقی بلند گہاٹی کوہ چرنگ مین ہے یہہ درہ بسپا کی گہاٹی کو ونگ کے گہاٹی سے علیحدہ کرتا ہے
اس مقام پہ نباتات و درخت و گل و پہول قسم قسم کے ہین اور مسافرخانہ دہنے کنارے دریا کے [illegible]

پر بنا ہوا ہے جو ایک تیز رو و پایاب ندی یہان گذر کر اور چند میل نیچے جاکر دریاے تدنگ مین ملجاتی ہے
بلندی اسکی سمندر کے سطح سے بارہ ہزار چار سو ستاون فیٹ ہے **کہاپ یا چہاپ** بسہر کی ریاست
مین یہہ ایک قصبہ کناور کے علاقہ مین ستلج کے بائین کنارے پر پہاڑ دن کے بلند چوٹیون مین آباد ہے
سرسبزی و شادابی و شگفتگی پہولون کی یہان اسقدر ہے کہ اوسکو دیکہنے سی بہشت کی سرزمین
یاد آتی ہے باغی و جنگلی انگور وہان بہت ہوتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار تین سو
دس فیٹ ہے **کہایل** بسہر کی ریاست مین یہہ ایک قصبہ بلند گہاٹی پابر کی دریا پر ایک میل پار کے
بہنے کنارے اوس سڑک پر جو سپاٹو سے برینڈا درہ کو جاتی ہے بیس میل برینڈا کے جنوب مغرب کیطرف
آباد ہے اسکے گردے کا ملک بہت صاف و سرسبز و سایہ دار و کاشت شدہ ہے ہزارون میوہ دار
درخت اور سایہ دار وہان موجود ہین اور بیشمار ندیان اور پانی کے چشمے پہاڑون سے نکلکر اس علاقہ
مین بہتے اور سیراب کرتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹہہ ہزار چار سو فیٹ ہے **کملیا درہ**
بسہر کے علاقہ مین یہہ ایک درہ پہاڑی قطارون کوہ ہمالہ کناور کے جنوبی حد پر واقع ہے آٹہہ مہینہ
تک بسبب برف کے یہہ درہ بند رہتا ہے صرف ماہ مئی و جون و جولائی مین کہلتا ہے اگست کے مہینے
مین پہر برف کا برسنا شروع ہوجاتا ہے اور برف اس کثرت کے ساتہہ برستی ہے کہ پہاڑ کے اوپر اور
پہاڑ برف کے جم جاتے ہین ناگہان برف کے برسنے کے سبب سے اکثر اوقات جانون کا نقصان بہی ہوجاتا ہے
بعد جولائی کے اس درہ کے راستے سے آمد و رفت مسافرون کی کم ہوتی ہے اگست و مارچ کے مہینے مین
برف اس پہاڑ کی بہت نرم ہوتی ہے اگر آدمی اوسپر سخت جاکر پاؤن رکہتا ہے تو سر تک اوسمین کہسکر مرجاتا ہے
بلندی اس درہ کی سمندر کے سطح سے پندرہ ہزار فیٹ ہے اور ایک چوٹی پہاڑ کی اس درہ سے جنوب مغرب
کے طرف دو میل کے فاصلہ پر ہے اوسکی بلندی اونیس ہزار چار سو اکیاسی فیٹ سمندر کے سطح سے ہے
ہنگرم یا ہنگ رنگ یہہ ایک علاقہ بسہر کے ریاست کا کناور کے پہاڑ کے اونچے بلند تیز
ہے اسکے جنوب و مغرب کو بلند قطارین اسی نام کے پہاڑ کے ہین جسمین صرف کلی کے پتہر اور مٹی ملی ہوئی ہے
شمال و مشرق کے طرف اسکے لداخ اور چینی تاتار کے حدود واقع ہین اور اسی نام کا ایک پہاڑی
درہ بہی اس پہاڑ کے اندر ہے جو اس پہاڑ کے جنوب مغربی حد پر ہے اور جو سڑک کہ اس درہ کے جنوب
مغرب کیطرف ہے وہ ایک پہاڑ کے غار کے اندر سے ہوتی ہوئی نکلتی ہے اوس سڑک کے دو طرف نیچے
فراخ میدان نظر آتے ہین یعنی جنوب کیطرف تو کناور کا علاقہ نظر آتا ہے اور شمال کے طرف چینی تاتار کے
میدان دکہلائے دیتے ہین جنوب کیطرف اسکے پاس سواے چہوٹے قسم کے جنگلی جہاڑیون کے اور کوئی

درخت نہین ہے اور شمال کیطرف سینکڑون گز تک اونچے برف جمی ہوئی نظر آتی ہے اور جب ہانگ رنگ
کے درہ کی بلند چوٹی پر چڑہکر دیکہین تو سواے کالے اور خشک پہاڑون کے اور کچہہ نظر نہین آتا
صرف کہین کہین بید کے کم قامت لکڑی دکہائی دیتی ہے اور چوٹیان پہاڑون کی ایسی اونچے نظر آتی
ہین کہ دیکہنے سے دہشت معلوم ہوتی ہے جنوب کی سمت کو اس درہ کے کچہہ دور ضلع کناور ہے وہ
سرسبز علاقہ اور کاشت شدہ ہے اور زراعتین ڈہلوین میدانون پر ایک ایک دوسرے سے اونچی
اونچے سرسبز بہت خوشنما معلوم ہوتے ہین درخت چیڑ کے بہی وہان بہت ہین گرمی کے موسم مین اگرچہ
اس درہ کے پہاڑ پر برف نہین ہوتے مگر سردی ایسی ہوتی ہے کہ وہان جاکر اگر آدمی کچہہ دیر ٹہہرے
تو بدن سن ہوجاتا ہے اور ہاتہہ پانو حرکت نہین کرتے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے چودہ ہزار آٹہہ سو
فیٹ ہے **کنکما درہ** یہہ درہ بسہر کے ریاست کناور کے علاقہ مین اون پہاڑون کے قطار مین
واقع ہے جو شمال سے جنوب کو جاتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سولہ ہزار سات سو فیٹ ہے
اور یہہ درہ اور پہاڑ چینی تاتار کی سلطنت اور انگریزی سلطنت کے اندر حد فاصل شمار ہوتا ہے
کوٹی بسہر کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ بائین کنارے دریاے پابر کے دریا سے چہہ میل کے فاصلہ پر
آباد ہے تین طرف اسکے بڑے بڑے اونچے پہاڑ ہین اور ایک طرف سے جسطرف دریا بہتا ہے راستہ
اسکا کہلا ہوا ہے یہان دریا کے اوپر لکڑی کا پل بندہا ہوا ہے جو سطح سمندر سے پانچہزار نو سو فیٹ
اونچا ہے **کوار** آیا **پوچالی** بسہر کے ریاست مین یہہ گانو اوس سڑک پر جو کوہ مسوری سے گنیش درہ
کو جاتی ہے پندرہ میل جنوب کے طرف گنیش درہ کے آباد ہے پاس اسکے دریاے رُپین بہتا ہے وہ دریا ایک
گہری اور تیز رو ندی ہے اور لکڑی کا پل اوس دریا پر پنتالیس فیٹ لمبا بندہا ہوا ہے اور اسمین کل
چالیس گہر آباد ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹہہ ہزار سات سو نوے فیٹ ہے **کنو** یہہ قصبہ بسہر
کے ریاست مین کناور کے متصل ستلج کنارے دریاے تدنگ کے آباد ہے گرمی کے موسم مین یہان دریا
بڑی تیزی سے چلتا ہے ایسا کہ جو چیز دریا مین ہو بہا کر لیجاتا ہے اور بسبب اسکے کہ دریا مین پتہر بہت ہین
چلنے کے وقت اسکا پانی بہت شور کرتا ہے دریا کے اوپر لکڑی کا پل پندرہ فیٹ لمبا بنا ہوا ہے بلندی
اسکی سمندر کے سطح سے گیارہ ہزار سات سو ستائیس فیٹ ہے **قلعہ کشین** بسہر کی ریاست مین
یہہ ایک قلعہ ستلج کنارے ایک دریا کے جو مددگار دریا پابر کا ہے بنا ہوا ہے اور قلعہ کے پاس ایک
قصبہ پختہ عمارت کا بارونق بنا ہے بازار اسکا آباد و کشادہ ہے تجارت گردی کا ملک سرسبز و شاداب
قصبے کے متصل ایک لوہے کی کان ہے جس سے نہایت عمدہ لوہا نکلتا ہے اور قصبہ کنز لوہے کے پکانے

کی کارخانے ہین یہان کثرت سے لوہا پکایا جاتا ہے سوداگری اوسکی دور دور تک ہوتی ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے چھ ہزار آٹھ سو چھتیس فیٹ ہے **قلعہ کشبن** بسہر کی ریاست مین یہہ گانو ہے ایک چھوٹے سے قلعہ کے متعلق علاقہ کناور کے آبادی آبادی اسکی ایک پہاڑ کے اوپر دہنے کنارے دریاے ستلج کے واقع ہے گردی کا علاقہ اسکا انگوری باغون سے محیط ہے اور انگور کثرت سے پیدا ہوتا ہے **قلعہ لبرنگ** بسہر کی ریاست کے متعلق ایک قصبہ دہنے کنارے دریاے زنگ کے جو ایک دریا مددگار ستلج کا ہے آباد ہے یہان ایک قلعہ مربع شکل کا پختہ بنا ہوا ہے جسکی دیوارین چالیس فیٹ بلند ہین اسمین وزیر بسہر کے راجہ کی فوج رہتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار دو سو چھیانوین فیٹ ہے **لیو** بسہر کی ریاست اور کناور کے علاقہ مین یہہ قصبہ اوپر چھوٹی سی پہاڑی اور دہنے کنارے اوس مقام پر جہان دریاے لیک دریاے لی سے شامل ہوتا ہے آباد ہے دریاے لیک ایک تیز رو دہارا مغرب کے سمت سے آکر اس مقام پر دریاے لے سے شامل ہوتا ہے مشرق کے طرف اسکے ایک قلعہ ساٹھہ فیٹ اونچی ایک ٹیلے کے اوپر بنا ہوا ہے مگر اب مسمار ہو گیا ہے آبادی اس گانو کی تاتاری خاندان کے آدمیون کی ہے جو لامہ مذہب کہتے ہین سطح اس دریا کا اس مقام پر نو ہزار فیٹ اور گانو کی آبادی کا مقام نو ہزار تین سو باسٹھہ فیٹ سمندر کے سطح سے بلند ہے اس علاقہ مین دریاے سندھ و دریاے ستلج اپنے چشمون سے پہاڑون کے اندر راستہ لیتے ہوئے آتے ہین اور بڑی تیزروی اور گہرائی سے چلتے ہین اور دو سو ستہتر فیٹ تک ونکا چوڑان ہے **لیبی** بسہر کے ریاست علاقہ کناور مین یہہ ایک قصبہ دہنے کنارے دریاے تیتی کے آباد ہے اور قریب چار میل کے اس گانو کے نیچے یہہ دریا دریاے ستلج مین جا گرتا ہے بلندی اس گانو کی سمندر کے سطح سے آٹھہ ہزار سات سو فیٹ ہے **لونیا درہ** بسہر کی ریاست کے متعلق یہہ ایک درہ اوس پہاڑ مین جو بسہر کے جنوبی و شمالی علاقہ کے درمیان بطور حد فاصل کے حایل ہے واقع ہے اس درہ کے پاس پاس اور بھی تین درے کوہی ہین جو ایک ہی میل کے اندر جاری ہین بلندی انکی سولہ ہزار سے لیکر ۱۷ ہزار فیٹ تک ہے اس پہاڑ پر برف بہت رہتی ہے اور سواے ماہ مئی و جون و جولائی و اگست کے آدمی ان درون کے راستے سے گذر نہین سکتا **میرو** بسہر کی ریاست ورکناور کے علاقہ مین یہہ ایک گانو دہنے کنارے دریاے ستلج کے اوس مقام پر کہ جہان دریاے جولا ستلج کے ساتھہ شامل ہوتا ہے آباد ہے اس مقام پر انگور کی بہت کثرت ہے بلکہ اس مقام کو اس پہاڑ مین آخری مقام انگور کی پیدا ہونیکا کہنا چاہیے کہ اس سے آگے پھر انگور پیدا نہین ہوتا **سومہنی قلعہ** بسہر کی ریاست کوہ کناور مین یہہ ایک قلعہ دریاے رلدنگ کے کنارے ڈھلوین گہاٹی پرگنہ قمرو پر بنا ہوا ہے اس مقام پر ایک بڑی ہندؤن کی پرستشگاہ اور مہادیو کا مندر بنا ہوا ہے جسکو بدری ناتھہ کہتے ہین مہادیو کے سر پر آٹھہ یا دس سیر سونے کا چھتر ہے اور مندر

بڑا عالیشان پتھر کی عمارت کا تعمیر ہوا ہے دور دور سے ہندو لوگ اس مندر کے پرستش کو آتے ہین اور پرستش اُسکی موجب نجات کا سمجھتے ہین **مرنگ** بسہر کی ریاست علاقہ کناورمین ایک قصبہ ستلج کے بائین کنارے اوس مقام پر کہ جہان دریاے تدنگ ستلج کے ساتھہ ملتا ہے آباد ہے آبادی اسکی ایک ہموار سطح مین ہے اور تین طرف اِسکے بلند پہاڑ ہین اور مغرب کیطرف سے جدہر دریا چلتا ہے کہلا ہوا ہے یہان ایک پختہ قلعہ سنگین و خوشنما عمارت کا بنا ہوا ہے اوسمین فوج راجہ کی رہتی ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے آٹھہ ہزار پانسو فیٹ کے ہے **قلعہ ست گڈہ** یہہ ایک قلعہ بسہر کے علاقہ کے متعلق اوس پہاڑ کے اوپر بنا ہوا ہے جسکی ابتدا امرال گنڈہی کے شمال کیطرف سے چلتی ہے سطح اسکا اوج سے نشیب کیطرف ساڈہے تین میل ڈہلوان نرت کے مقام ستلج کے بائین کنارے تک ہے بلندی اس قلعہ کی سمندر کے سطح سے چہہ ہزار فیٹ ہے سرکار کی فتحیابی سے پہلے اس علاقہ مین گورکہیہ فوج رہتی تہی جنکے اوپر سرکار نے یورش کرکے اونکو قلعہ سے نکالا تہا **نکو** بسہر کے ریاست ضلع کناورمین یہہ ایک گانو سب سے بڑا گانو کوہ پرجیل کے مغربی سمت اور دریاے پاسپتی کے بائین کنارے پر آباد ہے آبادی اسکی کچی پکی ملی ہوئی ہے اور گہرون کے چہتین چوڑی لکڑیون سے ڈہانکی ہوئی ہین اس علاقہ مین اس سے زیادہ آبادی کا اور کوئی گانو نہین ہے بارہ ہزار فیٹ سمندر کے سطح سے یہہ اونچا ہے پیداواری یہان بکثرت ہوتی ہے گیہون بہت بوئی جاتی ہے پہاڑ کے اوپر لامہ کے رہنے کی جگہہ بڑی عالیشان بنی ہوئی ہے اس پہاڑ کا سطح سنگ جراح کے پتھرون سے بہرا ہوا ہے سواے ہر ایک قسم کے غلہ کے شلغم یہان بہت ہوتی ہین آب و ہوا یہان کی بہت خشک ہے مگر بسبب سیرابی ملک کے فصل یہان بڑی بہاری ہوتی ہے اس گانو کے نیچے ایک چہوٹی سی جہیل ہے جو ہمیشہ پر آب رہتی ہے اوسکے چارون طرف کنارون پر پہاڑی درختون چیلہ و زیتون وغیرہ کی اسقدر کثرت ہے کہ اونہی کی لکڑی جلانے مین صرف ہوتی ہے اور وہی عمارتون کے کام مین لاتی ہین **درہ نالگون** بسہر کی ریاست کناور کے جنوبی حصہ کے پہاڑ مین یہہ ایک درہ سب درون سے چہوٹا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے چودہ ہزار آٹھہ سو اکیانوین فیٹ یا سات سو فیٹ کوہ برفانی سے بلند ہے یہان ایک ندی ہے جسکا نام نالگون ندی ہے اِسکے شمال مشرق کے طرف بہتی ہے اور دس میل کا رستہ طے کرکر دریاے بسپا مین جا گرتی ہے **منگیا** بسہر کی ریاست علاقہ کناور مین بائین کنارے دریاے ستلج کے یہہ ایک گانو اوسمقام سے ایک میل جہان دریاے سپتی اور ایک اور بڑا دریا جو اُسکے سامنے بہتا ہے اُسمین شامل ہوتے ہین آبادی تہوڑے فاصلہ پر اِسکے بڑا بہاری جنگل جنگلی درختون سے پر نظر آتا ہے اور اسکے متصل ایک ندی جاری ہے جسکی کناری پر دوسری آبادی موجود ہے اس گانون کی علاقہ میں

گندم جو شلغم کثرت سے ہوتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار دو سو بہتر فیٹ ہے **قلعہ ڈانگدہ یا ڈوان کوٹ** بسہر کی ریاست مین یہہ ایک قلعہ اوس پہاڑ کے قطار کے اوپر ہو جنوب بمشرق کوہ مرال کنڈا سے پہلتی ہے بنا ہوا ہے گرد نواح اسکے بہت بہاری جنگل ہے یہہ قلعہ اس ریاست مین بہت پختہ اور جنگی مشہور ہے سرکار کی فتحیابی سے پہلے اس قلعہ مین گورکہیہ فوج رہتی تہی سرکاری فوج نے وہان جاکر ایک طرف مورچہ لگایا اور فتح کیا ایکہزار گورکہیے اندر سے نکلے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار ایکسو پانچ فیٹ ہے **مرال کا کنڈا** بسہر کے ریاست کے علاقہ مین یہہ ایک بلند قطار پہاڑون کی مختلف بلندی کے ہے یہہ پہاڑ پہلی جنوب بمشرق کے سمت کو چلکر اور بسہر کے جنوبی شمالی علاقہ کے درمیان پہیل کر کوہ ارکی سرحد ریاست بہاگل تک جا پہونچتا ہے اور ستلج دریا اسکی بنیاد کے اندر بہتا ہوا پنجاب کے میدانون کے سمت کو آتا ہے اور ایک طرف اسکے دریاے گری وٹونس وجمنا جاری ہین **درہ شبرنگ** بسہر کے ریاست کے متعلق یہہ ایک درہ اوس پہاڑ مین جو جنوبی حد علاقہ کناور کے ہے واقع ہے صورت اسکی بطور دروازہ کے نظر آتی ہے اور دو سیدہے پہاڑون کے درمیان اسکا راستہ جاتا ہے تین سوگز کے قریب اس درہ سے بسمت مشرق درہ گناس ہے اور پاؤ میل زیادہ تر اوسی طرف کو درہ کہیل ہے ان تینون درون مین سے شبرنگ کے درہ کی بلندی سمندر کی سطح سے سولہ ہزار پینتیس فیٹ ہے **ننگ** بسہر کی ریاست ضلع کناور مین یہہ ایک گانو بائین کنارے دریاے ستلج کے آباد ہے یہہ دریا کوہ چینی تاتار سے نکلکر اور تین دن کا سفر طے کر کر ادہر کو آتا ہے آبادی اس گانو کی شمالی بنیاد کوہ ننگ رنگ پر واقع ہے اور متصل اسکے درہ ننگ رنگ کا ہے جسکا رستہ بہت ڈہلوان اور درختون سے بری ہے زمین متعلق اس آبادی کی زرخیز و سیراب اور آب و ہوا موافق بلندی اسکی سمندر کے سطح سے دس ہزار ایکسو چھیاسٹھ فیٹ ہے **اورجا** بسہر کی ریاست علاقہ کناور مین یہہ ایک گانو اور مسافرخانہ دہنے کنارے دریاے ستلج کے آباد ہے اسکے بسنے والے کل لامہ مذہب کے ہین اور عبادتگاہین اونکی ہی بنی ہوئی ہین یہہ علاقہ نہایت ناہموار و ناصاف ہے پہاڑ و نکے غارون سے پتہرون کے سلین بہت نکلتی ہین سرسبزی اور درخت یہان کم ہین سواے چہوٹے قد کے دیودار درختون کے اور درخت اس پہاڑ مین نہین ہوتا بلکہ کناور کے علاقہ کے اوسط لیکر چینی تاتار تک اسی پہاڑ کے درختون کو اخیر کے درخت کہنا چاہیے کیونکہ اس سے اوپر بسبب سختی پہلاب برف کے کسی پہاڑ کے اوپر درخت پیدا نہین ہوتا بلندی اسکی سمندر کے سطح سے گیارہ ہزار دو سو چہیانوین فیٹ ہے **درہ ہمنگ** بسہر کی ریاست ضلع کناور مین یہہ ایک درہ پہاڑ کے لمبی قطار مین ہے جو کہ ستلج کے بائین کنارے سے چلکر ضلع ناہموار متعلقہ تاتار اور سرحد ملک انگریزی تک پہونچتی ہے اس درہ کے شمال کو

ہتھوڑے سے فاصلہ پر ایک بڑا پہاڑ پارگیول ہے جو دہنے کنارے دریائے ستلج سے ملتا ہے بلندی اس پہاڑ کی اپنے نشیب یعنی دریائے ستلج کے دہنی کنارے سے تیرہ ہزار پانسو فیٹ اور کل بلندی سمندر کی سطح سے بائیس ہزار چار سو اٹھائیس فٹ ہے اور بلندی اس درہ ہنگ کی سمندر کے سطح سے تیرہ ہزار پانسو فیٹ شمار مین آتی ہے **پواری** بسہر کی ریاست ضلع کناور مین ہے ایک گانو بائین کنارے دریائے ستلج کے واقع ہے ہمقام پر دریائے ستلج اکیس فٹ چوڑا اور گہرا اور ملایم و پرآب ہوکر بہتا ہے یہ گانو دوسو فیٹ دریا سے اونچا بسا ہے جسمین اکثر گہرو دنبرے لکڑی کے بنے ہوئے ہین زمین متعلقہ ہموار و زرخیز ہے انگور وغیرہ میوہ جات اوسمین ہوتے ہین سابق یہان دریا کے اوپر لکڑی کا پل بنا ہوا تھا اب وہ گر گیا ہے اور اب مسافر لوگ بذریعہ جھولے کے پار ہوتے ہین اور جھولے کی ترکیب یہہ ہے کہ دریا کے دونو طرف دو آدمی کہڑے ہوکر رسی بالون کی بڑی مضبوط ہاتھون مین پکڑے رکھتے ہین اور رسی کے درمیان مین ایک ٹیڑھی لکڑی بندھی ہوئی ہوتی ہے اوس لکڑی پر آدمی کو بٹھلا کر دریا کے دوسری طرف کا آدمی رسی کھینچتا جاتا ہے اور اوسطرف کا آدمی آہستگی سے رسی چھوڑتا جاتا ہے اور آدمی رسی پر بیٹھا ہوا رسی کے ساتھہ لٹکتا ہوا چلا جاتا ہے چونکہ اوسجگہہ دریا کے دونو کنارے بہت نیچے ہین پار اوترنے والا آدمی پانی تک پہونچنا نہین پاتا بلندی اس قصبہ کی سمندر کے سطح سے چھہ ہزار آٹھہ سو فیٹ کے ہے **پنگی** بسہر کی ریاست ضلع کناور مین ہے ایک قصبہ دہنے کنارے دریائے ستلج اور جنوب مشرقی بنیاد مین ایک پہاڑ کے قطار کے جو کوہ کو بنگ اور کوہ ملگن کے درمیان ہے آباد ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار اکیسو نوین فیٹ ہے **پرخیل** بسہر کی ریاست علاقہ کناور مین ہے ایک پہاڑی چوٹی دریائے سپتی اور ستلج کے درمیان چھہ یا سات میل اوسمقام سے جہان کہ یہہ دونو دریا آپسمین ملتے ہین واقع ہے بڑی چوٹی اس پہاڑ کی بائیس ہزار چار سو اٹھاسی فیٹ سمندر کے سطح سے اونچی ہے اسکے اوپر سترہ ہزار فیٹ کی بلندی تک نباتات نظر آتے ہین آگے سبزہ نہین ہے اور چوٹی کے اوپر کے سطح کے اوپر سوائے سنگ جراح کے بڑے بڑے ٹکڑون کے اور کچھہ نظر نہین آتا دوسری چوٹی اس پہاڑ کی جو بفاصلہ دو میل بڑی چوٹی سے ہے بلندی اسکی اوہنیس ہزار چار سو گیارہ فیٹ سمندر کے سطح سے ہے وہان اگرچہ برف نہین برستی مگر سردی سخت ہے **قلعہ رامپن گڈھ** یہہ ایک قلعہ نہایت مستحکم دریای پار کے بائین کنارے چالیس گز لمبا اور بیس گز چوڑا بیس فیٹ اونچی دیوار کا بنا ہوا ہے اندر اسکے فوج کے رہنے کے مکانات اور سیکہ زین کے ذخیرہ کے تہہ خانے بنے ہوے ہین بڑے بڑی برج توپون کے چڑہانے کے لئے تعمیر ہوئے ہوئے ہین مگر پانی کا انتظام قلعہ کے اندر کچھہ نہین ہے سوا اسکے کہ دریائے پار پر قلعہ سے چار سو بہتر فیٹ کے نشیب مین بہتا ہے گو کہ فوج جب انگریزی فوج کے حملہ کے وقت اسمین محصور ہوئی تو اونہون نے

پانی اسمین پہلے سے ہی جمع کر لیا ہوا تھا آخر سرکاری فوج سے تنگ آکر قلعہ چھوڑ گئے قلعہ کے نیچے دریا پر چالیس گز
لمبا لکڑی کا پل بنا ہوا ہے دریا یہان بہت گہرا چلتا ہے گرد نواح اسکا بہت زرخیز و سیراب ہے شالی توت
وغیرہ پیدائشین یہان بکثرت ہوتی ہین قلعہ کے پاس ایک قصبہ ہے وہان برہمن لوگ رہتے ہین اور
دو مندر عالیشان اونکے پرستشگاہ بنے ہوئے ہین ہندوستانی بولی یہان بولی جاتی ہے آدمیون کی
شکل شباہت بھی ہندوستانیون سے ملتی ہے پہلے یہہ قلعہ اور قصبہ بسہر کی ریاست سے علاقہ رکھتا تھا مگر
۱۸۱۵ء مین بعد فتحیابی اس پہاڑ کے سرکار نے یہہ علاقہ معہ اور تھوڑے سے علاقہ پانچ میل طول اور
تین میل عرض کے اپنے پاس رکھ لیا بعد چندے کیونتھل کے راجہ کو شملہ کے ملک کے عوض مین دیدیا فاصلہ
اسکا کلکتہ سے شمال مغرب کے سمت کو ایکہزار اٹھہتر میل اور بلندی قلعہ کی سمندر کے سطح سے پانچہزار چارسو
اٹھہ فیٹ اور دریا کے پار سے چار ہزار نوسو تین فیٹ ہے **رکچام** بسہر کی ریاست کے متعلق یہہ ایک
موضع کوہ بسپا کے گھاٹی پر دہنے کنارے دریاے بسپا کے اوس مقام پر کہ جہان دریاے بسپا کے ساتھ گور
ندی آکر ملتی ہے ایک گھاٹی کے شگاف کے اندر آباد ہے علاقہ متعلقہ اسکا خوشنما و زرخیز ہے پاس اسکے ایک
اور پہاڑی خشک و برہنہ بھی موجود ہے جسکی چوٹیان سیاہ دکھائی دیتی ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے
دس ہزار چار سو چھبین فیٹ ہے **کوہ رلدنگ** بسہر کے ریاست اور علاقہ کناور کے متعلق یہہ ایک بلند
پہاڑ بسپا گھاٹی اور تدنگ کے درمیان واقع ہوا اور یہہ پہاڑ ایک مجموعہ نوکدار چوٹیون کا ہے جن پر ہمیشہ برف پڑی
رہتی ہے بڑی چوٹی اس پہاڑ کی اکیس ہزار انیسو تین فیٹ ہے **رامپور** بسہر کے ریاست مین یہہ بڑا
قصبہ دارالریاست بسہر کے راجہ کا مابین کنارے دریاے ستلج اور مغربی کنارے ایک سدہ ہے پہاڑ کے آباد ہے
چارون طرف قصبہ کے بلند پہاڑ سر بفلک کھڑے ہین ایسے کہ تازہ ہوا بھی قصبہ تک مشکل پہونچتی ہے گرمی کے
موسم مین بسبب اسکے کہ چارون طرف کے پہاڑ اسکے سخت گرم ہوتے ہین گرمی ہوجاتی ہے مگر سردی کا موسم
یہانکا نہایت خوش و دلپسند ہوتا ہے میدان اسکی آبادی کا ناہموار گلیین بازار تنگ اور گھر دو منزلہ
سہ منزلہ پتھرون کی عمارت کے منقش و مصفا ہین راجہ کی رہنے کی محل قصبہ کے شمال مشرقی کونے کے اوپر
بڑے عالیشان و بلند عمدہ عمارت کی بعض مقام سے سہ منزلہ اور بعض مقام سے چار منزلہ بنی ہوئی ہین انکی چھتین بڑے بڑے
لمبے پتھرون کے پٹے ہین دیوانخانہ یعنی کچہری گھر راجہ کا بڑا شاندار و فراخ و منقش بنا ہوا ہے جسکو گورکھون
نے اپنی دنگلیائی کے وقت بہت خراب کر دیا تھا اب راجہ نے دوبارہ آراستہ کیا ہے دیوانخانہ کے پاس اور
ایک مکان امیرون و وزیرون و مصاحبون کے بیٹھنے کے واسطے بنا ہوا ہے جسمین چونہ کی جگہہ مٹی لگی ہوئی ہے
گورکھون کے حملہ سے اول آبادی اس قصبہ کی بہت تھی اور تین سو چار گھر آباد تھے اور ایک بڑا کشادہ بازار

تہا تجارت بکثرت ہوتی تہی اب دوبارہ یہہ آباد ہوا ہے اور تجارت کارخانہ ہندوستانی وپہاڑی وچینی اسباب دور دور سے تجارت کیواسطے آتا ہے راجہ شہر کا سردی کے موسم مین یہان آکر رہتا ہے گرمی کے موسم مین سراہن کے مقام پر چلا جاتا ہے بلندی رامپور کی سمندر کے سطح سے تین ہزار تین سو فٹ ہے یہہ شہر شملہ سے شمال کے اوتر کے طرف واقع ہے ہر سال یہان تین میلے ہوتے ہین اول ماہ جنوری دوم ماہ جون سیوم ماہ اکتوبر ان میلون مین اون پشم ریشم انگور سوہاگہ نرسبی کشمش گونٹ گہوڑے بہت فروخت ہوتے ہین **رسیلی** بسہر کے ریاست ضلع کناور مین ستلج کے بائین کنارے اوس سے تہوڑے فاصلہ پر کہ جہان دریاے تدنگ ستلج سے ملتا ہے یہہ ایک قصبہ آباد ہے یہان بدہ لامہ مذہب کے لوگ رہتے ہین اور پرستشگاہین اونکے بنی ہوے ہین بلندی اسکی سمندر کی سطح سے آٹہہ ہزار چہیالیس فٹ ہے **درہ رونتنگ** بسہر کے ریاست علاقہ کناور مین یہہ ایک درہ اوس پہاڑ مین جو کوہ رس کلنگ سپچور کے درمیان واقع ہے جاری ہے اس پہاڑ سے پتہرون کے تختے بہت نکلتے ہین سردی کے موسم مین بسبب برف کے یہہ درہ بند ہو جاتا ہے اسواسطے لوگ یہہ راستہ چہوڑ کر چکر دار دوسرے راستے سے ہو کر اوپر کے پہاڑون کو جاتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے دو ہزار چار سو پچاس فٹ ہے **سراہن یا سیران** یہہ بڑا قصبہ بسہر کی ریاست کے متعلق ستلج کے بائین کنارے بفاصلہ تین میل آباد ہے تین طرف لگتے دائرہ کے طرح پہاڑون نے گہیرا ہوا ہے صرف سامہنے کے طرف سے جدہر کو دریا بہتا ہے کہلا ہوا ہے بڑے اونچے پہاڑ کلو کے دکہائی دیتے ہین جو جنگل اور برف سے پر ہین اس قصبہ کے گردے کے پہاڑون کی چوٹیان شرق سے غرب کو پہیلتے ہین گرمی کے موسم بسہر کا راجہ یہان آرام کرتا ہے اور سردی کے موسم مین یہان برف برستی ہے جو جون مہینے کے ابتدا مین پگہل کر پہاڑ صاف ہو جاتا ہے گردے کا علاقہ اس قصبہ کا نہایت زرخیز و سیراب و سرسبز ہے قدرتی گل اور پہول اور درخت بشمار ہوتے ہین عمارت اس قصبہ کی پختہ وخوشنما و بارونق ہو بازار کشادہ و پر تجارت ہے چینی والون کے طرز پر اسمین مکانات دو منزلہ بنے ہوئے ہین مکانات کے اوپر بالاخانہ و بارہ دریان منقش لکڑی سے بنی ہوئی خوشنما نظر آتے ہین کالی دیوی کا مندر ہندوون کی پرستشگاہ یہان بڑا عالیشان مکان ہے جس جگہہ انگریزی سلطنت سے پہلے آدمیون کی قربانیان ہوتی تہین راجہ بسہر کے رہنے کا محل اسی مقام پر بڑا بلند و فراخ و شاندار عمدہ بنا ہوا ہے یہہ قصبہ اس شمالی پہاڑ کے اوپر گویا ہندوون کے مذہب کی ایک حد شمار کیجاتی ہے کیونکہ اس پہاڑ پر سواے لامہ مذہب کے لوگون کے ہندوونکے مذہب کے لوگ شاذ و نادر ہونگے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سات ہزار دو سو چہیالیس فٹ ہے **شاتل درہ** بسہر کے ریاست کے متعلق ہے یہہ اس سڑک پر جو کوہ جوار اسے کناور کو جاتی ہے جنوبی قطار کوہ ہمالہ مین جو شرق جنوب سے غرب شمال کو پہیلتی ہے

واقع ہے یہہ درہ نہایت خوفناک صرف برف کی سبب سے نہین ہے بلکہ اس کے اوپر ایک مہلک سخت
وسرد تیز ہوا ایسی چلتی ہے جو ذی جان وہان جاتا ہے بدن اوسکا سردی سے سن ہو کر فوراً مر جاتا ہے
اوسکی چوٹی کے اوپر سنگ جراح کے پتھر بہت ہین پھر اس پہاڑ کے اوپر بہت ہے اسقدر کہ برف کے
ڈھیرون کے اوپر سیاہ چادر کے طرح پڑا ہوا ہوتا ہے جب گرمی دہوپ کی لگتی ہے تو اوڑنے لگتا ہے
بلندی اس درہ کی سمندر کے سطح سے پندرہ ہزار پانسو چھپن فیٹ ہے **شپکی** بسہر کے ریاست علاقہ
کناور مین یہہ ایک قصبہ رس کلنک پہاڑ کے گہاٹیون مین دارنگ درہ کے بائین کنارے آباد ہے
متصل اسکے ایک تانبے کی کان ہے مگر کئی سال سے کہودی نہین جاتی اسمین لامہ مذہب کے لوگ رہتے ہین بلندی
اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار آٹھہ سو فیٹ ہے **شیل** بسہر کے ریاست کے متعلق یہہ گانو جنوب مشرقی
بنیاد کوہ وارتو کے اندر آباد ہے علاقہ اوسکا بہت زرخیز و آباد اور یاس کے پہاڑ بھی اسکے سبز و خوشنما
ہین پاس اسکے نہایت عمدہ لوہے کی کان ہے اور لوہا و تانبے نکالکر اس گانو کے کارخانہ مین پکاتے ہین
بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھہ ہزار فیٹ کے ہے **درہ شیار** بسہر کے ریاست کے متعلق یہہ
ایک درہ جنوبی قطار کوہ ہمالہ مین جو اس ریاست کے حصہ جنوبی و شمالی مین حد فاصل ہے واقع ہے اسکے
جنوب مغرب کو کوہ چروار و شرق کو بربند جنوب مشرق کو کوہ جمنوتری جس سے جمنا دریا نکلتا ہے دکہائی دیتا
ہے اوسکی سب چوٹیان برف سے ڈہکی ہوئی اور بلور کیطرح چمکتی ہوئی نہایت خوشنما معلوم ہوتے ہین بلندی
اس درہ کی سمندر کے سطح سے تیرہ ہزار سات سو بیس فیٹ ہے اور دوسرا درہ گناس کا جو رلدنگ کے
پہاڑ مین ہے وہ اکیس ہزار فیٹ کی بلندی رکہتا ہے **شپکی** بسہر کے ریاست کے حد شمال شرقی کے اوپر
چینی تاتار کے ملک کے ساتھہ ملتی ہے یہہ قصبہ آباد ہے اہل یورپ جو اس پہاڑ کے سیر کو آتے ہین اس سے
آگے نہین جاتے اور جب یہان سے آگے جائین تو داب لنگ کے مقام سے دو سڑکین ہو جاتی ہین
اونمین سے ایک تو پمنگ گہاٹ کے درے سے جسکی بلندی سمندر سے تیرہ ہزار پانسو اٹہارہ فیٹ ہے
ہو کر جاتی ہے اور دوسرے تہوڑے سی فاصلہ اوس درہ سے جنوب کو گنگما کے درہ سے ہو کر گذرتی
ہے اوسکی بلندی سولہ ہزار فیٹ ہے گو کہ درہ گنگما پنگ کے درہ سے زیادہ تر اونچا ہے مگر اسکا راستہ
آسان تر ہے یہہ قصبہ بائین کنارے ستلج کے ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور دریاے ستلج اپنے چشمہ
سے یہان تک مسافت طی کر کر دو طرفہ ندیون اور چشمون کو ساتھہ ملاتا ہوا دریا بنجاتا ہے ورنہ اس سے
اوپر اس دریا کا قد و قامت کچھہ بڑا نہین ہے یہہ قطار پہاڑون کی جسکے اندر سے وہ دونو درے گذرتے
ہین شمال سے جنوب کو قریب تین میل کے فاصلے پر اس قصبہ سے ہین یہہ پہاڑ درمیان سلطنت چینی تاتار

اور انگریزی علاقہ کے ہی حد فاصل نہین ہی بلکہ قدرتی حد و د علاقہ کناور و ریاست بسہر یکہی ہی پہاڑ ہی اس پہاڑ کے رہنے
والون کی شکل و شباہت بولی و طرز و وضع اور پہاڑ کے رہنے والون کے ساتھہ بالکل نہین ملتی اور نہ آب و ہوا سے ملتی ہی بلکہ
پہاڑ دن کی شکل صورت و رنگت بھی علیحدہ ہی سنگ جراح و سنگ سرخ و سرخ مٹی بھی بہت ہی ڈہلوان بھی اس پہاڑ مین
زیادہ ہی ٹہیلے بہت ہموار ہی کم ہے ملک خوفناک اور ویران ہی اور پہاڑ ایسا خشک ہی کہ ایک تنا گہاس کا یا کوئی درخت
چہوٹا بڑا اٹہیں میل تک برابر نظر نہین آتا البتہ کانٹے و جہاڑیان بے برگ سیاہ رنگ سوختہ خشک پہاڑ کے
سطح پر ہین اگر تپے اونکے یا لکڑی ہاتہہ ہین لیکر ملین تو فوراً خاک ہو جاتے ہین بعض جہاڑیون کا رنگ خاکی
ہے جب ہوا وہان چلتی ہے تو ایک بڑا طوفان نمودار ہوجاتا ہے اور ایسی ہوا اکثر اوقات وہان چلتی رہتی
ہے اور خشکی اوس ہوا مین ایسی ہے کہ جس چیز مین اوسکا اثر ہوجاتا ہے فوراً خشک ہوجاتی ہے یہہ گانو جسکو
شنکی کہتے ہین صرف چند گہر ہین جو ایک خشک و برہنہ پہاڑ کے ڈہلوین مقام پر آباد ہین متصل گانو کے بہت سے
کہیت کرکر گانو والون نے کچہہ زمین زراعت کیواسطے بنائی ہوئی ہے اوسمین گیہون جو شلغم کی پیدائش
ہوتی ہے گہر یہان کے پتہرون کے اور چوڑے چہتین ہین گانو کے اندر چند درخت گوش بری کے ہین جو ہر ایک
گہر کے دروازے کے آگے لگائی ہوئی ہین ان لوگون کے پاس گلہ پشمی بکرون کے بہت ہی ہوتی ہین اور پشم
یہان کی تبت اور لداخ کے پشم سے بہی افضل ہوتی ہے جسکو وہ اوتار کر فروخت کرتے ہین کتے اس پہاڑ کے
قد آور و وفادار ہوتے ہین بکریون کے گلے اور گہرون کی حفاظت اونہون کتون کے متعلق ہوتی ہے اس پہاڑ
سے پرے ملک چینی تاتار کا ہے جنکے خال و خط وضع و قطع چین کے لوگون سے تمام مشابہت رکہتے ہین آنکہین
اونکی چہوٹی چہوٹی ہوتی ہین اور سردی اور گرمی مین سر سے ننگے رہتے ہین زن و مرد بالون کے گوندہے ہوئے
رکہتے ہین اونکی پوشاک ایک لمبا کرتہ پاؤن تک اور پاجامے کہلے اونکے اور جراب پاؤن مین سرخ کمبل کے
ہوتے ہین جنکے نیچے کیسہ دار چمڑا لگا ہوا ہوتا ہے زن و مرد گلے مین ہار قیمتی ہڈیون اور پتہرون کے بناکر پہنتے ہین
پیتل اور چاندی کے دستون کے جنکو وہ چہریان ایک شخص اپنے پاس رکہتا ہے تا کو بہت بیچتے ہین بلکہ ہر ایک شخص ہر وقت
چہوٹے چہوٹے حقے لوہے کے اپنے پاس رکہتا ہے دولتمند لوگ چاندی کے حقے پیتے ہین اور کناور اور تاتار
کے لوگ صرف حقہ پینے کے واسطے ہر وقت چقماق اپنے پاس رکہتے ہین جب حقہ پینے کی حاجت ہوتی ہے آگ نکال
لیتے ہین تاتار کے ملک مین عورت اور مرد کی ایک پوشاک ہی مگر عورتین لوہے چاندی پیتل تانبے کے زیور سے
لدے ہوئے ہوتے ہین اونمین سے اکثر زیور تین کی بہی ہوتی ہین گلیون کے بازیبین اور تار پہنچی کا بہی یہان بہت
رواج ہے شلکے کی بلندی سمندر کے سطح سے دس ہزار پانسو ستانوین فٹ ہی **سنگا درہ** یہہ ایک درہ کوہ
کناور کے جنوبی پہاڑ کے قطار مین ہے اور تین درون کے جو اسکے پاس ہین ایک میل سے زیادہ لمبان کا ہے

سردی کے موسم مین بسبب کثرت برف راستہ اسکا بند ہوجاتا ہے اور گرمیون مین چار مہینہ تک کھلا رہتا ہی بلندی اسکی
سمندر کے سطح سے سولہ ہزار سے لیکر سترہ ہزار فیٹ تک ہی **سوانگ** یہہ کی ریاست علاقہ کناور مین بائین
کنارے دریاے بیاکے یہہ ایک قصبہ آباد ہے گرد نواح کی زمین اسکی بہت آباد و زرخیز و سرسبز ہے درختان سیب
ناشپاتی خانی وغیرہ میوہ دار درخت یہان کثرت سے ہوتے ہین چیڑ و دیودار کے درخت بڑے بلند و موٹے اسقدر
ہین کہ شمار نہین ہوسکتا جرڈ صاحب ایک انگریز سیاح نے وہان جاکر جو ایک چیڑ کے درخت کی پیمایش کی تو
بیس فیٹ موٹا پایا بلکہ یہہ ادنی درجہ کے موٹے درخت ہین چوبیس فیٹ تک موٹی ہوتی ہین پیداوار ہر قسم غلہ
کی بھی یہان بہت اور آب ہوا موافق ہے سردی کے موسم مین پانچ مہینے تک زمین برف کے نیچے دبی
رہتی ہے گرمی کے موسم مین موسم اس پہاڑ کا بہت اچھا و مطبوع ہوتا ہے برسات بھی متوسط درجہ
کی ہوتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے نو ہزار ایکسو فیٹ ہے **سگلا** یہہ کے ریاست مین
یہہ ایک درہ کوہ ہمالہ کی بلندی پر ہے جسکے ذریعہ سے ضلع کناور و گڈھ وال کے طرف آمد و رفت ہوتی ہے
اس درہ کے سڑک بہت خراب ہے اور چونکہ چھ مہینہ سال کے اندر یہہ درہ جاری رہتا ہے ہر برف کے سبب سے بند
ہوجاتا ہے مسافر لوگ بسبب تنگی راستہ کے بوجھہ اپنا بکرون پر لاد کر لیجاتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے
سولہ ہزار فیٹ کے ہے **سندرو درہ** کناور کے علاقہ مین یہہ ایک درہ کوہ ہمالہ کے قطارون مین
جو شمال سے غرب کو پھیلتے ہین جنوبی حصہ مین کناور کے واقع ہے راستہ اس درہ کا بہت مشکل گذار و تنگ پہاڑ
کے دو قطارون کے اندر ہے بسبب کثرت برف کے سال بھر مین صرف دو مہینہ کھلا رہتا ہے بلندی اسکی سمندر
کے سطح سے سولہ ہزار فیٹ ہے **سنگلا** کناور کے علاقہ مین یہہ ایک چھوٹا سا قصبہ دہنی کنارے دریاے
بسپا کے آباد ہے طرز اسکی عمارت کی اچھی ہے اور ڈھلوین گھاٹی کے اوپر بنا ہوا ہے گھر اسکے ایک دوسرے کے
اوپر نظر آتے ہین بڑی چوٹی کوہ رلنگ کی اسکے اوپر چھتری کیطرح سایہ کرتی ہے اگرچہ اس گانو مین پچاس
گھر سے زیادہ آباد نہین ہین مگر تجارت و کاروبار بکثرت ہے اور لوگ بھی آسودہ حال ہین اور تجار لوگ
گڈھ وال و چوآرا وغیرہ سے آکر یہان سے غلہ خرید کر لیجاتے ہین اور بعض اوقات جو یہان غلہ کی کمی ہو تو
وہان سے بھی غلہ لاکر اوسکے بدلے یہان سے نمک خرید کر لیجاتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھہ ہزار
یہہ سو فیٹ ہے **سنگنم** کناور کے علاقہ مین یہہ ایک چھوٹا سا قصبہ بائین کنارے دریاے دارہنگ اور سر
مقام پر کہ یہان دریاے یونگلیو شمال و مشرق کے سمت سے آکر دارہنگ مین ملتا ہے آباد ہے یہہ دونو ندیان
اس قصبہ کی زمین کو سیراب کرتی ہین اور اس سبب سے ایک سطح زمین کا جو تین میل تک لمبا ہے سیب اکھروٹ
و ناشپاتی و انگور کے درختون سے پر ہے تین طرف اسکے پہاڑ ہین اور ایک طرف سے ڈھلوان و ستلج کے دریا

تک کہلا ہوا ہے خوبانی کے درخت یہان بڑے افراط سے میوہ دیتے ہین جو یہان کے رہنے والے گرمیون مین
خشک کر رکھتے ہین اور سردی کے موسم مین کہلاتے ہین اور اوسی کے مغز کا تیل نکالکر جلاتے ہین بلندی
اسکی سمندر کی سطح سے نوہزار تین سو بچاس فیٹ ہے **قلعہ تکھر یا تکھل** سہر کے علاقہ مین یہہ چھوٹا سا
قلعہ اوس پہاڑ کے قطار پر جو کوہ وارتو کے چوٹی اور کوہ چر کے چوٹی کے درمیان ہے بنا ہوا ہے اسمقام پر
انگریزی فوج کوٹ گڈہ کے چھاونی سے آکر رہا کرتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے سات ہزار سات سو
تینتیس فیٹ ہے **تنکرو** سہر کی ریاست مین یہہ ایک پہاڑ کی چوٹی کوہ وارتو اور چر کے درمیان ہے
اسکے مغرب کیطرف سے دریاے گری نکلتا ہے اور اسکے شمال شرق کیطرف سے دریاے پابر کے مددگار
گذرتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے دس ہزار ایکسو دو فیٹ ہے **درہ تنگ رنگ** سہر کے
ریاست مین یہہ ایک درہ اوپر بلند قطار اوس پہاڑ کے ہے جو کوہ لبیا و تغلچر کے درمیان ہے بلندی اسکی سمندر
کے سطح سے تیرہ ہزار سات سو انتالیس فیٹ ہے **کوہ وارتو** سہر کے ریاست کے متعلق یہہ ایک بلند
چوٹی کوہ ہمالہ کے نچلے قطار دن کوہ ہمالہ مین ہے اوسکے اوپر بڑا گھرا جنگل ہر ایک قسم کے جنگلی درختون سے بھرا ہے
اور چونکہ گورکھہ لوگ اپنے دخل کے وقت یہان قلعہ و گاؤن بناکر رہنے لگے تھے اونکے مکانات کے کھنڈرات
اب بھی موجود ہین کوہ ہمالہ کے مثلثی پیمایش کے وقت اس پہاڑ پر بڑا بھاری محکمہ مقرر ہوا تھا اور مسٹر ہوکسن صاحب
و ہیربرٹ صاحب اوسمین حاکم تھے **مان رنگ درہ** یہہ ایک پہاڑی درہ دامنک شو پہاڑ کے
اوپر ملک لداخ اور کناور کے درمیان واقع ہے راستہ اسکا سخت خوفناک اور جنگلون سے بھرا ہوا ہی اور تنگی اور
مشکل گذاری اس حد تک کی ہے کہ بنی آدم کا وہان گذر بہت ہی کم ہوتا ہی کناور کے جنوب مشرق کے سمت سے
اسکے چڑہنے کا راستہ ہی اور دریاے دارنگ بہی اسی درہ کے اندر سے گذرتا ہوا آتا ہے بلکہ چشمہ اوسکا بہی
پہاڑ کے اندر ہی اس دریا کے چشمہ کے اوپر ہمیشہ برف پڑی رہتی ہے سال بھر مین چار چھہ ہفتے تک یہہ درہ برف
سے صاف رہتا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے اٹھارہ ہزار چھہ سو بارہ فیٹ ہی اور بلندی دارنگ کے چشمہ کی
پندرہ ہزار فیٹ ہی **لوسر** شمال مشرقی کوہ ہمالہ مین یہہ گانو اوس مقام پر کہ جہان دریاے لوسر و پینو آپس مین
شامل ہوتے ہین آباد ہے بلندی اسکی تیرہ ہزار چار سو فیٹ کی ہے اسجگہہ جہانکہ دریا بہتا ہے ایک سیدہا پہاڑ
دیوار کے شکل کا ہے ایسا کہ برف بہی اوسپر ٹھہر نہین سکتی سواے چوٹی کے کہ وہان بہی برف جم کر زمین کے
سطح کے ساتھ ہم سطح ہو جاتی ہے آب و ہوا یہان کی خشک ہے اور پہاڑ کے گھاٹیون کے بنیاد مین زمین
بہت سیراب و زرخیز ہے جسکو ندیون کے ذریعہ سے پانی ملتا ہے گانو کی آبادی عین ہموار میدان کے اندر واقع
ہے گلے پشمی بکریون کے یہان بہت ہین اور پشم بہت کثرت سے نکلتی ہے باشندے یہان کے تبتی و تاتاری

ونگولیا نسل کے سیاه رنگ کے ہوتے ہین **ٹنگنو** بسہر کی ریاست کے متعلق یہہ ایک گہاٹی جنوبی قطار
علاقہ کناوری مین ہے سطح اسکا چیڑ کے درختون سے پر ہے اور پانچ گانو اسکے اندر آباد ہین بلندی اسکی سمندر
کے سطح سے آٹھہ ہزار آٹھہ سو فیٹ ہے **دره پرنگ** یہہ ایک دره مغربی قطار ہمالہ کے پہاڑ مین جو کہ
سپتی کے مقام سے سلطنت جمون اور علاقہ رپشو تک پہیلتی ہوئی چلی جاتی ہے واقع ہے **کوه جمنوتری** یہہ تین
چوٹیان پہاڑون کے پہیلے ہوئی جمنا کے چشمہ کے مقام پر ہین جنکی کل مجموعہ کو کوه بندر پنچہ کہتے ہین ان چوٹیون
مین سے دو چوٹیان بہت بلند اور برف سے ڈہکی ہوئے ہین اور باقی کے پہاڑون کے قطار مین اہنین چوٹیون
سے نکلتے ہین سطح ان چوٹیون کا جنوب شرق کے طرف بہت کم ڈہلوان ہے اور بڑے موٹے اور مصفا
برف اون پر پڑی رہتی ہے اسقدر کہ وه ٹیلے کبہی برف پہگل کر ننگے نہین ہوتے سوائے چند ٹیلون کے
کہ نہایت کم ڈہلوین ہین کبہی کبہی برف اونکی اوپر سے ڈہل کر نیچے آپڑتی ہے ان چوٹیون پر سوائے برف کے
اور کچھہ نظر نہین آتا اور اوپر کے حصہ کی برف پہگلکر نیچے کے چوٹیون پر آتی ہے اور وہان سے پانی بنکر ندیون مین
بہہ جاتا ہے سیکڑون برسون کی برف وہان جمع ہوکر پہاڑون کے اوپر پہاڑ بن گئے ہوئے ہین البتہ اوپر کے
حصہ کی برف گرمیون مین کچھہ ڈہل کر پانی بنجاتی ہے انگریزی مورخون کے بیان کے موجب کوه بندر پنچہ کے
چار چوٹیان مین اور اونکی اندر ایک بڑی جہیل پانی کی ہے جو برف کے پانی کے اجتماع سے ہمیشہ پر آب رہتی ہے
ہندوون کا اعتقاد ہے کہ جب ہنومان نے اپنے دم کو آگ لگا کر لنکا کو جلایا تہا تو وه آگ دسنے پہر یہان اسی
جہیل مین آکر بجہائی تہی بہت بلند دہمین تین چوٹیان ہین پہلی چوٹی اکیس ہزار دوسری بیس ہزار نو سو
سولہ تیسری بیس ہزار اکیسو بائیس ہزار فیٹ بلند ہے گرم چشمے پانی کے یہان بہت نکلتے ہین اور وه گرم پانی
چشمون سے نکلکر اور برف کے اندر سے ہوکر دریائے جمنا کا آغاز ہوتا ہے اور گرم پانی کے سبب سے برف
ڈہل ڈہل کر پانی برف کا اوسکے ساتہہ ملتا جاتا ہے چشمہ ابلتے ہوئے پانی کے یہان بیشمار ہین اور اونکی
پانی سے کسیطرح کی بو گندہک وغیرہ کی نہین آتی اور گرم چشمون کے نکلنے کا مقام سمندر کے سطح سے دس ہزار آٹھہ سو
اننچاس فیٹ بلند ہے **کوه لاہول** شمال شرقی ہمالہ مین یہہ ایک انگریزی علاقہ ہے جسکے شمال شرق کو علاقہ متعلقہ
لداخ شرق مین سپتی جنوب غرب کو علاقہ کلو مغرب مین چنبہ و کشتواڑ ہے یہہ ملک اٹہتر میل لمبا اور چونتیس میل چوڑا
اور کل سطح اسکا ایکہزار آٹھہ سو بہتر میل مربع ہے یہہ ضلع پہاڑون سے محیط ہے دره رتن گا جو اسکی جنوب پر
ہے بلندی اسکی تیرہ ہزار تین سو فیٹ اور برالچہ دره جو شمال کو و شمال غرب کو ہے وه سولہ ہزار پانسو
فیٹ اونچا ہے اور بعض چوٹیان جو اسکے پاس ہین بیس ہزار فیٹ تک اوس سے بلند اور برف سے ہمیشہ ڈہکے رہتی ہین
لاہول مین بیشمار دریا چلتے ہین جنکا شمول چنا دریا کے ساتہہ ہوجاتا ہے اومین سے دو دریا بہت بڑے چندرا اور بہاگا

ہین جنکے شمول سے دریاے چناب بنتا ہے بلندی اس پہاڑ کی اور پہاڑون سے بہت بڑی ہے کیونکہ کشتواڑ
جو سو میل اس پہاڑ سے نیچے ہے اور چناب یہان بہت تیز رو ہو کر چلتا ہے پانچہزار فیٹ سے زیادہ سمندر کے سطح
سے اونچا ہے اس پہاڑ مین کوئی بڑی آبادی نہین ہے صرف دو گانو تہوڑے گہرون کی آبادی کے لایق
ہمین ہے ایک کا نام گوشہ اور دوسرے کا نام پانڈی ہے جو مقام شمول چندرا اور بہاگا کے ہین مگر باوجود
بلند ہونے اس پہاڑ کے فصل غلہ کی بہت اچہی یہان ہوتی ہے **دریاے جولال** یہہ ایک
پہاڑی ندی جنوب مغربی حد کوہ سرمور سے نکلکر بہت صفائی اور تیز روی کے ساتہہ چلتی ہے پہر یہہ پہاڑون
اور گہاٹیون کے اندر جنوب مشرق کے سمت کو بیس میل کا راستہ طے کر کر دریاے گری مین دہنی کنارے
کے طرف سے شامل ہو جاتی ہے **کہندالو جہیل** علاقہ کوہ منڈی مین یہہ ایک جہیل سمندر کے سطح سے
دو ہزار آٹہہ سو فیٹ اونچے اون پہاڑون مین جو جنوب مغرب کے سمت کو بائین کنارے دریاے ستلج سے پہلو
ہین واقع ہے یہہ جہیل ڈیڑہ میل لمبی کم آبی کے موسم مین اور ڈہائی میل برسات کے موسم مین ہوتی ہے باشندے
پہاڑ کے اس جہیل کو بہت عمیق اور گہری کہتے ہین اور فی الحقیقت اس سے زیادہ عمیق کوئی جہیل پہاڑ مین ہو گی
کیونکہ ایکسو اٹہتیس فٹ کی رسی سے زیادہ اسکے تہہ کو پہونچی ہے صاحبان انگریز کہتے ہین کہ یہہ جہیل
السواٹر کی جہیل سے جو انگلستان مین ہے مشابہت رکہتی ہے مگر اوسقدر بڑی و شفاف نہین ہے صرف اسکو
چکر اور دورین اوسکے ساتہہ اسکی مشابہت ہے چارون طرف اسکی پہاڑ ہین اور کناری اسکی بہت سرسبز
درختون اور نباتات سے پر ہین مچہلیان اسمین افراط سے ہین مرغابیان وغیرہ کا کچہہ شمار نہین اور اسی نام کا
ایک گانو اس سے ایک میل کے فاصلہ پر آباد ہے گانو کے پاس ایک اونچا پہاڑ ہے اوسپر کوٹہی صاحب ایجنٹ کی
رہنے کی بنی ہوئی ہے اور قلعہ مالون جو اسی علاقہ مین ہے کوٹہی اوس سے بہت بلند ہے اوس کوٹہی پر کہڑے
ہو کر اگر جنوب کے سمت کو دیکہین تو دور تک ہندوستان کے میدان اور دریاے ستلج اوسمین لہراتا ہوا نظر
آتا ہے **دریاے پابر** یہہ ایک دریا بسہر کے ریاست کی علاقہ مین بہتا ہے چشمہ اسکا متصل کوہ
بربند اکی ایک جہیل ہے جسکو چرائی تو لیتے ہین ایک میل کے قریب اوسکا دورہ ہے اوسکے اوپر کے پہاڑون پر
اسقدر کثرت سے برف برستی ہے کہ اسی اسی اور سو سو فٹ تک اونچے انبار لگ جاتے ہین اور بہار کے
موسم مین وہ ڈہیر برف کے پہوٹ کر لاکہون منون کا ایک ایک ٹکڑا پہاڑون سے گر کر پانی مین جہیل کے آ پڑتا ہے
اور پانی ہو جاتا ہے اور بہت سی برف پانی بن کر اوسمین جب آتی ہے تو اوسمین طغیانی ہوتی ہے اوس جہیل سے
یہہ پابر دریا نکلکر جنوب کے سمت کو سیدہی پہاڑون مین ہوتا ہوا جب گیارہ میل کا راستہ طے کر لیتا ہے تو وہان
دریاے سیون اسکے ساتہہ آکر شامل ہو جاتا ہے اوس مقام تک یہہ دریا بلندی سے پستی کو پانسو فیٹ فی میل گزر

فی میل آچکا ہوتا ہے اس سبب سے تیزروی اسمین زیادہ ہے پھر وہان سے گیارہ میل اوسی طور پر چلکر بمقام جزنگا نو
پہونچ جاتا ہے تو دریاے اندر بیتی شمال مغرب کی سمت سے بہتا ہوا اسمین آپڑتا ہے باقی پچھلا حصہ اسکا اوسط
نشیب مین پچ وسوچون فیٹ فی میل ہے اور جس جس پہاڑ کے اندر یہہ راستہ لئے ہوئے آتا ہے وہ پہاڑ بہت
خوبصورت وسرسبز وخوشنما ہے آب وہوا وہان کی بہی سرد وخوش ہے یہان سے پھر دریا جنوب ومغرب کے
طرف چلکر دس میل کی مسافت طی کرکر وروتک جاتا ہے وہان سے پھر جنوب کے سمت کو پچیس میل چلکر
دریاے ٹونس مین کل راستہ اٹھاون میل کا اپنے چشمہ سے طے کرکر شامل ہوجاتا ہے یہہ دریا بڑا تیزرو
اور صفا وشفاف ہے **پلور** کوہ سرمور مین یہہ ایک ندی جنوبی گہاٹی چور کے پہاڑ سے نکلتی ہے پھر وہان سے
جنوب مغرب کے سمت کو چلکر بعد طے کرنے راستے تیس میل کے دریاے گری کے شامل ہوجاتی ہے **سرسا**
یہہ ایک چہوٹا سا دریا جنوبی گہاٹیون کوہ سیاٹو سے نکلتا ہے وہان سے شمال مغرب کے سمت کو راستہ لیکر
کوہ پنجور دون مین آتا ہے اور بہت سی ندیان اور چشمون کے پانی ساتہہ کوہ منڈ ورسے ملاتا ہوا متصل کوہ
کنوکے بعد طی کرنے کل راستے تیس میل کے ستلج کے شامل ہوجاتا ہے **سپو** یہہ ایک دریا سکہر کے علاقے
جنوبی گہاٹیون سوگی درہ سے پندرہ ہزار فیٹ کے بلند مقام کے اندر سے نکلتا ہے پانی اسکا نہایت شفاف
وسرد ہوتا ہے چشمہ سے نکلنے کے مقام پر نام اسکا ویشو مشہور ہے اوپر کے حصے کے راستہ مین یہہ بڑی سختی
وتیزی سے بہتا ہے اور برفون کے انبارون اور پہاڑی گہاٹیون کے اندر سے چلکر کہاتا ہوا آتا ہے اس دریا
کے تہہ مین سنگ جراح بہت ہے بلکہ اسکے پانی کے زور سے اسقدر سنگ جراح بہکر آتا ہے کہ بعض مقامات پر
شگاف دریا کے بند ہوجاتے ہین اسکے چشمہ سے بعد طے ہوجانے ڈہلوین راستہ پانچ میل کے ایک اور دریا
شمال مشرق کے سمت سے آکر شامل ہوجاتا ہے پہر شمول کے مقام سے گیارہ میل چلکر یہہ دریا بیر دریا مین جاگرتا ہے
یہہ مقام شمول کا آٹہہ ہزار تین سو فیٹ کے بلندی پر ہے **سپیتی** شمال مشرقی کوہ ہمالہ مین یہہ ایک
پہاڑی علاقہ بہتر میل لمبا شمال سے جنوب کو اور سینتالیس میل چوڑا ہے اس گہاٹی کے اندر دریاے سپتی
بہتا ہے کم سے کم بلندی اس گہاٹی کی جس مقام پر آبادی ہے بارہ ہزار نوسو چہیاسی فیٹ ہے سال سنہ ۱۸۴۶ع
مین یہہ ضلع سرکار نے تین سال کے واسطے بسہر کے راجہ کو دیدیا تہا بعد اختتام اس میعاد کے پہر سرکاری بندوبست
ہوگیا اب بہی سرکاری انتظام ہے **دریاے تدنگ** ریاست بسہر کوہ کناور جنوب مشرقی حد
گڈہ وال کے طرف سے یہہ دریا نکلتا ہے وہان سے شمال مغرب کو راستہ لیکر اور شمال مغربی بنیاد ڈبری پہاڑ
ردنگ کے پاس پہونچ کر دریاے ستلج مین شامل ہوجاتا ہے جس گہاٹی کے اندر وہ بہتا ہے وہ برہنہ وبلند
دغار دار پہاڑ ہے راستہ اسکا بہت خوفناک اور ویرانہ ہے جسقدر سڑکین اسکے اوپر سے گذرتی ہین وہ نہا

پہاڑون سے اُترنے کیواسطے زینے بنے ہوئے ہین جو بعض پتھر کے سیڑہی اور بعض لکڑی کی ہے اسکی گذرگاہ سے گذرنا نہایت خوفناک گذر ہے اوسپر جسجگہہ لکڑی چٹیر کا زینہ بنا ہے دونو طرف دریا کے بڑا ڈھلان ہے اور کوئی مقام ایسا نہین ہے کہ جہان آدمی ٹھہر سکے یہہ پانسات میل تک چشمہ سے یہہ ندی اوج سے نشیب کیطرف بحساب اوسط تین سو فیٹ فی میل جاتی ہے اور بعض مقامات پر اس سے بھی مضاعف اس باعث سے یہہ ندی بہت تیز اور کف انگیز ہے اور چلتے وقت اسکی شور بہت ہوتا ہے **اوپنگ** بسہر کی ریاست علاقہ کناور مین یہہ ندی مغربی گہاٹی ایک بلند پہاڑ سے جو شمال سے جنوب کو پہیلتی ہے نکلتی ہے وہان سے پانچ میل کا راستہ شمال کے طرف کو طے کرکر دریاے ستلج کے بائین کنارے کیطرف سے اسمین شامل ہوجاتی ہے یہہ ندی بہت عمیق پہاڑون کے مجموعی اور ناہموار رستون اور جنگلون کے اندر سے بہتی ہوئی آتی ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے دس ہزار نوسو نو اسی فیٹ ہے **پولا** بسہر کی ریاست علاقہ کناور مین یہہ ایک بڑی ندی مشرقی ڈہلوان کوہ وانک شو سے جو لداخ کے ناک کے حد سے نکلتی ہے وہان سے یہہ پندرہ میل جنوب کے سمت کو راستہ طے کرکر دریاے ستلج مین شامل ہوجاتی ہے **پوانگ** ریاست بسہر ضلع کناور مین یہہ ایک ندی کوہ کناور سے نکلکر بعد طے کرنے مسافت آٹھہ میل بسمت جنوب مشرق دریاے مین اوسکے دہنے کنارے کیطرف سے شامل ہوجاتی ہے **اشن** یہہ چہوٹا سا دریا کوہ شملہ کے شرقی سمت جنوبی بنیاد کوہ چہاسو سے نکلتا ہے پہلی مخرج کے مقام سے جنوب مغرب کو اور پہر جنوب مشرق کیطرف پچیس میل کا راستہ طے کرکر دریاے گری مین جا گرتا ہے **وانگر** بسہر کی ریاست علاقہ کناور مین یہہ چہوٹا نالہ پانی کا وانک جو کی مشرقی سے دور استون کے ذریعہ سے آتا ہے اور پہر اسمین شامل ہوکر وانگر نام پاتا ہے وہانسے پہر ستلج دریا کے پاس پہونچکر اوس سے ملجاتا ہے **پیور** بسہر کی ریاست ضلع کناور یہہ ایک دریا جنوب مشرقی گہاٹی درہ لیسی سے نکلتا ہے وہانسے جنوب مشرق کے سمت کو بیس میل موضع جالن تک چلکر دریاے تیلگ کے ساتھہ شامل ہوجاتا شموا کے مقام سے نام اسکا تبدیل کر تیتی رکہا جاتا ہے جو ایک بڑا سخت و تیز رو مددگار دریاے ستلج کا ہے پہر کل راستہ پچیس میل کا طے کرکر دریاے ستلج کے شامل ہوجاتا ہے **شالوی** جبل کی ریاست مین یہہ ایک چہوٹا سا دریا بہتا ہے جسکا چشمہ دس گہاٹی سے جو کوہ حیرے وارتو تک پہیلتی ہے نکلتا ہے وہانسے یہہ جنوب مشرق کیطرف راستہ مین گہاٹیون اور ویرانہ جنگلون مین سے گذرتا ہوا اور بیشمار چہوٹی ندیان اور چشمون کے پانی اپنے ساتہہ ملاتا ہوا اور چلتا اور شور کرتا بعد طے کرنے راستہ پچیس میل کے دریاے ٹونس مین جا گرتا ہے اور برس کے حصہ مین ملکہ اسکی راہ کے اندر جہان کہ اسکا نام کوٹی نالہ ہے پانی اسکا بہت صاف اور پر آب چلتا ہے **لیتی** بسہر کے ریاست کے متعلق کوہ ہمبندلہ سے یہہ ایک بڑا بہاؤ پانی کا گرمی کے موسم مین بسبب پگہلنے برف کے جاری ہوتا ہے

پہر موضع ننیتی کے پاس کہ اسی نام سے ایک گانو آباد ہے پہونچکر پانی اسکا بلندی سے بستی کو بڑے زور و شور کے ساتہہ گرتا ہے پہر تہوڑی سی دور اور چلکر برف کے نیچے اگر دب جاتا ہے موضع ننیتی کے پاس ایک مسافرخانہ بہی مسافرون کے آرام کے واسطے بنا ہوا ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے گیارہ ہزار چہہ سو بانوین ہے **کاشنگ یا گورشنگ** بسہر کی ریاست علاقہ کناور مین یہہ ایک ندی تیز رو ندی بہتی ہے اِسکے اوپر سے وہ سڑک جو چینی سے سنگم کو جاتی ہے گذرتی ہے یہہ ندی اپنے کنارون تک پرآب ہو کر چلتی ہے اور سخت تیزی و شور کرتی ہوئی بہتی ہے اِسکے پانی کی کف بہت ہے گذرگاہ کے مقام دریا کے سطح پر لکڑی کا پل بنا ہوا ہے پل کے مقام سے جنوب مغرب کے سمت کو چلکر یہہ ندی دریای ستلج مین شامل ہو جاتی ہے **دریاے تتانج** بسہر کے ریاست ضلع کناور مین یہہ ایک دریا کسو وہ کے پہاڑ سر حد پہاڑ چینی تاتار سے نکلتا ہے اور وہان سے تین دن کی مسافت جنوب کے سمت کو طے کر کر کوہ سنگ کے نیچے جہان کہ ایک گانو بہی اوسی نام کی آبادی کا آباد ہے پہونچتا ہے وہانسے دونو طرف کے ندیان اور چشمون کے پانی اور برف کے بہاؤ ساتہہ اپنے ملاتا اور بڑی پرآبی اور زور و شور سے چلتا ہوا دریا ستلج کے بائین کنارے سے اوسمین شامل ہوجاتا ہے **ریاست بلسن** یہہ ایک چہوٹی سی ریاست دریاے ستلج اور ٹونس کے درمیان کے علاقہ مین ماتحت سپرنٹنڈنٹی شملہ ایجنٹ ریاستہای اندرونی ستلج کے واقع ہے اِسکے شمال کو ریاست کمارسین و کوٹہکائی و گوند شرق کو علاقہ جنوب مغرب کو سرمور مغرب مین کیونتہل ہے طول اِسکا جنوب شرق سے شمال غرب کو بارہ میل اور آٹہہ میل عرض کل سطح چونسٹہہ میل مربع ہے کل آبادی اِسکی پانچہزار آدمی کی اور آمدنی سالانہ چہہ ہزار روپیہ ہے جسمین ایکہزار اسی روپیہ سرکار کو دیا جاتا ہے اِس ریاست کی رانا کے پاس پانسو آدمی مسلح رہتی ہین اور کچہہ حصہ علاقہ بہروٹی کا جو پہلے اِس ریاست کے متعلق تہا مگر جب سرکار انگریزی نے گورکہون کو اِس پہاڑ سے نکالا وہ علاقہ فوج جنگی کے چہاونی کیواسطے اپنے پاس رکہہ لیا اور بڑا حصہ بہروٹی کا راجہ ہنڈور اور اوسکی وارثون کو ہمیشہ کیواسطے بموجب سندسیوین نومبر ۱۸۱۵ع کی بعوض قاعدہ فوج کے عطا ہوا **نانگنی** بلسن کی ریاست کی متعلق یہہ ایک قلعہ چہوٹا سا پختہ عمارت اور مربع شکل کا بنا ہوا ہے طول اسکا پچاس فیٹ اور عرض ہی قدر ہے قلعہ کے اندر گورکہہ فوج ملازم انگریزی رہتی ہے بلندی اِسکی سمندر کی سطح سے آٹہہ ہزار آٹہہ سو فیٹ ہے **سرگل** یہہ ایک بلند چوٹی پہاڑ کی بلسن کے ریاست کے متعلق اس مقام پر کہ جہان کوہ چور کے قطار کوہ وارتو سے ملتی ہے واقع ہے کوہ وارتو کی بلندی اسمقام پر دس ہزار چہہ سو ہشتر فیٹ ہے اور اِس چوٹی کی بلندی اوس سے زیادہ ہے **شالی** ہوگی کے علاقہ مین یہہ ایک بلند چوٹی پہاڑ کی ستلج کے بائین کنارے سے بفاصلہ چار میل واقع ہے اِسکی اوپر ایک

لگتی کا مندر کالی دیوی کا بنا ہوا ہے جہان سرکار انگریزی کی عملداری سے پہلے آدمی قربانی کیئے جاتے تہے مگر
اب یہہ رسم بالکل موقوف ہے بلندی اسکی سمندر کی سطح سے نو ہزار چہہ سو تیئیس فیٹ ہے **ریاست دہامی**
یہہ ایک چہوٹی سی پہاڑی ریاست ہے اسکے شمال کیطرف علاقہ ہبگی شرق اور جنوب کو علاقہ متعلقہ پٹیالہ اور غرب
مین پہاگل ہے طول اسکا چہہ میل اور اسی قدر عرض کل سطح پچیس میل ہے اور علاقہ اسکا ایک بلند پہاڑ کے مجموعہ
کے درمیان واقع ہے اور بعض چوٹیان علاقہ کے اندر بہی موجود ہین اسکے شمال کیطرف سے جو پانی آتا ہے
وہ ستلج مین گرتا ہے اور جنوب مغرب کا پانی دریاے گنبر مین داخل ہوتا ہے عام بلندی اس علاقہ کی چار ہزار
فیٹ سے زیادہ ہے مگر مقام سومی جو ستلج کے بائین کنارے ہے وہ بہ نسبت اور علاقہ کے پست اور دو ہزار دو سو
تراسی فیٹ سمندر کے سطح سے اونچا ہے یہہ ریاست بارہ ٹہکرائی مین سے ایک ریاست ہے جو درمیان دریاے
ستلج اور دریاے ٹونس کے واقع ہین گورکہون کے حملے سے پہلے یہہ ریاستین خود مختار تہین مگر گورکہون نے یہان کے
رئیس کو بیدخل کر دیا مگر سرکار انگریزی نے گورکہون پر غلبہ پاکر پہر یہان کے رانا کو اوسکی ریاست پر بحال
کیا اس علاقہ مین سات آبادیان اور تین ہزار مردم شماری اور تین ہزار پانسو روپیہ آمدنی سالانہ ہے
جسمین سات سو بیس روپیہ سرکار کے خزانہ مین داخل ہوتا ہے **بہجی یا بہجی** یہہ ایک چہوٹی سی ریاست
کوہ ہمالہ کے ریاستون مین سے ہے اسکے شمال کو علاقہ سنگری اور سکیت کے علاقہ کے درمیان دریاے ستلج
بہتا ہے شرق مین ریاست کونتہل جنوب کو علاقہ کوٹہی دہامی اور علاقہ پٹیالہ کا غرب کیطرف پہاگل ہے علاقہ اسکا
طول مین شرق سے غرب کو بیس میل اور عرض مین جنوب سے شمال کو سات میل کل سطح ستر میل مربع ہے یہہ ایک
لمبا ٹکڑا زمین کا ستلج کے بائین کنارے پر پہیلا ہے یہہ ریاست بہی بارہ ٹہکرائی کے ریاستون مین سے ہے جو گورکہون
کے حملے سے پہلے دریاے ٹونس اور ستلج کے درمیان خود مختار تہین اب یہہ علاقہ یہان کے رانا کو سرکار انگریزی
نے عطا کیا ہوا ہے اسمین دس پرگنہ اور پچیس ہزار آدمی کی آبادی اور تیس ہزار روپیہ سالانہ آمدنی ہے جسمین سے
ایکہزار چارسو چالیس روپیہ سرکار مین نذرانہ ملتا ہے اور یہان کے رانا کے پاس ایکہزار آدمی مسلح رہتا ہے —
ریاست دہورکاٹی یہہ نہایت چہوٹی ریاست ٹونس اور ستلج کے درمیان کے ریاستون مین سے ہے
جسکے شرق کو علاقہ بسہر اور تین طرفون پر انگریزی ضلع کوٹہکائی کا ہے کل سطح اسکا ساڑھے پانچ میل ہے
اور بہت بڑے بڑے پہاڑ کے چوٹیان اسمین واقع ہین اوسمین چوٹی کوہ ٹونگرو کے دس ہزار ایکسو دو فیٹ
بلند ہے جہانسے بہت ندیان نکلکر اور غرب کے طرف بہہ کر دریاے گری مین گرتے ہین اور شمال کیطرف
کے دریاے پابر کے شامل ہوتی ہین اس ریاست مین ایک ہی پرگنہ ہے اور آبادی دو سو آدمی کی اور آمدنی
چارسو روپیہ سالانہ ہے **دریاے ٹونس** اسہ دریا کو [illegible] کہتے ہین کوہ جمنوتری کے شمالی

طرف اور دریاے جمنا کے چشمہ سے فاصلہ چند میل جنوب کی سمت کو یہہ دریا نکلتا ہے چشمہ اس دریا کا پہلے بسبب سنگلاخ ہونے راستہ اوس پہاڑ کے کسی نے نہین دیکھا تھا مگر اکتوبر ۱۸۱۹ء مین ایک انگریز ہربرٹ صاحب نامی نے وہان پہنچکر اوسکا معاینہ کیا کہ وہ چشمہ اکتیس فیٹ چوڑا اور گھٹنو تک گہرا اور برف کے انبار کے اندر بارہ ہزار سات سو چوراسی فیٹ سمندر کے سطح سے اونچا ہے وہانسے نکلکر یہہ دریا غرب کیطرف کو بہتا ہے جب وسی طرف کو تین میل کے قریب آتا ہے تو دریا کے رو مین اسکے دہنے طرف سے بلندی پانچ ہزار تین سو فیٹ کے آکر شامل ہوتا ہے ڈہلوان دریاے ٹونس کا چشمہ سے لیکر ریمین کے شمول تک بحساب وسط ڈہائی سو فی میل شمار ہوتا ہے چونکہ اسقدر رستہ مین چلنا اسکا بلندی سے پستی کو بہت ہے واسطے اسکی رفتار مین تیزی بیشتر ہے چشمہ سے لیکر اسمقام تک نام اسکا اسیمین پکارا جاتا ہے شمول کے مقام سے نام اسکا ٹونس مقرر ہوجاتا ہے اگرچہ دریاے اسمین بہی بڑا تیز رو و پرآب دریا ہے مگر وہین بہی وہان پچاس فیٹ گہرا اور پچاس فیٹ چوڑا نہایت تیز رو چلتا ہے اور چلنے کیوقت بڑا غل و شور کرتا ہے اور پہر یہہ دونو ملے ہوے دریا مین ایکسو فیٹ چوڑے جنوب مغرب کے طرف کو جب وہ بیس میل کا راستہ طے کرتے ہین تو دریاے پابر دہنی طرف سے اسکے آکر ٹونس مین شامل ہوجاتا ہے پابر بہی شمول کے مقام پر آبی و تیز روی و گہرائی مین دریاے ٹونس سے کچھہ کم نہین ہے وہان سے یہہ دریا گڈہ وال سے آگے بڑہکر جنوب کی سمت کو رستہ لیتا ہے اور انگریزی چھاونی جونسر و بہاوری ریاستین جبل سرمور مین گذرتا ہوا دریاے پابر کے شمول سے تیرہ میل کا راستہ طے کرکر دریاے شالو کے پاس پہنچتا ہے اسمقام پر دریاے شالوی اسمین آکر شامل ہوجاتا ہے شالوی دریا بہی ایک بڑا دریا ہے جو دہنے کنارے کیطرف سے آکر اسمین گرتا ہے شالوی کے شمول کے مقام سے پہر یہہ دریا چالیس میل کا راستہ پہاڑو اور چوٹیون اور گہاٹیون کے اندر سے بڑے زور شور سے طے کرتا ہوا بلندی سولہ ہزار چھیاسی فیٹ کے دریاے جمنا سے شامل ہوجاتا ہے ٹونس کا کل راستہ قریب سو میل کے ہے اور فراز سے نشیب کو آنا اسکا بحساب وسط فی میل ایکسو دس فیٹ شمار مین آتا ہے اور دو ہزار آٹہہ سو ستاسٹہہ فیٹ مکعب فی ثانیہ اسکی رفتار ہے **دریاے گری** یہہ دریا پہاڑی علاقے کوٹہکائی سے بہ بلندی چار ہزار چار سو فیٹ کے نکلتا ہے منبع اسکا ایک پہاڑ بنام الفضداری کی شکل کا ہے جو داوو کے چوٹی سے ملکر جرکے چوٹی سے شامل ہوتا ہے وہان سے یہہ مشرق کے طرف کو اور پہر سمت جنوب مغرب بتیس میل کے راستہ کو طے کرکر بہت سی ندیان اور چشمون کے پانی اپنے ساتہہ ملاتا ہوا دریاے آشن مین شامل ہوجاتا ہے پہر یہہ دونو دریا ملی ہوئی پچاس میل کا راستہ جنوب مشرق کے سمت کو طے کرکر دریاے جمن مین داخل ہوجاتے ہین شمول کے مقام پر یہہ دریا ایکسو مکعب فیٹ فی ثانیہ طے کرتا ہوا پایا جاتا ہے

دوسرا حصہ دریاے ستلج کے مغربی کنارے سے لیکر دریاے سندہ تک قدیمی پنجاب کے ملک کے حال مین اسمین آٹھہ تقسیمین ہین

پہلی تقسیم

پنجاب کے حدود واب وہوا وتعداد رقبہ وغیرہ ضروری احوال مین

یہہ ایک فراخ احاطہ شمال مغرب کی طرف ہندوستان کے ہے اور نام اسکا پنجاب فارسی دو لفظون سے مرکب
یعنی پانچ دریا ستلج بیاس راوی چناب وجہلم کے ہے مگر منور خان انگریز فرماتے ہین کہ اسملک مین
دریاے سندہ ملاکر چہہ دریا جاری ہین اور دریاے بیاس کا اوسکا راستہ اسملک مین بہت کم ہے چہوڑ دیا
جاکر باقی پانچ دریاؤن ستلج راوی چناب جہلم سندہ کے جاری ہونے کے سبب سے نام اسملک کا پنجاب
رکہا گیا ہے مگر یہہ تقریر اونکی دلپذیر نہین ہے کیونکہ دریاے بیاس جو ہری کے مقام پر دریاے ستلج سے ملگیا ہے
اس شمول کو صرف اسی برس گذرے ہین پہلے یہہ دریا بہی اور دریاؤن کیطرح تمام پنجاب مین بہتا تہا اور
پرانا راستہ اسکا اب بہی دور تک نظر آتا ہے اور پنجاب اسملک کا نام شاہنشاہ اکبر کے وقت سے قرار پایا ہے اصل مین
پنجاب کے پانچون دریا ستلج بیاس راوی چناب جہلم ہین اور دریاے سندہ اسمین شمار نہین ہوا قدیمی
حدود اسکے یہہ تہے مشرق وجنوب مشرق کو دریاے ستلج وسرہند غرب شمال غرب کو دریاے سندہ شمال کو
کوہ کشمیر وکوہ جمون شمال مشرق کو کوہ کانگڑہ جنوب کو دریاے ستلج یا گہارا جنوب غرب کو ملتان اور سقدر
ملک کے اندر شاہان چغتائی کے وقت بنام بنیاد صوبہ لاہور علیحدہ حاکم مقرر تہا مگر اب یہہ خطہ سکہون کی عملداری
سے وسیع ہوگیا اور جس جس مقام یعنی پشاور و ڈیرہ اسمعیل خان و غازیخان و ملتان تک عملداری رنجیت سنگہ
کی پہنچی پنجاب کا ملک مقرر ہوگیا اور حدود پنجاب کے اگلی تبدیل ہوکر مشرق مین سرہند شمال مین کوہستان کشمیر
جنوب مین راجپوتان وسرحد ملک سندہ جنوب غرب مین علاقہ بہاولپور غرب مین کوہ سلیمان شمال غرب مین کوہ خیبر
وغیرہ سنے حدود مقرر ہوگئے بلکہ کوہستانی ملک کشمیر وتبت ولداخ وجمون وکانگڑہ ومنڈی وسکیت وکلو کے علاقہ
بہی پنجاب کے تابع اور اوسکی متعلق کہلائے اور میدانی اور کوہستانی علاقہ مین صرف اتنا ہی فرق رہگیا کہ وہ پنجاب کا
میدانی اور وہ کوہی علاقہ کہلاتا تہا اب انگریزی کی عملداری مین سندہ کے بعد اور بہی حدود پنجاب کے بڑہ گئی اور
قسمت دہلی وحصار وانبالہ کا علاقہ ہے جیسا کہ پہلے حصہ مین ذکر کیا ہے اسکی متعلق ہوکر محکمہ گورنمنٹی پنجاب کا علیحدہ
قرار پایا وضع شکل وصورت شمال کی پنجاب کے سرزمین کے نصف دایرہ کیطرح جیسے معلوم ہوتی ہے جسکا ایک گوشہ [illegible]

جہان دریای پنجند دریاے سندھ کے ساتھ شامل ہوتا ہے اور دوسرا گوشہ اسکے مقابل شمالی کوہ ہمالہ
کی بنیاد کے پاس ہے طول اسکا شرق سے غرب کو پانسو پچاس میل اور عرض چارسو بیس میل اور کل سطح تہتر ہزار پانسو بتیس
میل اور قدیمی پنجاب کا طول ستلج سے سندھ تک طولاً ایکسو اسی کوس اور عرضاً ہمیرپور سے جو کہنڈی تک چہ اسی کوس مقرر
ہین اور کل ملک میدانی پنجاب کا باہم دوابون مین منقسم ہے جنکا ذکر علیحدہ تحریر ہوگا بلکہ بعض مورخ یہہ بہی کہتے ہین
کہ بسبب واقع ہونے پانچ دوآبون کے اول نام اسکا پنج دواب کہا گیا تہا مگر کثرت استعمال سے دو کا لفظ محذوف ہوکر
پنجاب رہگیا ڈہلوان سطح اسملک کا شمال شرق سے جنوب غرب کو دریاؤن کے رفتار سے ثابت ہوتا ہی کہ کل
دریا اسکے اوسی طرف کو بہتے ہین پنجاب کا میدان بہی ہندوستان کے غربی حصہ سے پست ہی کیونکہ سطح ستلج کا
جمنا سے اور بیاسا کا ستلج سے اور راوی کا بیاسا سے اور چناب کا راوی سے اور جہلم کا چناب سے اور سندھ کا جہلم
سے درجہ بدرجہ پست ہی چہ دریا متذکرہ بالا کے سوا اور بہی بہت ندیان و نالے جو شیمی پہاڑ سے نکلکر میدان
کو آتے ہین اور ملک کو سیراب کرتے ہوے دریاؤن مین شامل ہوجاتے ہین جنکا ذکر اونکے موقعون پر آئیگا کانین
بہی اسملک کے متعلق پہاڑ مین بہت ہین منڈی کے علاقہ مین لوہے کی کان اور نمک کا پہاڑ ہے ایسا ہی کوہ سلیمان
کے نیچے کالا باغ کے مقام پر تمام پہاڑ نمک کا ہے بہت مقامات سے وہان نمک نکالا جاتا ہے گندہک کی کان بہی
وہان موجود ہے سونا بہی اکثر اوقات دریای چناب نالہ نہر دسوان خصوصاً دریاے سندھ کے ریگ مین سے نکلتا ہے
سُرمے کی کان بہی پیر پنجال کے پہاڑ مین موجود ہے گندہک بہی بافراط نمک کے پہاڑ سے نکلتی ہے شورہ بہی وہان
افراط سے بنتا ہے بلکہ شورہ تو پنجاب کے میدان کی شور زمینون سے بنایا جاتا ہے چند مقامات مین سرکار انگریزی
نے اب کویلے کی کانین بہی کوہ ہمالہ کے اندر دریافت کرلی ہین جو ریل وغیرہ سرکاری کلو مین چلا یا جا یا کریگا
چنانچہ کانین کوئلے کے مقامات جو بیا و میانی جمل تو دریافت ہوچکین ہین اور آیندہ بہی تفصیل و تنبیہ لوگ انگریزی وغیرہ
اس کام کیواسطے مامور رہتی ہین کہ وہ پہاڑ مین سے کانین دریافت کیا کرین قدرتی نہرون اور دریاؤن و چشمون
کے سوا سرکار نے لاکہون روپیہ خرچ کرکر دوابہ باری وغیرہ مین نئی نہرین کہود دا کر ملک کو سیراب کیا ہے
پنجاب کا سطح پہاڑ سے لیکر کوٹ مٹہن تک برابر ڈہلوان ہی چنانچہ جہلم کی بلندی اگرچہ ارجہ سو فیٹ اور لاہور و امرتسر
کے دوسو فیٹ سمندر کی سطح سے ہی اور کوٹ مٹہن دوسو بیس فیٹ بلندی کمتا ہے پنجاب کے غربی جنوب غربی جنوبی ملک مین ریگ کے ٹیلی شمال سے جنوب کو پہیلی
ہوئی کوسون مین چلے گئے ہین جنسے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ دریاؤن کے پہلے راستہ ہین اور دریا پنجاب کے ہمیشہ رستہ
اپنا ایک جگہہ سے دوسری جگہہ بدلتے رہتی ہین چنانچہ دریای ستلج جو پہلے لودہیانہ کے پاس بہتا تہا اب تخمیر
سے سات میل پر شمال کے طرف بہتا ہے اور بیاسا دریا نے بالکل پہلا راستہ اپنا چہوڑ دیا ہے اور ہری کے پاس

سے لاہور کو بچانے کیواسطے [illegible] تھی اوسمین بند ہوا پایا تھا اب وہان نہین ہتی بند سے پرے تین میل کے فاصلے پر چلتی ہے
علی ہذا القیاس اور دریاؤن کے رستے بھی اسیطرح تبدیل ہوگئے ہین آب وہوا پنجاب کے ملک کی اگرچہ ہر ایک دوابہ مین
مختلف ہی مگر اکثر گرم خشک ہے سوائے اون اضلاع کے جو پہاڑ کے نیچے آباد ہین وہانکی آب وہوا خشک نہین ہے
کوہستانی ملک کی آب وہوا اکثر مقامات پر سرد تر ہے اور پہاڑ سے دور جسقدر مسافت نشیب کی میدانون کیطرف
آتے جاوین اسیقدر ہوا گرم خشک ہوتی چلی جاتی ہے شمالی ملکون مین پنجاب کے بارش بہت ہوتی ہے اور جنوبی
ملکون مین بہت کم برستا ہے وسط کے ملکون مین بارش بھی وسط درجہ کی ہوتی ہے پنجاب کی زمین نہایت
عمدہ و زرخیز اور آبدار ہے صورت اوسکی ایسی ہے جیسی کہ کسی زمین پر ایک مرتبہ دریا چل چکا ہو اکثر [illegible]
صاحب جامع التواریخ لکھتا ہے کہ قدیم زمانہ مین ایک دفعہ اسقدر دریاؤن کی طغیانی پنجاب مین ہوئی کہ سندھ
سے ستلج تک تمام عالم آب ہوگیا تھا اور کل بستیان اور شہر غرقاب ہوگئی تہی پنجاب کی زمین مین شور و ریگستان
بھی اکثر مقامات مین پایا جاتا ہے مگر ریگی زمین دریا کے کنارون اور شور زمین اونچے ٹیلون پر ہے جہان
پانی کم پہنچتا ہے پنجاب کے زراعتون کو پانی اکثر نہرون اور دریاؤن اور بارش سے ملتا ہے کنوئیں بھی
بکثرت جاری ہین جن پر چرخ چوب چڑہا کر پانی نکالتے ہین پنجاب کے میدانون کی سردی معتدل اور پہاڑ
درجہ کی ہے پہاڑ مین سردی بہت ہے اور اکثر مقامات مین برف برستی ہے مگر گرمی پنجاب کی سخت ہوتی
ہے خصوصاً ملتان کے خطہ مین تو تمام ملک سے گرمی المضاعف ہوتی ہے گرمیون مین گرم لو چلتی ہے اور اندہیری
سرخ وسیاہ رنگ کی اکثر آتی ہے اور صفا موسم گرمی مین جب ابر آسمان پر نہو تو گرد باد بھی چکر کہاتی ہوئی
زمین سے آسمان کو جاتی ہوئی بہت نظر آتے ہین گرمی کی بارش بڑی زور وشور سے ہوتی ہے اور سردیون
کی بارش قطرہ قطرہ اور آہستگی سے ہوا کرتی ہے اسملک مین جنگل و بار و ویرانہ بہت ہین جو کوسون تک چلے
جاتے ہین اگر ناواقف آدمی انمین بہول جاوے تو زندہ باہر نہ نکلے اونمین درخت جہنڈ کریر پیلون بیری
جہاڑ بیری اس کثرت کے ساتہہ ہین کہ انسان کے چلنے کو زمین نہین ملتی خصوصاً ضلع منٹگمری اور جہنگ مین تو ایسے ایسے
جنگل و ویرانہ بہت ہین اونکے سوائے عام میدانونمین پنجاب کے درختان ببول و بڑہ و ڈہیک بکاین نیم و شیشم و توت
و بیر وغیرہ بہت ہین اور باغات مین میوہ دار درخت ہر ایک قسم کی کثرت کی ساتہہ ہین مثلاً کہٹا لیمون کیلا
ترنج سنترہ انگور سیب نیچا بی وغیرہ بیشمار درخت قسم قسم کے باغات مین لگائے جاتے ہین نباتات بھی یہان قسم
قسم کے ہوتے ہین سکہون کی عملداری مین قدیمی درخت بہت کاٹ لئے گئے اور نئے درختون کے لگانے کیطرف توجہ
نہوئی مگر اب جسروز سے کہ سرکاری عملداری ہوئی ہے صاحبان اضلاع کی توجہ سے لاکہون درخت سڑکون کے کنارون پر
شیشم و بڑ و شاہتوت وغیرہ اقسام کے لگائے گئے ہین ہزارون قطعے دیہات مین بوئے گئے سنکڑون باغیچے بعض

غرضکہ تمام پنجاب عالم باغ ہوگیا شمالی کوہستان کے درختوں کی پیداوار شمار سے باہر ہے مگر درختان چیودار و
چیڑ و کیل وغیرہ اس کثرت کے ساتھ ہین کہ کروڑون روپیہ کی اونکی لکڑی کی تجارت ہوتی ہے اور میوون کی
اسقدر پیدائش ہے کہ سینکڑون کوسون تک وہانکا خشک میوہ تجار لوگ لیجاتے ہین غرضکہ ؎ اگر
فردوس بر روی زمین است * ہمین است وہمین است وہمین است * شمالی پہاڑون مین سے بعض پہاڑ
خشک بی آب ہین اور بعض سرسبز و پر آب و زرخیز اور بعض برفانی اس علاقہ کے پہاڑون اور جنگلون
مین سوائی ہاتھی کے اور ہر ایک قسم کی دود دام پائے جاتے ہین دریاؤن مین مچھلی بھی بکثرت ہوتی ہے
پیداوار بھی پنجاب کی ہر ایک قسم کا اناج و روئی و نیشکر و تماکو و پوست و شلغم و پیاز و خربوزہ و تربوز
وغیرہ ہے اور دامن کوہ کے علاقہ مین نیل بھی بکثرت ہوتا ہے کشمیر مین زعفران پشاور مین بیج تالیا
پیدا ہوتا ہے جسکے ثانی روی زمین پر کہین جاتول نہین ملتا کارخانجات بھی ہر ایک قسم کے پنجاب کے
شہرون مین جاری ہین جنمین سے بڑا کارخانہ شالبافی کا ہے پنجاب کے رہنے والے آدمی بھی سب طرح کے قومین ہندو
اور مسلمانون کے ہین ہندوؤن کے قومین کہتری اروڑے برہمن جنبوڑ حجام سکہہ وغیرہ ستلج سے لیکر چناب تک
بکثرت اور مسلمان کم ہین شاید دو حصے ہندو اور ایک حصہ سید مغل پٹھان قریشی جاٹ ارائین وغیرہ ہونگے
مگر چناب سے پرے سرحد تک ہندوؤن کی قومین کم اور مسلمان بکثرت بلکہ پشاور و ڈیرہ جات ہزارہ مین تو
ہندو کہین شاذ و نادر ہوتا ہے اگر ہوگا تو برائے نام اور مطیع الاسلام ہوگا میدان کے شہرون کے ہندو اکثر
مالدار سوداگر ساہوکار سودخور خصوصاً شہر امرتسر کے ہندو بڑے متمول ہین اور مسلمان بسبب انکی قرضدار
زیر دست کل پنجاب کی مردم شماری کا ذکر پہلے حصہ مین تحریر ہوچکا ہے اب دوبارہ لکھنا تحصیل حاصل ہے
اسواسطے قلم انداز ہوا مسلمان بادشاہون کے وقت عربی و فارسی علم کی بہت ترقی تھی جو ہندوؤن و مسلمانون
کو پڑہائی جاتی تھی ہندو اپنے پنڈتون سے شاستری و سنسکرت بھی پڑہتے تھے سکہون کے وقت ایک تازہ
نو ایجاد علم گورمکھی رائج ہوا جو ہندو کم اور سکہہ بکثرت پڑہتے تھے اب سرکار انگریزی کی عملداری مین بڑی ترقی ہے
علم انگریزی کی بدرجہ اول اور فارسی کی بدرجہ ثانی اور عربی کی بدرجہ ثالث اور شاستری و سنسکرت کی
پانچوین چھٹے درجہ پر ہے گورمکھی شاذ و نادر کوئی سکہہ پڑہتا ہوگا مردون کی تعلیم کے سوای عورتون کی تعلیم بھی
تمام پنجاب بلکہ کل ہندوستان مین پہیل گئی ہے مگر جسقدر سرکار کی توجہ اسکے باب مین ہے رعایا کی توجہ کم ہے
لوگ نہین چاہتے کہ اونکی عورات انگریزون کیطرح خوانده ہوون جدہر چاہین اپنے آپ ہی خط کتابت کرلین
سرکار کی توجہ بجانب سڑکین بنوانے کیطرف بہت ہے اور ایک سڑک شاہی ہندوستان سے پنجاب کو آئی ہے اور
امرتسر و لاہور و وزیر آباد و جہلم اٹک ہوتی ہوئی پشاور و کابل کو چلی گئی ہے اور دو سڑکین خاص لاہور سے

ملتان و فیروزپور کی طرف گئی ہین بڑی سڑکون کے دونو طرف تار بجلی لگائی گئی ہے دو طرفہ درخت نصب
ہوئے ہین سوائے بڑی سڑکون کے چھوٹی سڑکین بھی بے انتہا بنوائی گئی اور ہر ایک شہر سے دوسرے شہر تک
پہونچائی گئی ہین بڑے بڑے شہر پنجاب مین جالندہر ہوشیارپور امرتسر لاہور ملتان پشاور وزیرآباد مقصود
پنڈ دادنخان ڈیرہ غازیخان ڈیرہ اسمعیلخان لیہ جہلم جلالپور شجاع آباد وغیرہ ہین پہاڑ مین سری نگر جمو
کانگڑہ جوالادیوی نورپور سکیت منڈی مشہور ہین پہلے بڑی لڑائی سکندر اعظم کے حملے کے وقت راجہ
پورس کے ساتھ پنجاب مین ہوئی بعد ازان سلطان سبکتگین و محمود غزنوی کے سکھون کے آخر سلطنت تک ہزارون
لڑائیان و خونریزیان و غارت گریان ہوتی رہین جسکا کچھ مجمل حال حکام کی تقسیم مین تحریر ہوگا ۱۸۴۹ع مین
سرکار انگریزی کا عمل و دخل پنجاب مین ہوکر سکھون کی ریاست ضبطی مین آگئی اوس روز سے کل قضئے و جھگڑے
و لڑائیان طے ہوکر امن امان ہوگیا آٹھ سال کے بعد جب فوج ہندوستانی ملازم سرکار انگریزی کی مفسد و سرکش
ہوئی تو دوبارہ تزلزل پیدا ہوا مگر عنقریب فہم و دفع ہوگیا اوسکا شمہ احوال بھی حکام کی تقسیم مین شائقین کی
خدمت مین عرض کیا جاویگا اب اس سال تک کہ سنہ ایکہزار آٹھ سو اوبہتر عیسوی اور ایکہزار دو سو بچاسی ہجری
ہے ہر ایک طرح ملک آباد و رعایا دلشاد ہے صرف بیکاری و بیروزگاری و افلاس و تنگدستی سفید پوشون
و عزت طلبون کے واسطے باقی ہے چھوٹی قومین لوہار بڑھی معمار قلعی امیر ہین شراف فقیر ہین اہل قلم دلگیر چپ چاپ
گھر و مین خون جگر کھا رہے ہین عدالت کے وقت شاہ و گدا ایک ہے کسیکی رعایت و حمایت نہین ہوتی مگر شریر
فریب باز حیلہ ساز شوخ ہوگئے ہین چار بدمعاش ملکر ایک مدعی اور تین گواہ بنجاتے ہین اور جسکو چاہین مقدمہ
دائر کرکر لوٹ لیتے ہین اور جسکی نسبت چاہین جھوٹا الزام لگاکر ماخوذ کرا دیتے ہین حکام انگریزی باوجودیکہ
اصل حال سے واقف بھی ہوں تو بھی مثل کے روئداد کے برخلاف فیصلہ کر نہین سکتے اور قانون کی پابندی
کے سبب سے ناچار ہوجاتے ہین زمیندار خوشنود ملک سیراب نہرین جابجا جاری ہین معاملہ کی تخفیف ہے مویشی کم [illegible]
پڑتی ہے بیوپاری خصوصا غلہ فروش ہر طرح آزاد ہین چاہین گران بیچین چاہین ارزان کردین سرکاری ملازمونکو
مہینے گذرے پوری تنخواہ ملجاتی ہے وکیلون مقدمہ بازون اہل نویسون کو ہزارہا روپیہ کی آمد ہے غرضکہ بہت
لوگ بے کہٹکے اچھی طرح سے خوش گذران کرتی ہین سوای سفید پوشون اور اشرافون کے کوئی شخص تنگدست نہین
ہے اونکی سوائے ملا مکتب اور بھی بیکار بحال نزار بیٹھے ہین کیونکہ سابق وہ دینی علم پڑھاتے اور قرآن سکھلاتے
تھے اب دینی علم کوئی نہین پڑھتا اور نہ کسیکو قرآن کیطرف رغبت ہے سوائے انگریزی کے اور علوم کی قدر
نہین ہے اسواسطے وہ لوگ بھی محض بیکار رہ گئے ہین اور ہزارہا در ہزار بیکاری مین گرفتار ہو رہے ہین اگر یہ نقص بھی
ایسی عمدہ عملداری مین نہوتا تو سبحان اللہ پھر تو کیا ہی بات تھی مگر سچ ہے * ہر لالہ را داغی و ہر گل را خاری

است بی نقص ذات اوس خالق بیچون وبیچگون کی ہے توبھی حق را بباید نہفت انگریزی عملداری ایسی عملداری
ہے کہ زمانہ سلف کے بادشاہ و راجے باوجودیکہ بڑے بڑے عادل و رحیم و کریم و سخی ہوگذری ہین مگر ایسے دانا و
ذی ہوش و حلیم الطبع و بردبار نہ تھے علاوہ تر لطف یہہ ہے کہ انگریزی حکامون کو کسیکے دین و مذہب کے رسوم مین
دخل نہین ہے اور نہ چاہتے ہین کہ کسیکے اوپر زبردستی کر کر اپنے مذہب مین ملا لین ایسی بے تعصب عملداری کا
ملنا مشکل ہے ہم لوگون ہند کے رہنے والون کو چاہیے کہ اونکی ذات جامع الکمالات کو غنیمت سمجہین اونکا حکم الحاکمین کا شکر بجا لاوین

دوسری تقسیم از رودی قسمت و ضلع و رقبہ قسمت وار و محکمہ جات مدارس و پولیس اور ریل گاڑی و تار بجلی وغیرہ کے بیان مین

گورنمنٹ انگریزی کے حکم سے کل خطہ پنجاب کا سوائے علاقجات قسمت دہلی و حصار و انبالہ کے سات قسمت اور
تیئس ضلع مین منقسم ہے اور اگرچہ کل رقبہ زمین کا جو ان قسمون کے ماتحت ہے بسبب اسکے کہ اکثر اوقات کئی علاقے
ادہر اودہر بدلتے رہتے ہین بدلتا رہتا ہے اور تعداد اوسکی بخوبی قایم نہین رہتی مگر فی زمانا جسقدر کہ ان
قسمتون کے زیر حکم رقبہ ہے جغرافیہ پنجاب انگریزی سے ترجمہ کر کر اس مختصر مین قسمت وار درج ہوگا پہلی قسمت
پنجاب کی قسمتون مین سے قسمت دوابہ بست ہے اسکا علاقہ دریاے ستلج کے غربی کنارے سے بیاس کے شرقی کنارے
تک پہیلتا ہے اور صاحب کمشنر حاکم اس قسمت کی جالندہر مین رہتے ہین اور تین ضلع جالندہر و ہوشیارپور و کانگڑہ
اس سے علاقہ رکہتے ہین اور آٹھہ ہزار نوسو تیئیس میل اسکا کل رقبہ زمین ہے دوسرا قسمت امرتسر اسمین بہی
خاص امرتسر و گورداسپورہ و سیالکوٹ تین ضلع ہین اور پانچہزار انچاس میل رقبہ زمین ہے تیسری قسمت لاہور
اسکے متعلق بہی خاص لاہور و فیروزپور و گوجرانوالہ تین ضلع اور آٹھہ ہزار نوسو نواسی میل رقبہ زمین ہے
چوتھی قسمت ملتان اس سے خاص ملتان و منٹگمری و جہنگ و مظفرگڈہ چار ضلع علاقہ رکہتے ہین اور اونیس ہزار
تین سو پچاس میل اسکا علاقہ ہے پانچوین قسمت ڈیرہ جات و سرحدی اسکے ماتحت ڈیرہ اسمعیلخان و غازیخان و بنون
تین ضلع اور علاقہ اسکا گیارہ ہزار میل مربع ہے چہٹی قسمت جہلم اسکے ماتحت ضلع جہلم و راولپنڈی و شاہپور و گجرات
چار ضلع اور علاقہ اسکا اٹھارہ ہزار چہاسٹہ میل مربع ہے ساتوین قسمت پشاور اسمین خاص پشاور و ہزارہ و
کوہاٹ تین ضلع اور علاقہ اسکا سات ہزار پانسو اٹھاون میل مربع ہے اور کل میل ان ساتون قسمتون کے اکہتر
ہزار نوسو سینتالیس ہوے اور اس ایک ایک قسمت مین صاحب کمشنر اور ایک ایک ضلع مین صاحب ڈپٹی کمشنر حاکم
ولایت زا فوجداری و دیوانی و کلکٹری ہیں با اختیار قانونی مامور ہین اور ڈپٹی کمشنرون کے ماتحت صاحبان
درجہ اول اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر درجہ دوم و اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر درجہ اول و دوم و سوم انگریز یا ہندوستانی یا پنجابی وغیرہ مقرر

اور جسقدر حسب ضلع مین پرگنہ مقرر ہین وہان ایک ایک تحصیلدار ہندوستانی یا پنجابی معاملہ کی تحصیل کیواسطے
مامور ہے اور کل پنجاب کا دارالحکومت و دارالسلطنت شہر لاہور ہے جناب لفٹنٹ گورنر جنرل بہادر ممالک پنجاب اور
حکام اعلی چیف کورٹ پنجاب و فنانشل کمشنر بہادر سب کا قیام لاہور مین ہے اور آجکل شہر لاہور پشاور سے لیکر دہلی تک
کل شہرون اور قصبون پر حکومت کرتا ہے اور اعلی حکام کے تشریف رکہنے سے اوسکو وہ فخر حاصل ہے کہ کبھی نہین
ہوا تھا **محکمہ مدارس پنجاب** تعلیم کا سررشتہ پنجاب مین شہر شہر قصبے قصبے گانو گانو جاری ہے
اور جابجا معلم رعایا کی تعلیم کے واسطے مامور ہین اور وہ فیض جاری ہے کہ خاص و عام فقیر و امیر اشراف اجلاف
اس سے بہرہ ور ہوئے اور ہوتے جاتے ہین اور ہونگے لاکھون روپیہ کا خرچ سالانہ اس کار خیر کے واسطے منظور
ہو چکا ہے ہزارون روپیہ ماہواری کی کتابین خرید ہو کر طلبا کو انعام مین تقسیم ہوتی ہین اور بہی طرح طرح کے
خرچ زمانہ مدارس یعنی استری سکشا سبہا و کالج سرکاری واقع لاہور و نورمل سکول یعنی تعلیم المعلمین کے جہان
معلم دیہاتی و قصباتی آکر تعلیم و تکمیل پاتے ہین و مدارس محبس جہان قیدیون کو تعلیم دیجاتی ہے بحساب و
بتیا رہین اپریل ۱۸۶۶ء کی رپورٹ مجموعی مین تعداد مدارس کی دو ہزار آٹھ سو پینتالیس لکہی ہے اب اوس سے
بھی زیادہ ترترقی ہے اور ۱۸۶۵ء و ۱۸۶۶ء دو سال مین نو لاکہ اونچاس ہزار اٹھاون روپیہ کل مدات اجور
خزانہ سرکار سے پانچ لاکہ باسٹھ ہزار چھ سو سینتالیس روپیہ صرف مین آیا اور خزانہ اضلاع سے چھیالیس ہزار
چھ سو دو روپیہ سالانہ مدارس کے مکانات کے بنوانے اور اونکو مرمت کرانے پر خرچ ہوا اور چوراسی ہزار
نوسو چون کتاب قیمتی بائیس ہزار چھ سو اٹھاون روپیہ تیرہ دفتر محکمہ ڈائرکٹری پنجاب سے فروخت ہوئین اور
تین ہزار نوسو تہتر کتاب و نقشجات قیمتی اکہزار نوسو تہتر منفت تقسیم ہوئی اور نو ہزار تین سو بچانوین کتابین قیمتی
تین ہزار چھ سو چوسٹھ روپیہ انعام مین طلبا کو عطا ہوئین اور باوجود اسقدر خرچ کے طلبا سے کل سترہ ہزار چار
ستہتر روپیہ فیس کی رقم وصول ہوئی۔ اور واسطے انجام و اہتمام اس کار خیر کے ایک افسر اعلی ڈائرکٹر صاحب
بہادر لاہور مین تشریف رکھتے ہین جنکی تحریر ہر ایک کام مین براہ راست بلا ذریعہ کسی اور افسر کے گورنمنٹ سے ہو سکتی
ہے اور محکمہ ڈائرکٹری اور اونکا دفتر بھی لاہور مین رہتا ہے کل ممالک متعلقہ پنجاب مین انکے ماتحت چار حلقے مقرر
ہین ان حلقون کے اندر ایک صاحب انسپکٹر انگریز اور ایک ایک ڈپٹی انسپکٹر مقرر ہین چنانچہ چارون حلقون مین چارون
انسپکٹر اور چارون ڈپٹی انسپکٹر ہین انسپکٹر بہی اپنے اپنے حلقے کے با اختیار حاکم ہین اور منظوری ڈائرکٹر صاحب
کے کل کام انجام پہنچتے ہین اور ڈپٹی انسپکٹر کل مدارس کی خبرگیری و گرد آوری کرتا ہے اور طلبا انکا امتحان
لینا بھی اوسی کے متعلق ہے پہلا حلقہ لاہور کا اسکی تعلق ضلع لاہور و فیروزپور و امرتسر و منٹگمری و ملتان
و جالندہر و گورداسپور و ہوشیارپور و کانگڑہ نو ضلع ہین دوسرا حلقہ انبالہ کا اسمین ضلع انبالہ و دہلی و پانی

و شملہ و حصار و رہتک و کرنال و دہلی و گورگانو و سرسہ نو ضلع ہین تیسرا حلقہ راولپنڈی اسکے متعلق ضلع راولپنڈی
و گوجرانوالہ و سیالکوٹ و گجرات و جھنگ و جہلم و شاہپور سات ضلع ہین چوتھا حلقہ سرحدی اسکے متعلق ضلع پشاور
و کوہاٹ و ہزارہ و بنون و مظفرگڈھ و ڈیرہ اسمعیل خان و ڈیرہ غازیخان سات ضلع ہین اور برابر ہر ایک حلقہ
مین طلبا کو جو وظیفہ دینے کے لایق ہین سرکار سے وظیفہ ملتا ہے سواے ان مدارس کے جنکا ذکر تحریر ہوچکا ہے
بڑا اعلی فیض سرکار کا یہہ جاری ہے کہ مدرسہ میڈیکل کالج یعنی مدرسہ ڈاکٹری مین سرکار طلبا کو تنخواہ و وظایف
دیکر تعلیم دیتی ہے اور بعد تعلیم پانے کے وہ جا بجا بیمارون کی خبرگیری کے واسطے مامور ہوتے ہین اور خیراتی
اسپتالون مین بیچارے بیمارون کو سرکار کیطرف سے دوا و غذا ملتی ہے اور گھر سے زیادہ انکی تیمارداری و غمخواری
کیجاتی ہے وہ وہ لوگ جاکر خبرگیری کرتے ہین اور جسقدر طالب علم اس مدرسہ مین تعلیم پاتا ہے کوئی سرکار کے
فیض عام سے محروم نہین رہتا سب کے سب عالم و فاضل و معزز ہوجاتے ہین

محکمہ پولیس پنجاب

یہہ محکمہ بھی ایک بڑا محکمہ پنجاب مین ہے جسکے ساتھہ رفاہ انام و حفاظت خاص و عام وابستہ ہے جسکے فواید حاجت
تحریر و تقریر سے افزون ہین اسکے چار حلقے ہین اور ہر ایک حلقہ مین ایک ایک انگریز ولایتی بعہدہ ڈپٹی انسپکٹر اور اسکے ماتحت
ایک ایک ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ مامور ہے اور افسر اعلی ان کل حلقون کا ایک صاحب انسپکٹر جنرل پولیس مقرر ہے
جو بلا کسی اور افسر کے ذریعہ کے براہ راست گورنمنٹ کی خدمت مین حسب کار رہے کے واسطے وہ جا ہے تحریر کرتا ہے
پہلا حلقہ انبالہ اس حلقہ مین انبالہ لودیانہ شملہ کرنال دہلی گورگانو حصار سرسہ رہتک نو ضلع ہین دوسرا
حلقہ لاہور اسمین لاہور گوجرانوالہ فیروزپور امرتسر گورداسپورہ سیالکوٹ جالندہر ہوشیارپور کانگڑہ نو
اضلاع ہین تیسرا حلقہ راولپنڈی اسمین راولپنڈی جہلم شاہپور گجرات چار ضلع چوتھا حلقہ ملتان اسمین
ملتان جھنگ منٹگمری مظفرگڈھ چار ضلع متعلق ہین اون اضلاع کے سواے جو ضلع پشاور و کوہاٹ و ہزارہ و بنون
و ڈیرہ اسمعیل خان و ڈیرہ غازیخان دریاے سندہ کے پار ہین وہ ان چار حلقون سے باہر ہین وہانکے
اہل پولیس صاحبان اضلاع کے ماتحت کام کرتے ہین کوئی علحدہ ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس اونپر مقرر نہین ہے
عملہ پولیس سرکاری کا ایک لاکہہ روپیہ سالانہ خرچ ہے جسمین سے انسپکٹر جنرل ایک ڈپٹی انسپکٹر چار پرنسپل اسسٹنٹ
انسپکٹر جنرل ایک ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ چھبیس اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ اونتیس انسپکٹر تینالیس ڈپٹی انسپکٹر
چارسو تہتر سارجن سوار و پیادہ ایکہزار نوسو چھتیس کنسٹبل سوار ایکہزار چارسو ساٹھہ کنسٹبل پیادہ گیارہ ہزار پانسو
اٹھانوین کل نفری پندرہ ہزار پانسو اڑسٹھہ تنخواہ پاتے ہین اور پولیس شہری کا خرچ جنکو تنخواہ مینونسپل کمیٹی یعنی
انجمن چوکیدارہ و چونگی وغیرہ سے ملتی ہے تین لاکہہ ستہتر ہزار پانسو چھیاسٹھہ ہے اسمین سے انسپکٹر و ڈپٹی انسپکٹر
چھتیس سارجن تین سو تینتیس کنسٹبل سوار تین کنسٹبل پیادہ چار ہزار چارسو سینتالیس تنخواہ پاتی ہین اور اس تعداد مین

اکثر اوقات عندالضرورت کمی بیشی بھی ہوتی رہتی ہے جیلخانجات یعنی محبس پہلے کل پنجاب مین چھتیس تھے اب تینتیس ۳۳
ہو گئے ہین انمین سے ایک جیلخانہ قیدیان اہل فرنگ کے واسطے ضلع جالندھر مین بنایا گیا ہے بڑا جیلخانہ لاہور سینٹرل
جیل ہے جیلخانہ مین قیدی بامشقت ہر ایک طرح کا کام کرتے ہین اور کوئی ایسا کارخانہ یا حرفہ یا پیشہ نہین ہے
جو جیلخانہ مین نہین ہوتا بڑی بڑی اعلی قسم کے شالین اور کپڑا اور دریان شطرنجیان بنے جاتے ہین کاغذ بھی
کثرت سے بنتا ہے **محکمہ ریلوی و سڑک آہنی** پنجاب کے ملک مین ریلوی یعنی آہنی سڑک کے
اجرا سے ایک فیض عام جاری ہوا ہے کیا معنی کہ ریل گاڑی کے چلنے سے پہلے ہی چند سال تک کارخانجات
تعمیر پڑاؤ و تیاری سڑک خاص لاہور و ملتان مین نہایت سرگرمی کے ساتھ جاری رہی اور سڑک کے بنانے اور
تیاری کے کام مین لاکھون معمار و مزدور اور کارخانہ دارون لکڑی و اینٹ و چونہ کنکر نے خاطر خواہ فائدے
اوٹھائے جب ریل جاری ہو گئی تو مسافرون و مہاجنون و بیوپاریان کو وہ آرام حاصل ہوا کہ تحریر مین نہین سکتا
جو مسافر بیوپاری رستہ کی سخت تکلیفین اوٹھا کر دس دن کے عرصہ مین ملتان تک لاہور سے جاتا تھا اب
ایک ہی روز کے سفر مین معہ مال اسباب وغیرہ نہایت آسانی کے ساتھ پہونچ جاتا ہے اور کرایہ بھی چندان بہت
نہین دینا پڑتا علاوہ اسکے ریل مین سوار ہونے یا اوترنے کا بھی مسافر کو اختیار ہے اور واسطے رفع حوائج ضروری
انسان کی بھی جس پڑاؤ پر ریل ٹھہرے مسافر اوتر سکتا ہے سبب کارخانہ ریل کا ۱۸۵۹ء مین پہلے لاہور مین
جاری ہوا اور جان لارنس صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک پنجاب نے بذات خود پڑاؤ کے موقع پر آ کر چاندی کے بیل سے پڑاؤ کی
کچھ بنیاد کھودی اور اسی روز سے کل کارخانجات تعمیر پڑاؤ و تیاری سڑک کی جاری ہو گئی جب لاکھون روپیہ
خرچ ہو کر سڑک تیار ہوئی اور پڑاؤ بن چکے تو پہلے پہل دسوین ماہ اپریل ۱۸۶۲ء کو لاہور و امرتسر کے درمیانی
راستی بتیس میل مین ریل گاڑی چلی پھر پانچوین مئی ۱۸۶۳ء ملتان سے شیر شاہ تک تیرہ میل اور ۲۴ اپریل ۱۸۶۵ء
کو لاہور سے ملتان تک دو سو اٹھہ میل اور پہلی نومبر ۱۸۶۲ء کو امرتسر سے بیاس تک چھتیس میل اور یکم جنوری
۱۸۶۹ء کو میرٹھ و انبالہ کے درمیانی راستہ مین ریل گاڑی کا اجرا ہو گیا پھر بعد چندی کل ہندوستان کی ریل کے ساتھ پنجاب
ریلوی بھی شامل ہو کر چلی اور دور دراز سفر دہلی و آگرہ و لکھنؤ و کلکتہ وغیرہ کا دنون مین طے ہونے لگا جو مہینون مین طے ہوتا تھا
بلکہ لاہور سے پشاور تک آہنی سڑک کے بنانے کیواسطے کام جاری ہو گیا یہہ کام بھی چند سال مین بہت جلد
انجام پا کر مسافرون کیواسطے وہ سہولت ہوئی کہ اب جہلم تک ریلوی جاری ہو چکی ہے آمد و رفت ہوتی ہے
فی الحقیقت آہنی سڑک کا بنانا اور اوسپر ایسے وزن دار آہنی گاڑی کا بھاپ کے ذریعہ سے چلانا ایک امر کمال
صنعت اور نہایت خردمندی کا ہے — اس عمدہ صنعت کی ابتدا اسطرح درج کتب تواریخ ہے کہ پہلے بھاپ کے ذریعہ
سے کام لینے کا ایجاد مسٹر گولومی صاحب انگریز سے ہوا بعد ازان مسٹر ٹیمس اٹس صاحب نے بھی اس کام کو بڑہایا اور تکمیل

پہونچایا پھر جب جارج اسٹیون صاحب کو اس کام مین کمال شوق ہوا تو اونہون نے کمال صنعت اور محنت کے ساتھہ آہنی سڑک بنائی اور گاڑی اوسپر چلائی مختصر حال اسکا یہہ ہے کہ ۱۸۲۸ع مین جب شہر مانچسٹر و لیورپول کے درمیان نہر کہود کر کشتیون کے ذریعے سے تجارت شروع ہوئی تو تھوڑی کشتیان سوداگرون کے مال لادنے کے واسطے کفی نہین ہوتی تہین اسلئے آہنی سڑک کے بنانے کی تجویز ہوئی اور اس امر کے اہتمام کیواسطے مسٹر جارج اسٹیون صاحب انجنیر مقرر ہوئے اونہون نے اس کار خیر مین سخت جانفشانی کی اور ایک اشتہار جاری کیا کہ جو کوئی دو عمدہ گاڑی بنائیگا اوسکو پانچہزار روپیہ قیمت اور پانچہزار روپیہ انعام پائیگا چنانچہ دو شخصون نے اپنی اپنی طور کی گاڑیان بنائین اور چھٹے تاریخ جون ۱۸۲۹ع کو امتحان گاڑیون کا اجتماع عام مین ہو کر وہ دونون گاڑیان ناقص نکلین اور اسٹیون صاحب نے جو اپنی تجویز کے تیسری گاڑی بنائی تہی وہ امتحان کے وقت پوری نکلی اور ایک گھنٹہ مین ایکسو بارہ من بوجہہ اونتیس میل تک کھینچ کر لیگئی اوسروز سے شہر مانچسٹر اور لیورپول مین جنمین چودہ کوس کا فاصلہ ہے ریل جاری ہوگئی پھر ۱۸۳۳ع مین شہر لندن سے برسٹل تک اور نیز لندن سے برمنگہم تک ریل نے اجرا پایا الغرض جب انگلستان مین جابجا ریل گاڑی جاری ہوگئی تو ہندوستان کی تجارت کی ترقی اور مسافرون کی آسایش کی طرف سرکار کا خیال ہوا اور یہہ فیض حسب المراد سرکار کے تمام ہند مین بہے جاری ہوا اور ہوتا جاتا ہے۔ فقط۔

تاربرقی پنجاب تار کی اجرائی کا حال سٹر ویواکر صاحب کی کتاب سے جو اونہون نے ۱۸۵۸ع مین تصنیف کی ہے اسطرح پر منکشف ہوا کہ چند سال گذرے ہین کہ اس عجیب غریب صنعت کا ذکر صرف حکما کے زبانون پر ہی جاری تھا پھر کچھہ عرصہ کے بعد چند حکماے اہل فرنگ نے اس کام مین دست اندازی کی تو باوجود بہت سی محنت کے کچھہ نتیجہ اسکا ظہور مین نہ آیا اور سب کو یقین ہو گیا کہ یہہ سرانجام نہین پائیگا مگر بعض عالی حوصلون نے پھر بہی اسکا پیچھا نہ چھوڑا اور کوشش کرتے کرتے بہہ اس کام کی اصلیت کو پہونچ گئے اونمین سے ایک تو مسٹر ویٹ سٹون صاحب انگریز تہے جنہون نے بخوبی دریافت کر لیا کہ ان چند دن اور آلون کے ذریعہ سے ایکمقام کی علامت دوسرے مقام تک پہونچائی جاسکتی ہے اس صاحب کے ساتھہ ایک اور صاحب عظیم الہمت و آزمودہ کار و محنتی مسٹر کوک صاحب تہے جنہون نے اپنی ہوشیاری اور کارگذاری سے اس کام کو جاری کیا اوسکی محنت کا یہہ حال تھا کہ ہمیشہ وہ ریل گاڑی کے ذریعہ سے ایکمقام سے دوسرے مقام تک سفر مین ہی رہتا اور اس کام کی تکمیل کے واسطے چند سال تک تحصیل کا ذکر کو پہونچ گویا اوسنے اپنا گھر بنا رکھا اوسکی اسقدر محنت و جانفشانیون کا یہہ نتیجہ حاصل ہوا کہ اوسنے اسکو جاری کر کے اپنا ہی جنس کو اپنا ممنون منت و احسان بنا یا اور سرکار سے بڑا بہاری انعام پایا اوسروز سے جا بجا یہہ کام جاری ہوگیا ہندوستان مین پہلے جب کلکتہ سے میرٹھہ تک تاربرقی قایم ہوگئی تو اول ڈاکٹر اوشانسی صاحب نے ایک خبر بخیر جاری ہونے کی خبر میرٹھہ سے نواب گورنر جنرل بہادر کی خدمت مین کلکتہ تک سوا گھنٹہ کے اندر پہونچائی اور اسقدر

عرصہ مین وہانسے جواب آگیا گویا آٹھہ سو تیس میل پر تار برقی کے ذریعہ سے سوا گھنٹہ مین خبر پہونچ گئی یہہ تار اب تمام
شہرون کے اندر جو ہند کی سرزمین مین بڑے بڑے شہر ہین پہونچائی گئی ہے اور پنجاب مین بھی لاہور و
امرتسر ملتان و پشاور وغیرہ شہرون کے درمیان اجرا اسکا بخوبی ہو چکا ہے — عمل اس کام کا اصل مین صنعت
کہربائی ہے اور اسکے اجراے کیواسطے بہت سے آلے بنے ہوئے ہین دو آلے اونمین نہایت ضروری ہین ایک کا نام
بٹری ہے جس سے کہربائی یعنی بجلی پیدا کی جاتی ہے دوسری سوئی مقناطیسی جسکے گردش کے حروف قرار دیکر
پیام بھیجنے والے کا مطلب دریافت ہوجاتا ہے پہلا آلہ بٹری یہہ آلہ تانبے اور جست کی کئی تختون سے بنایا گیا ہے
یہہ تختیان ایک دوسرے کے بعد ایک قسم کے ترش پانی مین جسکو گندہک کا تیزاب کہتے ہین اسطرح پر لٹکتی ہین کہ پہلی پری جست کی تختی
ہوتی ہے دوسرے پر تانبے کی چنانچہ یہی دونو سرے اس آلہ کا قطب نما کہلاتے ہین تانبے کے سرے کو قطب نما زجاجی اور جست کے سرے کو قطب نما
راتینجی کہتے ہین ان دونو قطبون مین سے دو قسم کے علیحدہ علیحدہ کہربائیان پیدا ہوتی ہین جنکا نام قطبون کے نام کے مطابق
زجاجی و کہربائی راتینجی ہے یہہ دونو کہربائیان آپسمین ملنے کا بڑا شوق رکھتی ہین چنانچہ اگر ہم دونو قطبون کو ایسے
کسی شے سے جو کہ کہربائی کا موصل ہے یعنی جسمین وہ کہربائی گذر سکتی ہے ملا دین تو یہہ دونو کہربائیان جلد ملجائینگے اور
اونکے ملنے کے وقت عجیب عجیب خاصیات پیدا ہونگے دوسرا آلہ سوئی مقناطیسی اسکا یہہ حال ہے کہ ایک چپٹی سوئی فولاد
کی ہے جسپر چکنا پتھر گڑا ہوا ہے اوسکے بیچون بیچ ایک پتلا سا سوراخ ہے اگر اوس سوراخ مین کوئی سلاخ لوہے کے
نوک دار پر وہ کھڑی کر دین تو یہہ سوئی چارون طرف بے روک گہومیگی اور چونکہ اوسمین چکنا پتھر گڑا ہوا ہے اسلئے
اوسمین بھی لوہے کی خاصیت پائی جائیگی یعنی ایک سرا اوسکا ہمیشہ زمین کے قطب شمالی کیطرف پہرا رہیگا اور دوسرا
سرا قطب جنوبی کے سمت کو اگرچہ ہم اس سوئی کو کسی طرف پہیرا دین مگر وہ گہوم گہام کر اوسی طور پر آٹہر جائیگی بعد ازان
ایک پتلا سا تار تانبے کا کئی گز لمبا لیا جاتا ہے اور اوسپر ریشمی تاگا اسطرح پر لپٹتی ہین کہ سواے دوسرون کے
کوئی اور حصہ اوسکا دکھلائی نہ دے وہ تار ریل لچھی کے موافق لپٹا جاتا ہے جیسے کوئی شخص ڈور کو اپنی چارون انگلیون پر
لپیٹے اور پہیرا انگلیان اوسکے اندر سے نکال لے تو اوس ڈورے کے بیچمین ایک لمبا خالی مکان رہ جائیگا اوس خالی
مکان کے بیچون بیچ سوئی رکھی گئی ہے یہہ سوئی اوترا اور دکہن پہیری ہوئی رہیگی اوس حالت مین اگر لچھی کے تار کے دونو
سرون کو بٹری کے دونو قطبون سے ملا دیوین تو دونو کہربائیان اوس تار مین گہوم گہوم کر آپسمین ملینگی کیونکہ یہہ تار بھی
موصل ہے اور ہر ایک پیچ کے درمیان ریشم جو غیر موصل ہے لگا ہوا ہے پس اسصورت مین یہہ سوئی اوترا اور دکہن کیطرف
پہیری نہ رہیگی بلکہ دہنی یا بائین کو گہوم جائیگی اور وجہ اسکی دہنی یا بائین گہومنے کی یہہ ہے کہ اگر زجاجی بٹری کا
اس لچھی کے اوپر کے سرے سے ملایا جاوے اور نیچے کا سرا قطب راتینجی سے تو سوئی کا شمالی حصہ بائین طرف سے
دہنی کو گہوم جائیگا اور اگر قطب زجاجی نیچے کے سرے سے ملا یا جاوے اور قطب راتینجی اوپر کے سرے سے تو شمالی حصہ

سوئی کا دہنی سے بائین کو گھوم جائیگا پس اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اگر ایک سوئی کلکتہ مین ہو اور اوسکی لچھی کا
سرا لوہے کی سٹرک کے تار کے سرے سے باندھ دیا جاوے اور مقام میرٹھ کے تار کا سرا بیٹری کے ایک قطب نما
سے ملا یا جاوے تو سریان کہربائی کا ہونے لگیگا بشرطیکہ دوسرا قطب بھی میرٹھ کے بیٹری کا دوسرے تار کے وسیلے
کلکتہ کی سوئی کی دوسرے سرے سے ملا دیا جاوے یہہ دریافت ہوا ہے کہ دوسرے تار کے لگانے کی کچھہ حاجت
نہین ہے صرف اتنا ضرور ہے کہ میرٹھ کے بیٹری کے دوسرے سرے سے ایک تار جسکے سرے پر بڑی چادر تانبے کی
لگی ہو میرٹھ کی زمین مین نیچا گاڑ دیا جاوے اور اوسی طرح کلکتہ کی سوئی کی لچھی کے دوسرے سرے سے ایک تار
کلکتہ کی زمین مین گاڑ دیا جاوے تو اوس صورت مین زمین کے اندر ہو کر کہربائی جاری ہوگی کیونکہ نم زمین کی بھی
موصل کہربائی ہے اب یہہ جاننا ضرور ہے کہ چونکہ کہربائی دو قسم کی ہوتی ہے بیشک جب تک کہ دو راہین اوسکو
نہ ملینگے تب تک وہ آپس مین مل سکینگے اور اگر ایک تار بیٹری کا جو ایک ہی قطب سے ملا ہوا ہو جب تک وہ دوسرے قطب
کے ساتھہ دوسرے تار کے وسیلے سے نہ ملا یا جاوے اوسمین کہربائی نہ پائی جائیگی پس جسوقت کہ میرٹھ کے بیٹری کا
ایک قطب لوہے کی تار سے ملا ہوا ہے اور دوسرا زمین مین ہے تو کہربائیان دونو قسم کی ایک تار مین ہو کر اور
دوسری زمین کی راہ سے کلکتہ کو دوڑینگے اور ایک لحظہ سے بھی کم عرصہ مین کلکتہ پہونچ جائینگی کیونکہ یہہ معلوم ہوچکا ہے
کہ کہربائی جو کہ دوسری صورت بجلی کی ہے بڑی تیزی سے چلتی ہے پس اب تار کی کہربائی سوئی کی لچھی کے ایک
سرے مین ہو کر داخل ہوگی اور زمین کی کہربائی دوسرے سرے مین ہو کر اور لچھی مین گردش کر کر سوئی کو بائین طرف
ہٹا دیوے گی بشرطیکہ میرٹھ کی بیٹری کا قطب زجاجی لوہے کی تار سے ملا ہوا ہو اور راتنجی زمین سے اور کلکتہ کی سوئی
کی لچھی کا اوپر کا سرا اوسی تار کے دوسرے سرے سے لگا ہوا ہو اور اگر میرٹھ کی بیٹری کا قطب راتنجی لوہے کی تار سے
ملا ہوا ہو اور زجاجی زمین سے تو دہنے طرف کو سوئی ہٹ جائیگی پس اسطرح ہم میرٹھ مین بیٹھہ کر کلکتہ کے سوئی کو دہنے
سے بائین کو اور بائین سے دہنے کو ہٹا سکتے ہین اگر لوہے کی تار کو بیٹری کے ایک قطب یا دوسرے سے ملا دین اور
اونہین سوئی کی حرکتون پر حرف کا سمجھنا اور اون سے لفظون کا بنانا تجویز ہو سکتا ہے اسطرح کہ جب سوئی کے
اوپر کا حصہ دہنی طرف مایل ہوتا ہے تو اوس سے انگریزی خط حرف اے یعنی الف سمجھا جائیگا جب سوئی دو دفعہ
دہنی طرف مایل ہوتی ہے تو حرف بی یعنی ب سمجھا جائیگا علی ہذا القیاس تو یہہ حرکتین ہم میرٹھ مین بیٹھہ کر اسطرح پیدا
کر سکتے ہین کہ اگر ایک تار جو بجلی کے سٹرک کے تار سے ملا ہوا ہے بائین ہاتھہ مین لین اور وہ تار جو زمین کے ساتھہ
ملا ہوا ہے دہنے ہاتھہ مین لین تو ہم آسانی سے کبھی بائین ہاتھہ کے تار سے بیٹری کے قطب زجاجی کو چھو سکتے ہین اور
دہنے ہاتھہ سے قطب راتنجی کو چھوینگے پس سریان کہربائی کا ہو کر کلکتہ کی سوئی کو فوراً بائین طرف کو ہٹائیگا اور کبھی
ہم بائین ہاتھہ کے تار سے قطب راتنجی سے چھو سکینگے اور دہنے ہاتھہ کے تار سے زجاجی کو بموجب اون حروف کے جنکا

تیلانا منظور ہے لیکن تارونکے ہاتھہ مین بگڑنے اور اسطرح پر عمل کرنے سے کئی قباحتین وقوع مین آجاتی ہین اسلئے
اون قباحتون کے رفع کرنے کے واسطے ایک ادہ آلہ بنایا گیا ہے جسکو مبدل السریان کہتے ہین اوسکی ذریعے سے ہم
بہت جلد اور آسانی سے سریان کہربائی کا کبھی لچھی کے اوپر اور کبھی لچھی کے نیچے سے کر واسکتے ہین اور جسطرح کہ
ہم دستہ گھوما دینگے اوسیطرف کلکتہ کی سوئی بھی مائل ہوجائیگی پس جب میرٹھہ کا خبر رسان ایک لفظ کئی حرفون سے
بنا کر کلکتہ بہیج چکیگا تو وہ شرک کے تار کو جھٹ جدا کرکے اپنی سوئی مین لگا دیتا ہے اور کلکتہ کا خبر رسان اپنی
سوئی کو جدا کرکے اوس تار کے شرک کے مبدل السریان سے لگا دیتا ہے اور میرٹھہ کے سوئی کو ایک دفعہ بائین
اور ایک دفعہ دہنی حرکت دیتا ہے اس سے یہہ مراد ہوتی ہے کہ مین اس لفظ کو سمجھہ گیا اور اگر وہ نسمجھا ہو تو حرکت اوسکی
بخلاف کرواتا ہے چنانچہ میرٹھہ سے وہی لفظ پھر بہیجا جاتا ہے۔ اسیطرح ایک گھڑی بہی ہے جسمین ایک لوہا
کہربائی کے سریان سے مقناطیس بنجاتا ہے اور گھڑی مین ایک گھنٹہ کو بجانے لگتا ہے یہان تک کہ مہتمم خبر
اگر غافل ہو تو آگاہ ہوجاوے یہہ آلہ اکثر رات کے وقت کام آتا ہے۔ سوائے اسکے جسقدر شہر کہ میرٹھہ اور کلکتہ
کے درمیان واقع ہین اور وہان تار گھر مقرر ہین وہان کے مہتمم بہی اپنے سوئیان اور آلہ تیار رکھتے ہین
اور شرک کا تار ہر ایک مقام پر سوئی کے لچھون کے ساتھہ ملا ہوا رہتا ہے پس جب ایک مقام کی سوئی متحرک
ہوتی ہے تو سب شہرون کی سوئیان اوسی طرح ہلنے لگ جاتی ہین اور جو خبر ایک شہر کے واسطے ہوتی ہے وہ سب
مخبرون کے مقامات پر پہنچنی شروع ہوجاتی ہے لیکن یہہ انتظام ہے کہ خبر بہیجنے سے پہلے اوہین سوئیون کی حرکتون سے
ہر ایک کو آگاہ کر دیا جاتا ہے کہ یہہ خبر تمہارے شہر کے واسطے نہین ہے تب وہ لچھی کے سرے کو تار کے شرک کے
سلسلے سے ہٹا لیتے ہین اور جہان خبر بہیجنی منظور ہوتی ہے وہان ہی پہنچتی ہے۔ اکثر اوقات اس تار کو دریا کے
پار لیجانا منظور ہوتا ہے تو جس دریا کا بہنا کم ہو تو تار اوسکی اوپر سے گذر جاتی ہے بڑے دریا کے پانی کے اندر
تار کو دبا کر دوسرے طرف کے زمین کے اندر سے نکال دیا جاتا ہے اسمین شرط یہہ ہے کہ وہ حصہ تار کا جو پانی مین ڈوبا
ہوا ہو کسی ایسے چیز غیر موصل سے لپٹا ہوا ہو کہ وہ نہ تو ترقی اور نہ ٹوٹے اور نہ کہربائی کو نکلنی دے کیونکہ پانی
موصل ہے اوسمین کہربائی بلکہ ضایع ہوجائیگی اس کام کے واسطے ایک قسم کا گوند بڑا مفید ہے جسکو گٹا پرچہ کہتے ہین
وہ تار پر لپٹایا جاتا ہے اور زیادہ تر حفاظت کے لئے اوس گوند کے اوپر سن کا پتیرہ لپیٹا جاتا ہے اسطرح پر کہ وہ اندر
کے تار کو چھونا نہ پائے فقط یہہ استعمال کہربائی کا اور بہت سی کامون کے لئے مفید ہے اور بڑے شعبدے اس سے
پیدا ہوتے ہین زجاجی کہربائی جو شیشے کے رگڑنے سے ظاہر ہوتی ہے اسلئے اوسکا نام زجاجی رکھا گیا دوسرے
راتنجی کہربائی رال ولاکھہ وغیرہ کے رگڑنے سے نکلتی تھی اسلئے راتنجی مشہور ہوئی یہہ دو تو کہربائیان رگڑنے کے
سوای اور بہی بہت طرح سے پیدا ہوسکتی ہین اور اصول اس علم کے یہی ہین بلکہ سب جسمون کے اندر یہہ دو نو کہربائیان

سے ملے ہوئے ہین پر غیر محسوس رہتے ہین آپس مین رگڑنے اور تیزاب وغیرہ ڈالنے سے محسوس ہوتی ہیز جن جسمون مین بہت آسانی ہوکر گذر سکتی ہین وہ موصل کہلاتے ہین مثلاً ہر ایک قسم کی دہات و پانی و مٹی و جسم حیوانی وغیرہ ہم وار چیزین اور جن جسمون کے اندر یہہ نہین جاسکتی وہ غیر موصل کہلاتے ہین مانند رال و لاکہہ و شیشہ وغیرہ — اگر کسی جگہہ کسی بلہ پر بجلی گرے تو بجلی کے کہربائی تار کے ذریعہ سے مخزون کے مقام پر پہونچ کر سب اسباب کو برباد کر سکتی ہے پس اسکے روکنے کے واسطے ہر ایک مخزن کے مقام کے باہر لوہے کے اونچے سلاخین جنکو موصل البرق کہتے ہین لگے ہوے ہین پہر اگر کسی جگہہ کسی بلہ کے اوپر بجلی گرے تو کہربائی اوسکے مخزون کے مقام کے اندر پہونچنا نہ پائیگی اور موصل البرق کے راستے زمین کے اندر چلی جائیگی اگرچہ یہہ موصل البرق سڑک کے تار کو چہوتی ہوئی نہین ہے لیکن تار سے بہت ہی تہوڑی فاصلے پر ہے اور بڑی شے کے کہربائی کو کہ بہت لطیف ہے یہہ طاقت نہین ہے کہ اپنی راہ کو چہوڑکر اور اوس فاصلے کو پہاند کر موصل البرق مین جاوے اور اوسکے ذریعے سے زمین مین داخل ہو مگر بجلی کے کہربائی کو کہ بڑی طاقت ور ہے یہہ قوت حاصل ہے کہ وہ اسقدر فاصلے سے کود کر موصل البرق مین اور اوسکے ذریعے سے زمین مین چلی جاوے اور کہربائی کی یہہ عادت ہے کہ اگر اوسکو دو راہین ملجائین تو وہ وسیع تر راستے اور بڑے موصلون کو پسند کرکے اوسمین چلی جاتی ہے اسطرح بجلی کی کہربائی بہی جب تار پر کہ بہت تنگ راہ ہے موصل البرق کے پاس آتی ہے تو تار کو چہوڑ کر موصل البرق کو کہ کئی درجے تار سے موٹا ہے پسند کرکے اوسمین چلی جاتی ہے اور اوسکے ذریعے سے زمین مین گہس کر نیست و نابود ہوجاتی ہے فقط — + —

تیسری تقسیم

دریاؤن کے ضروری حالات اور اون کے چشمون کی رفتار و مسافت و طول و عرض کے بیان مین اور مجمل حال اون نالون اور ندیون کا جو اون سے نکلتے یا داخل ہوتی ہین

فی زمانہ جس ملک کا نام پنجاب ہے اوسمین پانچ دریا ستلج بیاس راوی چناب جہلم بہتے ہین اور شمول ان دریاون کا اپنی اپنی موقع پر دریاے سندھ کے ساتہہ ہوتا ہے جو آخری چہٹا دریا اس ملک کا ہے چونکہ ضرور ہے کہ ہر ایک دریا کا علیحدہ علیحدہ مفصل حال تحریر ہوا سواسطے تحریر ہوتا ہے + — +

دریاے ستلج پہلا شرقی دریا پنجاب کے دریاؤن مین سے ہے جسکا اخراج کوہ برفانی سرحد ملک چینی تاتار اور جبل پان سرووتری سے ہے اور اوس جبل کا سطح پینتالیس کوس ہے اوسمین تلاب اور راون

ہر دہی اوسکو کہتے ہین اگرچہ اصلی چشمہ اوس دریا کا اوس جہیل سے اوپر ہے مگر چونکہ اپنی چشمہ
سے بلکہ یہہ بہت سی ندیون اور چشمون اور جہیلون کے پانی جو شرقی کوہ ہمالہ پر ہین جاتہا آتا ہوا مان سرو ور
کی جہیل مین داخل ہوتا ہے اور پہر اوس جہیل کے شمال مغربی کنارے سی نکلتا ہی اسواسطے یہی کہا جاتا ہی
کہ دریاے ستلج کا چشمہ مان سرو ور کی جہیل ہے جہیل سے تیس فیٹ چوڑا نکلکر اور شمال مغرب کے سمت کو ایکسو اٹہاسی
میل کا راستہ بہت خوفناک بلند و ناہموار و ویران پہاڑون کو طے کرتا ہوا کوہ جنا کے مقام پر پہونچتا ہے
اوس جگہہ دریاے سپتی شمال مغرب کے سمت سے آکر اسکے شامل ہوتا ہے اس شمول کے مقام سے تہوڑا سا
اوپر یہہ دریا پچہتر فیٹ چوڑا ہے اور تہہ دریا کی ہموار اور سمندر کے سطح سے آٹھہ ہزار چند سو فیٹ اونچی
اور دریا بہت گہرا ہے اور اسی میل اس مقام سے اوپر دریاے نہایت چوڑا ہی اور لوہے کی
زنجیرون کے ذریعہ سے اوسکے اوپر سے پار ہوتے ہین شمول کے مقام پر پہنا و دریا کا ایکسو بیس گز اور گہراؤ
کم سے کم ڈیڑہ سو فیٹ ہی اور تیز روی سات یا آٹھہ میل فی گہنٹہ ہے بلکہ تیزی کی یہہ حالت ہی کہ اگر دریا
کے اندر دو فیٹ تک پانی ہی ہو تو بہی آدمی پیادہ اوس سے پار نہین ہو سکتا موضع لنگ جو اسی
راستہ مین دریا کے واقع ہے بلندی دریا کی تہہ کے اوس مقام پر دس ہزار سات سو بیانوین فیٹ ہی پاس
اوس پہاڑ کے اس دریا کو مختلف نامون لنگ زنجم ہنگ و کہیا و تنگ نگ و ستانو وزنگٹی
و سمید رنگ سی پکارتے ہین بہیر کے علاقے مین اسکا نام شتدر مشہور ہے بلکہ ہندون کے قدیم تواریخ میں
بہی اسکا نام شتدر لکہا ہے وہانسے آگے اسکا نام فد اور سہسو درس بہی پکارا جاتا ہے پہر نیچے آکر
عام نام اسکا ستلج مقرر ہو جاتا ہے اور یہہ سے نام اسکا یعنی ستلج چشمہ کے مقام پر مشہور ہے درمیانی مسافت
مین جا بجا نام اسکے متغیر ہوتے جاتے ہین اوپر کے حصہ مین اگرچہ یہہ دریا بہت تیز چلتا ہے اور چلنے کے وقت
غل کرتا ہوا اور ڈہیرون جہاگ اپنی ساتہہ لیتا ہوا آتا ہے مگر اوج سے نشیب کو آنا اسکا حساب وسط
فی میل ڈیڑہ سو فیٹ سی زیادہ نہین چونکہ آب ہوا اس دریا کے پہاڑی راستہ کے برفانی ہے اسواسطے
دو مہینے تک یہہ دریا دو سو میل کے راستہ تک جما ہوا رہتا ہے اور پہاڑ مین جن جن مقامات مین یہہ
پایاب نہین ہے وہانسے چہولون کے ذریعے یا لکڑی کے پلون سے مسافر اسے اوترتے ہین اور بعض لوگ
گہاس کے پولے باندہہ کر اور اون پر سوار ہو کر دریا پار جاتے ہین مگر وہ پولے اکثر اوقات بہیگ کر غرق
ہو جاتے ہین تو اپنے سوار کو بہی غرقاب کر دیتے ہین بعض مقامات پر آہنی کٹہرے جڑے ہوئی زنجیرون کے ذریعہ
سے دریا کے اوپر سے آمد رفت ہوتی ہے دریاے ستلج و سپتی کے شمول کا مقام بڑا خوفناک ہی اور دریا کا
وہان بڑا گرداب پڑتا ہے اوس جگہہ دریاے سپتی جو بلند پہاڑون کے اندر سی نہایت تیزی و شتابی کے ساتہہ

نکلتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہہ زمین کے اندر سے نکلا ہے سپتی کا پانی وہان صاف وعمیق وتیز ہے اور ستلج کا پانی میلا خاک آمیختہ ہے اور شور کرتا ہوا چلتا ہے پہناؤ سپتی کا تین سو فیٹ اور ستلج کا ستر فیٹ ہے پھر سپتی کے ملنے سے یہہ بڑا دریا نہایت تیز وعمیق اسقدر ہوتا ہے کہ اوسجگہہ تہہ دریا کی معلوم نہین ہوتی کہ کہان ہے اور جسقدر رسی پتھر باندھ کر لٹکاتے جائین نیچے کو چلی جاتی ہے شمول کے بعد عام راستہ اس دریا کا جنوب مغرب گوشہ کو ہے وہان سے چلکر بتھو کے مقام پر بلندی اسکی آٹھہ ہزار دو سو بیس فیٹ اور چوڑان ایکسو چھہ فیٹ ہے اور ونگتو کے مقام پر بلندی اسکی تہہ کی پانچہزار دو سو فیٹ اور چوڑان بیانوین فیٹ ہے اور رامپور کے مقام پر بلندی تین ہزار تین سو ساٹھہ اور چوڑان دو سو گیارہ فیٹ ہے اور یہہ پیمایشین اسکے اون مقامات پر ہوئی ہین جہان یہہ بہت تنگ چلتا ہے اور لوگون کی آمدرفت کے واسطے راستے وگذر مقرر ہین اور پل لکڑیون کے بنے ہوئے ہین سوا ان کے اور مقامات پر پہناؤ دریا کا ڈیڈہ سو گز تک چوڑا ہے رامپور سے لیکر بلاسپور تک اکثر راستہ اسکا مغرب وجنوب مغرب کے سمت کو ہے بلاسپور کے پاس چوڑان اسکا سو گز ہے اور سخت تیز رو ہوکر جب تھوڑا فاصلہ شمال مغرب کو طی کرتا ہے تو یکایک رخ اسکا شمال مغرب کے سمت سے جنوب مغرب کو ہو جاتا ہے اور پھر دو شاخون کے ذریعہ سے وہ ریتلی پہاڑون اور کوہ چھوٹان مین سے ہوتا ہوا پنجاب کے میدانون مین روپڑ کے پاس داخل ہو جاتا ہے یہان آگر وہ دونون شاخین ایک ہو جاتے ہین اسمقام پر طغیانی کے وقت یہہ دریا تیس فیٹ گہرا اور پانسو گز چوڑا ہوتا ہے اور بذریعہ کشتیون کے دریا سے اوترتے ہین وہان سے پھر اوسی سمت کو چلتا ہوا فلور کے قلعہ کے نیچے پہونچتا ہے جہان سردی کے موسم مین اڈہائی سو گز چوڑا اور سات فیٹ گہرا اوسط درجہ کا تیز رو اور طغیانی کے وقت سات سو گز چوڑا اٹھارہ فیٹ گہرا ہوتا ہے اسمقام سے آگے چلکر جب ہری کے مقام پر پہونچتا ہے تو دریای بیاس آکر اسکے شامل ہو جاتا ہے جو یہ آپ مین اس سے بڑہ کے ہے تمام راستہ اس دریا کا ان سرو در کے جہل سے لیکر دریاے بیاس کے شمول تک پانسو پچاس میل شمار مین آتا ہے بیاس کے شمول کے بعد نام اسکا ستلج سے بدلکر گہارا نام سے موسوم ہو جاتا ہے پھر اس شمول سے تین سو میل چلکر شمول اسکا چناب کے ساتھہ ہو جاتا ہے اور پنجند نام پاکر دریاے سندھ کے ساتھہ جا ملتا ہے قدیم زمانہ مین یہہ دریا ہدرا درس زدا درس ہسو درس وہیا فس کے نام سے موسوم تھا اور اسمین بہت سی پہاڑی ندیان ونالے پہاڑ مین شامل ہوتی جاتے ہین جنکا ذکر پہلی حصہ کے پانچوین تقسیم مین تحریر ہو چکا ہے فلور کے پاس اسپر سے شاہ سڑک جو ہندوستان سے پنجاب کو آتی ہے گذرتی ہے اور شاہ گذر مقرر ہے اور سرکار کے حکم سے اسمقام پر کشتیون کا پل بندھا رہتا ہے اور ایک مستحکم تختہ آہنی پل ریل گاڑی کے آمدرفت کے لئے بنا ہوا ہے اور آمدرفت انجن کی جاری ہے

دریای بیاس

پنجاب کے دریاؤن مین یہہ دوسرا دریا ہے جو درہ روتانگ کے جنوبی سمت کوہ لاہول کے پاس سے جو ہمالا کے
شمال مشرقی حد پر واقع ہے نکلتا ہے بلندی اسکی چشمہ کی تیرہ ہزار دوسو فیٹ سمندر کے سطح سے شمار ہوتی ہے
وہان سے یہہ دریا بہت سی چشمون اور پہاڑی ندیون کے پانی اپنے ساتھہ ملاتا ہوا کلو مین اور کلو سے جنوب کے
سمت کو بہتا ہوا بعد طے کرنے چکر دار راستے اسی میل منڈی کے متصل آ پہونچتا ہے وہان پر بھی اور چشمون
اور ندیون کے پانی اسکے ساتھہ ملکر بہتا و اسکا ڈیڑہ سو گز سے دوسو گز تک اور عمق بارہ فیٹ سے چودہ فیٹ
تک ہوجاتا ہے پھر منڈی سے مغرب کے سمت کو سکیت کے راستے لوہے کی کان کے پاس سے چلکر بعد طے کرنے
مسافت پچاس میل کے نادون کے نیچے آتا ہے جس جگہہ سردی کے موسم مین بھی چوڑان اسکا ایکسو پچاس گز سے
کم نہین ہوتا وہان نادون کے شہر یان دریا کے کنارے بہت اچھے بنے ہوئے ہین اور اوسی مقام پر ایک ندی کنیار نام
پہاڑ سے نکلکر اسکے شامل ہوجاتی ہے پھر نادون سے پچاسی میل کے قریب شمال مغرب کیطرف بہتا ہوا کانوان
وویدوال کے پاس پنجاب کے میدان مین آجاتا ہے پھر وہان سے جنوب کے سمت کو اسی میل چلکر متصل موضع
اندرسہ وہری کے دریای ستلج کے ساتھہ شامل ہوجاتا ہے جاڑے کے موسم مین رفتار اسکی فی گھنٹہ ساڑہے
تین میل ہے مگر گرمیون مین اس سے المضاعف چلتا ہے جوالامکہی کے علاقہ مین اس دریا کے کنارے پر ایک
بڑا عالیشان مندر مہادیو کا اور ایک بارہ دری راجہ سنسار چند کی بنوائی ہوئی ہے اس مقام پر اس دریا کے اندر
بڑا گرداب پڑتا ہے اور اگر کبہی کشتی اوسکے اندر آجاتی تو چرخی کے طرح چکر کہا کر ڈوب جاتی طول اسکا چشمہ سے لیکر ستلج
کے شمول تک دوسو نوے میل اور بعض تین سو میل کہتے ہین اور شمول کے بعد دونو دریا گہارا نام پاکر چلتے ہین پھر
یہہ دریا دیپالپور کے پاس پہونچکر دو شاخون مین تقسیم ہوجاتا ہے اونمین سے ایک شاخ غرب کو بہتی ہے اور دوسری
شاخ جنوب کے سمت کوٹ قبولہ و کہائی کے پاس ہوتی ہوئے جاتی ہے اور اکیسو کوس کا راستہ طے کرکے پھر دونو
شاخین آپسمین ملجاتے ہین پھر وہان سے فتحپور کے علاقہ مین یہہ دریا بہتا ہوا بہاولپور کے حدود مین دریای نہرون
یعنی راوی و چناب جہلم کے ساتھہ ملجاتا ہے اور پنجند نام پاتا ہے پہلے یہہ دریا بہت سی مسافت پنجاب کے میدان
طے کرکر ستلج کے ساتھہ ملتا تھا اب اسی برس گذرے ہین کہ شمول اسکا ستلج سے بمقام ہری کے ہوگیا ہے اور پرانا
رستہ اسکا خشک پڑا ہوا دور تک نظر آتا ہے چنانچہ قصبہ چونیان اوسی پرانے راستے کے کنارے پر آباد ہے
اول یونانی لوگون نے اس دریا کا نام ہائی فیسس کہا ہوا تھا جو بسبب گذرنے زمانہ دراز کے بگڑتے بگڑتے
بیاس ہوگیا مگر ہندو لوگ وجہ تسمیہ اسکا اسطرح بیان کرتے ہین کہ کوہ برفانی ہمالہ مین ایک جہیل بیاس کنڈ
نام ہے اوس سے یہہ دریا نکلکر آتا ہے اور اس جہیل سے کچہہ تہوڑی فاصلہ پر ایک مندر بیاس جی کا بنا ہوا ہے جب
یہہ دریا مندر کے پاس آتا ہے وہان اور ندیون کا پانی اپنے ساتھہ ملا کر دریا بیاس نام پاکر آگے کو چلتا ہے غرض ہندو

اس دریا کو بیاس جی سی جو انکی بزرگون مین بید کے علم کا بانی ہوا ہے منسوب کرتی ہین بخلاف مورخان انگریزی کے کہ اونھون نے اس دریا کے حال مین کہین بیاس گنگ کا ذکر بھی نہین کیا اس دریا کا غربی یعنی دہنا کنارا بہت بلند اور دوسرا کنارا زمین کے ہموار ہی اور طوفان اسمین ہمیشہ شام کے وقت آتا ہی کیونکہ اسمین ہمیشہ طغیانی برف کی پانی سے ہوا کرتی ہے سو دن بھر برف گل گل کر شام کے وقت پانی آتا ہے بڑا گذر اس دریا کا وزیر بھلرہ و ویروال کا ہے اور شاہ سڑک بھی وزیر کے گذر سے گذرتی ہے اور وہان ہی کشتیون کا پل بندھا رہتا ہے کشتیان اس دریا کے بہت ناکارہ ہین جنکے کنارہ بہت پست ہین اور بہت جلد غرق ہو جاتے ہین پنجاب سی جو ریل گاڑی دہلی کو جاتی ہے اس دریا کے اوپر سے گذرتی ہے اور ایک پختہ آہنی بڑا مضبوط پل اوسپر بنا ہوا ہے جسکے اوپر سے ریل گاڑی کا گذر ہوتا ہے **ملتین نحصر** اس نام کے دو نہرین دوابہ بست جالندھر مین بہت بڑے نہرین ہین ایمین سے جو نحصر کہ ستلج کے طرف جاری ہے مبئین سفید اور دوسری نحصر جو بیاس کیطرف ہی اوسکو کالی بئیین بولتے ہین اور یہہ دونو نہرین کوہ شمالی کی بنیاد سے نکلکر تمام علاقہ کو سیراب کرتے ہوئے بیاس مین داخل ہو جاتے ہین برسات کے موسم مین انمین بڑی طغیانی ہوتی ہے اور بڑی تیزی کے ساتھ چلتی ہین اسقدر کہ سوای معین گذرون کے اور کہین سے لوگ اوتر نہین سکتے اور ہر ایک گذر پر کشتیان چلتی ہین ان دو نحصرون کے سوا سے ستلج اور بیاس کے اندر کے میدانی ملک مین کل قدیمی نحصرین جتنیں مصنوعی و قدرتی بہتے ہین جنمین سے اکثر برسات کے موسم مین جاری ہوتی ہین اور بعضی تھوڑے سے پانی کے ساتھ ٹانڈہ و اوڑمر دیبی پور و غیرہ کے پاس بہتی ہین اور ایک نحصر جاجی کے پاس دریاے بیاس سے نکلکر ملک کو سیراب کرتی ہے اور چکیان بھی اوسکے کنارے پر بہت چلتی ہین جاجی پور کے شرق کے طرف ہی ایک قدیمی نالہ جاری ہے جو بیاس مین جاکر ملجاتا ہے اور ایک ندی ہوشیارپور کے پاس برسات مین بہتی ہی **دریای راوی** یہہ دریا تیسرا دریا پنجاب کے دریاؤن مین سی ہی اصلی چشمہ اسکا کلو کی پہاڑ کے پاس ہی جسکو کوہ بنگال بھی کہتی ہین جو کوہ روہتانگ سے تہوڑے سی فاصلہ پر واقع ہے چشمہ اپنی سے سمت مغرب جب یہہ دریا چالیس میل کا فاصلہ طی کر لیتا ہی تو دریای تبی اور بدیل دسو دریا اور پہاڑون کے اندر رہتی ہوئی اسمین شامل ہو جاتی ہین انمین سے بدیل دریائی بڑا دریا ہے جو کوہ بہدرال جس مین ہش کی جہیل سے جسکا نام مہادیو کے جہیل ہے نکلتا ہے وہ جہیل اگرچہ عرض مین ایکسو ساٹھ فٹ تک ہی مگر طول مین بہت ہی اور ہندو لوگ اوس جہیل کو بہت متبرک سمجھتی ہین اور غسل کیواسطے دور دور سے آتے ہین وہانسے چلکر چنبہ کے نیچے اور چشمہ سے انکیو تیل اس دریا پر ایک بڑا پل بچاس فٹ چوڑا سخنتہ بندھا ہوا ہے اوس سے گذر کر کئی کوہی راستی علیحدہ علیحدہ چین وختن و خطا و کشمیر کیطرف جاتے ہین اور چنبہ کے راجہ کے طرف سی یہان محصول سوداگرون سے لیا جاتا ہے وہانسے چلکر بمقام بسولی

یہہ دریا الکسو میں گز چوڑا چلتا ہے اور اوسی مقام سے یہہ رخ اپنا جنوب بمغرب کی سمت کو کر لیتا ہی اور اوسی
سمت کو شاہ پور و نور پور کے نیچے ہوتا ہوا سجان پور کے قریب پہاڑون سے نکلکر میدان مین آجاتا ہے بعد ازان
ویتھان کوٹ و کلانور و بٹالہ و ڈیرہ نانک و دربار سرور سے گذر کر لاہور کے متصل شاہ جہانگیر کے مقبرہ کے نیچے پہونچ
جاتا ہے اور اوسی مقام کے مغرب کیطرف ایک میل کے فاصلہ پر شاہ گذر ہے اور کشتیون کا پل سرکار کیطرف سی
بندھا رہتا ہے جسکا اہتمام سرکار کیطرف سی رای بہادر کنہیا لال اکزکٹو انجنیر لاہور ڈویژن کے سپرد ہے عمق
اس دریا کا کچھہ بہت نہین اکثر مقامات پر بارہ فیٹ سے لیکر چودہ فیٹ تک برسات کے موسم مین گہرا ہوتا ہے
سردی کے موسم مین پانچ یا چھہ فیٹ سی زیادہ گہراو اسمین نہین ہوتی لاہور سے تین میل نیچے جاکر یہہ دریا جنوب
مغرب جنوب کی سمت کو چلتا ہے اور تیس میل تک راستہ طے کر کر تین شاخون مین منقسم ہوجاتا ہے برسات مین
وہ تینون شاخین جاری ہوتی ہین اور بہت طغیانی کے وقت تینون ملکر ایک ہوجاتے ہین سردی کے موسم مین
بڑی شاخ پر آب اور دو شاخین خشک ہوتی ہین برسات مین پانی اسکا پہیل جاتا ہے کیونکہ اسکے
کنارے ہموار و زمین کے برابر ہین اور اسی سبب سے یہہ عمیق کم ہے اور پہیلاو بہت رکہتا ہے راستہ اسکا بہت
پیچدار ہے اور خم بیشمار پڑتے ہین اور جو لوگ کشتی کے ذریعہ سے اسپر سفر کرتے ہین راستہ اونکا بہت کم طے
ہوتا ہے اور اسی سبب سی اسمین جہازرانی نہین ہوتی کہ اگر دن بہر جہاز چلے تو رات تک نہایت دو یا
بارہ کوس راستہ طے ہوتا ہے اسقدر کل راستہ مین جو لاہور سے شمول چناب تک ہے سیدہا راستہ اسکا [illegible]
موضع جلنیہ سی لیکر رام چوترہ تک ہی کہ اوسقدر راستہ مین یہہ نہایت سیدہا چلا جاتا ہی کہین سے کنارہ بہی نہین توڑتا
اور دونو کنارون پر ایسے بڑی بڑی درخت پرانے سایہ دار کہڑے ہین اور کبہی کسی درخت کو بہی اسکی اچہال سے
صدمہ نہین ہو پہنچا ہندو کہتے ہین کہ جب راجہ محیندر و لچہمن پنجاب مین آئی تو وہ موضع جلنیہ کے قریب کشتیون اوتار کر
نہانے لگی اور رام چوترہ تک برابر دریا مین تیرتے ہوئے چلے گئی چونکہ کوئی شخص کشتیون کا محافظ پاس تہا
دریا اونکی حکم سے سیدہا ہوگیا ایسا کہ نگاہ اونکی برابر کشتیون پر پڑتی رہی پہر بمقام رام چوترہ وہ دریا سے
نکلکر بیٹھے جہان اب تیرتھگاہ بنی ہے اوسی روز سی یہہ دریا اوسقدر راستہ تک سیدہا چلتا ہے اور قیامت تک
اسیطرح رہیگا اسقدر راستہ تک اس دریا کو شکر داہ کہتے ہین اور مشہور ہی کہ شکر نام ایک راجہ نے یہان ایک نہر
کہودوا کر اوسکا نام شکر داہ رکہا تہا اور کنارے اوس نہر کے بہت پختہ بنوا کر درخت لگوا دئے تہی بعد
گذرنے کچہہ زمانہ کے اوسی نہر مین یہہ دریا آگیا مگر نام اوس نہر کا آج تک مشہور چلا جاتا ہی بلکہ یہہ سبب ہے
کہ بسبب پختہ ہونے کے دریا اون کنارون کو توڑ نہین سکتا اور اوسقدر راستہ سیدہا چلتا ہے رام چوترہ کی
آگے سرائی سدہو و قصبہ فاضل شاہ کے پاس جاکر یہہ دریا چناب و جہلم دو ملی ہوئے ندیون مین ملجاتا ہے

اور تینون ملکر ترموں نام پاتے ہین پانی اسکا بہ نسبت چناب سرخ و مکدر ہے اور آٹھہ مہینے سال بھر مین بھیہ
بہت مقامات سے پایاب ہوجاتا ہی لاہور سے چناب کے شمول تک اگر سیدہا راستہ اسکا شمار کیا جاوے تو دوسو میل
کا ہے اور اگر پیچ و خم اسکے شمار مین آوین تو تین سو اسی میل گنا جاتا ہے غرض ایکسو اسی میل تو صرف خم و پیچ مین
چناب کے پاس جاکر بہیہ تین دہانون کے ذریعہ سے اسمین شامل ہوتا ہے جنمین ایک دہانہ بڑا اور دو چھوٹے ہین مورخان
انگریزی اسکا نام ہائی ڈراٹیز کہتے ہین اور سنسکرت کے زبان مین نام اسکا ایراوتی اور غلط العام راوی مشہور ہے
اس دریا پر متصل شاہدرہ لاہور سے جانب شمال دو میل ایک آہنی پل ریل گاڑی کا بنا ہے اور بالفعل جہلم تک
آمد و رفت جاری ہے **شاہ نہر انگریزی** چونکہ پنجاب کے علاقے دوابہ باری مین ماجہہ کا ملک بہت
اونچا تھا اور زراعتین صرف بارش کی امید پر بوئی جاتی تہین اور خشک سالی کی حالت مین زمیندار اس سر زمین
مین اپنی بوئی ہوئی تخم کو بھی تلف کر بیٹھتے تھے ہو اسطے سرکار انگریزی نے براہ رعایا نوازی یہہ چاہا کہ ایک نہر
کہود کر اس کل علاقہ کو سیراب کیا جاوے ایسا کہ زمیندارون کو بالکل پانی کے طرف سے بے پروائی ہوجاوے
اسواسطے اول منظوری اس نہر کے کہودنے کی ۱۸۴۹ع مین گورنمنٹ ہند سے ہوکر ۱۸۵۰ع مین کام شروع ہوا اور
بارہ سال تک تمام و کمال کام بصرف باون لاکہہ چہتیس ہزار نوسو ستر روپیہ کے ختم ہوکر پانی چہوڑا گیا مادہو پور کے
مقام دریاے راوی کے بائین کنارے سے یہہ نہر شروع ہوتی ہے اور صرف ایک شاخ برابر دینانگر تک
بڑی چوڑی چلی آتی ہے وہان موضع ٹیبری کے پاس ایک اور شاخ اس سے علیحدہ ہوکر کالا بالا تک جاتی ہے
پھر آگے اوسکے بھی دو شاخین ہوجاتی ہین ایک شاخ تو موضع بال گڈہ و سبرآوان و دہرم کوٹ و شاہ مسعود اور
وسیان پند و سوکل وغیرہ ہوتی ہوئے دریاے بیاس کے پرانے راستہ مین جاگرتی ہے اور دوسری موضع ٹہکر ضیالہ
و چیمی و بنگلہ ایمن و جنڈیالہ و باگڑیان و بینڈوری و ترن تارن و شہباز پور و دیپال پور و کلسیان و محمود پور
ہوتے ہوئے اسی بیاس کے پرانے راستہ مین جاگرتی ہے یہہ بیان تو ایک شاخ کے دو شاخون کا تحریر ہوچکا ہے
باقی رہی اصلی نہر کا یہہ حال ہے کہ وہ موضع ٹہری علاقہ دینانگر سے چلکر موضع تہانی وال و مصطفی آباد کے پاس
ہوتی ہوئی سرٹہوال تک پہونچتی ہے وہان آکر اوسکے دو شاخین ہوجاتی ہین جنمین سے ایک تو موضع منڈی و
تھاڈیان و راج پور وغیرہ کی زمین کو سیراب کرتی ہوئی دریاے راوی مین ملجاتی ہے اور دوسری شاخ موضع
کلیان پور و دینا و قلعہ لال سنگہ و خان فتا و جنڈی وغیرہ پاس پاس بہتی ہوئی تلونڈی تک پہونچ جاتی ہے یہان
آگے پھر موضع رلیا کے متصل اوسکی دو شاخین بن جاتے ہین اونمین سے ایک شاخ تو موضع ککو وال و قلعہ کنہا سنگہ
و داؤد و پورہ و باد ہوکے و ونیکی و کنجری کا بل و دہونی و داگی و جلو و سبھیال و چہاونی میانمیر و نہر دوال
دینا بیگ و شاہ پور ہوتی ہوئی راوی مین جاملتی ہے مگر اب سرکار کا یہہ ارادہ ہے کہ اس شاخ کو قصبہ نانگلہ

پہونچایا جاوے اسلیئے جونگ سے آگے داغ بیل لگ گئی ہین دوسری شاخ رلیا کے پاس سے آکر سلطان ونڈ و بھگالی
منڈہ کلان منڈہ خورد دوخیر دین کے وینگیاڑی دکوٹ سوبھا دودی دجامن ولدہی کے دراہی ونڈ و باوکی
ومجار تک جاتی ہوئی ملتان کے علاقہ مین جاکر دریاے راوی مین پڑجاتی ہے اس شاخ کے اندر سے موضع
جامن کے قریب ایک اور شاخ نکلتی ہے جو موضع جبرالی ومنڈہی خورد کے پاس ہوتی ہوئی موضع بہلی کے متصل بیاس
کے پرانے راستہ مین گرتی ہے اس نہر پر بڑی بڑی پل وعمارات جابجا بنائی گئی ہین اور محصول کی آمدنی کے
حصول کیواسطے بڑے بڑے محکمہ قائم ہوئے ہین اور عملے اور حاکم ومحصل ملازم رکھے گئے ہین ہزارون
رجباہہ وسوئی وچہوٹی نہرین اس سے نکالکر زمیندار کوسون پر پانی لے گئی ہین اور جس زمین مین کہ کبھی کچھہ پیداوار
نہین ہوئی تھی اب صدہا من ناج پیدا ہوتا ہے اسکے اجرا سے تمام ملک مانجہہ کا باغ بن گیا اور زمیندار آدمی
ادنی جسکے پاس تھوڑی سی زمین بھی تھی مالدار بن گیا ہے برسات کے اور کنوئین چلانے اور مویشی رکھنے
کی انکو کچھہ حاجت نہین ہی تخم بونے اور غلہ کاٹنے اور پانی لینے سے کام ہے یہہ نہر بہت چوڑی ہے کل طول اسکا معہ
کل شاخون کے چارسو اسی میل ہے **نہر کرن** یہہ نہر ایک قدیمی نہر ہے جو بہرام پور کے جہیل سے
نکلکر کلانور کے نیچے ہوتی ہوئی سوڑیان کو آتی ہے اور اس سے مغرب کے سمت تہوڑے ہی فاصلہ پر راوی
مین داخل ہوجاتی ہے یہہ نہر چالیس کوس کے اندر ملک کو سیراب کرتی ہے کہتے ہین کہ کرن اسکا نام اسواسطے
ہے کہ راجہ کرن نے اسکو کہودوایا تھا اور بعض اسکو سلطان فیروز شاہ تغلق سے منسوب کرتے ہین بہرام پور
سے کلانور تک بہت سے چشمون کا پانی جمع ہوکر اسمین پڑتا ہے **نہر ہنسلی** یہہ نہر شاہجہان بادشاہ
کے عہد مین مادہوپور سے کہود کر لاہور تک آئی اور بڑے باغ شالامار کو اس سے سیراب کیا آغاز اسکا بھی
مادہوپور سے پانچ کوس قصبہ شاہپور کے پاس سے ہوا اور دریاے راوی سے نکالی گئی وہانسے سیدہی یہہ
سجان پور اور سجان پور سے دینانگر وبٹالہ کو اور بٹالہ سے مجیٹھہ کو آتی ہے مجیٹھہ کے پاس اسکے دو شاخین ہوکر
ایک شاخ تو امرتسر کو چلی جاتی ہے اور دوسری شاخ لاہور کو آتی ہے شاہجہانی حکم سے نواب علیمردانخان
امیرالامراء اصفہانی اسکو کہود کر لایا اور ایک ہی شاخ سے لاہور تک لے آیا دوسری شاخ اسکی
رنجیت سنگہ کہودوا کر امرتسر لے گیا اور وہان تالاب امرتسر و رام باغ کو اس سے پرآب کیا طول اس نہر کا مخرج
لیکر لاہور تک پچاسی کوس ہے۔ علاوہ اسکے ایک اور نہر راوی سے نکلکر لاہور کے نیچے ہوتی ہوئی قصور کو
جاتی ہی اور قصور سے راوی کے سمت کو پھر کر راوی مین گرتی ہی مگر یہہ نہر بڑی مدت سے خشک ہے اب کبھی
اسمین پانی جاری نہین ہوا **دریاے چناب** پنجاب کے دریاؤن سے یہہ چوتھا دریا ہے اسہارہی یا
موج دریا اپنے تیزرو و عمیق مشہور ہے قدیم زمانہ مین یونانیون نے اسکا نام اسی سبب تیزرو ہوا تھا بعد از

اہل ہند نے اسکو چندر بھاگا مشہور کیا اب تیسرا نام اسکا چناب ہے جو چین اور آب دو الفاظ سے مرکب ہے یعنی دریاے
چین اور یہہ نام صرف اسواسطے مقرر ہوا کہ نکاس اسکا کوہ سرحد چینی تاتار سے ہے پنجابی زبان مین اب چناب کا
لفظ بھی بگڑکر نام اسکا چہناں مقرر ہو گیا ہے ستلج و بیاس و راوی و جہلم چارون دریاؤن سے یہہ دریا اپنی
پرآبی و عمق و پہناو و طول و تیز روی مین فی الحقیقت زیادہ ہے چشمہ اسکا کوہ لاہول کے مقام پر جو لداخ
سے جنوب اور تبت کے وسط مین ہے بہت بلند واقع ہے وہان ایک درہ کوہ زنسکر کے درون سے جسکی
بلندی تیرہ ہزار فیٹ نیچے کی سطح سے ہے واقع ہے اوس درہ کے نیچے کیطرف ایک بڑی جہیل ہے جسکو
چندر بھاگ بولتے ہین اوس سے نکلکر یہہ دریا چندر نام سے موسوم ہوتا ہے اور پہاڑون کے اندر سے جب
چالیس میل کا راستہ طے کر لیتا ہے تو بمقام ٹانڈے ایک اور دریا سراج بھاگا نام پرآبی و تیز روی مین اسکی برابر
شمال کیطرف کو بہتا ہوا اس سے آکر شامل ہو جاتا ہے اخراج سراج بھاگا کا بھی اوسی جہیل چندر بھاگا سے ہے جس سے
چندر نکلتا ہے اور یہہ دونو دریا چالیس چالیس میل کا راستہ اپنی ایک مخرج سے مختلف راستون مین طے کرتی
ہوئی ٹانڈے کے پاس باہم ملجاتے ہین وہانسے یہہ دونو ملے ہوئی دریا چندر بھاگا نام پاکر سٹھہ گز کے پہناو
اور سخت تیز روی کے ساتھہ اکیس میل کا راستہ طے کر کر کشتوار کے ملک مین پہونچ جاتے ہین اس مقام پر
ایک بڑی ندی جسکو سندا اور موروُردون بھی کہتے ہین شمال کے طرف سے اسکے طرف آکر اسمین شامل ہوتی ہے
اوسکے ملنے سے یہہ دریا بڑا دریا ہو جاتا ہے وہانسے پھر جنوب مغرب کیطرف بہتا ہوا نوے میل کا رستہ
چلکر پنجاب کے میدان کے قریب آجاتا ہے اسمقام پر ایک اور ندی کو بھی شمول ایک اور ندی کے کہ وہ دونو
ندیان توہشرہ و منگلا دیوی سے گذر کر کانگڑہ کے قلعہ کے متصل باہم ملتے ہین موضع حمید پور کے نزدیک پہاڑ
سے نکلکر اس سے ملجاتی ہے پہاڑ سے نکلکر یہہ دریا بہت سا پہیل کر اٹھارہ شاخون مین تقسیم ہو جاتا ہے اور وہ
کل شاخین پھر قصبہ بہلول پور کے پاس آکر ایک ہو جاتے ہین وہان سے بعد قصبہ سودرہ و وزیرآباد و رسول نگر
و پنڈی بھٹیان و چنیوٹ کے پاس سے گذرتا ہوا متصل موضع ملیانہ کے کہ جہنگ سیال سے دو کوس پر ہے دریاے
جہلم کے ساتھہ شامل ہو جاتا ہے اکہنور سے پچاس میل نیچے وزیرآباد تک راستہ اسکا جنوب مغرب کے سمت بہت عمیق و
پرآبی و پرگردابی کے ساتھہ ہے اور سردی کے موسم مین آدہا میل اور برسات مین اڈہائی میل تک چوڑا چلتا ہے
اس دریا مین جہاز رانی اچھی ہوتی ہے اور اکہنور کے مقام سے سوداگر لوگ بڑے بڑے لکڑیان دیودار
اور چیڑ وغیرہ کے جو پہاڑ سے خرید کر پنجاب کو لانا چاہتے ہین اس دریا مین چہوڑ دیتے ہین اور وہ کشتیون کیطرح
پانی پر بہہ دوڑتے ہوئی آتے ہین جہلم کے شمول تک کل طول و درازی اس دریا کی چشمہ کے مقام سے چہہ سو
پانچ میل ہے اور تیز روی اسکی پوری چڑہائی کے وقت فی گھنٹہ پانچ میل اور سردی کے موسم مین فی گھنٹہ اڈہائی میل

شمار ہوتی ہے دریای جہلم کے شمول کے بعد پچاس میل جنوب مغرب کو چلکر دریای راوی اسمین آپڑتا ہے اور
گرمیون مین ایک میل کے قریب چوڑا چلتا ہے اور عمق اسکی مختلف ہوتی ہے مگر چار گز سے کم نہین ہوتی راوی
کے شمول کے بعد بعد طے کرنے راستے اکیوون میل کے جنوب مغرب کے سمت کو دریای گہارا یعنی ستلج و بیاس ملے ہوے
دریا اسکے شامل ہوتے ہین شمول کے مقام پر گہارا کا پانی زرد اور چناب کا پانی سرخ علیحدہ علیحدہ بہتا ہوا
کوسون تک نظر آتا ہے کل طول اور راستہ اسکا چشمہ سے لیکر گہارا کے شمول کے مقام تک سات سو پینسٹھ میل ہے
اس سے آگے اسکو چناب کوئی نہین کہتا دریای پنج ند پکارتے ہین **دریاے پونچھہ** یہہ دریا پنجاب کے
چھوٹے دریاؤن اور دریاے چناب کے مددگارون مین سے ہے اول یہہ کوہ پیر پنجال کے جنوبی گھاٹی سے
نکلکر شمال مغرب کے سمت کو گھاٹی کے نیچے نیچے درمیان درہ پیر پنجال و رتن پنجال کے بہتا ہے جب دس میل سمت کو
پچاس میل طے کرکر قصبہ پونچھہ کے پاس پہونچتا ہے تو ایک اور ندی پہاڑ سے نکلکر اسمین آپڑتی ہے اس
ندی کے شمول کے بعد رخ اسکا جنوب مغرب کو ہوکر بڑی تیزی اور سختی و زور شور کے ساتھہ چلتا ہے اسقدر کہ
اگر سوار یا پیادہ بلا کسی ذریعہ کے اوسے پار اوترے تو فی الفور بہہ جاوے یہہ حالت اکثر طغیانی کے وقت
ہوتی ہے اور پونچھہ سے گذر کر بعض اسکو ندی اور بعضی تہانگ کہتے ہین پھر جنوب مغرب کے سمت کو چالیس میل
چلکر موضع کوٹلی کے متصل دریاے راجوڑ اسمین آکر شامل ہوجاتا ہے اوس شمول سے پھر تیس میل اوسی سمت
کو چلکر یہہ دریا دریاے چناب مین جاگرتا ہے **نالہ ڈیک** اس ندی کا مخرج کوہستان علاقہ جمون
سے ہے اور پہاڑ کے حد تک اسکا نام دیوکا ندی پکارتے ہین اور پر منڈل کہ ایک خاص عبادتگاہ ہنود
مہاراجہ جمون کے علاقہ مین واقع ہے اسی ندی کے کنارے پر ہے وہان یہہ ندی ایک تیرتھہ سمجھی جاتی ہے
اور دور دور سے ہنود غسل کے واسطے وہان جاتے ہین اور والی جمون نے بڑی بڑی مندر و عمارات
عالیشان اسکے کنارے پر بنائے ہوے ہین پہاڑ سے نکلکر سیالکوٹ کے علاقہ مین اسکا نام ڈیک مشہور ہے
اس سے آگے بڑہ کر لاہور کے ضلع مین اسکو باگہہ بچہ پکارتے ہین برسات کے موسم مین جب اسمین طغیانی ہوتی
ہے تو ایسی زور شور سے چلتی ہے کہ گذر آدمی یا چارپایہ کا اسکے اندر سے نہین ہوسکتا کیونکہ اسکے تہہ کے
اندر ریگ روانہ دار ہے اوسپر پانو ٹہر نہین سکتا بسبب پانی کے وہ ریگ پانو کے نیچے سے سرک جاتی ہے
اور اوپر سے پانی کا زور دھکا دیتا ہے اس سبب سے آدمی ہو یا جانور فی الفور گرکر غرق ہوجاتا ہے بعض
مقامات پر اسکے تہہ مین سخت دلدل ہوتی ہے وہان بھی گذرنا گھوڑے و بیل و اونٹ کا محال ہے برسات
کے بعد اکثر مقامات سے یہہ ندی خشک ہوجاتی ہے اور بعض جگہہ پانی رہتا ہے اور یہہ ندی علاقہ تحصیل
ظفروال و پسرور سے گذر کر تحصیل رعیہ مین آتی ہے اور وہان سے شرقپور کے علاقہ مین گذر کر ملک کو سیراب

کرتے ہوئے متصل موضع جہانسبرہ علاقہ سیدوالہ دریاے راوی مین جاگرتی ہے لاہور و گوجرانوالہ کے درمیانی
راستہ مین اس ندی کے اوپر ایک پرانا پل شاہ دولہ کا بنوایا ہوا موجود ہے **نالہ آیک** یہہ ندی
دیہات تحصیل سیالکوٹ و ڈسکہ مین سے گذرتی ہوئی تحصیل وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ کو چلی گئی ہے مخرج
اسکا بھی کہستان جموں ہی سال بھر مین دو مہینے برسات سے پہلے بعض مقامات سے یہہ خشک ہو جاتی ہے تب
بھی بہت جگہہ پانی اسکا جاری رہتا ہے اِس قدر مہینے تک سال مین برابر یہہ جاری رہتی ہے مگر خاص سیالکوٹ کے
نیچے اسواسطے زمستان کے موسم مین یہہ کم آب ہو جاتی ہے کہ کاغذی لوگ واسطے دہونے اور بنانے کاغذ کی بند باندھ
کر پانی اسکا ایک جگہہ روک لیتے ہین کیونکہ سواے اس ندی کے پانی کے اور کوئی پانی سیالکوٹ کے اندر کاغذ
بنانے مین صرف نہین ہوتا اور اسکے پانی سے کاغذ بہت عمدہ و صاف و روشن بنتا ہے مگر جب وہ اوس بند کو
توڑ دیتے ہین تو پھر برابر جاری ہو جاتی ہے برسات کے دنون مین بڑی زور شور سے اسمین سیلاب آتا ہے اسقدر کہ ندی
کے اونچے اونچے کنارون سے بھی بقدر بیس بیس پچیس پچیس فٹ بلند ہو پانی نکلکر پھیل جاتا ہے مگر وہ سیلاب جلد تر
اوتر بھی جاتا ہے فایدہ اسکی طغیانی کا دیہات سیالکوٹ و ڈسکہ کو بہت پہونچتا ہے طغیانی کے وقت سیالکوٹ
کے مقام پر اس ندی کے کنارے بڑا بھاری میلا ہوتا ہے اور تیرنے والے جمع ہو کر سرناہون پر تیرتے ہین
اور اپنی اپنی صنعتین دکھلاتے ہین اور ایک پل حضرت شاہ دولہ کا پختہ بنوایا ہوا اس ندی پر بھی موجود ہے
نالہ گوندل المعروف دہن یہہ بھی ایک پہاڑی نالہ ہے جو کوہ جموں سے نکلکر سیالکوٹ کے
علاقہ مین ہوتا ہوا متصل موضع بھادرپور کے دریاے چناب سے مل گیا ہے اوسمین اکثر مقامات پر زمین سے بھی
پانی نکلتا ہے جسکو وہان کے لوگ سم کا پانی کہتے ہین اِسکے کنارے پر چکیان بھی بہت چلتی ہین **نالہ رنگپور**
المشہور نلواہ یہہ نالہ چکلہ بنانده علاقہ سیالکوٹ سے جاری ہوا اور پھر اوسی علاقہ کے اندر موضع
کھوڑوالی کے متصل دریاے چناب سے ملجاتا ہے اسمین بھی قدرتی پانی سم کا زمین سے نکلتا ہے اور زمیندارون کو
جا بجا فایدہ پہونچتا ہے **علاوہ** ان نالون کے کول علی مردان خان و نالہ ملکپور و نالہ سنرکوٹ و گدگوڑ و نالہ کا
نالہ کھیلوان و نالہ موہنتانوالی و نالہ ڈیانوالی و نالہ حضری و لنڈا وغیرہ ضلع سیالکوٹ مین جاری ہین اور حسب
یعنی چھلین بھی چھوٹے بڑے سینتالیس شمار مین آتی ہین **نالہ توہی** یہہ نالہ بھی کوہ متعلقہ ریاست جمون
سے نکلتا ہے بلکہ شہر جمون اسی کے اونچے کنارہ پر آباد ہے اور شہر کے رہنے والے اسی ندی کا پانی
پیتے ہین ہانسے یہہ ندی بتیس میل جنوب مغرب کے سمت کو بہتی ہوئی دریاے چناب مین آکر شامل ہو جاتی ہے
درمیانی رستہ مین اسکے زمیندارون کو اس سے بہت فایدہ پہونچتا ہے برسات کے موسم مین اسمین بڑی طغیانی
ہوتی ہے اور بڑی تیزی پر آبی کے ساتھہ چلتی ہے **نالہ کہوت ندی آیک** واقع ضلع

سیالکوٹ سی یہہ نالہ نکلتا ہے اور اوسی ضلع مین موضع بوبکان والہ کے پاس اسکا منبع ہے وہان اسکا نام نالہ بوبکانوالہ مشہور ہے وہان سے ضلع گوجرانوالہ مین پہونچکر یہہ ٹوٹ جاتا ہے اور پانی اوسکا پہیل کر کئی مقام پر چہنب یعنی چہوٹے چہیلین بن جاتا ہے پہر ایمن آباد کے قریب بصورت نالہ بنکر چلتا ہے اور علاقہ شرقپور ضلع لاہور مین متصل موضع بیداد پور نالہ ڈیک مین ملجاتا ہے پانی اسکا زمینداروں کے لئے بہت فایدہ بخش ہے بعض اوقات طغیانی نقصان بہی پہونچاتی ہے **نالہ پلکھو** یہہ نالہ ضلع سیالکوٹ سے بطور سومہ زمین سے نکلکر جاری ہوتا ہے اور اوس علاقہ سے چلکر ضلع گوجرانوالہ کے علاقہ مین آتا ہے اور خاص وزیرآباد کے حد مین متصل مثمن برج دریاے چناب کے ایک نالہ کے ساتہہ شامل ہوکر چناب مین جا پڑتا ہے پانی اسکا نہایت صاف ہے کہ دہوبی لوگ سواے اسکے اور کسی پانی سے کپڑا نہین دہوتے بلکہ وزیرآباد کے دہوبی جو پارچہ شوئی مین اوستاد مشہور ہین نالہ پلکھو کے پانی نے اونکو اوستاد بنا رکہا ہے پانی اسکا زراعت کو فایدہ بخش نہین ہے پن چکیان چلتی ہین **نالہ شدن واہ** یہہ نالہ علاقہ سیالکوٹ موضع گنگ پلکن کے پاس نالہ ایک سے نکلا علاقہ ضلع گوجرانوالہ مین آتا ہے اور متصل موضع چک ستینا نالہ پلکھو کے شامل ہوکر کچہہ حصہ تو دریاے چناب مین چلا جاتا ہے اور کچہہ پانی وہانسی آگے چلکر کہلڑی نام پاتا ہے جب متصل موضع بچول پہونچتا ہے تو شدن واہ نام اسکا مشہور ہوجاتا ہے وہانسی آگے چلکر اور تالاب ہرن متیار تک جاکر پانی اسکا ارکی سرزمین مین جذب ہوجاتا ہے اسکے پانی سے زمینداروںکو بہت فایدے پہونچتے ہین زراعت موںجی کی اسکے مدد سے سینکڑوں گہانو ہوتی ہے اور متصل موضع ارا پانوالہ و جہدو پور و کوٹ شاہ محمد بصورت جہیل اسکا پانی بہر جاتا ہے اور اسمین مچہلی کا شکار بہت حاصل ہوتا ہے **نالہ دگ** تحصیل حافظآباد ضلع گوجرانوالہ موضع رامکی سے اس نالہ کا آغاز برسات مین ہوتا ہے وہانسے چلکر موضع چک بہٹی کے متصل دریاے چناب کے شامل ہوجاتا ہے اسکی پانی سے بذریعہ جہٹہ و جہلار زراعتون کو آبپاشی ہوتی ہے **نالہ سکھہ نین** یہہ نالہ موضع پہڑیانوالہ متعلقہ تحصیل وزیرآباد کے پاس دریاے چناب سے نکلتا ہے و موضع کوٹ سلیم و باغ و باہری و کوٹ میان جان و علاءالدین و کوٹ جان محمد و کناٹ کے پاس سے گذرتا ہوا متصل موضع جاگو کے پہر دریاے چناب کے ساتہہ ملجاتا ہے موضع کوٹ سلیم و باہری کے حد مین اسکے اندر سوتا نکلتا ہے یعنی چشمہ کے طرح زمین سے پانی نکلتا ہے ــ ✦ ــ **نالہ نکاین والہ** یہہ نالہ بسمات راجکوران المشہور نکاین زوجہ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے موضع ننگل و ناسنگہ تحصیل گوجرانوالہ کے پاس نالہ ڈیک سے نکلوا کر براہ شیخوپورہ موضع ہکہی تک پہونچایا تہا مدت تک یہہ جاری رہا اور زمینداروں کو بڑے بڑے فایدے اس سے ہوئی اب پچیس سال کے عرصہ سے یہہ بند ہے اگر صفائی ہو تو پہر پانی اسمین جاری ہوجاتی **دریاے جہلم** کشمیر کے پرانی تاریخون مین نام اسکا بیتا اور فارسی کتابون مین بہت لکہا ہے اور یونانی لوگون نے اسکا نام ہداسپس رکہا تہا پنجاب مین

اسکو دریاے جہلم پکارتے ہین مگر یہہ نام اسکا قدیمی نہین ہے بلکہ تہوڑی عرصہ سے نام اسکا جہلم صرف اسیواسطے
مشہور ہوگیا ہے کہ پہاڑ سے نکلکر یہہ قصبہ جہلم کے نیچے بہتا ہے مخرج اسکا کوہ کشمیر ہے اور کشمیر کے کل پہاڑی چشمون
اور ندیون اور نالون و دریاؤن کا پانی اسی کے ذریعہ سے پنجاب کے میدانمین بہتا ہوا آتا ہے پہلے یہہ دریا
چشمہ ویرناگ یا کسا ناگ کے جہیل کوہ پیر پنچال سے نکلکر بارہ مولہ کے درہ کے راستے پنجاب کے میدانمین آتا ہے
بڑا مددگار اسکا دریاے لدر ہے اور وہ دریا پہلے شمال مشرق کے گہاٹون کوہ کشمیر سے نکلکر شیش ناگ
کے جہیل مین آتا ہے پہر اوسکا پانی لیکر جنوب مغرب کے سمت کو پچاس میل کا راستہ طے کرتا ہے تو دریاے
بہنگ جو جنوب مشرق کے سمت کے بہتا ہوا آتا ہے اسمین ملجاتا ہے پہر وہانسے دس میل کے مسافت شمال
مغرب کو طے کرکر ایک اور بڑی ندی جو کہ سندرین و دشا و دہری پور وغیرہ چہوٹے چہوٹے ندیون کے پانی سے
سیرآب ہوکر اور چالیس میل کا راستہ طی کرکر آتی ہے اسمین شامل ہوجاتی ہے پس وہ دریای لدر اتنی چشمون
اور ندیون کا پانی لیکر دریاے جہلم کے آکر شامل ہوجاتا ہے ان ندیون مین سے وشاؤ ندی دریاے
لدر کے مددگار بہت بڑی ہے چشمہ اوسکا اور دریاے جہلم کا ایک ہی شمار کیا جاتا ہے دریاے وشو کنسا ناگ
کے مقام سے اندر ہی اندر زمین کے چلتا ہے اور کنسا ناگ ایک چہوٹی سی جہیل بہت گہری کوہ پیر پنچال کے
چوٹی کے پاس ہے بلندی اسکی سمندر کے سطح سے بارہ ہزار فیٹ شمار ہوتی ہے وہان سے دریای جہلم
اپنے مددگار ندیون کا پانی لیتا ہوا اور بہت زور شور کے ساتھہ چلتا ہوا شہر سری نگر کے اندر داخل ہوجاتا ہے
وہانسے نکلکر ایک بڑی جہیل کے اندر جسکا نام ولر ہے داخل ہوتا ہے اور ولر کے داخل ہونے سے پہلے ایک
اور ندی سند نام شمالی پہاڑون سے نکلکر اسمین آپڑتی ہے پہر ولر جہیل کے دوسرے طرف سے نکلکر بارہ مولہ
کے طرف آتا ہے اور مقام مظفر آباد جو ایک شہر مشہور کوہ کشمیر کے پاس بستا ہے پہنچکر اسمین دریای نین سکہہ حدود
تبت سے بڑی تیزی سردی کے ساتھہ نکلکر آپڑتا ہے پہر بعد وہ پہلی دریای کشن گنگا مشمول ایک اور ندی کے جو کوہ گوری
سے نکلکر اوسمین داخل ہوتی ہے اسکے شامل ہوتا ہے یہہ دریا کشن گنگا بہی اپنی تیزروی و سیرآبی و گہرائی
و چوڑائی مین اوس مقام پر جہلم سے کچہہ کم نہین ہے بارہ مولہ کے مقام پر جہلم کے اوپر سات محراب کا قدیمی پل بنا ہوا
ہے جسکے اوپر سے آمدرفت ہوتی ہے بعد شمول کشن گنگا کے جہلم سمت جنوب گہگر دہکے علاقہ کے اندر بہتا ہوا
سوجہم اور سندر کے متصل بعد طے کرنیکو مسافت اکیو تیس میل کے چشمہ کے مقام سے ہو پہنچتا ہے اوسی نزدیکی مین ایک
اور ندی جسکا نام جو ننگ پر کوٹلی کے سمت سے آکر اسمین شامل ہوتی ہے اوس مقام سے بہاو اسکا ست چوڑا
بلکہ قابل جہاز رانی کے ہوجاتا ہے وہانسے چلکر پہر یہہ دریا قصبہ جہلم کے نیچے آتا ہے جہان شاہ گذر ہے اور
[illegible] رساتہ سکے وہان [illegible] کشتون کا ۲ بند [illegible] رہتا ہے وہان اکثر اوقات سوا برسات کے بہم پہم دریا کا بہی [illegible]

گز چوڑا اور بارہ سے لیکر سولہ فیٹ تک گہرا ہوتا ہے اور برسات مین پہناؤ اسکا چھہ سے لیکر آٹھہ سو گز
تک سے کم نہین ہوتا جہلم سے آگے چلکر رخ اس دریا کا جنوب کے سمت سے بدل کر جنوب مغرب کے گوشہ کو ہوجاتا ہے
اور جلال پور کے پاس پہونچکر تیزی اسمین اسقدر زیادہ ہوجاتی ہے کہ جہلم کے پاس فی گھنٹہ ایک میل اور
جلال پور کے پاس فی گھنٹہ تین میل رستہ چلتا ہے اور پہناؤ دریا کا جلال پور کے پاس برسات کے دنون
سوا میل تک ہوتا ہے اور چودہ عمق اور فی گھنٹہ چار میل رفتار ہوتی ہے دریائی جانور مچھلی و مگرمچھہ و بولن
وغیرہ اس مقام پر بکثرت ہوتے ہین جلال پور سے پھر جنوب کے سمت چلکر رہتاس گڑھ جاکر بھیرہ و خوشاب و
جہنگ سیال و چنیوٹ کے نزدیک بعد طے کرنے راستے چار سو نوے میل کے تریمون کے مقام سے دریائے چناب مین
ملجاتا ہے اوس جگہہ یہہ دو دریا ملے ہوے ان کا پہناؤ گرمی کے موسم مین ایک میل سے زیادہ اور بارہ فیٹ
تک عمق ہوتا ہے اور خاص دریائے جہلم شمول سے پہلے پانسو گز تک چوڑا ہے اور اسی دریا کے کنارے پر
قصبہ جہلم و جلال پور کے درمیان سکندر اعظم و راجہ پورس کی لڑائی ہوئی تھی جسمین سکندر نے فتحیابی پائی انتہا

دریائے سندھ یہہ دریا چھٹا دریا پنجاب کا پنجاب کے آخیر دریاؤن سے شمالی و غربی سمت پنجاب
کے جاری ہے انگریزی تواریخون مین اسکا نام انڈس لکھا ہے اور قدیمی نام اسکے اباسین یا اباسند یا سندہ
ہے پنجاب کے رہنے والے اسکو اٹک کے نام سے پکارتے ہین محض اسواسطے کہ پہاڑون سے نکلکر یہہ قلعہ اٹک
کے نیچے بہتا ہوا پنجاب کے میدان مین آتا ہے بر اعظم ایشیا کے ملک کے اندر یہہ ایسا دریا بہتا ہے جسکی زخاری
و مواجی کا حد و حساب نہین ہے بڑے بڑے دریا اور ندیان اور چشمے پہاڑی اسمین شامل ہوتے ہین اور
دریائے ستلج و بیاس و راوی و چناب و جہلم کا ادخال بھی اسی دریا کے اندر ہے سیاحان فرنگ اصلی حال اسکا
اسطرح تحریر کرتے ہین کہ چشمہ اس وسیع دریا کا شمالی ملک کوہ کیلاس کے اندر ایک اور بڑے دہ نام جہیل ہے جس
پہاڑ کو اہل ہنود اپنے اعتقاد کے موجب شب جی کے رہنے کا مقام اور وطن بیان کرتے ہین بلندی اوس پہاڑ
کی سمندر کی سطح سے بائیس ہزار فیٹ شمار کی گئی ہے چشمہ اپنے سے نکلکر یہہ سنگہ باب نام پاکر ایکسو ساٹھہ میل
شمال مغرب کے سمت کو بہتا ہوا جب کوہ ہیگل مین آتا ہے تو رخ اسکا بدل کر جنوب مغرب کے سمت کو ہوجاتا ہے
وہان سے تھوڑا راستہ چلکر دریائے انگ چو یا کوہ گڈہ ٹوپ سے بڑی زور شور کے ساتھہ آکر اسمین ملجاتا ہے
کوہ گڈہ ٹوپ بھی مغربی بنیاد کوہ کیلاس مین واقع ہے جس سے وہ دریا نکلکر پہاڑون کے اندر اپنا
راستہ طی کرتا ہوا یہان آپہونچتا ہے شمول کے بعد سنگہ باب اوسی سمت کو چلتا ہوا الاکنس خیل کے دہ کو
آملتا ہے پھر پچاس میل گہرے پہاڑون کے اندر چلکر کوہ نرتاغم مین آتا ہے یہہ مقام شاہ چین کے ملک
کی حدی پانسو میل کے فاصلہ پر ہے اور پندرہ ہزار فیٹ بلندی رکھتا ہے وہان کی زمین پتیلا میدان ہے

جسمین بیشمار جھیلین پانی کے موجود ہین اوس مقام پر سوائے برسات کے یہہ دریا ساٹھہ گز چوڑا ہے اور عمق کا
حد و حساب نہین ہے سردی کے موسم مین وہان بسبب کثرت برف کے اکثر مقامات مین دریا کا پانی بھی جم
جاتا ہے وہان سے پھر تیس میل جنوب مغرب کیطرف چلکر راستہ دریا کا شمال مغرب کے سمت کو بدل جاتا ہے
اور مقام ادکشی جو تین سو تیس میل چشمہ کے مقام سے ہے پہونچکر پچاس گز چوڑا ہو جاتا ہے اور وادی تین چوڑان
کی حالتمین تیس میل اور طے کرکر شہرلی کے نیچے جو دارالریاست لداخ کے ملک کا ہے پہونچ جاتا ہے اس موقع
بلندی اسکی سمندر کے سطح سے دس ہزار فیٹ کی اور مسافت چشمہ کے مقام سے تین سو ساٹھہ میل ہے اور
بائیس فیٹ کی بلندی سے پستی کو گرتا ہے پھر شہرلی سے شمال کو اٹھارہ میل چلکر بمقام نیمون پہونچتا ہے
وہان دریائے زنسکار کوہ زنسکار سے نکلکر جنوب مغرب کے گوشہ سے شمال مشرق کے طرف بہتا ہوا اس دریا
مین آگرتا ہے دریائے زنسکار بہت تیز رو اور گدلا ہے اور اسکا پانی مصفا و شفاف اسلئے دور تک
بعد شمول دونو دریاؤن کا پانی علیحدہ علیحدہ بہتا ہوا دکھائی دیتا ہے پھر وہان سے بیس میل اور چشمہ کے
مقام سے چار سو آٹھہ میل چلکر کلت نٹی کے مقام پر پہونچ جاتا ہے وہان اس دریا پر لکڑی کا پل بندہا ہوا ہے
پل کے نیچے پچیس گز دریا چوڑا ہے وہان سے چلکر جب پچیس میل کا راستہ طے کرتا ہے تو دریائے دراس
کوہ شمالی و مشرقی کشمیر سے نکلکر اور شمال مشرق کے سمت کو نوے میل چلکر شمالی و مغربی نہرون اور چشمون و
ندیون کے پانی اپنے ساتھہ ملاتا ہوا بڑی زور و شور سے اسمین آپڑتا ہے اس شمول کے بعد یہہ دریا شمال کے
سمت کو چلتا ہے اور سینتالیس میل چلکر قلعہ کارس کے نیچے آتا ہے اس مقام پر دریائے شیوک شمال کے سمت سے
بہت سی نہرون اور چشمون کے پانی لیتا ہوا اسمین آپڑتا ہے شمول کے مقام سے پرے دریائے شیوک
ایکسو پچاس گز اور یہہ دریا اسی گز چوڑا ہے مگر یہہ نہایت عمیق و پر آب اور وہ چوڑا و کم آب ہے اس شمول
کے بعد نام اسکا سنگہہ باب سے بدل کر اباسین یا اباسندہ یا سندہ مقرر ہوتا ہے اس مقام سے پچیس میل اور
چلکر دریائے سنگر کوہ اسکردو کے شمال کے طرف سے نکلکر اسمین داخل ہوتا ہے پھر نوے میل شمال مغرب
کو بہکر ناگ یون شاکرون کے علاقہ مین آتا ہے وہان سے تین میل طے کرکر ایک بڑی ندی کوہ گلگت سے
نکلکر اسمین پڑتی ہے وہان سے پچیس میل چلکر بمقام کوہ ابکو پہونچتا ہے وہان پر بہت سا حصہ اس دریا کے
پانی کا ایک پہاڑ کے غار مین گہستا ملا جاتا ہے وہان سے پینتالیس میل تک راستہ اسکا جنوب مغرب کو ہے
پھر جنوبی سمت کو رخ بدل کر بعد طے کرنے ایکسو چودہ میل کے درہ بند کے مقام پر آتا ہے جو شمالی سرحد
صاحبان انگریز کی حکومت کا مقام ہے اور دریا بہ نہایت مین وہان سو گز چوڑا پایا جاتا ہے اس مقام تک
کل راستہ سندہ کا چشمہ سے لیکر آٹھہ سو بارہ میل شمار ہوتا ہے وہان سے آگے ساٹھہ میل اور چلکر موضع

متصل پنجاب کے میدان مین آجاتا ہے چونکہ وہان پھیلاؤ اسکا بہت ہوا اسلیئے پانچ چار مقام سے وہان پایاب بھی
ہوجاتا ہے وہان سے چلکر اور قلعہ اٹک کے نیچے آکر اٹک نام پاتا ہے یہان بھی بعض بعض وقت سردی کے
موسم مین پایاب ہوجاتا ہے مگر تیزی اسقدر رہے کہ کوئی چیز اوسمین ٹھہر نہین سکتی رنجیت سنگہ والی لاہور ایکبار
اسمقام سے پایاب وتر اگر اسکا لشکر جب دریا مین پیل کر اوترنے لگا تو وہ پایابی کے مقام سے ٹل کر بڑے
پانی مین جا پڑے اور بارہ سو آدمی غرق ہوگئے اسیطرح شاہ شجاع الملک نے سنہ ۱۸۱۶ء مین اس دریا سے پایاب
عبور کیا مگر اسوقت کہ دریا اپنی اوج اور چڑھاؤ پر تھا اور گرمی کا موسم تھا صحیح عبور اسکا گویا کرامت و در بادشاہ
کی اقبال مندی مین گنا جاتا ہے بسبب تیزی پانی کے وہان اکثر کشتیان غرق ہوجاتی ہین اور چونکہ ایک بڑا پتھر جلالہ
نام دریا کے کنارے پر ہے اوسسے اکثر اوقات کشتی ٹکر کہا کر ٹوٹ جاتی ہے اور اوس پتھر کو جلالہ اسواسطے
کہتے ہین کہ جب اکبر شاہ بادشاہ کے وقت جلالہ مفسد نے اس علاقہ مین فساد شروع کیا تو اکبر ادہر آکر اس
دریا سے گذرا اوسوقت کشتی خزانہ کی بہری ہوئی اسی پتھر کے ساتھہ ٹکر کہا کر غرق ہوگئی جب خزانچی نے
یہہ رپورٹ بادشاہ کی خدمت مین کی تو فرمایا کہ ہمارے واسطے یہہ پتھر بھی جلالہ غارتگر بن گیا ہے اوس روز
سے اوس پتھر کا نام جلالہ مشہور ہوگیا اٹک کے نیچے تہوڑے سے فاصلہ پر دریاے کابل جسکو اہل کابل جوے شیر
کہتے ہین شمال کے گہاٹیون کو اسفید اور جنوب کے گہاٹیون کو ہندوکش و خیبر اسکے اندر سے بڑے بڑے
ندیون اور چشمون اور نالون کے پانی اپنے ساتھہ ملاتا ہوا بڑی زور شور اور اوج کے ساتھہ اس دریا مین
شامل ہوجاتا ہے دریاے کابل بھی اوسمقام پر سندہ کے طرح پر آب و تیز رو و گہرا و چوڑا ہے بلکہ ایک وصف
اوسمین سندہ سے بھی زیادہ ہے کہ سندہ کے شمول سے اول دریاے کابل چالیس میل تک قابل جہاز رانی کے
ہے بخلاف دریاے سندہ کے کہ باعث تیز روی اور نیز باعث اسکے کہ اوسکے اندر بڑی بڑی پتھر ہین
قابل جہاز رانی کے نہین ہے ان دونو دریاؤن کے تہہ کے ریگ مین اکثر مقامات مین سونا نکلتا ہے بلکہ دریاے
سندہ کے اوپر کے راستے مین بھی اکثر اور اسکے شاخون کے ریگ مین سے سونا نکالتے ہین چنانچہ دریاے گدہ ٹوپ
سیوک و اسکردو کے شمول کے مقامات پر ریگ ہو کر سونا نکالا جاتا ہے اور نیز حدود کاشغر و کشمیر و کافرستان و
پکہلی و دہنتور کے پاس بھی دہقان لوگ اسکی ریت کو دہو کر سونے کی ریگ نکالتے ہین چشمہ سے لیکر دریاے
کابل کے شمول تک آٹھہ سو ستر میل سندہ کا راستہ گنا جاتا ہے دریاے کابل کے شمول کے بعد دریاے سندہ
قابل جہاز رانی کے ہوجاتا ہے اور بہت سے چھوٹے جہاز ملک سندہ وغیرہ سے تاجر لوگ وہان تک لیجاتے ہین
اور اسی دریا کے ذریعہ سے لاکھون روپیہ کے مال کی سوداگری پشاور و کابل و خراسان و ایران
وغیرہ ملکون مین ہوتی ہے اٹک کے نیچے سواے تین مہینے برسات کے نو مہینے تک کشتیون کا پل بندہا رہتا ہے

اور اوسی شاہ گذر سے بڑی سڑک گذرتی ہے دریا اٹک کے مقام پر نا نسو چالیس فیٹ چوڑا ہے اور برسات
مین ساٹھہ فیٹ گہرا ہو جاتا ہے اور یہہ مشہور مقام اٹک کا ایکہزار فیٹ سمندر کے سطح سے اونچا ہے اور سترہ
ہزار فیٹ اس دریا کے چشمہ سے پست شمار ہوتا ہے اور راستہ دریا کا آٹھہ سو ہتر میل ہے اسمقام کی پستی کو
اگر آٹھہ سو ہتر میل تعداد مسافت پر پہیلا دین تو واضح ہوتا ہے کہ یہہ دریا بیس فیٹ کے قریب فی میل بتدریج
سے نشیب کو آیا پھر اٹک کے مقام سے سمندر تک پستی اسکے میلون پر پہیلا دین تو فی میل ایک فٹ آتا جاتا ہے
گویا جسقدر اٹک سے سمندر تک اسکے راستے کے میل ہین نشیب ہی اوسیقدر فیٹ ہی پھر اٹک کے مقام سے
یہہ دریا بسمت جنوب اور کچھہ مایل بجنوب مغرب بہتا ہوا انکمین پہاڑون کے قطار کے اندر گہس جاتا ہی جو کہ
مشرقی انجام کوہ سفید و کوہ ہمالہ کے بنیاد مین واقع ہے اٹک سے دس میل طے کر کر یہہ دریا پہاڑ مین
داخل ہوتا ہے وہان سے سو میل چلکر کالا باغ کے پہاڑ مین آتا ہے اور بلند بلند چوٹیان پہاڑون کے
سنگین گنبد اسکے کنارون پر دکہائی دیتے ہین چونکہ اسمقام پر آکر پانی دریا کا صاف جست کے
رنگت کا ہے اسواسطے یہان اسکو نیلاب کہتے ہین اور ایک بستی بھی وہان نیلاب کے نام سے موسوم ہے
اس راستہ مین مقام گہوڑا ترپ جو اٹک سے بیس میل کے فاصلے پر ہے دریا دو سو فیٹ تک چوڑا اور ایکسو اسی فیٹ
تک عمیق ہوتا ہے اور تیزروی ایسی ہوتی ہے کہ دس میل کا راستہ ایک گہنٹہ مین طے کر لیتا ہے پھر وہان سے
کالا باغ تک بہنا و اس دریا کا ایکسو فٹ سے چار سو فیٹ تک مختلف مختلف مقامات مین ہے اور بلندی اسکے
کنارون کی پہاڑون کے اندر ستر فیٹ سے لیکر سات سو فیٹ تک ہے طغیانی کی حالت مین اس حصہ کے اندر
دریا کی چڑہائی قریب پچاس فیٹ کے ہو جاتی ہے جب یہہ دریا کالا باغ کے نیچے کے میدانون مین آتا ہی تو
پانی اسکا میدان کے اندر پہیل جاتا ہے بلکہ کالا باغ سے کچہہ اوپر بھی بعض مقامات مین چار سو اسی گز تک پہیلاو
اسکا نظر آتا ہے کالا باغ سے نیچے کے میدانون مین شرقی کنارہ اسکا پست ہی اور غربی کنارے پر ایک بلند
پہاڑ ہے جو دور سے قلعہ کے شکل اور دریا اسکے نیچے خندق کیطرح نظر آتا ہے کالا باغ سے کوٹ مٹھن تک
یہہ دریا جنوب جنوب مغرب کے سمت کو قریب تین سو پچاس میل کے بہتا ہے اور اسقدر راستے مین دونو کنارے
اسکے پست ہین اسواسطے برسات مین پانی اسکا تمام ملک ریگستان و ڈیرہ اسمعیل خان و ڈیرہ دین پناہ و
ڈیرہ غازیخان وغیرہ علاقون مین پہیل جاتا ہے اور جہان تک نظر کام کرتی ہے سوای پانی کے اور کچھہ
نظر نہین آتا اس دریا کی طغیانی بعد گلنے برفون کے موسم بہار ہوتی ہے بلکہ چڑہاو و گہٹاو اسکا نہایت باضابطہ
و باقاعدہ ہی یعنی کہ اول مارچ مہینے کے اخیر مین چڑہاو اسکا شروع ہوتا ہے اور جولائی و اگست مہینے مین
طغیانی اسکی اوج پر ہوتی ہے پھر ستمبر کے اخیر اسکی گہٹاو کا آغاز ہونے لگتا ہے جنوری و فروری مین جب

برفین بالکل منجمد ہوتے ہین بہت ہی پست ہوتا ہے طغیانی اسکی کالاباغ سے لیکر کوٹ مٹھن تک بمقدار آٹھہ فیٹ کے ہوا کرتی ہے اور اسقدر راستہ مین اور بھی بہت سے ندیان کوہ سلیمان مختلف مقامات سے نکلکر ہمیرہ آتی ہین چنانچہ دریاے گرم نہون کے ملک کو سیراب کرتا ہوا اسمین داخل ہوتا ہے اور ایک اور دریا بڑا عمیق وہ چوڑا جسکا پانی نہایت صاف ہی مغرب کی طرف سے آکر اسمین شامل ہوتا ہے علی ہذا القیاس دریاے کرم دو دریا ہے سوان بھی بائین کنارے یعنی شرق کی سمت سے آکر اسمین گرتے ہین اور بہت ندیان ایسی بھی ہین جنکا پانی طغیانی کے وقت اس دریا تک پہونچتا ہی نہین سردی مین وہ ریگستان کے اندر ہی گم ہوجاتی ہین کالاباغ و کوٹ مٹھن کے درمیانی راستہ مین بسبب بہت چوڑی ہونے دریا کے بارش کے پانی کے طغیانی ہمیرہ کم ہوتی ہے مگر کالاباغ سے اوپر جہان جہان اسکا راستہ تنگ ہے وہان البتہ بارش کے پانی کے داخل ہونے کے سبب سے آٹھہ یا نو فیٹ تک پانی دریا کا اپنی اصلی حالت سے اونچا ہوجاتا ہے کوٹ مٹھن و بھکر کے درمیان طغیانی کے وقت پانی اسکا مغربی کنارہ سے اوچھل کر ملکون مین پہیل جاتا ہے اور تیس میل تک برابر پانی ہی پانی نظر آتا ہے اوسوقت کوٹ مٹھن کے نیچے تیس میل چوڑا اور اکثر چالیس فیٹ گہرا دریا ہوتا ہے دو یا تین میل نیچے کوٹ مٹھن کے قاضی کے مقبرہ کے پاس دریاے پنج ند یعنے دریاے ستلج و بیاس و راوی و چناب و جہلم پانچون ملے ہوئے دریا شرقی کنارے کے طرف سے اسمین آکر شامل ہوتا ہے اوس جگہہ ایکطرف دریا کے گڈہی اختیار خان ماتحت ریاست بہاولپور اور دوسرے طرف قصبہ راجن پور آباد ہے یہہ شمول کا مقام سمندر کے دہانہ تک چار سو نوے میل کا راستہ ہے دریاے پنج ند اس شمول سے اول اگرچہ سندہ سے زیادہ چوڑا ہے مگر سندہ مین گہراو تیزی رفتار اور پانی زیادہ ہے بعد شمول کے دریا کم سے کم دو ہزار گز چوڑا یا سوا میل پہناو مین ہوجاتا ہے اوسجگہہ کنارے اسکے بہت پست ہین اور پانی میلا و گدرا خاک آمیختہ ہے کوٹ مٹھن کے پاس بسبب پستی کنارون کے پانی سندہ کا پہیل کر شکارپور تک پہونچ جاتا ہے روڑی شہر کے نیچے جاکر یہہ دریا کوہ سنگ چقماق کے اندر داخل ہوجاتا ہے اور یہہ وہ پہاڑ ہے جو مقام کچ گندہاوہ سے شروع ہوکر سرزمین شرقی علاقہ جیسلمیر تک پہونچتا ہے اور پہلے علامات سے پایا جاتا ہے کہ اس سے پہلے یہہ دریا مشرق کے طرف رخ کرکر کوہ چقماق کے شمالی بنیاد کے نیچے بہتا تھا اور اوس تمام ہموار ملک کو سیراب کرتا تھا مگر اب جب سے اوسطرف سے رخ دریا کا ہٹ گیا ہے تمام ملک ویران ہوکر جنگل بن گیا ہے اس چقماقی پہاڑ کے اندر صرف یہہ دریاے سندہ ہی جاری نہین ہے بلکہ چند میل شرق کیطرف چلکر روڑی کے اوپر کچھہ کم فاصلے پر ایک اور ندی اس پہاڑ کے اندر جاری ہے جو اپنی سیرابی کے مواضع مین اور چہوٹی ندیون سے زیادہ ہے اور وہ ندی پہاڑ کے اندر جنوب مشرق کیطرف بہتی ہوئی جنگلون اور ریگستانون مین پہیل کر ختم

ہوجاتی ہے اور بارش کے موسم مین پھیہ ندی بھی طغیانی مین آکرا ور سمندر کے طرف مایل ہوکر کوڑی کے مقام
تک پہونچ جاتی ہے شہر روڑی کے پاس چار جزیرے چھوٹے چھوٹے ہین بڑا جنمین بھکر ہے اور قلعہ بھکر جو دریا کے
اندر بنا ہوا ہے قلعہ کے پاس پہونچکر دریا دو شاخون مین تقسیم ہوجاتا ہے اور دونو شاخین قلعہ کو احاطہ
کئے ہوئے چلتے ہین قلعہ سے آگے چلکر پھر وہ دونو شاخین ایک ہوجاتے ہین بھکر کے قلعہ سے پچاس میل
آگے چلکر مغربی نالہ جو ایک بڑی شاخ سندہ کی ہے اس سے علیحدہ ہوکر اور اکیسوبیس میل چلکر اوس موقع
پرکہ چار میل سہوان کے جنوب مشرق کو ہے پھر اسی دریا مین ملجاتی ہے اور سہوان کے متصل جو ایک بڑی
جھیل مانچر نام سے مشہور ہے طغیانی کے وقت اسی نالہ سے اسمین پانی پہونچتا ہے مانچر کی جھیل تین میل سے
لیکر پچاس میل تک مدور ہے بلکہ طغیانی کے وقت پچاس میل سے بھی زیادہ دور اوسکا ہوجاتا ہے اور
جسقدر حصہ زمین کا دریاے سندہ اور مانچر جھیل کے درمیان ہے اوسکو اڑدل کہتے ہین سہوان کے مقام سے
آگے چلکر اوسمقام تک کہ شاخ دریا فولیلی کی سندہ سے جدا ہوتی ہے اسی میل کا فاصلہ ہے وہان دریا نیچے
اپنے کنارون سے بہت چلتا ہے سولہ سے لیکر بیس فیٹ تک پانی کے سطح سے کنارے بلند ہین اوسکے
کے حصہ مین طغیانی کا پانی بہت کم پہنچتا ہے اور زمیندارون کی زمینین دریا کے پانی سے سیراب نہین ہوتین
زراعتون کو پانی کنون کے ذریعہ سے دیا جاتا ہے۔ شاخ فولیلی کی ایک بڑی شاخ سندہ کے مشرقی کنارے بارہ
میل شہر حیدرآباد سے سمت شمال نکلکر کوہ گونجا کے متصل جنوب مشرق کے سمت کو بہتی ہے اور اسی پہاڑ کے
اوپر شہر حیدرآباد آباد ہے وہان پر وہ شاخ مغرب کے سمت کو رخ کرکر بعد طے کرنے مسافت پندرہ میل کے
بڑے دریا سے بمقام ترکل جاملتی ہے اس شاخ کا نام فولیلی اوس مقام پر ہے جہان پھیہ دریا سے علیحدہ
ہوتی ہے آگے کچھہ تھوڑا سا راستہ جنوب مشرق کو چلکر اسکو گونی کے نام سے پکارتے ہین طغیانی کے وقت بہت
سا پانی دریاے فران کا بھی فولیلی کے شاخ مین آپڑتا ہے اور وہ پانی دہانہ کوری تک پہونچکر سمندر مین
جاگرتا ہے دہانہ کوری کے مقام کو خلیج سمندری بھی کہتے ہین کیونکہ اوسکا پانی سمندر کیطرح بالکل کہارا ہے جب
کبھی بہت سی طغیانی سندہ مین ہوتی ہے تو شاخ فولیلی اور سندہ آپسمین ملکر ایک ہوجاتے ہین بتیس میل سمندر
سے ورے دریاے سندہ سات میل چوڑا اور بیس فیٹ عمیق بڑے دہانہ کے اندر ہوتا ہے سندہ کے
شاخون سے بڑی شاخ ایک شاخ ہے جسکو بتیری کہتے ہین اور وہ مقام بناسی دریا سے نکلکر اور چالیس
میل کا راستہ طی کرکر حیدرآباد کے نیچے جاتی ہے طغیانی کے وقت اسمین جہاز بھی چلائے جاتے ہین پھر یہ
شاخ سیر کے دہانہ کے راستے سمندر مین جاگرتی ہے دہانہ کے متصل پھیہ شاخ دو میل چوڑی اور پہہ سے
لیکر بارہ فیٹ تک گہری ہے سیر کا دہانہ کوڑی کے دہانہ کے متصل مغرب کے طرف واقع ہے۔ شہر ٹھٹھہ

سے بفاصلہ چھہ میل کے ایک اور شاخ گلیری نام کی مغربی پاٹ نے کنارے سندہ سے نکلتی ہے اگر پانی اسکا بنجارات
اور ریگستان مین جذب نہوتا تو شہر ٹھٹہ کو یہہ ہمیشہ جزیرہ بنائی رکھتی مگر اب بھی طغیانی کے وقت یہہ شہر کو احاطہ
کر لیتی ہے شہر ٹھٹہ سے پانچ میل اور سمندر سے ساٹھہ میل دور دو شاخین سندہ سے نکلتی ہین اونمین سے ایک
کا نام بگھار ہے جو مغرب کے طرف بہتی ہے اور دوسرے کا نام ستا ہے جو دریاے سندہ کا پرانا رستہ لیکر جنوب
کے سمت کو بڑی تیزی کے ساتہہ روان ہوتی ہے - سول اور موتنی اور دو شاخین سندہ سے نکلکر ستا
کے مشرق کے طرف کو چلتی ہین اگرچہ اب وہ خشک ہین مگر دہانہ اونکی قایم ہین اون دونوین سے
سول کا دہانہ بہت چوڑا ہے کہا ستیر کے دہانہ کے مغرب کے طرف جاری ہے اوسکو موتنی کا دہانہ بھی
کہتے ہین اوسکے بعد بیند میل مغرب کے طرف دہانہ کوکی واڑی ہے مگر اب باعث کثرت ریگ کے بند ہوگیا ہے
اجرا کے وقت ایکہزار ایکسو گز چوڑا تہا دہانہ ستا کا پانی طغیانی کے وقت دہانہ گیدی واڑی مین بھی جا کر
گرتا ہے جو ایک اور دہانہ مغربی سمت کو ہے یہہ دہانہ ۱۸۴۸ع کے طغیانی کے وقت تبدیل ہوگیا تہا اس
شاخ مین بوقت طغیانی پانی بقدر آٹھہ فیٹ کے ہوجاتا ہے شمال مغرب کے کنارے کے پاس انکا دہانہ ججاری
ہے اوسکے پاس ایک اور دہانہ جوپاکا ہے جو بانگر مین جا کر گرتا ہے اور چوڑا اسقدر ہی کہ طغیانی کے وقت
اسمین جہاز رانی ہوتی ہے ججامری وجوپا دونو دہانے بموسم سرما پایاب ہوتے ہین سواے اونکی شاخ وبار
گورانی دو شاخین سندہ کے بلکہ ایک اور دہانہ علیحدہ بنتا ہے اوسکے پرے دہانہ کدی اور اوسکے بعد یعنہ
دہانہ پیتی کر کے مشہور ہے یہہ پیتی دہانہ بہت چوڑا اور گہرا سندہ کی عمدہ دہانون سے شمار ہوتا ہے اور اوسکی ذریعہ سے کراچی
کے طرف آمد و رفت ہوتی ہے اور دخانی جہاز چلتی ہین کوڑی دہانہ کے جنوب مشرقی گوشہ سے لیکر کوری کے شمال مشرقی
گوشہ تک ایکسو تیس میل کا فاصلہ درمیان ہے اس فاصلے مین بہت سی اور بھی چھوٹی ندیان وشاخین ودہانے
جاری ہین جنکا شمار کرنا فضول ہے سردی کے موسم مین تو سندہ کا پانی سمندر مین ایک یا دو شاخ کے ذریعے سے
گرتا ہے طغیانی مین سب نالے اور شاخین جاری ہوجاتے ہین دہانہ ستا جسکو سیکہا دریانی بھی بولتے ہین
سردی کے موسم مین بھی جاری رہتا ہے سمندر کے شمول کے وقت یہہ دریا بڑا زور شور کرتا ہے ستا کے دہانی کے راستے مین ریگ بہت
اکہٹی ہے اکثر اوقات جہاز ریگ مین پہنس جاتا ہے مشہور دہانے سندہ کے جنکے ذریعہ سے پانی اسکا سمندر مین جاتا ہے سوا چھوٹے
چھوٹے دہانون کے کل تیرہ شمار ہوتے ہین پہلا کوڑی دوسرا سیر تیسرا سول چوتہا کہا پانچوان کوکی واڑی
چھٹا گدی واڑی ساتوان ججامری آٹھوان جوا نوان دیا دسوان پتیانی گیارہوان کندی بارہوان
پیتی تیرہوان گدری اسی دریا کے اندر جب سمندر کے جوش اور اوچھلنے سے پانی آتا ہے تو شہر ٹھٹہ تک
جو سمندر سے ستر میل ہے پہنچ جاتا ہے اور سندہ کے کل دہانون اور شاخون سے کوسون تک زمینین

سیراب ہوتی ہیں اور جہاں جہاں تک طغیانی کا پانی نہیں پہونچتا وہاں کے زمیندار بڑے شاخوں سے اور خلیج
کھود کر اپنے اپنے مقبوضوں اور آبادیوں کے طرف لیجاتے ہیں سمندر سے بیس میل ورے طغیانی کے وقت
سندہ کا پانی اسقدر پھیلتا ہے کہ چاروں طرف زمین پانی سے ڈھکی ہوئی نظر آتی ہے مگر پانی میلا اور خاک آمیختہ
ہوتا ہے بلکہ دانایان فرنگ نے جو پانی سے مٹی کو الگ کر کر اندازہ کیا تو دو حصے پانی اور ایک حصہ مٹی نکلی
اور طغیانی کے سات مہینے میں اسقدر مٹی اسکے پانی میں ملکر آتی ہے کہ اگر وہ تمام جمع ہو تو ایک نیا جزیرہ بیالیس
میل لنبا اور ستائیس میل چوڑا اور چالیس فٹ گہرا بن جاوے بلکہ یہہ کل خاک سمندر کے کنارے پر جمع ہو کر
نئی زمین بنتی چلی جاتی ہے اوس مٹی میں کے اندر بہت سی گلی سڑی لکڑیاں و درخت وغیرہ چیزیں جو دور
دور سے اس دریا کے اندر بہہ کر آتی ہیں پائی جاتی ہیں اس دریا کے طغیانی کے پانی میں اگر خاک ملی ہوئی
نہ ہو تو پانی اسکا نہایت ہی شیریں و ذائقہ دار و ہاضم ہوتا ہے - اس دریا میں بڑی بڑی مچھلیاں مگرمچھ
نہنگ بے شمار قطار در قطار رہیں جب مچھلیاں کناروں پر آتی ہیں تو دور سے ایک آباد ملک نظر آتا ہے اون
مچھلیوں میں ہزاروں قسم ہیں جنکے سینکڑوں نام ہیں اونمیں سے پولہ مچھلی عمدہ و بیز ذائقہ ہوتی ہے ماہی گیر
لاکھوں من پکڑ کر اور خشک کر کر بیچتے ہیں بڑی اعلی سوداگری سندہ کے ملک میں اوسی مچھلی کے گوشت کی ہے
جسکو سوداگر دور تک لیجاتے ہیں کشتیاں و ملاح اس دریا پر بیشمار ہیں بلکہ ملاح اونہیں کشتیوں کو اپنا گھر تصور
کر کر ہمیشہ اونہی میں بستے ہیں ہر ایک آدمی اسملک کا تیرنا جانتا ہے اور سرنائیں چڑھنے کی بہت تیزی کے
ساتھ چلاتے ہیں کشتیوں میں صرف مال لادا جاتا ہے ورنہ عبور کرنے والے لوگ کشتیوں کے محتاج نہیں ہیں
خود تیر کر یا سرناؤں کے ذریعے سے اوتر جاتے ہیں پولے گہاس و لکڑی کے بھی بہت لوگ بنا کر دریا پر آمدرفت
کرتے ہیں کشتیوں کے اقسام میں سے ایک قسم کی کشتی دوندا ہوتی ہے جو پندرہ سو من تک بوجھہ اوٹھا سکتی ہے
امیروں کی سیر کے کشتیاں بہت بہت عمدہ و خوشنما بنی ہوئی ہوتی ہیں - ڈوگا نام ایک قسم کی کشتی اس دریا
پر مقام کالا باغ چلتی ہے جو دریا کی تیزروی میں بہت کام دیتی ہے کبھی غرق نہیں ہوتی بڑے پانی میں
بہت چلتی ہے اور کم پانی میں کام نہیں دیتی سرکار انگریزی کے عملداری سے اس دریا پر جہازرانی
ہوتی ہے بلکہ اب جہلم تک جہاز چلتا ہے اور جہازوں کے ذریعے سے لاکھوں روپیوں کا مال تجارت کابل و
قندہار و ترکستان کو جاتا ہے اور اودہر کا مال ہند و سندہ کو آتا ہے اور محض تجارت کی ترقی کے واسطے
سرکار نے بمقام کراچی و سکہر وغیرہ بڑے بڑے میلے مقرر کئے ہیں لمبان قابل جہازرانی اس دریا کا سمندر
سے لیکر اٹک تک نوسو بیالیس میل ہے اور اوپر کا حصہ چشمہ سے لیکر اٹک تک آٹھہ سو ساٹھہ میل کا ہے اس
حساب سے ایکہزار آٹھہ سو دو میل کل طول اس دریا کا چشمہ سے سمندر تک گنا جاتا ہے بعض مورخ کل مسافت

راستہ سندہ کا ایکہزار آٹہہ سو چودہ میل شمار کرتے ہین اور ان دونو شمارون مین کل بارہ میل کا فرق ہے نشیب
اس دریا کے چشمہ سے لیکر اٹک کے قلعہ تک فی میل چوبیس فیٹ اور اٹک سے لیکر کالاباغ تک بفاصلہ ایکسو دس میل
فی میل بیس انچہ پھیر کالاباغ سے کوٹ مٹھن تک بفاصلہ تین سو پچاس میل فی میل آٹہہ انچہ پھیر وہان سے
سمندر کے دہانہ تک فی میل چھہ انچہ ہے اور یہہ دریا ٹرا بھاری دریا ہند کے دریاؤن سے ہے بلکہ کل
ہند کی سرزمین مین سوائے تین دریاؤن کے اور کوئی ٹرا دریا نہین اول دریائے برہم پوتر دوسرا گنگا
تیسرا سندہ اور سوائے اونکے اور جسقدر دریا ہین وہ سمندر تک نہین پہونچتے انہین کے اندر داخل ہو جاتے
ہین - ہندوؤن کے مذہب مین پہلے اس دریا سے اوترنے کی سخت ممانعت تھی مگر اب وہ ممانعت جاتی رہی
ہے وہ کہتے ہین کہ یہہ دریا بھی ایک دریا منجملہ پانچ گنگا کے ہے اسطرحپر کہ جب سری گنگا جی سمیر پربت سے
نیچے اوترین تو پانچ دہارا یعنی پانچ شاخین ہو گئین اور وہ پانچون ٹکڑے پانچ جگہہ پانچ گنگا بنکر جاری
ہوئی پہلی گنگا دریائے بھاگیرتی دوسری وہ ندی جو الکاپوری کے نیچے چلتی ہوئی سری بدری ناتھہ
تک پہونچتی ہے اور اونک نندا اوسکا نام ہے تیسری دہارا گودا وری چوتھی دہارا کیدار کے مقام پر
مندا کنی پانچوین سندہ ندی یعنی یہہ پانچ دریا گنگا کی شاخین ہندوؤن کے مذہب مین گنی جاتی ہین اور جو
خاص گنگا ندی ہے سو یہہ بات قرین قیاس نہین ہے کیونکہ یہہ پانچون دریا گنگا سے نہین نکلتے بلکہ مخرج انکے
الگ الگ ہین اور گنگا سے دور دور فاصلے پر بہتے ہین - چونکہ اس دریا کی طغیانی کے وقت بسبب تندی ور
تندی پر آبی اس دریا کے اکثر اوقات کشتیان غرق ہو جاتی ہین اور مسافرون و تجارون کے جان و مال کا
اندیشہ ہوتا تھا اسلئے سرکار انگریزی نے بنظر فایدہ عام یہہ تجویز کی کہ اٹک کے پاس اس دریا کے نیچے پہاڑ کو
کہود کر راستہ آمد و رفت کا بطور سرنگ نکالا جاوے اسقدر کہ عام و خاص سوار و پیادہ گاڑی چکڑا اوس سے
باسانی پار ہو سکے یہہ کام کہودائی کا ایک مدت تک جاری رہا تہوڑا سا کام باقی تھا کہ بسبب ٹپک ٹرنے
پانی وغیرہ چند امور موانع کے ماہ نومبر سنہ ۱۸۶۳ء مین یہہ کام ملتوی ہو گیا اوسوقت منجملہ ایکہزار پانسو پانچ
فیٹ کے دو سو پچاسی فیٹ کہودائی باقی رہ گئی تھی چوتھی برس سنہ ۱۸۶۶ء مین پھر کہودنا اوسکا شروع ہوا
تاکہ جو راستہ امتحاناً تیار ہونا منظور ہے وہ پورا ہو جاوے پہلی مغرب کے طرف جو کنوئین تھے اونمین سے پانی نکالا گیا
بعد ازان کہودائی شروع ہوئی مگر وہ کام بہم نہ پہونچا اور بند ہو گیا اب پل کے اوتارنے کے لئے تجویزین
ہو رہی ہین - اس دریا کی زخاری و مواجی و تندآبی کے سبب مختلف اوقات مین ٹری ٹری صدمات غرق
ہو جانے کشتیون وغیرہ کے لوگون پر عاید ہوتے رہتے ہین بلکہ سمت ۱۸۹۹ بکرماجیتی عہد سلطنت مہاراجہ شیرسنگہ مین
ایک ایسی آفت اس دریا کے سبب سے لوگون پر نازل ہوئی کہ اب تک وہ صدمہ لوگون کے دلون سے فراموش

نہین ہوا مجمل حال اوسکا یہہ ہے کہ سال سمت مذکور مین پہلا رستہ اِس دریا کا نہ معلوم کس سبب سے بند ہوکر پانی کا آنا بالکل بند ہوگیا اور کئی مہینے تک دریا کا اجرا بند رہا ایک مدت کے بعد یکایک ایک روز پہر دن رہے کے وقت ایک سیاہ بادل سا آسمان کے برابر آتا ہوا دریا کے کنارے کے لوگون کو نظر آیا لوگ اوسکو تصور کرنے لگے جانا کہ شاید مینہہ آتا ہی ہے جب وہ نزدیک پہونچا تو اوسکے زور شور سے زمین مین زلزلہ سا نمودار ہوا معلوم ہوا کہ یہہ سندہ کا پانی آیا ہے ہرچند لوگ بھاگے اور اونچے اونچے مکانون و درختون پر چڑہ گئے مگر وہ کب بھاگنے دیتا تھا پانچ پانچ کوس تک دونو کنارون کے آدمیون کو اوسنے آناً فاناً بوریا کی طرح لپیٹ کر اپنے مین لے لیا ہزارون بستیان لاکہون انسان مویشی غریق لجہ فنا ہوگئین اور سیکڑون بڑے بڑے باغون و مکانون و قلعون کا غرقاب ہوکر نشان تک باقی نرہا اوسوقت پانی دریا کا قلعہ اٹک کے اونچی دیوار تک چڑہ گیا تھا فوج سرکار لاہور کی جو قلعہ کے اندر تھی اوسنے ایک شخص پہونچا تیسرے روز پانی کے اوترنے کے بعد وہ لوگ جو اونچے درختون اور مکانون پر چڑہ گئے ہوئے تھے نیم جانی کے حالت مین تہے

چوتھی تقسیم

پنجاب کے پانچون دوابون اور اونکی عرض و طول وغیرہ ضروری حالات کے ذکر مین

پنجاب کا ملک چھہ دریاؤن کے جاری ہونے کے سبب سے پانچ حصون مین منقسم ہوگیا ہے جسکو دوابہ کہتے ہین اور ہر ایک دوابہ کا الگ الگ نام ہے جنکا ذکر ذیل مین درج ہوگا یہہ پانچون دوابہ نہایت سیراب سرسبز ہین اور بڑے بڑے شہر اور قصبے وغیرہ آباد ہین آب و ہوا اسمانک کی معتدل ہے رہنے والے ہر ایک دوابہ کے غریب وضع خوش لباس خوشگو ہین سوا سے سکہان پانجہہ کے جنکا ذکر آگے بیان ہوگا فقط ++

پہلا دوابہ بست جالندہر یہہ دوابہ چارون دوابون سے چھوٹا ہے مگر آبادی و کثرت زراعت مین سب پر فوق رکھتا ہے تمام زمین اسکی آباد اور کثرت پانی کی اسقدر ہے کہ زمیندارونکو خشک سالی مین بھی بارش کی حاجت کم ہوتی ہے غلہ ہر ایک جنس کا عام اور نیشکر نیہ بکثرت پیدا ہوتا ہے نیشکر کی پیدایش کا حد و حساب نہین ہے گوڑ اس دوابہ کا عمدہ و سفید ہوتا ہے جو بطور تحفہ و تجارت دور دور تک جاتا ہے نہرین قدیمی جتنی اسمین جاری ہین جو سب بارش کے موسم مین چلتی ہین اور دو نہرین اسمین سیاہ و سفید ہمیشہ جاری رہتی ہین یہہ دوابہ طول مین اٹہتہ کوس عرض مین پچاس کوس ہے صورت اسکی مثلث مختلف الاضلاع شمار کی گئی ہے اور بہ نسبت ستلج کے دریائے بیاس زیادہ تر اسکو مائل ہے پہاڑ کے اندر اس دوابہ مین راجہ منڈی و چنبہ و سیبہ وغیرہ حاکمان با اختیار حکومت کرتے ہین کل سطح اسکا تین سو چودہ میل

برج ہے اور چونکہ سرزمین اسکی دریائے ستلج و بیاس کے درمیان ہے اسلئے اسکو دوابہ بست بولتے ہین یعنے ب بیاس کے اور س ت ستلج کا ملا کر بست نام رکہہ دیا اور یہہ نام بعہد شاہنشاہ اکبر قرار پایا تھا راجہ جودہشٹر پانڈو کے عہد مین نام اس دوابہ کا راکہشن ونیش تھا زمین بارانی ونہری وچاہی اسمین ملی ہوئی ہے۔

دوابہ باری یہہ دوابہ پنجاب کے دوابون سے دوسرا دوآبہ ہے جسکا سطح دریاے بیاس و راوی کے درمیان ہے حرف ب اول الف بیاس کا اور ری راوی کی لیکر اسکا نام باری رکہا گیا چار دوابون سے یہہ بڑا ہے شکل کشتی کی سی ہے یعنی دونو طرف سے تنگ اور بیچ مین فراخ زمین اسکی دوابہ بست سے بہت بلند طول اسکا تین سو ستر میل اور عرض وسط مین بیالیس میل ہے زراعتین نہری بارانی وچاہی اسمین بہت ہوتے ہین پہلے سرزمین مانجہ کی جو اسکے شرقی وجنوبی حصہ مین واقع ہے محض کم آب تہی خشک سالی مین گہاس تک پیدا نہین ہوتا تھا اب شاہ نہر انگریزی کی جاری ہونے سے تمام علاقہ سیراب ہو گیا ہے لاکہون من غلہ پیدا ہوتا ہے آبادی بڑے بڑے شہرون لاہور وامرتسر وقصور وملتان وغیرہ کی اسمین بہت ہی آب وہوا اسکی معتدل ہے جنگل ویرانہ وریگستان بہی جنوبی حصہ کے اندر واقع ہے۔

دوابہ رچناب یہہ تیسرا دوابہ پنجاب کے پانچون دوآبون سے دریاے راوی اور چناب کے درمیان واقع ہے ر راوی کی چناب کے نام کے ساتہہ ملا کر نام اسکا رچناب رکہا گیا طول اسکا دوسو اسّی کوس اور عرض اگرچہ مختلف ہی مگر وسط مین شاہ درے سے لیکر وزیر آباد تک چالیس کوس ہے اسمین بڑا بہاری جنگل ہے جسکو ساندل بار کہتے ہین نالہ ڈیک بہی اسمین گذرتا ہوا جاتا ہے زراعتین اسمین بارانی وسیلابی وچاہی ہوتے ہین اکثر مقامات پر ریگستان بہی واقع ہے بڑے بڑے قصبے بہی مثل وزیر آباد وشاہدرہ وشرقپور وشیخوپورہ وغیرہ اسمین بہت ہین

دوابہ جچ یہہ چوتہا دوابہ پنجاب کے دوابون مین دریاے چناب و جہلم کے درمیان ہے ج چناب کی اور چ جہلم کا ملا کر نام اسکا جچ رکہہ دیا گیا طول اسکا ایکسو پینسٹہہ میل اور عرض وسط مین تنتیس میل ہے زمینین اسمین اکثر بارانی ہین اور رہنیوالے مسلمان سنی مذہب ہین دریاے نالے ندیان اکثر چلتے ہین ریگستان بہی دریاؤن کے کنارے پر بہت نظر آتا ہے۔

دوابہ سندہ ساگر یہہ پانچوان دوابہ پنجاب کے دوابون مین سے دریاے جہلم اور سندہ کے درمیان واقع ہے اصلی نام اسکا دوابہ بس ہے یعنی ب بہت سے جو اصلی نام دریاے جہلم کا ہے اور س سندہ سے لیکر بس نام رکہا گیا مگر اب سبب اسکے کہ انکی طرف اسکے دریاے سندہ محیط ہی اسکو سندہ ساگر کہتے ہین طول اسکا شہر جہلم سے اوس حد تک جہان یہہ دونو دریا آپس مین ملتے ہین دوسو بہتر کوس اور یہہ عرض مختلف ہے بڑا عرض شہر جہلم سے قلعہ اٹک تک نوے کوس ہے اور تنگ داودن یا چاک حمیدی کا

تک ساٹھہ کوس اور خان گڈہ سے ڈیرہ غازیخان تک تیس کوس شمار مین آتا ہے اسکی زمین کچھہ کوہستانی کچھہ جنگل و ویرانہ اور کچھہ ریگستان ہے جسکو تھل بولتے ہین تھلون کی زمین مین آبادی کم اور پانی بھی کم پایا ہے بڑی بستیان کم اور چھوٹے چھوٹے گانو بہت آباد ہین مسلمان سنی مذہب بکثرت ہین قلعہ جنگی اور قلعہ روہتاس وغیرہ اسی مین واقع ہین ــــ ¶ ــــ

پانچوین تقسیم

پنجاب کے میدان کے قصبون اور شہرون اور بڑی بڑی بستیون کے حالات مین معہ احوال بعضی تعمیرات قدیم وجدید و باغات وقلعجات جو اون شہرون سے متعلق ہین

ستلج دریا سے جب اوتر کر پنجاب کے حد مین داخل ہون تو پہلا بڑا شہر **شہر جالندہر** ہے یہہ شہر بہت پرانا ہے اسکا ابتدائے حال بخوبی دریافت نہین ہوتا کہ آیا اسکو پہلی پہل کسنے آباد کیا مگر اسقدر دریافت ہوتا ہے کہ اگلے زمانے مین نام اسکا جگندہر تھا پھر ویران ہوگیا تو ایک ناجیتی مین جالندہر نام جوگی نے اسکو پھر آباد کیا مگر سکندری حملے کے وقت پھر ویران ہوا اور صدہا سال اوجڑا رہا سال سات سو اکیانوے ہجری مین بعہد ابوبکر شاہ بن ظفرخان بن فیروزشاہ باربک بن ناصرالدین ایک امیر امرائے شاہی سے باغی ہوکر اول جندے کانگڑہ کے قلعہ مین رہا پھر پہاڑون سے نکلکر اسجگہہ اوسنے سکونت اختیار کی اور یہان آئے قلعہ کو مرمت کرایا لوگون کو بلا بلا کر اسمین بسایا اسوقت کی آبادی کے بعد شاہی فوجدار یہان رہنے لگا۔ سنہ ہجری مین یہہ دوابہ ملک طغا کو جاگیر مین ملا اوسنے بھی اوسکی آبادی مین کوشش کی جب بہلول لودی سلطنت کے حصول سے اول ناظم پنجاب کا بنا تو اوسکی توجہ بھی اسکی آبادی کی طرف بہت رہی اور بہت تہہ کی بستیان اسنے آباد کرائین اونکو اسکا مالک بنادیا پھر بھی بسبب عمارتین بنوائین ہمایون شاہ بادشاہ کے عہد مین قصبہ بجواڑہ حاکم نشین بنا اور اس شہر کی طرف توجہ ہوئی مگر شیرشاہ و اسلام شاہ کے وقت پھر آبادی اسکی بڑہ گئی اور جالندہر کے شہان امیرالامرا و صاحب جاگیر و علم ومقتارہ ہوئی جابجا سنہ کوٹ قلعہ تعمیر ہوئے اور تمام پنجاب مین ریشم کا سنجار لگاہ یعنی شہر قرار پایا ہے اب تک بدستور آباد چلا آتا ہے چغتائی سلطنت کے ضعف کے وقت جب سکھون کی غارت شروع ہوئی تو اونہون نے دو مرتبہ اسکو تاراج کیا پھر جب بخت سنگہ نے اسکا محاصرہ کیا اور یہ سنگہ اگلے قابض سے اسکا قبضہ چھوڑایا تو سکھی فوج نے

خود سر ہو کر بلا حکم رنجیت سنگہ کے شہر کو لوٹ لیا مگر جلد تر امن ہو گیا چار طرف شہر کے پختہ شہر پناہ ہے مگر
اب بہت مقامات سے گر گئی ہے کچی دیوار بھی ہے اور اصلی شہر کے گرد گرد پٹھانون کی بستیان اور کوٹ و قصبے
آباد ہین گرد نواح شہر کا سرسبز و خوشنما باغات بکثرت جنمین طرح طرح کے میوے پیدا ہوتے ہین اور آم
کی پیدائش اسقدر بکثرت ہے کہ ہزارون درخت آمون کے بہار کے موسم مین بربار ہوتے ہوے
نظر آتے ہین انگور یہان کا تمام پنجاب کے ملک سے اچھا ہوتا ہے پرانی عمارتین مسجدون اور مقبرون کی
شہر کے باہر بے شمار ہین شہر کے اندر ایک مقبرہ امام ناصر الدین کا بڑا نامور مقام ہے اور سید علم الدین
چشتی کا مزار ہے مشہور و معروف ہی شہر پناہ سے باہر دین شٹاف صاحب حاکم ضلع نے ایک نیا بازار
پختہ باقطع بنوایا تھا کہ اب تک آباد ہے کوئی ندی اس شہر کے قریب نہین چلتی چار کوس شہر سے ایک
چھوٹی سی ندی جاری ہے جسکو سرستی بولتے ہین ملکیت اسمین کہتریون اور قانونگوؤن کی ہے اونمین سے
بعض ہندو اور بعض مسلمان ہین باشندے یہان کے کہتری ہندو اور بڑے مسلمان پٹھان وغیرہ ہین اور
کل شہر کی قریب چالیس ہزار کی مردم شماری ہے دوابہ بست کے عین وسط مین یہہ شہر آباد ہے دریاے
بیاس یہان سے بیس کوس اور ستلج پچیس کوس پر بہتا ہے اسمین کمشنر و ڈپٹی کمشنر دونوا اجلاس کرتے ہین کمشنری
کے ماتحت تین ضلع جالندہر ہوشیارپور کانگڑہ اور ضلع کے متعلق چار تحصیلین جالندہر فلور نکودر نواں شہر
ہین کل ضلع کی مردم شماری جو سابق ہوئی تھی تو معلوم ہوا تھا کہ اِسکے کل ضلع مین سات لاکھہ ایک ہزار
تین سو چھیاسی آدمی رہتے ہین اور جنوری ۱۸۶۸ء مین جو مردم شماری ہوئی تو آبادی اسکی کل پنجاب کے ضلعون سے
بحساب اوسط فی میل زیادہ نکلی اور پانسو اٹھانوین آدمی فی میل شمار مین آئی **فلور** یہہ ایک قصبہ
جالندہر دوآب کی سرزمین مین لدہیانہ سے شمال و شمال مغرب کی سمت کو سات میل کے فاصلہ پر دریاے ستلج
کے دہنے کنارے کے اوپر آباد ہے اِسکے پاس ستلج کا شاہ گذر ہے جہان پل کشتیون کا بندہا رہتا ہے اور
شاہ سڑک جو ہندوستان سے پنجاب کو آتی ہے اوسکے اوپر سے گذرتی ہے یہہ شہر بہت پرانا اور پختہ بنا ہوا ہے
بادشاہون کے وقت اسکی آبادی بہت بارونق تھی مگر سکہون کے وقت پے درپے غارت ہونے کے سبب سے
اوجڑ گیا جب صاحبان انگریز اور رنجیت سنگہ کے ملک کی آپسمین حدود بندی ہو کر انگریزی فوج لدہیانہ
کی چھاونی مین رہنے لگی تو رنجیت سنگہ نے بھی اپنی فوج ۱۸۰۹ء مین یہان نامور کی اور قدیمی سراے بادشاہان جو
بہت مستحکم و مضبوط یہان بنی ہوئی تھی اوسکو قلعہ تصور کر کے چارون طرف اوسکے خندق کہدوا کے اور
ذخیرہ مہیا کیا توپین جو سامان جنگ کا اوسمین رکھا گیا اور سرداشت سے وہ سراے فلور کا قلعہ بنا اور بسبب رہنے
فوج کے شہر دوبارہ آباد ہو گیا اب بھی اس قلعہ مین انگریزی فوج رہتی ہے قلعہ کے ایک طرف کی اور

دریا کے اندر ہے جب طغیانی ہوتی ہے تو چارون طرف قلعہ کے پانی بھر جاتا ہے اس شہر مین بڑا بازار ہے
تجارت ہر ایک طرح کی ہوتی ہے تحصیلدار ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر جالندھر کے یہان کچہری کرتا ہے فقط

نوان شہر ضلع جالندھر دوآبہ کے اندر یہہ ایک قصبہ دریاے ستلج سے مغرب کے سمت کو بفاصلہ پندرہ میل اور
لاہور سے سمت جنوب مشرق اکیس میل آباد ہے آبادی اس قصبہ کی چندان پرانی نہین ہے شہنشاہ اکبر
کے وقت میں سب بنگے کہ یہہ سرزمین نہایت سرسبز و خوشنما و سیراب تھی بادشاہی فوج کی چھاؤنی یہان مقرر
ہوئی یا دہ جو جو لوگ کہ فوج سے علاقہ رکھتے تھے انہون نے یہان آکر بود و باش مقرر کی چند سال مین یہہ
ایک قصبہ آباد ہوگیا لیکن کوئی نام اسکا مقرر نہ ہوا صرف بسبب نئی آبادی کے لوگ اسکو نوان شہر کہتے تھے
آخر رفتہ رفتہ یہی نام قرار پا گیا سلطنت چغتائیہ کے قیام تک اسکی آبادی دن بدن ترقی پر تھی اور بڑے بڑے
پختہ عالیشان مکانات تعمیر ہوئے تھے جب سکھہ شاہی کا زمانہ آیا تو اونہون نے بہت مرتبہ دل کھول
کھول کر اسکو لوٹا آخر جب رنجیت سنگھ کے وقت امن ہوکر دیوان محکم چند ناظم دوآبہ کا بنا تو اوسنے یہان
بنا شروع کیا اوسکے توجہ سے دوبارہ اسمین رونق ہوئی اوسکے بنوائے ہوئے باغ و حویلیان و تالاب
اب بھی یہان موجود اور پرانی عمارات کے کھنڈرات بھی بہت نظر آتے ہین اس شہر مین ایک سیدھا بازار
ایک سرے سے دوسرے سرے تک پختہ بنا ہوا ہے اور عمارتین بھی پختہ و بارونق اچھے اچھے مالدار
ساہوکار یہان دوکانین کرتے ہین تجارت بکثرت ہوتی ہے مسلمان کھتری برہمن ہر طرح کی قوم سکونت
ہے گرد و نواح شہر کا آباد و زرخیز باغات بکثرت روئی و غلہ و نیشکر بہت پیدا ہوتا ہے آم کے درخت
بشیار مین تحصیل کی کچہری ماتحت صاحب ضلع جالندھر کے یہان ہوتی ہے قصبہ راہون یہان سے تین کوس
اور جالندھر سے بیس کوس ہے ضلع جالندھر مین تحصیل نکودر و راہون و نوشہرہ نہایت زرخیز ہین زراعت وہین
بکثرت ہوتی ہے زمین چاہی و بارانی دو قسم کی ہے اور خاص ضلع مین جالندھر خاص و فلور و کرتارپور
راہون و کپورتھلہ و نورمحل نامی شہر ہین جنکے حالات علیحدہ علیحدہ تحریر ہونگے ضلع مین ہندو مسلمان ہر طرح
کے قومین بستی ہین بڑی پیدایش عمدہ اس ضلع مین نیشکر کی ہے جسکے ہزارہا من گور شکر کھانڈ بنتی ہے
ابریشمی اور روئی کا کپڑا اچھی قیمتی بنایا جاتا ہے خصوصاً پارچہ گلبدن فردارائی عمدہ قسم کی ریشمی بنتی ہین اگرچہ
لاہور و امرتسر کے ساتھہ برابر نہین ہوتا ضلع کے رہنے والے بدرجہ اوسط آسودہ حال ہین اور ساکنین یہان
نرم مزاج جوان توانا ملایم طبع سادہ مزاج ہین تجارت شکر تری کی بہت ہوتی ہے مرد و عورتین بالا جسم
نازک بدن ہوتی ہین قد بلند ہونا اسملک کے لوگون کی تعریف ہے **نکودر** جالندھر دوآبہ کے بڑے قصبون سے
یہہ قصبہ ستلج کے دہنے کنارے سے گیارہ میل شمال کو اور لاہور سے ستر میل جنوب مشرق کو آباد ہے اسمین آبادی

اور پختہ و خام عمارات سے کے ملے ہوے مکان ہین تجارت بہت ہوتی ہے زمین متعلقہ اسکی بڑی زرخیز و سیراب و
سرسبز ہے دو فصلین اعلی ہوتی ہین مسلمان راجپوتون کی یہہ ملکیت ہی پرگنہ اسکا علیحدہ ہے تحصیلدار یہان تحتی صاحب ضلع
جالندہر کے یہان تحصیل مال کا کام دیتا ہے اسکے پاس ایک اور قصبہ بہت پور کرکے مشہور ہی اوسکی آبادی بھی
خوشنما و سرسبز ہے یہان زمیندار وہانکے مالک ہین

کپورتھل

جالندہر دوآب کی سرزمین مین یہہ ایک قصبہ
آٹھہ میل بائین کنارے دریای بیاس اور چھتر میل جنوب مشرق شہر لاہور سے آباد ہے سابق یہہ شہر چھوٹا سا گانو
پرگنہ شیخوپور کے ماتحت تھا بعد آنے نادر شاہ ایرانی کے جب پے در پے حملے احمد شاہ درانی کے پنجاب پر ہوئے
اور چغتائی سلطنت بالکل کمزور ہو گئی تو رائے ابراہیم راجپوت آدینہ بیگ خان کی حمایت و حکم سے اس نواح پر
قابض ہو گیا اور اسہین اوسنے سکونت کی اور رفتہ رفتہ اوسکی ریاست بہت بڑہ گئی اور فوج رکھہ کر وہ حاکم با اختیار
بنا رہا جب آدینہ بیگ خان مر گیا تو آدینہ بیگ کے محکمہ کے اچھے اچھے اہلکار و امرا اسکے پاس آکر نوکر ہوئے اس سبب سے
آبادی اسکی بڑہ گئی بعد ازان جب سکھون نے زور پکڑا اور جسا سنگہ اہلو والیہ نے اس دوابہ مین ملک گیری کا
ارادہ کیا تو رائی ابراہیم جسے اوسنے بڑے سعی کرکے یہہ قصبہ لے لیا اور یہان ہی بودوباش اختیار کی اور اسی
کو اوسنے دار الحکومت و دار الریاست مقرر کیا اور بدل و جان اسکی آبادی کی طرف متوجہ رہا پھر فتح سنگہ اہلوالیہ
نے بڑی عمارتین جلو خانے حویلیان باغات کوٹھیان یہان تعمیر کین علی ہذا القیاس سردار نہال سنگہ بھی اوسکی بحالی
مین مصروف رہا اور اسی مقام کو دار الحکومت قائم رکھا اس سبب روز بروز رونق اسکی بڑہتی گئی اور ایک شہر
بن گیا پھر راجہ رنبیر سنگہ نے یہان عمارتین عمدہ بنوائین اور شہر کے بازار سیدھے کرائی راجہ کے اہلکارون کی بھی
عالیشان حویلیان تعمیر ہوئین اب کھڑک سنگہ اوسکا بیٹا اس پر قابض ہی اور بسبب موجودگی فوج رئیس کے رونق زیادہ
ہی رہنے والی بڑے بڑے ساہوکار مالدار تجار سندہ و ملتان وغیرہ مین دور دور سی سوداگر تجارت کا مال لیکر یہان آتے ہین — دریای
بیاس یہان سی سات کوس ستلج سولہ کوس امرتسر اٹھائیس کوس ہوشیارپور پچیس کوس ہی

ذکر ریاست کپورتھلہ

یہہ ریاست پنجاب کی ریاستون مین سی بڑی ریاست ہے اصلی حال اسکا اسطرح ثابت ہوتا ہی کہ بزرگ اس رئیس کا
اول ایک شخص بھاگو نام موضع آلو ضلع لاہور مین رہتا تھا اور گذارہ معاش شراب فروشی سے کسب کرتا تھا اتفاقا گانو مین
اوسکو فائدہ نہوا تو خاص لاہور مین بمحلہ گنج آکر اوسنے دوکان جاری کی مگر یہان بھی اوسکو کچہ صورت فائدہ کی نظر نہ آئی
اسواسطے اوسنے وہ پیشہ چھوڑ دیا اور پاہل لیکر سکھہ بنا بھاگ سنگہ نام رکھا یا اور فیض اللہ پوریون کی سکھون کی مثل کے
ساتھہ ملکر غارت و تاراج مین مصروف ہوا چونکہ کپور سنگہ فیض اللہ پوریہ اوسکی خدمات سی بہت راضی و مہربان تھا اوسنے
بھاگ سنگہ کی بھانجے جسا سنگہ کو اپنے پاس رہنے کا حکم دیا اور اپنی ریاست کی کارخانہ مین اوسکو کلی اختیار عنایت کیا اور رسالہ کے
مثل کے سکھون پر اوسکو سردار و افسر بنایا جب آدینہ بیگ خان دوابہ بست کا ناظم مر گیا تو جسا سنگہ نے اپنی علیحدہ مثل قائم کی اور سرہند کی ملک

جاکر شہر فتح آباد پر قبضہ کیا پھر راہی ابراہیم رئیس کپورتھلہ کے ساتھہ جنگ کر کر کل ملک اور املاک اوسکا
دبالیا اور علیحدہ اپنی ریاست قائم کر لی جب تارا سنگہ مر گیا تو بہاگ سنگہ گدی نشین ہوا بہاگ سنگہ کے بعد فتح سنگہ نے
ریاست حاصل کی اس رئیس نے رنجیت سنگہ کے حکم سے پنجاب کا ملک دور دور تک فتح کیا اور رنجیت سنگہ اسکی
خدمات سے بہت راضی و خوشنود تھا فتح سنگہ کے پیچھے سردار نہال سنگہ گدی پر بیٹھا اسکے وقت ۱۸۴۵ء میں سرکار انگریزی
اور سکہون مین دریای ستلج پر لڑائیان ہوئین چونکہ سردار نہال سنگہ جانب دار سکہون کا تھا اسلیئے سرکار نے
حسب منشاء اشتہار ۱۳- دسمبر ۱۸۴۵ء کل علاقہ اس ریاست کا جو ستلج پار کے علاقہ مین تھا جمعی پانچ لاکہہ
روپیہ کا ضبط فرمایا اور باقی ملک جو دوابہ بست مین پانچ لاکہہ روپیہ کا تھا بہ تقرر نذرانہ ایک لاکہہ تیس ہزار
روپیہ بعوض نوکری از سر نو مع خطاب راجگی سردار نہال سنگہ کے نام واگذار ہوا راجہ نہال سنگہ کے تین بیٹے
تھے زوجہ اول سے رندہیر سنگہ اور زوجہ ثانی سے کنور بکرما سنگہ و سوچیت سنگہ اونکی نسبت راجہ نہال سنگہ نے
یہہ وصیت نامہ اپنے عین حیات لکہہ کر گورنمنٹ مین منظور کرایا کہ میرے بعد بڑا بیٹا رندہیر سنگہ گدی نشین
ہو اور تینون بھائیون کا بصورت صفائی یکجائی معاملہ رہے ورنہ ایک ایک لاکہہ روپیہ کی جاگیر چہوٹے دونو
بھائیون کو کل ریاست مین سے علیحدہ کر دی جاوے جب راجہ نہال سنگہ مر گیا تو چہہ مہینے کے بعد سوچیت سنگہ
نے اپنی جاگیر الگ کرا لی مگر پھر صلح ہو کر یکجائی معاملہ ہو گیا دہلی کے غدر کے وقت اس رئیس نے بڑی بڑی
خدمتین سرکار کی کین اسکے عوض راجہ صاحب کو ایک سال کا پورا نذرانہ معاف ہوا اور دس ہزار روپیہ کا
خلعت ملا بکرما سنگہ نے بھی پانچہزار روپیہ کا خلعت و بہادری کا خطاب پایا دوسری مرتبہ جب ۱۸۵۹ء مین لاٹ صاحب
لکہنؤ گیا تو راجہ صاحب کو پھر خلعت دس ہزار روپیہ کا اور زمینداری جمعی ایک لاکہہ روپیہ کی نصف جمع بصیغہ
استمرار مرحمت ہوئی بکرما سنگہ نے بھی پانچہزار روپیہ کا خلعت پایا اور ایک تعلقہ کی زمینداری منجملہ پرگنہ
اکونہ چپتالیس ہزار روپیہ کی مالگذاری کا ملا اپریل ۱۸۶۹ء مین بکرما سنگہ کی بھی راجہ صاحب سے بگڑ گئی اور دونو
بھائیون سوچیت سنگہ و بکرما سنگہ نے اپنی اپنی جاگیر کی علیحدگی کی گورنمنٹ مین درخواست دی اور گورنر جنرل
کے حضور سے حسب وصیت نامہ راجہ نہال سنگہ کے اونکی جاگیر کی علیحدگی کا حکم صادر فرمایا اوسکا اپیل راجہ صاحب
نے ولایت مین حضور ملکہ معظمہ دائر کیا وہان سے حکم گورنر جنرل کا منسوخ ہوا اور گذارہ دونو کا مقرر ہو کر علیحدگی
جاگیر کی موقوف رہی **پہگواڑہ** جالندہر دوآب مین یہہ ایک قصبہ دریائے ستلج کے دہنی کنارے سے فاصلہ
پندرہ میل اور چودہ میل جالندہر سے سمت شرق آباد ہے یہہ قصبہ بہت بارونق پختہ عمارت کا ہے ہندو جاٹون
کی وراثت مین ہے جو چغتائی سلطنت کے تنزل کے وقت صاحب جاہ و حشمت ہو گئے تھے جب فتح سنگہ اہلوالیہ نے
اس شہر کو فتح [illegible] یہہ قصبہ [illegible] آباد تھا کہ اس قصبہ کے ساہوکارون نے احمد شاہ ابدالی کے

امراؤ سے راہ و رسم پیدا کر کے قصبہ کو غارت سے بچا لیا تھا اور بادشاہ نے قطعی حکم دیدیا تھا کہ یہہ بستی
درانی فوج کے غارت سے محفوظ رہے اسواسطے دور دور کے لوگ امن کی امید پر یہاں آرہے اور آبادی
بڑھ گئی تب سے برابر یہہ زیر حکومت راج اہلووالیہ کے ہے اور تحصیلدار راجہ کا یہاں رہتا ہے بازار اسکا آباد
و پر تجارت ہے بڑے بڑے ساہوکار مالدار دوکانیں کرتے ہیں سرزمین اسکی آباد و زرخیز و سیراب ہے باہر
شہر کے پختہ باغات موجب رونق و زینت اس قصبہ کے ہیں **ہادی آباد** دہگواڑہ کے پاس یہہ قصبہ
بھی ایک رونق دار مکان ہے اسکی عمارت پختہ و عمدہ بازار ہے پٹھان زمیندار دن کی وراثت یہاں
بہت ہے **سرائے نورمحل** جالندہر دوآب کے علاقہ میں یہہ قصبہ آباد کیا ہوا نورجہان بیگم شاہ
جہانگیر کی بیگم کا ہے اور ایک پختہ سرائے پتھر کی عمارت کی اوسنے یہاں بنوائی اگرچہ اب سرای کی
عمارت گر گئی ہے مگر تاہم اوسکا خود دیکھا جاتا ہے تو یقین ہوتا ہے کہ نقش و نگار میں ایسی کوئی اور عمارت
ہند کی سرزمین میں کم ہی ہوگی سنگ تراشان چابکدست نے ایسی صنعت کے ساتھہ پتھروں کے اندر نقش
اور بیل بوٹے کہودے ہیں کہ دیکھنے والا بصورت تصویر حیران رہجاتا ہے سرای کے دروازے پر اسکی
تعمیر کے تاریخ کا یہہ مصرع تحریر ہے **س** آباد شد ز نورجہان بیگم این سرائے * سکہوں کے قبضہ سے
پہلے محمود خان راجپوت یہاں قابض تھا جب سکہہ دخیل ہوئے تو اونھوں نے سرائے کا قلعہ بنا لیا پر جب
رنجیت سنگہ نے قبضہ پایا تو اوسنے ہزاروں پتھروں کی سلین سرائے سے اوکہڑوا کر امرتسر میں منگوالیں اور
رام باغ و امرتسر کے تالاب کی عمارت میں لگالین بلکہ رام باغ کے بڑے دروازے کے اوپر جو پتھر کی گنبدیان
ہیں وہ اسی سرائے کی عمارت سے اوتروائے گئے تہے عمارت اس قصبہ کی کچہہ پختہ اور کچہہ خام ہے لیکن
مطبوع مقام ہے بازار کشادہ بارونق پر تجارت ہے اچھے اچھے مالدار دوکاندار دوکانیں کرتے ہیں سردار
پرتاب سنگہ نور محلیہ جاگیردار یہاں رہتا ہے مقبرہ حضرت شاہ ملوک حقانی سید گیلانی کا اس قصبہ کے اندر
زیارتگاہ ہے جسکی معتقد سب خلق اللہ ہے **آدم پور** دوابہ جالندہر ضلع جالندہر کے متعلق یہہ ایک مشہور
قصبہ اور آباد مقام ہے آدم پور اسلئے اسکا نام ہوا کہ پہلے یہہ قصبہ آدم خان نے آباد کیا نواح اسکا بہت
سرسبز و شاداب ہے آم کے درخت بکثرت ہیں غلہ کی پیدائش بہت ہوتی ہے شہر میں اچھا بازار ہے تجارت
کی بہار ہے ہر ایک عیندار با فراغت و مالدار ہے **شاہکوٹ** یہہ قصبہ دوآبہ جالندہر میں ایک نامی
مکان اور پر فضا آبادی ہے علاقہ اسکا بہت سیراب ہے مگر گہروں کی عمارت بہت خراب ہے بازار میں اکثر دوکانیں
ہیں اور تجارت غلہ کی ہوتی ہے **بلسیان** یہہ آبادی ضلع جالندہر تحصیل نکودر کے متعلق ہے
آبادی اسکی پرانی ہے علاقہ اسکا بہت سرسبزی و شادابی میں لاثانی ہے عمارت اسکی پختہ اور خام ہے تجارت

نام ہے ساہو کا بہت مالدار دوکاندار ہین **ادگی** ضلع جالندہر دوابہ جالندہر کے علاقہ مین یہہ ایک
قصبہ کا نام ہے عمارت اسکی خام ہے چہوٹا سا بازار ہے کوئی کوئی دوکاندار ہے غلہ کا بیوپاری ہے **بونڈالہ**
علاقہ ضلع جالندہر تحصیل فلور مین یہہ ایک مشہور بستی ہے وجہ تسمیہ اسکا معلوم نہین کہ بونڈالہ اسکا نام کیون
رکہا گیا **قصبہ لوہیان** یہہ بھی ایک بڑی بستی جالندہر کی ضلع کے متعلق ہے عمارت اسکی پختہ
اور عمدہ بازار ہے **قصبہ سلطانپور** دولتخان لودی ناظم پنجاب نے یہہ قصبہ بحکم شاہ ابراہیم
لودی شاہ ۹۰۰ ہجری مین علاقہ سرسبز و شاداب پسند کرکے آباد کیا اور اپنے شکار کہیلنے کیواسطے شکارگاہ بنایا اور
جب آب و ہوا اس زمین کی اوسکے مطبوع طبع ہوئی تو یہان رہنے لگا اور دوسرے لوگون کو بلا بلا کر یہان آباد کیا
ازان بعد بھی کثرت شکار کے سبب سے یہہ قصبہ حاکم پسند رہا اور آبادی اسکی بڑہتی چلی گئی اورنگزیب عالمگیر
بادشاہ بھی شاہزادگی کے عالم مین مدت تک یہان رہا آخر جب چغتائی سلطنت مین ضعف آگیا تو فتحسنگہ اہلووالیہ
نے اسپر قبضہ پاکر کپورتہلہ کے ریاست کے شامل کرلیا یہہ قصبہ سکہون کے غارتگری کے وقت بہت دفعہ لوٹا
گیا اور بہت سا اجڑ گیا قدیمی مکانات اور پرانی کہنڈرات اسمین بہت ہین اور ایک کاروانسرای شاہی
عمارت پختہ یہان موجود ہے اور شمال کیطرف شہر کے رود بئین بہتی ہے دریای بیاس اس قصبہ سے شمال کو بفاصلہ
پنجکروہ اور ستلج بجانب جنوب سات کوس کے فاصلہ پر بہتی ہے **شیخوپورہ** یہہ شہر اگلے زمانہ مین بڑا شہر تہا
بلکہ دوابہ بست مین پرگنہ اسکا علیحدہ تہا اس شہر کے حاکم کی تمام دوابہ پر حکومت ہوتی تہی سکہون کے تاراج سے
یہہ اجڑ گیا اور یہہ لوگ یہان سے اوٹہہ کر کپورتہلہ مین آباد ہوگئے اب تہوڑی سی آبادی باقی ہے باقی مکانات
سب مسمار ہوئی ہوئی موجود ہین **تلونڈی رای سلطان** یہہ قصبہ پہلے چہوٹا گانو تہا جب اِس
گانو کے رہنے والون سے چودہری قادربخش فتحسنگہ اہلووالیہ کا دیوان بنا اوسنے اسکی آبادی کو بڑہایا حویلیان
مسجدین پختہ تعمیر کین شہر پناہ پختہ قصبہ کے چارون طرف بنوا کر اور قصبون کے لوگون بلوا بلوا کر آباد کیا اوس دن
سے آبادی اسکی بڑہ گئی اور ایک اچہا قصبہ بن گیا **ہوشیارپور** دوابہ بست جالندہر مین یہہ ایک قصبہ
اوس سڑک پر جو لاہور سے نادون کو جاتی ہے لاہور سے پچانوین میل شرق کے طرف آباد ہے چغتائی سلطنت کے
وقت اول ہوشیار خان نے اسکو آباد کیا اوسوقت یہہ چہوٹا سا گانو تہا پہر سکہی حکومت کے وقت جب بار
لاہور سے اس دوابہ کی حکومت شیخ غلام محی الدین و امام الدین کے سپرد ہوئی تو اونہون نے اس خطہ کو سرسبز
و شاداب دیکہہ کر یہان سکونت اختیار کی اور اسی مقام کو دار الحکومت بنایا اور آبادی مین بہت کوشش کی
حاکم کے توجہ دیکہہ کر بہادر نگر بجواڑہ کے کاریگر وہان سے اوٹہہ کر یہان آرہے بڑی بڑی عمارتین و حویلیان
و باغات یہان تعمیر ہوئے دن بدن رونق بڑہتی چلی گئی سرکار انگریزی کے وقت یہہ ضلع کا مکان مقرر ہوا اور

پانچ تحصیلیں ایک ہوشیارپور دوسرے گڈہ شنکر تیسری اونہ چوتھی دسوہہ پانچوین ہریانہ اسکے متعلق ہوئین علاقہ
اس ضلع کا کچھہ کوہی اور باقی میدانی ہے میدانی علاقہ مین پہاڑی ندی نالے بہت جاری ہین اور زمین بارانی
اور زرخیز و نہری بہت ہے باغات بکثرت ہین چنانچہ ماہلپور سے گڈہ دیوالہ تک کہ پچیس کوس کا فاصلہ ہے پہاڑ
کے نیچے نیچے برابر باغات لگے ہوئے ہین اور آنب اس کثرت سے پیدا ہوتے ہین کہ تمام پنجاب مین اسی ضلع کا
انب خرچ ہوتا ہے اس شہر کے نیچے ایک پہاڑی نالہ ہے جو برسات مین طغیانی مین آکر شہر کے مکانات تک
پہنچ جاتا ہے یہہ شہر ایک منڈی کا مکان اور سوداگری کی جگہہ ہے پہاڑ سے ہزارون روپیہ کا مال پہاڑی
آکر فروخت ہوتا ہے اور پھر نوہری سوداگرون کی معرفت اور ملکون مین مال ہلتا ہے مسٹر کرسٹ صاحب
ڈپٹی کمشنر نے بجائے قلعہ کی جگہہ نیا گنج بنوایا اور شہر کے بازارون کو آراستہ کیا اس شہر مین ایک حصہ
کھتری اور مختلف قومین اور ایک حصہ مسلمان اور زمیندار و خوجہ قوم ہین پہلی مردم شماری مین کل آبادی
اس ضلع کی آٹھہ لاکھہ تینتیس ہزار آٹھہ سو سترہ شمار ہوئے اور اب کی مردم شماری مین کل آبادی بحساب
اوسط فی میل مربع چار سو پچاس گنی گئی اس شہر سے جالندہر بیس کوس لودہیانہ تیئیس کوس جوالاجی تیس کوس ہے
اور کپڑا اسفید اسکے کارخانون مین اچھا بنا جاتا ہے **اونا** جالندہر دوابہ کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ ستلج کے
دہنی کنارے سے آٹھہ میل اور جالندہر سے بسمت شرق و شمال شرق چالیس میل آباد ہے گرد نواح اسکا
نہایت آباد و زرخیز ہے اور پیدایش ہر ایک قسم کی غلے و روئی و شکر وغیرہ کی ہوتی ہے بیدی اولاد
بابا نانک کی یہان رہتی ہے اسواسطے سکھہ لوگ اس شہر کو متبرک جانتے ہین اب بھی بابا سنپورن سنگھہ کہیم
پوتے صاحب سنگھہ کے و سوجان سنگھہ بکرمان سنگھہ بیدی کا بیٹا اس شہر مین جاگیردار و پنشن خوار ہین پختہ مکانات
اس شہر مین بہت ہین بازار کشادہ ہے تحصیلدار مال ماتحت صاحب ضلع ہوشیارپور کے یہان کام دیتا ہے
بڑے بڑے گانو اس ضلع مین خانپور بہادرپور شام چوراسی ہریانہ گڈہ دیوالہ بستی کلان ماہلپور سنتوکھ گڈہ
نورپور کرتارپور نندپور حاجی پور مکیریان ہین حاجی پور کے پاس مزار حضرت نور جمال ولی کی زیارتگاہ خلق
ہے اس ضلع کے علاقہ مین دو پہاڑون کے اندر ایک ندی سوان نام جاری ہے اوس ندی کے وار پار
جسقدر میدان دونو پہاڑون مین ہے اوسمین شالی بہت پیدا ہوتی ہے اوس سرزمین کو جسوان دون کہتے ہین
علاقہ نہایت سرسبز و زرخیز ہے **ٹانڈہ** جالندہر دوابہ کے علاقہ مین یہہ ایک مشہور قصبہ ہے پختہ خام دونو
قسم کی عمارت کے گھر و بازار بنے ہوئے ہین پہلے زمانہ مین حکومت و وراثت یہان افغانون کی تھی جنکو
سلطنت چغتائی کے ضعف کے وقت یہہ علاقہ حاصل ہوگیا تھا آخر یونس خان پٹھان سے جودہ سنگھہ رامگڑھیہ
نے جبراً یہہ قصبہ چھین لیا اور یونس خان کو اوسکے نیت تک قید مین رکھا زمین متعلقہ اس قصبہ کی بہت

وسیراب و زرخیز ہے اور ایک رود بھی شرق کے سمت کو جاری ہے جس سے زمین قصبہ کی سیراب ہوتی ہے
دریاے بیاس بھیان سے سات کوس اور ستلج چونتیس کوس کے فاصلہ پر ہے **یحیی پور** یہہ قصبہ محمد شاہ بادشاہ
کے وقت خان بہادر صوبہ لاہور نے اپنے بیٹے یحیی خان کے نام پر آباد کیا تھا سرزمین اسکی اور ٹانڈہ کی
آپسمین ملتی ہے **اوڑمڑ** جالندہر دوآبے کے قصبون مین یہہ بھی ایک مشہور و آباد قصبہ ہے عمارات اسکے
اکثر پختہ ہین اور گرد نواح کی زمین مین نہرین جاری ہین غلہ کی پیداوار بکثرت باہر اس قصبہ کے ایک پختہ گنبد
کے اندر ایک پتھر رکھا ہے جس پر نقش قدم جناب علی المرتضی علیہ السلام موجود ہے اور لوگ زیارت کیواسطے
باعتقاد دلی حاضر ہوتے ہین **دسوہہ** یہہ قصبہ جالندہر دوابہ کے علاقہ مین بڑا قصبہ و آباد مکان ہے
پرگنہ اسکا علیحدہ ہے اور تحصیلدار حاکم پرگنہ یہان رہتا ہے عمارت قصبہ کی پختہ و خام مخلوط بڑا بازار اسباب
کی افراط ہے پانڈون کی سلطنت کے وقت یہہ قصبہ بڑا شہر و حاکم نشین تھا یہہ کئی مرتبہ ویران اور کئی دفعہ
آباد ہوا قصبہ کے اندر کنوون کا پانی نمکین اور باہر کا پانی میٹھا و خوشگوار ہے اسمین قدیمی وراثت جو وارث کے
ہے جو پہلے ہندو تھے اور اب مسلمان ہین دو طرف قصبہ کے بھاری ندیان جاری اور ایک طرف ایک
بڑی جہیل پر آب ہے اور ایک طرف ریگستان پرانے عمارتین و باغات بہت بنے ہوے ہین زراعتین بڑی
اعلی ہوتے ہین غلہ ہر ایک قسم کا پیدا ہوتا ہے خصوصاً دہان اور چاول بھیان کے باریک و خوشبو تمام
دوآبہ کی سرزمین سے عمدہ ہین جہیل کے پانی مین نیلوفر و سنگھاڑہ وغیرہ نباتات آبی پیدا ہوتے ہین ثعلب
بھی اسکے کنارون پر اوپر ملتا ہے اس قصبہ کے لوگ اونٹ پالتے ہین اور ہر ایک قوم کے آدمی کے پاس
چاہے زمیندار ہو یا بقال ایک دو اونٹ ضرور رہتے ہین اور بعضونکا تو صرف اونٹون کی کمائی پر ہی
گذارہ ہے **مکیریان** جالندہر دوابہ کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ دریاے بیاس کے بائین کنارے
بفاصلہ آٹھ میل اور لاہور سے شرق و شمال شرق کے طرف بیانوین میل آباد ہے عمارات اسکی تمام
بکمال پختہ و بازار کشادہ و بارونق ہے پہلے زمانہ مین اصلی مالک اسکے علوی قریشی تھے جنکے نسب امام محمد
بن حنیف کے ذریعہ سے مرتضی علی علیہ السلام کو جاملتی تھی اُن قریشیون کے بزرگ اول سلطان محمود غزنوی
کے ساتھ ہندوستان مین آے اور کسی اتفاق سے اس گانومین ٹہرے اوسوقت یہہ گانو بہت چہوٹا تھا پھر
جب عملداری آدینہ بیگ خان کی جالندہر دوآبہ مین ہوئی تو بھیان کے قریشیون نے اوسکی نوکری اختیار
کی اور یہہ رتبہ پایا کہ صاحب فوج و علم و نقارہ ہوگئے اسوقت اس قصبہ کی آبادی نے بھی ترقی پکڑی بڑی عالیشان
عمارتین تعمیر ہوئین مدت تک یہہ قریشی آدینہ بیگ خان کے مرنے کے بعد بھی اس قصبہ اور اس کے
گرد نواح کے علاقہ پر حاکم با اختیار رہے جب سکہون نے زور پکڑا تو سبب عداوت مذہبی اور ہونی گاؤکشی

کے سبب سکھہ اونکی دشمن ہوگئے اور اونھون نے سکھون سے بڑے بڑے محاربے کیے اور علاقہ اپنا مدت تک
اپنی قبضہ مین رکھا آخر جے سنگھ کھنیہ جو گھنیون کے مثل کا سردار تھا بڑی فوج لیکر اون پر آپڑا اور کل علاقہ
قریشیون سے چھین کر اوسنے اپنی ریاست مین ملالیا جب وہ مرگیا تو اوسکے بیٹے گوربخش سنگھ کی عورت مسمات
سدا کنور رنجیت سنگھ والی لاہور کی ساس اوس ریاست کی مالک ہوئی اوسنے بھی اپنے خسر کے بعد اسی قصبہ مین
بود و باش شروع کی اور مدت تک حکمرانی کرتی رہی آخر سنہ ۱۲۳۶ ہجری مین رنجیت سنگھ اوسکے داماد نے
کل علاقہ اوسکا چھین کر اوسکو قید کرلیا جے سنگھ کھنیہ کے حکومت سے پہلے آدہ کوس شہر سے باہر چھوٹا سا
قلعہ زمینداران قوم اوان کا بنوایا ہوا تھا اوسکو گرا کر جے سنگھ نے بڑا قلعہ بنوایا اور نام اوسکا اٹل گڈہ
رکھا اور اپنے رہنے کی بڑی عالیشان حویلی اسمین بنوائی اب بھی سردار رتھور سنگھ و سردار سدہ سنگھ و
مدہان سنگھ اسمین جاگیردار و پنشن خوار ہین **تودہ** جالندہر دوآب مین بھی ایک پختہ عمارت کا نامی
قصبہ ہے اسکا بازار بارونق و پر تجارت ہے و زمیندار آسودہ حال ہین ہندو مسلمان ہر ایک طرح کی قوم
آباد ہے اسکے نزدیک ایک نہر جاری ہے جو دریاے بیاس سے کاٹ کر لائی گئی ہے اوس نہر سے
اور گانو کے زمیندار بھی پانی لیجاتے ہین چکیان بھی اوسپر بہت چلتی ہین گرمی کے موسم مین اسکی سرزمین
سیرابی اور سبزہ و درختون و دامن کوہ کی سبب سے بہشت کی طرح سرسبز نظر آتی ہے اور پیدایش غلہ کی
اس کثرت کے ساتھہ ہوتی ہے کہ تاجر لوگ غلہ بہا انکا خرید کر اور ملکو مین لیجاتے ہین **حاجی پور** یہہ قصبہ
بھی تودہ کے پاس تھوڑی فاصلہ پر آباد ہے اسکے شرق کیطرف ایک قدیمی نالہ جاری ہے جو دریاے
بیاس سے جا کر ملجاتا ہے عمارت اس قصبہ کی اکثر خام اور کچھہ پختہ ہے سرزمین آباد و زرخیز و سیراب ہے آٹھہ سو
گھر اور ڈیڑہ سو دوکان اسمین ہونگے **ڈہلوان** جالندہر دوآب مین یہہ ایک قصبہ دریاے ستلج
کے دہنے کنارے لودہیانہ سے اکیس میل مغرب کے سمت کو آباد ہے اسکے پاس ایک بڑا گذر ہے جس سے
اوتر کر پنجاب کے حد مین داخل ہوتے ہین **کرتارپور** جالندہر دوآب مین یہہ ایک مشہور قصبہ ہے اول اوسکی
بابا نانک سکھون کے پہلے گورو نے اسکی آبادی کی بنا رکھی اور کرتارپور کے نام سے موسوم کیا مگر اوسکے وقت
مین کچھہ آباد نہوا پھر ہرگوبند سنگھ چھٹے گورو نے اسکی آبادی کے طرف بہت توجہ کی بڑے بڑے عمارتین
پختہ و مکلف بنوائین دہرم سالے تعمیر کیے سکھہ اس شہر کو بڑا متبرک جانتے اور زیارت کرنا اسکے مکانات
کا ثواب سمجھتے ہین اب بھی گورو جواہر سنگھ کرتارپور یہان ایک معزز آدمی رہتا ہے جسکا سکھہ بہت ادب
کرتے ہین دریاے بیاس یہان سے بارہ کوس اور ستلج پچیس کوس ہے **علاول پورہ** جالندہر دوآب
مین یہہ مشہور بستی پٹھانون کی ہے پہلے پہل ایک شخص دلاور خان پٹھان نے اس قصبہ کو اپنے بیٹے علاول خان

کے نام پر آباد کیا اور ایک قلعہ بھی بہت پختہ عمدہ عمارت کا یہان تعمیر کیا مدت تک حکومت یہان کی انہین
پٹھانون کے متعلق رہی آخر جب علی خان پٹھان سے رنجیت سنگہ نے یہہ علاقہ چھین لیا اور کچھہ اوسکی گذارہ
کے واسطے بھی دیدیا **بجواڑہ** جالندہر دوآب مین یہہ قصبہ ہوشیارپور سے دو کوس پر بجانب شرق آباد
ہے بسبب قدامت کے اصلی نام اسکے بانی کا معلوم نہین ہوتا مگر اسقدر ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کی سلطنت
سے اول کسی راجہ نے اسکو آباد کیا تھا پہاڑی علاقہ اسکے بہت نزدیک ایک کوس کے فاصلہ پر ہے چارون
طرف اسکے پہاڑی ندیان و نالے بہت جاری ہین اور باغات اور آنب کے درخت بکثرت پیداوار ی
غلہ کا کچھہ حد وحساب نہین ہے پہلے یہہ قصبہ بہت آباد تھا مگر جب شیخ امام الدین ناظم کی رغبت ہوشیارپور
کے آبادی کے طرف ہوئی تو یہان سے لوگ اوٹھہ کر وہان جارہے اور آبادی کم ہوگئی اب بھی پختہ
مکانات اور قدیمی عمارتین یہان بہت ہین راجہ سنسار چند کٹوچ والی کانگڑہ نے یہان ایک قلعہ بنواکر فوج
اپنی مامور کی تھی وہ اب انگریزون کے حکم سے گرایا گیا اکبر بادشاہ کے وقت یہہ شہر حاکم نشین اور
متعلق اسکے بڑا محال تھا **راہون** جالندہر دوآب کے قصبون مین یہہ بہت پرانا قصبہ ہے عمارتین
اسکی بہت پختہ اور پرانے کہنڈرات بھی موجود ہین راجپوت زمیندارون کا اسمین زمیندارا ہے اونکی
سوا ہندو مسلمان سید مغل قریشی بھی بہت بستے ہین بازار اس قصبہ کا بہت لمبا بازار ہے جسمین ہر ایک
چیز کی سوداگری ہوتی ہے پیدائش غلہ اور گنار وغیرہ کی بہت ہوتی ہے گو مٹھیان کا لذت و شیرینی
مین مشہور ہے باہر شہر کے آنب کے باغون اور درختون کا حد وحساب نہین ہے دریاے ستلج یہان سے تین
کوس پر جنوب کے سمت کو واقع ہے **ملون** جالندہر دوآب مین یہہ ایک قصبہ پرانی عمارت کا ہے ورثت
اسکی اول مسلمان راجپوتون کے متعلق تھی جب چغتائی سلطنت ضعیف ہوئی اور زمیندارون نے جابجا خود مختاران
و خود حاکمیان اختیار کرلین تو یہان کا راجپوت بھی جسکا نام عنایت خان تھا چارون طرف کے دیہات کو
زیر حکم کرکر صاحب فوج و حکومت بن بیٹھا اور تمام عمر اپنی بالی حکومت کرتا رہا اوسکے مرنے کے بعد نورخان
بیٹا اوسکا حاکم ہوا اور آدینہ بیگ خان کے وقت مین اوسنے اپنی حکومت بڑہائی اور ستلج کے چند گذرات
اوسنے اپنے تصرف مین کرلیئے جب وہ مرگیا تو پوتا اوسکا محمود خان جانشین ہوا وہ سکہون کے ساتھہ بہت لڑتا
رہا اور سکہون نے بہت سے دیہات اوس سے چھین لیئے اوسکے مرنے کے بعد اوسکا بیٹا شہباز خان رنجیت سنگہ
کے وقت بالکل اس علاقہ سے بیدخل ہوا اس قصبہ مین بڑا بازار ہے اور غلہ کی تجارت ہوتی ہے علاقہ اسکا
زرخیز و سیراب ہے **گڈہ شنکر** ضلع ہوشیارپور کے متعلق یہہ ایک قصبہ بلند گہاٹی کے اوپر آباد ہے عمارتین
اسکی خام و پختہ مختلط بازار کشادہ زمیندار آسودہ حال پیداواری غلہ کی بہت ہو سفید بھین جو ایک بڑی نظر

دوابہ بست مین جاری ہی اوسکا چشمہ اس قصبہ سے دو کوس پر ہی جو کوہ ہمالہ کے جنوبی بنیاد سے نکلتا ہے شمال کیطرف اسکے وہ رود بہتی ہے اور پختہ پل بادشاہی عہد کا اوسپر بنا ہوا ہے مگر اب دروازے پل کے بند ہو گئے اور ریلین نے وہ راستہ چھوڑ کر پل کے دوسرے طرف سے راستہ کر لیا ہوا ہے یہہ شہر پرگنہ کا مقام ہے اور تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع ہوشیارپور یہان تحصیل کا کام دیتا ہے **ویرووال** یہہ قصبہ دوابہ باری کی حد مین دریای بیاس کے کنارے پر آباد ہے بادشاہان سلف کے وقت بڑا گذر دریاے بیاس کا اسی مقام پر تھا اور اسی راستہ سے شاہی آمد و رفت ہوتی تھی نادرشاہ ایرانی نے بھی بوقت حملہ ہندوستان کے اسی راستے سے گذر کیا تھا چونکہ دریا اب وہان سے بہت چوڑا ہو گیا ہے اور پل کشتیون کا بندھ نہین سکتا ہوا اسلئے اب شاہی گذر وزیر بھلہ کے گذر پر مقرر ہو گیا ہے اور یہان سے لوگ بذریعہ کشتیون کے اترتے ہین برسات کے موسم مین یہان دریا بڑی شور کے ساتھ چوڑا ہو کر چلتا ہے اور چوڑان دریا کی سات سو چالیس گز سے کم نہین ہوتی ہے **ہری کی** یہہ ایک قصبہ دہنے کنارے دریاے گھارا کے تین میل کے فاصلہ پر اس مقام سے جہان دریاے بیاس و ستلج اسمین ملکر چلتے ہین آباد ہے آبادی اسکی ایک اونچے ٹیلے پر واقع ہے جب دریا مین طغیانی ہوتی ہے تو پانی اوسکا گانو سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر آجاتا ہے گو کہ یہہ گانو تھوڑی آبادی کا ہے مگر تجارت بہت ہوتی ہے اور جسقدر مال تجارت کا پنجاب سے ہندوستان کو جاتا ہے اسی گذر سے گذرتا ہی اس تمام علاقہ مین یہہ گانو غلہ کی منڈی ہے اور غلہ بافراط سوداگر ہند وجمع کرتے ہین اسکے پاس دریا کے اوپر سے بڑی سڑک گذرتی ہے اور گذر بھی ہری کا گذر کہلاتا ہے اس سے آگے ستلج و بیاس ملے ہوئے دریا کا گھارا نام ہے وہان کے لوگ گھارا کے دو معنی بیان کرتے ہین ایک تو گھارا یعنی چوڑا اور تیز دوسرے میلا سو یہہ دو معنی وہان اوس دریا پر راست آتے ہین کہ چوڑا اور گہرا اور میلا تینون وصف اسمین پائے جاتے ہین اسی قرب و جوار مین ایک درگانو اندریسہ نام ہے جسکے پاس دونو دریاؤن کا اسمین شمول ہوا ہے اس مقام پر سکندر اعظم نے اپنے یادگار کے واسطے ایک مینار بنوایا تھا مگر اب مسمار ہو چکا ہے **شہر امرتسر** باری دوآب کے سرزمین مین یہہ شہر بڑا آباد و تجارتگاہ مشہور ہے آبادی اسکی راوی اور بیاس کے درمیانی میدان کے اوسط مین واقع ہے صاحب کمشنر و ڈپٹی کمشنر دونو حاکم یہان کچہری کرتے ہین کمشنری کے متعلق تین ضلع خاص امرتسر و گورداسپورہ و سیالکوٹ اور ضلع کے متعلق چار تحصیلین امرتسر و ترن تارن و اجنالہ وغیرہ مین پہلی مردم شماری مین کل آبادی اس ضلع کی نو لاکھ چھہ ہزار چار سو چوراسی شمار ہوئی اب کی مردم شماری مین اسکی مردم شماری پہلے درجہ سے بڑھی ترقی پر ہے اور بحساب فی میل مربع کل ضلع کے پانسو تین آدمی گنے گئے اگرچہ پہلے اس ضلع مین جابجا انی پائی

زمین تھی مگر اب جب سے شاہ نہر انگریزی جاری ہوئی ہے گانو کے گانو اسکے نہری زمین ہوگئے ہین اور غلہ کی
پیدائش کا حد وحساب نہین رہا — خاص شہر امرتسر بڑی آبادی کا شہر ہے اسکی آبادی کا حال اسطرح
صحیح تواریخ سے ہے کہ جب امرداس تیسرے گورو کا داماد رامداس جو چوتھا جانشین بابا نانک کے گدی پر گدی نشین
ہوا تو اوسنے موضع گوبندوال اپنے سسرال سے اوٹھکر اس مقام پر اپنا نشیمن بنایا چونکہ وہ شخص مرد بے تعصب
وخداپرست تھا اکبر بادشاہ نے اوسکی تعریف سنکر پانسو بیگہہ زمین بطور انعام استمرار پر رامداس کو عطا کی
اسمین اونہون نے تالاب بنایا اور آبادی کی جسکا نام گورو کا چک مشہور ہوا اور خاص تالاب کا نام امرتسر رکھا
اوسوقت اعتقادمند لوگون کے صرف چند گھر اسمین آباد تھے رامداس کے مرنے کے بعد ارجن اوسکے جانشین
نے یہان اور دو تالاب سنتوکسر اور رامسر بنوائے اور امرتسر کی پختہ سیڑہیان تعمیر کین اوسکے بعد گورو ہرگوبند
نے کولسر و بنکسر اور دو تالاب کہدوائے اور امرتسر کے پل کی مرمت کی گورو ارجن و گورو ہرگوبند
کے وقت شہر کی آبادی بھی بڑہتی گئی پھر جب چغتائی سلطنت ضعیف ہوگئی اور سکھون کی طاقت بڑہ گئی تو اس شہر مین زیادہ
رونق ہوئی اور بہت سی حویلیان پختہ تعمیر ہوگئین — احمدشاہ ابدالی کے حملون کے وقت سکھہ اجتماع اپنا مقام
کرکر اور گورو رامداس کا کڑاہ پرشاد منت مانکر جنگ وغارتگری برپا کیا کرتے تھے ایکمرتبہ لاہور مین احمدشاہ
کو خبر پہونچی کہ بیساکہی کے میلے کے تقریب سے سکھونکا اجتماع امرتسر مین ہوگا یہہ خبر سنکر بادشاہ نے معہ فوج ایک
روز پہلے بیساکہی سے امرتسر کو کوچ بکوچ بلغار کیا ایک گھنٹہ بادشاہ کے پہونچنے سے پہلے سکھون کو خبر ہوگئی
اور سب بھاگ گئے بادشاہ نے امرتسر پہونچکر جب سکھون کا نام ونشان نہ دیکھا تو شہر کے ویرانی اور مکانات
کے مسمار کرنے کا حکم نافذ کیا دو روز کے عرصہ مین کل مکانات گرکر خاک کے برابر ہوگئے تالاب کے سیڑہیان
اور مندر کے مکانات جو پختہ بنے ہوئے تھے بارود رکھہ کر اوڑائے گئے اور تالاب کو مٹی ڈالکر زمین کے برابر
کرادیا احمدشاہ کے مرنے کے بعد جب کوئی مسلمان بادشاہ نرہا اور سکھہ پنجاب کے سرزمین مین جابجا قابض و
حاکم ہوگئے تو دوبارہ تالاب کہدوائی گئے مندر بنوایا گیا اور از سر نو شہر کی آبادی ہوئی رامداس نگر بھی نام
رکہا گیا بھنگی مثل کے سکھون کی یہان حکومت قرار پائی مدت تک وہ اس شہر کے حاکم رہے آخر رنجیت سنگہ نے
قوت پاکر اسپر یورش کرکے شہر لے لیا اور بہت اسکی آبادی و ترقی مین مصروف ہوا چارون طرف پختہ شہرپناہ
بنوایا کچی خندق کہدوائی قلعہ گوبندگڈہ لوہگڈہ کے دروازہ کے باہر بڑا عالیشان تعمیر کیا اور اپنے دربار
کے سردارون و امیرون کو حکم دیا کہ وہ سب شہر مین اپنی اپنی علیحدہ علیحدہ کٹڑے آباد کرکے حویلیان
بنوائین بازارون مین پختہ فرش بنے اور ایک عمدہ باغ رام باغ کے دروازہ کے باہر بنواکر نام اوسکا رام باغ
رکہا پٹہانکوٹ کے مقام سے ایک شاخ شاہنہر ہنسالی نہر کے اندر سے کہدواکر امرتسر کی طرف لائی گئی جس سے رام باغ

سیراب اور تمام تالاب پر آب ہوئی خاص تالاب اور مندر کی عمارت ایسی عمدہ مطلا و سنگین بنی کہ اس زمانہ مین
ایسی کوئی عمارت سنگین و مضبوط ہندؤن کے مندرون کے پنجاب مین نہین ہے تالاب کے وسط مین بڑا عالیشان
مطلا مندر ہے اور چارون طرف تالاب کے سیڑہیون کے اوپر وسیع میدان سنگ مرمر و ابری کا فرش بنا ہوا ہے
مندر مین جانے کے واسطے ایک سنگین پل تالاب کے اندر ہے اوسپر بھی سنگ مرمر کے سلین برابر نصب ہین اور
پل کے دونو طرف چھوٹے چھوٹے سنگ مرمر کے مینار خوبصورت گنبدی دار ہین اور میناروں کے درمیان کٹہرے
سنگ مرمر کے جالیون کے لگائے گئے ہین خاص مندر کی عمارت مربع نیچے سے سنگ مرمر کی ہے جسمین عقیق و
سبزہ وغیرہ قیمتی پتھرون کے بیل بوٹے بنے ہین اور اوپر کی عمارت گنبد دار و مطلا ہے مندر کے اندر کا
مکان بھی مطلا و منقش بنا ہوا ہے اور نیچے سنگ مرمر کا فرش ہے وہان گرنتھ رکھا ہے جو ہر وقت پڑہا جاتا ہے
اور قوال عارفانہ کافیان گاتے رہتے ہین زایرین کا صبح و شام اسقدر ہجوم رہتا ہے کہ پل کے اوپر چلنے
پھرنے کی جگہہ نہین ملتی جب رنجیت سنگہ اس مکان کو بنوانے لگا تو بسبب دستیاب نہونے پتھر کے نسخہ تجویز کی کہ جسقدر
مزارات و مقبرے سنگین مسلمان مشایخ و امراء کے لاہور مین ہین اون سب کے پتھر اوکھڑوا کر اس عمارت پر
خرچ کئے جاوین اور سب سے اول شاہ جہانگیر کے مقبرہ کے پتھر اوکھڑنے شروع ہوئے اور اوپر کی چھت کے چارون
طرف کے کٹہرے جالی دار جسقدر سعہ ستونون کے تھے اوکھڑوا کر امرتسر بھیجے گئے اور اونکی جگہہ خشتی عمارت کا کٹہرہ
بنوایا گیا نیچے کے میدان اور باغ کے سڑکون کے سلین سنگ ابری و سنگ سیاہ و سرخ اور مقبرے کے چبوترے کے
دیوار کے پتھر سب اوکھڑوا کر بھیجے گئے بعد ازان مقبرہ آصف جاہ وزیر شاہجہانی کے جو مقبرہ جہانگیری کے
شمال کی طرف بادشاہی سرائے کے دیوار بدیوار بنا ہوا ہے نوبت آئی اور اوس بلند و عالیشان مقبرہ
کا سنگ مرمر سراسر بنیاد تک اوکھڑوا لیا گیا اور مقبرہ کے اندر کا فرش جو مرمر و ابری و سنگ موسی کا تھا بالکلیہ
اوکھڑ گیا صرف قبر کی تعویذ کا پتھر باقی رہگیا کہ اوسپر نو و نہ نام کندہ ہوئے ہوئے تھے اور اس لائق نہ ہئی
کہ وہ امرتسر کے عمارت کے صرف مین آوین علی ہذا القیاس مقبرہ علی مردان خان و نصرت خان و خان دوران
و زیب النسا بیگم وغیرہ مین سے جہان جہان رنجیت سنگہ کو پتھر کے سل نظر آئے فی الفور اوکھڑوالی سوائے
مقبرہ حضرت میان میر بالا پیر لاہوری کے اور کوئی مقبرہ رنجیت سنگہ کے ہاتھ سے نہ بچا اوسکی بچ جانے کا یہہ اتفاق
حسنہ ہوا کہ ایک روز خود رنجیت سنگہ پتھرون کے اوکھڑوانے کے واسطے لاہور کے مقبرون کو دیکھتا پھرتا تھا
جب میان میر صاحب کے مقبرہ کے پاس پہونچا تو اول حضرت ملا شاہ کے مقبرہ کے چار دیواری کے اندر جہان
اب موضع میان میر آباد ہے گیا اور اوس رنگین و سنگین مکان کو جسکی تیاری مین لاکہا روپیہ دارا شکوہ شاہجہان
بادشاہ کے بیٹے نے صرف کر کر عمارت اوسکی سنگ مرمر و سنگ سرخ و ابری و عقیق و لاجورد و سنگ موسی

یشمی وسماق وغیرہ سے بنوائی ہوئی تھی دیکھہ کر حکم دیا کہ اسکے کل پتھر اوکھاڑ کر امرتسر بھجوائے جاوین اور
دو ہزار آدمی کی مدد سپاہیان وغیرہ کے وہان لاہور کی چھاونی سے شاہزادی سلطان بیگم کے مقبرہ کے
طرف آیا اور اوس مقبرہ کے بھی جو سراپا سنگ مرمر کا تھا پتھر اوکھاڑ لینے کے واسطے حکم نافذ کیا بعد ازان خاص
روضہ عالیہ میان میر کے پاس آکر کھڑا ہوا اور حکم دیا کہ اس عمارت کے دیوارون و فرش و مزار و گنبد کے پتھر بھی اوکھاڑ لو
پتھر اوکھاڑ کر پھر سفیدی کرائی جاینگی یہہ حکم دیکر رنجیت سنگھ گھوڑے پر سوار ہوا گھوڑے دو رہی گیا تھا کہ
گھوڑے نے ناخن لیا اور رنجیت سنگھ زین کی پشت سے زمین پر آگرا پھر سوار ہوکر گھوڑا چلایا مگر جب وہان سے
شاہو کے گڈھی کے پاس پہونچا تو پھر وہی صدمہ پہونچا تو بھی آیا جب دو مرتبہ ایک ہی وقت مین رنجیت سنگھ
گھوڑے سے گرا تو مسلمان امراؤن نے جو اوس دن ہمراہ تھے عرض کی کہ یہہ آثار میان میر بالا پیر کے غضب
کے ہین جنکے مزار کے آج پتھر اوکھاڑے گئے اسلئے آپ کو دو دفعہ آئی ہین مناسب یہہ ہے کہ حضرت کے مقبرہ
کے پتھر نہ اوکھاڑے جاوین یہہ بات سنکر رنجیت سنگھ کے دل مین وسوسہ پیدا ہوا اور اوسی وقت حکم ممانعت اکھاڑنے
پتھر دنکا نافذ کیا اسطرح کے اتفاق حسنہ سے یہہ عالیشان مکان بچ گیا مگر اسکے عوض مین مقبرہ نورجہان بیگم کا
تمام و کمال اوکھیڑوا لیا گیا اور قبر کا تعویذ تک باقی چھوڑا الغرض رنجیت سنگھ نے لاہور کے دو ہزار مقبرہ نامی
گرامی برباد کرکے ایک اس مکان کو آباد کیا اور دربار صاحب نام رکھا دربار کے اندر شب و روز گرنتھ پڑہا
جاتا ہے سکھون اور ہندؤن کا ہجوم رہتا ہے زن و مرد خاص و عام صبح شام یہان آتے ہین شبد سنتے ہین کڑاہ
کھاتے ہین تالاب کے گرد اگرد سکھہ سردارون کے بڑے بڑے عالیشان حویلیان جنکو بنگاہ کہتے ہین بنی ہوئی ہین اور
ہر ایک بنگاہ ہر ایک اوسکے بانی کے نام سے منسوب ہی اور ایک بنگاہ خاص گورو گوبند سنگھ دسوین گورو کا ہی
اوسکو اکال بنگاہ کہتے ہین اوسکا گنبد عالیشان و بلند و مطلا بنا ہوا ہے وہان بھی گرنتھ رکھا ہے اور جو ہندو سکھہ
بنا جاہے اوسی جگہ اوسکو پاہل دیتے ہین اکال بنگاہ اور پل کے دروازہ کے آگے لمبے میدان مین دو بلند
جھنڈے سنگ مرمر کے چبوترون کے اوپر نصب ہوئے ہوئے کھڑے ہین اور لمبے بانس تک اون پر
کپڑے کا غلاف ہے سال بھر مین دو مرتبہ یہان بڑا بھاری میلہ ہوتا ہے ایک تو بیساکھہ کے پہلے تاریخ جسکو
بیساکھی کا میلہ کہتے ہین اوس روز ہشیار پور کے سکھہ یہان آکر جمع ہوتے ہین اور لاہور و دور دور کے
شہرون سے بھی ہندو وہان جاکر غسل کرتے ہین دوسرا میلہ دیوالی کے روز کا ہے اس رات کو بڑی روشنی
دربار مین ہوتی ہے آتشبازی چھوڑی جاتی ہے ہندنی عورتین امرتسر کے دو وقت ماتھا ٹیکنے کے واسطے
دربار صاحب مین حاضر ہوتے ہین صبح کے حاضر ہونیوالی عورات یہان ہی آکر نہاتی ہین اور پھر دربار
کے اندر یا اکال بنگہ یا کسی اور بنگہ مین جہان گرنتھ پڑہا جاتا یا شبد ہوتا ہو جا کر گھڑی بیٹھکر فیضیاب ہوتی ہین

شام کے حاضر ہونے والے غسل نہین کرتے صرف گرنتھ سنکر اور نذر دیکر واپس ہوجاتے ہین - اس عالیشان
شہر مین پشمینہ و ریشم اور کپڑا و غلہ دال و دیات و روئی و چھٹہ و تیل و شکر و قند وغیرہ ہر ایک قسم کے جنس کی کثرت
کے ساتھ تجارت ہوتی ہے پنجاب کی کل سرزمین مین گویا یہی شہر دار التجارت ہے ساہوکار ہندو و مسلمان بہت بڑے
بڑے مالدار ہین جنکی کوٹھیان کلکتہ و بمبئی و بنارس و دہلی و آگرہ و لکھنؤ و پشاور و کابل و کشمیر و خراسان
و ترکستان مین ہین اور مال یہانکا دور دور تک جاتا ہے اور باہر کا مال لیکر بڑے بڑے تجار و بیوپاری
یہان آتے ہین قدیمی مکان مقبرہ یا قلعہ وغیرہ یہان کوئی نہین ہے رنجیت سنگھ کے وقت کا رام باغ و قلعہ
گوبند گڈھ بنا ہوا ہے یہہ قلعہ رنجیت سنگھ نے ۱۸۰۹ء مین بنوایا اور خزانہ اسمین رکھا اور اس قلعہ کے
اندر بڑے بڑے مکان مضبوط و عالیشان بنے ہوے ہین اب جب سے انگریزی تحت مین آیا ہے اور بھی عمارت
فوج کے رہنے کے اسمین زیادہ کی گئی ہین اور ذخیرہ و میگزین اسمین موجود رہتا ہے رام باغ کی عمارت
بھی رنجیت سنگھ نے بڑی عالیشان بنوائی تھی اور سراے نور جہان بیگم سے پتھر اوکھڑوا کر اوسمین لگوایا تھا
مگر اب کچھہ رونق نہین ہے اور ضلع کی کچہریان اسمین ہوتی ہین انگریزی عملداری مین اس شہر نے
بڑی رونق پائی بازار کا پختہ فرش بنا بکطرفہ نالیئن بنوائی گئین آبادی کی ترقی ہوئی مسافرون کے لیئے
سرائین تعمیر ہوئین باہر شہر کے بارکین و کوٹھیان انگریزون کے رہنے کی اور ریل کے کارخانے کے مکانات
بڑے اوبنے سڑکین پختہ نکالی گئین اس شہر کے اندر کی عمارتون مین ایک عمارت کوتوالی کی نہایت عمدہ
و مستحکم عمارت ہے اور ایک عالیشان مسجد میان محمد جان صاحب رئیس امرتسر کی جسکے ثانی کوئی اور مسجد تمام شہر مین
نہین ہے یہہ مسجد بلند گنبد دار پختہ ریختہ کار ہے اور کلس طلائی گنبدون کی اوپر لگے ہوئے ہین عین شہر کے اندر
و باہر پختہ تالاب شوالے و دہرم سالے و ٹھاکر دوارے بہت ہین پہلے مسجدین بہت کم تھین مگر اب انگریزی
عملداری مین مسلمانون نے بھی مسجدین بہت بنالی ہین کھتری برہمن سکھہ اروڑے کشمیری مسلمان اس شہر مین
رہتے ہین مسلمان کشمیری یہان شالبافی کا کام کرتے ہین پنجابی مسلمان کشمیریون سے نصف بھی نہین ہین اس شہر
کے دور کی جو پیمایش کی گئی تو پانچہزار اکیسو کرم ہوتی اور پنجاب کے ملک مین تین سو ساٹھہ کرم کا ایک کوس
اور تین ہاتھہ کا ایک کرم اور دو بالشت کا ایک ہاتھہ ہوتا ہے شہر لاہور اس شہر سے مغرب کی طرف پچیس
چوبیس کوس اور دریاے بیاس مشرق کی طرف بیس کوس اور دریاے راوی شمال کی سمت گیارہ کوس
بہت بڑے بڑے گانو ضلع امرتسر مین قصبہ سوہیان کلان و بوندہ الہ و سلطان ونڈ و بٹالہ و منی وال و
مہتاب کوٹ جنڈیالہ گوبندوال فتح آباد و بیرووال و جلال آباد و رن گڈھ اٹاری بنیشٹہ نارو وال جلکی
کالا خطائی جنڈیالہ کلسان اودلیانوالہ راندہ اس جھپاری جستروال ہین فقط اور مسجدون مین بڑی مسجد میان

محمد جان کی بنوائی ہوئی مشہور ہی یہہ شخص ایک امیر کبیر تاجر اس شہر کا ہے عہدہ انریری مجسٹریٹی کا بھی اوسکو ملا ہوا ہے سوا ای اونکی خان محمد شاہ ایک اعلی درجہ کا رئیس مسلمان اس شہر مین جامع فیض ہے عہدہ انریری مجسٹریٹی کا اوسکو بھی حاصل ہے **ترن تارن** باری دوآبے کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ بیاس کے دہنی کنارے سے پچیس میل اور شہر لاہور سے بسمت جنوب مشرق تپنیس۳۵ میل آباد ہے سکھہ کی قوم اس قصبہ کو بہت متبرک سمجھتے ہین اور دور دور سے غسل کے واسطے یہان آتے ہین ایک بڑا تالاب پانچوین گورو ارجن کے وقت کا یہان بنا ہوا ہے اور ترن تارن خاص اوسی تالاب کا نام ہے جسکے نام سے اب قصبہ بھی موسوم ہو گیا ہے سکھو نکا اعتقاد ہے کہ امرتسر اور ترن تارن کے تالاب مین غسل کرنے سے نجات ہوجاتی ہے ہر سوین روز یہان بڑا میلہ ہوتا ہے یہہ قصبہ بڑا قصبہ ہے تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع امرتسر یہان مال کا کام دیتا ہے بہت بڑا بازار اور عمارات خوشنما دوکاندار مالدار وعزت دار بہت رہتی ہین یہی والے قصبہ کے بکثرت سکھہ وہندو وکھتری اڑوڑے مسلمان کم ہین ترن تارن کے تالاب کو رنجیت سنگہ نے دوبارہ تعمیر کیا اور ایک مندر بنوایا ایک بلند مینار یہان نوبخال سنگہ رنجیت سنگہ کے پوتے نے بنوایا تھا۔ **کوٹلہ** باری دوابے کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ بیاس کے کنارے اکیسو چوبیس میل بسمت شرق وشمال شرق لاہور سے آباد ہے **کھنڈور** دوابہ باری کے علاقہ مین یہہ گانوبیاس سے ورے سات کوس کے فاصلے پر آباد ہے اسمین ایہنا المشہور انگد دوسرا گورو سکھون کا جو نانک کے بعد جانشین ہوا تھا رہتا تھا اوسکا ڈیرہ گانو کے باہر بنا ہوا ہے جسکی عمارت پہلی خام تھی پھر رنجیت سنگہ نے پختہ و بکلف بنوائی سکھہ دور دور سے یہان آکر زیارت کرتے ہین **سرائے نورنگ آباد** دوابہ باری مانجہ کی سرزمین مین یہہ قصبہ آباد ہے اس مقام پر پہلے شاہجہان بادشاہ کے حکم سے ایک پختہ سرائے بنانی شروع ہوکر عمارت اوسکی اورنگزیب عالمگیر کے وقت ختم ہوئی اوس وقت سے اورنگ زیب کی سرای کہلاتی رہی اب اوسکے اندر ایک قصبہ آباد ہے سرائے کے باہر ایک قدیمی پختہ تالاب ہی ترن تارن کا تالاب بھی اسمقام سے ڈہای کوس کے فاصلے پر واقع ہے **اجنالہ** امرتسر کے ضلع مین یہہ بڑا قصبہ اور مشہور مقام ہے تحصیلدار ماتحتی صاحب ضلع امرتسر یہان کام دیتا ہے اسکے گردونواح مین نہر کرن جاری ہے اور دریاے راوی بھی بہت نزدیک ہی آبادی اسکی پختہ وخام مختلط ہندو مسلمان سکھہ اسمین آباد ہین **سوڑیان** دوابہ باری ضلع امرتسر مین یہہ ایک مشہور قصبہ تحصیل اجنالہ کے پاس ہے مسلمان پٹھان قریشی راجپوت اسمین بہت رہتی ہین اسکی نواح مین نہر کرن دریاے راوی سے ملتی ہے علاقہ سرسبز و شاداب بسیرابی کنارے دریاے راوی کے ہی اسکے ورے پانچ میل ایک اور موضع منج نام آباد ہی

جسکے اندر زمیندار راجپوت سلمان گوت منج رہتے ہین اگرچہ عمارت اوسکی خام ہے گر مطبوع مقام ہے
پیدایش غلہ کی بہت ہوتی ہے مسجدین وغیرہ مکانات پختہ بھی اوسمین ہین **گگ** دوابہ باری ضلع امرتسر مین یہہ بڑا
قصبہ ہے عمارت اسکی پختہ وخام ملی ہوئی ہے راوی کے کنارے کے اوپر اوسکی متعلق زمین مین پیدائش
غلہ کی بہت ہوتی ہے **اٹاری** دوابہ باری ضلع امرتسر کے متعلق یہہ ایک مشہور قصبہ آباد ہے آبادی
اسکی لاہور و امرتسر کے عین وسط مین واقع ہے اسکے پاس آہنی سڑک جاری ہے اور ریل گاڑی لاہور و
امرتسر سے آکر یہان ٹھہرا کرتی ہے ریل کا اڈہ یہان بنا ہوا ہے سردار شام سنگہ اٹاری والہ جو ایک
معزز سردار امرائے لاہور مین سے تھا یہان رہتا تھا وہ سکہون کی لڑائی مین جو انگریزون کے ساتھ ستلج
کے کنارے پر ہوئی تھی مارا گیا اب اوسکے لواحق اسی گانو مین رہتے ہین سرداران اٹاری والون کی بڑی
بڑی پختہ حویلیان یہان بنی ہوئی ہین بازار بھی کشادہ و پر تجارت ہے مکانات پختہ وخام ملے ہوئی ہین **راجاسانسی**
امرتسر سے شمال کی طرف بفاصلہ چہہ میل یہہ قصبہ آباد ہے سرداران سندہانوالیہ
جو ہم جدی رنجیت سنگہ کے تھی اسی گانو مین رہتی تھی جب سردار اجیت سنگہ و لہنا سنگہ نے مہاراجہ شیرسنگہ کو قتل کیا
اور خود بھی اوسکی پاداش مین قتل ہوئے تو راجہ ہیرا سنگہ وزیر سلطنت نے غصہ مین آکر اس قصبہ کو اوجاڑ دیا
کل حویلیان سرداران سندہانوالیہ کی مسمار کردین چندے یہہ قصبہ ویران رہا پھر راجہ ہیرا سنگہ کے قتل کے
بعد سردار شمشیر سنگہ وگہر سنگہ وغیرہ نے پھر حویلیان اپنی بنوائین اور قصبہ کو آباد کیا اب بخوبی آباد ہوگیا ہے
اور سردار شمشیر سنگہ جاگیردار ومجسٹریٹ اسکے اندر سکونت رکہتا تھا اب دو برس گذرے ہین کہ وہ مرگیا ہے
مجیٹھہ ضلع امرتسر کے متعلق یہہ بھی ایک مشہور و پختہ عمارت کا قصبہ ہے سردار لہنا سنگہ مجیٹھیہ جو ایک
بڑا سردار لاہور کے دربار کا تھا وہ اسی گانو کا رہنے والا تھا اب اوسکا فرزند سردار دیال سنگہ جاگیردار
امرتسر قیام پذیر ہے پرانی نہر شاہجہانی جو مادہوپور سے لاہور کو آئی ہے اس کے پاس جاری تھی جس سے
رنجیت سنگہ ایک شاخ کہود کر امرتسر کو لے گیا تھا **جنڈیالہ گورو کا** یہہ قصبہ امرتسر سے دس میل
کے فاصلے پر برسر راہ واقع ہے اصل مین نام اسکا جنڈوآلہ تھا اور جنڈو نام ایک جاٹ کا تھا جنے اسکو
آباد کیا تھا اس قصبہ مین ایک مندر گورو ہندال کا پختہ بنا ہوا ہے جنے بابا نانک سے فیض پایا اور گورو کہلا
نے اوسکی اولاد سے گورو عاقلداس بڑا نامی گرامی اور جاگیردار بادشاہون کے وقت سے ہوگذرا ہے
اسواسطے اس قصبہ کا نام بھی گورو کا جنڈیالہ مشہور ہوگیا **گورداسپورہ وضلع گورداسپور**
یہہ ضلع بہت آبادہی آبادی اسکی بکثرت اور دیہات نزدیک نزدیک بستی ہین کوئی ویرانہ جنگل اسمین
نہین اگر کوئی زمین بے تردد و بے کاشت ہوگی تو وہ شور زمین ہوگی یا کسی گانو کے شاملات بضرورت

چارہ مویشی کے عمدہ کاشت سے بڑی سنگھی ہوئی ہوگی آب وہوا نہایت عمدہ و معتدل اس ضلع کے رہنے والے
ہندو جاٹ اور کہتری اور مسلمان ہین یہہ دونو قومین ہندو مسلمان آدہو آدہ آپسمین ہین زمیندار پہلے
مفلس تھے اب انگریزی عملداری مین آسودہ حال ہین سب لوگ نرم مزاج ملایم طبع خندہ پیشانی مہمان نواز ہین
پہلے سکہان مثل رامگڈہیہ و کہنیا کا تصرف اس علاقہ پر تہا چنانچہ سری ہرگوبندپورہ مین جہا سنگہ رامگڈہیہ اور وٹالہ
وغیرہ پر سردار جی سنگہ کہنیا اور پہر رانی سدا کنور زوجہ گوربخش سنگہ بن سردار جی سنگہ کہنیہ حاکمہ تہی فتحگڈہ کے
علاقہ مین جیمل سنگہ خسر مہاراجہ کہرک سنگہ اور نگہڑ سنگل پر سردار ارجن سنگہ وغیرہ قابض تہے مہاراجہ رنجیت سنگہ
نے سب کو مغلوب کیا اب بہی اون خاندانون کے آدمی سرکار سے گذارہ پاتے ہین خاص گورداسپورہ
پہلے چہوٹا سا گاؤن تہا سبب اسکی کہ وہ علاقہ کے وسط مین واقع تہا سرکار نے اوسکو مقام ضلع قرار دیا اور
سرائے اور کوٹہیان اور کچہری کے مقامات ڈاک بنگلہ وچہاونی کے عمارات بننے سے آبادی اسکی بڑہ گئی
قدیم آبادی کے اندر ایک پختہ پورانی بنی ہوئی دیوار ہے اوسمین ایک کرشمہ قدرت آلہی کا ایسا ہے کہ
وہ دیوار بہت لمبی چوڑی چونہ گچ ریختہ کا تعمیر ہوئی موجود ہے پانچ دروازے محرابی اسمین ہین
ہر ایک دروازہ مین ایک ایک ستون پختہ سنگ خوبصورت واقع ہے اوس دیوار کے اوپر اگر چڑہکر
کوئی ہلائی تو دیوار بنیاد تک ہلتی ہے بلکہ جہولنے کیطرح جہولتی ہے مگر گرتی نہین سیکڑون آدمی اوس دیوار
کے دیکہنے کو جاتے ہین اور اوپر چڑہکر ہلاتے ہین مشہور یہہ ہے کہ ایک مہنت فقیر نے یہہ دیوار بنوائی تہی
اور معمارون کو تاکید کی تہی کہ نہایت پختہ دیوار بنانا جب دیوار بن چکی معمارون نے مہنت کے روبرو جاکر
اوسکے مضبوطی کی تعریف کی اوس مہنت نے دیوار پر چڑہکر کہا کہ یہہ دیوار تو ہلتی ہے لوگ ہنسے اور کہا کہ دیوار
کبہی ہلا کرتی ہے چنانچہ مہنت نے ہلائی تو جڑ تک ہلنے لگی اوس روز سے آجتک برابر ہلتی ہے اوس مہنت
کی اولاد سے بدری ناتہہ مہنت اب تک زندہ ہے وہ بڑا رئیس ہے نصف علاقہ گورداسپور خاص کا اسکی
جاگیر مین ہے لاکہون آدمی اوس خاندان کے سیوک یعنی مرید ہین چار تحصیلین ضلع گورداسپور کے متعلق ہین
ایک خاص گورداسپور جسکے متعلق سات سوچہہ موضع اور تین لاکہہ ستانوین ہزار آٹہہ سو تیس روپیہ معہ جاگیر
جمع سالیانہ ہے دینانگر اور کانووان بڑے دو قصبہ اسکے متعلق ہین دوسری تحصیل بٹالہ کی ہے اسکی متعلق
چار سو ستانوین موضع اور تین لاکہہ اکسٹہہ ہزار تین سو اٹہانوین معہ جاگیرات جمع ہے سری ہرگوبندپورہ
اور ڈیرہ بابا نانک بڑے قصبہ اسکے ساتہہ علاقہ رکہتے ہین تیسری تحصیل شکرگڈہ کی اسکی گانو سات سو
انچاس اور تین لاکہہ تین ہزار نو سو باسٹہہ جمع سالانہ معہ جاگیرات ہے چوتہی تحصیل پٹہان کوٹ ہے اسکے
تین سو چہپن موضع اور ایک لاکہہ نوے ہزار تین سو پچانوین جمع معہ جاگیر ہے غرض کل ضلع کے متعلق دو ہزار

تین سو پانچ موضع اور بارہ لاکھ پچپن ہزار پانسو ساٹھی جمع ہے بڑا کارخانہ لکڑی کا اس ضلع کے متعلق مقام مادہوپور ہے اور اوسی مقام سے کل نہرین حکام کاٹ کر لائے ہین جنسے تمام علاقہ دوابہ باری کا اور ملک ماہنجہ سیراب ہوتا ہے جانب شرق اس ضلع کے دریاے بیاس و سرحد کمشنری جالندہر ہے نہر کرن اور نالا اور نہر تلی جسکو ہنسلی بھی کہتے ہین اور نہر بینین سے بھی پانی دیا جاتا ہے اور چاہات سے بھی پانی لیا جاتا ہے چاہات کا پانی بدرجہ اوسط بتیس ہاتھہ پر نکلتا ہے پچھلی مردم شماری اس ضلع کی سات لاکھہ چالیس ہزار اکیو ستاسی تھی اب ترقی ہے اور ضلع کے کل میلون پر آبادی پہیلاکر بحساب فی میل چار سو چھہتر آدمی شمار ہوئے **بٹالہ** باری دواب کے قصبون مین یہہ قصبہ ایک مشہور قصبہ ہے عمارات اسکے پختہ و بارونق ہے پختہ و مضبوط مکانات پہلے زمانہ کے اسمین بہت ہین بازار اس کے کشادہ و آباد و پر تجارت ہین بڑے بڑے ساہوکار مالدار یہان دوکانین کرتے ہین دور دور سے تاجر لوگ یہان مال فروخت کیو اسطے لاتے ہین پہلے یہان ضلع مقرر تھا اب تحصیلدار یہان رہتا ہے اور تحصیل کی کچہری ہوتی ہے لودی بادشاہون کے وقت بہلی رام دیو بہٹی راجپوت نے یہہ شہر آباد کیا اور جن دنون مین کہ مسمی تاتارخان سلطان بہلول لودی کے طرف سے پنجاب کا ناظم تھا ان دنون یہہ رام دیو شیخ عبدالجلیل قریشی سہروردی لاہوری کی خدمت مین حاضر ہوکر مسلمان ہوا اور مرید بنا چونکہ تاتارخان ناظم پنجاب بھی شیخصاحب کا مرید تھا شیخصاحب نے رام دیو کو سرد شفیق و ہوشیار تصور کر کر تاتارخان کی خدمت مین بہیجا اور سفارش کی کہ کسی معقول خدمت پر اسکو مامور کیا جاوے چنانچہ وہ تاتارخان کے پاس نوکر ہوا اور ان مدارج تک پہونچا کہ تاتارخان نے کل پنجاب کے ملک کا اجارہ نو لاکھہ ٹکہ پر اوسکو دیدیا اور بڑا بھاری فایدہ اوسنے اوٹھایا اوسنی آٹھہ سو چہتر سنہ ہجری مین اس شہر کی بنا رکھی اور آباد کیا اور یہان ہی فوت ہوا قبر اوسکی باہر شہر کے شرق کیطرف موجود ہی اس شہر کی آبادی سے اول بھی کبھی کسی زمانہ مین یہان آبادی ہوچکی تھی کہ اسکی آبادی کے وقت جب متصل دیوان خانہ حکومت کے کنوان کہودا گیا تو زمین مین سے ایک دوکان رنگریزی کی دبی ہوی نکلی جسمین سے چند خم گلی نیل کے تھے پہلے یہہ شہر کچہہ بڑی رونق نہین رکہتا تھا لیکن شہنشاہ اکبر کے وقت جب شمشیرخان راجپوت حاکم اسکا ہوا تو اوسنے اسکی آبادی مین بہت کوشش کی شہر کے شرق شمال کے گوشہ کیطرف ایک باغ تیار کیا اور اوسکے اندر تالاب کہودوایا تالاب کے اندر پختہ مسجد تعمیر کی نہر کے پانی سے تالاب کو پر کر کے کشتیان چہوڑین جن پر نماز پڑہنے والے سوار ہوکر مسجد مین جاتے اور عبادت کرتے مقبرہ شمشیرخان کا بھی تالاب کے جنوبی کنارے پر موجود ہے جب شیر سنگہ پسر رنجیت سنگہ کا بٹالہ کا جاگیردار بنا تو اوسنی بھی اس شہر مین بہت آبادی کی اور اوسی تالاب کے اندر جہان مسجد بنی تھی بارہ دری بنوا کر سیر گاہ مقرر کی اور ایک باغ

ہوا کر انارکلی نام رکھا شمشیر خان کے وقت بسبب قدردانی اوس حاکم کے بڑے بڑے عالم و فاضل و مشایخ و سادات
و اہل حرفہ و پیشہ کثرت سے جمع ہوئے اور شہر کی آبادی اسقدر بڑھ گئی کہ کل دورہ شہر کا تقدر اڈھائی میل کے ہوگیا تھا
اچھی عمارتین عالیشان پختہ و مضبوط تعمیر ہوئین شہر کے باہر بڑے بڑے باغ بنوائے گئے اورنگ زیب عالمگیر کے
عہد مین شیخ محمد فاضل شاہ قادری اس قصبہ مین تشریف لائے مسجد و مدرسہ و حویلیان بنواکر تعلیم ظاہری
و تلقین باطنی جاری کی اب مقبرہ حضرت کا زیارتگاہ خاص و عام ہے اور غم عام اونکی تاریخ وفات ہے اونکی
اولاد سے میر حسن شاہ ایک فاضل اجل لاہور مین فوت ہوئے اور میر حسین شاہ سجادہ نشین اس خاندان کے تھے
وہ بھی اب فوت ہوگئے چغتائی سلطنت کے ضعف کے وقت بہت مرتبہ سکھون نے حملے کئے اور غارت کیا آخر
جے سنگہ کنھیہ کے قبضہ مین آیا اوسکے بعد رنجیت سنگہ اور رنجیت کے بعد صاحبان انگریز حاکم ہوئے انگریزی سلطنت
کے وقت چندے یہہ شہر راجہ تیجسنگہ کے جاگیر مین عطا ہوا اور اوسکی حکومت رہی مگر اوسکے مرنے کے بعد ضبط ہوکر
گورداسپور کے ضلع کے شامل ہوا اور قوم کھتری ایک بھنڈاری دوسری پوری شہر بٹالہ مین نامور ہین
پارچہ سوسی کھیس بٹالہ کا تحفہ اور قیمتی کپڑا اور دور تک جاتا ہے ریشمی کپڑا اچھی قسم کا بنتا ہے شہر کے تین
کوس پر موضع مسانیان مین حضرت شاہ بدر گیلانی کا مزار ہے اور سالیانہ میلا بڑا بھاری ہوتا ہے شہر کے اندر
بڑی بڑی مسجدین و معابد ہنود ون کے پختہ بنے ہوئے ہین قلعہ بھی وسط مین پختہ تعمیر ہوا ہے بابا نانک
کی شادی اس شہر مین ہوئی تھی جہان اب مندر بنا ہوا ہے اور جھنڈا گڑا رہتا ہے **کلانور** ضلع گورداسپور
مین یہہ شہر دریائے راوی سے ورے پانچ کوس آباد ہے اور شہر سے شمال کو ایک نہر جاری ہے جسکو کرن
کہتے ہین بھرام پور سے کلانور تک جسقدر فاصلہ ہے اوسمین بہت مقامات سے چشمے نکلتے ہین اور پانی چشمون کا جمع ہوکر
یہہ نہر روان ہوتی ہے اکبر بادشاہ نے تیرہ برس کی عمر مین کلانور کے مقام پر شاہنشاہی کا اجلاس کیا تھا
اور اس مقام کو مبارک جانکر ایک شاہی باغ یہان بنوایا اور بڑی بڑی پختہ و سنگین عمارتین حمام وغیرہ باغ کے
اندر تعمیر فرمائین جو سکھون نے پتھرون کی طمع سے گرادین مگر نشان اونکے اب تک موجود ہین چغتائی سلطنت کے
اخیر تک یہہ شہر بڑا اوج پر آباد رہا بلکہ آبادی اسکی دن بدن ترقی پر تھی آخر جب سکھان غارتگر کا زور شور پنجاب
مین ہوا تو اسکو بھی اونہون نے لوٹ لیا اور اونکی خوف سے لوگ جا بجا بھاگ گئے تھوڑی سی آبادی باقی
رہگئی تھی اور اس باقیماندہ آبادی پر پرانگدیہ سردار قابض ہو بیٹھا اوس پر حقیقت سنگہ کنھیہ نے یورش کی تو
باقیماندہ شہر پھر غارت ہوا مکانات جلائے گئے پھر تو آبادی کا نام و نشان بھی اسمین نرہا چند سال کے
ویرانی کے بعد جیمل سنگہ حقیقت سنگہ کے بیٹے نے اسکی آبادی کی طرف توجہ کی اور تین برس تک دوبارہ
آبادی کی بعد وہ اسپر قابض رہا اوسکے وقت مین چار سو دوکان اور تین ہزار گھر اسمین آباد ہوگئے تھے

پھر

جیمل سنگہ کے مرنے کے بعد رنجیت سنگہ اسپر قابض ہوا اب انگریزی قبضہ مین ہے رنجیت سنگہ کے وقت سے اب
دوچندان یہہ آباد ہوگیا ہے تجارت کثرت سے ہوتی ہے شہر کی عمارت کل پختہ ہے بازار مین دوکاندار
ساہوکار دوکانین کرتے ہین گردنواح اس شہر کا ایسا سرسبز وسیراب ہے کہ خشک سالی مین بھی پانی کی حاجت
نہین ہے غلہ کی پیداوار کا کچھہ حد وحساب نہین ہے روئی تماکو ہلدی بکثرت ہوتی جاتی ہے میوہ ہر ایک قسم کا نباتات
طرح طرح کے پیدا ہوتے ہین باہر شہر کے جنوب کی طرف مزار شیخ محمد افضل کلانوری کا بنا ہوا ہے جو پنجاب مین بڑے
بڑے کامل ولی ہو گذرے ہین شجرہ اونکا قادریہ خاندان مین بذریعہ شیخ ابو محمد قادری کے شیخ محمد طاہر لاہوری
کو ملتا ہے اور شیخ محمد فاضل جنکا روضہ بٹالہ مین ہے انہین کے جانشین وخلیفہ تھے اور اونہین کے حکم سے
بٹالہ مین مدرسہ بنایا گیا تھا جسمین اب تک درویش پڑہتے ہین اور لنگر جاری ہے **دینانگر** پہاڑ کے
نیچے کے علاقے مین جو باری دواب ہے علاقہ رکہتا ہے یہہ ایک عجیب خوش وضع سرسبز پرفضا سیراب
پختہ مکان ہے چغتائی سلطنت کے اخیر وقت یہہ شہر آدینہ بیگ خان ناظم دوابہ بست جالندہر نے آباد کیا
اور اپنے نام پر نام اسکا آدینہ نگر رکہا بانی کے حین حیات آبادی اسکی بڑی اوج پر تھی دور دور سے
علما فضلا مشایخ ہند اہل پیشہ وحرفہ صاحب کمال اسمین آکر آباد ہوئے اور بانی نے اونکو بکمال التجا یہان لاکر
رکہا اوسوقت گویا یہہ شہر مجمع علما وفضلا ومرجع اہل ہنر وپیشہ تھا علاوہ اسکے ایک وجہ جلد تر آباد
ہوجانے اس شہر کی یہہ ہوئی کہ پنجاب کے اور تمام ملک مین سکہہ غارت کرتے تھے سواے علاقے آدینہ بیگ خان
کے اوس سے انکو کمال خوف تھا اسلئے پنجاب کے دور دور ملکون سے لوگ اوٹھہ کر یہان آرہے آدینہ بیگ
خان نے یہان ایک باغ بنوایا اور شاہجہانی نہر جو مادہوپور سے لاہور کو گئی ہے باغ کے درمیان کہی اور
بڑی بڑی عمارات عالیشان اوسمین بنوائین اور بہی شہر کے گرد اسقدر باغ اور چشمے جاری ہین کہ گویا وہ
تمام خطہ ہی قدرتی باغ ہے آمون اور سنترون وغیرہ درختون کا کچھہ حد وحساب نہین ہے پانی نہرون کا جابجا
پہرتا ہے شہر کے شمال کی طرف ایک پہاڑی نالہ ہے جو ہمیشہ پر آب رہتا ہے اور اوس نالہ کے اوپر پل بناکر
مادہوپور کے نہر کا پانی اوسکے اوپر چڑہایا گیا ہے جب آدینہ بیگ خان مرگیا تو سکہون نے دل کہول کہول اسکو لوٹا
اور ایسی بازنین وآباد شہر کو وتین لوٹ مین ویران کردیا چند سال یہہ ویران پڑا رہا پہر چند اسنگہ کہترہ نے
اسکو آباد کرانا شروع کیا اور چند سال کے عرصہ مین اچہی آبادی ہوگئی بیس برس تک وہ اسپر قابض ومتصرف رہا
جب وہ مرگیا تو گلاب سنگہ اونکے بیٹے نے حکومت پائی مگر چند سال کے بعد رنجیت سنگہ نے اوسکو بیدخل کردیا
اور کل علاقہ دینانگر کا رنجیت سنگہ کے قبضہ مین آگیا رنجیت سنگہ نے یہہ مکان بارونق وسیراب وسرسبز
دیکہہ کر اسکی آبادی کے طرف بدل توجہ کی اور اچہی اچہی عمارتین بنوائین ایک باغ سیرگاہ بنوایا کل امرا کو

بھی حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے مکانات یہان بنوائین اس حکم کی تعمیل ہوکر آبادی بہت بڑہگئی اور خود رنجیت سنگھ
سال بھر مین دو دو تین تین مہینے یہان رہکر گرمی کا موسم بسر کرتا اور شکار کہیلتا اب بھی اس شہر مین بڑی رونق
ہے بڑے بڑے سوداگر پہاڑ سے مال لیکر آتے ہین بازار اسکا چورستہ قطع پر بنا ہوا نہایت خوشنما و باموقع
ہے میوے ہر ایک طرح کے بکثرت پیدا ہوتے ہین خصوصاً آمون کی حد سے زیادہ افراط ہے جا بجا نہرون
اور چشمون کے پانی لہراتے ہین آبادی اسکی بیاس اور دریاے راوی کی عین وسط مین ہے اس سے چھ کوس
پر دریاے بیاس اور پانچ کوس پر راوی چلتی ہے **بھرام پور** ضلع گورداسپور مین آدینہ نگر سے اڑہائی
کوس کے فاصلہ پر یہہ شہر آباد ہے عمارات اسکی پختہ و بارونق و پرانی ہین قدیم سے مالک یہان کہتری چلے
آتے ہین اب مسلمان بھی بکثرت رہتے ہین اسکے پاس ایک پانی کی جہیل ہے جسکا عرض و طول تین کوس شمار مین
آتا ہے وہ جہیل ہمیشہ پر آب رہتی ہے کنول کے پہول اسمین اس کثرت سے پیدا ہوتے ہین کہ دور سے جہیل کا سطح
ایک گلزار پہولی ہوئی نظر آتی ہے مچھلی و مرغابی کا شکار عام ہے رنجیت سنگھ و شیر سنگھ مہینون یہان پر شکار
کہیلا کرتے تھے نہر کرن جو کلانور کے نیچے بہتی ہوئی اجنالہ کو جاتی ہے وہ اسی جہیل سے نکلتی ہے گرد نواح اسکے
آب کے درخت بیشمار ہین بہار کے موسم مین یہان کے لوگ گویا جنت العدن کے مقیم ہوتے ہین آب و ہوا یہانکی
خوش اور خطہ دلکش ہے **پٹھان کوٹ** گورداسپورہ کے ضلع مین یہہ شہر تحصیل کا مقام ہے
تحصیلدار ماتحت صاحب بہادر ضلع گورداسپورہ کے کام کرتا ہے پہلے پہل آبادی اس شہر کی لودیون کے
سلطنت کے وقت تاتار خان لودی پنجاب کے حاکم نے کی اور پٹہان کوٹ نام رکہا شاہجہان بادشاہ کے وقت
ایک قلعہ نہایت مضبوط پختہ شہر کی شرق کی طرف بنوایا گیا اور شاہی فوج قلعہ مین مامور ہوئی اور حکم ہوا کہ کل
پہاڑی راجے جنکا علاقہ پنجاب کی جنوبی حد سے ملتا ہے وہ سب پٹہان کوٹ کے قلعدار کے ماتحت رہین اور قلعدار
سال بسال نذرانہ راجون سے وصول کرکے داخل خزانہ شاہی کیا کرے غرض کہ یہہ سرحدی قلعہ کوہ شمالی
کے تمام راجون پر حکومت کرتا تھا چغتائی سلطنت کے اخیر تک یہہ انتظام قایم رہا آخر جب غارتگری سکہون کی شروع
ہوئی تو یہہ قلعہ اور شہر کہنیہ مثل کے سکہون کے قبضہ مین آگیا اور اوسی مثل کے تارا سنگھ نام ایک سکھ یہانکا
حاکم بن بیٹھا قلعہ کے اندر اپنے رہنے کے گھر اوسنے بڑے بلند بنوائے ۱۲۰۸ ہجری مین جہنڈا سنگھ و گنڈا سنگھ بہنگی
مثل کے سرداروں نے اس قلعہ کے لینے کا ارادہ کیا اور رامگڑہیہ سکہون کے اتفاق سے ادہر کو روانہ ہوئے جب دینانگر
تک پہنچے تو ایک سردار اون دونو مین سے مرگیا دوسرے نے اس مہم کو نامبارک سمجھہ کر فوج واپس کرلی اور
تارا سنگھ بدستور پٹہان کوٹ کی حکومت پر روشن رہا جب رنجیت سنگھ کا وقت آیا تو تارا سنگھ کے دو بیٹے باپ کے
مخالف ہوکر رنجیت سنگھ کے پاس چلے گئے اور درخواست کی کہ رنجیت سنگھ اونکا حامی ہوکر پٹہان کوٹ پر اونکا قبضہ

کرا دیوے رنجیت سنگھ کہ آپ بھی ایسے موقع کا منتظر رہتا تھا فوراً لاہور سے چڑھ آیا اور بمدد کنور رانی سداکور کی
فوج مدد لیکر پٹھان کوٹ آ پہونچا اور خفیف سی لڑائی کر کر قلعہ لے لیا اور کل علاقے پر اپنا قبضہ جما کر واپس
چلا گیا اور تارا سنگھ کے دونو لڑکون کو بھی جو اپنے باپ کے بدخواہ ہوئے تھے ایک خرچہ مقرر ہوا اب یہہ
شہر انگریزی حکومت مین ہے اور سرکار نے وہ قلعہ مسمار کر کر اینٹین اوسکی باری دواب کی بڑی نہر کے
پلون وغیرہ عمارات مین صرف کی اور زمین قلعہ کی نیلام کر کر روپیہ داخل سرکار رہا ہوگیا **شاہپور**
یہہ قصبہ پہاڑ کے نیچے کریون کے اندر راوی کے کنارے کے اوپر آباد ہے اور اسی کے نزدیک راوی
پہاڑ سے نکلکر میدان مین بہتی ہے عمارت اس قصبہ کی پختہ نہین ہے کچھ لوگ تو چھپر و کھنین رہتے ہین اور کچھ کچے
مکانون مین آباد ہین محال اس قصبہ کا بارانی ہے شمال کی طرف قصبہ سے ایک مضبوط قدیمی قلعہ پہلے
راجون کا بنایا ہوا موجود تھا بسبب اسکے کہ محال بارانی کے زمیندار یہان کے چندان آسودہ حال نہین ہین
یہہ قصبہ شاہجہان بادشاہ کے وقت آباد ہوا باعث اسکی آبادی کا یہہ تھا کہ یہہ ملک قدیمی عہد سے
نورپور کے راج کے تابع چلا آتا تھا شاہجہان بادشاہ کے وقت پہال سنگھ برادر زادہ راجہ راجروپ والی
نورپور کا اوس سے رنجیدہ ہو کر بمقام دہلی بادشاہ کے خدمت مین پہونچا اور بادشاہ کے کہنے سے مسلمان
ہو کر مرید خان خطاب پایا بادشاہ نے ازروی انصاف نورپور کے کل راج مین سے نصف ملک اوسکو دلایا
اوسنے یہان پہونچکر یہہ قصبہ آباد کیا اور بادشاہ کے نام سے نام اسکا شاہپور رکھا اور اپنا دار الریاست
بنایا مرید خان کے مرنے کے بعد اوسکا بیٹا بخت خان مسند نشین ہوا اوسکے پیچھے وحید خان پھر سعید خان
اپنے اپنے وقت مالک ریاست کے ہوتے رہے سعید خان کے وقت چغتائی سلطنت ضعیف ہوگئی پرتھی سنگھ نورپور
کے راجہ نے قدیمی عداوت کو پھر تازہ کیا اور پہاڑی راجون کی مدد لیکر سعید خان پر یورش کی اور ملک چھین لیا
اوسپر رنجیت سنگھ نے غالب آکے یہہ کل علاقہ اپنے قبضہ مین کر لیا **سجان پور** گورداسپور کے ضلع اور
باری دواب کے علاقہ مین یہہ ایک مشہور آباد قصبہ ہے پہلی یہہ چھوٹا سا گانون تھا تو گون کی وراثت کا
تھا جب امر سنگھ بھگی نے چغتائی سلطنت کے ضعف کے وقت اپنا تصرف یہان جمایا تو اوسنے اسی جگہہ سکونت اختیار
کی اور ایک قلعہ چار برج اور پختہ ڈیوڑھی کا بنوا کر قلعہ کے اندر اپنے رہنے کے پختہ حویلیان پُرتکلف تعمیر کین
قلعہ کے تعمیر کے سبب سے یہہ گانو جاے امن ہوگیا اور گرد نواح کے گانو کے لوگ جو سکھان غارت کرتے
یہان تنگ آئے ہوئے تھے یہان آکر رہنے لگے جب آبادی بڑھ گئی تو کچا شہر پناہ بنوایا گیا اور تین دروازے
رکھے گئے مدت تک امر سنگھ کی حکومت اسپر رہی اور ایک باغ بھی اوسنے یہان بنوایا اوسکے بعد رنجیت سنگھ
نے یہان قبضہ پایا تو ایک باغ اوسکے وقت مین بھی بنا اور شاہجہانی نہر جو اس قصبہ سے آدھ کوس

پر ہے چہہ میل باندہا گیا علاقہ اس قصبہ کا بہت سیراب سرسبز و شاداب پہاڑ کے نیچے ہے غلہ افراط سے
پیدا ہوتا ہے خصوصاً چاول نہایت باریک و خوشبو ہوتے ہین ہلدی کی پیدایش کا یہان حد و حساب نہین ہے گنا
یہان کا بہت میٹھا و لذیذ مشہور ہے محال یہان کا نہری و بارانی ہے کشمیری لوگ یہان بہت رہتے ہین اونکے
پٹیان بہت عمدہ بنی جاتی ہین و ریلوے راوی یہان سے اڈہائی کوس اوپر بنایا گیارہ کوس پر ہے اور بسبب سبزی
و شادابی کے گرمی کے موسم مین یہہ علاقہ بہشت کا نمونہ ہوتا ہے **کانووان** ضلع گورداسپور و باری
دوآب کے علاقہ مین یہہ قصبہ دہنے کنارے نالہ چکی کے آباد ہے شاہان دہلی کے وقت مین بسبب جنگل کے اکثر
بادشاہ اکثر اوقات یہان آکر شکار کہیلا کرتے تھے یہہ قصبہ زیادہ تر آباد ہو گیا اور اپنے اپنے ٹہرنے کے
مکانات امیرون نے یہان پختہ و عالیشان بنوائے اس شہر سے بیاس تک چہہ میل چوڑی اور پچیس کوس
لمبی زمین سراپا آب خیز اور پست ہے بہت گانو اوسمین آباد ہین اور بعض مقامات پر بسبب اشجار و چشمہ سار
گذر پیادہ و سوار کا بھی وہان مشکل ہوتا ہے آہو و گوزن وغیرہ جنگلی درندون کا شمار نہین ہے شیران
مردم خوار و پلنگان آہو شکار جو کان خلق آزار وہان اتنے رہتے ہین کہ کہین نہین رہتے اور ایک جہیل
بڑی عرض و طول کی یہان موجود تہی جسکو کانووان کا چہنب کہتے تھے اوسمین مچھلی مرغابی کا شکار بانتہا تہا سیر
شکار کے شوق مند وہان کشتی مین بیٹہہ کر شکار کہیلتے تھے کنول کے پہول سنگہاڑہ وغیرہ آبی نباتات اور پہول بکثرت
پیدا ہوتی تہی سنگہاڑہ خشک و تر کی یہان تجارت ہوتی تہی جہیل کے اندر شہنشاہ اکبر نے حویلیان و نشیمن و سیرگاہین بنوائی تہین
جنکے نشان موجود ہین شیر سنگہ رنجیت سنگہ کے بیٹے نے بھی اپنی عملداری کے وقت اس جہیل کے اندر ایک
بارہ دری تعمیر کی اور مدت تک یہان شکار کہیلا کیا غرضکہ پنجاب کے ملک مین ایسی شکارگاہ اور کوئی
جگہہ نہین تہی کہ جہان دشتی و آبی دونو قسم کا شکار ملتا ہو مگر اب سرکار انگریزی نے اتنی بڑی جہیل کا
پانی نکلوا کر زمین خالی کر دی اور تمام آبادی و زراعت کرا دی اب دس جگہہ لاکہون من غلہ پیدا ہوتا ہے
اور کئی گانو آباد ہو گئے ہین **ہرگوبند پورہ** باری دوآب ضلع گورداسپور تحصیل
بٹالہ کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ دہنے کنارے دریاے بیاس اور لاہور سے شمال مشرق کو بفاصلہ چہیاسی
میل کے آباد ہے آبادی اسکی دریاے بیاس کے اونچے کنارے کے اوپر واقع ہے بانی اسکا گورو ارجن سکہون کا
پانچوان جانشین ہے جسنے یہہ بستی ہرگوبند چہوٹے بیٹے اپنے کے نام آباد کی اول یہہ گانو بہت چہوٹا تہا
بعد ازان جسقدر ترقی سکہون کی ہوتی گئی اوسیقدر یہہ گانو آباد ہوتا چلا گیا پہلے تمام شہر مین مغلون کے محلہ
مین ایک ہی مسجد بنی ہوئی تہی سکہہ مسلمانون کو دوسری مسجد بنانے نہین دیتے تہے اب جب سے سرکار
انگریزی کی عملداری ہوئی ہے مسجدین بہت بن گئی ہین اور بسبب دو چشمہ ہونے زمین قصبہ کے کنوون کا

پانی بہت دور اور عمیق ہے محال اس قصبه کا اکثر بارانی ہے قصبه مین مکانات پخته بہت بنے ہوئے ہین
بازار بھی کشادہ ویہ تجارت ہی بڑے ساہوکار مالدار دکانین کرتے ہین **فتح آباد** باری دوآب
کے علاقه مین یہه قصبه شاہنشاہ جہانگیر کے عہد مین وسطے بلند کنارے دریاے بیاس پر آباد ہوا اور
نام اسکا شاہ آباد رکہا گیا پھر آدینه بیگ خان کے حکومت کے وقت بسبب اسکے که وہ اور اوسکا لشکر
آدینه نگر کے آباد ہونے سے پہلے یہان رہتا تھا آبادی اسکی بہت بڑھ گئی اور نوبت آبادی کی چار ہزار
گھر اور ایکہزار دوکان تک پہونچ گئی مگر آدینه بیگ کے مرنے کے بعد سکہان سنگہل اسکے طرف بہت
متوجه ہوے کئی مرتبه غارت کیا مکانات اسکے جلا دئے بڑے بڑے عمارات کو منہدم کرکے شہتیر نکالکر لے لئے
غرض سکہون نے اسکی ویرانی وبے چراغی مین ایک دقیقه باقی نچھوڑا چند سال تک یہه اجڑا ہوا پڑا رہا کچھ
مدت کے بعد اسکی آبادی پھر شروع ہوئی اور بھاگے ہوئے لوگون نے پھر آکر اپنے مکانات سنبھالے
اور کچی پکی عمارتین مختلط تعمیر کین بعد ازان جب فتحسنگه اہلووالیه نے اسکو فتح کیا تو شاہ آباد نام بدلکر
فتح آباد نام رکہدیا اور فتحسنگه کے اہلکار جو اکثر مسلمان تھے اونہون نے چند مسجدین و حویلیان پخته
تعمیر کین **ڈیرہ نانک** یہه قصبه دریاے راوی کے کنارے پر لاہور سے چالیس کوس گوشه
شمال مشرق آباد ہے سکہون کی عملداری مین اس قصبه مین بڑی آبادی ہوئی پخته مکانات بنے
بازار کشادہ بنایا گیا تجارت کی ترقی ہوئی اور ایک موجب زیادہ تر آباد ہونے اس قصبه کا یہه ہوا که بیدے
نانک کی اولاد یہان بکثرت رہتی تھی اور تمام پنجاب کے سکہه ہزارون روپیه نذر کے اونکو دیتے اور
نانک کے مندر پر چڑہاتے تھے رنجیت سنگه کے وقت پانسو گانو اوس مندر کے مصارف کے واسطے واگذار
ہوئے اور ہشیار روپیه نقد نذرانه بھیجا جاتا کئی مرتبه خود بھی رنجیت سنگه دہان گیا اور ہزارہا
روپیه و جواہرات و اشرفی نذر کئے رنجیت سنگه کی عملداری مین کئی مرتبه بیدیون کی آپسمین جنگ و جدل
وکشت وخون وقوع مین آیا مگر رنجیت سنگه نے بپاس ادب اونکے معاملات مین دخل ندیا بلکه وہ اپنے
مطلق العنان تھے که جو چاہتے سو کر دیتے کوئی اونکا پرسان حال نہوتا مندر نانک کا جسکو نانک کا ڈیرہ
کہتے مین رنجیت سنگه نے بڑا عالیشان بنوایا گنبد طلائی کرایا مندر و کہتری مسلمان اس قصبه مین بہت رہتے ہین
مگر بیدی بکثرت ہین جنمین سے اب بھی بعض جاگیردار و پنشن دار ہین **شکرگدہ** ضلع گورداسپور
مین یہه ایک قصبه اور پرگنه کا صدر مقام ہے تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع گورداسپورہ کے یہان کام
کرتا ہے عمارت اسکی خام ہے مگر تحصیل کا جو مقام ہے وہ اور تھانه کا مکان پخته بنا ہوا ہے پہلے یہه جگه
مشہور قصبه نتھا مگر اب بسبب مقرر ہونے تحصیل کے مشہور ہوگیا ہے شکرگدہ اصل مین نام ایک قلعه کا تھا

ہے جسمین اب کچہری تحصیل کی ہوتی ہے یہہ قلعہ پہلے سردار حقیقت سنگہ نے بنوایا تھا جو آغاز تسلط سکہی
مین اس علاقہ مین قابض ہوا تھا پہر سرداران سندہانوالیہ نے جنکی جاگیر مین یہہ علاقہ تھا اس قلعہ کے برجونکی
کنگورونکا نام اصل مین کوٹلی ہے مٹکہ اس علاقہ مین بکثرت پیدا ہوتا ہے قوم گوجر اس پرگنہ مین بکثرت رہتی ہے
اور موضع دینا پور مین قبر نوگزہ پیر کی ہے وہان ہر سال بہر مین بڑا میلہ ہوتا ہے **شہر لاہور**
یہہ شہر دار الحکومت و دار السلطنت ملک پنجاب کا دریاے راوی کے بائین کنارے پر بفاصلہ دو میل آباد
ہے عمارت اسکی بہت پرانی ہے پہلے تواریخون مین اسکا نام کہین لہاور اور کہین لہانور اور کہین لوہور
اور کہین لاہور تحریر ہے امیر خسرو دہلوی اس شہر کو کتاب قران السعدین مین لاہور کے نام سے یاد کرتے ہین اور
شعر مندرجہ اوس کتاب کا یہہ ہے **شعر** از حد سامانہ تا لاہور * ہیچ عمارت نہ مگر در کشور * اس سے معلوم
ہوا کہ آٹھوین صدی سنہ ہجری کے ابتدا مین جب امیر خسرو دہلوی زندہ تھے تو اس شہر کا نام لاہور
ہی تھا اصلی نام اس شہر کے بانی کا بسبب گذرجانے مدت دراز کے بخوبی معلوم نہین ہوتا کہ آیا پہلے اصل
کس راجہ نے اسکی بنیاد رکہی عموماً یہہ مشہور ہے کہ راجہ رامچند کے بیٹے لہہ نے اسکو آباد کیا اور لوپور نام رکہا
پہر لوپور سے لاہور غلط العام مشہور ہوگیا بلکہ صاحب خلاصۃ التواریخ بہی اسی قول کی تصدیق کرتا ہے
مگر سواے خلاصۃ التواریخ کے اور کسی تاریخ پورانی مین لاہور کا کہین ذکر بہی نہین ہے بلکہ صاحب رسالہ
تحفۃ الواصلین جسکو مسمی احمد سنجانی نے سال ۳۵ھ مین شاہان غزنین کے وقت لاہور کے علما و
مشایخ کے حال مین تصنیف کیا ہے خلاصۃ التواریخ کے مضمون کے برخلاف تحریر کرتا ہے اور لکہتا ہے کہ اس شہر کو
اول راجہ پرتھیت نے جو پانڈون کی اولاد سے تہا راجہ بہا بنایا اور نام اسکا پرتہیت پوری رکہا اور وقت
آبادی اسکی تمام وتخشت تہے کچہہ مدت کے بعد یہہ شہر ویران ہوگیا مدت مدید کے بعد پہر راجہ بکرماجیت کے
حکم سے اسکی آبادی کی بنا رکہی گئی ہنوز آباد نہین ہونے پایا تہا کہ بکرماجیت مرگیا اور سمندپال جوگی تخت نشین
ہوا اوسکے وقت مین آبادی اسکی باتمام پہونچی اور سمند نگری نام مقرر ہوا بعد ازان جب راجہ دیپ سنگہ دہلی
کے تخت پر بیٹہا تو اوسنے یہہ شہر لوہار چند اپنے برادرزادے کی جاگیر مین معہ کل ملک متعلقہ پنجاب کے عطا کیا
اوسنے اس شہر کو دار الحکومت بنایا اور آبادی مین بہت کوشش کی اور سمندنگری سے نام بدل کر لوہارپور
رکہا مدت کے بعد بسبب کثرت استعمال کے لوہارپور کے لفظ سے ب اور واو محذوف ہوکر لاہور رہگیا غرض
یہہ دار السلطنت مقرر ہے سلطان سبکتگین اور سلطان محمود غزنوی کے وقت مین راجہ اس شہر کا جی پال تہا جسکے
بعد انندپال اوسکا بیٹا راجہ بنا اور اوسی پیچہے رنجیت سنگہ کے عہد تک برابر تسلط اسپر اہل اسلام کا رہا اس عرصہ مین
یہہ شہر بہت مرتبہ لوٹا گیا اور غارت ہوا کہ حال مفصل اون صد ہا حکام کی تواریخ مین علیحدہ تحریر ہوگا اکبری اور

جہانگیری و شاہجہانی و عالمگیری عہد مین اسکی آبادی نے بڑی ترقی پائی حصار کے باہر بھی دو دو تک آباد ہوگیا
چلا گیا چنانچہ موضع مزنگ جو اب لاہور سے ایک کوس پر ہے وہ عین ایک محلہ باہر کی آبادی مین تھا
جنوب مشرق کے سمت کو اسکی آبادی میانمیر کے روضہ کے درے تک تھی اور موضع گنج جو لاہور سے تین
میل پر ہے وہ بھی گنج پورہ محلہ کہلاتا تھا بہت سے محلے مثل گذر لنگر خان و دہلی واڑی و لکھی محلہ و سید مٹھا
خوجہ محلہ وغیرہ شہر کے باہر آباد ہوگئی تھی اور آبادی کی بعد عالمگیر بادشاہ رفتہ رفتہ تنزل مین فروخت ہوتی تھی
انھین بادشاہون کے عہد مین قلعہ لاہور و شمن برج و شالامار و مسجد وزیر خان و بادشاہی مسجد وغیرہ اور
ہزارون عمارتین عالیشان لکھا روپیہ کے صرف سے تیار ہوئین بلکہ شاہجہانی عملداری مین ایک مکان عالیشان
آصف خان وزیر کا اس شہر مین بائیس لاکھ روپیہ کے تیاری کا بنا جسکا نام و نشان سکھون نے تھوڑا ایک جو تک
دارا شکوہ شہزادے نے بھی اپنی حویلی کے دہلی دروازے کے باہر ایسا بنوایا تھا جسکے ساتھ کا اور دوسرا جو
ہند کے سرزمین مین نہ تھا وہ بھی سکھون کی دست درازی سے گرایا گیا جسکی بنیاد کی اینٹین نکالکر اب سلطان محمد
ٹھیکہ دار نے سرای بنوائی عالمگیر کے عہد مین دریاے راوی شہر کے قریب آگیا قریب تھا کہ شہر غرقاب ہوجاوے
بادشاہ نے بہت سا روپیہ صرف کرکے ایک پختہ بند تین کوس مین بنوایا اور سینکڑون پانی کے غرقیان تعمیر کیں
جنکے نشان اب تک موجود ہین چغتائی سلطنت کے ضعف کے وقت سکھون نے بہت مرتبہ دل کھول کھول کے
اس شہر کو لوٹا اور جلایا گھر مسمار کردے لکڑیان نکالکر لے گئے اس سبب سے حصار سے باہر جو حصہ آباد تھا بالکل
اجڑ گیا بلکہ حصار کے اندر بھی جو تھا حصہ آباد رہگیا باقی سب لوگ سکھون کے ظلم کے مارے بھاگ کر چلے گئے
تسپر چالیسی کال کی وہ آفت آئی کہ اڈہائی سیر روپیہ کی گیہون بکنے لگی پھر تو گھرون کے گھر مارے بھوکہ
کے دروازے بند کرکر مرگئے کوئی کسی کا حال پرسان نہ تھا اور شہر مین تین حاکم سکھ جو علیحدہ علیحدہ بانٹ کر
آبادی مین حکمران تھے وہ رعایا سے بھی زیادہ تر بہوکے تھے آخر جب عنایت الہی ہوئی تو اول تیرہ روز تک
رات دن مینہ برسا قحط دور ہوا رنجیت سنگھ نے شہر لیا تو دوبارہ صورت آبادی کی ظہور مین آئی اور سنگھ
بڑی کوشش سے حصار کے اندر کا شہر آباد کیا شہر پناہ کے گرد ایک پختہ خندق کہود وائے دوہرے دروازے
بنوائے امرا و وزرا نے بھی مثل جمعدار خوشحال سنگہ و دہیان سنگہ و فقیر عزیز الدین و نور الدین و راجہ دینا ناتھ
وغیرہم نے بڑے بڑے عمارات عالیشان بلند و وسیع بنوائین باغ بنوائے اگرچہ بادشاہی عمارات
مثل مسجد بادشاہی و مقبرہ جہانگیر وغیرہ کے مرمت کیطرف رنجیت سنگھ نے توجہ نہ کی بلکہ رنگ محل شہزادہ کہڑ کے اکبری و نو
ویران کردیا تھا مگر نئے مکانات حویلیان باغ وغیرہ اونکی بنیاد تعمیر ہوئے الغرض سکھون کی عہد سلطنت
تک لاہور کی آبادی دن بدن ترقی پر تھی صرف کوچے بازار میلے اور کیچڑ سے بھرے ہوئے رہتے تھے

جب انگریزی زمانہ آیا تو انہون نے آتے ہی شہر کی صفائی کا حکم دیا بازار انارکلی کا مقطع وخوشنما تعمیر کرایا
ہزارون کوٹھیان بارگین نئی تعمیر ہوئین پرانے کہنڈرات لاہور کے برابر کرائے بڑی بڑی مناکن ناہموار
زمینون کو ہموار کیا پرانے بادشاہی مکانات کی مرمت کرائی میانمیر کے میدان مین جہان آبادی کا نام
نتھا چھاونی فوج کی مقرر کی اور اسقدر آبادی ہوئی کہ دوسرا لاہور وہان آباد ہوگیا شہر کے خندق
بھروا کر خندق کے جگہہ چارون طرف باغ لگوادیئے ایک چھوٹی سی نہر لاہور کے زیر دیوار کہدوا کر
فیض عام جاری کیا زنانے مردانے گہاٹ نہانے دہونے کے نہر کے اندر پختہ بنوائے شہرپناہ لاہور کا
جو بڑا بلند وبموقع تھا گروا کر پست بنوایا شہر کے بازارون کے سڑکون کے ازسرنو فرش کروا کر یکطرفہ نالئین
رکھوائین اور دکانون کے آگے چوبی چھپر خوشنما بنے ریل کا اڈا ایسا پختہ وخوشنما وخوبصورت بنا کہ ایسی اور کوئی عمارت
انگریزی عہد مین نہین بنی تھی غرضکہ حکام انگریز نے اسکی صفائی اور زیب وزینت کے بڑہانے مین کوئی دقیقہ
باقی نہین چھوڑا اور فیض علم کا اسقدر جاری فرمایا ہے کہ گلی گلی کوچہ کوچہ مدرسے سرکاری اور مشنریون
کے جاری ہین بڑے مدرسے سرکاری کالج وتعلیم المعلمین ہین اور اسکے شاغلین شہر کے اندر بہت پھیلے ہوے
ہین دوسرا بڑا مدرسہ مشن کہلاتا ہے جو پادری کا ہے اور اسکے شاغلین بھی بہت ہین یونیورسٹی وانجمن و
کمیٹیان ہوکر روسا کی معرفت ترقی علم اور رفاہ عام کی تدبیرین سوچی جاتی ہین ڈائرکٹر صاحب جو بڑے
افسر مدارس پنجاب کے ہین وہ بھی لاہور مین رہتے ہین اس سبب سے اور بھی علم کی ترقی مین ترقی ہوتی چلی جاتی ہے
اشراف اجلاف ہندو مسلمان ہنگی چمار جو چاہے سو علم پڑہے کسیکو ممانعت نہین ہے علاوہ اسکے ایک اور
موجب ترقی علم کا ہے کہ خاص لاہور مین اونتیس چھاپہ خانے جاری ہین جنمین ہر ایک علم کی کتاب چھپتی ہے
اور جو کتاب پہلے روپیون کو ملتی تھی اب پیسون کو ملجاتی ہے - عمارت اس شہر کی پختہ وگنجان ہے مکانات
دومنزلہ سہ منزلہ چارمنزلہ پنجمنزلہ بکثرت ہین ایک منزلہ بہت کم ہین کوچے بازار تنگ ہین کارخانے پشمینہ بافی
ودروئی وریشم کی بہت جاری ہین گلبدن ریشمی یہان بہت اعلی بنا جاتا ہے اور صدہا کارخانے جاری ہین
جنکے تفصیل کے لکھنے سے طوالت ہوتی ہے ہر ایک قوم ہندو کہتری اروڑے مسلمان سید قریشی مغل پٹھان
شیخ خوجے کشمیری بکثرت یہان رہتے ہین آب وہوا لاہور کی اچھی ہے گرمی وسردی بدرجہ اوسط ہے شہر کے
لوگ سادہ دل خوش مزاج خوش رو خوشگو مدارا تی ہین مگر اب جھوٹھ اور فریب اور عداوت بہت بڑہ گئی
اور درندگی بہت پھیل گئی ہے - یہہ شہر دار السلطنت کل پنجاب کا ہے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر وصاحبان
چیف کورٹ وفائنانشل کمشنر بہادر و ڈائرکٹر صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر وغیرہ حکام اعلی جنکی حکومت کل پنجاب پر ہے یہان قیام
رکہتے ہین ضلع وکمشنری کی کچہری بھی یہان ہوتی ہے کمشنری کے متعلق لاہور گوجرانوالہ فیروزپور تین ضلع اور ہین

ضلع کے متعلق چار پرگنے لاہور چونیان قصور شرقپور ہے اسسٹنٹ و اکسٹرا اسسٹنٹ کے کچہریان ماتحت صاحب
ڈپٹی کمشنر بہادر کے الگ ہوتے ہین ایک کچہری آنریری مجسٹریٹون کی جنمین نواب نوازش علی خان و نواب
عبدالمجید خان و فقیر قمرالدین و شیخ سندے خان و رائے مول سنگھ و دیوان بھگوانداس و پنڈت جوالاناتھ و داس مل عالم
ہین لاہور کے اندر ہوتی ہے اور ایک آنریری مجسٹریٹ دیوان بخیاتہہ ضلع مین کچہری کرتے ہین سوائے ان
رئیسون کے اور روسا لاہور کے مثل راجہ ہربنس سنگھ و نواب غلام محبوب سبحانی وغیرہ اگرچہ عدالت کے کام
مامور نہین ہین مگر ہر ایک کام کے صلاح و مشورت و کمیٹی مین وہ بلائے جاتے ہین شہر کی صفائی کا کام بھی میونسپل
کمیٹی کے معرفت ہوتا ہے اور کل اخراجات خاص لاہور کے جو چنگی کی مد سے ہوتے ہین اوسی کمیٹی کے تجویز سے
ہوتے ہین کل ضلع کی مردم شماری پچھلے شمار کے موجب چھہ لاکھہ پینتالیس ہزار تین سو بتیس تھے مگر اب زیادہ تر
ترقی ہے ضلع کی کچہری کا مکان بڑا عالیشان بن رہا ہے — فقیر غلام سرور جامع اوراق بھی خاص
لاہور کا رہنے والا ہے بزرگ بندہ کے ملتان سے لاہور مین آئے تھے اور اونکے رہنے کا محلہ علیحدہ آباد کیا
تھا جو اب تک مفتیون کی کوٹلی کہلاتا ہے چالیسی قحط کے تفرقے مین بندہ کے بزرگ بھی لاہور سے جابجا
نکل گئے اور تو اوس وقت واپس آگئے صرف اب محمد بخش قریشی برادر عم جدی بندہ کا موضع سنج ضلع امرتسر مین
رہتا ہے اور احمد بخش جو کمترین کا بھی وہین رہتا تہا احمد بخش کا باپ حافظ محمد ہے اور بندہ کا دادا مفتی رحیم اللہ آپسمین
حقیقی بھائی تھے باپ کے مرنے کے بعد بتوسل سسرال کے احمد بخش نے لاہور سے نکل کر وہان بود و باش اختیار
کی اور محمد بخش کا دادا مفتی مولی بخش موضع سنج مین جاکر رہے اونکے بعد مفتی نبی بخش و امیر بخش و عمر بخش و حسن علی چار
بھائی وہان بستے رہے اب وہین ہے محمد بخش امیر بخش کا بیٹا رہتا ہے لاہور مین بندہ اور بمعہ چراغ دین و جلال الدین
برادرزادگان پسران سید محمد مرحوم و مظفر دین و فصیح الدین پسران و غلام محی الدین پسر مفتی غلام رسول مرحوم رہتا ہے
اپنا بندہ شیخ بہاوالدین ذکریا ملتانی کے احوال مین تحریر کریگا — شہر لاہور کے مسلمان رئیسون مین سے نواب
نوازش علیخان فرزند نواب علی رضا خان قزلباش بڑے رئیس و جاگیردار فیاض صاحب خیر و برکت ہین
اگرچہ شیعہ مذہب ہین مگر تعصب نام کو بھی نہین ایام محرم مین اونکے دولتخانہ مین سے برابر فیض سنی و شیعہ
کو پہنچتا ہے بہت سا روپیہ اس رئیس کا کار خیر دینی و دنیاوی مین صرف ہوتا ہے خلق بھی نہایت نیک ہے
اونکے بھائی نواب ناصر علی خان و نثار علی خان بھی کمال خلیق و حلیم اور خیرخواہ خلائق ہین — دوسرے رئیس
نواب غلام محبوب سبحانی ہین جنکے باپ نواب شیخ امام الدین اور دادا شیخ غلام محی الدین مہاراجہ کے عہد مین کشمیر کے
ناظم تھے بڑے رئیس سخن سنج و سخن فہم بھی ہے فارسی شعر بہت اچھا شستہ لکھتا ہے خلق بھی نہایت نیک ہین
البتہ آمدنی کم اور خرچ ریاست کا زیادہ ہے اور طبیعت فیاض ہے اس خاندان کے معزز رئیسون سے تھے

شیخ سندہ ہے خان آنریری مجسٹریٹ لاہور و شیخ فیروز الدین بھی صاحب عزت و صاحب توقیر موجود ہین
تیسرے فقیر قمر الدین فرزند خلیفہ نور الدین ہے انکے پدر بزرگوار نور الدین مہاراجہ کے دربار مین ہمیشہ تائید پذیر
و مقرب بارگاہ تھے اونکے چچا فقیر عزیز الدین و امام الدین بھی بڑے امیر کبیر و معالج و طبیب و مصاحب مہاراجہ
کے تھے مہاراجہ کے عہد مین علم کی روشنی گویا اسی خاندان مین تھی درس ہمیشہ جاری رہتا تھا سخاوت
بھی عام تھی سینکڑون درویشون کو سبق و طبق دونو ملتے تھے اِن کے بزرگ خاندان نوشاہیہ قادریہ
فقیر تھے اسواسطے فقیر کہلاتے تھے باوجود اس عالیجاہی کے لباس بھی گیرو اکثر اوقات ہوتا تھا فقیر
عزیز الدین کے صاحبزادے فقیر چراغ الدین بھی بڑے نامی امیر تھے اب ونکے بھائی جلال الدین بھی کمشنر اسسٹنٹ
ہین فقیر نور الدین کے فرزند فقیر شمس الدین گویا اسم بامسمی نہایت دیندار بر مروت صاحب خلق و محبت تھے
اونکے فرزند زین العابدین و برہان الدین و شہاب الدین موجود ہین دوسرے فرزند نور الدین کے فقیر ظہور الدین
و حفیظ الدین موجود ہین ان مین سے فقیر قمر الدین نہایت حلیم و کم گو و منصف مزاج حاکم ہین او عہدہ آنریری
مجسٹریٹ پر ممتاز ہین چوتھی خاندان نوابان ملتان اولاد و اقارب نواب مظفر خان والی ملتان ہین
انہین سے نواب جہانگیر خان و احمد علیخان و نواب عبد المجید خان نامور رئیس ہین ۔ نواب عبد المجید خان
کو افسر خاندان تصور کرنا چاہیے کہ وہ سرکاری خدمت آنریری مجسٹریٹی پر بھی مامور ہین اور معالج ایسے کہ
ہزارون بیمار اونکی دست شفا سے صحت پاتے ہین ۔ ہندووںؔ مین سے بڑا خاندان راجہ ہرنپت سنگھ کا
شمار مین آتا ہے اور راجہ صاحب صاحب اختیار چون ہزار روپیہ سالینہ کے جاگیردار ہین بعد جانشین
متبنی راجہ تیجا سنگھ کے ہین جو مہاراجہ کے وقت سپہ سالار تھے او جمعدار خوشحال سنگھ بانی اس خاندان کا
مہاراجہ کے دربار مین امیر الاعظم تھا اوسکا بیٹا سردار بھگوان سنگھ بھی چون ہزار روپیہ سالانہ کا جاگیردار
بڑا فیاض سخی دل کہلا سردار ہے جو امرتسر مین سکونت کرتا ہے اوس سردار کی داد و دہش کا حال
اگر لکھا جائے تو علیحدہ ایک دفتر تحریر ہو ۔ دوسری خاندان پنڈیان کشمیری اس خاندان مین سے پہلے دیوان گنگارام
دہلی سے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے خدمت مین آکر دیوانی خدمت پر مامور ہوا اونکا بیٹا دیوان اجودھیا پرشاد فوج کا دیوان تھا انکا فرزند دیوان
بیجناتھ انگریزی عہد مین تحصیلدار و اکسٹرا اسسٹنٹ و آنریری اسسٹنٹ رہا اب اسکا فرزند خوردسال دیوان
نرندر ناتھ موجود ہے خدا سلامت رکھے دوسرے چراغ اس خاندان کا راجہ دینا ناتھ تھا جنکی سخاوت
و مروت و قدردانی کا شہرہ تمام زمانہ مین ہے یہ مہاراجہ کے سرکار مین محکمجات دیوانی کا افسر کل تھا
انکا صاحبزادہ دیوان امرناتھ اکبری مرد فاضل و شاعر و امیر تھا انکا دیوان اشعار موجود ہے اونکا بیٹا
رام ناتھ اب اکسٹرا اسسٹنٹ ہے دوسرا بیٹا راجہ دینا ناتھ کا کنور نرسنگھ ناتھ بھی مرد خوش طبع و شاعر ہے انکا

و باذل آدمی ہے اور مزاج کا نہایت خلیق ۔ لاہور کے نیکنام اہلکارون مین سے فی زمانا سردار جیند سنگھ
کوتوال اس لائق ہین کہ اونکا ذکر خیر کتاب مین درج ہو یہہ شخص صحبت و خلق کے وقت نہایت نرم اور وقت کمانے
سیاست مین نہایت گرم ہے طرفہ یہہ کہ اوسکے نیک عادتون سے حاکم و رعایا دونو خوش ہین ملازم پولیس
ہوکر نیکنام رہنا اوسی مرد کا کام ہے باوجودیکہ کار سرکار کے انجام کے وقت وہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین
کرتا چورون و بدمعاشون کو برابر سزائین ہوتی ہین تسپر بھی شہر والون مین سے کیا امیر کیا غریب کیا نیک
کیا بد اس شخص کے مداح و ثنا خوان ہین ۔ رائے بہادر کنہیا لال اگزیکٹو انجنیر لاہور ڈویزن بھی سرکاری
عہدہ دارون اور روسائے نامی گرامی مین سے ایک چشمہ فیض و دریائے مروت مشہور ہین اونکی اوصاف
حمیدہ و خصائل پسندیدہ کی تشریح احاطہ تحریر و تقریر سے افزون ہے ہزارون آدمی اونکے خوان
مروت و احسان سے بہرہ پاتے ہین مولف کتاب غلام سرور بھی چھہ سال کے عرصہ سے اونہین کے
ملازمون اور نمکخوارون کے سلک مین منسلک ہے طبیعت رای صاحب کی نہایت موزون ہے اور فارسی
نظم لکہنے کا کمال شوق ہے چنانچہ کتاب گلزار ہندی و یادگار ہندی و بندگی نامہ و ظفرنامہ رنجیت سنگہ
المعروف رنجیت نامہ اونکے مصنفہ و منظومہ کتابین بار بار چہپ کر مشہور ہوچکے ہین اردو مین بھی اخلاق
ہندی و مناجات ہندی دو کتابین مقبول و منظور خاص و عام ہین ہندی اونکا تخلص ہے اب ایک جلد بد
تصنیف اونکی تاریخ پنجاب مشہور ہونے والی ہے جو زیر طبع ہے ۔ لاہور کے علما و فضلا مین سے حافظ ولی اللہ
کو ایک پہلوان دین تصور کیا جائے تو بجا ہے کہ علم مناظرہ مین بڑے بڑے پادری عیسائی اونکی رد و بد و
لاجواب ہو چکے ہین شیعہ کے مسائل کا بھی وہ ایسا جواب دیتے ہین کہ کوئی بول نہین سکتا آجکل لاہور مین
اسی بزرگ کا فتوی احکام دین مین مانا جاتا ہے باوجود نابینائی کے خدا نے اس شخص کو باطنی روشنی
اسقدر عنایت کی ہے کہ ہر ایک علم کے مسائل اسکو نوک زبان یاد ہین اگرچہ مولوی خلیفہ حمید الدین غلام محمد وغیرہ
اور فضلا لاہور کے خاندانی مولوی و فاضل موجود ہین مگر حافظ ولی اللہ کے حافظہ کو کوئی نہین پہونچتا
اور جو اس زمانہ کے نو تعلیم یافتہ مولوی و فاضل یونیورسٹی کے سند یافتہ پیدا ہوئے ہین وہ مروجہ علم
ریاضی و منطق و تحریر اقلیدس و نظم و نثر کے فاضل ہین دینی علوم مین اونکو بہرہ نہین تکبر و غرور و انانیت
پہونا دیگر صفت جسقدر چاہو اونمین ہے خلق و ادب فیض رسانی نام کو نہین اونکی اظہار نام مین صرف تضییع
اوقات ہے اسواسطے متروک ہین لاہور کے شعرائے شیرین کلام مین سے پرانا شاعر و نام آور فرید الدین
المتخلص بفرید ہے سکھون کے وقت وہ اوستاد مشہور تھا فی الحقیقت اوسوقت سخن گوئی مین وہ تا ثانی
سخن پر کہتا تھا مگر جبسے انگریزی عملداری ہوئی اوسنے شعر لکہنا ترک کر دیا ہے عمر بھی ضعیفی کی آگئی ہے

علاوہ اسکے مکتب داری کے کام نے اوسکا مغز خالی کر دیا۔ دوسرے آلھی بخش رفیق اگرچہ خاص لاہور کے رہنے والا نہیں مگر آجکل وہ لاہور کے شعرا میں سے تصور کیا جاتا ہے شعر اردو لایق تعریف کہتا ہے مفتی امام شر بٹالوی ایک مشہور شاعر ہے اسکا دیوان فارسی بھی چھپ چکا ہے مولوی محمد حسین آزاد بھی نہایت اچھا اردو فارسی شعر لکھتا ہے مضامین اکثر آزادانہ ہوتے ہین سید شاہ سردار گیلانی شایق تخلص بھی نہایت شستہ مضامین لکھتے تھے افسوس کہ اب وہ فوت ہو گئے ہین اونکے شاگردون مین سے میان ذبیح اچھے شاعر ہین اردو غزل انکے نہایت اچھے ہوتی ہے مصر رامداس قابل تخلص فرزند مصر بیلی رام خزانچی مہاراجہ رنجیت سنگہ کے بھی اعلی درجہ کے شاعر مین مثنوی فارسی لایق تعریف لکھتے ہین چند کتابین منظوم فارسی ان کی لکھی ہوئی مشہور ہین شاعر صاحب تصانیف لاہور مین ایسے بہادر کنہیا لال ہندی تخلص ہین جنکا ذکر پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ خاص لاہور کے خوشنویس مولوی فضل الدین فرزند میان محمد بخش صحاف کے نہایت مشہور و معروف آدمی ہین فی الحقیقت بی فارسی و نوخط انکی عمدہ ہے علاوہ اسکے کار لقاشی وغیرہ مین بھی اوستاد ہین آدمی جامع الفنون و با مروت و خوش مزاج و خوش خلق و نرم دل و حلیم ہین دوسرے مشہور خوشنویس میرزا امام ویردی کابلی ہین تیسرے میان سید محمد یہ شخص بھی نہایت اچھا لکھتا ہے غرض ان تینون خوش نویسون کو لاہور مین خوشنویسی کا مادہ کہنا چاہئے اور تمام خوشنویس انہی کے شاگردون مین سے شمار ہوتے ہین میان فضل الدین کے اوستاد میر بخش مرحوم خوشنویس سکھی عہد مین ایک لاثانی خوشنویس تھے جنکے شاگردون مین سے فضل الدین بیشک صاحب نام ہوئے مولف کتاب بھی میان میر بخش کا شاگرد تھا اس شہر مین قدیم خاندان قاضیان لاہور کا نہایت نامآور تھا سب سے اول محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین بزرگ اس خاندان کا شیخ عبد الباقی اپنے کمال علم و اتقا کے سبب سے قاضی قرار پایا مدت العمر اوسنے اس عہدہ کا حق بکمال دیانت و امانت ادا کیا اوسکے بعد اونکا بیٹا قاضی نظام الدین باپ کا جانشین ہوا انہا رنجیت سنگہ نے جب لاہور کی حکومت حاصل کی تو یہہ عہدہ بدستور قاضی نظام الدین کے سپرد کیا اونکے تین بیٹے تھے ایک مسیح الدین دوسرے معین الدین تیسرے امام الدین مسیح الدین عہدہ قضا پر ممتاز ہوا اور امام الدین کو عہدہ افتا ملا اور معین الدین اونکی مددگارون مین شمار کیا گیا مسیح الدین کے وفات کے بعد اونکا بیٹا عظیم اللہ قاضی قرار پایا اب اوسکا فرزند قاضی شمس الدین لاہور کا قاضی ہے سکھی عہد مین شہر کا کام مثل قبالہ نویسی وطلاق و نکاح و فتوی مسایل شرعیہ انکے متعلق تھا اب یہہ کام بالکل انکی ہاتھہ سے نکل گئے ہین اور سرکار انگریزی سے کسیطرح کی پرورش اس خاندان کی نہین ہوتی کسیقدر نکاح وطلاق کا تعلق باقی رہگیا ہے معین الدین کا فرزند حفیظ الدین اور اوسکے بیٹے غلام محی الدین و ظہور الدین اب موجود ہین امام الدین کے دو فرزند لایق تاج الدین و نجم الدین لاولد فوت ہو گئے۔ پنجابی دیسی شعرا اگرچہ پہلے زمانہ مین وارث شاہ وغیرہ

بہت سی گذر چکے ہین جنکے اشعار زبان زد خاص و عام ہین مگر آجکل کے زمانہ مین سید فضل شاہ المتخلص بہ فضل سب سے گوی سبقت لے گیا ہے اسکے کلام مین تجنیس تکرار بہت ہے چند کتابین پنجابی زبان کے مثل سوہنی مہینوال وہیر رانجہا وسسی پنون و یوسف زلیخا و لیلی مجنون وغیرہ اسکے پنجابی چہپ کر مشہور ہو چکے ہین اس شاعر پنجابی کی طبیعت مشکل پسند بہت ہی سلیس اور عام فہم اشعار کم لکھتا ہے بسبب تجنیس اور کثرت تکرار کے شائق اوسکے پڑہنے مین ناچار ہو جاتا ہے نہایت شاقہ محنت اپنی اوپر گوارا کرکے وہ تجنیسی اشعار لکھتا ہے جس سے فائدہ لوگ کم اوٹھاتے ہین۔ شہر لاہور کے تیرہ دروازے ہین ایک بہلی دروازہ دوسرا اکبری تیسرا موچی جو تہے شاہ عالمی پانچوین لاہوری چہٹے موری ساتوین بہاٹی آٹھوین ٹکسالی نوین روشنائی دسوین مستی گیارہوین کشمیری بارہوین خضری تیرہوین دلی اور دیوار اکبری فصیل کی جو بڑی بلند اور پرزور تہی انگریزون نے گرا کر اینٹین فروخت کرلین اور چہوٹی سی دیوار جدید بنائی ہے فی الحقیقت شہر کی شان و شوکت جو فصیل کے پرانی دیوار سے تھی اب نہین رہی اس شہر کے اندر و باہر بادشاہی وقت کے عمارتین مسجدین و مقبرے اور علما و صلحا و مشائخ کے مزارین وسرائین بہت ہین اگرچہ سکہون کے وقت صدہا مقبرے اور مسجدین خشت فروشون نے گرا کر اینٹین فروخت لی ہین تو بھی بہت باقی ہین اور نئے عمارتین سکہی اور انگریزی عہد کے بھی بیشمار ہین جنمین سے تہوڑے سے نامی مکانون کا حوال لکھا جاتا ہے

سرائے محمد سلطان یہہ بہی سرائے انگریزی عہد مین محمد سلطان ٹھیکہ دار نے بنوائی شاہجہان کے وقت یہان دارا شکوہ کا محل بنا ہوا تھا عمارت اسکی عالیشان و پختہ بنی ہوئی ہے سرائے کے شمال کیطرف ایک نیا بازار آباد ہوا ہے جسکو لنڈہ بازار کہتے ہین شرق کے طرف سرائے کے ایک عمدہ باغچہ بنا ہے دور دور سے مسافر آکر اسمین ٹھہرتے ہین اور زیادہ تر باعث رونق کا یہہ ہوا کہ تعمیر کے بعد کئی سال تک بانی نے اسکا کرایہ نہ لیا اور سرائے مین لوگ مفت رہتے ہین **دیوان رتن چند کی سرای** یہہ سرائے دیوان رتنچند نے شاہ عالمی دروازے کے باہر انگریزی عملداری مین تعمیر کی یہہ سرائے بھی بڑی سرائے پختہ عمارت کی ہے شمالی دروازے کے آگے ایک چہوٹا سا تالاب ہے جو نہر کے پانی سے پر آب ہوتا ہے تالاب کے پاس ایک ٹھاکر دوارہ بلند و عالیشان بنا ہے دیوان رتنچند رنجیت سنگھ کے وقت حضور نویس تھا اور اب چند سال سے مر گیا ہے **قلعہ لاہور** اس قلعہ کی بنیاد شاہنشاہ اکبر کے وقت رکھی گئی جہانگیری عہد مین بھی اسمین اچھی اچھی عمارتین بنین شاہجہان بادشاہ نے اسکو خوب آراستہ کیا دیوان عام و تخت گاہ و خوابگاہین لاکھا روپیہ کی تیاری العمارت شاہ برج و برج تعمیر ہوئین مثمن برج بڑا عالیشان مکان تعمیر ہوا اس قلعہ کے چارون طرف بڑی اونچی فصیل تھی

دیوار ہے اندر قلعہ کے بھی بڑے بڑے پختہ مکانات بنے ہوئے تھے جو اب انگریزی عملداری مین گرا دی
گئی اور گورون کے رہنے کے لئے بارکین تعمیر ہوئین سنگ مرمر کی ایک چھوٹی سی مسجد شاہجہانی عمارت
کی اسمین نہایت مطبوع مکان ہے جسکو موتی مسجد کہتے ہین رنجیت سنگھ نے اسکا نام بدل کر موتی مندر رکھہ دیا
اور حکم دیا کہ لاہور کا خزانہ اسمین رہا کرے اب بھی انگریزی خزانہ اسمین رہتا ہے قلعہ مین سکھہ زین بہت بھرا
ہوا ہے گورہ فوج مامور رہتی ہے بڑے دروازہ اس قلعہ کے تین ہین جو بالفعل دو بند ایک کھلا ہے
غربی کے دروازے کے آگے جسقدر میدان کہ قلعہ کے دیوار اور مسجد بادشاہی کے درمیان ہے وہان
رنجیت سنگھ نے باغ بنوایا اور حضوری باغ نام رکھا اور ایک سنگ مرمر کی نہایت خوبصورت بارہ دری
تعمیر کرائی وسمین زیب النسا بیگم کے روضہ سے پتھر اوتار کر لگایا گیا اور قبر کے تعویذ تک پتھر چھوڑا وہ روضہ ٹوٹا ہوا
موضع نوان کوٹ مین موجود ہے اور جسقدر پتھرون کی کمی ہوئی وہ اور مقبرون سے اوتار اگیا۔

شالامار باغ یہہ باغ شاہجہان بادشاہ چغتائی نے ۱۰۴۶ھ ہجری مین بنوایا اور عمارت وقطع وضع
اسکی ایسی رکھی کہ تمام ہندوستان مین ایسا باغ کوئی دوسرا نہین ہے پہلے یہہ باغ پانچ قطعون مین منقسم تھا
مگر اب انمین سے دو باغ تو سکھون کی بدعملی مین اوجڑ گئی عمارات اونکے منہدم ہوگئین اور تین باغ
حیات بخش وفیض بخش وفرح بخش موجود ہین اس باغ مین بڑے عمارات سنگین ومضبوط خوشنما عجیب عجیب
تختہ وبارہ دریان وآبشار وحوض وفوارے ایسی خوبصورت پتھر کے بنے ہین کہ دیکھنے سے نظر سیر نہین
ہوتی پہلا باغ سب سے اونچا ہے دوسرا پہلے سے ایک منزل پست ہے سیڑہیان اوتر کر اوسمین جاتے ہین اسمین
بڑا وسیع حوض مع بیشمار فوارے ہین بلکہ اس باغ کی تقسیم بھی تین قطعہ مین ہوئی ہے شرقی وغربی قطعہ پست اور وسط
کا قطعہ جہان حوض مع فوارے وآبشار ہے بلند ہے تیسرا باغ دوسرے سے بھی پست ہے چارون طرف
باغ کے بڑی پختہ واونچی دیوار ہے باغون کے خاتمہ کے مقام پر پختہ برج بنے ہین جنکے اوپر سنگ سرخ
ہشت پہلو گنبد دار بارہ دریان ہین ایک حمام سرخ پتھر کا اور نقارخانہ کا مکان بھی ایسا ہے عالیشان سنگین
بنا ہوا ہے کل فوارے اس باغ کے چار سو پچاس ہین اور شاہ نہر کے پانی سے یہہ باغ سیراب ہوتا ہے
ہزارون قسم کے درخت میوہ دار آم جامن انار وغیرہ اور طرح طرح کے پھول رنگ رنگ کے گلزار ہے کہ بہار
کے موسم مین باغ شالامار جنتی گلزار بن جاتا ہے اس باغ کے بارہ دریون مین سے دو بڑی بارہ دریان
اور ایک چھوٹی بارہ دری سنگ مرمر کی سرتاپا بنی ہوئی تھین ایک بڑی اونچی بارہ دری جو آبشار اور تخت
کے سر ہے اور دو فوارہ دار حوض کے شرقی وغربی جہت کو مگر رنجیت سنگھ اونکے پتھر اوکھڑوا کر امرتسر لے گیا
اور پتھر اوکھڑوا کر سفیدی کرا دی ایک حوض سنگ ہشت کا تھا وہ رنجیت سنگھ سے پہلے گوجر سنگھ نے جو لاہور کے

تین حاکمون مین سے ایک حاکم تھا اوکھڑوا کر پتھر اوسکا کوڑیون کے مول حکاکون کے پاس فروخت کر ڈالا
آبشار کے چادر کے سامنے ایک شاہجہانی تخت سنگ مرمر کا حوض کے کنارے کے اوپر بنا ہوا ہے وہ بھی بخت سنگھ
نے چاہا کہ اوکھڑوا کر امرتسر لیجاوے اور مندر کے اندر نصب کرکر اوسپر گرنتھ رکھا کرے مگر وہ اوکھڑ نسکا بلکہ
اوکھاڑنے کے وقت بڑے تختہ مین شکن آگیا اسواسطے وہ وہان ہی قائم کر دیا گیا باغ کی تیاری کیوقت
کسی شاعر نے مادہ تاریخ اس باغ کا نمونہ خلد برین لکھا اور بادشاہ سے انعام پایا اب یہہ باغ انگریزی
سرکار کے تصرف مین ہے اور انگریزون نے جنوبی بارہ دری کی دیوار توڑ کر نیا دروازہ نکالا ہے قدیمی دروازے
اسکے شرقی وغربی دو تھے اور ایک غرب کیطرف چھوٹی کھڑکی تھی اب ایک دروازہ جنوبی بڑھ گیا ہے
نئے دروازہ کے پاس بخت سنگھ نے بھی دیوار توڑ کر ایک دروازہ نکلوایا تھا وہ اب بند ہوگیا ہے
ہر سوین روز چراغون کا میلہ بہار کے موسم مین یہان بڑی دہوم دہام سے ہوتا ہے امرتسر و لاہور و
قصور وغیرہ شہرون سے لوگ بکثرت یہان آتے اور سیر کرتے ہین **مقبرہ شاہ جہانگیر بادشاہ**
غازی اس مقبرہ کی عمارت ایسی مضبوط وخوبصورت وسنگین بنی ہوئی ہے کہ اسکے ساتھہ کا اور
کوئی مکان تمام ہندوستان مین سوائے روضہ تاج محل کے نہوگا پتھر مرمر سفید وسنگ سرخ وابری وسیاہ وغیرہ
سینکڑون قسم کا اسمین صرف مین آیا ہے چار منار بڑے بلند عالیشان سنگ مرمر کے اسکے چارون گوشون
بنے ہوئے ہین مقبرہ کی چھت پر کئی طرح کے پتھرون کا فرش ہوا ہے چھت کے چارون طرف سنگ مرمر
کے جالیان طرح طرح اور رنگ رنگ قسم کے کٹی ہوئی لگی تھین اور انہین برابر سنگ مرمر کے ستون مقطع وخوشنما
بنے ہوئے تھے وہ سب کے سب رنجیت سنگھ اوکھڑوا کر امرتسر لے گیا اور تالاب کے پل اور مندر کے باہر چارون
طرف نصب کرادئے اونکے سوائے اور سینکڑون قسم کا پتھر اس مقبرہ سے اوتروا کر امرتسر بھجوایا گیا مقبرہ
کے اندر مرقد معلی کے پاس جب انسان جاتا ہے تو بلا ریب خلد برین یاد آتا ہے عجب پر رونق وپرفیض
مکان ہے اسکو دیکھہ کر آدمی کی جسم مین تازہ جان آجاتی ہے اور بے اختیار بول اوٹھتا ہے **ع** اگر
فردوس بر روئے زمین است ۔ ہمین است وہمین است وہمین است ۔ مقبرہ کے چارون طرف بڑے بڑے
فراخ حجرے اور اونکے آگے قالبوتی صحن پتھر کے بنے ہوئے ہین بیچ مین مزار پر انوار کا مکان ہے وہان چارون
طرف نیچے اوپر سوائے مجلا ومصفا سفید مرمر کے اور کچھہ نظر نہین آتا مشرق مغرب جنوب شمال کے طرف چار
بڑے جالیان مرمر کے لگی ہوئے ہین اور وسط مین اوسکے مرمر کا چبوترہ ہے اوسپر تعویذ قبر کا نہایت
خوبصورت وخوشنما بنا ہے قبر کے اوپر سنگ مرمر مین کندہ کی ہوئی نود ونہ نام باریتعالی جل شانہ کے
معہ بسم اللہ شریف وآیات قرآنی لکھے ہین اور پائنتی کے طرف اسم شریف حضرت کا معہ سنہ ہجری

چبوترے اور قبر پر طرح طرح کے گلکاریاں عقیق ولاجورد وسنگ سلیمانی وفیل گُنٹھہ کے بنی ہوئی ہین اور چبوترے کے نیچے فرش سنگ مرمر وسنگ مریم وسنگ موسیٰ کا گلکاری کے طور پر بنا ہے مزار کے برابر چھت کے اوپر بھی پہلے تعویذ بنا ہوا تھا اب لکڑیئین ڈالکر آئینہ لگے ہوئے ہین باہر مقبرے کے ایک خوشنما مقطع باغ بہت وسیع اور چار دیواری پختہ بنی ہوئی ہے مگر اب وہ ایک سمت کی دیوار جسطرف راوی بہتی ہے دریا کے صدمہ سے مسمار ہوگئی ہے بلکہ عنقریب یہہ بھی خوف تھا کہ دریا خاص مقبرہ تک بھی پہونچ جاوے اور نقصان پہونچاوے اس خیال سے سرکار انگریزی نے بہت سا روپیہ خرچ کرکر بند بنوایا اور دریا کے صدمہ سے مقبرہ کو بچایا سرکار کی طرف سے ہمیشہ اس مکان کی مرمت ہوتی رہتی ہے مگر جسقدر نقصان سکھون کا سرکار کی عملداری سے پہلے ہوچکا ہے اوس سے معذور ہے **سرای شاہجہانی** یہہ سرائے لاثانی دیوار بدیوار مقبرہ شاہ جہانگیر کے شاہجہان بادشاہ کے حکم سے تعمیر ہوئی بلکہ اسکے اور مقبرہ کے درمیان سنگ سرخ کا دروازہ بنا ہوا ہے سوا اس دروازے کے دو عالیشان پتھر کے جنوبی وشمالی دروازے اور ہین چارون طرف مضبوط چار دیواری اور حجرے مسافرون کے رہنے کے بنے ہوئے ہین اور ایک مسجد غربی دیوار کے ساتھہ ملی ہوئی سرخ پتھر کی چھوٹی سی بنی ہوئی ہے جنکو دیکھکر نظر کو طراوت اور روح کو فرحت حاصل ہوتی ہے **مقبرہ آصف جاہ وزیر شاہجہانی** یہہ مقبرہ شاہجہان بادشاہ کے حکم سے دیوار بدیوار سرائے کے بنوایا گیا چارون طرف اسکے بڑے بلند وپختہ دیوار ہے جسکے اندر وسیع میدان باغ کا باغ کے وسط مین ایک سنگین چبوترہ ہے چبوترے کے اوپر بڑا بلند وفراخ گنبد عالیشان سرسے بنیاد تک سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا مگر تمام وکمال پتھر اسکا رنجیت سنگہ کے حکم سے اوکھاڑ کر امرتسر بھجوایا گیا صرف قبر کے تعویذ کا پتھر باقی ہے جسپر آیات قرآنی [illegible] کندہ ہین باقی اندر کے فرش اور دروازے کے دہلیزون اور باہر کے چبوترے کے فرش مین سے بھی کچھہ باقی نہین چھوڑا **مقبرہ نورجہان بیگم** یہہ مقبرہ آصف جاہ کے روضہ کے باہر تھوڑے ہی فاصلے پر ایک خوبصورت قطع کا بنا ہوا ہے تعویذ قبر کا تہخانہ خالی کے اندر تھا اور اوسکے عمارت تمام پتھر کی تھی مگر اسکا پتھر بھی تمام وکمال رنجیت سنگہ کے حکم سے اوتروا لیا گیا تعویذ قبر کا بھی منہدم ہوگیا اب اس مقام پر جہان نورجہان بیگم شاہنشاہ جہانگیر کی منکوحہ کی قبر سنگ مرمر کی بنی ہوئی تھی وہان کے زمیندار اپنے بیل باندھتے ہین اور گوبر کے ڈھیر لگے رہتے ہین سبحان اللہ ع گردش گردون گردان گردگانرا گرد کرد

لفٹنٹ گورنر جنرل بہادر کی کوٹھی اگرچہ انگریزون کی عملداری کے بعد ہزارون اعلی اعلی عمارت کے کوٹھیان لاہور کے باہر بنے ہین مگر یہہ کوٹھی سب کوٹھیون سے اعلی اور عجائب ترقطع کی ہے اسکے احاطہ کے اندر بڑا بھاری باغ ہے طرح طرح کے درخت قسم قسم کے میوے رنگ رنگ کے پھول اسمین

موجود ہین پہلے یہان ایک سید گیلانی نور الدین نور العالم کا خوش قطع عالیشان روضہ بنا ہوا تھا اور پہلوان لاہور کے اِسکے میدان مین آکر کشتی کیا کرتے تھے اسلئے گشتی والا گنبد مشہور ہوگیا سکھون کے وقت مین جمعدار خوشحال سنگہ نے اِسجاہہ کو پسند کرکے کوٹھی بنوائی اور مدت تک رام سنگہ اُسکے بھائی کا یہان ڈیرہ رہا انگریزی عملداری کے وقت پہلے سر ہنری لارنس صاحب پرنسل اسسٹنٹ رزیڈنٹ نے یہان قیام کیا پھر لاہور کی کمشنری کے صاحب یہان رہتے رہے اِسی طرح کئی سال تک گو صاحبان انگریز کا یہان قیام رہا مگر اصلی مالک اِسکے راجہ تیجسنگہ تھے آخر انگریزون نے راجہ تیجسنگہ سے یہہ کوٹھی لے لی اور اِسکے بدلے حویلی دیوان حاکم رای کی جو سیالکوٹ مین ہے راجہ تیجسنگہ کو دیدی اوس روز سے آجتک برابر اِسکے رونق و آبادی ٹرہتی چلی جاتی ہے اور نواب لفٹنٹ گورنر جنرل بہادر ممالک پنجاب وغیرہ اسمین رہتے ہین اِس کوٹھی کے جنوب کیطرف اور دو مکان عالیشان سرکاری لارنس حال و منٹگمری حال بنے ہین جنکی عمارت لایق دید ہے وہ دونو مکان اون دونو افسرون کی گویا یادگار ہین جو پنجاب کے خطہ مین ٹرے اعلی افسر اور حاکم با اختیار تھے جان لارنس صاحب بہادر پہلے چیف کمشنر پنجاب تھے پھر لفٹنٹ گورنر ہوئے پھر گورنر جنرل بہادر کشور ہند قرار پائے اونکی یادگار مین لارنس حال بنایا گیا روپیہ اُسکے صرف روسار پنجاب و راجگان و مہاراجگان پنجاب نے اپنے اخلاص باطن سے دیا اِسیطرح منٹگمری حال کے نام پر یادگار قایم ہوئی ہے وہ صاحب پہلے لاہور کے کمشنری کے کمشنر قرار پائے پھر حاکم بورڈ ہوئے پھر لفٹنٹ گورنر پنجاب بنے جب وہ ولایت تشریف لے لئے تو یہہ مکان چندہ کے روپیہ سے تعمیر ہوا اور اون تمام روسار عظام کے نام جنہون نے چندہ دیا تھا فارسی و انگریزی حروف کی خط مین سنگ مرمر پر کندہ ہوکر مکان کے اندر پتھر نصب کرائی گئی یہہ دونو مکان ٹرے عالیشان لایق تعریف تعمیر ہوئے ہین

مکان صدر کچہری صاحب ضلع لاہور

یہہ عجیب غریب عالیشان نہایت وسیع خشتی عمارت چونہ کار ایسا عمدہ سرکار انگریزی نے تعمیر کرایا ہے کہ جسکی خوبی قطع و وضع کے دیکھنے سے انسان خوش ہوجاتا ہے شمالی طرف کا مکان دو منزلہ ہی محراب دار ہے نیچے کے منزل کے کمرون مین صاحب ضلع وغیرہ حکام کچہریان کرتے ہین اور اوپر کے منزل پر دفتر دیوانی و فوجداری کلکٹری کا رہتا ہے شرقی لین کے طرف کارخانہ خزانہ و حاکم خزانہ وغیرہ ہے غربی طرف کے کمرون مین صاحبان اسسٹنٹ کمشنر و اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر وغیرہ کچہریان کرتے ہین برآمدون مین مستغیث حاضر رہتے ہین صحن مین درختان سایہ دار ہین جنکے سایہ مین مستغیث آرام پاتے ہین جنوبی طرف کھلا ہوا ہے چار دیواری درواز سے نہایت منقطع اور مکانات مالخانہ و حوالات و پولس وغیرہ بھی صحن کے اندر ہین یہہ مکان محمد سلطان ٹھیکیدار نے ٹھیکہ مین بنایا اور رای بہادر کنہیا لال اکزیکٹو انجینیر لاہور ڈویژن کے افسری و نگرانی مو

تجویز و تدبیر کا ایسا نیک نتیجہ نکلا کہ مکان لاثانی بنکر تیار ہوگیا اور ایک لاکھہ روپیہ سرکار کا اسکی تعمیر پر صرف ہوا **مکان میو ہسپتال** لاہور کے نو تعمیر سرکاری مکانات مین سے یہہ مکان بھی ایسا ہی لائق ہے کہ ذکر اوسکا درج کتاب تاریخ ہو یہہ مکان سرکاری ہسپتال ہے عمارت دو منزلہ بڑی عالیشان پختہ چونہ گچ بنی ہے ایک لاکھہ پچاس ہزار روپیہ اسکے خرچ کی منظوری تھی رائے بہادر کنہیا لال صاحب نے اسکو بھی بکمال محنت و عرق ریزی بنوایا اوپر کے چھتیں اسکے سنگ سیاہ کے ہین اور ایک بلند مینار خوش قطع ہے جو دور سے نظر آتا ہے سرکاری ڈاکٹر یہان رعایا کا علاج کرتے ہین اور بیمارون کا علاج سرکار سے ہوتا ہے مکان کے صحن مین باغیچہ خوش قطع بنا ہوا ہے اور دو منزلہ محراب دار عمارت دور سے خوشنما معلوم ہوتی ہے یہہ عمارت شرقاً غرباً مستطیل ہے اور دونو طرف دو منزلہ محراب ہین ہسپتال کے اور متعلقہ مکانات بھی خوش قطع تعمیر ہوئے ہین میو ہسپتال اسکا اسواسطے نام ہے کہ لارڈ گورنر جنرل ہند میو صاحب بہادر کے نام پر اسکا نام رکھا گیا ہے -

مکان نیو کالج یہہ عالیشان مکان تین لاکھہ روپیہ کے لاگت کا سرکار کے حکم سے تعمیر ہوا ہے اسکے بھی مہتمم و کارفرما رائے بہادر کنہیا لال اکزکٹو انجنیر لاہور ڈویزن ہے یہہ مکان ابھی بن رہا ہے عمارت اسکی نہایت عمدہ و پختہ دو منزلہ بنی ہے اوپر کے محراب سنگ سیاہ کے بنے ہوئے ہین اور پتھر چنیوٹ سے کہان سے منگوایا گیا ہے یہہ شاہانہ مکان طلبا علم کے پڑھنے کے لئے بنا ہے مکان بہت بڑا اور فراخ ہے سرکاری عمارات جسقدر پنجاب مین تعمیر ہوئے ہین سب سے اعلیٰ و مضبوط اس مکان کی عمارت ہے غرض یہہ مکان دیکھنے کے لائق ہے قلم کے زبان سے اوسکی تعریف کا بیان ہونا ایک امر محال ہے چنانچہ ۱۸۷۶ء کے آغاز مین جب جناب پرنس آف ویلز ولیعہد ہند و انگلنڈ لاہور تشریف لائے تو اور کوئی مکان اونکے دربار کے لائق متصور نہوا اور اسی ناتمام مکان کو کہ وسعت اور خوبی مین ثانی نہین رکھتا دربار کے لئے درست کیا گیا اور رائی صاحب بہادر انجنیر نے چند روز مین اسکو درست کرکے ایک آئینہ بنا دیا اور حکام عالیمقام نے رائی صاحب کی کارگذاری سے نہایت خوش ہوکر مورد تحسین و آفرین فرمایا **سینٹ ہال** یہہ مکان سرکار نے مدرسہ یونیورسٹی کے لئے تعمیر کرایا ہے تین ہزار روپیہ اسکی تیاری پر صرف ہوا ہے مکان نہایت عمدہ و خوش قطع بنا ہے رائی بہادر کنہیا لال صاحب اکزکٹو انجنیر نے اس مکان کے تعمیر مین بہی اپنے کمال کا اظہار ایسا کیا ہے کہ دیکھتے ہی انسان اونکی حسن تدبیر پر آفرین کہتا ہے **ریل کا ڈراف** یہہ مکان سرکاری نہین بلکہ ریل کمپنی کا بنوایا ہوا ہے چند سال مین یہہ عالیشان مکان تعمیر ہوا اس عمارت کی خوبیان دیکھنے کے لائق ہین یہہ ایک مکان نہین ہے بلکہ بہت سی مکان الگ الگ ہر ایک کارخانہ کے لئے بنائے گئے ہین اور آہنی چھت ہر ایک مکان کی بنائی گئی ہے اور اوسمین گاڑیان قسم قسم کے موجود رہتی ہین بڑا مکان جسکو قلعہ بولتے ہین ایک

ایک عجیب و غریب مکان ہے جسکی تعمیر پر کمپنی کے لاکھون روپیہ خرچ ہوئے ہین اور انجن ہندوستان و ملتان کا اسی قلعہ کے اندر سے روان ہوتا ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے باوجود اوس حکومت و عالی جاہی کے کوئی عمدہ مکان لاہور مین بنواکر اپنا یادگار نہین چھوڑا البتہ پرانی عمارتون کو گراکر خاک مین ملا دیا ہے صرف ایک بارہ دری سنگ مرمر کی مہاراجہ کے حکم سے بمقام حضوری باغ درمیان غربی دروازے قلعہ لاہور اور مسجد شاہی کے تعمیر کرائی تھی جو اب تک موجود ہے یہہ عمارت جب تعمیر ہونے لگی پتہر کے لینے کے لئے بہت سی مقبرے عہد شاہان چغتائی گرائے گئے اور اونکا پتھر اس بارہ دری پر خرچ ہوا بادشاہی مسجد کی عمارت کا بھی نہایت نقصان مہاراجہ کے وقت مین ہوا چارون مینارون کی چارون برجیان جو سنگ مرمر کی تہین اوتاری گئین ہزارون سلین پتہر کی سکھون نے اوتار لین کوئی پرسان حال نہوا دیوارین گر گئین فرش اوکھڑ گیا مگر اب سرکار نے وہ عالیشان مسجد مسلمانون کو دیدی اور ہزارون روپیہ چندہ ہوکر اب وہ مکان نمونہ خلد برین بن گیا ہے اور باقیماندہ مرمت ہو رہی ہے **سمادہ مہاراجہ رنجیت سنگہ** یہہ مکان بھی لاہور کے مکانات مین سے لائق ذکر ہے مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وفات کے بعد اس مکان کی عمارت شروع ہوئی اور مہاراجہ شیر سنگہ و دلیپ سنگہ کے وقت بنتا رہا سرکار انگریزی کے وقت اسکی عمارت کا اختتام پہونچی بڑے گنبد کے نیچے پہلے معمارون نے آٹھ ستون قائم کئے تھے مگر وہ ستون وہ بھاری بار گنبد کا اوٹھا نہ سکے اور آٹھون ستون شق ہوگئے قریب تہا کہ مکان منہدم ہوجا یہہ حال جب صاحبان انگریز نے دیکھا رائے بہادر کنھیا لال ایگزیکٹو انجنیر کو ارشاد کیا کہ اوس مکان کے استحکام کی تجویز کرین چنانچہ رائے صاحب نے آٹھہ ستون اور اوس گنبد کے نیچے ایزاد کردیئے اور شق شدہ ستونون پر آہنی حلقے چڑہا دیئے اس تجویز سے وہ عالیشان مکان مستحکم و مضبوط ہوگیا اور اوسکے مسمار ہونے کا اندیشہ رفع ہوگیا **مزنگ** لاہور کے جنوب کی طرف بفاصلہ ڈیڑہ میل کے یہہ ایک پختہ عمارت کا قصبہ ہے پہلے یہ لاہور کے باہر کی آبادی مین سے لنگر خان بلوچ کی گذر مین ایک محلہ تہا اصلی حال اسکے آبادی کا یہہ ہے کہ جب ہمایون بادشاہ کی وقت لاہور کا صوبہ شہزادہ کامران اوسکے بھائی کے جاگیر مین ملا تو اوسکے وقت شہر لاہور کے حصار کے باہر آبادی شروع ہوئی اوسوقت لنگر خان حسب الطلب ہمایون شاہ کے لنگاہی سلطنت کی خراب ہونے کے بعد ملتان سے لاہور آیا اور ایک گذر آباد کرکے گذر لنگر خان نام رکھا اوسوقت اوسکے ساتھ ایک بزرگ قوم کے مغل جنکا نام میر عزیز الدین کوت مزنگ تہا اونہون نے بھی اوس گذر کے اندر یہہ محلہ آباد کرکے سکونت اختیار کی رفتہ رفتہ یہ محلہ خوب آباد ہوگیا چغتائی سلطنت کی ضعف کی وقت جب سکھون نے لاہور کی باہر کی آبادی ویران کردی تو لنگر خان کی اولاد وہین یہان ہی آ رہی اور مغلون اور بلوچون نے ملکر اپنے محلہ کی حفاظت کی

اسلئے اسکی آبادی قایم رہ گئی بعد ازان ارائین قوم ادہرا و دہر سے اوٹھکر اس مین آئی اور آبادی بڑہتی
گئی اب چند آبادیان علیحدہ علیحدہ کوٹون کے طور پر آباد ہین ایک کوٹ عبداللہ شاہ بلوچ نے جو قادریہ خاندان مین
ایک مقبول بندہ تھا پہلے پہل آباد کیا جسکی آبادی رنجیت سنگہ سے پہلے گوجر سنگہ کے وقت مین ہوئی پھر قلعہ [illegible]
و قلعہ مہر او ڈہیر وغیرہ بستیان مختلف وقتون مین آباد ہوتے رہین خاص مزنگ مین لنگر خان کی اولاد رہتی ہے
اور عبداللہ شاہ کے کوٹ پر بھی اونہین کا قبضہ ہے فی زمانا ملکیت بلوچون اور ارائیون اور مغلون کے
یہان ہے مگر اب مغل مفلس و تنگدست ہو گئے ہین بلوچون مین سردار خان بڑا عالی ہمت آدمی تھا اوسکے
مرنے کے بعد کارخانہ ابتر ہو گیا ارائین کی قوم آجکل مالک بنے ہوئے ہین اور بڑی ملکیت بھی اونھین کی ہے
اچھرہ لاہور سے جنوب کے طرف بفاصلہ تین میل کے آباد ہے مکانات و بازار اسکے پختہ ہین اچھے اچھے
دولتمند ساہوکار اسمین رہتے ہین زمیندار بھی آسودہ حال اور علاقہ زرخیز ہے زراعتون کو پانی کنوؤن کے ذریعہ
سے دیا جاتا ہے غلہ کا بیوپار ہوتا ہے پہلے پہل یہہ قصبہ ایک شخص اچھرا کمبوہ نے آباد کیا اب راجپوت و کمبوہ دو قومین
یہان کے زمیندار ہین نو سو ستیس گھر کی آبادی اور تین ہزار اکسو چھین مردم شماری ہے **کانہ** یہہ قصبہ لاہور
سے سمت جنوب [illegible] کوس کے فاصلے پر آباد ہے آبادی اسکی دو مقام پر واقع ہے شرق کے سمت کی آبادی
نیا کانہ اور غرب کے طرف پرانا کانہ کہلاتا ہے پہلے یہہ قصبہ کانہ زمیندار گوت سندہو نے
آباد کیا اور اپنے نام پر اسکا نام رکھا اوس وقت آبادی اسکی بہت تھوڑی تھی آخر جب چغتائی
سلطنت کی ضعف کے وقت جی سنگہ و سوبھا سنگہ وغیرہ جب کہنیہ مثل کے سردار
[illegible]ب کو لوٹ کر سردار بنے اور بہت سا ملک اونکے تصرف مین آگیا تو
اونکے رہنے کے سبب سے آبادی اور رونق اسکی بڑہ گئی کیونکہ اور عمارتگر
سکہ اونکا لحاظ کر کے اس قصبہ کے لوٹنے کو نہین آتے تھے اور لوگ اسکو مامن سمجھکر اور آبادیون سے
اوٹھکے یہان آرہے اور آبادی ایسی ترقی پر پہونچی کہ ایک قصبہ سے دو قصبہ بن گیا اب بھی زمیندار سکہہ
قوم سندہو یہان کے مالک ہین تعمیر اسکی خام ہے بیوپار غلہ کا ہوتا ہے دونون بستیون مین دو ہزار چوبیس آدمی
اور چھہ سو بیس گھر ہین **نیاز بیگ** یہہ قصبہ لاہور سے چھہ کوس راوی کے کنارہ کے اوپر آباد ہے
ایکسو ساٹھہ برس کا عرصہ گذرا ہے کہ اول ایک شخص مسمی نیاز بیگ مغل اس علاقہ کے جاگیردار نے اس قصبہ
کی بنیاد رکھی اور اپنے نام سے موسوم کیا ہنوز اچھی طرح سے آباد ہونے نہین پایا تھا کہ وہ مر گیا بعد ازان
سوبندے خان وغیرہ راجپوتان قوم کھوکھر و بھٹی نے اسکی آبادی کی جنکی اولاد اب تک مالک چلے آتے ہین عمارت
اس قصبہ کی کچی پکی ملی ہوئی ہے کہہ ہندو و مسلمان ہر ایک قسم کے لوگ یہان رہتے ہین بیوپار غلہ کا ہوتا ہے

بازار آباد ہے رنجیت سنگھ سے پہلے سوبھا سنگھ بھیانکا حاکم تھا پھر رنجیت سنگھ ہوا اب انگریزی علاقہ مین شامل
تحصیل و ضلع لاہور کے ہے ایکہزار چھتر گہر اور دو ہزار آٹھہ سو چھہ آدمی اسمین آباد ہین **خطپور** یہہ قصبہ
بہت پرانا ہے چغتائی بادشاہون کے تواریخ مین اکثر اسکا ذکر درج ہے پہلے پہل ایک زمیندار خطا نام نے
اسکی آبادی کی بنیاد رکھی پھر مرور عرصہ ایکسو چالیس سال کے آسا سنگھ و رامی سنگھ سنہ ہونے اسکی آبادی کو بہت
زیادہ کیا اور رونق بڑہائی اب کہتری اروڑے ہندو سکھہ جو ہے مسلمان یہان رہتے ہین غلہ کا بیوپار ہوتا ہے
زمینداری سندہو قوم کی سکھون کی ہے لاہور سے چودہ کوس جنوب کے طرف یہہ قصبہ آباد ہے جسمین ایکہزار دو سو
تیرہ کی خانہ شماری اور ۵ ہزار ۵ سو نہی آدمی کی مردم شماری ہے **بھسین** یہہ قصبہ شاہی بھائی نہر کے
کنارے پر جسکو نہر ہنسلی کہتے ہین لاہور سے نو کوس شرق کیطرف آباد ہے پانسو برس کا عرصہ گذرا ہے کہ ایک زمیندار
بہسین نام قوم دہول نے اسکو آباد کیا اور اپنے نام پر نام رکہا اب زمیندار دہول یہان بہت رہتی ہین عمارت
اسکی پختہ اور اچھی اچھی حویلیان بنے ہوئے ہین شاہزمان بادشاہ جب کابل سے لاہور آیا تو یہان کے سکھہ
سب گانو چھوڑ کر بھاگ گئے اور قصبہ ویران ہوگیا مگر اوسکے چلے جانے کے بعد پھر آباد ہوگیا رنجیت سنگھ
نے جب لاہور پر قبضہ کیا تو اور ہر مثل کے سکھون کو رشک و حسد پیدا ہوا اور سب نے چاہا کہ رنجیت سنگھ کو
لاہور سے بیدخل کیا جاوے اور سب نے بہسین کے مقام پر اجتماع کیا اور لڑائی کی یاوری اقبال سے رنجیت سنگھ
فتحیاب ہوا رنجیت سنگھ کے فوج مین یہان کے سکھہ بڑے بڑے عہدون پر نوکر تھے اونھون نے اپنی حویلیان
پختہ و عالیشان بنوائین اور قصبہ کی رونق بڑہ گئی اس قصبہ مین آٹھہ سو پختہ گھر اور دو ہزار دو سو اونسٹھہ
آدمی آباد ہین **منہالہ** لاہور سے بارہ کوس شرق کے طرف دہلی کے پرانے شاہراہ پر جو جہانگیر بادشاہ
کے حکم سے بنایا گیا تھا یہہ قصبہ آباد ہے چارسو برس گذرے ہین کہ اس قصبہ کو مسمی ہدو سندہو زمیندار نے
آباد کیا تھا چونکہ قصبہ کے بانی نے پہلے پہل یہان آکر اپنے رہنے کیواسطے منہا یعنے لکڑیون کا جھونپڑا بنایا تھا
اسواسطے نام اسکا ہدو کا منہالہ مقرر ہوگیا اب صرف منہالہ ہی مشہور ہے آبادی اسکی دو جگہہ علیحدہ علیحدہ
ہے پکے پکے عمارتین بنے ہوئے ہین سندہو زمیندار سکھہ بہت رہتی ہین شاہ جہانگیر کے وقت کی ایک پختہ سرائے
یہان بنی ہوئی تھی جسکی اینٹین سکھہ گراکر لے گئے اب بھی نشان اوسکے موجود ہین امیر سنگھ نام ایک شخص کا
بنوایا ہوا یہان پختہ تالاب ہے جسمین برسات کا پانی جمع رہتا ہے **کنور المشہور قصور** باری دوآبہ
ضلع لاہور کے علاقہ مین یہہ ایک شہر دریائے گہارا کے دہنے کنارے سے نو میل اور لاہور سے چودہ کوس جنوب
شرق و جنوب کو آباد ہے یہہ شہر بہت پرانا ہے سبب گذرنے زمانہ دراز کے دریافت نہین ہوتا کہ آیا اصل
اسکی آبادی کی بنیاد کسنے رکہی اور قصور اسکا نام کسواسطے رکہا گیا اور ہندو کہتے ہین کہ یہہ شہر راجہ کش

رام چندر کے بیٹے نے آباد کیا اور نام اسکا کس پور رکھا اب غلط العام کسور مشہور ہے کس اور لو دو حقیقی
بھائی رام چندر کے بیٹے تھے لو نے تو لاہور آباد کیا اور لو پور نام رکھا اور کس نے کسور کی آبادی کی بنیاد رکھی
مگر یہ بات سوائے خلاصۃ التواریخ کی جسکا مصنف بھی ہندو ہی اور کسی تاریخ سے ثابت نہین ہوتی شاید ایسا ہی
وقوع مین آیا ہو یہہ بات البتہ ثابت ہو چکی ہی کہ پہلے آبادی اسکی بہت بڑی تھی مگر مغلون کی فوج کی حملون
اور اونکی تاخت و تاراج سے یہ شہر بالکل اجڑ گیا آخر جب امیر تیمور پنجاب مین آیا تو اوسنے یہہ سرزمین معہ
غیر آباد شہر کی اپنے خیر خواہ افغانون کو بخشش دی اور آباد کیا پھر خضر خانیہ سلطنت مین جب ملک بہلول لودی
افغان دیپالپور و لاہور کا حاکم بنا اور شیخا کھوکھر کے اغوا سے اوسنے دہلی کی سلطنت لینے کا ارادہ کیا
تو اوسنے اور بہت سے پٹھان اپنے ہم قوم یہان آباد کیے اور بڑے بڑے روزینہ و جاگیرین اونکو
دین کہ وہ مہم کی وقت پر کام آوین بلکہ زمینداری اور ملکیت قصور کی بھی اونہین کو عطا کر دی چونکہ یہہ
لوگ شاہی ملازم اور دولتمند تھے تھوڑے سے عرصہ مین یہہ شہر بڑی رونق کی ساتھ آباد ہو گیا پھر اکبر شاہ
کے وقت مین ترقی ان افغانون کی بہت ہوئی شاہجہانی عہد مین قطب الدین خان ولد نذر محمد خان نوابی کے
خطاب سے سرفراز ہوا اور عالمگیر کے وقت مین شداد خان کو ریاست ملی محمد شاہ کے عہد مین حسین خان یہانکا
رئیس و حاکم قرار پایا آخر حسین خان کی عداوت عبد الصمد خان ناظم لاہور سے ہو گئی اور آپسمین بمقام چونیان
لڑائی ہو کر حسین خان مارا گیا اور قصور کی فوج مغلوب ہوئی مگر ریاست قائم رہی بعد ازان بھنگی مثل کے سکھون
نے اور مثلون کی مدد لیکر بسبب عداوت مسلمان کرنے ایک برہمن بچہ کے قصور پر حملہ کیا افغانی فوج بسبب اپنی
[illegible] کے مغلوب ہوئی اور شہر غارت ہو گیا اوس وقت اس شہر سے اسقدر دولت چاندی سونا و جواہرات سکھون
نے لوٹا کہ سب امیر ہو گئے گوربخش جسا سنگھ رامگڑھیہ کو اونکے حصہ کا زیور طلائی و نقرئی اسقدر ملا کہ اونہون نے
وہ زیور جمع کر کر ایک مضبوط چارپائی کے اوپر رکھا فی الفور اوسکی بار سے چارون چولین چارپائی کی ٹوٹ گئین
مگر اتفاق ایسا ہوا کہ جب وہ یہہ مال لیکر امرتسر گئے تو اون دونون نے ملکر یہ چاہا کہ شا [illegible] کے کل سکھون کو اسکا
حصہ نا دین خود ہی ہضم کر لین اس ارادہ پر اونہون نے وہ مال رات کے وقت سب سے پوشیدہ جنگل مین گاڑا
اس نیت سے کہ چند روز کے بعد نکال لینگے چونکہ دو روز کی بڑی بارش ہو گئی اور جنگل مین پانی بھر گیا
اسواسطے وہ نکال نسکے اور پانی کے خشک ہونے کے بعد وہ موقع جہان اونہون نے مال گاڑا تھا بھول
گیا اور وہ مال اوسی طرح زمین کے اندر ہی دفن رہا۔ قصور کے فتح کے بعد سکھون نے بہت سا نذرانہ
لیکر غلام محی الدین خان پٹھان کو اپنے ماتحت قصور کا حاکم مقرر کیا اور استقرار رہا کہ غلام محی الدین خان قصور مین
گاؤکشی نکرے مسجدون کے ملا بلند اذان ندین کوئی ہندو یا سکھ مسلمان نکیا جاوے جب سکھ چلے گئے تو اسلامی [illegible]

پہر سب قصور مین جاری ہوگئین اس سبب سے قصور کی ہندوون نے ناراض ہوکر اطلاع اسکی امرت سر مین
بہنگیون کو کی اور اونہون نے جمع ہوکر دوبارا یورش قصور پر کی اوسوقت افغانی فوج ایک قلعہ مین محصور ہوکر
سکہون سے لڑتی رہی چندروز کی بعد سکہون نے وہ قلعہ لیکر قتل عام کیا اسلیئے اوس قلعہ کا نام اب تک
قتل گڈھی مشہور ہی اوسوقت قصور پٹہانون کی قبضہ سے نکل گیا اور شہر مین چندرے سکہون کی حکومت رہی
پہر چند نون مین کہ شاہ زمان بادشاہ کابل سے لاہور مین آیا اور جابجا فوج اوس نے سکہون کے قتل و
گرفتاری کے واسطے مامور کی تو سکہہ قصور کا قبضہ چہوڑکر بہاگ گئے جب شہر خالی رہگیا تو نظام الدین خان
افغان نے فی الفور قصور پر اپنا قبضہ کرلیا اور علاقہ مین اپنی عمال و فوج مامور کردی شاہ زمان کی واپس جانے
کے بعد پہر بہی کئی حملی سکہہ بڑے بڑے اجتماع کرکر قصور پر کرتے رہے مگر نظام الدین بڑے انتظام کے ساتہہ اون سے
لڑتا رہا جب خوب حکومت نظام الدین کی اس علاقہ پر جم گئی تو بہائی بندون کو حسد و بغض پیدا ہوا اور ایسے منتظم
آدمی کو اونہون نے موقع پاکر شہید کردیا اوسکے بعد اوسکا بہائی قطب الدین خان ریاست پر بیٹہا چہہ برس تک
اوس نے کمال دلاوری اور بہادری کے ساتہہ ریاست کی چند حملی پے درپے رنجیت سنگہ نے اوسکے وقت
مین قصور پر کئے مگر قطب الدین اوسکو جواب ترکی بہ ترکی دیتا رہا آخر رنجیت سنگہ نے اوسکے نوکرون
اور اہل دربار کے ساتہہ سازش کرلی اور اونکی نمک حرامی سے رنجیت سنگہ نے قصور پر قبضہ پایا اور علاقہ ممدوٹ کا
معہ قلعہ قطب الدین خان کی گذارے کے واسطے واگذار ہوا جو اب تک اوسکے لواحقون کے قبضہ مین ہے
اب یہ شہر انگریزی حکومت مین ماتحت صاحب ضلع لاہور کے ہے ایک تحصیلدار حاکم تحصیل مال اور ایک اکسٹرا اسسٹنٹ
کمشنر حاکم با اختیار یہان رہتا ہے شہر کی سب عمارت پختہ ہے مکانات پختہ دو منزلہ سہ منزلہ خوشنما یہان بنی ہوئی
ہین بازار دلچسپ و کشادہ ہین بڑی مالدار ساہوکار ہند و خوجہ مسلمان یہان تجارت کا کام کرتے ہین ہر ایک
چیز کی سوداگری یہان بکثرت ہوتی ہے رہنے والی یہان مسلمان افغان خوب بہت ہین ہند و کم ہین آدمی یہان
کے سفید پوش عزت طلب عقیل ذوی ہوش باعزت ہین عورات کو پردہ مین رکہنے کا یہان بہت رواج ہے۔ کل شہر کی
آبادی بارہ قلعون مین تقسیم ہوئی ہے اول پرانا قلعہ یہہ قدیمی قلعہ ہے اسکے بانی کا حال معلوم
نہین کہ آیا کس نے کس عہد مین بنوایا دوسرا غلام محی الدین خان کا کوٹ اسکو غلام محی الدین خان افغان نے
بنوایا تیسرا قلعہ مراد خان کا اسکو مراد خان کا کوٹ کہتی ہین اسکی بنیاد مراد خان نے رکہی تہی مگر حدود بست اسکے
قصور کی حدبست سے علیحدہ ہے چوتہی قتل گڈہی اس قلعہ مین سکہون نے قتل عام کی تہی جسکا ذکر پیچہے ہوچکا
ہے پہر عبد الغنی خان نے یہان نیا کوٹ بنوایا پانچوین کوٹ اعظم خان چہٹی کوٹ بدر الدین خان ساتوین کوٹ
عثمان خان آٹہوین کوٹ رکن الدین خان نوین کوٹ فتح الدین خان یہہ قلعہ نظام الدین خان سے

اپنی بیٹے فتح الدین خان کے نام پر آباد کیا تھا دسوین نیا قلعہ یعنی قلعہ حلیم خان و عظیم خان پٹھانون نے بنا کر ناکوٹ
نام رکھہ دیا گیارہوین ہیرا نوالہ کوٹ یعنی کوٹ پیر عبد الرحمن خان کا بنوایا تھا بارہوین حسین خان کا کوٹ
یعنی حسین خان پٹھان کی تعمیر ہے الغرض ہر ایک قلعہ اس شہر کا اوسکے بانی کے نام منسوب ہے اب منجملہ بارہ کوٹون کے
حسین خان و غلام محی الدین خان و عثمان خان تین کوٹون کی آبادی اسمین شامل ہوگئی ہے اسی طرح اعظم خان
و فتح دین خان کے دو قلعون کے آبادیان مل گئی ہین باقی سب کوٹون کی آبادیان الگ الگ ہین قصور مین
پرانے و نئے مقبرے بہت ہین اونمین سے بھلے شاہ قادری کے مقبرہ کا نام بہت مشہور ہے تحفہ یہان کا جوتا اور
میتھی خوشبودار ہے جو ملکون مین جاتا ہے گلی برتن بھی پختہ و قطع دار و مضبوط بنتے ہین اس شہر مین پانچہزار
سات سو اونتیس گھر اور پندرہ ہزار دو سو نو آدمی آباد ہین پرگنہ قصور کا متعلق ضلع لاہور کے ہے دریائے ستلج
و بیاس دو دریا ملے ہوئے اسکے علاقہ کے جنوبی سرحد پر بہتے ہین اور منجملہ دیہات تحصیل ہذا کے دو حصہ تو ملک
ماہنجہ یعنے سرزمین بلند اور ایک حصہ ہٹھار یعنے پست زمین آباد ہین اور پرگنہ کے لوگ اکثر مسلمان ارائین و ڈوگر
محنت کش زمیندار ہین ہٹھار کے چاہات کا پانی عموماً شیرین ہے پیدائش ہر ایک قسم کے غلہ کی ہوتی ہے ماہنجہ
کے سرزمین مین اکثر ہندو جاٹ قوم گل و سندہو و سدہو و سکہہ و اروڑہ و کہتری ماہنجہ کے زمین کا پانی گہرا
ہے اور زمین اکثر بارانی ہے جو اب نہری ہوگئی ہے پہلے ماہنجہ کے لوگ تنگ حال تھے جس سال بارش نہین
ہوتی تھی لوگ فاقہ کشی کرتے تھے مگر اب جا بجا نہرین جاری ہوگئی ہین اس سبب سے آسودہ حال ہین بھلی
شہر قصور کی آبادی حال کی آبادی سے جانب جنوب واقع تھی آبادی اوسکی بہت مختصر تھی اور قوم کہتری
گوت پوری اسمین آباد تھی اور منجملہ روساء خطہ بیکانیر کے راجہ رائے سنگہ نام اس شہر و علاقہ پر اپنا تسلط رکھتا تھا
جب شاہ بہلول لودی کا وقت آیا تو بسبب ہم قومی کے کابل وغیرہ مقامات سے افغان بکثرت پنجاب مین آکر سکونت
پذیر ہوئے چونکہ اوسوقت میرا نام ایک نامی قزاق اس علاقہ مین آکر زمیندارون کو لوٹ لیجاتا تھا راجہ اوسکے
ہاتھہ سے بہت تنگ تھا اوسنے چند افغان اوسی قزاق کے سرکوبی کے لئے نوکر رکھے افغانون نے قزاق کی سرکوبی
بخوبی کی جس سے راجہ بہت خوش ہوا اور ان افغانون کو اپنے یہان جگہہ دی پھر تو یہہ قصبہ گویا افغانون کا گھر
بن گیا رفتہ رفتہ اس قوم کی ترقی ہوتی گئی جب راجہ مر گیا تو قصور کے زمیندار اور رئیس بھی افغان بن گئے
اور زمانہ محمد خان ایک صاحب غیرت افغان کو شاہ دہلی کے دربار سے نوابی کا خطاب حاصل ہوا اس نواب
کو زمیندار خان کا لقب بھی ملا اور یہہ علاقہ اوسکی جاگیر قرار پایا مین بعد افغانان قصور مین سے جو شخص
صاحب حیثیت و دولت ہوا اور دربار شاہی دربار مین اوسنے خدمات نمایان کین تو اوسکو نوابی کا خطاب
ملتا رہا اور بار ہا کس نواب بنے اپنے وقت پر ہوئی مثل نواب نعمت خان و نواب مولی داد خان و پیر محمد خان

وحسین خان وتہور خان وبہادر خان وغیرہ اور پرگنہ قصور وچونیان وپرگنہ ممدوٹ دکھائی وغیرہ انکی جاگیر مین تھا ان کے وقت شہر قصور کی آبادی بہت بڑھ گئی تھی کہ کل آبادی طولاً چھہ میل اور عرضاً دو میل تھی اور ہر ایک نواب نے علیحدہ علیحدہ آبادیان اپنی قایم کرلین آخر وہ آبادی سکھون کے بار بار حملون اور رنجیت سنگھ کے یورشون سے برباد ہوگئی فی زماننا شہر مین دو حصے مسلمان اور ایک حصہ ہندو ہین منجملہ مسلمان قوم خوجہ کی بڑی کثرت ہے اور وہ ہر طرح کا بیوپار کرتے ہین زین اور جوتا اس شہر کا بنا ہوا اچھہ مشہور ہے قوم خوجہ پہلے ہندو اروڑے تھے انکو حضرت شمس الدین تبریزی ملتانی نے مسلمان کیا منجملہ سبزی ترکاری کے میتھی قصور کی مشہور ہے جو نہایت خوشبودار ہوتی ہے دور دور تک بطور تحفہ بھیجی جاتی ہے بزرگان دین کے مقبرے بھی یہان بہت ہین چنانچہ مقبرہ شیخ صدر دیوان انصاری وشیخ عبد الخالق وپیان بادشاہ وبھلے شاہ وشیخ لال چشتی وغیرہ مشہور مقبرے ہین بڑا بزرگ خاندان شیخ غلام محی الدین صاحب مجددی نقشبندی کا ہے جنکی خاندان کے چراغ حضرت صاحبزادہ عبد الرسول چند ماہ گذرے ہین کہ فوت ہوئے ہین یہہ بزرگ ظاہری وباطنی علم مین کمال رکھتے تھے ہندو فقیر ومین باوا ٹھمن مشہور فقیر ہوچکا ہے جسکی سمادہ پر ہر دو زبیا کھی بڑا میلہ ہوتا ہے اور اوس میلہ پر مرد وعورتین آپسمین مغلظات بکتی ہین عورت کے وارث باوجودیکہ ساتھہ ہوتے ہین کچھہ غیرت نہین کرتے اور اگر عورت بھی نامحرم مرد کے کلام کا پختہ جواب دیوے تو وارث عورت کے بہت خوش ہوتے ہین **پٹی** دوآبہ باری ضلع لاہور پرگنہ قصور کے علاقہ مین یہہ قصبہ گیارہ میل دہنے کنارے دریاے گہارا کے اور پنتالیس میل لاہور سے جنوب مشرق کے سمت کو آباد ہے مکانات اسکے پرانے اور پختہ عمارت ہین اسکی آبادی کا حال اسطرح پر ثابت ہوتا ہے کہ ۹۲۱ھ مین مسمی ہیبت خان جاگیردار نے بموجب فرمانے سلطان ابراہیم لودی کے موضع عبد الملک سے آکر اسمقام پر یہہ قصبہ آباد کیا اسکی آبادی سے اول یہان ایک موضع اسلام پور نام آباد تھا بعد آبادی کے نام اسکا ہیبت پور پٹی رکھا گیا اور یہہ نام دو ناموں سے مشترک ہے یعنی ہیبت کا لفظ تو ہیبت خان کے نام سے مراد ہے اور پٹی ایک عورت کا نام تھا جو موضع آصل مین رہتی تھی اور ہیبت خانکی معشوقہ ومطلوبہ تھی ہیبت خان نے اوسکا نام بھی اس نام مین شامل کرکر نام اسکا ہیبت پور پٹی رکھا آبادی اسکی بعمارت پختہ ایک میل کے دورہ مین ہے مغل سید راجپوت قاضی کہتری اروڑے بھاٹرے وغیرہ اسمین رہتے ہین بیوپار غلہ کا بہت ہوتا ہے لوہار گری لوہے کا کام اچھا بناتے ہین پختہ قلعہ خوشحال سنگھہ سنگھپوریہ کا بنوایا ہوا یہان موجود ہے اسکے اندر نو سو تیس گھر اور چہہ سراے مین سوا اٹھتیس آدمی اسمین آباد ہین بادشاہون کے وقت مین یہہ قصبہ حاکم نشین اور پرگنہ کا مقام تھا قصبہ کے اندر کے کنوون کا پانی شور اور باہر کا پانی میٹھا ہے **نوشہرہ** یہہ قصبہ میٹھی ہے

چھہ کوس کے فاصلہ پر آباد ہے اور زمینداران قوم تہو یہان رہتے اور زمینداری کرتے ہین علاقہ اسکا زرخیز ہے اور
زمین بارانی و چاہی **سور سنگھہ** یہ قصبہ قصور سے اونیس کوس کے فاصلہ پر آباد ہے راجہ سور سنگھ نے بروز عرصہ چارسو
برس کے اسکو آباد کرکی اپنی نام سے موسوم کیا زمینداران قوم دہون وہان آباد ہین بیوپار غلہ کا بہت ہوتا ہے
چونکہ سکہون کی سلطنت ہین اس گاؤن کے لوگ رنجیت سنگھہ کی سرکار مین اچھی اچھی عہدہ دار تہے اس سبب سے
اچھی اچھی حویلیان اور پختہ عمارتین یہان تعمیر ہوگئین ایکہزار بیس گہر اور چار ہزار چھہ سو چونسٹھہ آدمی یہان آباد
ہین **بھچرہ** قصور سے بفاصلہ سات کوس شرق کی طرف یہہ ایک قصبہ آباد ہے چار سو برس کا
عرصہ گذرا ہے کہ اس قصبہ کو سنا ہو زمینداروں نے آباد کیا پہلے وہ بہ ضلع بگھیانہ پرگنہ چونیان
رہتی تہی آبادی کی رو سے اسپر کبھی کوئی تنزل نہین آیا عمارت اسکی خام ہے اور زمیندار سنا ہو و کہتری وارڈی
اسمین رہتی ہین کہتری یہان کی ساہوکارہ اور غلہ کا بیوپار کرتے ہین اور قحط کی ایام میں ہزارون روپیون کا
غلہ خرید کر سکتے ہین آٹھہ سو اونیس گہر اور تین ہزار تین سو اکیاسی اسمین آدمی آباد ہین **الگون** یہ قصبہ
بہت پرانا ہے اگلے زمانہ مین کسی شخص راجہ الگن نام نے اسکو آباد کیا ایک مرتبہ کسی حادثے کی سبب
سے یہہ اجڑ گیا اور مدت تک اجڑا پڑا رہا دوبارہ پہر ہندو شاہ نے اسکی آبادی کی اور پہلی ہی نام سے
موسوم رکہا ایکسو بیس برس ہوئے ہین کہ دوستا سنگہ نام ایک سکہہ سردار نے یہان آکر کچا قلعہ بنوایا اور
اپنا مسکن مقرر کیا چونکہ اس وقت غارت گر سکہہ تمام پنجاب کو لوٹ رہے ستہے اسواسطے لوگ قلعہ کو امان
سمجھکر دور دور سے یہان آ رہی اور قلعہ آباد ہوگیا پہر جب نظام الدین قصوریہ نے اس علاقہ پر اپنا تسلط
جمایا تو اوسکے خوف سے اور بہی گرد نواح کے لوگ یہان آ رہے اور موضع الگون کی جگہہ دستا سنگہ کا
قلعہ آباد ہوا بعد ازان جب رنجیت سنگہ کی عملداری قائم ہوکر ملک مین امن ہوگیا تو زمینداروں نے
پہر قلعہ سے نکلکر الگون کو آباد کر لیا جو اب تک آباد ہے راجپوت یہان بہت رہتے ہین اور غلہ کا بیوپار ہوتا ہے
اس وقت تک تین سو اکتیس ۳۳۱ گہر اور ایکہزار چھہ سو پچاس آدمی اسمین آباد ہین **ولٹوہہ** یہ قصبہ مانجہہ
کی زمین مین اچھا آباد مکان ہے چغتائی سلطنت کی وقت مسمی لوگا جاٹ سندہو نے دوابہ بست سے آکر اسکو آباد کیا
وجہ تسمیہ معلوم نہین ہے کہ آیا ولٹوہہ نام اسکا کیون رکہا گیا سندہو زمیندار یہان اب بہی بہت رہتی ہین
تین سو چھبیس گہر اور ایکہزار نو سو آدمی اسمین آباد ہین **کھیم کرن** باری دوآب ضلع لاہور کی علاقہ
مین قصور کی بفاصلہ بارہ کوس کے آباد ہے آبادی اسکی تین کوٹون مین علحدہ علحدہ منقسم ہے تینون کوٹون کی
چار دیواریان پختہ بنی ہوئی ہین اکبر بادشاہ کی زمانہ مین ولیت رائے و کہیم کرن مکنوندی چند کی بیٹون نے
قصور سے آکر یہہ قصبہ آباد کیا چونکہ ولیت رائی بادشاہی دفتر مین بمقام اکبر آباد اور کہیم کرن گاؤن مین رہتا تہا

اسواسطے قصبہ اوسکے نام سے موسوم ہوگیا اونکے وقت مین دو کوٹ آباد تھے تیسرا کوٹ اونکی وفات کے
بعد سنگت رائے اونکی بھانجے نے آباد کیا اس جگہ کی ملکیت کمبو مالک چلے آتے ہین اونکا یہان ٹبرا بویار ہے
بہوڑہ باقی کے کارخانے بہت جاری ہین یہان کے بنے ہوئے بہوڑے سوداگر جا بجا لیجاتے ہین اونکی تجارت
سے فائدہ اوٹھاتے ہین خانہ شماری اسکی ایکہزار چار سو تریپن اور پانچہزار آٹھ سو سینتالیس مردم شماری ہے
مانجھہ باری دوآب کے علاقہ مین یہہ ایک فراخ خطہ کا نام ہے زمین دوآبہ نسبت سے اونچی ہے اور مانجھہ
پنجاب کی زبان مین بھی اونچی زمین کو کہتے ہین شرقی حد اسکی موضع ویرووال و دریاے بیاس کا کنارہ ہے اور
حد غربی شہر لاہور جنوبی حد شہر قصور و چونیان وغیرہ شمالی حد شہر امرتسر ہے سینکڑون گانو اور قصبے اسمین آباد
ہین مانجھے کی شرقی و جنوبی طرف کے لوگ سخت دل و بے رحم و چور و غارت گر مشہور ہین اور قوم مشرک سکھون
کی بھی اسی خطہ سے پیدا ہوئی ہے اونکے حالات لکہنے کی کچھہ حاجت نہین ہے عیان را چہ بیان کہ کس کس طرح کی
چوریان و غارتگریان و خونریزیان اونکی ذات سے اس قوم مین آتی رہی ہین اور اب بھی ہمیشہ موقع کے منتظر
رہتے ہین یہان زمین مانجھہ کی بارانی و چاہی تھی اب شاہ نہر انگریزی جاری ہوکر تمام مانجھہ نہری ہوگیا ہے لاکھون
من غلہ دو رویہ و گنا و شالی وغیرہ یہان پیدا ہوتا ہے **چونیان** یہہ قصبہ لاہور سے جنوب کیطرف
چالیس کوس دریاے بیاس کے پرانے اونچے کنارے کے اوپر آباد ہے اس قصبے کے آبادی کا حال اسطرح پر ثابت
ہوا کہ ۸۵۲ ہجری مین سید شاہ کمال یہہ جہانیان بخاری اوچ کے مقام سے اس ویرانہ مین آئے اور دریاے
بیاس کے کنارے پر کہ اوسوقت دریا یہان بہتا تھا خس پوش جھونپڑہ بنا کر سکونت اختیار کی چونکہ ولی باکمال
تھے چارون طرف سے اعتقادمند لوگ حاضر ہونے لگے اور ایک بوڑھیا چونی نام نے راسخ الاعتقادین کر ہمیشہ
حضرت کی خدمت مین رہنا اختیار کیا کتنے مدت کے بعد سب مریدون نے ملکر یہان آبادی کی تجویز کی اور ایک
چھوٹا سا گانو بنا کر حضرت کی اجازت سے نام اوسکا چونی اوسی عورت کے نام پر رکھا جب قصوری پٹھانون کی حکومت
اس خطہ کی اوپر پھیلی تو اس کثرت کی ساتھہ یہان آبادی ہوئی کہ بڑی بڑی سات بستیان یہان آباد ہوگئین
اول پرانی چونی دوسری چھوٹی چونی تیسری محرم خان کا کوٹ چوتھے پھلوان کی کوٹلی جسمین زمیندار بہل کی قوم
کے رہتے تھے پانچوین قلعہ ٹوڈرمل چھٹے راجہ کا کوٹ ساتوین چونیان موجودہ حال اور ٹوڈرمل جو بانی قلعہ
کا تھا وہ قصور مین قصوریہ پٹھانون کے دفتر مین دیوان تھا جب یہہ ساتون قصبے بخوبی آباد ہوئے تو کئی زوال
ان پر آئے اسواسطے اونمین سے چھہ بستیان عالیشان اجڑ گئین اول یہہ کہ جب محمد شاہ بادشاہ کے وقت مین
عبدالصمد خان لاہور کا ناظم مقرر ہوا تو اوسکے وقت مین حسین خان رئیس قصور اور اوسکی عداوت ہوگئی
اور دونوکی طرف سے فوج کشی ہوکر چونیان کے پاس جہان عیدگاہ بنی ہے سخت لڑائی ہوئی اور حسین خان

مارا گیا اوسوقت بہت سی رعایا بخوف غارت و تاراج فوج لاہور کے یہان سے اوٹھہ کر چلی گئی دوسرے جب سلطنت
چغتائی کمزور ہوگئی اور سکھون نے جابجا قبضہ کرلیا تو اِس قصبہ کو بھی سرداران مثل بہنگی وغیرہ نے بہت مرتبہ لوٹا
او باقیماندہ ہیرا سنگہ نکئی نے تاراج کئے تیسرے جو لوگ ان سے بچ رہے وہ چالیسی قحط نے برباد کئے غرضکہ ایسے
صدمات سے یہہ بستیان اُجڑ گئین کہ پُرانے کہنڈرات اب تک موجود ہین اون کہنڈرون سے بیشمار اِنٹین ریل کے ٹہراو
پر خرچ ہوئین عمارت شہر کی معہ شہر پناہ پختہ بازار بارونق خوشنما بنا ہوا ہے بڑے بڑے ساہوکار اور بیوپاری
یہان رہتے ہین مگر مسلمان کم او ہندو زیادہ ہین شہر کے باہر جنوب مغرب کے گوشہ مین مزار شاہ کمال برہانیان
بخاری زیارتگاہ خلق ہے اونکی اولاد بھی سید بخاری اِس قصبہ مین موجود ہے پہلے آبادیون مین قوم کمبو
یہان کاشتکار اور افغان مالک تھے دوسری آبادی مین جو ویرانی کے بعد ہوئی اوسمین اب کمبو مالک ہین
اونکی ملکیت اچھی ہی چونکہ یہہ قصبہ اونچے ٹیلے اور پُرانے راستہ دریاے بیاس کے آباد ہے اسلئے کنوئین یہان کے بڑے
عمیق ہین مگر پانی ہاضم او صحت بخش ہے پختہ حویلیان او چہوٹے کل مکانات اسمین دو ہزار اور سات ہزار دو سو
پچپن آدمی کی مردم شماری ہے تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع لاہور یہان کچہری کرتا ہے اور پولیس کا تہانہ بھی موجود ہے

کہڈیان دوابہ باری ضلع لاہور پرگنہ چونیان کے متعلق چونیان سے چودہ کوس کے فاصلہ پر
یہہ قصبہ آباد ہے پہلی مالک اسکے ڈوگر زمیندار تھے او دیوان کے کہڈیان نام تھا مگر وہ پہلے آبادی فوج
مغلیہ کے حملون سے اُجڑ گئی جب تیمور کے آنے کے بعد قصوری پٹھانون کا یہان تسلط ہوا تو مسمی لطیف خان افغان
قصور کے رئیس نے پھر اسکو آباد کیا اور اوسی پہلے نام سے موسوم رکہا اوسکی اجازت سے جاٹ و کمبو و کہتری
وغیرہ یہان آکر آباد ہوے اور مزارعان کے طور پر کاشتکاری کرتے رہے جب قصوری پٹھانون کا تسلط
اوٹھہ گیا تو رنجیت سنگہ کے وقت مین وہی کاشتکار مالک بن بیٹھے یہہ قصبہ اب خوب آباد ہے کچی پکی ہوکر
قصبہ کی عمارت بازار بارونق ہے کہتری کمبو غلہ کا بیوپار بہت کرتے ہین کل ایکہزار اٹہتیس گہر اور تین ہزار
ایکسو ستائیس آدمی اسمین بستے ہین

موکل چونیان سے چودہ کوس پر یہہ قصبہ آباد ہے عرصہ پچاس سال کا
گذرا ہے کہ پہلے خزان سنگہ گیان سنگہ قوم جاٹ سندہو نے موضع سلطان کی پرگنہ لاہور سے آکر اسکو آباد کیا چونکہ
وہ دونو بانی موکلون کے خاندان مین سے تھے اسواسطے اونہون نے اِس گانو کا نام بھی موکل رکہا اور خود بھی
یہان ہی رہنے لگے تہوڑی مدت کے بعد جوند سنگہ موکل نے جو رنجیت سنگہ کے دربار مین معزز آدمی تھا اور اپنے
بہتیجون خزان سنگہ و گیان سنگہ قصبہ کے بانیون سے عداوت رکہتا تھا اپنی جاگیر علاقہ کنگن پور سے آکر اِس
قصبہ پر یورش کی اور تہوڑی سی لڑائی کے بعد یہہ قصبہ اوسکے تصرف مین آگیا اور قصبہ کے بانی نکال دئیے گئے
اونہون اپنے قبضہ کے بعد اور گانو بھی چہوٹے چہوٹے یہان آباد کئے جب جوند سنگہ مرگیا تو اوسکا پوتا سرجن سنگہ

اوسکا وارث بنا مگر انگریزون کے وقت جب چتر سنگھ و شیر سنگھ اٹاری والون نے گجرات کیطرف فساد برپا کیا تو سرجن سنگھ
بھی مفسدون کے ساتھ ملگیا اسلئے اوسکی جاگیر ضبط ہوگئی مگر وہ اوسی جگہہ رہتا رہا اب سرجن سنگھ مرگیا اوسکے بیٹے
یہان رہتے ہین عمارت اسکی کچی پکی ملی ہوی ہے قوم سندہو جاٹ یہان رہتی ہین غلہ کا بیوپار ہوتا ہے چارسو
تیئس گھر اور ایکہزار چھہ سو چوہتر آدمی رہتے ہین **کنگن پور** دوابہ باری ضلع لاہور پرگنہ چونیان
کے متعلق یہہ قصبہ چونیان سے جنوب کو بفاصلہ ۱۲ میل آباد ہے اول آبادی اسکی ایک عورت مسمات کنگنا رانی
نے بمرور عرصہ ایکہزار دوسو برس کے کی تھی وہ آبادی محمد قاسم کے قبضہ کے وقت اوجڑ گئی اور کئی سو برس تک
یہہ قصبہ ویران پڑا رہا پھر دوسو برس کا عرصہ گذرا ہے کہ علی اکبر مغل نے قصبہ ہٹی سے آکر حال کے قصبہ کو
پرانے قصبہ کے بلند ٹیلے کے اوپر آباد کیا اور پرانے ہی نام سے موسوم رکھا اوس روز سے مغل کی قوم یہانکی
مالک بنی و کھتری و اروڑے و راجپوت بھی باہم مختلف یہان آکر آباد ہوئے اور ملکیت پیدا کی آبادی اسکی
بلند ٹیلے کے اوپر ہے اور کچے پکے دونو طرح کے مکانات بنے ہوئے ہین بازار بارونق ہے تجارت غلہ کی
ہوتی ہے قصوری پٹھانون کی عملداری جب یہان ہوئی تو اونھون نے ایک قلعہ یہان بنایا جسمین اب
پولیس کی چوکی رہتی ہے تین سو چھتیس گھر اور ایکہزار تین سو نوے آدمی اسمین رہتے ہین جوند سنگھ موکل نے
بھی اپنی جاگیرداری کے وقت یہان قلعہ بنوایا تھا جو سرکار کے حکم سے مسمار ہوگیا ہے ڈیوڑھی اوسکی موجود
ہے **بھڑوال** یہہ قصبہ چونیان سے دس کوس بطرف شمال آباد ہے قدیمی آبادی اسکی مدت سے
اوجڑ چکی ہے کھنڈر اوسکے موجود ہین آبادی موجودہ حال سرداران سکھہ نکئی نے آباد کی اصلی مالک یہانکے
سندہو جاٹ اور قصبہ کے مالک اروڑے و برہمن و بلوچ ہین یہہ قصبہ بڑا آباد قصبہ ہے عمارت اسکی پختہ و خام
ملے ہوئی ہے نکئی مثل کے سردارون کے وقت یہہ قصبہ دارالریاست تھا اسواسطے اور سکھون کی غارت سے
یہہ محفوظ رہا اور دن بدن آباد ہوتا چلا گیا اب بھی سردار کاہن سنگھ نکئی یہان کا جاگیردار ہے اور با اختیار
مجسٹریٹی فوجداری و دیوانی کا کام کرتا ہے بیٹا اوسکا ایسر سنگھ ذیلداری کا کام دیتا ہے بازار اسکا بارونق
ہی ساہوکارہ و بیوپار سب قسم کا ہوتا ہے رن سنگھ نکئی نے یہان ایک قلعہ بنایا تھا اوسمین اب کاہن سنگھ رہتا ہے بحکم صاحب ضلع مورچے
قلعہ کے بنگلی گری ہین چھہ سو ترانوین گھر اور ایکہزار آٹھہ سو اکیس آدمی اسمین رہتے ہین **میان کی و بھائی پھیرو**
اس قصبہ کی دو آبادیان ہین ایک میان کی جسکو مسمی میان قوم موڑ نے بمرور عرصہ چارسو برس کے آباد کیا اور اب تک
اولاد اوسکی قابض ہے دوسری اوسکی متصل بڑی آبادی بھائی پھیرو کی ہے جو خاص گورو نانک کا چیلہ تھا اوسنے یہان
آکر اپنا نشیمن بنایا اور قصبہ کی بنیاد ڈالی عمارت اسکی کچی پکی ملی ہوئی ہے وہان قوم اروڑہ بہت رہتی ہے یہہ قصبہ لاہور
سے بمیل جنوب کیطرف ملتان کی سڑک کا واقع ہے چار سو چتالیس گھر اور ایکہزار آٹھہ سو اٹھتالیس آدمی اسمین آباد ہین منڈی بھائی پھیرو کا

قصبہ کے اندر بنا ہوا ہی تھانہ پولیس کا اسکی مغرب کیطرف سڑک کے اوپر بنا ہوا ہی **منٹگمری** ملتان کی قسمت مین یہہ ایک ضلع کا مکان ہی ملتان
کی سڑک کی اوپر واقع ہی پہلی نام اسکا ساہیوال تھا اب سیاہی وال سے نام بدل کر واسطی یادگار منٹگمری صاحب سابق لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کے
منٹگمری رکہا گیا پہلی آبادی اسکی بہت تھوڑی تھی اب بنگلے و پختہ مکانات تعمیر ہو گئے اور کوٹھیان بن گئی ہین
ریل کا بڑا اور بڑا عالیشان یہان بنایا گیا ہے اور آہنی سڑک اسکے پاس جاری ہے ریل گاڑی جو لاہور سے ملتان
کو اور ملتان سے لاہور کو آتی ہے یہان آکر ٹہرتی ہے نیا بازار اور نئی عمارتین بارکین ہجیاب اور آبادی بارونق
ہو گئی ہے ہر ایک قوم کے لوگ یہان آکر آباد ہوئے ہین اور ہوتے چلے جاتے ہین یہہ مقام لاہور سے اکیو میل
ملتان کی سڑک راوی کے کنارے پر واقع ہے اسمین جنگل بار کوسون تک ہے اور لاکہون درخت جنڈ کریر پیلون
کیکر جہاڑی جھچرا موجود ہین صاحب ضلع یہان معہ اپنی اسسٹنٹون کے کچہری کرتے ہین پانچ تحصیلین ایک تحصیل حضور
یعنی خاص منٹگمری دوسری تحصیل حجرہ تیسری تحصیل پاکپتن چوتھی تحصیل ہڑپا پانچوین تحصیل سیدوالہ جسکا ذکر
رچناب دوآبے کے مواضعات کے ذکر مین آویگا کل مردم شماری اس ضلع کی تین لاکہہ آٹھہ ہزار دو ہی اور پہلے
یہہ ضلع بمقام گوگیرہ تھا جو لاہور سے اسی میل بسمت جنوب مغرب دریای راوی کے بائین کنارے پر آباد ہے —
ضلع منٹگمری کی شرق کیطرف دریای ستلج بہتا ہے غرب کیطرف حدود ضلع جہنگ کی شمال کیطرف ضلع لاہور او
ضلع گوجرانوالہ کی حد ہے جنوب کو ضلع ملتان ملحق ہے سطح زمین ہموار میدانی ہے کوئی پہاڑ یا ریگستان نہین ہے آب و
ہوا معتدل ہے مگر دو تین جنگل اسمین بہت گہرے واقع ہین ایک ساندل بار کا کچہ حصہ ہے جسکا ستر کوس
طول اور چالیس کوس عرض ہے اوس جنگل مین ایک نہر بہی دریاے راوی سے نکالکر سرکار سے کہدی گئی ہے دوسرے
کاہی بار کے حصے جنکا دس دس کوس طول اور پانچ پانچ کوس عرض ہوگا اور دریاے راوی کہین ضلع کی سرحد پر
اور کہین ضلع کے اندر جاری ہے نالہ ڈیک بہی چند میل تک اس ضلع کی زمین کو سیراب کرتا ہے حد شرقی پر دریاے
ستلج و بیاس شامل ہو کر بہتے ہین دریاے راوی پر بمقام چیچہ وطنی کشتیون کا پل بندہا رہتا ہے اور بار لکہی ساندل
مین جنڈ و کریر وغیرہ جنگلی درخت اسی کثرت و گنجایش کے ساتھہ ہین کہ اگر انسان اوسمین راستہ بہول جاوی تو زندہ
نہ نکلی پرگنہ سیدوالہ کی زمین اس ضلع مین بہت زرخیز و خوشنما ہموار ہے ہر ایک جنگل مین زمینداروں کا مال چرتا
اور زر ترقی سرکار مین ادا ہوتی ہے قوم کہرل مسلمان دونو بکثرت آباد ہین اروڑی و کہتری بہت کم قوم
کہرل و ڈٹو پہلے عموماً چوری کرتے تھے مگر اب عموماً زمیندار ہین جنگجوئی و فساد مین اپنا ثانی نہین رکہتی اکثر ضلع مین
تجارت روغن زرد و غلہ گندم کی بہت ہوتی ہے باغات و میوہ دار درختون کا کہین نام و نشان نہین آم کا
درخت اس علاقہ مین ہوتا ہی نہین البتہ میوون سے میوہ پیلون جو جنگلی میوہ ہوتا ہے زمیندار بڑے شوق سے
کہاتے ہین بلکہ ماہ مئی مین تو تمام زمینداروں کی خوراک وہی پہل ہوتا ہے کہ جسکی سوا اسی ضلع مین بہت

رواج ہے عورت مرد ہندو مسلمان وسیر سوار ہوتے ہیں اور علاقہ کچھی میں جو اس ضلع کے متعلق ہے یہہ بھی ایک عام رسم ہے کہ جب تک عورت کی شادی نہو جاوے بحالت دوشیزگی وہ بعد پا خانہ پھرنے کی استنجا نہیں کرتی اور جب تک عورت پچیس برس کی ہو جاوے اوسکی شادی نہیں کرتے اور شادی شدہ عورتوں میں بھی ایک عجب دستور ہے کہ جب وہ پاخانہ پھرتی جاتی ہے سوا اوسکے ساتھ لیجاتی ہے جب تک پاخانہ پھرتی رہتی ہے دانت صاف کرتی رہتی ہے جب فارغ ہوتی ہے سوا اوسکو پھینک دیتی ہے اور عورت ومرد تہلا تہہ بند باندھتے ہیں پاجامہ برای نام نہیں ہوتا **پاک پٹن** دوآبہ باری ضلع منٹگمری کے متعلق دریائے گھارا کے دہنے کنارے سے بفاصلہ چودہ میل یہہ مشہور قصبہ آباد ہے آبادی اسکی بہت پرانی ہے اور اصلی بانی اسکا راجہ اجودھن تھا جسنے یہہ قصبہ آباد کرکے اپنے نام سے موسوم کیا سکندر اعظم کے حملے کے وقت اسکی آبادی بڑی اوج پر تھی بلکہ اوسنے پنجاب فتح کرکے اپنی یادگار کیواسطے یہاں چند مینار سنگین بنولئے تھے مگر اب تک وہ نشان بھی باقی نہیں رہا۔ چھٹی صدی ہجری کے ابتدا میں جب خواجہ فرید الدین گنج شکر چشتی شہر ہانسی سے اوٹھکر یہاں آئے تو اونکی ہدایت سے یہاں کے رہنے والے مسلمان ہوئے اور نام اسکا اجودھن سے بدل کر پاک پٹن مشہور ہوگیا مقبرہ حضرت کا یہاں موجود ہے اور شاہان اسلام کے وقت سے یہہ قصبہ اور اسکے گردنواحے کے دیہات روضہ کے سجادہ نشین کی جاگیر میں چلی آتی تھی اور سجادہ نشین باختیار خود یہاں حکومت کرتا تھا جب اسلامیہ سلطنت ضعیف ہوگئی اور سکھوں نے جا بجا زور پکڑکر غارتگری شروع کی تو ہیرا سنگہ نکئی نے بھڑوال سے آکر اس قصبہ پر حملہ کیا اوسوقت شیخ سبحان سجادہ نشین تھے اونھوں نے چار ہزار سوار کے ساتھ اوسکا مقابلہ کیا طرفین میں ایک سخت لڑائی ہوکر ہیرا سنگہ مارا گیا شیخ سبحان مظفر و منصور رہے پھر بھی کئی مرتبہ سکھہ حملے کر کر یہاں آتے رہے مگر جواب ترکی بترکی پاتے رہے آخر جب رنجیت سنگہ تمام پنجاب پر متسلط ہوگیا تو اوسنے براہ تملق وچاپلوسی وفریب اپنا عقیدت جتلاکر سجادہ نشین کو اپنے پاس بلاکر نظر بند رکہا اور تمام اونکے متعلقہ علاقہ پر اپنا انتظام کرلیا ادہر وزبے کل علاقہ متعلقہ مزار کا سکھی حکومت میں آگیا اب زیر حکومت انگریزی ہے ہر سویں وز یا پانچویں محرم کو یہاں بڑا میلہ ہوتا ہے اور بہشتی دروازہ جو حضرت کے روضہ کے دروازہ میں سے ایک دروازہ ہے اوسی روز کہلتا ہے یہہ قصبہ گدی کا صدر کا مقام ہے تحصیلدار ماتحتی ضلع منٹگمری کے یہاں مال کا کام دیتا ہے آبادی قصبہ کی ایک بلند ٹیلے کے اوپر اور احاطہ مزار کا بستی میں ہے عمارت قصبہ کی بہت خوشنما پختہ وخام ملی ہوئی اور بازار پر تجارت وآبادی اچھے اچھے ساہوکار مالدار یہاں ساہوکارہ وتجارت کرتے ہیں جمع پرگنہ کی تخمیناً پچاس ہزار روپیہ ہے اور گانو متعلقہ تحصیل کے تین سو دس میں پرانا راستہ دریائے بیاس کا جو خشک پڑا ہوا ہے اس پرگنہ میں واقعہ ہے اوسمیں دہان جنڈ وکریر وگہاس بہت ہوتی ہے خاص پاک پٹن میں پارچہ قسم لونگی وغیرہ بھی اچھا بنایا جاتا ہے اور خراط کا کام چوبی خراطی لونگ نہایت تحفہ وعمدہ

کرتے ہین کہلونے لکڑی کے اور حقے چمڑے کے جنپر تیل کا کام کیا ہوا ہوتا ہے پاک پتن کا تحفہ دور دور تک جاتا ہی
چلمین سرپوش دار نہایت عمدہ بنتے ہین **دیپال پور** دوابہ باری ضلع منٹگمری کے متعلق یہہ قصبہ دریاے
گہارا کے دہنے کنارے سے بفاصلہ اکیس میل آباد ہے آبادی اسکی بہت پرانی ہے پہلی پہل راجہ دیپال یا دیپالپ
راجا جو دہپچ کے بہائی نے اسکو آباد کیا عملداری شاہان اسلام مین یہہ بڑا شہر اور حاکم نشین تہا صوبہ بادشاہی
یہان رہتا تہا اور محاصل اس صوبہ کا بتیس لاکہہ تینتیس ہزار تین سو ترپن روپیہ سالینہ چغتائی خزانہ مین داخل ہوتا تہا
سکہون کی برجہ گردی کے وقت اس شہر کو سکہون نے کئی بار دل کہول کر لوٹا اور ویران کر دیا ایسا کہ
آبادی کا نشان باقی نہ چہوڑا آخر جب رنجیت سنگہ کے وقت کچہہ صورت امن کی نمودار ہوئی تو بہاگے اور لٹے ہوئے
لوگ پہر اسمین آکر آباد ہوئے اور مختصر سی نئی آبادی قایم ہوئی پرانے عمارات کے کہنڈرات اب تک موجود
ہین بادشاہون کے وقت ایک نہایت مضبوط قلعہ اینٹ کا جو اب تک یہان بنوایا گیا تہا اب کی آبادی مین کہتری
بہت رہتے ہین اور ایک مندر لالو جسرا کا یہان بنا ہوا ہی جہان کہتری قوم کنبہ دور دور سے آکر چوٹیان
اوتروانے ہین **شیرگڈہ** دوابہ باری ضلع منٹگمری کے متعلق یہہ قصبہ بڑا آباد مکان ہے شیخ داؤد
کرمانی قادری کا روضہ یہان بنا ہوا ہے جسکا علیحدہ ذکر تحریر ہوگا اس قصبہ کی بنیاد پہلے سید شیر شاہ قادری نے
جو شیخ داود کے پیر بہائی تہے اور روضہ اونکا ملتان کی نواح مین ایک مشہور روضہ ہے رکہی اور آباد
کرا کے اپنے نام سے نام اسکا شیرگڈہ رکہا ہندو مسلمان پیرزادے یہان بہت رہتے ہین آبادی بارونق ہے
بازار تجارت ہی بروز عرس شیخ داؤد کے مزار پر بڑا بہاری میلہ ہوتا ہے **حجرہ شاہ محمد مقیم**
محکم الدین دوابہ باری ضلع منٹگمری کے متعلق یہہ بہی ایک مشہور اور نامی قصبہ ہے سال نوسو ترپن
ہجری مین اول بنیاد اس قصبہ کی سید بہاول شیر گیلانی قادری نے قایم کی اور صرف اپنے رہنے کا حجرہ یہان
بنوایا اوسکے وقت بہت مختصر آبادی ہوئی مابعد سید محمد مقیم محکم الدین اونکے پوتے نے اوسکی آبادی پر
بہت کوشش کی اور اونہین کے نام سے اس قصبہ نے شہرت پائی شاہان اسلام کے وقت بڑی بہاری جاگیر
اس خاندان کی سجادہ نشینون کے واسطے مقرر تہی اور وہ اپنے علاقہ مین با اختیار حکومت کرتے تہے جب رنجیت سنگہ
کی حکومت کا وقت آیا تو صاحب سنگہ بیدی کی سید سردار علی سجادہ نشین کے ساتہہ سخت عداوت ہوگئی اور اوسنے
کئی مرتبہ چاہا کہ حجرے کو غارت کرے اور ریاست سیدون کی چہین لے مگر چند مدت تک سید سردار علی نے اوسکو
بہت سا روپیہ رشوت کا دیکر ٹالے رکہا آخر وہ اپنے ارادہ سے باز نہ آیا اور براہ تعصب و نزاع جو اوسکو
اسلامیہ فرقہ کے ساتہہ دل مین متمکن تہا مستعد بربادی اس خاندان کے ہوا سید سردار علی نے جو یہہ خبر پائی
تو اپنی فوج و سامان سب یہان چہوڑ کر جریدہ اوسکے پاس چلے گئے کہ کسیطرح اوسکو اس ارادہ بد سے ہٹائین اور

بصلح وصفائی اوس سے پیش آئین مگر صاحب سنگہ سنگدل نے جاتے ہی حضرت کو قید کرلیا ارادتمند مریدون نے یہہ خبر پاکر اوس قلعہ پر جہان حضرت قید تھے پوشیدہ حملہ کیا اور چاہا کہ کسیطرح حضرت کو وہان سے رہا کرلائین اور ایک لوہار کو پوشیدہ قلعہ مین بھیجکر بیڑیان کٹوادین مگر رات کے وقت جب قیدیون کو دیوار سے نکالنے لگے تو اول سب سادات دیوار سے کود آئے جب حضرت کے آنے کی نوبت پہونچی تو قلعہ والون کو خبر ہوگئی اور حضرت معہ اوردو رفیقون کے پکڑے گئے اور صاحب سنگہ کے حکم سے اونہون نے جام شہادت نوش کیا اونکی شہید ہونے کے بعد صاحب سنگہ نے کل علاقہ ضبط کرلیا اور شہر برباد کرکے ہاتہ پہیلائے اب سید سردار علی کے صاحبزادے سید مدد علی یہان رہتے ہین اس قصبہ مین مسلمان بہت اور ہندو کم رہتے ہین پیرزادی محمد شاہ مقیم اور بہاول کی اولاد بہی کثرت سے آباد ہے شہر کی عمارت پختہ بازار بارونق تجارت کا بازار گرم رہتا ہے تحصیل حجرہ کے علاقہ کے اندر تین نالہ دریاے ستلج کے جاری ہین ایک نالہ خانواہ جسکو نواب خانخانان نے بعد اکبر بادشاہ کہودوایا تہا دوسرے نالہ سوہاگ نو تیسرے سوہاگ کہنہ سواے اسکے ایک ور نالہ بودہ نام زمین کو سیراب کرتا ہے علاقہ اونچا ہے پانی چاہات کا بیس سے چالیس ہاتہ پر نکلتا ہے **چوچک** یہہ قصبہ دوابہ باری ضلع منٹگمری کے متعلق دریاے راوی کے بائین کنارے لاہور سے جنوب مغرب کی سمت کو بفاصلہ ساٹہہ میل آباد ہے تہانہ پولیس کا ملتان کی سڑک کی حفاظت کے لئے رہتا ہے اور آبادی قصبہ کی بارونق و خوشنما مگر جنگل و ویرانہ ہے اسکے گرد سے بہت بہاری ہے **چیچہ وطنی** باری دوابہ کے قصبون مین یہہ ایک مشہور قصبہ دریاے راوی کے بائین کنارے ملتان سے بہتر میل شمال مشرق کی طرف آباد ہے سڑک اونچی ریل گاڑی کی اسکے پاس سے گذرتی ہوئی ملتان کو جاتی ہے اور بڑا اور ریل کا اسکے پاس بنا ہوا ہے اہتمام مین کشتیون کا پل دریاے راوی پر بندہا رہتا ہے **فتحپور** یہہ قصبہ باری دوآب پنجاب مین دہنی کنارے دریاے گہارا کے ملتان سے بفاصلہ پچاسہ میل ماتحت ضلع منٹگمری کے آباد ہے اسکے متصل قصبہ گوگیرہ بہی ایک رونق کا مقام ہے جہان پہلے ضلع تہا اور اب وہان سے ضلع برخاست ہوکر ساہیوال المشہور منٹگمری کے مقام پر آگیا عمارت فتحپور کی خام اور رہنے والے مسلمان **ھڑپہ** باری دوابہ کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ بائین کنارے راوی کے عین ویرانہ اور جنگل کے اندر آباد ہے اسکی پاس اکثر پرانے عمارات کے نشان بہی نظر آتے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین یہہ بڑا آباد مکان ہوگا انگریزی مورخون کا قول ہے کہ پہلے یہان سنگالہ کی قوم رہتی تہی اور اوسی مقام پر مقابلہ سکندر اعظم کا ہند کے راجون سے ہوا تہا اوب آبادی اسکی خام و مختصر ہے اور سڑک ریل گاڑی کی اسکی پاس ہوکر ملتان کو جاتی ہے پختہ مکانات بہی اکثر یہان بنے ہوئی ہین تحصیلدار ماتحت ضلع منٹگمری کے یہان تحصیل کا کام دیتا ہے تحصیل ہڑپہ کے علاقہ مین اکثر

آبادی دریاے راوی کے کنارے کنارے بہت ہی باقی علاقہ جنگل بہت ہی اور آبادی کم اور باشندے ہندو قوم اروڑے و کامبوہ و دہنی وال و بگہیلا و کہرل بکثرت ہین پیشہ انکا اول علی العموم چوری تہا اب عادت چوری کچہہ کمی ہوگئی ہے سجی اس علاقہ مین بہت بنتی ہے پیدایش گندم نخود و روی کی ہوتی ہے نیشکر کا نام و نشان نہین جمع تحصیل کی اونتالیس ہزار تخمیناً ہے سواے زر مالیہ آمدنی زر ترنی گہاس و روزر قیمت لکڑی جنگل کی سرکار کو وصول ہوتی ہے مقام تحصیل کاہڑیہ کی آبادی سے نزدیک ہے **حویلی** باری دوآبے کے متعلق یہہ ایک قصبہ دریاے گہارا کے دہنی کنارے سے دس میل اور لاہور سے نوی میل جنوب مغرب کی سمت کو آباد ہے

ملتان یہہ شہر بہت مشہور اور پرانی عمارت کا پنجاب کے شہرون مین سے ہے آبادی اسکی دریاے چناب کے کنارے ایک بلند ٹیلے کے اوپر جو پرانے عمارتون کے مسمار ہی سے بنا ہوا ہے واقع ہے چونکہ اسکی آبادی کو ہزارون برس گذر چکے ہین کچہہ دریافت نہین ہوتا کہ آیا کس نے پہلے پہل اسکی آبادی کی اتنی بات بیشک ثابت ہوتی ہے کہ ہندو راجون کے وقت وقت بوقت یہہ شہر اجڑتا اور آباد ہوتا رہا اور نام بھی اسکے باہم مختلف بدلتی رہی اب تو ان نام اسکا ملتان ہے ہندوون کا قول ہے کہ پہلا نام اس شہر کا ہرناکش نگری تہا اور وہی ہرناکش اسملک کا راجہ تہا جب ہرناکش نے خداپرستی چہوڑ کر خودپرستی اختیار کی اور تمام رعایا کو اپنی پرستش کے واسطے ہدایت کی اور پہلاد ہرناکش کے بیٹے نے برخلاف اپنی باپ کے جو لوگون کو خداپرستی کی تعلیم دی تو ہرناکش اوسکے مارنے پر آمادہ ہوا تو بہگوان کو اپنے خودپرست کو مارنا منظور ہوا اور نرسنگہ اوتار کی شکل بنکر بہگوان اوسکے گہر کے ستون سے ظاہر ہوئی اور پنجون سے اوسکے سینہ کو پہاڑ ڈالا اس واقعہ کے بعد اس شہر کا نام نرسنگہ پوری مقرر ہوا بعد ازان جب پرہلاد ہرناکش کے بیٹے کی سلطنت فروغ پکڑی اوسنی اس شہر کا نام پرہلاد پوری رکہدیا اوس سے بہی مختلف وقتون مین ہنسہ پور و بگ پور و اہمن پور بہی مقرر ہوئی آخر نام اسکا ملتان ہوا اگر یہہ نام اسکا بہی کوئی آجکا نام نہین ہے بلکہ جن دنون مین سکندر اعظم نے اسکو فتح کیا تہا تب بہی اسکا نام ملتان ہی تہا بعضی تاریخون مین یہہ بہی درج ہے کہ اصلی نام اس شہر کا مالی تہان یعنی مالی کا مقام ہے اور مالی نام ایک راجہ تہا جسنے اسکا نام مالی تہان رکہا تہا اور اوسنی راجہ کی حکومت کے وقت سکندر اسپر حملہ آور ہوا اور فتح پائی تہی دین اسلام کے شیوع کے بعد بعہد خلافت خلیفہ ولید محمد قاسم عرب حسب الحکم حجاج بن یوسف حاکم خراسان کی کابل و قندہار و بلوچستان و سندہ کو فتح کرتا ہوا ملتان آیا اور تہوڑی سی توجہ مین اوسنی شہر اور علاقہ ملتان کا لے لیا اور اسکو دارالریاست بنا کر رہنی لگا اوسکے بعد غزنوی سلطنت کی ابتدا تک مختلف عملداریان ملتان مین ہوتی رہین جنمین اکثر صاحب اسلام تہے پہر سلطان محمود غزنوی نے اسپر قبضہ پایا اور مدت تک اوسی خاندان کے زیر حکم رہا اونکے بعد مختلف وقتون مین فوج چنگیزی و مغلیہ نے اسکو کئی دفعہ لوٹا امیر تیمور کے پوتے

پیر محمد خان جہانگیر نے بھی جب اسپر فتح پائی تو بہت لوٹ ہوئی پھر جب لنگاہی سلطنت کی نوبت آئی تو اول بعد شہر
خوب آباد ہوا پھر مرزا شاہ حسین حاکم ٹھٹھہ نے بابر کے حکم سے اس شہر کا محاصرہ کیا اور شہر کو ایسا لوٹا کہ کسیکو پھر
اسکی آبادی کی امید نرہی مگر لنگر خان بلوچ نے پھر بڑی کوشش سے اس شہر کو آباد کیا اور شاہجہان نے
جب یہ شہر شہزادہ عالمگیر کے جاگیر میں دیا تو اوسنے بھی اسکی آبادی کے طرف نہایت ہی توجہ کی آخر جب
اسلامیہ سلطنت نے ضعف پکڑا تو ملتان کا ناظم کابل کی سلطنت کے طرف سے مقرر تھا اور سکھون نے بہت مرتبہ حملے
کئے بلکہ ایک مرتبہ قابض ہو گئے مگر قبضہ قایم نرہا پھر رنجیت سنگہ نے اپنی اوج کے وقت چار مرتبہ چڑھائی ملتان پر
کین آخرین مہم کے وقت پچیس ہزار فوج سکھی ملتان پر گئے اور نواب ملتان کا تین ہزار پٹھان کے ساتھ
مدت تک لڑتا رہا آخر نواب نے شہادت پائی اور سکھون نے شہر کو لوٹنا شروع کیا اور ایسا لوٹا کہ شہر والون کے
پرانے گودڑیان بھی نچھوڑین اور تمام شہر لوٹ کر ویران کر دیا رنجیت سنگہ نے بعد حال لشکر غارت کی جمع کرنے
کے واسطے فوج کو حکم دیا تو چالیس لاکھہ روپیہ کا نقد و جنس جمع ہوا مگر سکھون نے غارت شدہ مال سے نصف بھی الیہ پر
نہین دیا تھا اگرچہ اس مہم مین رنجیت سنگہ فتحیاب تو ہوا لیکن تین ہزار پٹھان ہی ایسی بہادری اور شجاعت
کے ساتھہ لڑے کہ سکھی فوج پچیس ہزار مین سے اونیس ہزار وہان کھیت رہی اور چھہ ہزار واپس آئی بعد ازان جب
دیوان ساونمل لاہور کے دربار سے ملتان کا ناظم قرار پایا تو اسنے ملتان پھر بسایا اور ایسی نرمی رعیت کے
ساتھہ رکھی کہ آجتک لوگ اوسکو خیر کے ساتھہ یاد کرتے ہین وہ مرگیا تو اسکا بیٹا مولراج اوسکی قایم مقام ہوا اوسنے
دلیپ سنگہ کی آخری سلطنت کے وقت بغاوت اختیار کی اکنون صاحب انگریز و سردار کاہنہ سنگہ مان کو مار ڈالا
اسواسطے فوج سرکار لاہور و فوج انگریزی اوسکی سزادہی کے واسطے مامور ہوئی کئی مہینے تک ملتان کا محاصرہ
رہا اور لڑائیان پے درپے ہوتی رہین اسواسطے دوبارہ شہر اوجڑ گیا اور لوگ شہر سے نکلکر بھاگ گئے اب بعد
معزولی سلطنت لاہور کے جب سے صاحبان انگریز حاکم ہوئے ہین روز بروز اسکی آبادی ترقی پر ہے صاحب کمشنر
و ڈپٹی کمشنر یہان کچہری کرتے ہین ملتان کی کمشنری کے متعلق چار ضلع ملتان و منٹگمری و جھنگ و مظفرگڈہ
اور ضلع ملتان کے ماتحت پانچ تحصیلین خاص ملتان سرائے سدہو شجاع آباد لودہران و میلسی ہین بڑے بڑے
مکانات سرکاری کوٹھیین و بارکین و چھاونی اور ریل کا اڈا وہان تعمیر ہوئے ہین اور سرکاری فوج کے
رہنے کے سبب سے روز بروز آبادی مین ترقی ہوتی جاتی ہے ملتان مین بڑے بڑے کارخانے ہر ایک قسم کے
جاری ہین ابریشمی کپڑا لنگی کھیس شال سوتی و اونی قالین بہت تحفہ دارائی خوب اور ریشم کے دری و قالین
اور پارچات چکن و کشیدہ و منقش بنی جاتی ہے چھینٹ بھی ہر ایک رنگ کی یہان رنگتی ہین بلکہ ولایتی چھینٹ کے
آنے سے پہلے تمام پنجاب مین ملتان کی ہی چھینٹ امرا لوگ پہنتے تھے کلابتون و کارچوبی کا کام یہان بہت

تحفہ ہوتا ہے ساہوکار بڑے بڑے مالدار تجار باوقار یہان تجارت کا کام بڑی کثرت کے ساتھ کرتے ہین
جنکا مال بذریعہ دخانی جہازون کے بمبئی و کراچی بندر وغیرہ دور دور کے ملکون سے آتا ہے اور یہ بذریعہ
ریل کے لاہور امرتسر و ہندوستان کو بھیجا جاتا ہے اور کچھہ دریا کے راستہ پشاور و کابل وغیرہ کو روانہ ہوتا ہے
بسبب جاری ہونے ریل اور دخانی جہازون کے اس شہر کو اب گویا تمام عرب و بمبئی و ہندوستان کی تجارت کی منڈی
کہنا چاہیے طرح طرح کا سامان فواکہ اہل ہنر و پیشہ و سوداگر اس شہر مین آکر اترتا ہے جسسے ہزارون طرح کے فائدہ
شہر والے اوٹھاتے ہین - ملتان کا قلعہ بہت پختہ و خوش قطع و قدیمی ایک ٹیلہ کے اوپر بنا ہوا چھہ کونہ شکل کا
تھا جسکی پیمایش شمال مغرب کے طرف کو چھہ سو گز ہوی دیوار اوسکے باہر سے بعمارت پختہ چالیس فیٹ بلند
اور اندر کے طرف سے چھہ فیٹ تھی تیس اوسکے برج تھے اور چارون طرف پختہ خندق عمیق کھدی ہوی تھے
مولراج کی لڑائی کے وقت توپون کے گولون سے پہلی دیوارین قلعہ کی بہت سی گر گئین تسپر چند مہینے بعد فتح ملتان
کے قلعہ پر یہہ صدمہ آیا کہ دریاے چناب مین اسقدر طغیانی ہوی کہ پانی قلعہ کے خندق مین بھر گیا اور خندق کے
اندر اندر وہ پانی قلعہ کی دیوارون کی بنیاد او تہہ خانون مین داخل ہو گیا اور یہہ تاثیر کیا کہ چند گھنٹون کے
عرصہ مین ایک طرف کی بڑی دیوار معہ برجون اور پشتیبانون کے گر پڑے اور توپین جو برجون کے اوپر چڑہی ہوی
ہوی تھین نیچے آپڑین دوسرے روز دوسری طرف کی دیوار بھی اوسیطرح مسمار ہو گئی اور کل مکانات قلعہ
کے اندر کے پانی کے دخل سے خراب و مسمار ہو گئے ہر چند حکام نے اوسکی بچانے مین کوشش کین مگر پانی کی
ایسی تاثیر ہوی کہ انسانی طاقت کی وہان پیش رفت نچلی اوس مسماری کے بعد اگرچہ دہلی کے مفسدہ کے وقت کچھہ
مضبوطی و مرمت قلعہ کی کی گئی مگر وہ بات کہان اب سرکار کے اسکے بنانے مین بہت توجہ ہے - باقی کا ملک ملتان کا
چناب کے پانی کے طغیانی سے سیراب ہوتا ہے میوجات و نباتات و غلہ کثرت سے پیدا ہوتا ہے عمدہ عمدہ قسم کے کہجورین
اور آم و انار و سنترہ پیدا ہوتے ہین یہان کے کہجور کی دور دور تک تجارت ہوتی ہے آم بھی بطور تحفہ و
تجارت ملکون مین بھیجا جاتا ہے چینی یہان کثرت سے بنائی جاتی ہے آندہی و غبار گرمیون مین یہان بہت ہوتی
ہے اور گرمی ایسی سخت پڑتی ہے کہ انسان گھبرا جاتا ہے پیرون اور بزرگون کے قبرین یہان گلی گلی کوچہ کوچہ
بازار بازار مین ہین بڑے مقبرون مین سے ایک مقبرہ تو شیخ بہاؤ الدین ملتانی سہروردی قریشی اسدی کا قلعہ کے
اندر ہے دوسرا روضہ شاہ رکن الدین ابو الفتح اونکے پوتے کا قلعہ کے باہر ہے انکا خاندان بڑا معزز ہے اور دور
دور تک ملکون مین انکے مرید ہین انکی اولاد قریشی ہاشمی کہلاتی ہے بلکہ احقر غلام سرور جامع اوراق بھی اپنے خاندان
کے سلسلہ مین بیعت ہے دوسرا روضہ شاہ شمس الدین تبریزی کا بھی مشہور و معروف ہے علاوہ انکے اور روضہ بھی بہت
ہین شہر کے باہر کہجورون اور آمون کے باغ بھی اکثر ہین سب باغون سے نواب مظفر خان کے باغ مین رونق زیادہ

ہے اس ضلع کے علاقہ مین آبادی بہت کم اور جنگل بار بکثرت ہے زمیندار مویشی بہت پالتے ہین کل ضلع کے
مردم شماری چار لاکھ گیارہ ہزار تین سو چھیاسی ہے اور خاص شہر و چھاونی کی آبادی اسی ہزار نو سو چھیاسٹھ
ہے ضلع ملتان کے چار حدود یہہ ہین کہ شمال ہین علاقہ ضلع منٹگمری و جھنگ گوشہ شرق و جنوب پر دریاے
ستلج جسکے پار علاقہ ریاست بہاولپور غرب علاقہ خانگڈھ واقع ہے ضلع مین قوم ہنود یعنی کہتری و اروڑہ و ہمیز
و سارسوت و بسکرن اور مسلمان سید قریشی افغان شیخ جاٹ وغیرہ آباد ہین پہلے جب حکومت افغانون کی تھی
افغان بکثرت آباد تھی مگر اب تھوڑے ہین اب ہوا ملتان کی نہایت ناقص ہے دریاے چناب ملتان سے چار کوس پر
بہتا ہے اور نالہ شاہپور والہ اور نالہ ولی محمد خان نالہ سکندرآباد والا اور نالے بتعداد بائیس کے دریاے چناب سے نکلکر علاقہ ملتان و سکندرآباد
و شجاع آباد کے علاقون کو سیراب کرتی ہین اور اسیطرح ملتان سے بجانب جنوب دریاے ستلج سے اونیس نالہ جاری ہوکر علاقجات میلسی و کہرور
و گیاہی وغیرہ سرسبز کرتے ہین ضلع ملتان کی سرزمین بطرف غرب و جنوب جہان جہان نالون سے آبپاشی
ہوتی ہے نہایت آباد ہے اور شرق اور شمال کیطرف جنگل بار ہے جسکی طوالت سو کوس تک ہوگی خاص شہر
ملتان مین بارہ ہزار تخمیناً گہر اور تین ہزار پانسو دوکانین ہین عمارات و شہر پناہ پختہ ہے پوشاک زن و مرد
کے گہیردار پاجامہ اور کہلا پیراہن ہے اور کہڑکی دار پگڑی مرد باندہتے ہین میلہ پوش بکثرت اور تیل بالونکو
اسقدر لگاتے ہین کہ پیراہن پشت اور سینہ سے فی الفور چرکین ہوجاتا ہے مردون کے سر کے بال نہایت دراز
و بدزیب ہوتے ہین جسسے تمام زمانہ نفرت کرتا ہے تلون کی تجارت اس ضلع مین بہت ہی کہجور کے تجارت کا مال
دور دور تک جاتا ہے زمانہ سابق مین بڑے بڑے ولی و بزرگ اس شہر مین گذرچکے ہین مثل شاہ بہاؤالحق
و شیخ عارف و شاہ رکن عالم و شاہ گردیز و شیر شاہ وغیرہ اور مقبرون کی بہت کثرت ہے کہ یہ چار چیز است
تحفہ ملتان * گرد و گرما گدا و گورستان * پیر صاحب کا مقبرہ سب سے زیادہ مشہور ہے پیرون کے معتقد ہندو
مسلمان دونو فریق ہین شہر ملتان کے ہندو بہی چندان پابند رسوم ہندون کے نہین ہین کسی کے مرنے کے بعد
مردہ کا کریاکرم کوئی نہین کرتا سب ہندو یہان کہانا جانتے ہین روٹی کہالیتے ہین جو کہ کی حاجت ہندو کو ہوتی ہے
اور دال و برنج پختہ بازار مین بکتا ہے ہندو خرید کر کہالیتے ہین بشرطیکہ ہندو کا پکایا ہوا ہو اور یہی طریق
اسماک کے برہمنون کا ہے **شجاع آباد** ضلع ملتان مین یہہ ایک قصبہ دریاے چناب کے شرقی کنارہ
سے بفاصلہ چار میل اور ملتان سے بیس میل جنوب کے سمت کو آباد ہے یہہ ایک قصبہ پختہ عمارت کا نامی گرامی مکان
ہے شہر پناہ اسکا پختہ و مضبوط و بازار کشادہ و بارونق ہے تجارت ہر ایک قسم کے اجناس کی بہت ہوتی ہے
علاقہ اسکا تمام سرسبز و شاداب پیداوار غلہ و روئی وغیرہ بہت ہے کارخانے پارچہ بافی کے یہان بہت جاری
ہین تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع ملتان یہان کچہری کرتا ہے بانی اس شہر کا نواب شجاع خان بن زاہد خان ہے

عابد خان بن شاہ حسین افغان سدوزئی ہے اوسنے بعہد حکومت ملتان کے اس شہر کی بنیاد رکھی اور اپنی نام سے
اسکو منسوب کیا اب غلط العام سوجاباد مشہور ہے اوسکے مرنے کے بعد نواب مظفر خان حاکم ملتان نے اسکی آبادی کی طرف
بہت توجہ کی اور ایک پختہ قلعہ یہان تعمیر کرایا جب وہ رنجیت سنگھ کی لڑائی مین شہید ہوگیا تو یہان بھی سکھی عملداری
ہوگئی اب زیر حکومت صاحبان انگریز ہے **تلنبہ** یہہ قصبہ پنجاب کے آبادیون مین سے ایک مشہور و پرانی بستی ہے
پہلے آبادی اسکی بہت تھی اب بھی دریاے راوی کے کنارے کے اوپر یہہ قصبہ ایک بارونق مقام ہے چھہ سو
گھر اور ایک دوکان اسمین آباد ہے اور قوم کاٹھیہ کی زمینداری ہے **رام چونترہ** یہہ ایک گانو
اور ہندوؤن کی پرستشگاہ دریاے راوی کے دہنے کنارے دوابہ رچناب کے حد کے اندر واقع ہے وہان
ایک چبوترہ سنگین و پختہ اگلے زمانہ کا بنا ہوا ہے ہندو کہتے ہین کہ رامچند جسرت کے بیٹے نے یہان آکر دریاے
راوی مین غسل کیا اور یہان بیٹھہ کر کپڑے پہنے تھے اسواسطے اوس وقت سے برابر اسجگہہ کی پرستش ہوتی ہے
اس گانو مین فقرا ہنود بہت رہتے ہین جو رام چونترہ کے پوجاری ہین پیپل و بڑہ کے درخت اور کھجور کے
پیڑ وہان بہت ہین **کوٹ کمالیہ** دوابہ رچناب ضلع منٹگمری تحصیل ہڑپہ کے متعلق یہہ قصبہ دریاے
راوی کے دہنی کنارہ پر دریاے راوی سے تھوڑی فاصلہ پر آباد ہے عمارت اسکی قدیمی و پختہ و بازار بہت بڑا وسیع
بنا ہوا ہے چند گھر کچی عمارت کے بھی ہین شہر گرد کچا شہرپناہ بنا ہے اور ایک مسجد قدیمی پختہ گنبددار ہے جسکے صحن مین
حوض برآب ملا ہے آبادی اس شہر کی پہلی پہل کمال خان جاگیردار قوم کہرل نے کی اور اپنی جاگیر کے علاقہ
مین اسکو دارالریاست مقرر کیا راوی کا گذر جو اسکے حد سے ملتا ہے وہ کوٹ کمالیہ کا گذر کہلاتا ہے اور
دریاے چناب اس سے تیس کوس کے فاصلہ پر بہتا ہے علاقہ متعلقہ اس قصبہ کا جنگل و بار سے محیط ہے تو بھی بعض زمین
سرسبز و زرخیز و سیراب ہے باغات اسمین بہت ہین انار یہان کا بہت بڑا و لذیذ ہوتا ہے گیہون اور چنے کی پیداوار
بہتات سے ہے سردی کے موسم مین جو سوداگر کابل کی طرف سے آتے ہین وہ یہان ٹھہر کر ہندوستان کو جاتے ہین
اکیاون ہزار ایکسو اٹھانوین آدمی کی آبادی اور ایکہزار تین سو اکتیس میل اس قصبہ کا رقبہ ہے بانی کی اولاد
مین سے محمد جہان خان و محمد سرافراز خان یہان کا رئیس اب بھی آدمی عزت دار و عزت طلب موجود
ہے شہر کے پاس ایک پختہ قلعہ بھی قدیمی زمانہ کا بنا ہوا تھا مورخان انگریزی بیان کرتے ہین کہ کمال خان سے
پہلے بھی اچگان سلف کے وقت کے بھی یہان ایک شہر و قلعہ بنا ہوا تھا اور جب سکندر اعظم دریاے جہلم سے
اوتر کر راجہ پورس کے ساتھہ ہنگامہ آرا ہوا تو راجہ کی فوج شکست کہا کر اسطرف کو بھاگی سکندر بھی اونکی
تعاقب مین یہان تک آیا چونکہ یہان کے قلعہ مین بھی راجہ کی فوج تھی اور سکندر اونکی حال سے بیخبر تھا وہ قلعہ سے
نکلکر سکندر پر حملہ آور ہوئے اگرچہ سکندری لشکر کے سامنے اونکی کیا حقیقت تھی تو بھی سکندر کو اونکی معرکہ مین زخم آیا

اور سکندر کے زخمی ہو جانے کے سبب سے تعاقب اجبیرس کا اُس روز ملتوی رہا یہانکے لوگ اونٹ بہت پالتے ہین اور اُنکے
کرایہ و آمدنی سے اوقات بسری کرتے ہین اونٹنیون کا دودہ یہان بہت ہوتا ہے اور کوٹ کمالیہ سے تیس کوس پر
عین بار مین ملتان کے راستہ پر رنجیت سنگہ نے ایک باولی یعنی چاہ زینہ دار تیار کرایا اور کچا قلعہ بنوا کر فوج تہانہ
کی باولی کے سر پر پتھر کے اندر یہہ عبارت کندہ ہے۔ اکال سہاے بخت بلند نصرت پیوند رنجیت سنگہ باولی
درراہ اسوج سمت ۱۸۷۰ تیار شد اس قصبہ مین پارچہ جو تہی بہت اچہا بنا جاتا ہے جسکی سوداگری دور دور تک ہوتی
ہے **سید والہ** دوابہ رچنا ضلع منٹگمری کے متعلق یہہ قصبہ عین ساندل بار اور جنگل کے اندر
آباد ہے پہلے پہل سید میر قادری وگیلانی نے اسکی آبادی کی بنا رکہی اور سید والہ کے نام سے موسوم کیا شہر کا
شہر پناہ خام اور عمارتین گہرون کے کچے پکے ملے ہوئے ہین شہر کے شرق کی طرف ایک کچا قلعہ بہی قدیم زمانہ سے
بنا ہوا تہا جنوب کیطرف شہر کے دریاے راوی کے سیلاب سے پیدائش گیہون اور چنے و نخود کی گذارے موافق
ہو رہتی ہے باقی رقبہ اسکا شور زمین و جنگل و ویرانہ ہے یہان کے رہنے والے مویشی بہت پالتے ہین بلکہ گذارہ بہی
اونکا دودہ و دہی و چہاچہ کے اوپر ہے یہہ قصبہ پرگنہ کا صدر مقام ہے اور تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع
منٹگمری یہان تحصیل کا کام دیتا ہے **ساندل بار** یہہ ایک قصبہ بڑا بہاری جنگل پنجاب کے ملک مین ہے پنجابی
زبان مین اسکو ساندل بار کہتے ہین اسمین درختون کی اسقدر کثرت ہے کہ شاید اگر کوئی انجان اوسمین رستہ بہول جاوے و
تو جیتے جی پہر باہر نہ آوے اور بعض مقامات پر گہاس اسقدر بلند ہوتی ہے کہ سوار معہ گہوڑے اوسمین چہپ جاتا ہے
چلنے کو راستہ بمشکل ملتا ابتدا اس جنگل کا شیخوپورہ کے سر زمین سے ہے اور انتہا اگرچہ دور تک چلا جاتا ہے مگر بڑا
بہاری جنگل وہانتک شمار ہوتا ہے جہان راوی و چناب دونو دریا ملتے ہین درازی اسکی ایکسو ستر کوس اور عرض
دونو دریاؤن کے اندر کہین چالیس کوس اور کہین تیس کوس اور کہین کم و زیادہ بہی ہے اس جنگل مین پانی
بہت کم ہے زمین اسکی بلندی مایل ہے سواے بعض بعض مقامات کے جہان نشیب ہے پانی برسات کا ٹہہر سکتا ہے
اگر کنوان کہودا جاوے تو اسی گز عمق پر جا کر پانی نکلتا ہے کنوان کہودنے پر روپیہ بہی بہت صرف ہوتا ہے
اور پانی بہی اوس سے بمشکل کہینچا جاتا ہے اسکے اندر درخت جنڈ و کریر و ببول و پیلون و بیری و جہاڑی و کنگر و
شیشم وغیرہ بے تعداد و بیشمار ہین ایسے انبوہ کے ساتہہ کہ آدمی کا گذر سواے رہبر کے بمشکل ہوتا ہے چلنے پہرنیکی
جگہہ نہین ملتی زمین اسکی تمام شور و ویرانہ کوسون تک چلی گئی ہے لاکہون خوک بہیڑیے ہرن چیتر لومڑ گیدڑ
وغیرہ جانور جنگلی و صحرائی اسمین رہتے ہین سانپ بہی ہزارون قسم کے ہوتے ہین اس خطہ کے اندر سینکڑون گانو
بہی آباد ہین اور لوگ جنگلی عقل سے خالی و وحش سیرت چور قزاق رہزن متمرد خانہ بدوش طویل القد زور آور
و بہادر ہین مویشی بہت پالتے ہین بلکہ مویشی کے چرا لیجانیکی اونکی ایسی دسترس اور محاورہ ہے کہ اگر آدمی رات کو

ایک گانوسے گلے چورا وین تو اپنی مٹھہ پر اوٹھاکر صبح ہوتے پچاس کوس نکل جاتے ہین اورگای کا قدم زمین پر لگنے نہین دیتے اور بعض مویشی کا سراغ بالزمین ہی گم کردیتے ہین اور اگر کسی کہوجی کی سعی سے پکڑے بھی جاوین تو اور گانو والے روپیہ پیسہ گواہی شہادت کی مدد دیکر حتی الامکان چور کو قید ہونے نہین دیتے بار کے لوگ اناج کم کہاتے اور دودہ بہت پیتے ہین عورتین انکی بھی طویل القامت جسیم محنت کش نہ ورآور ہین ہر ایک کام مین مردونکے مدد کرتے ہین زنا و بدکاری کم اور عورات مین وفاداری زیادہ تر ہے کہرل ٹوکا ٹہیا نشہیانہ وغیرہ بہت قومین بار مین رہتی ہین اسلامیہ سلطنت کے ضعف کے وقت یہہ قومین خود مختار ہوگئی تہین بحیثیت سنگہ کیوقت کچہہ متمرد اور کچہہ مطیع رہے اور زرمالیہ سوای فوج کی ماموری کے وصول نہین ہوتا تھا اب انگریزی اقبال کا یہہ جلال ہے کہ تمام مطیع و منقاد ہوگئے کوئی متمرد و مفسد و شریر باقی نرہا دہلی کے مفسدہ کے وقت انہون نے بھی موقع پاکر سخت فساد برپا کیا مگر سرکار نے فی الفور انکا انتظام کیا اور ایسے ایسے سخت سزائین دین کہ آئندہ سرکشی سے باز رہنے والے ہو گئے مفصل ذکر اس شورش کا حکام کے حصہ مین آویگا انشاء اللہ تعالی **فرید آباد** یہہ ایک قصبہ دریای راوی کے دہنے کنارے پر سید والہ سے ڈیڈہ کوس کے فاصلے پر آباد ہے بہٹی راجپوت اسمین زمینداری کرتے ہین ہیلی ہیل محترم خان بہٹی نے اسکو فرید خان اپنے بیٹے کے نام آباد کیا اوسوقت ایکہزار گہر اور ڈیڈہ سو دکان آباد ہوگئی تھی قدیمی عمارت اسکی سب پختہ اور نئی عمارتو نمین سے کچھ پختہ اور کچھہ خام اور گہر خس پوش ہین فصل خریف مین یہان کچہہ پیدا نہین ہوتا شلغم و گاجر وغیرہ بہت بوئے جاتے ہین اور وہی سردی کے موسم مین وہ خود کہاتے اور مویشی کو چراتے ہین اسکے پاس ایک گذر دریا کا ہے جو فرید آباد کا گذر کہلاتا ہے - + - + --

جہنگ سیال رچناب دوآبہ کے سرزمین مین یہہ ایک مشہور و آباد و قدیمی شہر ہے صاحب ضلع ماتحت صاحب کمشنر ملتان کے اپنی اسسٹنٹون کے ساتھہ یہان ضلع کا کام دیتے ہین تین تحصیلین جہنگ چنیوٹ شور کوٹ اس نے علاقہ رکہتے ہین اسضلع مین جنگل بار و ریگستان بہت ہی خاص شہر جہنگ اسکا صدر مقام ہے اسکی آبادی کے باب مین مفتی خیر الدین کے کتاب مین لکہا ہے کہ آبادی اس شہر کی بہت پرانی ہے پہلی پہل بنیاد اسکی ایک شخص لعل ناتھہ جوگی نے رکہی او ربسبب کثرت درختون کے نام اسکا جہنگی قرار پایا کیونکہ پنجابی زبان مین جہنگی اسجگہہ کو کہتے ہین جہان بہت سے درخت ہون چونکہ جوگی ایک آدمی ریاضت کش و صاحب برکت تھا اوسکی خدمت مین اعتقادمند لوگ جوق جوق حاضر ہونے لگے اور یہہ آبادی تہوڑے ہی عرصہ مین آباد ہوگئی اوسکے پیچہے جب زمیندار ان قوم سیال یہان آکر آباد ہوئے اور یہہ مقام خاص ملکیت اونکی قرار پایا تو جہنگ کے ساتھہ سیال ملکر نام اسکا جہنگ سیال مشہور ہوگیا اصلی حال اس قوم کے آنے کا اسطرح درج تواریخ جہنگ ہے کہ اول بزرگ اس قوم کا راجہ سیال نامی شنکر کا بیٹا قوم راجپوت پنوار شہر جو نپور مین رہتا تھا مگر بعہد سلطان علاؤالدین غوری اسکے خاندان نے خانہ جنگی

ہوئی اور قتل وخون کی نوبت پہونچی اسواسطے چند کس مثل رائے سیال وکھرل وچدہر وٹوانہ وکھیبہ وکھیرا وغیرہ
راجپوت بنگی اولاد اب بھی وخصوصیت کے نام سے موسوم ہے پنجاب میں آئے اور قہر سلطانی وخونون کے مواخذے
ڈر کر انہیں ویرانے مین آچھپے اور رفتہ رفتہ مسلمان ہوتے گئے - رائے سیال نے اونہین سے حضور خواجہ فرید الدین
گنج شکر چشتی حاضر ہوکر اسلام قبول کیا اور مرید بنا حضرت نے اوسکو بھی اسی ویرانہ مین رہنے کا حکم دیا اور بشارت
دی کہ تیری اولاد اسملک مین بصحت عزت اور دفور کے ساتھہ ہوگی اور نام تیرا قیامت تک قایم رہیگا از بعد
رائے سیال کوٹ نے اسملک مین آیا اور مسمی بھادر خان ایک معزز زمیندار کے لڑکے مسمات سوہاگ سے شادی کی جو بنستال
مین رہتا تھا اوس عورت کی بطن سے تین بیٹے پیدا ہوے ایک بھرمی دوسرا کوہلی تیسرا مہنی چنانچہ بھرمی
کی اولاد قوم بھرمی اور کوہلی کی اولاد قوم کوہلی اور مہنی کی اولاد قوم مہنی اسملک مین کثرت کے ساتھہ ہے جنمین سے
بھرمی کی اولاد زمیندار اور کوہلی کی اولاد حاکم وامیر وجاگیردار اور مہنی کی اولاد چوپدر وتجارت گر ہوئے
پھر بھرمی کے چھہ لڑکے ہوئے اچھیرا بیتر ابھار بنہ جبرنہ ڈنڈہا کوملا انمین جبرنہ لاولد مرا اور باقی کی اولاد
ہوئی جو اوبھی گوتون سے اب لکارے جاتے ہین کوہلے دوسرے لڑکے کے تین لڑکے ہوئے بھوبتی اسرو ہنیہ
انمین سے ولاولد مرا مہنی کے چار لڑکے ہوئے موکلو سجھو لکھنو یاد ہوا انمین سے صرف موکلو صاحب اولاد ہوا اسی طرح
یہہ قوم بڑہتی بڑہتی بیشمار وبے تعداد ہوگئی اور ہر ایک قوم مثل جیلا وبھرمی واچھیرا وسنیال وموکلو وبھرو وصحبانہ
ومگہیانہ وغیرہ بیشمار وبے تعداد قومین اپنے اپنے بزرگون کے نام سے موسوم ہین اور اسقوم مین پہلا سردار
بعد تغیری ریاست قوم نول کے مل خان مقرر ہوا پھر دولت خان پھر غازی خان وجلال خان ورشید خان وفیروز خان
وکبیر خان وجہان خان وغازی خان ثانی وسلطان محمود خان ومغل خان ومحرم خان وولی داد خان
وکہیوی خان بانی قصبہ کہیوا وشاہ میر خان وعنایت اللہ خان وسلطان محمود خان ثانی وصاحب خان واحمد خان
نوبت بنوبت قوم سیال وغیرہ حاکم مقرر ہوتے رہے اس عرصہ مین کبھی بخدمت حاکم با اختیار اور کبھی مطیع صوبہ لاہور
یا ملتان کے رہے آخرین رئیس احمد خان سیال کیوقت یہہ ریاست بڑی اوج پر با اختیار تھی اسی کے وقت مین حملہ رنجیت سنگہ کا جھنگ پر ہوا اور
فریقین مین جنگ ہوکر احمد خان ملتان کو بہاگ گیا اور رنجیت سنگہ کل علاقہ پر قابض ہوگیا مگر رنجیت سنگہ کی لاہور پہونچتے ہی احمد خان نے
پھر یورش کی اور رنجیت سنگہ کے کاردار اٹھادیے اسواسطے دوبارہ فوج کی مامور ہوئی اور رنجیت سنگہ کا
دخل قرار واقعی ہوکر احمد خان مقید ہوگیا اور دو سال تک قید مین رہکر اور قصبہ میروال بمالیت بارہ ہزار
روپیہ کا جاگیر پاکر قید سے رہا ہوا اور تین روپیہ یومیہ نقد بھی قرار پائے احمد خان کے مرنے کے بعد عنایت خان
احمد خان کے بیٹے اٹھارہ ہزار اور پھر بارہ ہزار روپیہ کی جاگیر پاتے رہے گئے جن دنون مین کہ ساون مل ناظم ملتان
اور راجہ گلاب سنگہ کی فوج کا آپسمین تکرار ہوگیا تو عنایت خان اوس معرکہ مین بندوق کی گولی سے مارا گیا اور

اسمٰعیل خان احمد خان کے دوسرے بیٹے کا وظیفہ صرف پنجروپیہ یومیہ قرار پایا پھر مولراج ناظم ملتان کے بغاوت کیوقت دشمنی سرکار انگریزی کے فتح جھنگ چنیوٹ مین خدمات لایقہ کین اور رسالداری کا عہدہ پایا اب پنشن وار ایکہزار نوسو روپیہ نقد سالانہ کا ہے - شہر جھنگ کئی مرتبہ اُجڑا اور آباد ہوا ہے ایک مرتبہ آبادی اسکی مل خان سیال رئیس نے کی تھی اوسکی تفصیل یہہ ہے کہ جب جوچک سیال بڑا رئیس سیالون کا مرگیا تو اوسکے قایم مقام مل خان اوسکا بھتیجا رئیس بنا اوسنے دریاے چناب سے اوتر کر چناب کے شرقی کنارہ کے اوپر متصل مقبرہ شاہ مدار کے جہان پہلے آبادی شہر کے کہنڈرات تھے شہر کو آباد کیا مگر وہ آبادی بھی دریابرد ہوگئی اور علامتین اوسکی ویرانی کے اب تک موجود ہین اور یہہ شہر موجودہ حال شاہ مدار کے مقبرہ کے شرق کی طرف اوس آبادی کے دریابردی کے بعد آباد ہوا چارون طرف اسکے کچا شہر پناہ دوکانین متفرق بنی ہوئی ہین گہرون کی عمارت کچھہ خام اور کچھہ پختہ ہے سکہون نے دو مرتبہ اسکو خوب لوٹا اور ویران کردیا مگر پھر آباد ہوگیا دریاے چناب طرف شمال مغرب یہان ڈیڑہ کوس اور راوی جنوب کے سمت کو یہان سے بفاصلہ تیس کوس پر بہتی ہے زراعتین یہان بارانی وسیلابہ و چاہی ہوتے ہین خربوزہ و تربوز عمدہ پیدا ہوتا ہے اور جھنگ سے نو کوس کے فاصلے پر دو دریاے جہلم اور چناب باہم ملکر بہتے ہین دریا کے کنارے کے زمین مین سب طرح کا اناج پیدا ہوتا ہے شرق کے طرف اوسکے وہ جنگل ہے جسکو ساندر بار بولتے ہین جو دریاے راوی کے کنارے تک برابر چلا جاتا ہے شمالی حد اس ضلع کی شاہپور کے ضلع اور جنوبی ملتان کے ضلع کے ساتھہ ملتی ہے اور ضلع لیا اور اس ضلع کے درمیان ایک ریگستان ہے جسکو تھل بولتے ہین اگرچہ وہ میدان سات کوس عرض کا ہے لیکن ریگستان اور بے آبی کے سبب سے دشوار گذار ہے کل مردم شماری ضلع جھنگ کی دو لاکھہ ننانوین ہزار چونتیس پہلے خانہ شماری مین ہو چکی ہے اور جنوری ۱۸۶۸ع کی مردم شماری مین فی میل کیسٹھہ آدمی بحساب فی میل مربع شمار مین آئی چونکہ یہہ شہر مولد و مسکن سیال ہیر رانجھے کی معشوقہ کا ہے اور مقبرہ ہیر کا بھی جھنگ و مگہیانہ کے درمیانی فاصلے مین بنا ہوا ہے اسواسطے مختصر احوال اونکا بھی درج ہوتا ہے کہ چوچک رئیس اعظم قوم سیال کے وقت ایک شخص دھیدو نام قوم رانجھا جو تخت ہزارے کے رہنے والا تھا اپنی بھائیون سے ناراض ہوکر جھنگ مین آیا اور چوچک کے پاس آکر مویشی چرانے پر نوکر ہوا اور ایسی خدمتین نمایان کین کہ چوچک کو اور نوکرون سے زیادہ تر عزیز تھا اتفاقاً میان ہیر چوچک کی لڑکی کہ عورت نوجوان و شکیلہ تھی اور دھیدو کا آپسمین تعشق ہوگیا اور اس کمال کو پہونچا کہ دونو ایک دوسرے کے دیدار کے بغیر ایک لحظہ صبر و قرار نہ تھا جب یہہ چرچا ملکون مین پہیل گیا تو ہیر کے والدین نے اوسکو ایک شخص سیدا نام اجو چوہدری کے بیٹے کے ساتھہ جو رنگپور ضلع مظفرگڈہ مین رہتا تھا بیاہ دیا اگرچہ ہیر کا دل تو رانجھے کے طرف مایل و مشتاق تھا اور یہی چاہتی تھی کہ وہ کسی اور کو شوہر نہ بناوے لیکن ماباپ کے شرم اور لحاظ سے خاموش

ہو رہی اوسکے جانے کے بعد دہیدو رانجہا سخت بیقرار ہوا اور نوکری چھوڑکر جنگل مین پھیرتا رہا پھر لباس جوگیون کا
پہن اور بدن پر راکھ ملکر رنگپور جہان ہیر تھی پہونچا وہان جاتے ہی راز فاش ہوگیا اور سیدا ہیر کے شوہر نے ہیر کو
طلاق دیکر گھر سے نکالدیا اور ہیر اور رانجہا دونو کو پکڑکر حکم دیا کہ انگور ریگستان میں جو رنگپور کے شرق
کی طرف ہی چھوڑ آو سیدا کے نوکرون نے فی الفور اس حکم کی تعمیل کی بعد ازان کسی معتبر کتاب سے اونکا اصلی
حال دریافت تحقیق ہوا کہ وہ دونو کہان گئے اور ہیر کی قبر جھنگ اور گہیانہ کے درمیان کیونکر ہوئی البتہ پنجابی
کتابون مین مثل ہیر وارث شاہ وغیرہ یہہ درج ہے کہ رانجہا ہیر کو رنگپور سے لیکر پھر چوچاک کے گھر آیا اور ہیر کے والد نے
اوسکو اپنے پاس رکھکر رانجھی کو حکم دیا کہ تو اپنے گھر تخت ہزارے مین جاکر اپنے بھائی بندون کی برات لیکر
آ پھر ہم اپنی لڑکی کی شادی تیری ساتھہ کرکے رخصت کرین یہہ حکم پاکر رانجہا تو تخت ہزارے کو روانہ ہوا اور پھر
بہی چوچاک نے ہیر کو زہر دیکر ہلاک کردیا جب ہیر کے مرنے کی خبر رانجے کو پہونچی تو وہ بھی ہیر کے قبر پر آکر مرگیا

دوسرا حصہ اسی سرزمین مین صاحبان مرزا کا ظہور مین آیا تھا جو تمام پنجاب مین مشہور ہے شمہ اوسکے حال کا یہہ ہے
کہ جبکہ نومین کہ ملتان مین لنگاہی قوم کی سلطنت اور دہلی مین لودیہ حکومت تھی اوسوقت ایک شخص کہیوی نامی
قوم جہنی بلوچ تمام ساندر بار کے علاقہ پر قابض ہوگیا اور قصبہ کہیوا اپنے نام پر آباد کرکے ریاست گاہ بنایا۔
کہیوی خان کی لڑکی مسمات صاحبہ اور خواہرزادہ مسمی میرزا رئیس زادہ قصبہ دانا باد قوم کہرل تھا بسبب قرابت
قریبی کے آمدورفت میرزا کی اکثر اوقات دانا آباد سے قصبہ کہیوا مین رہتی تھی اور کہیوی خان بھی بسبب رشتہ
خواہرزادگی کے زنانے محل کی آمدورفت سے میرزا کو مانع نہین ہوتا تھا اتفاقاً میرزا اور صاحبہ مین کہ دونو جوان
اور اوائل عمر تھے تعشق پیدا ہوا چونکہ صاحبہ مسمی خان طاہر بن چھچہانہ چدہڑ قوم کے رئیس کے ساتھہ منسوب تھی اونکی
شادی کی تیاری ہوئی اوسوقت دونو عاشق ومعشوق گھبرائے اور تجویز کی کہ دونو باتفاق ایکدوسری
کے یہان سے نکل چلین مگر موقع نہ ملا آخر وہ رات آ پہونچی کہ جس رات نکاح مقرر ہوا تھا اور خان طاہر قوم چدہڑ
کی برات بڑی ہجوم کے ساتھہ لیکر قصبہ کہیوا مین آموجود ہوا اوسی رات مرزا صاحبہ کو لیکر ایک گھوڑے پر سوار
ہوا قوم جہنی اور چدہڑون کو جو یہہ خبر پہونچی کہ وہ میرزا کے تعاقب مین دوڑے اور دانا باد کے قریب جو میرزا
کا مسکن تھا عاشق ومعشوق کو جاکر گرفتار کیا میرزا گھوڑے سے اوترکر مقابلہ پیش آیا مگر تن تنہا کیا کرسکتا تھا آخر
مارا گیا اور صاحبہ کو گرفتار کرکے کہیوا مین لے آئے اور پھانسی پر چڑھا دیا اور کہیوے خان نے دوسری لڑکی کو
خان طاہر کی شادی کرکے برات کو رخصت کیا اوس روز سے قوم کہرل اور چدہڑون مین سخت نزاع وقوع
مین آئی اور مدت تک باہم لڑتے رہے اور اسی سبب سے قوم جہنی وغیرہ مین دخترکشی کی رسم بھی رواج پایا اور صدہا سال تک
ہوتی رہی گہیانہ المشہور گہیانہ چونکہ جھنگ سیال سے قریبا ۱۲ میل جنوب کیطرف آباد ہے اس شہر کا مسمی ہیماجی گوت گہیانہ ہے

قوم سے تھا چونکہ قوم اونکی اپنے بزرگ کے نام سے گھیانہ کہلاتی تھی اسواسطے شہر کا نام گھیانہ مشہور ہوا سکھون کے وقت دو ہزار گھر اور ڈیڑھ سو دوکان
اسمین آباد تھی اوس سے پہلے احمد خان سیال کی حکومت کے وقت یہہ سب آباد تھا مگر رنجیت سنگھ کی فوج نے
دو مرتبہ اسکو خوب لوٹا ہو اسلیے آبادی کم ہوگئی اب انگریزی عملداری مین جب سے ضلع جہنگ کی کچہریان یہان
ہونے لگی ہین اور سرکاری مکانات کوٹھیان و بارکین و بازار بن گیا ہے یہہ شہر ایسا آباد ہوگیا ہے کہ شہر خاص جہنگ
کی آبادی اسکے آگے ہیچ نظر آتی ہے تجارت ہر ایک جنس کی یہان بکثرت ہوتی ہے خصوصاً دیسی کپڑے کی
درآمد برآمد بہت ہے دریاے چناب اس سے شمال غرب کو ایک کوس اور دریاے راوی جنوب کو بفاصلہ تین کوس
بہتا ہے مگر اس جگہہ سے دریاے راوی تک جنگل بار بہت صعب گذار ہے **چنیوٹ** دوابہ رچنا ضلع
جہنگ کے علاقہ مین یہہ ایک قدیمی و پختہ عمارت کا شہر ہے پہلی پہل بنیاد اس شہر کی ایک عورت کسی راجہ کی بیٹی
نے آباد کیا جسکا نام چندن تھا بعد آبادی کے اوسنے نام اسکا اپنے نام پر چندن اوٹ یعنی چندن کا گہر رکھا
جو اب چنیوٹ مشہور ہے اوسوقت آبادی اسکی اوس ٹیلے کے اوپر جو اب شہر کے پاس ہے واقع تھی اور زمینداران
قوم کہوکہر کی زمینداری تھی وہ آبادی اب بالکل اوجڑ چکی ہے اور کہنڈر و نشان اوسکے اب تک نمایان مین حال کی
آبادی سیال قوم وغیرہ متفرق قومون کی آباد کی ہوئی ہے عمارت کل شہر کی پختہ و باموقع و خوشنما بازار کشادہ
بارونق ہین اسوقت گیارہ ہزار گہر اور ایکہزار دوکان آباد ہے بادشاہون کے وقت بھی اس شہر مین اچھی اچھی
عمارتین تعمیر ہوئی تہین نواب سعداللہ خان وزیر شاہجہانی نے اپنی حویلی بہت عالیشان یہان بنوائی اور ایک
بڑی مسجد پختہ سنگین وسیع جسمین طرح طرح کے پتھر اور قسم قسم کی سلین لگی ہوئی ہین بنوائی اور مقبرہ شیخ برہان
قریشی سہروردی کا نہایت پرتکلف بعمارت سنگ مرمر وغیرہ تعمیر کیا ان دونو عمارات کے دیکھنے سے نظر کو تازگی
اور دل کو فرحت حاصل ہوتی ہے جنوب کی سمت شہر کے شیخ اسماعیل کا مقبرہ ہے یہہ شیخ بھی اپنے وقت کے بزرگ ولی
تھے اس مقبرہ کے گرد مجاورون کے گہر قریب یکصد کے آباد ہین محاصل اس شہر کا سب چرخی و بارانی ہے اکثر
سیلابی زراعت بھی ہوتی ہے پیداوار ہر ایک قسم کے غلہ کی ہے خراط اس شہر کے کاریگر بہت تحفہ بناتے ہین معمار
و رنگساز و مصور یہان کے مشہور ہین قلمدان و صندوقچی چوبی قیمتی تیار ہوتے ہین گیہون جوار باجرا اکثر یہان
بہت پیدا ہوتا ہے دریاے چناب اس مقام سے ایک کوس دو کوہون کے اندر نہایت تیزی و تندی سے بہتا ہے اگرچہ
سرزمین اس خطہ کی پہاڑی نہین ہے مگر اس جگہہ دو چھوٹے چھوٹے قدرتی پہاڑ ہین اور ایک چھوٹی سی پہاڑی عین
آبادی کے اندر واقع ہے اس ٹیلے کے اوپر کسی حاکم نے پہلے زمانہ مین قلعہ بنانا شروع کیا تھا مگر وہ ناتمام رہگیا نشان
اوسکے اب تک باقی ہین سلطنت چغتائی کے ضعف کے وقت جب سکہان غارتگر پنجاب کو غارت کرنے
لگے تو سردار جہنڈا سنگہ بہنگی نے چنیوٹ کو آکر لوٹا بلکہ اپنا قبضہ دخل کر کر تا [illegible] بہنگیان کے قبضہ کی بعد رنجیت سنگہ

والی لاہور سمت ۶۲ بکرمی مین اپنی فوج لیکر چنیوٹ آپہونچا اور قلعہ چنیوٹ کا محاصرہ کر کر جیا سنگہ کو نہایت تنگ کیا
جب توپ کے گولون سے قلعہ کی دیوار مسمار ہوگئی تو جیا سنگہ نے اپنا وکیل رنجیت سنگہ کے پاس بہیجکر کہلا بہیجا کہ اگر
خود رنجیت سنگہ زعفران کا پنجہ کاغذ پر لگا دے اور گورو گوبند سنگہ کا نام لکہہ کر عہد نامہ میرے حفظ عزت و آبرو
وعطاے گذارہ کا لکہہ بہیجے تو مین حاضر ہوتا ہون رنجیت سنگہ نے اوسکی درخواست قبول کی اور عہد نامہ ہوکر
جیا سنگہ رنجیت سنگہ کے پاس حاضر ہوگیا اس فتح کے بعد سکہی فوج شہر مین گہس گئی اور تمام رعایا کو لوٹ لیا
تب سے برابر یہہ شہر سکہون کی زیر حکومت رہا اب متعلق ضلع جہنگ ہے اور تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع جہنگ
کے یہان تحصیل کا کام دیتا ہے **اوچ** یہہ ایک قصبہ و تحصیل کا مقام دوابہ رچناب و ضلع جہنگ مین ہے
مگر اب تحصیل یہانکی ٹوٹ گئی ہے آبادی اس شہر کی کچہہ بہت پرانی نہین ہے عنایت اللہ خان سیال رئیس جہنگ کے عہد مین
یہہ قصبہ آباد ہوا حال اسکی آبادی کا اسطرح درج تواریخ جہنگ ہے کہ سید زلف علی شاہ المعروف شاہ گل محمد
سید احمد عالیشاہ کا صاحبزادہ جو سید میر شاہ عیسی عبد الوہاب بلوقی کی اولاد اور مرید سید نور سلطان کے تہے سیاحت
مستی و مجذوبی مین اس مقام پر جہان قصبہ اوچ اب آباد ہے آکر بلند ٹیلے کے اوپر رہنے لگے اوسوقت اسجگہہ تمام ویرانہ
تہا صرف ٹیلہ کے شرق کی طرف ایک کنوان تہا جس سے بہاگوانہ بلوچ پانی پیتے تہے جو کہ حضرت سید باکمال اور صاحب
حال و قال تہے تہوڑے ہی دنون مین حضرت کی عبادت و ریاضت کی اشتہار پایا اور جوق جوق ارادتمند
خدمت مین حاضر ہونے لگے جب یہہ خبر عنایت اللہ خان رئیس جہنگ کو پہونچی تو وہ بہی خدمت مین حاضر ہوکر
مرید ہوا اوسکے مرید ہوتے ہی مریدون کی اسقدر کثرت ہوئی کہ حضرت کو بیعت لینی اور مرید کرنے کی فرصت
نہین ملتی تہی انہین دنون مین پہلے اوچ کے قلعہ کی بنیاد عنایت اللہ خان کے حکم سے رکہی گئی اور شہر کی
آبادی بہی شروع ہوئی جب قلعہ بن چکا تو قلعہ کے وسط مین حضرت کی رہنے کا ایک مکان عالیشان بناکر نور محل
نام رکہا گیا شرق کی طرف قلعہ کے جو ایک بڑا تالاب مٹی کے کہودنے کے سبب سے بن گیا تہا اوسمین جہلم سے
نہر لاکر پانی بہر اگیا باغات و درخت لگائے گئے عمارت قصبہ کی بہت عمدہ بارونق پختہ و خام بنی بازار آباد
ساہوکارون نے تجارت شروع کی بیوپاری آنے لگے بہت سی جاگیر حضرت کے لنگر کے واسطے عنایت اللہ خان
نے واگذار کی پرگنہ اوچ کا علحدہ قرار پایا اوسمین جابجا بہت سے قلعہ بنائے گئے جب قصبہ خوب آباد ہوگیا تو
سید صاحب سنہ ۱۲۰۹ ہجری مین وفات پاگئے اور فقیر نور شاہ سید سجاری اونکی جگہہ یہان حاکم و جاگیردار و سجادہ
نشین قرار پائے سنہ ۱۲۱۷ مین وہ فوت ہوئے اور فقیر ناگ سلطان اونکے جانشین بنے اونکی وقت قبضہ رنجیت سنگہ
کا جہنگ کے علاقے مین ہوگیا اور احمد خان سیال قید مین آیا سکہون نے اوچ پر بہی یورش کی اور ایسی بیرحمی
سے ساتہہ لوٹا کہ اوچ کے رہنے والون کے کپڑے بہی بدن کے پہوڑے بہت سے لوگ اوسوقت بہاگ گئے

قصبہ ویران ہوگیا پھر جب کچھ صورت امن کی نمودار ہوئی تو لوگ پھر آکر آباد ہوئے ناگ سلطان کے بعد فقیر نور سلطان نے سجادہ پایا اب انگریزی عملداری مین آبادی اس قصبہ کی دن بدن ترقی پر ہے۔

شورکوٹ رچناب دو آب ضلع جھنگ کے متعلق یہہ ایک پرانا قصبہ اوس سڑک پر جو جھنگ سے تلنبہ کو جاتی ہے چھتیس میل تلنبہ سے شمال مغرب کی سمت کو آباد ہے چونکہ یہہ قصبہ بہت پرانا اور قدیمی آبادی ہے اس سبب سے اسکی اصل بانی کا حال دریافت نہین ہوسکتا اور پرانے کھنڈرات سے بھی پایا جاتا ہے کہ کسی زمانہ مین یہہ بڑا آباد شہر ہوگا آئین اکبری مین بھی سیالکوٹ و شورکوٹ دونو کا ذکر لکھا ہی ایک قلعہ بہت بلند یہان بنا ہوا ہے جسکا سطح اور میدان اندرونی بہت فراخ ہے ایک میل کے فاصلے سے وہ نظر آتا ہے زمیندار قوم سیال اسمین آباد ہے نواب مظفر خان والی ملتان اسکی آبادی پر بہت متوجہ ہوا اچھے اچھے پختہ مکانات بنوائے لوگون کو اور گانو سے بلاکر اسمین آباد کیا آبادی بڑہائی آخر رنجیت سنگہ کے وقت جب سکھون کے پے درپے حملے ملتان پر ہوئے تو اس شہر کو بھی انھون نے لوٹا بڑی بڑی عمارتون کو جلادیا منجملہ چار ہزار گھر اور ایکہزار دوکان کے کچھ باقی نہ رہا مدت تک یہہ بالکل ویران رہا جب امن ہوا تو پھر آباد ہونا شروع ہوا مگر وہ پہلی سی آبادی کہان مختصر سی آبادی ہوئی اور مکانات کچھ پختہ اور کچھ خام بنے غرب کی طرف اسکی ایک بلند ٹیلا موجود ہے وہان بھی بیشک کسی زمانہ مین آبادی ہوگی آبادی کے نشان اوسپر اب تک موجود ہین اسمقام سے جنگل بار کا شروع ہوتا ہے بلکہ یہہ قصبہ بھی عین بار مین ہے دریاے جہلم و چناب ملی ہوئی ندی اس سے بفاصلہ ڈیڑہ کوس اور راوی جنوب کو پندرہ کوس پر بہتی ہے کھجورون کے درخت یہان بہت ہین اور کھجور بھی بہت لذیذ و اعلی ہوتی ہے ضلع جھنگ کے ماتحت یہان تحصیلدار رہکر تحصیل کا کام دیتا ہے اس تحصیل کے علاقہ مین مقام موضع اوان ایک مقبرہ حضرت سلطان باہو کا بہت متبرک و مشہور مکان ہے لوگ اوسکی زیارت کے واسطے دور دور سے آتے ہین پہلے یہہ تحصیل جو اب شورکوٹ مین ہے قادرپور مین تھی ۱۸۶۱ء مین وہ تحصیل ٹوٹ کر اس مقام پر قرار پائی

گھاٹی میرشہزادے کی یہہ گانو دریاے راوی کے کنارے عین جنگل بار مین آباد ہے اگرچہ آبادی مختصر ہے مگر مشہور گانو ہے اور مقبرہ میر شہزادہ بلوچ بانی دیہہ کا گانو کے باہر بعمارت گنبد دار بنا ہوا ہے یہہ میر شہزادہ لنگاہی سلطنت کے وقت بڑا امیر الامرا و صاحب اقتدار تھا

پنڈی شیخ موسی یہہ گانو عین جنگل بار مین راوی کے کنارے کے اوپر آباد ہے اڑہائی سو گھر اور چالیس دوکانین ہین کوٹ کمالیہ یہان سے پچاس کوس کے فاصلے پر بستا ہے زمین متعلقہ اسکی راوی کے دونو کنارون پر ہے پہلے بلوچون کی ملکیت یہان تھی اب متفرق قومین یہان کی مالک ہین پہلے ایک پختہ قلعہ بھی گانو کے پاس بنا ہوا تھا جو اب مسمار ہوچکا ہے گانو کے چارون طرف جنگل بار درخت بیشمار کھڑے ہین ایسی ہجوم کے ساتھ کہ سواے چند مقررہ راستون کے اونمین گذر

سوار و پیادہ کا ممکن نہین ہے **قادر پور** ضلع جھنگ مین یہہ چھوٹا سا قصبہ بعمارت خام ہے پہلے یہان تحصیلدار ضلع جھنگ کے ماتحت تحصیل کا کام دیتا تھا مگر اب یہان سے اٹھکر شورکوٹ کو چلی گئی ہے تو علاقہ نتھال شاہ چوبہ والا رہ من کوٹ عیسی شاہ قادر بخشا مجھری بار ہی جہلم کے دونو طرف اسکے متعلق تھی اسمین شاہ چوبہ وقادر بخشا و کوٹ عیسی شاہ بڑے بڑے قصبے کچی عمارت کے ہین **پنڈی بھٹیان** یہہ قصبہ چنیوٹ سے پندرہ کوس جنوب کیطرف سور و ٹی بھٹی راجپوتون کا ہے آبادی اسکی قدیمی تین ہزار گھر اور اڑھائی سو دوکان ہے عمارت کچی پکی مخلوط مقبرہ شیخ خیر محمد قادری کا قصبہ کے اندر پختہ بنا ہوا ہے قصبہ کے چارطرف شہر پناہ خام ہے غلہ کی پیدائش عام ہے دریاے چناب یہان سے سات کوس پر بہتا ہے — *

جلال پور بھٹیان یہہ قصبہ پنڈی بھٹیان سے بیس کوس کے فاصلے پر آباد ہے پہلے پہل احمد خان راجپوت بھٹی نے اپنے بیٹے جلال خان کے نام پر اس قصبہ کو آباد کیا اب بھی پانچہزار گھر اور آٹھ سو دوکان اسمین آباد ہین عمارت شہر کی تمام وکمال پختہ اور شہر پناہ مضبوط ہے شرقی وغربی دو دروازے آمد رفت کے بنے ہوئے ہین پہلے مالک اس شہر کے بڑے عزت دار صاحب فوج وخزانہ تھے رنجیت سنگہ نے اونکو برباد کیا اور ملک چھین لیا زمین یہان کی ایک طرف بارانی اور دوسرے طرف سیلابہ ہے دریاے چناب یہان سے شمال کو دو کوس پر بہتا ہے **جاگ کی کہاری** دوابہ رچناب مین یہہ مشہور ومعروف قصبہ تین آبادیون منقسم ہے سندہو پنڈ اران کے یہان وراثت ہے اول اسکی آبادی کے ایک شخص مسمی جاگ سل سندہو نے بنیاد رکہی تھی اب بھی ساڑھے تین ہزار گھر اور چارسو کے قریب دوکانین اسمین آباد ہین گھرون کی عمارات پختہ وخام مخلوط ہے **سیالکوٹ** دوابہ رچناب مین یہہ ایک شہر بائین کنارے دریاے چناب کے ترسٹہہ میل لاہور سے شمال مغرب کی طرف کو آباد ہے اسکی ابتدا مین اہل تواریخ کے تین قول ہین بعضی کتب تواریخ کہ اسکو راجہ شل نے جو رشتہ دار پانڈون کا تھا اور کیرون پانڈون کی لڑائی مین مارا گیا تھا آباد کیا جسکو پانچہزار برس کا عرصہ گذرا ہے اوسنے اپنے نام سے نام اسکا شل کوٹ رکہا تھا اور بعضون کا قول ہے کہ راجہ بکرماجیت کے عملداری مین راجہ سلوان یا سالباہن نے یہہ قلعہ بنایا اور سیالکوٹ کا صوبہ قایم کرکے سیالکوٹ نام رکہا راجہ سالباہن کے دو بیٹے تھے ایک پورن جو فقیر ہو گیا تھا دوسرا رسالو جسنے اپنی دختر سارن کی راجہ ہوڈی کی ساتھہ شادی کی تھی اور اوسی رانی سارن نے شہر سارنگرا جہلم کے ملک مین آباد کیا تھا جو لاہور سے بارہ میل پرگنہ چنال مین اوسکی آبادی کے نشان موجود ہین اوسکے بعد مدت تک سیالکوٹ کا علاقہ جمون کی ریاست کا تابع رہا تیسری روایت یہہ ہے کہ پہلے پہل آبادی اس شہر کی سیال کی قوم نے کی جو کثرت سے دوابہ رچناب مین آباد ہے یہہ شہر بھی اونکے نام سے سیالکوٹ کہلایا چنانچہ اور آبادیان بھی سیالون کی مثل جہنگ سیال وغیرہ موجود ہین

شاید ایسا ہی ہو مگر اسکی قدامت اور پرانی ہونے مین کوئی شک نہین ہے اور یہہ بھی کچھہ بعید نہین ہے کہ پہلی آبادی کا نام کچھہ اور ہو اور پھر سیالون کی آبادہونے کے سبب یہہ سیالکوٹ کہلایا ہو ۵۸۰ ہجری مین جب سلطان خسرو ملک غزنوی بادشاہان کے خاندان کا آخری بادشاہ لاہور کی سلطنت کا مالک ہوا تو سلطان شہاب الدین علاء الدین غوری نے پنجاب پر یورش کی اور مدت تک محاصرہ لاہور کا رکھا جب فتح نہ ہوا تو واپس گیا جب سیالکوٹ کے ضلع مین پہونچا تو سیالکوٹ کا قلعہ مستحکم دیکھہ کر چاہا کہ اسکو اپنی قبضہ مین لاکر فوج اپنی یہان مامور کرے اسوقت راجہ سیالکوٹ کا جسکے قبضہ مین یہہ قلعہ تھا مقابلہ پیش آیا اور آپسمین اوسکی اور سلطان علاء الدین غوری کی تین لڑائیان ہوئین پہلی لڑائی پسرور کے مقام پر ہوئی جسمین میران برخوردار امام علی لاحق کے بھائی شہید ہوئے دوسری لڑائی بمقام آدم درانہ و قوم مین ائی وہان عزیل غازی نام افسر بادشاہی فوج کا شہید ہوا اوسوقت جسقدر مسلمانون نے شہادت پائی اونکا گنج شہیدان بنا اور ہندو کچھہ جلائے گئے اور کچھہ دریا بردہو گئے وہ گنج شہیدان اب تک موجود ہے تیسری لڑائی خاص سیالکوٹ کے محاصرے کے وقت ہوئی جسمین امام علی لاحق نے جام شہادت پیا اور قلعہ کے مفتوح ہونیکے دن میران محمد فتح المعروف سید سرخ شہید غازی عین قلعہ کے دروازے کے آگے شہید ہوئے کہ اونکی قبر قلعہ کے دروازے کے اندر موجود ہے بعد ازان قلعہ مفتوح ہوا اور شہر مین قتل عام ہوئی اس لڑائی مین ہندو مسلمان دونو قومون نے بڑی بہادری سے ایک دوسرے کا مقابلہ کیا اور امام علی لاحق جو خواجہ فرید گنج شکر کے خلیفہ تھے وہ بھی معہ اپنی مریدون اور بھائیون کے صرف شہادت کے حصول کی امید پر اسلامیہ لشکر کے ساتھہ شامل ہوئے تھے آخر مراد اونکی بر آئی اور شہادت پائی سلطان علاء الدین نے قلعہ پر قبضہ پاکر قلعہ کو جو بسبب محاصرے و توپ رانی کے گر گیا تھا دوبارہ بنوایا اور اپنی فوج و فوجدار یہان مامور کیا۔ یہہ قلعہ سیالکوٹ کی آبادی کے شمال کیطرف ملا ہوا نہایت پختہ کی عمارت کا ہے باہر سے قلعہ کی دیوار کہین پندرہ اور کہین بیس گز اور اندر سے کہین دو گز اور کہین ڈیڑہ گز ہے دیوار مین بیس برج مین جن پر توپین چڑہائی جاتی تھین شکل و صورت قلعہ کی مربع چار کونہ ہے زمین اندر کی ناہموار کہین سے پست اور کہین سے بلند علاء الدین غوری کے وقت کی عمارت اب بھی قلعہ مین باقی ہے مگر راجہ کے وقت کی عمارت کا کوئی نشان باقی نہین ہا مگر تہوڑی سی فصیل پکی دیوار بقدر پانچ چھہ گز کے جسکی اینٹین بہت بڑی ہین راجہ کے وقت کی بنی ہوئی معلوم ہوتی ہے غوری سلطنت کے بعد جب مغلیہ و تاتاری فوجون کے پے در پے حملے پنجاب پر ہوئے تو یہہ شہر بھی بسبب اسکی کہ سرراہ تھا کئی مرتبہ لوٹا گیا اور کئی دفعہ جمون کے راجہ نے موقع پاکر اسپر یورش کی اکبر بادشاہ نے یہہ شہر راجہ مانسنگہ کی جاگیر مین عطا کیا اوسنے اسکو بہت آباد کیا اور قلعہ کی مرمت کی اور رنگ زیب عالمگیر کے وقت محال مراکیوال و بہاگووال و سمبریال و گہگر اس پرگنہ کے شامل تھے اور نولا کہہ روپیہ کل محال کی آمدنی تھی

چغتائی کی سلطنت کے بعد جب احمد شاہ ابدالی نے دہلی پر فتح پائی تو پنجاب کے شامل یہہ علاقہ بھی کابل کی
سلطنت کے ساتھ شامل ہوا اور احمد شاہ کے حکم سے بہت سا ملک ظفروال وسنگھیرہ و اورنگ آباد و چونڈہ
و چھپارہ و مونڈھی راجہ رنجیت دیو راجہ جموں کے تصرف مین آگیا پھر جب اسلامیہ سلطنت ضعیف ہوگئی اور سکھوں
کی غارتگری کا زور شور ہوا تو سکھوں نے افغانوں کو سیالکوٹ سے نکالدیا اور خود قابض ہو بیٹھے اور سب نے جمع ہو کر
سب علاقے راجہ جموں سے چھین لئے اور ایک بڑی لڑائی سکھوں کی راجہ برج راج رنجیت دیو کے بیٹے کے ساتھ جوڑا
کے متصل ہوئی جس مین راجہ برج راج مارا گیا اور رہنگی وغیرہ مثلوں کے سکھ جابجا قابض ہوگئے جب رنجیت سنگھ
کے اقبال کا ستارہ چمکا تو اوسنے سیالکوٹ پر قبضہ پاکر جیون سنگھ قابض سابق کو بیدخل کر دیا اوسوقت سکھوں نے
اسکو خوب لوٹا اور لوگ شہر سے جابجا بھاگ گئے جب اچھی طرح سے امن ہوگیا تو پھر آبادی شروع ہوئی رنجیت سنگھ
کے وقت مختلف حاکم و کاردار یہان مامور ہوتے رہے ایک مرتبہ یہہ شہر کشمیرا سنگھ کی جاگیر مین ملا اوسنے قلعہ کی
مرمت کی دلیپ سنگھ کی سلطنت کے وقت یہہ علاقہ راجہ تیجا سنگھ کی جاگیر مین عطا ہوا اوسنے قلعہ کے اندر ایک کوٹھی
بنوائی جہان اب سشن کی کچہری ہوتی ہے پھر راجہ تیجا سنگھ سے یہہ علاقہ لے لیا گیا اور قصبہ بٹالہ معاوضہ مین ملا تب سے
یہان ضلع مقرر ہے صاحب ضلع مع اپنے اسٹنٹوں کے یہان کچہریان کرتے ہین چار تحصیلین تحصیل سیالکوٹ ظفروال
و پسرور و ڈسکہ اس ضلع کے ماتحت ہین بڑی بھاری چھاونی فوج کی یہان مقرر ہے بڑی بڑی مکانات عالیشان
و بارکین و کوٹھیان سرکاری یہان بنی ہین بازار بھی نہایت اچھا آباد ہوا ہے اس سے رونق شہر کی پہلے سے
دو چندان سہ چندان ہوگئی ہے اور روز بروز ترقی پر ہے کل مردم شماری ضلع سیالکوٹ کی سات لاکھ چالیس ہزار
ایکسو اٹھاسی اور خاص اس شہر کے اونتیس ہزار آٹھ سو ستائیس ہے شہر کی آبادی مین سے سات ہزار سات سو چوبیس
آدمی ہندو اور باقی مسلمان مین اور خاص شہر کی خانہ شماری چار ہزار پانسو اٹھانوین اور ایکہزار سات سو
اٹھتر دوکانین شمار مین آئین شہر کے باہر بھی چند بستیان علیحدہ علیحدہ آباد ہین جنکو پورہ کہتے ہین پھلا پورہ میانہ ہے
اسکو شیخ عبد الحکیم سیالکوٹی نے بعہد شاہجہان بادشاہ آباد کیا تھا یہہ شخص ایک عالم فاضل مرد کامل علم مین طاق
یگانہ آفاق تھا اوسکی اولاد اب تک اس پورہ مین رہتی ہے دوسرا پورہ رنگپورہ تیسرا امیران پورہ چوتھا امام پورہ
پانچوان اناری چھٹا حاجی پورہ ساتوین پراضی یعقوب آٹھوین محال لگران مین علیحدہ علیحدہ قومین آباد ہین اور
ایک بڑا گروہ کاغذ بنانے والوں کا ان پوروں مین رہتا ہے جنکا کاغذ بنایا ہوا سیالکوٹی کاغذ مشہور ہے اور
دور دور کے ملکوں مین اوسکی تجارت ہوتی ہے اور ایک قسم کا کاغذ جہانگیری یہان بنایا جاتا ہے جو بڑی تختہ کا اور
صاف ہوتا ہے اور ایک نام ایک ندی شہر سے جانب شرق جنوب گھومتی ہوئی غرب کو نکل گئی ہے اور اس ندی کے
کنارے پر موضع رنگپورہ و رائے پورہ و ہیرن مسکن کاغذسازون کے آباد ہین اور کاغذ کے بنانے مین اس ندی کا

شہید ہوا تھا ہر سال کاتک کے مہینے مین یہان میلہ ہوتا ہی قریب دس ہزار کے آدمی جمع ہو جاتی ہین بارہوین
خانقاہ شاہ بلاق موضع کلووال کے پاس یہہ مزار پختہ بنی ہوئی ہے خانقاہ کی چار دیواری بھی پختہ معہ باغ کے
تعمیر ہوئی ہوئی ہے ماہ چیت مین یہان تین روز تک میلہ رہتا ہے بارہ تیرہ ہزار آدمی جمع ہوتا ہی اس مزار کے
ستون بہت ہین لوگ کہتے ہین کہ یہہ ستون شمار مین نہین آسکتے گنتا گنتا آدمی بھول جاتا ہے تیرہوین خانقاہ
عمر شہید موضع سیانوالی کے حدود مین واقع ہے یہہ بزرگ بھی ہندوون کے لڑائی کے وقت شہید ہوکر یہان
دفنایا گیا تھا کاتک کے مہینے مین یہان میلہ ہوتا ہے چودہوین خانقاہ گلوشاہ یہہ خانقاہ موضع کورے کی تحصیل
پسرور مین واقع ہے ساتوین ماہ اسوج کو ہر سال یہان میلہ ہوتا ہی چالیس ہزار آدمی سے زیادہ جمع ہو جاتی ہین
مویشی بھی یہان بحکم سرکار فروخت ہوتی ہے چند روز میلہ رہتا ہے پندرہوین چنگی شاہ خاکی یہہ خانقاہ اوسی
نام کا انگلا تحصیل پسرور مین واقع ہے مکان مزار نہایت عمدہ داراشکوہ شاہجہان بادشاہ کے شہی کا
بنوایا ہوا ہے یہہ بزرگ حضرت میانمیر بالا پیر لاہوری کا خلیفہ تھا ہر سال ماہ بیساکھ مین ایک قسم کے سفید رنگ پرند
بگلے کی شکل سے ہمشکل اس مزار پہ اکثر بیٹھا کرتے ہین چونکہ اوس طرح کے جانور سوائے ماہ بیساکھ کے پہر کبھی نظر نہین
آتے اور نہ کبھی نے کبھی کسی ملک یا علاقہ مین ایسی پرند دیکھے ہین لوگ اونکو اس بزرگ کی کرامت و تصرف پر حمل
کرتے ہین سولہوین مقبرہ کوٹلی یہہ مقبرہ تحصیل پسرور مین واقع ہے مکان نہایت عالیشان ہے مقبرہ سنگین
عمارت کا بنا ہوا ہے بطور بارہ دری محرابون پر پتھر لگے ہین اور گلکاری کا کام بنا ہوا ہی مقبرہ کے چار مینار بہت بلند
ہین جو دور سے نظر آتے ہین عمارت کے نیچے تہہ خانہ ہے اوسمین قبر بنی ہوئی ہے مالک قبر کا نام عبد النبی ہے

قصبہ چپراڑ یہہ قصبہ سیالکوٹ سے شمال کے طرف سات کوس کے فاصلہ پر آباد ہے جسمین ایکہزار چہ سو ترہ نوین
باشندے اور تین سو تینتیس گھر اور ستر دوکانین اوسکے بازار مین آباد ہین بانی اسکا مسمی چپڑار قوم جاٹ گوت
اہیر تھا مدت تک اوسکی اولاد اسمین رہتی رہی تھی جب وہ نیست و نابود ہو گئی تو راجپوت منہاس موضع سیدا
کلان سے اوٹھکر اسمین آرہے ہے اونھون نے اگرچہ نئی سرے سے اسکی آبادی کی مگر نام پہلا ہی مقرر رکھا —

گوندل یہہ قصبہ چپراڑ سے غرب کو اور سیالکوٹ سے شمال کیطرف بفاصلہ چھہ کوس کے آباد ہے جسمین چار سو آٹھ گھر اور
ستر دوکانین آباد ہین اسمین ون جاٹ قوم گوندل [illegible] مالک ہین **کوٹلی لوہاران** یہہ دو بستیان
غربی و شرقی ایک دوسرے سے بفاصلہ ایک میل کے آباد ہین دونو کی آبادی مین چھہ سو چھتیس گھر اور نوسے
دوکانین اور دو ہزار نوسو باشندے ہین ان دونو قصبون مین لوہارون کے دوکانین بہت ہین جو کاریگری
مین بہت نامور و مشہور ہین اونکے ہاتھہ کے بنائی ہوئی آہنی چیزین عجایب خانون مین پہنچ جاتی ہین اونمین کے
اکثر سرکاری ملازم و بافراغت و توقیر ہین اور لوہے کے اوپر سونے کا کام یہہ بہت عمدہ کرتے ہین —

ظفروال یہہ قصبہ خاص تحصیل کا مقام ہے تحصیلدار ماتحت ضلع سیالکوٹ کے یہان چکلہ اسکی
تحصیل کا کام دیتا ہے سیالکوٹ سے اٹھارہ کوس جنوب مشرق کے گوشہ مین آبادی اسکی واقعہ ہے عمارت اسکی
کچھہ پختہ اور کچھہ خام بلکہ خام بہت اور پختہ کم ہے پانچہزار تین سو اونیس باشندے اسمین رہتے ہین جسمین سے دوہزار
تین سو تنتیس مسلمان باقی ہندو ہین ایکہزار تین سو اونہتر گھر اور تین سو اونتالیس دکانین قصبہ مین موجود ہین
اور ایک قوم مھاجن بیوپاری جنکو اوس خطہ کے لوگ کراڑ کہتے ہین اور قومون کی نسبت کثرت سے آباد ہے
اس قصبہ کو مدت مدید گذری ہے کہ جعفر خان قوم باجوہ نے اس مقام پر کہ جنگل ویرانہ تھا آباد کیا اور جعفروال
نام رکھا آبادی کے وقت تک وہ اور بعد ازان سو برس تک اوسکی اولاد قابض ہوئی پھر وہ لوگ سقیم الحال
ہوکر چلے گئے اور قصبہ ویران ہوگیا پھر اکبر بادشاہ کے عہد مین مسمی عبدالخیر راجپوت گڑگدہ چھبانہ سے آکر متصل
اس قصبہ کے موضع جائین آباد ہوا پھر کسی تقریب سے وہ بادشاہی نوکر ہوگیا اور کسی خدمت کی عوض مین اپنے
اس خطہ کی چودہرات حاصل کی اوسوقت اوسنے اس قصبہ کو کہ محض ویران پڑا تھا دوبارہ آباد کیا کہ اب تک
اوسکی اولاد قابض ہے اور ان راجپوتوان سے پہلے پہل اوسی نے اسلام قبول کیا اور عبدالخیر نام رکھا یا تھا
قصبہ کے باہر ایک باولی یعنے چاہ زینہ دار پختہ بنا ہوا ہے اس پرگنہ مین چنا پیدا نہین ہوتا اگر بویا جاوی تو
گرم پڑجاتا ہے **سنکھترہ** یہہ قصبہ سیالکوٹ سے بارہ کوس شرق کی طرف آباد ہے پانسو دس گھر
اور ایکہزار نوسو چالیس آدمی اسمین رہتے ہین کھتری اور بھابڑے اور قومون کی بہ نسبت زیادہ تر
سے ہین ہمیراج ولد ہاری مل کھتری نے بعہد اکبر بادشاہ جنگل ویرانی مین اسکو آباد کیا اور اپنے نام پر نام
اسکا ہمیر نگر رکھا سو برس تک نام اسکا ہمیر نگر مشہور رہا بعد ازان ایک شخص جاٹ سنگھیرا نام فقیر یہان آیا جسکی تمام
لوگ معتقد ہوگئے اور شہرت اوسکی اس کمال تک پہونچی کہ یہہ گانو بھی اوسی کے نام سے مشہور ہوگیا اب بھی
سمادہ اوس فقیر کی قصبہ کی باہر شمال کے طرف موجود ہے **چوبارہ** یہہ قصبہ ظفروال سے غرب کو آٹھہ
میل پر آباد ہے اسمین دوسو بارہ گھر اور پچاس دکانین اور ایکہزار ایکسو انیس آدمی آباد ہین اول یہی
پرتو قوم کاہل نے علاقہ شکر گدہ سے آکر چار گانو کے رقبہ سے کچھہ زمین لیکر یہہ قصبہ آباد کیا اور ایک گڈھی
بنا کر اوسکے اوپر ایک چوبارہ یعنی بالاخانہ تعمیر کیا اسی سبب سے اس گانو کا نام بھی چوبارہ مشہور ہوگیا
اب بہولرون اور آئین برہمن کھتری مہاجن سلہریہ قومین اسمین رہتی ہین **چونڈہ** یہہ قصبہ ظفروال
سے دس میل اور سیالکوٹ سے دس کوس گوشہ جنوب مشرق آباد ہے اسمین آٹھہ سو اونیس گھر ستر دکانین
چارہزار دوسو چوسٹھہ آدمی رہتے ہین جنمین سے ایکہزار سات سو اٹھارہ ہندو اور باقی مسلمان ہین سب سے
زیادہ قوم جاٹ گوت باجوہ اسمین رہتی ہے اور اوہنین کی ملکیت ہے چار سو برس کا عرصہ گذرا ہے کہ مسمی

قوم جاٹ باجوہ نے پسرور کے علاقہ مین آکر اس قصبہ کو جنگل ویرانہ کے اندر آباد کیا اور اپنے چار لڑکیون کو
ملکیت اسکی چار حصے کر دی اور چونڈہ نام رکھا کیونکہ چونڈہ پنجابی زبان مین عورت کے سر کو کہتے ہین ۔

پسرور یہہ قصبہ سیالکوٹ سے جانب شمال مائل بشرق سترہ میل کے فاصلہ پر آباد ہے اسمین تخمینًا ایک ہزار
آٹھہ سو چہالیس گھر تین سو چھبیس دکانین سات ہزار نو سو چھتیس آدمی آباد ہین قصبہ کی عمارت سب کی سب
پختہ آدمنین سے پختہ کی حویلیان عالیشان بھی بہت بنی ہین کیونکہ یہان کے باشندے اکثر نوکری پیشہ اور زر
دنتمول تھے پہلے پہل یہہ قصبہ مسمی مالگا دادا بابند و قوم جاٹ باجوہ نے آباد کیا اور ملکیت اسکی مسمی
پرسرام کو کہ اوسکا برہمن پروہت تھا سنکلپ کر دیا اور پرسرام کے نام سے ہی نام اسکا پرسرور رکھا مگر تو
یہہ بھی لکھتے ہین کہ اسلام کے وقت کوئی بادشاہ یہان آیا اور علاقہ پر فضا دیکھہ کر فرمایا کہ یہہ مکان عجب پر سرور ہے
اوس روز سے نام اسکا پسرور مشہور ہوا قوم باجوہ کے ملکیت اب خاص قصبہ مین کچھہ نہین ہے اور خاص پرسرام کی
اولاد مین سے بھی صرف ایک ہی گھر آباد ہے مگر مالکیت کچھہ نہین کہتری ہندوئون سے کہتری جلکہ دہوسہ و ملکا
قانونگوی قدیمی باشندے اس قصبہ کے ہین اور مسلمانون مین سے گلی زئی زیادہ ہین باقی ہندو مسلمان مختلف
قومین اور مختلف گوت کے اور آٹھہ آبادیان علیحدہ سعداللہ پور سنیاریان پتی ارونیہ سرائی بھائی گم سنگ
ملہو کی مالو نستال پیونکل جو شہر کے گرد اگرد بطور محالات کے واقع ہین اونکی مالک بھی شہر ہین پتی ہین اسجگہہ
خربوزہ بہت اچھا ہوتا ہے خصوصًا توری خربوزہ جو شکل کدو دراز ہوتا ہے نہایت لذیذ شیرین ہوا کرتا ہے
سید میران برخوردار شہید کا مزار جو امام علی الحق سیالکوٹی کے بھائی تھے یہان ایک مشہور مکان ہے جو شہر کے
وسط مین بنا ہوا ہے اور محرم کے دسوین تاریخ وہان میلہ ہوتا ہے اور ایک چھوٹی سی جہیل دیو کا نام ہندونکے
غسل گاہ شہر کے باہر پر آب رہتی ہے پہلے یہان نالہ ڈیک جاری تھا اوس سے یہہ پر آب ہوتی تھی اب برسات
کے پانی سے بھر جاتی ہے سنا دہین مندر اسکے چارون طرف بنے ہوئے ہین بڑہ و پیپل کے درخت بھی بہت ہین سوائے
اوسکے شہر کے باہر غرب کی طرف ایک مثمن تالاب پختہ بہت بڑا قدیمی موجود ہے جسکو بعہد اکبر شاہ کالو نام
کہتری نے بنوایا تھا عالمگیر کے وقت پھر اسکی مرمت ایک شخص سنگت رای کہتری نے کرائی اب پھر بحکم [illegible] صاحب [illegible]
کے از سر نو تیار ہوئی [illegible] **قلعہ سوبہا سنگہ** پسرور سے پانچ میل جنوب شرق مین آباد ہے
عمارت اسکی کچی پکی ملی ہوئی ہے [illegible] دکانین ایکہزار ایکسو [illegible] گھر چار ہزار ایکسو [illegible] آدمی اسمین بستے ہین نوے برس ہوئے کہ
سردار جہانگیر سنگہ اہلووالیہ نے یہان آکر [illegible] سے زمین لیکر ایک قلعہ بنایا اور قصبہ کی آبادی
کی بنا ڈالی اور سوبہا سنگہ اپنے بیٹے کے نام سے قلعہ سوبہا سنگہ اسکا نام رکھا پہلے اسمین کہتری مہاجن و
بیوپاری جا بسے پھر کشمیری کثرت کے ساتھہ آباد ہو گئے جو شال بافی کرتے ہین ہتیار بھی اسمین بہت تیار ہوتے ہین

اور کانسی کے برتن بناتے ہین باہر آبادی کے ایک تالاب راجومل کا بنوایا ہوا اور دوسرا تالاب بعمرہ چیشت انگھا
تیسرا موہن سنگھ کا تالاب بمعہ باغ موجود ہین **کلال والہ** یہہ قصبہ ضلع سیالکوٹ کے متعلق خوب آبادی کا
قصبہ ہے جسمین چھہ سو اکیاون گھر اور ستر دوکانین اٹھہ ہزار ایکسو باشندے ہین پہلے یہی کلاس قوم جاٹ باجوہ
نے اسکو آباد کیا اور کلاس والہ نام رکہا اب غلط العام کلال والہ مشہور ہوگیا ہے اب جاٹ زمیندار اسمین بہت سے
ہین بعض انمین نوکری پیشہ و سوداگر بھی ہین باہر قصبہ کے رانی چندکنور زوجہ سردار جودہ سنگھ کا بنوایا ہوا ایک باغ
پختہ تالاب ہے جو بارش کے پانی سے پرآب رہتا ہے اور ایک باغ و شوالہ بھی اوسکے پاس ہے **ڈسکہ کلان** یہہ قصبہ سیالکوٹ سے خوب کوچودہ
میل کے فاصلے پر آباد ہے اور اس سے شمال کیطرف ایک میل سے کچھہ کم فاصلے پر دوسرا قصبہ ہے جسکو کوٹ ڈسکہ کہتے ہین انکی
کی آبادی کے بیانہ مین تحصیل وڈیرا و بنا ہوا ہے جہان تحصیلدار رہتا ہے اس ڈسکہ مین تین سو سینتالیس گہر
اکہتر دوکانین دو ہزار چہہ سو باشندے ہین جنمین سے ایکہزار دو سو ستتر ہندو اور ایکہزار تین سو تیئیس مسلمان
ہین یہان کے قانونگوؤن کے پاس بادشاہی وقت کے کاغذات موجود ہین انمین نام اسکا شاہجہان آباد
تحریر ہے اور کاغذات راضی وغیرہ جو پرانی قبالجات زمینداروں کے پاس ہین انمین بھی اکثر جگہہ قصبہ کا نام شاہجہان آباد
لکہا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلی آبادی اسکی شاہجہان بادشاہ کے وقت ہوئی اور شاہجہان آباد
نام رکہا گیا مگر وہان کے لوگ یہہ کہتے ہین کہ بر دو عرصہ پانسو برس کے سمی موجو قوم جاٹ ساہی ہندو نے موضع
سندلانوالہ سے آکر اسجگہہ کو کہ اگلی آبادی کے پرانے کہنڈرون کا ٹیلہ تہا آباد کیا مگر چونکہ پہلے یہان آبادی
قوم ڈسکہ کی تہی اور انہین کے نام سے وہ اُجڑے ہوئے کہنڈر موسوم تہے اور نیا نام مشہور کہا گیا اور وہی
پہلا نام مشہور رہا پھر افغانون کے تاراج اور سکہون کی غارتگری سے یہہ قصبہ اُجڑ گیا اور مالک اسکے کوٹ ڈسکہ
مین جا اوس دنون مین وہان کچا قلعہ بنا ہوا تہا جا رہے پھر جب سردار ان سعد اللہ پوریہ کی حکومت ہوئی
تو سمی دیسراج نے کہ اوسی موجو پہلے بانی کی اولاد مین سے تہا دوبارہ اسکو آباد کیا جو اب تک آباد ہے
کانسی وغیرہ کے ظروف اسمین بہت عمدہ بنتے ہین اور مال تیار کر کر گوجرانوالہ و سیالکوٹ وغیرہ مین بہیجا جاتا ہے
کوٹ ڈسکہ یہہ آبادی ڈسکہ کلان سے شمال کو پون میل کے فاصلے پر آباد ہے تین سو چوراسی گہر
نوے دوکانین دو ہزار اونتالیس باشندے اسمین آباد ہین جنمین سے ایکہزار دو سو اکتالیس ہندو اور سات سو
اٹھانوے مسلمان شمار ہوئے ہین سمی کرم چند ساہی نے بر دو عرصہ ایکسو گیارہ سال کے ڈسکہ کلان سے نکلکر یہہ
قصبہ آباد کیا رنجیت سنگھ کی عملداری سے پہلے سردار ندھان سنگھ اٹہواس پر قابض تہا اوسنے ایک قلعہ خام
یہان بنوایا اور لوگ جا بجا اسی سبب سے کہ یہان بہت آباد ہوگئے اب کشمیری و ٹہٹیار اسمین بہت رہتے ہین ملک
پنجاب کی رنجیت سنگھ نے خود آکر اس قصبہ کو فتح کیا کشمیری یہان کے کمبل بنتے ہین اور ٹہٹیار برتن بناتے ہین

اور ایک مشہور بات اس ملک مین یہہ ہر کہ چونکہ یہان سے سیالکوٹ وسہیرہ وگوجرانوالہ و وزیرآباد دس دس
کوس کے فاصلے پر آباد ہین اسواسطے اس آبادی کو ڈسکہ یعنی دس کوہ کہتے ہین **سمبڑیال** ضلع سیالکوٹ
مین یہہ بھی ایک مشہور قصبہ ہے اسمین آٹھہ سو اونہتر گھر ایکسو ساٹھہ دوکانین تین ہزار آٹھہ سو چوسٹھہ باشندے
ہین جنمین ایکہزار پانسو چار ہندو اور دو ہزار تین سو ساٹھہ مسلمان شمار مین آئی ہین پانسو برس گذری مین یہہ
یہان جنگل ویرانہ تھا پہلے سنات سنبان گوجر پی روہیلے ملک سی مویشی چرانے کے واسطے آکر یہان اوتری
چونکہ گھاس وچارہ کثرت سی تھا اوسنے یہان چند کوٹھی بنوائی اور رہنے کی بنا ڈالی اوسکا نام سی اوسوقت
یہہ گانو سنبل وال کہلانے لگا مستعمل ہوتے ہوتے اب سمبڑیال اشتہار پاگیا چند سال وہ گوجر یہان رہی پھر
مویشی لیکر اپنے وطن اصلی کو چلی گئی اور آبادی ویران ہوگئی چغتائی سلطنت کے وقت پھر مسمی رنمل قوم
جاٹ گہمن نے جو خاندان احمد گڈہ تکیالہ مین تھا اور شیر کو مار کرا وسنے بادشاہ کے یہان عزت پائی تھی اور یہہ
علاقہ اوسکو بطور ملکیت عطا ہوا تھا اس گانو کو نئے سرے سے آباد کیا اور خود بھی یہان ہی رہنے لگا تب سے روز بروز
ترقی اسکی ہوتی گئی خوشنویس فارسی خط کے یہان بہت رہتے ہین **جامکی** یہہ قصبہ ڈسکہ سے چار میل شمال اور مغرب
کے طرف آباد ہے سات سو اکہتر گھر دو سو بیس دوکانین تین ہزار سات سو اکیاون باشندے اسمین
رہتی ہین جنمین دو ہزار دو سو اڑتالیس ہندو اور ایکہزار پانسو تین مسلمان ہین پانسو برس کا عرصہ ہوا ہے
کہ مسمی جام جاٹ گوت چیمہ نے ساہووالہ سے آکر اسکو آباد کیا اوسوقت مسمی پنڈی قوم کہتری دوگل بھی جام
کے ساتھہ اس آبادی کے آباد کرنے مین ممد ومعاون تھا اسواسطے نام اسکا پہلے جامکی پنڈی دونو کے نام
کے شمول کے ساتھہ رکہا گیا تھا پھر جامکی مشہور ہوگیا اب پنڈی کا نام کوئی نہین لیتا **ڈڈالہ** یہہ قصبہ
ڈسکہ سے دس میل کے فاصلے پر گوشہ جنوب شرق آباد ہے پانسو چہیاسی گھر ایکسو بیس دوکانین دو ہزار آٹھہ سو
چھہ باشندے ہین انمین سے ایکہزار تین سو اٹھاسی ہندو اور ایکہزار چارسو اٹھارہ مسلمان ہین پہلے کسی زمانہ مین
دو برہمنون نے جو آپسمین دو بھائی تھے یہان دو گانو آباد کئی بڑے بھائی نے اپنی بستی کا نام ڈڈالہ اور
چھوٹے نے ننڈالہ رکہا کہ پنجابی زبان مین ڈڈا بڑے کو اور ننڈا چھوٹے کو کہتے ہین مدت تک وہ دونو بستیان
آباد رہین پھر بسبب انقلاب زمانہ کے اجڑ گئین پھر چہہ سو برس کا عرصہ ہوا کہ مسمی ہنی وبالا قوم جاٹ سندہو نے
موضع موکہل سے آکر ڈڈالہ کے رقبہ کا قبضہ کر لیا مسمی ہنی نے تو پرانی آبادی کے نام سے یہہ گانو ڈڈالہ آباد
کیا اور بالا نے علیحدہ گانو آباد کر کر کوٹلی نام رکہا جو بالا کی کوٹلی مشہور ہی اور اوسکی اولاد اوسمین رہتی رہی
مگر سکہون کے ظلم وتعدی سے تنگ آکر کوٹلی کی آبادی کو اونھون نے چہوڑ دیا اور ڈڈالہ مین آرہی اسی طرح
دوسرا گانو ننڈالہ بھی اب قوم جاٹ سندہون نے آباد کر لیا ہوا ہے تین دوکانین شاملبافون کے اسمین ہین

جنڈولہ رچناب دوآبہ کے متعلق یہہ ایک قصبہ دریای راوی سے بارہ میل بسمت شمال اور اکتالیس
میل لاہور سے آباد ہے **فتح علی** یہہ ایک قصبہ رچناب دوآبہ کے علاقہ مین بائین کنارہ دریای چناب کے
اور بہتر میل شہر لاہور سے آباد ہے آبادی اسکی بارونق علاقہ اسکا سرسبز و شاداب ہے پیداوار غلہ کی ہوتی ہے
بارانی و سیلابہ بحال اسمین بہت ہی **پٹیالہ** دوآبہ رچناب ضلع لاہور تحصیل شرقپور کے متعلق یہہ ایک قصبہ
نالہ ڈیک کے کنارے پر آباد ہے تین سو برس سے اسکی آبادی ہوئی ہے راجپوت کھتری کمبوہ ہندو مسلمان یہان کے
مالک ہین عمارت قصبہ کی پختہ نو سو ستائیس گھر چالیس دوکان ایکہزار تین سو اسی آدمیون کی آبادی ہے —
کوٹ پنڈیداس دوآبہ رچناب ضلع لاہور تحصیل شرقپور کے متعلق یہہ قصبہ شیخوپورہ کے شرق
نالہ ڈیک کے کنارے پر آباد ہے مالک یہان کے زمیندار قوم لبانہ ہین ڈیڑہ سو برس کا عرصہ گذرا ہے کہ مسمی
پنڈیداس نے اسکو آباد کرکے اپنے نام پر کوٹ پنڈیداس نام رکھا عمارت اسکی خام ہے غلہ کا بیوپار ہوتا ہے
چانول بہت تحفہ یہان پیدا ہوتے ہین **ملیان** دوآبہ رچناب ضلع لاہور مین یہہ ٹہرا گانو ہے قوم جاٹ
ورک ہندو مسلمان یہان رہتی ہین ملی زمیندار نے پہلے اسکو آباد کیا چارسو پچاس برس کی یہہ آبادی ہے عمارت
کچی پکی ملی ہوئی ہے تجارت غلہ کی ہوتی ہے دو سو اسی گھر اور آٹھ سو اٹھتر آدمی اسمین آباد ہین —
ماسنو یہہ قصبہ بھی نالہ ڈیک کے کنارے کے اوپر آباد ہے اول اسکو مسمی ماسو کمبو نے بہ دور عرصہ ڈیڑہ سو
برس کے آباد کیا اب کمبوہ و سندہو جاٹ وغیرہ اسمین بستی ہین عمارت خام ہے بیوپار غلہ کا ہوتا ہے چانول یہانکی نہایت
عمدہ مشہور ہین **شرقپور** دوآبہ رچناب ضلع لاہور کے متعلق یہہ ایک مشہور قصبہ و آبادی کا مقام ہے ایکسو
بیس برس کا عرصہ گذرا ہے کہ آبادی اسکی ہوئی وراثت و ملکیت یہان ارائیون کی ہے خام عمارت بہت اور
پختہ کم ہے ایکہزار چار سو اکیس گھر ایکسو دوکان چار ہزار ایکسو باسٹھ آدمی یہان رہتے ہین مسجدین اسمین پختہ
بنی ہوئی ہین تحصیل و تھانہ و مدرسہ بھی سرکار کے حکم سے یہان پختہ بنایا گیا ہے شہر مین تجارت و بیوپار و
دوکانداری مسلمان خوجون کی ہے بازار کشادہ ہے تجارت ہر غلہ کی تجارت بہت ہوتی ہے علاقہ اسکا چاہی
و بارانی ہے مقبرہ خواجہ محمد سعید کا یہان زیارت گاہ خلق ہے ہر سال پندرہوین ماہ اساڈہ کو وہان میلہ ہوتا ہے
لاہور وغیرہ دیہات قرب جوار سے مخلوق وہان جاتی ہے یہہ حضرت اسی قصبہ مین رہتے تھے اور ۱۲۱۴ھ
مین اونہون نے وفات پائی دریغ کے لفظ سے انکی تاریخ وفات نکلتی ہے **شاہدرہ** دوآبہ
رچناب ضلع لاہور کے متعلق یہہ ایک قصبہ دریاے راوی کے داہنے کنارے کے اوپر لاہور سے فاصلہ تین میل
آباد ہے آبادی ابتدائی اسکی بعہد شاہجہان بادشاہ کے ظہور مین آئی اور شاہدرہ نام رکہا گیا باعث آبادی
اسکی کا یہہ ہوا کہ جب شہنشاہ جہانگیر غازی کا مقبرہ عالیہ ملکہ معظمہ نورجہان بیگم کے باغیچہ مین بحکم شاہجہانی بعمارت

لاثانی دریاے راوی کے دہنے کنارے پر تعمیر ہوا تو مجاور و حافظ قران خوان و خادم و فراش و مشعل سوز و غبار روب
و محافظ مقبرہ کے بقدر دو ہزار آدمی کے نوکر رکھے گئے اور ایک عام لنگر جاری ہوکر باورچی وغیرہ مہتمم لنگر کے
بقدر پانسو آدمی کے قرار پائے اور حکم ہوا کہ یہہ سب لوگ شب و روز مقبرہ کی خدمت مین مامور رہین کبھی
غیر حاضر ہونا نہ پائین پس انکی درخواست کی بموجب مقبرہ کے پاس یہہ قصبہ آباد ہوا اور ارشاد ہوا کہ وہ
سب اپنی عیال و اطفال کو یہان لے آوین اور مقبرہ کی خدمت سے غیر حاضر ہونا نہ پاوین پس یہہ قصبہ محمد شاہی
عہد تک بخوبی آباد رہا جب سکھون کی غارتگری شروع ہوئی تو انھون نے کئی مرتبہ اس کو لوٹا اور لاکھون روپیہ
کا اسباب مقبرہ کا از قسم فروش پشمینہ و اطلس و کمخواب و فتیل سوز و شمعدان نقرئی و طلائی و غلاف مزار جو کئی لاکھہ روپیہ
کی تیار کی تھا سکہان کفن ہوے دیگر سنہ چشم اوتار کے لے گئے بلکہ مقبرہ کے اندر سے بہت سی قیمتی پتھر جواہرات
سمجھہ کر نکال لے گئے علاوہ اسکے احمد شاہ ابدالی کے ساتھہ جسقدر افغانی فوج بار بار کابل آتی رہی اور مقبرہ کی مقام
پر مقیم ہوتی رہی اونسے بھی ایسی ہی اعمال صادر ہوتی رہے اور پتھرون کے اوکھاڑنے مین انھون نے بھی
حتی الامکان دریغ نکیا اور بہت سی نگینہ عقیق و زمرد و فیروزہ و سلیمانی و لاجورد وغیرہ کے ٹکڑیون کے لوگون نے
اوکھاڑ لیے رنجیت سنگہ کی عملداری مین اگرچہ قصبہ کی آبادی مین ترقی ہوئی مگر مقبرہ کی عمارت مین زیادہ تر تنزل
آگیا یعنی رنجیت سنگہ نے بہت سا سنگ مرمر وغیرہ یہان سے اوتروا کر امرتسر لے گیا عمارت شاہدرہ کی پختہ اور بازار بارونق
وکشادہ جسمین بڑے بڑے ساہوکار مالدار دوکانین کرتے ہین دریاے راوی اسکے زیر دیوار بہتا ہے جب طغیانی
ہوتی ہے تو اوسکے غرق ہونیکا بہت خوف ہوتا ہے **شہر گوجرانوالہ** پہلے آبادی اسکی بعد عرصہ تین سو
برس کے سہی خان جاٹ گوت سانسی نے قایم کی اور نام اسکا خان پور سانسی رکہا بعد مرور کسقدر عرصہ کے قوم جاٹ
معروف گوجر اس گانو مین قابض و دخیل ہوگئی اور سانسی کی اولاد بالکل بیدخل ہوگئی گوجرون نے اسکا نام
بدلکر گوجرانوالہ رکھا جب سلطنت چغتائی کمزور ہوگئی اور پنجاب کا ملک لاوارث متصور ہوکر رہزنی و غارتگری کا
میدان بن گیا اوسوقت میندا ان گوت باڑی خان چند بار اس آبادی کے غارت کرنے پر مستعد ہوئے اسواسطے
زمینداران موضع کھیالی جو اس قصبہ سے بفاصلہ دو کوس آباد ہے چڑت سنگہ سانسی مہاراجہ رنجیت سنگہ کے دادا
کو جو بعلاقہ موضع راجہ سانسی ضلع امرتسر ایک زبردست قزاق مشہور تھا اپنی حمایت پر لے آئے اوسنے اس قصبہ کو
مقام موقع تصور کر کے یہان سکونت اختیار کی اور حویلی پختہ وسیع بنوائی قصبہ کے گرد بھی شہر پناہ بنوایا جسکو اندر کا
شہر کہتے ہین جب وہ مرگیا اور اوسکا بیٹا مہان سنگہ جانشین ہوا تو اوسنے اس گانو کو ایسا آباد کیا کہ ایک قصبہ خوشنما بن گیا
اپنی پیدایش حویلی کے پاس جو سنہ پختہ رنگین مکان بنوایا اور قصبہ سید نگر کو ویران کر کے وہان کے رہنے والون کو
اجازت دی کہ وہ شہر اس قصبہ مین آباد ہوون چنانچہ وہ سب کے سب یہان آکر آباد ہوگئی کہ اب تک ایک حصہ

قصبہ کا اونکے نام سے مشہور ہے جسکو باہر کا شہر کہتے ہین مہان سنگہ کے وقت زمینداران قوم گوجر بھی یہان سے
بیدخل ہو کر نکل گئی مگر نام مین کچھہ تغیر وتبدل ہوا پھر مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت یہہ قصبہ زیادہ تر آباد
ہوگیا اور رسند ہو کہتری نے موضع ٹھٹہ اکہ ضلع سیالکوٹ سے آکر ایک کٹرہ یہان بسایا پھر سردار دیا سنگہ
نے ایک کٹرہ بنایا اور ایک کٹرہ سردار ہری سنگہ نلوہ نے آباد کیا اور ایک عالیشان حویلی تعمیر کی مہاراجہ رنجیت سنگہ
نے باوجودیکہ اوسکا مسکن و مولد بھی قصبہ تھا اسکی ترقی پر کچھہ توجہ نکی لاہور مین قیام پذیر ہو کر اس شہر کو
بالکل بھول گیا البتہ بجانب شرق اسکے باغ کے دیوار پختہ بنوائی اور اوسمین بارہ دری عمدہ تعمیر کی سمادہ سردار
مہان سنگہ کی بھی اسی باغ مین ہی اور قصبہ سے بجانب غرب چڑت سنگہ کے سمادہ ہے غرض سردار چڑت سنگہ کے
عہد سے آجتک اس قصبہ کے آبادی زیادہ ہوتی چلی جاتی ہے جب پنجاب مین عملداری انگریزی ہوگئی تو بعہد
ڈپٹی کمشنری کرنیل کلارک صاحب بجای حویلی مہان سنگہ کے ایک بازار مربع تیار ہو کر رنجیت گنج نام رکہا گیا
اور ستر اسی بہادر پنڈرت صاحب نے دروازہ کہیالی والہ و لاہوری دروازہ و دروازہ سیالکوٹ والا از سر نو
تعمیر کرائی اور بجانب شمال قصبہ کے بہت سی آبادی بڑہ گئی مگر شہر پناہ آجتک نہین بنا اور سوائے دروازون
کے اور راستہ بھی بہت آمد و رفت کی ہین ایک قلعہ خام بھی یہان سردار ہری سنگہ نلوہ کا بنایا ہوا موجود تھا جسمین اوسکے
مرنے کے بعد سمات دیسان زوجہ اوسکی ارجن سنگہ اپنے بیٹے کو لیکر محصور ہوگئی تھی اور مہاراجہ کہڑک سنگہ نے خفیف
سی لڑائی کے بعد اوسکو قلعہ سے بیدخل کر کے قصبہ ستراہ ضلع سیالکوٹ مین بہجدیا اور قلعہ ویران کرا دیا برتن
پیتل اور تانبے کے یہان بہت اچھی تیار ہوتی ہین سوداگری اونکی دور دور تک ہوتی ہے اور بھی اچھے اچھے کام ہوتے ہین
ہنود و مالدار اور بیپاری ہو کار ہتے ہین پرانی آبادی مین زمینداران قوم سانسی رہتے ہین اور باہر کی آبادی مین
متفرق قوم آباد ہے علم کا چرچا بھی بہت ہے مولوی سراج الدین فاضل مشہور ہے تین مسجدین مسلمانون کی
اس شہر مین ہین اور ہندوونکے مندر بھی بہت ہین راجہ تیجا سنگہ کا شوالہ سب سے اچھا ہے سوداگری ہر ایک جنس کی
ہوتی ہے عمارت اس قصبہ کی پختہ ہے چار ہزار چار سو گھر اور ایکہزار سات سو دکان اور سترہ ہزار نو سو
اکیاسی مردم شماری ہے یہہ قصبہ سڑک کلان لاہور و پشاور کے سر پر لاہور سے بفاصلہ پچیس کوس جانب شمال
آباد ہے سرای پختہ مسافرون کے آرام کے لئے بنی ہوئی ہے یہہ قصبہ ضلع کا مقام ہے صاحب ڈپٹی کمشنر
معہ صاحب اسسٹنٹ کمشنر و اکسٹرا اسسٹنٹان و تحصیلداران یہان قیام پذیر رہتا ہے اور ماتحت صاحب کمشنر بہادر
قسمت لاہور کے کام کرتا ہے سرحد ضلع کے لاہور سے بیس میل کے فاصلہ پر بجانب شمال ہے شروع عملداری انگریزی
مین یہہ ضلع ضلع شیخوپورہ کہلاتا تھا اور تین تحصیلین شیخوپورہ خاص و حافظ آباد و رام نگر اسکے ساتھہ متعلق تہین
سنہ ۱۸۵۲ع مین مقام ضلع تبدیل ہو کر گوجرانوالہ ضلع کا مقام بن گیا اور چار تحصیلین قرار پائین خاص گوجرانوالہ

ورام نگر وحافظ آباد وشیخوپورہ سنہ ۱۸۵۶ء مین تحصیل شیخوپورہ ٹوٹ کر دیہات متعلقہ اوسکے حافظ آباد وغیرہ
تحصیلون کے متعلق ہوگئے اور تحصیل شرقپور متعلق ضلع لاہور مقرر ہوئی اور اس ضلع مین تحصیل وزیرآباد قایم
ہوئی حد شرقی اس ضلع کے سیالکوٹ کے ضلع سے وحد غربی جھنگ کے ضلع کے ساتھہ اور شمالی دریای چناب سے
ملتی ہے جو اس ضلع وضلع گجرات وشاہپور مین بہتا ہے اور حد جنوبی لاہور کی ضلع کے ساتھہ ملحق ہے اور گوشہ شرق
وجنوب کا امرتسر کے ضلع کے ساتھہ ملحق وملصق ہے طول اس ضلع کا بہ ہیئت مشرق ومغرب ستتر میل اور عرض جنوباً
وشمالاً چالیس میل ہے فی زمانا اس ضلع کے متعلق ایکہزار دوسو دیہات اور اکیانوین رکہہ یعنی چراگاہ ہین
جنکا محصول علیحدہ مالگذاری سے زمیندار دیتی ہین اسکا نام رزترنی ہے آب وہوا اکثر اس ضلع کے قرین
اعتدال ہے علی الخصوص حافظ آباد کے پرگنہ کے زمین بار کے نام سے موسوم ہے وہان کی آب وہوا نہایت
عمدہ ہے اور مال مویشی اور آدمی اوس علاقہ کے نہایت زبردست وقوی زور آور وتندرست ہوتی ہین باقی علاقونکی
آب وہوا ایسی عمدہ نہین ہے اس ضلع کی زمین کو ایک تو دریای چناب اور سات ندیان اور نالے سیراب کرتے ہین
مردم شماری اس ضلع کی مرد وزن پانچ لاکہہ پچاس ہزار پانسو چہتر ہے اور ایک بھاری جنگل متعلقہ ساندل بار کے
اس ضلع کے حدود مین بھی ہے اور باقی متعلق علاقہ ضلع جھنگ کے ہے اوس جنگل کے رہنے والے لوگ اکثر چور رہتے
ہین اور مویشی دور دور جاکر چورا لاتے ہین ضلع کے علاقہ مین ہر ایک ہست کے لوگ سکونت رکھتے ہین شہر گوجرانوالہ
مین اکثر خاندان رئیسون کے ہین جنمین سے خاندان سردار ہری سنگہ نلوہ کا قابل ذکر ہے کہ سردار ہری سنگہ ایک
مشہور سردار دربار مہاراجہ رنجیت سنگہ کا تھا اصل حال اوسکا یہہ ہے کہ ایک شخص گورداس نام کہتری گوجرانوالہ
مین رہتا تھا سردار مہان سنگہ سکرچکیہ کے گھر مین وہ اور اوسکی عورت کام خدمتگاری کا کرتے تھے سردار مہان سنگہ
نے گورداس کو پاہل دیکر گورداس سنگہ بنایا گورداس سنگہ کے گھر ایک بیٹا پیدا ہوا اوسکا نام ہری سنگہ رکھا اوسنے
پرورش سردار مہان سنگہ کے گھر پائی اور لائق کار ہوکر مہاراجہ رنجیت سنگہ نے ترقیون کے وقت وہ ہمرکاب رہا
سنہ ۱۸۰۷ء مین جب رنجیت سنگہ قصور پر حملہ کیا تو ہری سنگہ خدمات شایستہ بجالایا اور سردار وجاگیردار بنا پہر سنہ ۱۸۱۸ء مین رنجیت سنگہ نے جب ملتان پر یورش
کی تو ہری سنگہ ہمراہ تہا وہان اسکا بدن بارود سے جل گیا اور چند ماہ بیمار رہا سنہ ۱۸۱۹ء مین سالار لشکر ہوکر کشمیر پر حملہ آور ہوا بعد فتح
کشمیر کے نظامت وصوبہ داری کشمیر کی ہری سنگہ کو ملی اوس جگہہ اسنے باختیار حکومت کی اور اپنے نام کا سکہ جاری کیا چنانچہ اب تک وہ پیسہ ہری سنگی مشہور
معروف ہوا اور آٹہہ آنہ کا ہوتا ہے کشمیر کے رہنے والون پر اسنے بڑے بڑے ظلم کئے اور لوگ سخت تنگ آگئے
مہاراجہ نے جب یہہ حال سنا اوسکو کشمیر سے بلا لیا اور افسری فوج کی اوسکو دی جب پکہلی و دہنتور کے زمینداروں
نے فساد کیا تو سات ہزار فوج لیکر اودہر کو گیا اور اس ملک کو لوٹ کر مطیع کیا پہر بملک چہچہ وہزارہ کو مامور
ہوا اور صوبہ داری اوس ملک کی اسکو ملی وہان بہی اسنے رعایا کو لوٹ کر برباد کر دیا آخر مہاراجہ کو یقین ہوگیا

کہ یہ شخص ایک جنگ کے کام کا ہے نظامت کا کام اسسے نہین ہو تا سنہ ۱۲۳۶ء بمقام تہیری یہہ مامور ہوا اور محمد اعظم خان کا مقابلہ اسنے بڑی جستی کے ساتھہ کیا باوجود یکہ سکہون نے اوس پہاڑ سے شکست کہائی مگر اسنے بڑی جوانمردی کے ساتھہ محمد عظیم خان کو پشاور سے آتے ہوئے روکا اور کشتیان دشمنون کے گولی مار کر غرق کرادین پہر پہر اسی کنور نونہال سنگہ کے پشاور کے انتظام پر مامور ہوا اور افغانان یوسف زئی و بارک زئی کے ساتھہ اسنے بڑے بڑے معرکے کیے اور قلعہ جمرود بنوایا جب امیر دوست محمد خان قلعہ جمرود کے ویرانی کے لیئے اکبر خان اپنے فرزند کو معہ سات ہزار سوار و بیس ہزار پیادہ و اٹھارہ توپون کے مامور کیا اور افغانون نے قلعہ کا محاصرہ کرکے ایک طرف سی آگ لگا دی اور فصیل توڑ دی اور دیوارون کے نیچے نقب لگا دی تو ہری سنگہ قلعہ والون کے امداد کو پہونچا اور ایک ہولناک لڑائی کرکر تین سو آدمی افغانونکا قتل کر ڈالا اور چہہ توپین چہین لین جب سکہی فوج پیکرپہہ درہ خیبر کے اندر اونکے تعاقب پر گیا تو سکہی فوج لوٹ پر پڑ گئی اور یہہ چند سوار دن کے ساتھہ رہ گیا اوسوقت شمس الدین خان افغان معہ چند پٹہانون کے ہری سنگہ پر حملہ آور ہوا ایک گولی بندوق کی بمقام سینہ اور دوسری پہلو مین لگی اور گہوڑے سے گرا اور سکہہ اوسکو اوٹہاکر قلعہ مین آئی بعد دو گہڑی کے مرگیا اوسوقت مہان سنگہ میر پوریہ نے اوسکی وفات کو پوشیدہ رکہا جب تک کہ لاہور سے راجہ دہیان سنگہ شہزادہ کہرک سنگہ و نونہال سنگہ و جنرل ونتورا صاحب وغیرہ سردار پہونچ گئے سردار ہری سنگہ نے سکہی کے مہم مین بہی اچہی جانفشانیان کین ہری سنگہ کے مرنے کے بعد ہری سنگہ کے خاندان مین بڑا فساد برپا ہوا یعنی مسمات دیسان زوجہ ہری سنگہ کی معہ پنجاب سنگہ و ارجن سنگہ پسران بطنی اپنی کے قلعہ مین محصور ہوگئی اور جواہر سنگہ و گوردت سنگہ کو جو سنگہ سے مسمات ٹہکوران دوسری زوجہ کی تہی کسی چیز پر دخل ندیا گیا جواہر سنگہ نے اطلاع اسکی مہاراجہ رنجیت سنگہ کو کی مہاراجہ نے کنور کہڑک سنگہ اپنی فرزند کو بمقدمہ کے فیصلہ کے لئی مامور کیا اور شہزادہ نے ہرچند چاہا کہ وہ حاضر ہوکر فیصلہ کرے مگر اوس نادان عورت نے نمانا آخر لڑائی ہوئی اور قلعہ توپون کے گولون سے گرا ناچار محصورہ ناچار حاضر ہوئی شہزادہ نے قصبہ سترہ متعلقہ ضلع سیالکوٹ اوسکی گذارہ کے لئے عنایت کیا اور جواہر سنگہ و گوردت سنگہ کو پیر انوالہ مین برمنی کی اجازت دی اس فیصلہ پر بہی فیصلہ نہوا اور باہمی نزاع قایم رہی آخر مہاراجہ رنجیت سنگہ نے ہری سنگہ کی کل جایداد ضبط کرلی لاکہار دینہ کی جائداد منقولہ مین سے صرف ادتین ہزار روپیہ سو روپیہ وارثون کو دیا اور شہر گوجرانوالہ مسعلی برام کو بخش دیا غرض اوس عورت کی نا اتفاقی سے سردار ہری سنگہ کا مال جو تمام عمر مین زمانہ کو لوٹ کر جمع کیا تہا مہاراجہ نے لیا بعد فتح پنجاب جب سکہون نے سبر کردگی چتر سنگہ و شیر سنگہ اٹاری والہ کے فساد برپا کیا تو جواہر سنگہ ہری سنگہ کا بیٹا مفسدون کے طرف تہا اس جرم مین سب جایداد اوسکی ضبط ہوگئی اور وہ ماننداور مفسدون کی نگرانی

مین جب ۱۸۵۸ء مین بعد غدر فوج انگریزی کا قایم ہوا تو فوج کے ملازم رکھنے مین جواہر سنگہ نے امداد کی تو سرکار
نے اوسکو عہدہ رسالہ داری کا دیا اور اون خدمات کے عوض مین جو اوسنے مفسدون کے مقابلے مین کین سرکار
نے جاگیر جمعی ایکہزار تین سو پچانوین روپیہ سالانہ کی اوسکو مرحمت کی ۔ آنریری مجسٹریٹ شہر گوجرانوالہ بھی وہ تہا
گوردت سنگہ جواہر سنگہ کے ہمراہی مین تا نجابت سنگہ سکہون کے مفسدہ کے وقت وفادار سرکار رہا اوسکی
جاگیر بھی ضبط ہوئی اور سمات دیبان کو آٹھہ سو روپیہ سالانہ اب تک سرکار سے ملتا ہے **قصبہ امین آباد**
سرزمین دوآبہ رچناب مین یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو لاہور سے وزیر آباد کو جاتی ہے تینتیس میل شمال کی طرف
لاہور سے آباد ہے اور گوجرانوالہ سے فاصلہ اسکا پانچ کوس شمار مین آتا ہے پرانی تاریخون سے ایسا پایا جاتا ہے
کہ بانیہ اس قصبہ کی سمات امینہ سلطان فیروزشاہ خلجی کی دایہ تھی اوسنے یہہ قصبہ پختہ بنوایا اور دیوار فصیل کی بھی
پختہ تعمیر کی اور نام اسکا اپنے نام پر امین آباد رکہا سلطنت اسلامیہ کے وقت تک رونق اس قصبہ کی
بہت اچھی رہی جب سکہون کی نوبت آئی تو کئی مرتبہ غارت ہوا رہنے والے متفرق ہوگئے مسلمانون کے عہد
مین یہہ قصبہ حاکم نشین تھا اور نولاکہہ روپیہ کا محال اسکے متعلق تھا اور ایک اور کتاب مین حال اس قصبہ کا اسطرح
لکہا ہوا نظر آیا کہ پہلے اس مقام پر جنگل ویرانہ تھا راجہ شالباہن والی سیالکوٹ کے بھائی شنکار کا وہ تھی مین بعد بہانہ
ایک گانو آباد ہوگیا جسکا نام سید پور سلونہ تھا مدت تک وہ بحال رہا جب شیرشاہ سور افغان نے ہمایون بادشاہ
کو شکست دیکر ہند پر قبضہ کیا تو عامل ہمایون کا جو اس علاقہ کا حاکم تھا شیرشاہ سے لڑا شیرشاہ جب اوسپر غالب آیا
تو اوسنے اس قصبہ کو بیچراغ کردیا اور اوسکے پاس ایک قصبہ اور آباد کرکے اوسکا نام شیرگڈہ رکہا جب سلطنت
افغانی جاتی رہی اور اکبر بادشاہ ہمایون کا بیٹا ہند کا شاہنشاہ ہوا تو اوسنے شیرگڈہ کو اجاڑ دیا اور محمد امین
کروڑی کو حکم دیا کہ وہ جدید آبادی اس مقام پر آباد کرکے اپنے نام پر اوسکا نام رکہے چنانچہ اوسنے قصبہ موجودہ
حال آباد کرکے امین آباد کے نام سے اسکو موسوم کیا اور وہ آبادی اب تک آباد چلی آتی ہے اور بسبب
کثرت استعمال امین آباد مشہور ہے عہد حکومت شاہان چغتائی تک یہہ قصبہ نامی وگرامی پرگنہ تھا متقدمین کاغذات مین
اسکا نام چہار محال امین آباد لکہا ہے بعہد سلطنت احمد شاہ درانی کے جب اوسنے بعد غارت و تاراج شہر دہلی
تہہ اکے معاودت کی تو پنجاب کا ملک اوسنے اپنے تحت مین رکہا اور تیمور شاہ اپنے بیٹے کو اوسنے نظامت علاقہ پنجاب
کی دیکر لاہور مین قایم کیا اور سردار جہان خان سپہ سالار فوج پنجاب کو اوسکے پاس چھوڑکر قندہار کو چلا گیا اوسکے
جانے کے بعد آدینہ بیگ خان حاکم سابق دوابہ بست جالندہر بمقام ہمراہی ہشیار فوج سکہہ و ہندوستانی کے بہلی مرتبہ فوج
فوجدار احمد شاہی کو جو اوسکے طرف جالندہر مین حاکم تھا شکست دیکر جالندہر سے نکالدیا پھر سرہند کا بندوبست کیا
پھر لاہور کو رجوع کیا شاہزادہ تیمور کے پاس اوسوقت فوج بہت کم تھی اوسنے اوسکے ساتھہ لڑنا مناسب نہ جانا

اور ہمقام پر آکر عریضہ حال خدمت مین احمد شاہ کے لکہا اور بانتظار فوج امدادی کے ایمقام پر ٹھہرا ۔ آدینہ بیگخان
نے لاہور پر بھی قبضہ کر لیا اور ایک شخص مسمی میرزا جان کو اپنی طرف سے لاہور کا صوبہ دار بنایا اور ایک بھاری
فوج شاہزادہ تیمور کے اخراج کے لئے امین آباد گوجرانوالہ کی سردار جہان خان اگرچہ اسوقت بڑی مضبوطی کے
ساتھہ لڑا مگر آخر کار شکست کھائی اور شاہزادہ کو ہمراہ لیکر اٹک کیطرف بھاگ گیا اور یہہ قصبہ آدینہ بیگ خان کے
فوج کے قبضہ مین آگیا — یہہ قصبہ نہایت دلچسپ اور خوشنما ہے باغات بھی اسکے نواح مین بہت ہین ایک مکان
ہندوؤن کا روڑی صاحب نام معہ تالاب و باغ و باولی یہان موجود ہے جہان ہنود ہر وز بیساکہی نہاتے ہین اور
ہرسال وہان میلہ ہوتا ہے مسجدین بھی اس شہر مین بہت ہین ایک جامع مسجد پرانی عمارت کی بہت اچھی بنی
ہوئی ہے مگر مرمت طلب ہے اور ایک مقبرہ بیگم کا یہان مشہور ہے اسکا حال اسطرح پر تحریر ہے کہ بعہد فرخ سیر
بادشاہ میر احمد خان امیر صوبہ کشمیر لشکر دہلی سے اس راستہ سے کشمیر کو جاتا تھا جب اس قصبہ کے پاس پہونچا تو زوجہ
اوسکی مر گئی اور یہان مدفون ہوئی اور مقبرہ عمدہ بنا کر ایک آبادی کی تجویز بھی ایمقام پر کی اور اسکا نام
بیگم پورہ رکہا وہ آبادی اب ویران ہو چکی ہے مگر نشان اوسکی نمایان ہین بیگم کے مقبرہ کے سر کے طرف درخت
مولسری کا نہایت خوشنما ہے — اس قصبہ مین اچھے اچھے شریف لوگ قیام پذیر ہین اور دیوان جوالا سہاے
مدار المہام ریاست جمون و کشمیر بھی اسی قصبہ کے رہنے والا ہے اور اوسکے حویلیان عالیشان بنی ہوئی ہین
تمام قصبہ کی عمارت پختہ ہے کل مردم شماری اس قصبہ کی چہہ ہزار سات سو گیارہ نو سو چار گھر اور سات سو
ستہتر دوکانین ہین ہر ایک مذہب کے لوگ ہندو و مسلمان یہان قیام پذیر ہین مگر ہنود بسبب جماعت و رعایت خاندان
جوالا سہاے کے یہان اپنے آپ کو صاحب اقتدار سمجھتے ہین اور مسلمان مغلوب و محکوم ہین پہلے یہہ قصبہ ضلع سیالکوٹ
کے متعلق و مقام تحصیل تھا ۱۸۵۲ء مین شامل ضلع گوجرانوالہ کے ہوگیا اور تحصیل یہان سے اوٹھہ گئی اوس روز
سے رونق کم ہے اور خرید و فروخت ہر ایک طرح کے جنس کی ہوتی ہے **قلعہ دیدار سنگھ** یہہ
تخمیناً اسی برس کا گذرتا ہے کہ بعہد حکومت سردار مہان سنگھ مسمی دیدار سنگھ جاٹ گوت سندہو نے پہلے ایمقام پر
ایک کچا قلعہ بنایا پہر گانو کے آبادی کی بنیاد رکہی اور اپنے نام پر اسکا نام قلعہ دیدار سنگھ رکہا جاٹ سندہو
اور دوڑ اسکے یہان کے زمیندار و مالک ہین کنبل اون کا یہان اچھا بنا جاتا ہے اور بیوپاری لوگ اونکو خریدکر
دور دور لیجاتے ہین ۔ اور ایک چہوٹی سی منڈی تجارت کی یہان موجود ہے عمارت اس آبادی کی اکثر خام ہے
مگر اب جوالا سنگھ کہتری نے سرای پختہ بنوائی ہے اور مسافرون پر وقف کر دی ہے چارسو اس قصبہ کی خانہ
شماری اور دو ہزار چار سو آدمی رہتے ہین اور قصبہ کے لوگ آسودہ حال ہین اور تحصیل گوجرانوالہ کے متعلق
یہہ گانو ہے **موضع ننگل دونا سنگھ** یہہ آبادی عہد حکومت سردار مہان سنگھ کے ہوئی ہے مسمی دونا سنگھ

قوم لبانہ نے موضع کہوڑی ضلع گجرات سے آکر آباد کیا اور کسیقدر مدت بموضع ڈہولن متصل اِس گانوکے رہکر
خرید و فروخت نمک مین مشغول رہا چونکہ آدمی لایق وخدمتگذار تھا سردار مہان سنگھ نے یہہ علاقہ معہ اور سات دیہات کے
اوسکے جاگیر مین دیدیا اور اوسنے امارت کے درجہ تک پہنچکر اِس آبادی کی ترقی مین کوشش کی اور بکنارہ نالہ
ڈیک اِس بستی کو بسایا۔ اِس سرزمین مین چانول یعنی شالی قسم اول پیدا ہوتی ہے جسکو سوین پت کہتی ہین پہلے
یہان کی رہنیوالی نمک کا بیوپار کرتے تھے اب زمینداری کرتے ہین عمارت گانوکی سب خام ہے صرف ایک سرای اور چوکی پولیس اور
دو دکان پختہ ہے اور ایک سمادہ بالک رام سادہ اور داسی کی یہان موجود ہے اقوام جاٹ رندہاوہ سادہ
لبانہ لوگ یہان رہتی ہین اور دوسو پچاس گھر اور تین دوکانین اور ایکہزار تین سو چہیاسی مردم شماری ہے
اور بسبب قرب نالہ ڈیک کے شکار مچھلی کا یہان بکثرت ہے اور گانوکے لوگ اکثر مچھلی پکڑکر گوجرانوالہ وغیرہ قصبون مین
فروخت کرتے ہین **موضع گونا غور** یہہ گانو ضلع گوجرانوالہ کے متعلق ہے وجہ تسمیہ اِسکا معلوم نہین ہوتا
مشہور یہہ ہے کہ ایک شخص گونا نام غور لقب نے امیر تیمور کے حملہ کے وقت اِسکو آباد کیا اب اِسکے مالک قوم لبانہ
اور جاٹ گوت کہوکہر مین شالی قسم عمدہ یہان پیدا ہوتی ہے دو خانقاہ مین قدیم زمانے کے یہان بنی ہوئی ہین
ایک بزرگ کا نام میر گیلان اور دوسری کا نام میر گیلان ہے اونپر جو اسوقت میلا ہوتا ہے کہتے ہین کہ جب امیر تیمور
یہان پہونچا تو ہنود یہان کے اوسکے مقابل ہوے اور لڑائی ہوئی تہی دو بزرگ یہان شہید ہوئے تہے سو اٹہتر
گھر اور سترہ دوکانین اور ایکہزار دو سو بانوین زن و مرد باشندے ہین اور ولیدا دکہو کہر اِس گانوکے
رہنیوالے کو سرکار سے عمدہ ذیلداری ملا ہے **موضع پل شاہ دولہ** یہہ گانو کنارہ نالہ ڈیک
متعلق ضلع گوجرانوالہ کے آباد ہے چونکہ اِسمقام پر ایک پختہ پل خواجہ شاہ دولہ صاحب دریائی گجراتی کا نالہ
ڈیک پر بنوایا ہوا موجود ہے اِس سبب سے اِس گانو کا نام بہی پل شاہ دولہ مشہور ہوگیا شاہ دولہ ایک کامل
ولی گجرات کے رہنیوالے تہے جنکا ذکر خیر اِس کتاب مین اولیا کے تذکرہ مین تحریر ہوگا انشا اللہ تعالی اونہون
نے اِس علاقہ مین بڑی بڑی عمارتین رفاہ عام بنوائین اور یہہ پل بہی نالہ ڈیک پر اونہین کا تعمیر کیا ہوا تہا
پہلے اِس گانو مین چند گھر قوم افغان کے آباد ہوئے تہے رفتہ رفتہ صورت گانوکی بن گئی شالی قسم عمدہ سوین پت
وباسمتی یہان پیدا ہوتی ہے عمارت اِسکی خام ہے گرد و طرف جہان نالہ ڈیک جاری ہے پختہ دیوار گانوکی
بطور فصیل بنی ہوئی ہے اسکی چند گھر اور یہہ دو دکانین اِسمین ہین اور آٹھ سو ستر آدمی کی آبادی ہے خرید و فروخت
شالی کے بہت ہوتی ہے زمیندار اِن قوم کہتیہ اور ڈوگر لکن اِسکے مالک ہین **موضع کامونکی** اکبر بادشاہ
کے عہد مین سیمی کامون جاٹ قوم وڑک نے موضع کہلی متعلقہ ضلع امرتسر سے آکر ویرانہ جنگل مین اِس گانو کو
آباد کیا اور نام اِسکا کامونکے اپنے نام پر رکہا رفتہ رفتہ آبادی اِسکی بڑہتی گئی اور قصبہ کی صورت بن گیا

روز آبادی سے کبھی یہہ ویران نہین ہوا اب بھی مالکان اسکے زمینداران قوم ورک ہین اور پختہ سمادہ کا موہن
بانی قصبہ کی گانو کے پاس موجود ہے یہہ آبادی لب سڑک جو لاہور سے پشاور کو جاتی ہے آباد ہے سرکاری
سرای اور پڑاو اور بردشت خانہ اور تھانہ یہان موجود ہے عمارت اسکی عموماً خام ہے چار سو چھتیس گھر
اور پچاون دوکانین ہین اور دو ہزار چار سو تیس مردم شماری ہے اونکی خرید و فروخت یہان بہت ہوتی ہے
اور قصبہ کے لوگ آسودہ حال ہین **موضع نوشہرہ** پہلے پہل اس گانو کو زمینداران جاٹ قوم
چندھڑ نے آباد کیا تھا پھر وہ کسی سبب سے ویران ہوگیا پھر عہد شاہجہان بادشاہ مین مسمی گکھر جاٹ قوم
ورک نے موضع کڑیال متعلقہ ضلع گوجرانوالہ سے آکر اسکو آباد کیا نوشہرہ اسکا نام اسواسطے مقرر ہوگیا کہ پورانی
آبادی کا مقام جسکو پنجابی زبان مین تھیہ کہتے ہین اس آبادی کے قریب موجود تھا وہ پرانی آبادی
بھی اسکی آبادی کے وقت آباد ہوگئی اوسکا نام تو تھیہ چندھڑان والا قرار پایا اور اسکا نام نوشہرہ
یعنی شہر جدید مقرر ہوا مالک اس بستی کے زمینداران قوم ورک ہین عمارت اسکی خام ہے مگر ایک تالاب
باہر قصبہ کے موجود ہے جو دو طرف سے پختہ دو طرف خام ہے اسکے کنارہ پر ایک ٹھاکر دوارہ اور
اندر قصبہ کے ایک دیوی دوارہ بنا ہوا ہے دو سو گھر اور بیس دوکانین اسمین موجود ہین اور
مردم شماری ایکہزار ایکسو پچیس ہے **موضع کوٹ بھوانیداس** بعہد سلطنت شاہ
بادشاہ دہلی کے بھوانیداس کھتری گوت تلی نے یہہ گانو آباد کیا اور اپنے نائب مسمی ددلی قوم ہیر کو
اسجگہہ چھوڑ کر خود دہلی کو جہان وہ نوکر تھا چلا گیا اور اوسی طرف رہا پھر نہ آیا اس سبب سے مالک اس گانو
کے قوم ہیر ہوگئی اور کچھہ ملکیت بقبضہ کھتریان قوم سہگل کے ہے اور خروے ملکیت پر کھتریان گوت تلی
بھی قابض ہین تین سو پچیس گھر اور اکتیس دوکانین موجود ہین اونمین سے پانچ گھر اور پانچ دوکانین
پختہ بنی ہوئی ہین باقی خام ہین اور ایک تالاب پختہ تعمیر کیا ہوا زیر ہر سہائی کا اور ایک باولی پختہ بنائی
ہوئی لچھمی سہای کھتری کی ہے اور ایک سمادہ بابو اکا نشی گر کے برلب تالاب ہے بیساکھی کے روز دو بار
میلہ ہوتا ہے اور ایکہزار چار سو تیس آدمی زن و مرد اسمین سکونت رکھتی ہین **موضع جھلن**
پہلے پہل یہہ قصبہ مسمی جھلن قوم دھوتر نے موضع دھونی متعلقہ تحصیل حافظ آباد سے آکر آباد کیا اور نام
اوسکا اپنے نام پر جھلن رکھا سو برس تک آباد رہا پھر بسبب خسارہ و نقصان کے ویران ہوگیا اور پچاس
سال تک ویران پڑا رہا پھر ایک شخص بہومیان نام جھلن کے پوتے نے ضلع سیالکوٹ سے آکر اپنے مورثی
ملک کو آباد کیا اور سدا سے پھر ویران نہین ہوا بلکہ آبادی اسکی روز افزون ہے مالکان قصبہ ہذا
کے بانی قصبہ تک تیرہ پشت گذر چکے ہین دو سو پچانوین گھر اور پندرہ دوکانین قصبہ کے ہین اور ایکہزار

پانسو اوننتالیس زن و مرد مردم شماری ہے گانون کے زمیندار آسودہ حال ہین

موضع چھبہ سندھوان

پہلی آبادی موجودہ حال سے یہان ایک گانو افغانون کا آباد تھا وہ کسی سبب سے اُجڑ گیا اوس ٹیلہ غیر آباد کا نام چھبہ مشہور تھا پھر عرصہ اڈہائی سو برس کے اوس تھیہ کو سمی جی چند جات گوت سندھو نے آباد کیا پہلے وہ موضع ہرا متعلقہ تحصیل چونیان ضلع لاہور مین رہتا وہان سے بسبب نااتفاقی شرکا کے نکل آیا اور یہان آکر زمینداری حاصل کی چونکہ وہ قوم کا سندھو تھا چھبہ گانو بھی چھبہ سندھوان مشہور ہوا اب مالک اسکے اقوام متفرق قوم قریشی و ارائین و سندھو و کمبوہ و کھتری ہین عمارت اسکی خام دو سو چھپر گھر اور درویش و کامین ملکر ایک ہزار تین سو اٹھتیس مردم شماری ہے زمیندار دولتمندی مین اوسط درجہ کے ہین

قصبہ قلعہ مہیان سنگھ

پہلے اس قطعہ زمین مین جو متعلق اس قصبہ کے ہے وہ گانو جنکا نام کوٹلی وریشا ہو رہا تھا آباد تھے عرصہ سو برس کا ہوا کہ بغارت سکہان غارتگری آگئے گو جب زمانہ سلطنت مہاراجہ رنجیت سنگھ کا آیا تو مہیان سنگھ کھتری سوتی ساکن مغل چک نے مہاراجہ کے دربار مین اقتدار پایا اور مہاراجہ نے اوسکو فوج کا افسر بناکر جرنیلی کا خطاب دیا اور سرداری کے مراتب پر پہونچا کر نظامت کشمیر کی اوسکو بخشی اور وہ مدت مدید تک صوبہ کشمیر کا رہا آخر کار بعد مہاراجہ شیر سنگھ نے رانی چند کنور پر غالب ہوکر لاہور لیا اور بسبب انتظام جدید کے چند ہی فوج خودسر ہی تو کشمیر کی باسورہ فوج نے جو اوسکی دشمن تھی موقع وقت دیکھکر اوسکو قتل کر ڈالا اوسنے یہہ قصبہ اپنے نام پر آباد کرکے قلعہ مہیان سنگھ نام رکھا اور اُنھون نے مکانات پختہ تعمیر کرائے مہیان سنگھ کے مرنے کے بعد بسنت سنگھ بیٹا اوسکا بھی مہاراجہ کی حکم سے وزیری کا میدان مین ہا آخرہ بھی گیا اور اسکی بیوہ بسنت سنگھ کی زوجہ معہ ایک دختر کے باقی رہی جو اب تک حیات ہے اس گانو مین مالک اقوام متفرق سید و کھتری وغیرہ ہین اور ایک باغ جرنیل مہیان سنگھ کا بنایا ہوا موجود ہے اور ایک بارہ دری شہر کے اندر ہے اس قصبہ مین چرچا علم کا بہت ہے اور مولوی غلام رسول جو ایک عالم متبحر و فاضل اجل فقیر صورت درویش سیرت خاندان نقشبندیہ کے مرید تھے اس قصبہ کی زیب و زینت بلکہ تمام پنجاب کے اوستاد تھے لاہور کے لوگ جب تمام اونکے معتقد ہوگئے اور عزت اونکی بڑھ گئی تو ایک حاسد تیرہ دل سیاہ باطن نور احمد نام نے ایسے موقع پر کہ سرکار انگریز دہلی کے مفسدہ کے جھگڑے مین پھنسے ہوئے تھے اونکی نسبت معرفت پادری فورمن صاحب کے بعض ظاہر کردیا کہ یہہ مولوی لوگون کو جہاد کی ترغیب دیتا ہے بعض بات حاسد کی اوسوقت اثر کر گئی اور مولوی صاحب گرفتاری سرکار مین سے اور حکم ہوگیا کہ مولوی اپنے گانو سے کہین جانے نہ پاوے غرض کئی سال تک اونکی آمد و رفت بند ہوگئی و نظربندی کے طور پر اپنے ہی گانو مین بسر کرتے رہے اور اوس نور احمد تیرہ باطن نے ایک زمانہ کو اونکی فیض عام سے محروم اور وعظ اونکا بالکل بند ہا اگرچہ نور احمد کو اس باب مین سخت بدنامی ہوئی اور لوگ اوسکو دشمن دین سمجھنے لگے مگر تیر چل چکا تھا چند سال کے بعد بہت سی کوشش کی بعد اونکی آمد و رفت جاری ہوگئی اور وعظ بھی ہونے لگا

حضرت فوت ہو گئے ہین خدا رحمت کرے بسبب نرم مزاجی حضرت کے آخر دو چار سال میں لوگ اونپر شبہ وہابیت کا
ظن کرنے لگے تھے سو اسواسطے کہ وعظ کے وقت بھی کبھی کوئی مسئلہ منجملہ وہابیہ اوس فرقہ کے بیان نہیں کرتے تھے
کہ اوسمین اونکو خوف ظاہر ہوتی عداوت اور برپا ہونے فساد کا تھا اسواسطے اونکا وعظ صرف خدا و رسول کے
احکام اور حدیث کے مضامین کے بیان سے معلوم ہوتا تھا جھگڑے اور فساد کے تقریر وہ کبھی نہین کرتے تھے اور
کسی سے لڑنا نہین چاہتے تھے اس بزرگ کی زیارت چند بار غلام سرور مولف کتاب نے بھی کی اور فیض و برکت سے
بہرہ یاب ہوا سبحان اللہ ع اگر مرد خدا اندر جہان بود * ہمان بود و ہمان بود و ہمان بود * عمارت
اس قصبہ کی پختہ و خام ملی ہوئی ہے تین سو چودہ گھر اور ایکسو سولہ دوکانین ہین اونمین آٹھہ گھر اور دو بیس
دوکانین پختہ ہین اور ایکہزار چارسو پچیس مردم شماری ہے **موضع مرالی والہ** پہلے اس قطعہ
کی آبادی سے ایک شکارگاہ حاکم پنجاب نے یہان بنایا ہوا تھا پھر بعرصہ تین سو برس کے میرزا محمد شفیع
قوم مغل نے اسجگہہ گانو آباد کر کے شفیع آباد نام رکہا وہ گانو ایکسو برس تک آباد رہا پھر بسبب بے آبادی زراعت کے
بے چراغ ہو گیا پھر سنہ ٦٥ ہجری مین مسمی مرالی قوم راجپوت گوت بھٹی نے اوسی جگہہ گانو آباد کر کے اوسکا نام اپنے
نام پر مرالی والہ رکہا اب تک برابر آباد ہے کبھی ویران نہین ہوا ملکیت اسکی بقبضہ اقوام مختلف مثل مغل و
کھتری تھابل وغیرہ کے ہے عمارت اسکی خام ہے صرف سمادہ بانی دیہہ کی پختہ بنی ہوئی ہے اور ایک ہرم سال
آبادی کے اندر ہی جسمین سمادہ مسمی تارارام سادہو کے بنی ہوئی ہے ہر سال ماہ جیٹھہ وہان میلہ ہوتا ہے اور
دو روز تک میلہ رہتا ہی اور باہر گانو کے ایک تالاب ہے جسکی ایک دیوار پختہ اور تین طرف خام ہے اور بیچ میں
ایک ٹھاکر دوارہ بنا ہوا ہے وہان لوگ بروز میلہ کبھی جمع ہوتی اور غسل کرتے ہین اس گانو کے پانسو چالیس گھر
اور بتیس دوکانین اور دو ہزار ایکسو اٹہتر مردم شماری ہے **موضع گوندلان والہ** پہلے پہل اس
گانو کو زمینداران قوم گوندل نے آباد کیا اور گوندلان والہ نام رکہا عہد آبادی اسکے سے یہہ کبھی ویران نہین ہوا
زمانہ غارتگری سکہان مین مسمات راجکوران زوجہ گوجر سنگہ بہنگی کسقدر فوج لیکر اس قصبہ پر حملہ آور ہوئی مگر
زمینداران قوم وڑائچ نے مقابلہ پر کمر باندہ لی اور اوسکو قصبہ مین داخل ہونے نہ دیا دو ماہ تک آپسمین کشمکش رہی آخر
وہ بے حصول مرام واپس چلی گئی اب ملکیت اسکی بقبضہ زمینداران قوم وڑائچ ہے ظروف کانسی و برنجی بہ
قصبہ مین اچھے بنتے ہین اور چہہ دوکان ظروف سازون کے جاری ہین عمارت قصبہ کی خام ہے پانسو پچاس گھر
اور پچاس دوکانین موجود ہین اونمین سے دس گھر پختہ بانقش کچی ہین اور ایک تالاب اور ایک شوالہ پختہ
تعمیر کرایا ہوا مصر دیوانچند کا یہان ہے اور مصر دیوانچند سردار رنجیت سنگہ کے وقت امیر کبیر و افسر فوج تھا
وہ اس قصبہ کا رہنیوالا تھا اوسکے وقت یہہ قصبہ شہری رونق پر تھا آخر وہ لاولد مر گیا اور خاندان اوسکا

جاتا ہے دو ہزار دو سو چوبیس آدمی مرد و زن یہان رہتے ہین اور پانسو پچاس گھر اور پچاس دوکانین اور ایک مسجد پختہ ہی
قصبہ متعلق ضلع گوجرانوالہ کے ہی زمینداران بدرجہ اوسط آسودہ حال ہین **موضع کڑیال** عہد ہمایون
بادشاہ مین مسمی کرن جاٹ قوم ورک نے اسکو آباد کرکے کڑیال نام رکھا دوبارہ آبادی سے سمت ۱۹۰۰ بکرمی تک برابر
یہ آباد رہا بعدازان بعملداری انگریزی مہاراج سنگہ مفسد مفرور چیلہ بھائی بیر سنگہ کا سرکار کے خوف سے بہاگ کر
اس قصبہ مین پناہ لایا گانووالون نے اوسکی خاطر کی جب فوج سرکاری اوسکی گرفتاری کے لیے آئی تو گانووالون
نے اوسکو بہگا دیا گرفتار ہونے ندیا اس جرم پر سرکار نے اس گانوکو ویران کرا دیا اور زمیندار اپنی ملکیت سے بالکل
بیدخل کئے گئے چند ماہ کے بعد پھر سرکار مہربان ہوئی اور دوبارہ زمیندارون کو اسمین بسنے کی اجازت دی اُسوقت
سے پھر آباد ہو گیا پانسو اکتیس گھر اور چوبیس دوکانین اسمین ہین جنمین سے پندرہ گھر اور دو دوکانین پختہ
باقی سب خام ہین دو ہزار ایکسو آٹھ آدمی مرد و زن کی آبادی ہے صاحب سنگہ ورک نمبردار اس گانوکا بعہدہ
ذیلداری ممتاز ہے **موضع فیروزوالہ** پہلے پہل اس گانوکو مسمی فیروزدین نام زمیندار قوم بھٹی
نے آباد کیا اور اپنے نام پر فیروزوالہ نام رکھا چونکہ اوسکے یہان نرینہ اولاد نہ تھی دو بیٹیان اوسکی ایک تو
خاندان قوم بوٹرا اور دوسری خاندان قوم ورائن مین بیاہی گئین اور بانی نے دونو بیٹیون کے خاوندون کو
ہبہ کرکے ملکیت اس گانوکی دیدی زمانہ ضعف سلطنت مغلیہ مین مسمی رحمت خان زمیندار اس قصبہ کا خودسر ہو گیا آخر
مہان سنگہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے باپ نے یورش کی اور فریقین مین چند بار مقابلے ہوئے بہت سے آدمی قتل ہوئے
اوسوقت کرم سنگہ بہنگی دونو کے درمیان آگیا اوسنے براہ فریب رحمت خان کو اپنے پاس بلا کر نظربند کرلیا
قصبہ پر قبضہ مہان سنگہ کا ہو گیا اور رحمت خان کے خاندان سے سرداری جاتی رہی مگر ملکیت اب تک
اونھین دو قومون بوٹرا اور ورائن کی ہے غلہ گندم اس قصبہ کی زمین مین قسم اول پیدا ہوتا ہے جسکو داؤدخانی
اور دوڈانک کہتے ہین اوسکی تجارت دور دور تک ہوتی ہے ایک خانقاہ پختہ رضا علیشاہ فقیر کی اس جگہ
ہے وہان ہر سال ماہ بہادون مین میلہ ہوتا ہے اور جہان خان زمیندار بوٹرا اس قصبہ کا نمبردار سرکار کی حکم سے
ذیلداری پر مقرر ہے عمارت قصبہ کی خام ہے پانسو دو گھر اور بیالیس دوکانین ہین اونمین سے ایک گھر اور
ایک دوکان پختہ ہے دو ہزار آٹھسو اٹھتیس زن و مرد مردم شماری ہے **موضع ابدال**
کانو مسمی ابدال قوم جٹ چیمہ نے آباد کرکے اپنے نام پر اسکا نام بھی ابدال رکھا اوسکی اولاد اب تک قابض ہے
اور وہ اپنا شجرہ گیارہ پشت کے ذریعہ سے ابدال تک پہونچاتے ہین روز آبادی سے کبھی ویران نہین ہوا
دوسو چھبیس گھر اور پندرہ دوکان اور ایکہزار ایکسو اٹھاون مردم شماری ہے **موضع سنت**
زمانہ ضعف سلطنت مغلیہ مین مسمی سندر روپ بیدی نانک پوتا نے یہ گانو آباد کرکے اپنے بیٹے سنت سنگہ کے نام

پر اسکا نام سنت پور رکھا رفتہ رفتہ آبادی بڑھ گئی روز آبادی ہی سے اب تک رونق پر ہی کبھی ویران نہین ہوا
ملکیت اس قصبہ کی بدیون کے قبضہ مین ہے ہندروپ بانی دیہہ کی سمادہ بگانو مین بنی ہوئی ہے ایکسو چھیانوے
گھر اور تینتیس دوکانین انمین سے اونتیس گھر پختہ ایکہزار دوسو تینتالیس مردم شماری ہے **موضع ازوت**
قدیم زمانہ مین اس مقام پر ایک پختہ آبادی راجہ دیرچند کی آبادکی ہوئی موجود تھی وہ کسی سبب سے ویران
ہوگئی اور مدت مدید تک وہ ٹیلہ غیر آباد پڑا رہا پھر بعرصہ تین سو برس کے مسمی اوڈو جاٹ قوم ہندر
نے دکن کے ملک سے آکر اس دیہہ کو آباد کیا مگر نام وہی قدیم بانی کے نام سے اروپ قائم رہا اب زمینداران
قوم جاٹ ہندر وغیرہ ورثہ اوڈو ہین زمانہ ضعف سلطنت مغلیہ مین بسبب شدت قحط کے بہت سے گھر اس قصبہ
کے اجڑ کر چلے گئے تھے غربی طرف باہر قصبہ کے مزار شاہ بہمن ولی کی مع ایک مسجد کے بنی ہوئی ہے
اور دوسری خانقاہ شاہ گوڈر ولی کے مشہور ہے اور ایک سمادہ اوڈو بانی دیہہ کی موجود ہے عمارت اسکی
پختہ وخام ملی ہوئی تین سو باون گھر اور آٹھ دوکانین انمین سے ایکسو چھپر گھر اور چار دوکانین پختہ ہین اور دوہزار ایکسو اٹھاسی مردم شماری
ہے اور دولو جاٹ ہندر یہان کا نمبردار ذیلداری عہدہ پر ممتاز ہے زمیندار قصبہ کے آسودہ حال ہین
موضع بوتالہ پہلے اس مقام پر مسمی اروڑا جاٹ قوم وڑائچ نے موضع تڑکہہ متعلقہ گوجرانوالہ سے
اٹھ کر اس مقام پر ایک گانو آباد کیا اور ایک ٹھاکردوارہ بناکر مورت ٹھاکر دوارہ کی رکھی اوس بت کے
سبب سے مسلمان اس گانو کو بت والا کہنے لگے یہان تک وہی نام مقرر ہوگیا رفتہ رفتہ بت والا سے بتالہ نام
ٹھہر گیا چند پشت تک اوسکی اولاد یہان قابض رہی پھر بوقت ضعف سلطنت چغتائی کے جب پنجاب کے ملک مین
گھر گھر راج ہوگیا تو زمینداران قوم چٹھہ نے اس گانو کو لوٹ کر برباد کر دیا اور مالک اسکی یہان سے اوٹھ کر
موضع اوگون مین جا رہے اور بیس برس تک اجڑا رہا بعد ازان بعہد سکہان اوسی اروڑ وڑائچ بانی دیہہ کے
اولاد مین مسمی شاہ محمد جو پانچوین پشت سے اوسکا پوتا تھا اور مسلمان ہوچکا تھا موضع اوگون سے آکر
دوبارہ اسکو آباد کیا مگر پہلے آبادی پرانی آبادی سے بجانب جنوب کسیقدر فاصلہ پر آباد ہوئی پھر جب
پدر رنجیت سنگہ کے باپ کے اشارے سے قوم چٹھہ اسپر چڑہ آئے ہوئی تمام وڑائچ قوم نے شاہ محمد کی حمایت کی
اور قوم چٹھہ کو اپنے قابض ہونے نہ دیا اب ملکیت اس گانو کی زمینداران قوم وڑائچ و قوم کھتری بھنڈاری کی ہے
سردار جھنڈا سنگہ اس قصبہ کا رہنے والا مہاراجہ رنجیت سنگہ کے دربار سردار صاحب توقیر تھا اب بھی وہ
جاگیردار ہے اور اختیارات آنریری مجسٹریٹی کے اوسکو حاصل ہین ذیلداری عہدہ بھی اوسکو ملا ہوا ہے
اوسکی حویلیان و مندر سمادہ اور سرای و باغ مع بارہ دری وشوالہ باعث زینت اس قصبہ کے ہین سردار
گنڈا سنگہ کی حویلی بھی مع باغ وشوالہ دیکھنے پختہ بنی ہوئی ہے عمارت اسکی خام ہے اور خانہ شماری تعداد تین سو چھپن گھر کے

ہے اونمین سے گیارہ مکان اور آٹھہ دوکانین پختہ ہین اور ایکہزار نوسو بیالیس آدمی ہے اور زمیندار آسودہ حال
ہین قصبہ متعلق ضلع گوجرانوالہ کے ہے **موضع منڈیالہ** پہلے یہہ آبادی مسمی مال جٹ قوم وڑائچ
نے خطہ غزنی سے آکر آباد کیا اور اپنے نام پر نام اسکا ملیالہ رکھا بعد ازان بکثرت استعمال منڈیالہ مشہور ہوگیا
روز آبادی سے آجتک کبھی ویران نہین ہوا اولاد اوسکے اجتک کہ چودہ پشت گذری ہین برابر مالک ہین
مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اس قصبہ پر یورش کی اور سردار بل سنگہ جاٹ جو اوس زمانہ مین قابض ومتصرف تھا
مطیع ہوگیا اب بھی زمینداری اس قصبہ کی بقبضہ زمینداران وڑائچ ہے دوسو بیاسی گھر اور پچاس دوکانین
ایکہزار آٹھسو مردم شماری ہے **موضع پٹ لکھہ** زمانہ قدیم مین اس سرزمین مین مسمی بلیا
چیال ایک راجہ تھا جسکی بیٹی مسمات لونا راجہ سالباہن والی سیالکوٹ کی رانی تھی اوسنے اس جگہہ ایک شہر
آباد کیا ہوا تھا جب مسمات لونا جوان ہوئی اور شہرہ حسن وجمال اوسکی کا عالمگیر ہوا تو راجہ سالباہن نے درخواست
کی کہ ناطہ لونا کا اوسکے ساتھہ ہوجاوے مگر بلیا نے منظور نکیا اسبات سے راجہ سالباہن کمال غضبناک ہوا اور فوج
لیکر اوسپر یورش کی اور بہت سی لڑائیان آتشین ہوکر راجہ بلیا مارا گیا اور لونا کو راجہ سالباہن بزبردستی لے گیا
اور اپنی رانی بنایا اوس جنگ مین یہہ شہر بھی ویران ہوگیا مدت مدید تک ویرانہ رہا اوس ٹیلہ کو لوگ
پٹ لکھہ کہتے تھے اوسی مقام پر مسمی ٹہر جاٹ وڑائچ نے جدید آبادی کی اور نام گانوکا اوسی قدیمی نام پر مشہور
رہا اوسدن سے برابر اب تک آبادی اور اوسی بانی کی اولاد قابض ہے جنکی پشت پندرہ پشت کے بعد بانی
کے ساتھہ ملتی ہے سکہون کے وقت جب اس قصبہ پر سردار مہان سنگہ قابض ہوا تو بازید خان زمیندار گوت
بازید خان کا اسپر حملہ آور ہوا اور ایک لڑائی کے بعد مغلوب ہوکر واپس چلا گیا زمانہ ضعف سلطنت مغلیہ بخوف
تاخت وتاراج اکثر رہنے والے اس گانوکے اپنا اپنی گھر چھوڑکر دہلی ولاہور وکلانور وبٹالہ وسیالکوٹ وجمون و
ریاست امرتسر وراولپنڈی مین جاکر آباد ہوگئے بلکہ یہان تک مشہور ہے کہ خاندان بھاٹیہ گوت برڑ میں جیا ز
کوئی شخص ہے اونکی بزرگ اسی قصبہ سے اوٹھہ کر گئے ہونگے اور اوس قوم کا بزرگ مسمی بابا گنجا تھا جسکی سمادہ
یہان موجود ہے اور اب یہہ قوم جب اپنی اولاد کا بیاہ کرتے ہین دولہ کو یہان لاکر طواف سمادہ کا کراتے ہین
چنانچہ تھوڑی دن ہوئے سبھا برپے یہان آکر رسم اپنے بزرگون کی ادا کرتے ہین اس قصبہ کے چارسوسات گھر
اور بیس دوکانین اور ایکہزار آٹھہ سو بیس مردم شماری ہے **موضع ڈوگرانوالہ** پہلے یہہ گانو آباد
کیا ہوا قوم ڈوگر کا تھا چند مدت تک آباد رہا پھر ویران ہوگیا پھر قریب تین سو سال کے مسمی شجو جاٹ نے
نے موضع کلا ضلع گجرات سے آکر یہہ گانو ازسرنو آباد کیا مگر نام وہی قدیمی قائم رہا اوس وقت سے کبھی ویران
نہین ہوا اب بھی مالک اسکے زمینداران قوم وڑائچ ہین عمارات اسکی خام ہین الکیو گھر ... دوکانین

اور ایکہزار تین سو مردم شماری ہے اور ایک خانقاہ پختہ شاہ جلال فقیر کی بنی ہوئی ہے **موضع لدہیوالہ**
زمانہ قدیم مین بھی یہان آبادی تھی جسکا نام لدہیوالہ تھا بحصر سمی امرو جاٹ گوت وڑایچ نے دوبارہ اسکو آباد
کیا اور نام وہی قدیمی قائم رہا اب وہی بانی کی اولاد قابض و مالک ہے جنکی پشت اونتیس پشت سمی امرو کے
ساتھ ملتی ہے ساکنان دیہہ ہذا سے ایک ہرسنگہ سردار تھا جسکی لڑکی مسمات پریم کنور مہاراجہ شیر سنگہ کی رانی
اور کنور پرتاب سنگہ ٹکا کی والدہ تھی اب تک وہ لاہور مین قیام پذیر ہے اس قصبہ مین دو پختہ خانقاہین
ایک شاہ ملک شاہ کی اور دوسری محب شاہ کی اور ایک مقبرہ پختہ زمانہ قدیم کا ہے اوسکا حال معلوم نہین
اور دو مسجدین پختہ بنی ہوئی ہین یاور عمارت دوسو چورانوین گھر اور سولہ دوکانین خام اور ایکہزار چار سو
مردم شماری ہے اور مسمی عطر سنگہ جاٹ قوم وڑایچ ذیلدار مقرر ہے اور گانو متعلق ضلع گوجرانوالہ ہے۔
موضع مان عرصہ تین سو برس کا گذرا ہے کہ مسمی لدہا جاٹ قوم مان نے اسکو آباد کیا اور اپنی
ذات کے نام پر مان نام رکہا اوس روز سے برابر آباد ہے اب بھی ملکیت اسکی بقبضہ زمینداران گوت مان ہے
کہتریان قوم سونی بھی مالک ہین ایک تالاب پختہ مع شوالہ یہان بنا ہوا ہے جہان ہر روز بیساکھی میلہ ہوتا ہے
دوسو بہتر گھر اور بیس دوکانین اور ایکہزار پانسو چھبیس آدمی ہین اور یہان کے زمیندار سکھون کے وقت مثل
سردار جی سنگہ و بہار سنگہ و مانا سنگہ و نار سنگہ وغیرہ بڑے نامی گرامی آدمی تھے سردار فتح سنگہ مان بھی اسی گانو
کا رہنے والا تھا جو بمقام جمون سردار جواہر سنگہ کی وزارت مین مارا گیا اب بھی سردار فتح سنگہ مان ثانی
عہدہ ذیلداری پر ممتاز ہے اور سردار ہیرا سنگہ وغیرہ پسران بدہ سنگہ بھی جاگیردار ہین **موضع نوگھر**
عرصہ تین سو سال کا گذرا ہے کہ مسمی خوجو جاٹ گوت سکہو نے ملک وکہن سے آکر یہہ گانو آباد کیا چونکہ اوسکے
خاندان کی مشہوری بخطاب نوگھرہ تھی اسکا نام بھی نوگھر رکھا مگر زمانہ ضعف سلطنت مغلیہ مین یہہ گانو اجڑ کر
بیچراغ ہوگیا اور چالیس سال تک ویران پڑا رہا جب عہد حکومت سردار جہان سنگہ سکرچکیہ کا آیا تو اوسنے پہر
اسکی آبادی کی اور مسمی دہرم سنگہ کو اسکی حکومت عطا کی دہرم سنگہ نے اسکو آباد کر کے ایک قلعہ بھی تعمیر کیا
اور ایک آبادی علیحدہ کی سرحد مقرر کر کے دوسرا گانو بسایا اور اوسکا نام قلعہ دہرم سنگہ رکہا مگر سردار
ہر سنگہ نلوہ نے اپنی جاگیرداری کی حیثیت اوس گانو کو ویران کر دیا اور یہہ بستی بے رونق ہوگئی اب ملکیت اسکی
بقبضہ زمینداران قوم سید اور سکہو کی ہے تین سو پانچ گہر اور گیارہ دوکانین اور ایکہزار چہیاسی آدمی اور
زمیندار آسودہ حال ہین **موضع چاہل** زمانہ قدیم مین یہہ گانو آباد کیا ہوا زمینداران قوم سندہو
کا تھا کسقدر مدت تک وہ آباد رہکر ویران ہوگیا اور وہ ویران تھیہ یعنی ٹیلہ سندہول کے نام سے مشہور تھا پہر
عرصہ تین سال کا گذرا ہے کہ دوبارہ اس آبادی کو مسمیان ٹہکر و بہاگو مغل زمینداران جاٹ گوت چاہل سندہو

اور سکھون ہند و جاجل نے دوبارہ آباد کیا اور برعایت گوت اپنی کے اسکا نام بھی جاجل رکھا اوس وقت سے برابر آباد ہے کبھی ویران نہین ہوا اما لکان اسکی فی زماننا زمینداران قوم جاجل و کہتریان گوت تلی وغیرہ ہین اور آبادی قصبہ کی نشیب مین واقع ہے برسات کے موسم مین بہت سا پانی گانون کے گرد جمع ہوجاتا ہے اور آمدورفت مشکل ہوجاتی ہے اور بجانب غروب قصبہ کے ایک پل کہتریون کا بنایا ہوا ہے جسکی آمد و رفت ہوتی ہے عمارت قصبہ کی خام ہے دوسو اسی گھر اور اٹھارہ دوکانین اور ایکہزار تین سو اٹھاسی مردم شماری ہے *

موضع بھیڑی شاہ رحمان زمانہ قدیم مین اسمقام پر ایک گانو رنگن پور ڈلا نام آباد تھا وہ کسی سبب سے ویران ہوگیا اور اسکے تھیہ یعنی ٹیلے کو رنگن پور ڈلا کا تھیہ کہتے تھے اوس ویرانی کو جب بیس برس گذر گئے تو سمی ملک جاٹ قوم ہرا نے بھنبر کے ملک کرا اسکو از سرنو آباد کیا چونکہ پرانی غیر آباد تھیہ کو بزبان پنجابی بھیڑ کہتے ہین اوسکے آنگے بار سے تصغیر زیادہ ہوکر اسکا نام بھیڑی مشہور ہوگیا اورنگ زیب عالمگیر کے وقت ایک فقیر کامل خدا رسیدہ شاہ رحمان نام جو خلیفہ اعظم حاجی محمد نوشاہی قادری کا تھا یہان آکر متصل قصبہ ہذا کے بجانب شمال مکان بناکر مقیم ہوا ہزارون آدمی اوسکے مرید ہوگئے اور بنہایت شہرت ہوئی بڑے بڑے امیر و دولتمند اوسکی آستانبوسی کرنے لگے تو اس گانو کی شہرت بھی اوسی کے نام پر ہوگئی اور نام گانو کا بھیڑی شاہ رحمان قرار پایا یہہ بزرگ قوم کا دھوبی ساکن گجرات تھا اور تمام عمر اپنے نوشہ گنج بخش کے خدمت مین حاضر رہکر ہدایت طریقت کی پائی اور کمال کے درجہ کو پہونچ گیا سلسلہ نوشاہی نے اس سے فروغ پایا شاہ رحمان کے گہر کوئی بیٹا نہ تھا چار لڑکیان تھین اونکی انتقال کے بعد مریدون نے باجازت لڑکیون کے مقبرہ مع چار دیواری تیار کرایا جو ابتک موجود ہے وہ مکان بہت بارونق ہے مسافرین کو جو وہان شب باش ہون بہت آرام ملتا ہے سجادہ و فقرا خانقاہ کے متواضع ہین بالفعل اس موضع کی بقبضہ قوم ہرا اور دھوبی کی ہے اس خانقاہ پر ہر سال ماہ جیٹھ میلہ ہوتا ہے قریب بیس ہزار آدمی کے لوگ جمع ہوجاتے ہین سمت ۱۹۰۵ بکرمی کے قحط مین یہہ قصبہ ویران ہوگیا تھا چھہ ماہ کے بعد پھر آباد ہوگیا عمارت اسکی سب خام ہے ایکسو بارہ گھر اور چار دوکانین اسمین ہین اور چھہ سو چودہ مردم شماری ہے

قصبہ وزیر آباد گوجرانوالہ کے ضلع کے متعلق یہہ ایک مشہور و نامور قصبہ دریای چناب کے بائین کنارہ پر بفاصلہ تین میل کے آباد ہے اور نالہ پلکھو اسکے دیوار کے نیچے بہتا ہے یہہ قصبہ آباد کیا ہوا نواب وزیر خان صوبہ لاہور کا ہے جو عہد شاہجہان بادشاہ مین لاہور کا صوبہ اور پنجاب کا فرمان فرما تھا اوسنے اسکو آباد کرکے اپنے نام پر اسکا نام وزیر آباد رکھا اور ایک جامع مسجد عالیشان لاہور مین تعمیر کرائی جو ابتک اوسکی یادگار موجود ہے یہہ شخص قوم کا مغل [illegible] رہنے والا تھا علم الدین اسکا اصلی نام تھا طبیب حاذق طبابت کا علم ایسا جانتا تھا کہ لاہور مین کسی طبیب کو دعوی ہمتائی کا اسکے ساتھ نہ تھا اگرچہ نورجہان بیگم

محبوبہ ملکہ جہانگیر بادشاہ بیمار ہوگئی اور اسنے اوسکا معالجہ کرکے اچھا کردیا اوس روز سے رسوخ اسکا بادشاہی
دربار مین ہوگیا رفتہ رفتہ اس رتبہ کو ہوپنچا کہ نواب وزیرخان خطاب اور خدمت حکومت پنجاب کی اسکو
ملی اسنے پنجاب مین بڑی بڑی عمارتین بنوائین خاص لاہور کے اندر جامع مسجد ایسی عمارت کی بنی ہوئی ہے
کہ خشتی کاشی کار ایسی تمام ہند مین نہین ہے دوسری یہی محل جو اب گر چکا ہے اور بعض دیوارین و دوکانین
اوسکے موجود ہین تیسری ایک زنانہ مسجد اور رہنے کی محل نواب وزیرخان کی ٹکسالی دروازہ کے پاس تھی
وہ بھی سکھون کے عہد مین سب گرادی گئی صرف زنانہ مسجد موجود ہے جو اب مردانہ ہے یہہ قصبہ گذرگاہ
مسافرین خلق شاہ رہ ہے جس شخص کو لاہور سے براہ راست پشاور جانا منظور ہوگا وہ دریاے چناب اسی قصبہ
کے پاس سے عبور کریگا اور اوس گذر سے گذریگا جسکو گذر وزیرآباد کہتے ہین یہہ گذر بلحاظ عمدہ ہے اور
پل کشتیونکا اوسپر سرکاری بندھا رہتا ہے روز آبادی سے یہہ قصبہ ویران نہین ہوا البتہ آفتین اسپر
بہت سی برپا ہوتی رہتی ہین جب احمد شاہ درانی و شاہ زمان وغیرہ کی آمدورفت اسطرف ہوتی رہی
تو لاہور سے اول یہہ قصبہ لٹ جاتا رہا جب افغان رہ چکے تو غارتگران سکھہ کی غارت گری کا بازار گرم رہا
اور سکھون نے کئی مرتبہ اسپر حملے کئے آخر جب سردار مہان سنگہ سکرچکیہ کے حکومت کا زور شور ہوا تو اوسکی
اجازت سے سردار گوربخش سنگہ وجودہ سنگہ یہان قیام پذیر ہوئے اور صورت امن کی نظر آئی پھر مہاراجہ
رنجیت سنگہ تین مرتبہ اسپر حملہ آور ہوا اور یہان کے سردار اوسکو نذرانے دیکر ٹالتے رہے آخر فقیر عزیزالدین
ایک بڑی فوج لیکر رنجیت سنگہ کے حکم سے اسپر حملہ آور ہوا اور اگلے سردارون نے مغلوب ہوکر شہر دیدیا اور
رنجیت سنگہ کی عملداری ہوگئی کاردار مختلف یہان آتی رہی جب ویطویلہ فرانسیس کاردار یہان کا ہوا
تو اوسنے اس شہر کو بڑی رونق دی اور ایک نئی طرز و نئی قطع کا شہر بنادیا چار بازار بنائی ایک دوسرے
کے روبرو چار دروازے رکھے اور وسط مین چوک تجویز کیا سڑکین ایسی سیدھی ہین کہ اگر ایک دروازہ پر
کھڑے ہوکر دیکھین تو دوسرا دروازہ نظر آتا ہے بلکہو ندی کے کنارے پر ایک مثمن برج مقطع و خوشنما
رنجیت سنگہ کے حکم سے بنوایا جسمین خود وہ آکر اترا تھا باغ بھی مہاراجہ رنجیت سنگہ کا بنوایا ہوا یہان تھا جس
مقام پر مہاراجہ کا باغ بنایا گیا تھا پہلے وہان مکانات عجیب وزیرخان کی بنائی ہوئی موجود تھی وہ سب
گرائی گئی اور باغ و برج مدت تک موجود ہے پہلے پہل سرکار انگریزی نے یہان فوج کی چھاونی مقرر کی تھی
مگر بسبب خرابی آب ہوا کے برخاست ہوگئی اس شہر مین اکثر اشیا پوشاک قلمدان و صندوقچہ و ڈبیا وغیرہ
خوشنما بنتی ہین اور واسطے خوشنمائی کے جو ڈبیا پر ریشم چڑھایا جاتا ہے وہ صنعت اسی شہر مین ہے اور نیز
یہین بوقت ضلع بندی ملک پنجاب کے یہہ قصبہ بھی مقام ضلع قرار پایا تھا پھر سنہ ۱۸۵۱ء مین سیالکوٹ ضلع

مقرر ہوا اور یہہ قصبہ ایک تحصیل اوسی ضلع کے قرار پایا بعہد ۱۸۵۲ء مین یہہ تحصیل ضلع گوجرانوالہ کے متعلق
ہوگئی اور عملہ تحصیل تحصیل ڈسکہ مین مامور ہوگیا ۱۸۵۶ء مین قصبہ رام نگر سے تحصیل اوٹھکر اس قصبہ مین مامور
ہوئے چنانچہ اب تک بھی شکار پہلی و مرغابی کا یہان بحسب دل سکتا ہی مالکان دیہہ زمینداران اقوام متفرق
ہین مگر ارائین بکثرت ہین اور جاٹ بھی کسیقدر رہین خاندان قاضیون کا قدیمی ہے اور قاضی غلام قادر ایک
طبیب فاضل آدمی اوس خاندان مین مشہور ہی اور قوم جاٹ مین سے چودہری غلام قادر جاگیردار ہے اس
قصبہ مین بادکش پینے چینگہہ عمدہ بنتا ہے اور ریشہ پشاور سے منگایا جاتا ہے کوہستانی لکڑی لائق عمارت کے یہان
گذرتی کے ساتھہ بکتی ہے اور ایک نامی منڈی لکڑی کے یہان موجود ہے عمارت اسکی عموماً پختہ ہی چار ہزار
تین سو پچاس گہر اور آٹھہ سو پچاس دکانین ہین اونمین سے پانسو ساٹھہ گہر اور اکیسو ساٹھہ دکانین خام
ہین باقی سب پختہ مین اور تیرہ ہزار سات سو تیس آدمی کی مردم شماری ہے باغ بھی اکثر ہین جنمین سے
باغ دیوان ٹھاکر داس جو پیڑہ وکر یارام پیڑہ کا تہا اور ٹسریج صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کی بنوائی ہوئی منڈی جسمین
غلہ بکتا ہے نہایت اچھی ہے جسکا نام ٹسریج گنج رکہا ہے اس قصبہ مین میلا بساکھی کا بڑی ہجوم سے کنارہ دریا اور
شہر کے بازارونمین ہوتا ہے **رسول نگر عرف رام نگر** ضلع گوجرانوالہ تحصیل وزیرآباد کے متعلق
یہہ قصبہ بائین کنارے دریاے چناب کے آباد ہے عرصہ ایکسو بتیس برس کا گذرتا ہے کہ نور محمد زمیندار قوم چٹہ نے
اسکو آباد کرکے نام اسکا کوٹ نور رکہا اور اوسکو بحالت خودسری و حکومت اپنی کے دارالریاست ٹہرایا اسکی
بعد پیر محمد اوسکے بیٹے نے اس قصبہ کو خوب رونق دی اور اپنے مرشد عبدالرسول کے نام پر نام اسکا رسول نگر
بدل دیا یہہ خاندان بادشاہی مغلیہ سلطنت کے وقت اس علاقہ کا جاگیردار تہا جب سلطنت اسلامیہ ضعیف ہوگئی
اور سکہون کی غارتگری کا ہنگامہ گرم ہوا تو اونہون نے اپنی خودداری وحفاظت کے لیے فوج نوکر رکھی
اور توپین بنوائین اور بارہا سکہون سے لڑائیان کین اور اپنی جوانمردی و بہادری سے اپنے علاقہ مین اونکا
قدم نہ جمنے دیا آخر جب مہان سنگہ سکرچکیہ کا زور و شور ہوا اور اوسنے اور سکہون کی مدد لیکر رسول نگر پر یورش
کی اور کئی لڑائیان لڑا مگر کامیاب نہوا جب اوسنے جانا کہ اب لڑائی سے کام نہین نکلتا تو اوسی دوستی کا
نقشہ جمایا مگر نتیجہ اوٹھایا اور قسم کہائی اور فریب دیا کہ تم مجھسے دوستی کرو تاکہ باتفاق ایک دوسرے کے
اور ملک فتح کرین وہ سادہ دل صاف سینہ مسلمان اوس تیرہ باطن کے فریب مین آگیا اور اسکے جہوٹی قسم
اعتبار کرکے پیر محمد اوسکے بیٹے کو آگیا اوسنے آتے ہی اوسکو مع جان محمد اوسکے بھائی کے قید کرلیا اور کل علاقہ پر
دخیل ہوگیا اسوقت مہان سنگہ نے رسول نگر کو اسقدر لوٹا تھا کہ رعایا کے گلی برتن بھی بکہدا اوٹھاکرلے گئے
تمام مسجدین گرادین بڑی بڑی حویلیان جلاکر خاک کو ڈالدین اور حکم دیا کہ آئندہ اس شہر کو کوئی رسول نگر

نہ کہے رام نگر کہے اب دونو نام مشہور ہین مسلمان رسول نگر کہتی ہین اور ہندو رام نگر سرکاری دفترون مین بھی رام نگر
نام ہی پہلے یہہ قصبہ زیادہ تر معمور و آباد تھا نمک کی خرید و فروخت اس جگہہ بہت ہوا کرتی تھی سکھون کے وقت
بھی یہہ تعلقہ مشہور تھا عملداری صاحبان انگریز مین جب شیخوپورہ ضلع تھا تو یہہ قصبہ تحصیل کا مقام تھا سنہ ۱۸۵۶ع
مین بجاے اسکے قصبہ وزیرآباد مین تحصیل کا محکمہ مقرر ہوگیا اور اس قصبہ کی رونق جاتی رہی سمت ۱۹۰۵ بکرمی مین
جب سردار چتر سنگہ و شیر سنگہ اٹاری والے نے مجمع سکھون کا کرکے سرکار انگریزی کے ساتھہ جنگ کیا تو اس
قصبہ کے پاس سخت لڑائی ہوئی فریقین مین سے ہزارون آدمی مارے گئے صاحبان انگریز جو اس معرکہ مین
کام آئے اونکی قبرین عالیشان سرکاری باغ کے اندر جو مہاراجہ رنجیت سنگہ کا بنوایا ہوا تھا بنی ہوئی ہین اس قصبہ مین
تجارت لکڑی کی بہت ہوتی ہے زرغن زرد و شکر تری و قند وغیرہ ہر ایک چیز بکثرت فروخت ہوتی ہے ایک گذر
دریاے چناب کا اس قصبہ کے ساتھہ منسوب ہے جس شخص کو گوجرانوالہ سے شاہپور جانا ہو وہ اس گذر سے اوترتا
کمبل اس قصبہ مین بہت اچھا بنایا جاتا ہے دبگر بھی اپنا کام عمدہ کرتے ہین کشتی بنانے والے ترکھان اس
قصبہ کے اوستاد مشہور ہین تربوز اس سرزمین کا نہایت شیرین و خوشگوار ہوتا ہے قوم کھوجہ اس قصبہ مین امیر
زمیندارون سے رکہتی ہین عمارت اسکی دو حصہ خام اور ایک حصہ پختہ ہے تین ہزار دس گھر اور پانسو
ترانوین دوکانین اوسمین سے دو ہزار نوسو اکیس گھر اور چارسو بیس دوکانین پختہ ہین اور سب خام ہین آبادی
سات ہزار پانسو اٹھارہ آدمی ہے ملکیت اسکی بقبضہ زمینداران قوم ارائین اور ارورہ وغیرہ اقوام متفرق
ہے تمام عمارتون مین سے حویلی جواہر سنگہ بتنی کی لائق تعریف ہے اور پاکہہ سنگہ کہتری اس قصبہ کا رئیس و
زمیندار ہے شہر پناہ بھی اس قصبہ کا تھا مگر اب مسمار ہو چکا ہے دریاے چناب اس قصبہ سے تھوڑے فاصلہ پر جنوب کی
اور ایک نالہ دریا کا اسکے پرلے طرف کو بہتا ہے جو تین سو گز چوڑا اور نو فٹ گہرا ہے اور فی گھنٹہ ڈیڈہ میل
اوسکی رفتار ہے دو میل شہر سے پرے ایک اور نالہ دریا کا ملتا ہے جسکی گہراؤ سردی کے موسم مین تین
فٹ تک ہوتی ہے **فائدہ** چونکہ بانی قصبہ رسول نگر نور محمد کا قصبہ کے ذکر مین تذکرہ مذکور ہوا ہے اسلئے
مناسب تصور ہوا کہ شمہ احوال اس خاندان کا جو کسی وقت حاکم با اختیار اس علاقہ کا تھا لکھا جاے جو لطف سے
خالی نہوگا وہ یہہ ہے کہ موضع منچر متعلقہ ضلع گوجرانوالہ کے زمیندارون قوم چہٹہ مین سے ایک شخص نور محمد نام نے
زمانہ ضعف سلطنت مغلیہ مین ملک بے مالک دیکھہ کر کچھہ ملک متعلقہ ضلع گوجرانوالہ اپنے قبضہ مین کرلیا اور خود
حکومت کرنے لگا اور یہہ قصبہ یعنی رسول نگر آباد کرکے دار الریاست بنوایا کل علاقہ جو اوسکے زیر حکومت تھا
جسمین کچھہ [illegible] وہ مرگیا تو چودہری پیر محمد اوسکا جانشین ہوا اور چند سال فرمانروا رہا جب وہ
فوت ہوا تو غلام محمد اوسکا بیٹا قابض و حاکم ریاست کا ہوا اوسکو سکھون کے ساتھہ مقام متفرق لڑنا پڑا

اور اسنے ہر ایک میدان مین بہت ستمانہ جنگ کی آخر بمقام منچر مہانسنگہ سکر چکیہ کے ہاتھہ سے شہید ہوا اور مہانسنگہ نے
بعد قول و قسم اپنے پاس بلاکر قید کرلیا اور وہ قید کی حالت مین مارا گیا ۱۲۰۳ھ مین اسکا سال شہادت ہے اسکے
شہادت کی بعد چودہری جان محمد بحالت تنزل مالک ریاست کا بنا اوسکو رنجیت سنگہ نے بمقام رامنگر شہید
کیا اور ملک مقبوضہ اوسکا اپنی تصرف مین کرلیا اوس روز سے ریاست اس خاندان کی ختم ہوئی ہے۔ *

قصبہ علی پور عرف اکال گڈہ

یہہ قصبہ اپنی زمانہ اختیار و حکومت کے وقت پیر محمد زمیندار قوم چٹہہ نے آباد کیا اور اپنے پوتے علی محمد کے نام پر اسکا نام بھی علی پور رکھا چندسال زمینداران قوم چٹہہ
اسپر قابض رہے جب سردار مہانسنگہ زمینداران چٹہ کی ریاست پر قابض ہوگیا تو یہہ قصبہ اونے ایک شخص
سردار دل سنگہ اپنے مصاحب کو دیدیا اور دل سنگہ اس قصبہ کے متعلقہ علاقہ پر قابض و دخیل ہوگیا جب مہاراجہ
رنجیت سنگہ لاہور پر قابض ہوا اور صاحب سنگہ والی گجرات کے ساتھہ پے در پے اوسکے لڑائیان ہوئین تو
اکثر تہہ صاحب سنگہ نے سردار دل سنگہ کے ساتھہ سازش کرکے چاہا کہ دونو ملکر رنجیت سنگہ کو مغلوب کرین یہہ خبر
جب رنجیت سنگہ کو پہونچی بہ تملق و فریب دل سنگہ کو اپنے پاس بلاکر قید کرلیا اور فوج لیکر اکال گڈہ پر چڑہ
گیا دل سنگہ کی عورت مقابلہ پیش آئی اور اسنے حمایت پر صاحب سنگہ بہنگی حاکم گجرات و سردار جودہ سنگہ حاکم
وزیرآباد کو بلایا جب رنجیت سنگہ نے اونکے آنے کی خبر سنی محاصرہ علی پور کا چہوڑکر اونکے مقابلہ کو روانہ
ہوا اور آپسمین لڑائی ہوکر صاحب سنگہ بیدی کے وسیلے سی صلح ہوگئی اور سردار دل سنگہ قید سی رہا ہوا مگر
وہ اوسی غم و غصہ کی حالت مین چند روز کے بعد مرگیا اور رنجیت سنگہ نے بہ بہانہ ماتم پرسی علی پور مین جاکر
شہر اور تمام علاقہ پر قبضہ کرلیا اس مکر و فریب سے رنجیت سنگہ اس قصبہ پر قابض ہوا چونکہ علی پور کے نام پر
حضرت علی کا نام سکہون کے زبان پر آتا تھا اسلئے بہت گہبرائے اور اکال گڈہ نام رکہہ دیا اوس روز سے
مسلمانون مین علی پور اور ہندؤن مین اکال گڈہ مشہور ہے کہتریان قوم چوپڑہ اس قصبہ مین بہت ہر
اور انہین مین سے دیوان ساون مل تھا جسکو مہاراجہ رنجیت سنگہ نے ملتان کا صوبہ بنایا اور مدت تک کمال
نیکنامی و انصاف ملتان فرمان فرما رہا وہ مرگیا تو اوسکا بیٹا دیوان مولراج صوبہ بنا مگر وہ آخر الامر باغی ہوگیا
اور کئی ماہ تک لاہور اور صاحبان انگریز کے فوج کے ساتھہ لڑتا رہا آخر تنگ آکر حاضر ہوگیا اور بجرم بغاوت
جلاوطن کیا گیا اوسکے بغاوت کے وقت جسقدر عمارت عالیشان دیوان ساون مل کی اس قصبہ مین تہین
بہت کی سب سرکار انگریز نے مسمار کرادین اوس روز سے آبادی اس قصبہ کی بے رونق ہوگئی رشتہ داران دیوان
ساون مل کے اب بھی اس قصبہ مین دولتمند و زمیندار ہین اونمین سے دیوان [illegible] آنریری مجسٹریٹ
صاحب عزت و اقتدار ہے وہ تجارت کا کام کرتا ہے ملکیت اسکی قصبہ زمینداران قوم چٹہہ چوپڑہ وغیرہ

اقوام متفرق کے ہے عمارت اسکی زیادہ تر خام ہے ایکہزار پندرہ گھر اور تین سو پچاس دوکانین انمین سے
چار سو گھر اور اکیسو دوکان پختہ ہے اور پانچہزار اٹھتیس مردم شماری ہے اور قصبہ کے رہنے والے آسودہ
حال ہین اور قصبہ متعلقہ ضلع گوجرانوالہ کے ہے **قصبہ سودہرہ** اس قصبہ کی آبادی بہت پرانی
ہے اصلی بانی اسکا ملک ایاز غلام محبوب سلطان محمود غزنوی کا تھا جنے پنجاب کی حکومت کے وقت دریائے
چناب کے کنارے پر یہہ شہر آباد کرنا چاہا تھا چونکہ اوسکی تجویز یہہ تھی کہ اس شہر کے اکیسو دروازے ہوون
اور بہت بڑا شہر ہو اس سبب سے اسکا نام سودرہ مشہور ہوگیا اوسنے یہان پہلے پختہ قلعہ کی بنا ڈالی اور
فصیل و عالیشان حویلیان تعمیر کین مگر ابھی تمام شہر آباد نہین ہوا تھا کہ وہ لاہور کی آبادی مین مصروف
ہوگیا جو راجہ آنندپال کے محاصرہ کے وقت اوجڑ گیا تھا اور اس شہر کی آبادی کے طرف اوسکی توجہ نرہی
سلطنت مغلیہ مین اسکی آبادی بڑی اوج پر تھی شاہجہان بادشاہ نے جب یہہ علاقہ امیرالامرا نواب
علی مردان خان کی جاگیر مین دیا تو اوسنے اس قصبہ کی آبادی مین بہت کوشش کی بڑی بڑی عالیشان
حویلیان اور ایک باغ سنگین عمارت کا بنوایا طرح طرح کے درخت اوسمین لگوائے فوارے و آبشارہ و نشیمن تیار
کرا کی اور چمن پختہ بنوائی اور ایک پختہ نہر دریا سے لاکر باغ کو سیراب کیا اور اوسی نہر سے تمام علاقہ
جاگیر کو پانی دیا وہ نہر اب بھی علی مردان خان کی کول کہلاتی ہے تمام عمارات و باغ مین چھہ لاکھ روپیہ
صرف کیا اور اس گانوکا نام اپنے بیٹے محمد ابراہیم کے نام پر ابراہیم آباد نام رکھا مگر یہہ نام مشہور نہوا
جب مغلیہ سلطنت ضعیف ہوگئی تو سکہون نے اس قصبہ کو بہت مرتبہ لوٹا آخر سردار صاحب سنگہ بہنگی کا قبضہ اسپر
ہوا اگرچہ مہان سنگہ سکرچکیہ نے بہت مرتبہ یورش کی مگر کامیاب نہوا جب ستارہ بخت رنجیت سنگہ کا چمکا تو اوسنے
ریاست صاحب سنگہ بہنگی کی نیست و نابود کر ڈالی تو یہہ قصبہ بھی لے لیا مالک اس قصبہ کے اب رائین وغیرہ اقوام
متفرق ہین اور گذر دریای چناب کا جو اس قصبہ کے پاس ہے وہ گذر سودہرہ کہلاتا ہے عمارت اسکی عموماً پختہ ہے چنانچہ
ایکہزار دوسو پانچ گھر اور اکیسو پانچ دوکانین ہین اونمین سے صرف پچیس گھر خام ہین باقی سب پختہ ہین اور
چار ہزار سات سو بتیس مردم شماری ہے پرانے شہر کی آبادی کے نشان اب تک موجود ہین جسکو سکہون نے
اوجاڑ دیا تھا خرید و فروخت اس قصبہ مین ہر ایک چیز کی ہوتی ہے اور مسمی جلال قوم چیمہ نمبردار و ذیلداری
کا عہدہ بھی رکھتا ہے بادشاہون کے وقت یہان بڑے بڑے عالم و فاضل و خوشنویس رہتے تھے اب بھی ایک دو
خوشنویس عربی و فارسی لکھنے والے موجود رہتے ہین **موضع گکہڑ** پہلے بعہد بابر بادشاہ کے مسمی جوگی جاٹ
گوت چیمہ نے یہہ گانو آباد کر کے نام اسکا اپنے بیٹے گکہڑ کے نام پر گکہڑ رکھا کسیقدر مدت کے بعد یہہ باعث نااتفاقی
زمینداروں کے ویران ہوگیا اور پہلی آبادی کے متصل دوسری آبادی قائم ہوئی عہد سلاطین چغتائیہ

مین بھیہ پرگنہ مشہور تھا بحصہ نور محمد و پیر محمد قوم چٹھہ اسپر قابض ہے جب سردار مہان سنگہ سکرچکیہ اونپر غالب
آیا تو اوسپر بھی قبضہ مہان سنگہ کا ہوگیا مالک اسکے اب زمینداران جاٹ چیمہ ہین اور قصبہ ٹرک شاہ دولے کے کنارے پر
آباد ہے لنگر کے مقام کے لیے ایک بڑا اونچا مکان بنا ہوا ہے عمارت اسکی اکثر خام ہے چارسو دو گھر
اور پچیس دوکانین موجود ہین اونمین سے پچیس گھر اور دو دوکانین پختہ ہین اور دو ہزار نو سو تین مردم شماری
ہے محمد خان نمبردار اس گانو کا ذیلدار مقرر ہے اور زمیندار آسودہ حال ہین **موضع سنجر** اکبر بادشاہ
کے عہد مین مسمی کشنو جاٹ قوم چٹھہ نے بھیہ گانو آباد کر کے اپنے بیٹے کے نام پر جو اسکا نام سنجر رکھا اخیر
سلطنت مغلیہ تک بھیہ آبادی برابر آباد رہی جب فیمابین سردار مہان سنگہ شکرچکیہ و غلام محمد چٹھہ کے
لڑائیان ہوئین اور سردار مہانسنگہ فتحیاب ہوا تو سردار مہانسنگہ کی فوج نے بھیہ گانو لوٹ کر ویران کر دیا
چھ ماہ تک ویران رہا سردار مہان سنگہ نے دوبارہ زمیندارون کو تسلی دلاسا دیکر آباد کیا دوسری جگہ
پہلی آبادی سے کسیقدر فاصلہ پر جو اب تک آباد ہے اس قصبہ مین آہنگران بندوق ساز بعہد سکھان اوسی تیغ
مشہور تھے جنکا کارخانہ اب بالکل بند ہے ملکیت اسکی اقوام چٹھہ اور اقوام متفرق مین منقسم ہے عمارت اسکی
خام ہے دوسو اکثر گھر اور پندرہ دوکانین اور ایکہزار اکیاون مردم شماری ہے قصبہ کے لوگ آسودہ حال
ہین اور گانو متعلق ضلع گوجرانوالہ ہے **موضع احمد نگر چٹھہ** ایکسو برس سے زیادہ مدت گذری ہے
کہ احمد خان زمیندار قوم چٹھہ نے موضع سنجر سے اٹھکر اس گانو کو آباد کیا اور نام اسکا بمطابق نام اپنے
احمد نگر رکھا اور اس سرزمین پر بطور حاکم خود سر کے قابض ہوا پہلے چڑت سنگہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے دادا
نے اسپر یورش کی مگر ناکامیاب رہا پھر سنہ ۱۸۶۲ بکرمی مین مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اسپر حملہ کیا اور احمد خان سے جنگ
یہ قصبہ چھوڑا یا اور ایک ضرب توپ جو احمد خان کے پاس تھی چھین لی سنہ ۱۸۹۰ بکرمی مین بسبب قحط کے یہ گانو
ویران ہوگیا اور زمیندار جا بجا جا بسے دو سال کے بعد پھر دہقان ہی آکر آباد ہوئے اب بھی مالک اسکی زمینداران
قوم چٹھہ ہین عمارت اسکی سب خام ہے چارسو اونتیس گھر اور اکیوستائیس دوکانین اور ایکہزار پانسو نو ہے
مردم شماری ہے مسمی خدا بخش نمبردار اس قصبہ کا ذیلدار مقرر ہے **موضع نظام اباد**
پہلے بعہد شاہجہان بادشاہ مین مسمی نظام الدین خان قوم مغل نے یہ گانو آباد کر کے اپنے نام پر نظام اباد
نام رکھا اور ایک باغ عالیشان بنوایا اور ایک نہر دریاے چناب سے لاکر باغ کو سیراب کیا اوس باغ کا اب
نام و نشان نہین ہے جب سلطنت مغلیہ ضعیف ہوگئی اور آمد و رفت افغانی فوج کی کابل سے پنجاب مین ہونے لگی
تو ایک مرتبہ فوج افغانی او قصبہ والون کے درمیان تکرار ہوگیا اور افغانون نے اس قصبہ کو لوٹ کر جلا دیا
دو سال تک غیر آباد رہا پھر اولاد بانی نے اسکو آباد کر لیا ملکیت اسکی اب بھی بقبضہ قوم مغل ہے اس قصبہ کے

اس قصبہ کے لوہار اپنے کام مین اوستاد مشہور ہین چاقو چھری وغیرہ ایسا بناتے ہین کہ ولایتی کام کے برابر کر دیتے ہین سکھی عملداری مین ان لوہارون کے بنائی ہوئی بندوقین دور دور بطور تحفہ جاتی تھین اور کوفتگری کا کام بھی اسجگہ نہایت اچھا ہوتا ہے چار سو پندرہ گھر اور پچاس دوکانین اس قصبہ مین ہین انمین سے باسٹھہ گھر اور چھتیس دوکانین پختہ ہین باقی سب خام ہین اور ایکہزار چار سو چورانوے مردم شماری ہے *

موضع دہونکل اصل مین اس قصبہ کا نام دہرکیل اور بانی اس قصبہ کا دہرکیل نام ایک جاگیردار راجہ جیپال والی لاہور کے سپاہ کا سپہ سالار تھا جب سلطان محمود غزنوی نے لاہور کی حکومت کو نیست و نابود کر دیا تو دہرکیل کی دولت مین بھی زوال آگیا اور ایک قلعہ جو دہرکیل کا بنوایا ہوا یہان موجود تھا منہدم ہو گیا مگر اب تک نشان اوسکے موجود ہین موضع دہرکیل کی آبادی بدستور رہی پھر ۵۵۰ ہجری مین سید احمد المعروف سخی سرور سلطان بن سید زین العابدین جنکا مزار بمقام نگاہہ علاقہ ڈیرہ غازی خان مشہور ہے اسجگہہ تشریف لاکر مصروف بعبادت ہوا اونکی برکت سے وہان ایک چشمہ پانی کا زمین سے نمودار ہوا اور لوگون کی بہت اونکی خدمت مین شروع ہوئی انہدنون مین جو لشکر قوم مغول کا ہمراہی تولی خان نبیرہ چنگیز خان کے اسطرف آیا تو اوسکی ہمراہی ایک شخص لوٹرا زمیندار قوم جوہنڈہ کو بیگار مین پکڑ کر کابل کو لے گئے اوسکے ماباپ بیٹے کے فراق مین روتے روتے اندھے ہو گئے جب اونھون نے حضرت کی کرامت کا شہرہ سنا تو حضرت کی خدمت مین حاضر آئے اور بعجز و نیاز اپنے بیٹے کے ملنے کی دعا چاہی حضرت نے اونکی التجا قبول کی اور بزور کرامت اونکا بیٹا کابل سے منگوا دیا یہہ خوارق دیکہہ کر وہ تینون شخص مسلمان ہوگئے اور مریدون مین داخل ہوکر خدمت کرنے لگے چند سال کے بعد حضرت اپنے وطن کو چلے گئے اور یہہ مکان لوٹرا کے تحویل مین رہا پھر زمینداران گوت کلیر یہان مالک بن گئے اور جوندا نام ایک زمیندار نے اسکی آبادی کو رونق دیکر نام اسکا اپنے بیٹی دہونکل کے نام پر دہونکل رکہہ دیا بعض کا قول ہے کہ نام اسکا جو اصلی دہرکیل تھا وہی نام کثرت استعمال سے بگڑ کر دہونکل مشہور ہو گیا ہے شاہجہان بادشاہ کے عہد مین مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی نے یہان آکر پختہ حجرہ عبادتخانہ مسجد بنوا دی اور چشمہ کے مقام پر چاہ پختہ تعمیر کرایا مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت اوس چاہ پر بنظر حفاظت پانی کے گنبد تعمیر ہوا حضرت کے عبادتخانہ مین ہر سال ماہ اساڑہ کی پہلی جمعرات سے ماہ ساون کے پہلی جمعرات تک ایکماہ برابر میلہ رہتا ہے ملک ملک سے ہزارہا زائرین قافلے زائرین کے آتے ہین پنجاب کے میلون مین سے بہالکا بڑا میلہ مشہور ہے زائرین اسجگہہ سے پنکہو اور مہندی خرید کر بطور تبرک لیجاتے ہین اب تک زمینداران جوہنڈہ اور کلیر مالک ہین تین سو چھہتر گھر اور اکیس دوکانین اور دو ہزار تین سو اونتیس مردم شماری ہے

موضع بدوکی پہلے بہلول ابرشاہ بادشاہ کے وقت مین قوم جاٹ گ

چیمہ نے موضع تلونڈی کھجور والی سے آکر اس قصبہ کو آباد کیا اور نام اسکا اپنے نام پر بدو کے رکھا بدو زآبادی
سے اب تک آبادی زمینداران قوم چیمہ و گورشائین فقیر یہان آباد ہین پانسو چھبیس گھر اور اکتیس دوکانین
ہین جنمین سے باون گھر پختہ ہین دو ہزار چھہ سو اٹھائیس آدمی کی مردم شماری یہان ایک سمادہ او.
مشہور ہند رشہدون کا ہے اوسجگہہ سائین اس ایک سادہ ہندو کی سمادہ بنی ہوئی ہے جو بدو بانی دیہہ کا
گرو تھا بعد آبادی موضع ہذا کے وہ بھی موضع تلونڈی علاقہ تحصیل گوجرانوالہ سے آکر یہان مقیم ہوا جب
مر گیا تو رامانند اوسکا چیلہ صاحب کرامت مشہور ہوا اوسکی سمادہ بھی اسجگہہ بنائی گئی اور دیوان جوالاسہائے
سابق امین آباد مدار المہام ریاست جموں وکشمیر نے اون دونو سمادہون پر عمارت پختہ بنوائی اب بکیسال مین
تین ہر سنہ یہان میلا ہوتا ہے پہلا میلا چیت جو دس کو دوسرا بکرم بیساکھہ تیسرا بیساکھہ کی نوری ماشی کو زمیندار
اس قصبہ کے آسودہ حال ہین اور پرتاب سنگھ نمبردار عہدہ ذیلداری پر ممتاز ہے **موضع سید نگر**
پہلے بعہد سلطنت اکبر بادشاہ کے سمی چاپڑ جاٹ گوت چٹھہ نے یہہ گانو بنام سمی میگا زمیندار بہولر
داماد اپنے کے آباد کیا اور نام اسکا بہولرانوالہ رکھا اور میگا بہولر نے ملکیت اس موضع کی سمی پٹھان
زمیندار بہنڈر اپنے داماد کو ہبہ کر دی اور نام وہی مشہور رہا بعد اسکے سید لطف شاہ چکلہ دار نے بزور حکومت
اسپر قبضہ پایا اور آبادی اسکی بڑھائی اور سید نگر نام رکھا بزمانہ ضعف سلطنت مغلیہ مین نور محمد چٹھہ اسپر حاکم
ہوا اوسکے سردار چھان سنگھ سکرچکیہ نے چھین لیا اور اس گانو کو لوٹ کر ویران کر دیا بہت سے لوگ اس گانو
سے اوٹھکر گوجرانوالہ مین سکونت پذیر ہوئے چنانچہ اب تک ایک محلہ سید نگریونکا گوجرانوالہ مین مشہور ہے
کسیقدر مدت کی بعد پھر یہہ گانو آباد ہوا اب ملکیت اس گانو کی قبضہ زمینداران بہنڈر اور سید کے ہے ایک
خانقاہ شیخ خرم نوشاہی اور ایک مزار رحیم اللہ شاہ قریشی کی اس قصبہ مین موجود ہے عمارت خام ہے
اکیسو چوالیس گھر اور آٹھہ دوکانین اور چھہ سو ستر مردم شماری ہے **کوٹلہ پیران** عالمگیر بادشاہ
کے وقت سید احمد علیشاہ قادری شیخ الہند بغداد سے اسملک مین تشریف لائے اور بہدایت و ارشاد طالبان
حق مصروف ہوئے اور اس آبادی کے مقام پر عبادت خانہ بناکر سکونت اختیار کی یہہ حضرت سید گیلانی عبدالرزاق
تھے محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ سید سلطان عبدالقادر جیلانی کے ساتھہ انکا شجرہ ملتا ہے تمام عمر یہہ اسی
مقام پر قیام پذیر رہے آخر جب بندا بیراگی جانشین گورو گوبند سنگھ نے دکن سے آکر پنجاب مین شور و فساد برپا
کیا اور سرہند وغیرہ بڑے بڑے شہرون کو لوٹا تو یہہ بھی مسلمانون کے ہمراہ بامید شہادت باجتماع مریدان
کے بمقام قصبہ بٹالہ گئے اور بندا کے ساتھہ لڑکر شہید ہوئے مریدون نے نعش حضرت کی یہان لاکر دفن کی
[illegible] بعد لوگون نے جمع ہوکر یہان ایک گانو آباد کیا نام اوسکا کوٹلہ پیران رکھا اسمقام پر حضرت کا مزار

پختہ بنا ہوا ہے پہلے وہ گانو بوجہ اخراجات خانقاہ معاف و واگذار تھی جب سکھون کی غارتگری جا بجا و بطرف
پنجاب کے ہونے لگی تو اس گانو کو بھی سکھون نے لوٹ لیا اور اولاد حضرت کی بخوف غارت ساون سنگہ غارتگر کے
جسکی دشمنی اس خاندان کے ساتھہ تھی جلاوطن ہوکر ہزارہ کو چلی گئی چنانچہ اب تک مسمی چاند پیر وغیرہ حضرت
کی اولاد وہان موجود ہے بعد ازان جب سردار گوربخش سنگہ وزیرآباد مین مالک ہوا تو اوسنے حضرت کی
اولاد کو وہان سے بلوایا اور وہ اوسکی درخواست کے موجب یہان آکر دوبارہ آباد ہوئے اور ایک گانو
بوجہ جاگیر اونکے لیے اب تک واگذار ہے ایک سجادہ نشین اس مزار پر مقرر رہتا ہے وہی جاگیر کی آمدنی
کہاتا ہے جس شخص کو جن و پری کا آسیب ہو یا کسی عورت کی خورد سال اولاد مرجاتی ہو وہ اس مزار پر آکر
سجادہ نشین سے دعا کراتی ہین اونکی اعتقاد کی صفائی سے شفا ہوجاتی ہے ملکیت اس گانو کی قبضہ سادات
کے ہے ستائیس گھر اور ایک دوکان ایکسو اکتیس مردم شماری ہے **حافظ آباد** یہہ قصبہ ضلع گوجرانوالہ
کے متعلق مقام تحصیل و پرگنہ ہے آبادی اسکی عین جنگل بار مین واقع ہے بانی اسکا شیخ فتح محمد قوم مہتی تھا جو بادشاہ
دربار چغتائی مین بعہد محمد شاہ بادشاہ مقرب بارگاہ شاہی سے تھا اوسنے اپنے نام کی رعایت پر اسکا حافظ آباد
نام رکھا عہد حکومت شاہان چغتائی تک آبادی اسکی بدستور آباد رہی پھر غارتگران قوم سکھہ نے چنیوٹ و شیخوپورہ
سے حملہ کر کر اس قصبہ کو ویران کر دیا چار برس کے بعد پھر مالکان دیہہ نے اسکو آباد کر لیا تھہ آبادی پہلی
آبادی سے کسیقدر فاصلے پر آباد ہوئے پہلی آبادی کے نشان اب تک موجود ہین اب ایکسو پندرہ سال سے برابر
آباد ہے کبھی ویران نہین ہوا ساکنین اس قصبہ کے کہتریان چوپڑہ و کپور رہین جو بصفت مالدار مشہور ہین سنہ [illegible]
سے آجتک اس قصبہ مین تحصیل و تھانہ مقرر ہے ملکیت اسکی بقبضہ کہتریان ہے چہہ سو اٹھاون گھر اور پچانوے
دوکان اور دو ہزار دو سو بانوین مردم شماری ہے مسمی رامدیال کہتری خبردار اس قصبہ کا ذیلدار مقرر ہے
اور ایک مکان گورو ہرگوبند سنگہ کا یہان بنا ہوا ہے وہان ہر سال دو مرتبہ میلا ہوتا ہے **شیخوپورہ**
ضلع گوجرانوالہ کے متعلق یہہ پرانا قصبہ اور پختہ مکان مع قلعہ آبادی بانی اس قصبہ کا شیخو شہزادہ تھا جسنے
شکار کھیلنے کی ضرورت سے اس ویرانہ جنگل بار مین یہہ آبادی آباد کی اور آرامگاہ بنایا جب یہہ آبادی اور
قلعہ بن چکا تو قصبہ سے بفاصلہ دو کوس بجانب شرق سرحد موضع [illegible] مین ایک تالاب پختہ اور ایک بارہ دری اور
ایک منار جسکا نام ہرن مینار ہے پختہ بنوایا ہرن مینار کی وجہ تسمیہ معلوم نہین ہے مگر لوگ بیان کرتے ہین کہ
اسکا نام ہرن مینار نہین بلکہ ہرن مزار ہے جسکے معنی ہرن کی قبر ہے او شہزادہ کا ایک ہرن دست پرورد
اس جنگل مین مر گیا اور اسی جگہ دفنایا گیا اوسکی قبر پر یہہ مینار بنوایا گیا یہہ امر شہزادہ کی کمال محبت پر دال
ہے جو اسکے وحشی ہرن کے ساتھہ تھی کہ آدمیون کیطرح اوسکی نعش اسمقام پر دفن کرکے یہہ مینار بنوایا گیا

یادگار ہرن کا قائم کیا ایک نہر بھی جو موضع گھرمولہ تک کہودوائی جسکو رنجیت سنگھ کے عہد مین راجہ چند
رشتہ دار دیوان ساون مل ناظم ملتان نے درست کیا کتاب خلاصۃ التواریخ وغیرہ مین اس بستی کا حال اسطرح
تحریر ہے کہ جہانگیر بادشاہ اکبر شاہ کا بیٹا جو بتاثیر دعای شیخ سلیم چشتی فتحپوری کے پیدا ہوا تھا بادشاہ اکبر
نے اوسکا نام بھی اوس بزرگ کے نام پر سلیم رکھا تھا اور ابتداء عمر مین شیخ سلیم اس شہزادہ کو شہزادہ
شیخو کہتے تھے اور اسی نام سے وہ مشہور تھا اوسنے اس مقام کو شکارگاہ بنایا اور قصبہ و قلعہ و دولتخانہ بنوا
اس ویرانہ جنگل کو آباد کیا اور نام اسکا شیخوپور رکھا پھر جب اکبر بادشاہ مرگیا تو وہ شہزادہ بادشاہ بنا تو
چودہوین سال جلوس کے اسکی آبادی کی طرف توجہ کی اور پرگنہ اسکا علیحدہ کرکے جہانگیرآباد نام رکھا اور
متصل اسکے تالاب منار و چاہ تعمیر کیا اس سبب سے کہ جب بادشاہ اس مقام پر واسطے شکار کے آوے تو فوج کو
اس جنگل مین پانی کی تکلیف نہو اور جو فوج بار مین راستہ بھول جاوے وہ منار کو دور سے دیکھ کر اوسکی طرف
چلی آوے ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ بادشاہ کا اس عمارت مین خرچ ہوا اور اوسی سال مین اکبرآباد
لاہور تک ہر ایک کوس پر ایک ایک منار اور چاہ مسافرون کے آرام کے لیے تعمیر کیا یہہ قصبہ بعہد حکومت
مغلیہ پرگنہ و تپہ حویلی مشہور تھا اور یہہ قصبہ بڑا شہر دلچسپ تھا جو اب بھی قلعہ سے جنوب کیطرف پرانی آبادی کے
نشان نظر آتے ہین جب سلطنت مغلیہ کی ضعیف ہوگئی اور قلعہ لاوارث رہگیا تو اوسوقت سکھون کی غارت سے
یہہ شہر ویران ہوگیا اور بعض شہر والون نے قلعہ کے اندر سکونت کرلی اس قلعہ پر کسی شخص کو اوسوقت
بذریعہ حکومت قبضہ نصیب تھا لیکن سکہان رہزن کے واسطے مدت تک جای پناہ بنا رہا جب سلاطین درانیہ
کابل سے شاہ زمان لاہور مین آیا اوسوقت تین ہزار سکھہ مفسد اس قلعہ مین جمع تھا بادشاہ نے حافظ شیر محمد خان
شرف الوزرای مختار الدولہ بہادر کو مع چند ضرب توپ کے مامور کیا اور حکم دیا کہ مفسدان شیخوپورہ کو سزا دیوے
جب اوسنے قلعہ کا محاصرہ کیا تو سب سکھہ باطاعت پیش آئے اور بشفاعت ملا عبد الغفار خان کے کہ وہ پہلے
وہ بھی سکھہ تھا اور بعہد احمد شاہ بادشاہ درانی مسلمان ہوکر اوسنے علم دینی حاصل کیا اور مولویت کے رتبہ
کو پہونچا تھا تقصیر اون سکھون کی معاف ہوئی اور حکم ملا کہ آیندہ یہہ لوگ رہزنی نکرین زمینداری کی صورت
گذارہ کی پیدا کرین جب بادشاہ لاہور سے چلا گیا تو وہی پہلی رہزنی و غارت شروع ہوگئی بعد ازان مسمی
اندر سنگھ راہزن ساکن موضع مانو کے اسپر قابض ہوگیا اور لہنا سنگھ بہنگی حاکم لاہور نے اوسپر یورش کی اور
پکڑکر پھانسی دیدیا مگر قلعہ کے اندر مسمات ہیرو زوجہ اندر سنگھ بدستور متصرف رہی پھر مسمیان بہاگ سنگھ و صاحب سنگھ
زمینداران قوم ورک ساکنان [illegible] پر قابض ہوئے اور کئی زمانہ مین مسمی دل سنگھ جات گوت گل ساکن [illegible]
ضلع امرتسر شیخوپورہ پر حملہ آور ہوا مگر ناکام رہا پھر مسمیان ہمیر سنگھ ولد لہنا سنگھ و اربیل سنگھ ولد صاحب سنگھ

چند سال سے اسپر قابض ہے مہاراجہ رنجیت سنگھ نے پنجہ برجستہ فوج اور توپخانہ معہ شہزادہ کھڑک سنگھ کے اوسکی
سرکوبی کو مامور کیا چندروز محاصرہ رہا مگر قلعہ فتح نہوا پھر مہاراجہ معہ توپ احمد شاہی المشہور بھنگیان والی
کے یہان آیا اور چند گولون سے دروازہ توڑ ڈالا امیر سنگھ دار نیل سنگھ ناچار ہوکر حاضر ہوگئے اور جس وقت
یہہ قلعہ و قصبہ مہاراجہ کے تصرف مین آگیا اور یہہ تمام علاقہ رنجیت سنگھ نے اپنے فرزند کھڑک سنگھ اور اوسکی
والدہ راجکوران المشہور رکاین کے جاگیر مین دیدیا اور رکاین تمام عمر اس قلعہ مین سکونت پذیر رہی اوسنے اسکی
آبادی مین بہت کوشش کی اور ساکنین کو قلعہ سے نکالکر باہر آباد کرایا اور قلعہ کے اندر ایک عالیشان
حویلی بنوائی اور ایک باغ معہ بارہ دری تعمیر کیا اب عمارت قلعہ کی بہت بوسیدہ ہے مگر حویلی رانی رکاین کی
بہت عمدہ ہے مہارانی جند کور والدہ مہاراجہ دلیپ سنگھ بھی بعلت مفسدہ پردازی لاہور سے بدخل ہوکر چندیا
اسجگہہ قیام پذیر رہی مگر جب [illegible] اوسکے ذمہ پر چند در چند افترا پردازی ثابت ہوئی تو جلا وطن کرکے ہندوستان کو
بھیجی گئی بعد ازان جب علاقہ پنجاب کا سرکار انگریزی نے ضبط کرلیا تو چندے یہہ شہر مقام ضلع قرار پایا اب
یہہ قصبہ و علاقہ راجہ ہربنس سنگھ پسر متبنی راجہ تیجا سنگھ کے جاگیر مین ہے اور تھانہ سرکاری مقرر ہے شیخوپورہ کا
قلعہ بطور قلعہ بنا ہوا نہین ہے کیونکہ قلعہ کے واسطے خندق و دمدمہ و مورچہ لابدی چیزین ہین سو ان کا اس قلعہ
کی عمارت مین نشان بھی نہین پایا جاتا البتہ عمارت پختہ سرای کی صورت پر بنی ہوئی ہے اور ہرن مینار جسقدر
اب موجود ہے ارتفاع مین اکتیس گز اور ایک فٹ بشکل مخروطی ہے اور زینون کی تعداد ایکسو ایک ہے
یہہ عمارت بہت بوسیدہ ہوچکی تھی مگر سرکار انگریزی نے بنظر قیام یادگار شہزادہ شیخوپورہ بہت سا روپیہ خرچ
کرکے تالاب و مینار کو دوبارہ درست کرایا اور رای کنہیا لال صاحب بہادر ایگزیکٹو انجینیر عمارات لاہور ڈویژن
نے نہایت سرگرمی و محنت و نگرانی کے ساتھہ اس عمارت کے مرمت کی گویا نیا بنوا دیا دورہ اس مینار کا
نیچے سے چونتیس گز اور دو فٹ ہے اور مشہور ہے کہ یہہ مینار بلندی مین اسی انگل زیادہ تھا مگر دو منزلین
اوپر کے مسمی مراد زمیندار ورک ساکن موضع منگوکی نے بضرورت تیاری چاہ او مطلوب ہونے اینٹون کے گرا لیا
چونکہ اوسوقت سکھا شاہی اور بیچینگردی زمانہ تھا کوئی پرسان حال اوسکا [illegible] نہوا او یاد رہے دونو
منزلین اس نام آور مینار کے اوتروا لین مگر اس عمل قبیح سے تمام گانو والے اسکے دشمن ہوگئے آخر
زمینداران جاٹ گوت ورن کے ہاتھہ سے وہ مارا گیا تالاب جو اس مینار کے پاس ہے وہ بہت وسیع ہے طول
اوسکا چہار سو نوین گز اور عرض دو سو اکیانوین گز اور عمق [illegible] گز ہے تالاب کے وسط مین ایک بارہ دری
نہایت عمدہ بنی ہوئی ہے اور ایک چاہ بھی تالاب کے باہر بنا ہوا ہے افسوس ہے کہ اس تالاب مین پانی نہین
ٹھہرتا بارش کے وقت جو جمع ہوتا ہے جذب ہوجاتا ہے اگر پانی ٹھہرا رہتا تو ایسے جنگل مین اس تالاب کا ہونا

غنیمت و فایدہ بخش تھا البتہ اگر سرکار اسکی زمین پر جو نہر کی تہہ ڈلوا دیوے تو پانی اوس خشک زمین مین جذب
ہو اور خلقت کو بڑا فایدہ پہونچے — آبادی اس قصبہ کے بارگی کنارہ پر واقع ہے شکار ہرن وغیرہ کا یہان بہت
دستیاب ہوتا ہے ملکیت اسکی بقبضہ زمینداران ورک و ہنجرائی و قانونگویان عمارت اسکی پختہ و خام چار سو
اٹھاسی گھر اور بیالیس دوکانین اور ایکہزار سات سو اکہتر مردم شماری ہے چونکہ قصبہ شیخوپورہ کے ذکر مین
اتفاقاً راجہ ہربنس سنگہ جاگیردار کا ذکر آگیا ہے مناسب ہے کہ اس عزت دار رئیس لاہور کا حال بھی حوالہ قلم
ہووے یہہ ہے کہ موضع اکلڑہی ضلع میرٹھہ مین سے ایک شخص خوشحال نام گوڑ برہمن تلاش روزگار کے لئے
لاہور آکر مہاراجہ رنجیت سنگہ کے لشکر پلٹن ہونکل سنگہ مین سپاہی مقرر ہوا ایک رات پہرہ اسکا خاص سمن برج
تھا اور مہاراجہ رنجیت سنگہ نے دولتخانہ سے باہر آکر بنظر امتحان سپاہیان پہرہ بتغیر لباس پھر اندر جانے کو
مستعد ہوا خوشحال سپاہی نے روکا مہاراجہ نے تانا اور اندر گہسنے لگا خوشحال نے دوڑ کر پکڑ لیا اور بسبب تاریکی
رات نہ پہچانا اسواسطے پہرہ مین رہا بعد ازان معلوم ہوا کہ خود مہاراجہ تھا مہاراجہ نے اس ہشیاری کے
عوض مین اوسپر کمال مہربانی کی اور جمعدار ڈیوڑہی کا بنا دیا پھر تو دن بدن عزت اسکی بڑہنے لگی اور سلطنت
کے ارکین مین سے شمار ہونے لگا اسنے اپنا مذہب چھوڑ کر سکھی مذہب قبول کیا اور اپنے بھائی رام سنگہ اور
تیجا سنگہ برادرزادہ کو بھی سکھ بنا کر جرنیلی فوج کی دلوادی اس شخص نے لاہور و امرتسر مین بڑی بڑی عمارتین
بنوائی ہین جو اب تک موجود ہین ۱۸۴۴ء مین جمعدار خوشحال سنگہ مرگیا اور سردار بھگوان سنگہ اوسکا بیٹا
جاگیردار فتحگڈہ کا موجود ہی اوسکی فیاضی کا تمام زمانہ مقر ہے قیام اوسکا امرتسر مین ہے اور سردار تیجا سنگہ
جمعدار خوشحال سنگہ کا برادرزادہ انگریزون کا بہت خیرخواہ تھا انگریزون نے اوسکو راجگی کا خطاب بخشا
اور جاگیر کثیر عنایت کی وہ ۱۸۶۳ عیسوی مین مرگیا اوسکے بعد راجہ ہربنس سنگہ راجہ تیجا سنگہ کا برادر حقیقی پہلی
کے شکم سے ہی اور اوسکو راجہ تیجا سنگہ نے متبنی کیا ہوا تھا جانشین ہوا اوسکے جاگیر مین قصبہ شیخوپورہ معہ دیہات
جمعی چون ہزار چار سو [illegible] ہے اور ایک بیٹا صلبی راجہ تیجا سنگہ کا نرندر سنگہ نام بھی موجود ہے وہ بھی جاگیر مین
شریک و سہیم ہے **قصبہ پنڈی بھٹیان** گوجرانوالہ کے ضلع کے متعلق یہہ ایک قصبہ آباد ہے
اسکی بنیاد کا حال اسطرح پر واضح ہوا کہ اکبر بادشاہ کے وقت مین اجلالہ زمیندار قوم بھٹی نے اسکو آباد
کرکے نام اسکا پنڈی بھٹیان رکھا یعنی بھٹیونکا گانوٴ اور پنڈ پنجابی زبان مین گانوٴ کو کہتے ہین اور پنڈی چھوٹی ہر
آبادی کا نام ہو جاتا ہے اوسوقت تک کہ سلطنت مغلیہ ضعیف ہوگئی یہہ گانوٴ اجلالہ کے اولاد کے قبضہ مین
رہا جب سکھون کی غارتگری کا وقت آیا تو بھی بہی جلال مالک گانوٴ نے اپنی حکومت علیحدہ قایم رکھی اور کسیکا مطیع
نہوا سمت ۱۸۹۹ بکرمی مین مہاراجہ رنجیت سنگہ نے بہت سی فوج لیکر زمینداران قوم بھٹی کے تادیب کو [illegible]

چند لڑائیون کے بعد قصبہ جلال پور بھٹیان فتح کیا پھر اس قصبہ پر یورش کی جلال خان اپنی جمعیت کے ساتھ مقابلہ پیش آیا اور متصل عیدگاہ کے آپسمین لڑائی ہوئی پہلے بھٹی خوب لڑے آخرکار توپ کے خوف سے بھاگ نکلے جلال خان بھی جھنگ سیالان کی طرف بھاگ گیا سکھ فوج نے قصبہ کو خوب لوٹا سب زمیندار ملکیت سے بیدخل کئے گئے اگرچہ پھر جلال خان اور اوسکا کنبہ مہاراجہ کے فوج مین نوکر ہوگیا مگر ملکیت اوسکو نہ ملی اوسکے مرنے کے بعد اوسکے بھائی منشی خان اور اوسکے بیٹے رحمت خان نے بھی مہاراجہ کی نوکری کر لی اور گذارہ کرتے رہے آخر مہاراجہ دلیپ سنگھ کے اخیر سلطنت کے وقت جب سردار چتر سنگھ و شیر سنگھ اٹاری والہ نے اسطرف شورش و فساد برپا کیا اور سرکار انگریزی کے ساتھ کئی لڑائیان لڑا تو اس گانوکے رہنے والے سرکار انگریزی کے خدمتگذار رہے اور رسد کی کامل امداد لشکر کو پہونچاتے رہے اس خدمت سے سرکار اونپر مہربان ہوئی اور تمام ملکیت گانوکے اصلی مالکان جدی کو عنایت کر دی اور مکانات اونکی جو بمدت مدید سے ضبط ہو چکی تھے واپس دلائی چنانچہ آجتک قصبہ مین ایک مقبرہ قدیمی پختہ مسمی خیر محمد کا یہان بنا ہوا ہے اور سابق جو قلعہ بنا ہوا تھا وہ اب مسمار کرا دیا گیا ہے سرائے اور تھانہ سرکاری یہان موجود ہے گھوڑ دوڑ کے زین پنجابی طور کے یہان تحفہ بنتے ہین اور روغن زرد کی تجارت بہت ہوتی ہے بلکہ اس علاقہ کا گھی دور دور تک جا کر فروخت ہوتا ہے عمارت اسکی پختہ و خام ایکہزار پانسو گھر اور تین سو دوکانین اور پانچہزار چہالیس مردم شماری ہے اور رحمت خان نمبردار و ذیلدار مقرر ہے اس قصبہ مین سوت کا بیوپار بھی بہت ہوتا ہے اور بیوپاری دور دور سے خریدنے کو آتے ہین خصوصاً پشاور و کابل کے طرف بھاگ کا سوت بہت جاتا ہے۔

کوٹ یار محمد المعروف جلال پور بھٹیان

یہ قصبہ متعلق ضلع گوجرانوالہ کے آباد کیا ہوا زمینداران قوم بھٹی کا ہے عرصہ ایکسو بارہ برس کا گذرا ہے کہ مسمی یار محمد زمیندار قوم بھٹی نے بوقت ضعف سلطنت مغلیہ بحالت خودسری اپنی [illegible] گانو آباد کیا اور نام اسکا کوٹ یار محمد رکھا چونکہ اس سے پہلے قصبہ جلال پور اسکے قرب مین آباد تھا اسکا نام بھی جلال پور مشہور ہوا ہنگام شورش سکھان مین اس قصبہ کے حاکم نے کسیکی اطاعت نہ کی آخر مہاراجہ رنجیت سنگھ سمت ۱۸۵۹ بکرمی مین حملہ آور ہوا اور زمیندار یہان کے لڑائی مین مغلوب ہوئے رنجیت سنگھ نے قصبہ کو خوب لوٹا اور مالکون سے ملکیت چھین لی جبتک رنجیت سنگھ کی سلطنت رہی ملکیت ضبط رہی واپس نہ ہوئی آخر جب سرکار انگریزی کا لشکر سردار چتر سنگھ و شیر سنگھ اٹاری والہ مفسدان کے سرکوبی کو اسطرف آیا اس قصبہ کے زمینداروں نے خدمات بسیار نمایان کین تو سرکار نے اصلی مالکون کو اونکی ملکیت پر قابض کر دیا ایک خانقاہ نعمت علیشاہ کی قصبہ مین ہے یہان ہر سال میلہ ہوتا ہے یہ بزرگ فقیر زاہد قوم کے بھٹی تھے اب اونکی اولاد یہ

پندرہ روپیہ سالانہ وجہ پنشن سرکار انگریزی سے پاتی ہے اس قصبہ کی زمین مین خربوزہ بہت اچھا شیرین
ذائقہ دار خوشبو ہوتا ہے پختہ اسکا شہر پناہ ہے مکانات شہر کے بھی پختہ بنے ہوے ہین ایکہزار ایکسو ستاسی گھر
اور ایکسو بتیس دکانین اور دو ہزار پانسو تراسی مردم شماری ہے قادربخش نمبردار قصبہ کا ذیلدار مقرر ہے

جنڈیالہ شیرخان یہ پختہ آبادی کا قصبہ متعلقہ ضلع گوجرانوالہ شیرخان افغان کا آباد
کیا ہوا ہے وہ شیرخان اکبر بادشاہ چغتائی کے عہد مین شاہی امیرون اور نوکرون مین سے تھا اور متصل
اسکے ایک اور بستی آباد کرکے اوسکا نام شیرکوٹ رکھا دونو قصبون اور بستیون کا ایک ہی نام قرار پایا
چونکہ اس آبادی سے اول اسمقام پر ایک پرانا تھہ یعنی ٹیلہ کسی پرانی آبادی کا موجود تھا اور لوگ اسکو
جنڈیالہ کہتے تھے جنڈیالہ کا لفظ اسکے نام سے علیحدہ نہوا اور رفتہ رفتہ جنڈیالہ شیرخان مشہور ہوگیا شیرخان
بانی کے عمارات سے ایک باولی اور ایک تالاب پختہ موجود ہے اوس باولی کے تاریخ کسی اوستاد نے
منظوم کرکے اوسپر لکھہ رکھی ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ باولی ۹۶۶ھ ہجری مین تعمیر ہوئی
وہ قطعہ تاریخ یہ ہے **قطعہ تاریخ** بعہد شہنشاہ اکبر لقب * ہمایون نسب خسرو کامیاب * بخورشید
سپہر غزنوی * رفیع المکان خان عالی جناب * بنا کرد چاہے بہین کرم * کہ شد رشک بر چشمہ آفتاب
* ز دے پوش بود دلو گردون خجل * ز چرخش بود چرخ در پیچ و تاب * ز تاریخ او گفت ہاتف بمن *
بہ از چاہ بخشش بود در جواب * مادہ تاریخ اس قطعہ کا بہ از چاہ بخشش ہے جس سے ۹۶۶ ہجری حاصل ہوتا ہے
پہلی آبادی اسکی چہہ بستیون پر منقسم تھی زمانہ شورش سکہان مین مسمی جی سنگہ المعروف بوڈہا دل بھنگ
اسپر متصرف ہوگیا اوسکے بعد سمت ۱۸۱۲ بکرمی مین سردار مہان سنگہ سکرچکیہ اسپر متصرف ہوگیا اوسنے
یہ قصبہ مسمی اتر سنگہ گڑیالیہ کو بطور جاگیر دیدیا اوسوقت چہہ بستیون کی ایک بستی قرار پائی اب ملکیت اسکی
بقبضہ قوم افغان وغیرہ ہے گہوڑون کی زین اور پاپوش اس قصبہ مین عمدہ بنتی ہے قدیم سے یہ ایک رسم ہے کہ جب امساک
بارش باران ہوجاتا ہے اور مینہ نہین برستا تو مسلمانون اور ہندؤن کے عورتین باہتمام تمام گہرون سے نکلکر
باولی پر جمع ہوجاتے ہین اور خداتعالی کی جناب مین بارش ہونے کے لئے دعا مانگتے ہین اکثر اوقات
اونکی دعا قبول ہوجاتی ہے اور بہاگ کر گہرون مین آتے ہین اگر شاید اوس روز بارش نہ ہو تو دوسرے
تیسرے روز تو ضرور ہی بارش ہوگی عمارت اس قصبہ کی اکثر پختہ ہے سات سو گہر اور ستائیس دکانین اور دو ہزار
پانسو تراسی مردم شماری ہے قصبہ کے لوگ اکثر نوکری پیشہ بہی ہین **موضع ونیکی** عرصہ چار سو
پچاس برس کا گذرا ہوگا کہ مسمی دینا زمیندار قوم تارڑ نے یہہ قصبہ آباد کرکے اسکا نام ونیکی رکہا یہ آبادی
سے کبھی ویران نہین ہوا اگرچہ دو تہہ یعنی ٹیلے پرانی آبادیون کے اسکے حد کے اندر موجود ہین زمانہ ضعف سلطنت

عہد مین جب گکھڑ حکومت ہوگئی تو مسمی حسن محمد زمیندار قصبہ ہذا ابھی خودسر ہوگیا اور اوسنے بار غرض تسخیر
زمیندار موضع کو لوٹنے حملے کئے اور آپسمین لڑائیان ہوتی رہین ابھی بعید دونو لڑ رہی تھے کہ سردار رنجیت
سنگھ چکیان دونو پر حملہ آور ہوا اور فتحیاب ہوکر دونو گانوا وسنے اپنے تصرف مین کر لئے اب بھی ملکیت
اسکی بقبضہ زمینداران تا رہی ہے عمارت اسکی اکثر خام ہے چار سو ستائیس گھر اور باون دوکانین اور
دو ہزار تین سو نوے مردم شماری ہے اور گانو متعلق ضلع گوجرانوالہ ہے زمیندار آسودہ حال ہین +

خانقاہ ڈوگران صاحب عرصہ تین سو تیس سال کا گذرا ہے کہ حاجی دیوان صاحب
ساکن موضع لادوانہ متعلقہ ضلع لاہور فقیر خدا پرست اسجگہہ پر بیٹھکر خدا کی عبادت مین مشغول ہوئی او سوقت
مسمی سور قوم ڈوگر اسمقام پر بطور رہزنانہ بدوشون کے رہتا تھا وہ حضرت کا مرید ہوا اور چارون طرف سے
لوگ اونکی کرامت کا شہرہ سنکر اونکے مرید ہونے لگے اور بڑا اجتماع مریدون کا اونکی خدمت مین رہتا تھا
کہ صورت آبادی کی قایم ہوگئی اور بہت سی لوگون کو صحبت حضرت کی پابند ہوگئی کہ اونھون نے سکونت
یہان کی مقرر کرلی سنہ ایکہزار گیارہ مین حضرت فوت ہوکر یہان دفنائے گئے کسی شاعر نے اونکی تاریخ
وفات اسطرح لکھی ہے **تاریخ وفات** ہر کہ خواہد مراد از دل وجان + سید مد شاہ نعمت اللہ دان
والی عہد خود فصیح زمان + سال تاریخ او ز روضہ بخوان + اس روز سے نام اسکا خانقاہ ڈوگرانوالہ
مشہور ہوا اور واضح رہے کہ نام حضرت کا شیخ اسماعیل اور بیعت حضرت کو سلسلہ سہروردیہ مین بخدمت
مخدوم نوح سندھی کی حاصل ہوئی اور ولایت و کرامت مین کمال پایا پھر حضرت کی سب اولاد نے تمام
ملکیت اس گانو کی مسمی مولن شاہ کو جو چھٹی پشت سے حضرت کے مزار پر سجادہ نشین تھا ہبہ کر دی شاہ زمان
بادشاہ کی آمد و رفت کے وقت اکثر یہ گانو لوٹا گیا اور تھوڑے عرصہ تک گانو ویران رہا پھر آباد ہوگیا
حاطہ مزار کا بارونق ہے چار روضہ پختہ اور ایک مسجد عالیشان بنی ہوئی ہے اس خاندان کے اب بھی ہزارہا
مرید ہین اور تمام علاقہ اس خاندان کا بدل وجان ادب کرتا ہے اور ان کی اولاد کے واسطے ایکہزار تین سو
سالانہ جاگیر سرکار سے مقرر ہے سرکاری تھانہ پولیس کا اس قصبہ مین مقرر ہے قصبہ بارونق ہے عمارت اسکی
خام سب ہے اور پختہ تھوڑی اور مالک زمینداران قوم ڈوگر [illegible] گھر [illegible] دکان [illegible] ہین اور
چار سو گیارہ مردم شماری ہے + **موضع چوہڑ کانا** عرصہ چار سو سال کا گذرا ہوگا کہ پہلے پہل مسمی
چوہڑ زمیندار قوم ورک نے اس گانو کو آباد کیا اور موضع راجہ سے اوٹھکر یہان سکونت کی چونکہ وہ ایک
آنکھ سے کانا تھا اور کانا پنجابی زبان مین ایک آنکھ والے کو کہتے ہین اس گانو کا نام بھی چوہڑ کانا مشہور ہوگیا
زمانہ ضعف سلطنت مین جب آمد آمد فوج افغان کی اسطرف سے ہونے لگی تو اس گانو کو بھی پٹھانون نے لوٹ لیا

اور گھرون کو جلا دیا اور کسیقدر مدت تک اس گانوکے زمیندار موضع چھبر مین سکونت پذیر رہے جب دس
فوج کی آمد و رفت ہو چکی تو دوبارہ یہہ گانو آباد کیا پھر جب یہہ قصبہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کے قبضہ مین آیا تو باہم [illegible]
اس بستی کے ایسی نزاع و عداوت قایم ہوئی کہ چند آدمی مارے گئے اور مہاراجہ نے دس ہزار روپیہ جرمانہ
[illegible] کا گانو والون سے وصول کیا اس جرمانہ کے بعد باہم صلح تو ہوگئی مگر ایک آبادی جدید پہلی آبادی
کے پاس قایم ہوگئی سکھی عملداری کے اخیر مین جب مہاراج سنگہ چیلہ بھائی بیر سنگہ کا سرکار انگریزی کے برخلاف
مفسد ہو کر بھاگا تو اس گانو مین آیا گانو والون نے اوسکی خاطر کی سامان خورد و نوش اوسکو دیا جب فوج اوسکی
گرفتاری کو آئی تو اوسکو بھگا دیا اس جرم مین سرکار نے یہہ گانو جلا کر خاک کر دیا اور گانو والون کی ملکیت چھین لی
کسیقدر مدت کے بعد سرکار پھر مہربان ہوئی اور بستی آباد ہوئی ایک مکان متبرک اور مندر سکھونکا یہان بنا
ہوا ہے جسکا نام ننکانہ اور سودا گھر رکہا ہوا ہے چارسو روپیہ سالانہ کی جاگیر اوس مندر کے متعلق ہے وجہ تسمیہ
اوس مکان کا یہہ ہے کہ بابا نانک سیر کرتا ہوا یہان آیا اور بہت سا اسباب یہان بیٹھ کر اوسنے خیرات کیا اور
فرمایا کہ یہہ گھر اسودا ہے یعنی اسمین نقصان نہین ہوا اوس روز سے یہان مندر بن گیا اور سودا گھر اوسکا نام
قرار پایا عمارت اسکی خام ہے پانسو پندرہ گھر اور چھتر دوکانین اور دو ہزار اکیسو پچاسی مردم شماری ہے
اور الوکھ سنگہ نمبردار اس گانوکا ذیلدار مقرر ہے اس گانو مین مادہ گاو و گاومیش عمدہ پیدا ہوتی ہے —+

موضع چھبر

اکیسو چھبیس برس کا عرصہ گذرا ہے کہ یہہ آبادی مسمی جیونے زمیندار [illegible] نے موضع [illegible]
متعلقہ ریاست جمون سے آکر آباد کی اور ریاست نام دادا مین سے جسکا نام چھبر تھا اسکا نام بھی چھبر رکہا زمانہ
ضعف سلطنت مغلیہ مین یہہ گانو گنڈا سنگہ بھنگی کے قبضہ مین آگیا اوسنے یہان ایک قلعہ بنوایا پھر مہاراجہ
رنجیت سنگہ کے عہد مین یہہ گانو مسمات راجکوران والدہ مہاراجہ کھڑک سنگہ کے جاگیر مین ملا اور مہاراجہ
کھڑک سنگہ اسی مقام پر متولد ہوا سرکار انگریزی کی عملداری مین وہ قلعہ گرا دیا گیا پھر جب شورش مولراج دیوان
چترسنگہ و شیر سنگہ کے برپا ہوئی تو عطر سنگہ دھاریوال مفسد نے یہان آکر فوج نوکر رکھنی شروع کی اور فوج
مین اس گانو کے لوگ بھی بہت نوکر ہوگئے سرکار انگریزی نے اس جرم مین بعد فتحیابی اس گانو کو لوٹ کر
ویران کر دیا مگر چند ماہ کے بعد پھر آبادی کا حکم نافذ کیا اس بستی مین زمینداری قوم [illegible] کی ہے عمارت
قصبہ کی خام ہے چار سو چھیاسی گھر اور ستر دوکانین اور دو ہزار بائیس مردم شماری ہے —+

موضع کوٹلو تارڑ

عرصہ تین سو برس کا گذرتا ہے کہ مسمی کوٹلو تارڑ نے موضع سید و علاقہ گجرات سے
آکر [illegible] جگہ صرف اپنی سکونت بطور رہائش [illegible] کے مقرر کی اور موضع [illegible]
زمین [illegible] شروع کی اور [illegible] قیام کے سبب اور بھی چند زمیندار [illegible]

پذیر ہوئی اتفاقاً ایکدفعہ کولوکی لڑائی زمینداران احمدپور کے ساتھہ ہوگئی اور دو تین خون ہوگئی جسکے عوض کولوکے چھہ بیٹے اور خود کولو پھانسی ملا اور بستی ویران ہوگئی صرف سمات رامدی کولوکی زوجہ جو حاملہ تھی باقی رہ گئی وہ بھی خوف کے مارے جنگل مین نکل گئی وہان اسکو ایک فقیر خدا پرست ملا اور اوسکی حال زار پر رحم کہا کر فرمایا کہ تیرے شکم مین جو لڑکا ہے وہ صاحب اقبال ہوگا مگر جب پیدا ہو اوسکو تو مسلمان بنا کر مسلمانی نام سے موسوم کرنا عورت نے ارشاد فقیر کا قبول کیا جب لڑکا پیدا ہوا تو اوسکا نام میرزا رکہا اور ختنہ کرا کر مسلمان بنایا جب بڑا ہوا تو صاحب حوصلہ و داعیہ نکلا بادشاہ کے دربار مین اوسکی رسائی ہوگئی بادشاہ نے چالیس دیہات مملوکہ قوم تارڑ کا اوسکو مقدم و چودہری بنایا اوسنے پھر یہہ قصبہ آباد کرکے اسکا نام کوٹ تارڑ رکہا اوسدن سے برابر آباد ہے سکہون کے شورش کے وقت سردار جہان سنگہ سکر چکیہ نے چاہا کہ اسپر قابض ہوجاے تو سب قوم نے اتفاق کرکے اوسکا مقابلہ کیا اور اوسکی اطاعت منظور نکی مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اونکو مطیع کیا اور ایک چہوٹا نالا اس قصبہ سے بفاصلہ آدہ کوس کے واقع ہے اوسکو اچہلنب کہتے ہین حال اوسکا اسطرحپر مشہور ہے کہ راجہ اچہلنب نے جو راجہ سالباہن والی سیالکوٹ کا رشتہ دار تہا یہان شہر آباد کیا تہا وہ بسبب انقلاب زمانہ کے اوجڑ گیا نالہ و کہہ بھی اوسی زمانہ سے جاری ہے اس نالہ کے کنارے پر ایک قطعہ زمین نہایت سفید رنگ کے ہے اوسکو گاؤن والے متبرک جانتے ہین اور کہتے ہین کہ پیر عبدالقادر نام فقیر خدا رسیدہ اس جگہہ پر آکر بیٹہا تہا اوسکی برکت سے اس زمین کا رنگ بدل گیا مالک اس قصبے کے زمینداران قوم تارڑ ہین عمارت اسکی خام پانسو ستر سٹہہ گہر اور اٹہتیس دوکانین اور ایکہزار آٹہہ سو اکہتر مردم شماری ہے اور پیر محمد نمبردار ذیلدار مقرر ہے اور عہد اکبر بادشاہ مین یہان دو فقیر مندہ گوبند و اسمٰعیل ہمدانی اسی پر اگی ایسے صاحب عبادت ہوئے تہے اونکی سمادہین موجود ہین وہان میلہ ہوتا ہے

موضع اجنیان والی

یہہ گاؤن پرانی آبادی کا ہے اور مشہور ہے کہ راجہ بکرماجیت کے عہد مین اوسکے رشتہ دارون مین سے ایک شخص اجنا نام ملک پنجاب مین حاکم و جاگیردار تہا اوسکے حکم سے پہلے پہل یہہ آبادی قایم ہوئی کسیقدر مدت کے بعد وہ آبادی برباد ہوگئی اور مدت مدید تک ویرانہ جنگل پڑا رہا پہر مسمی امر قوم جٹ نے یہہ گاؤن آباد کیا اور امر کوٹ نام رکہا مگر وہ نام قایم نہوا وہی پہلا نام برقرار رہا دوسری بانی کی اولاد اب تک موجود ہے جسکا شجرہ اٹہارہ پشت کے بعد اوس سے ملتا ہے عمارت اسکی پختہ و خام ہے چارسو بیس گہر اور گیارہ دوکانین اور دو ہزار دو سو بارہ مردم شماری ہے مسمی سرجن جی اس کہتری فقیر نے مذہب تازہ سرجن داسیہ ایجاد کیا ہے اس قصبہ مین رہتا ہے اسکے مذہب کے اصول گلاب داسیہ مذہب کے ساتھہ ملتے ہین جسکا ذکر مذاہب کے ذکر مین مذکور ہوگا اور ایک [illegible]

فقیر کی یہان موجود ہی ہر سال ماہ چیت کے تیسری تاریخ میلہ ہوتا ہے **موضع بھکھی** عرصہ چھ سو سات
برس کا گذرتا ہے کہ بھلے سمی بھکھی زمیندار ورک نے یہہ قصبہ آباد کیا اور نام اسکا اپنے نام پر بھکھی رکھا زمانہ
ضعف سلطنت مغلیہ مین زمینداران قوم کھرل نے اس قصبہ مین پے درپے حملے کیئے اسواسطے آبادی ویران
ہوگئی اور زمیندار یہان سے اوٹھہ کر قلعہ شیخوپورہ مین سکونت پذیر ہوئی جب مہاراجہ رنجیت سنگہ کا
قبضہ قلعہ شیخوپورہ پر ہوا تو یہانکے زمیندار وہان سے نکلکر جنگل لکھی مین جا رہے اور مہاراجہ شیر سنگہ کے
وقت تک جابجا سکونت کرتے رہے کہین اصلی مقام اونکو نملا آخر مہاراجہ شیر سنگہ نے انکو اجازت دی
کہ اپنے اصلی مقام پر آکر قابض ہون چنانچہ اونھون نے دوبارہ یہہ گانو آباد کیا ایک خانقاہ میران شاہ
بہلول قادری کی جو مشہور بزرگان پنجاب سے ہی یہان بنی ہوئی ہے ہر سال ماہ چیت کے بیسوین تاریخ
وہان میلہ ہوتا ہے مالک اسکی زمینداران قوم ورک ہین عمارت اسکی خام ہے دو سو اکیاسی گھر اور
اٹھارہ دوکانین اور نو سو چوراسی مردم شماری ہی فوجدار سنگہ یہانکا نمبردار اور ذیلدار مقرر ہی اور
شورہ قلمی بکثرت یہان بنتا ہے تجارت اوسکی ہوتی ہی **موضع چک ہٹی** یہہ گانو آباد کیا ہوا
عالم خان زمیندار قوم ہٹی کا ہے اوسنے یہہ گانو آباد کرکے چک ہٹی نام رکھا قریب ڈیڑہ سو برس کے عرصہ
سے یہہ برابر آباد ہے زمینداران قوم ہٹی اسکے مالک ہین عمارت اسکی خام و پختہ ملی ہوئی ہے چار سو چھپن
گھر اور چھپن دوکانین اور دو ہزار چار سو ستتر مردم شماری ہے **موضع سرور المعروف**
میان علی زمانہ قدیم مین اسجگہہ ایک شہر آباد تھا جسکو راجہ جول نے آباد کیا تھا
راجہ سکا مردپ نے اوسپر غالب آکر یہہ شہر لے لیا اور آبادی کو رونق دی بعد ازان کسی سبب سے یہہ ویران
ہوگیا بعد ایک مدت کے میان علی نام فقیر قوم سپرا صاحب کمال موضع لالی ضلع شاہپور سے اسمقام پر
آکر سکونت پذیر ہوا اوسکے مرید بیشمار قوم مین ہوگئے اوسنے یہان آبادی کی صورت بنائی اور نام موضع
کا اوسی کے نام سے موضع میان علی قرار پایا پھر چند سال کے بعد اسکی آبادی جاتی رہی تو سمی سرور قوم
گوندل نے اسکو آباد کیا اور نام سرور و میان علی نام مقرر ہوگیا پھر شیرشاہ بادشاہ افغان قوم سور نے اسجگہہ ایک
پختہ مسجد بنوائی جو اب تک موجود ہی اور مزار میان علی فقیر کا نیز پختہ بنا ہوا موجود ہی زمانہ ضعف سلطنت
مغلیہ مین پھر یہہ گانو بے چراغ ہوگیا سوا مسجد اور خانقاہ میان علی کے کوئی شخص یہان مقیم نرہا ابتدا
عملداری سرداران بھنگی سنگہ مین تھوڑا سا آباد ہوکر پھر ویران ہوگیا تھا اور ان خانقاہ پھر بھی یہان موجود
ہی مہاراجہ رنجیت سنگہ کے عہد مین پھر یہہ آباد ہوا مالک اسکی زمینداران قوم سپرا اور اسرور ہین شورہ
یہان قصبہ مین بکثرت بنتا ہے عمارت اسکی اکثر پختہ ہی اکیسو گھر قریبا اور دوکانین اور ہزار سو گیارہ مردم شماری

ہے گانو متعلق ضلع گوجرانوالہ کے ہے **موضع جلال پور کہنہ** زمانہ قدیم مین اسجگہہ ایک قصبہ
جلالپور نام آباد تھا اوسکا شتہ ویرانہ پڑا ہوا تھا پھر مرور عرصہ چار سو ساٹھہ برس کے مسمیان ناصر و کھوکھر
زمینداران قوم چدھڑ نے اوسکو آباد کرکے قدیم نام پر موسوم کیا پھر افغانی فوج کی آمدورفت کے وقت قزلباش
نے اسکو لوٹ کر ویران کر دیا جسسے ویران پڑا رہا پھر مسمی محمد یار بھٹی نے نئی آبادی متصل پرانی آبادی
کے آباد کی اور پرانی آبادی کے جگہہ بھی آبادی ہو گئی مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت بھی زمینداران گانو
کے مقابلہ پیش آیا اور تھوڑی سی لڑائی کے بعد مطیع ہو گئی ایک خانقاہ خضر سلطان فقیر کے یہان مشہور ہے
ہر سال پھاگن کے مہینے وہان میلہ ہوتا ہے عمارت اسکی پختہ ہے ایکسو ستائیس گھر نو دوکانین اور نو سو
اڑتیس مردم شماری ہے قصبہ متعلق ضلع گوجرانوالہ کے ہے اور زمیندار آسودہ حال ہین **بدوملی**
رچناب دوآب مین یہہ قصبہ موروثی زمینداران بدوملی کا ہے اونکے سوا اور قومین بھی اسمین رہتی ہین
عمارت قصبہ کی کچی بہت اور پختہ کم ہے قصبہ کے گرد بھی خام دیوار ہے مگر مسجد پختہ تعمیر ہوئی ہوئی ہے علاقہ اسکا
سرسبز و سیراب دریاے راوی کے کنارہ پر ہے غلہ بہت پیدا ہوتا ہے دریاے چناب وزیرآباد بھی اس
سے بیس کوس پر ہے **سیروال** رچناب دوآب مین یہہ ایک قصبہ موروثی راجپوتون کا ہے
قصبے کی عمارت کچی پکی ملی ہوئی ہے ایکہزار گھر اسی دوکانین ہین **ناروال** یہہ قدیمی شہر
راوی کے کنارے موروثی زمینداران قوم باجوہ کا ہے چار ہزار اسکے قریب گھر اور ڈیڈھ سو دوکان
سکھون کے عملداری کے وقت یہان آباد تھے اب اور بھی زیادہ ترقی ہے اسمین خوجے شیعہ مذہب
بہت رہتی ہین جو سادات شمسی کے مرید ہین وہ سید بھی شیعہ مذہب رکھتی ہین محرم کے دنونمین یہان ماتم کی
مجلسین بہت ہوتی ہین سید شمسی سید شمس الدین ملتانی کی اولاد ہین جنکا مزار تک روضہ ملتان کے باہر
موجود ہے اونکی کل اولاد شیعہ مذہب رکھتی ہے مگر خاص حضرت کا شیعہ ہونا ثابت نہین ہوتا کیونکہ سلطان
غزنوی کی بہن اونکی منکوحہ تھی اور سلطان محمود شیعہ مذہب والون کا سخت دشمن تھا اگر سید شمس الدین
شیعہ ہوتے تو یہہ رشتہ اونکو کبھی نملتا ـ ناروال کی عمارت کچی پکی ملی ہوئی ہے اور قصبہ کے پاس سکھون
کے وقت ایک قلعہ بھی بنا ہوا تھا مگر اب گر ا یا گیا ہے شہر کے باہر ایک قدیمی پختہ باغ بھی موجود ہے
ہلوال رچناب دوآب کے متعلق یہہ ایک قصبہ دریاے راوی کے دہنے کنارے سے بفاصلہ
نو میل اور شہر لاہور سے بفاصلہ تریپن میل آباد ہے عمارت قصبہ کی اکثر خام ہے ہر ایک قوم سکونت
پذیر ہے **ہانسی** رچناب دوآب کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ بائین کنارے چناب کے لاہور سے بسمت
بسمت مغرب و شمال بجانب آباد ہے **میانی** یہہ قصبہ رچناب دوآب مین دہنے کنارے دریاے راوی

کے آبادہے جب راوی مین طغیانی ہوتی ہے تو اسمقام پر دریا پانسو تیرہ گز چوڑا ہوجاتا ہے اور عمق بھی بارہ فیٹ سے کم نہین ہوتی آبادی اس قصبہ کی اوس سڑک پر ہے جو لدہیانہ سے براہ امرتسر اٹک کو جاتی ہے میانی کا گھاٹ بھی ایک مشہور گھاٹ ہے سردی مین دریا اسمقام پر بہت جگہہ سے پایاب ہوجاتا ہے

چک قاضیان یہہ ایک قصبہ مشہور و موروثی سیدون کا رنباب دوآبہ کے علاقہ مین ہے اکبر بادشاہ کے وقت سے قضا اس علاقہ کی سیدون کے سپرد تھی اور یہہ سید شاہ بدیع الدین شہید حسنی بغدادی کی اولاد مین ہین جنکا مقبرہ موضع سہاری مین زیارتگاہ خلق ہے غلام محی الدین عرف بوٹے شاہ کتاب تواریخ پنجاب مین لکھتے ہین کہ شاہ بدیع الدین ہمایون بادشاہ کے سلطنت کی وقت اسملک مین آئے ایک روز حضرت متوجہ بیٹھے تھے کہ گوجر مسلمان مرید آپ کے زمیندار اون ملحدون سے مار کھا کر آئے اور کہا کہ ملحدون نے ہمارے آدمیون کو قتل کردیا ہے اگر آپ مدد فرماینگے تو باقیماندہ کو بھی قتل کردینگے یہہ عرض سنکر حضرت اونکی مدد کے واسطے سوار ہوئے اور ایسے لڑے کہ شہید ہوگئے اور باوجودیکہ سرتن سے جدا ہوچکا تھا تو بھی جسم پر سر بدستور لڑتا اور کفار کو قتل کرتا جاتا تھا دو کوس تک برابر یہی حال رہا بعد ازان جسم بھی گھوڑے سے متصل موضع سہاری کے گر پڑا اور اوسی جگہہ حضرت کا مقبرہ بنا اون حضرت کی دو مقبرہ ہین ایک تو سر مبارک کا مقبرہ دوسرا جسم کا دونو مقبرون مین دو کوس کا فاصلہ ہے اونکی شہادت کے بعد سید فقیر و فرزند اونکے فرزند جانشین ہوئے اونکی صاحبزادے سید موسی نے استعداد ظاہری و باطنی علم حاصل کیا کہ اپنی وقت کے قطب ہوئے اونکی خدمت مین اکبر بادشاہ بہت اعتقاد رکہتا تھا ہر چند لاکھون روپیہ نذر گذرانتا وہ قبول نکرتے آخر کچھہ زمین خانقاہ کے متعلق کرکے ایک موضع اکبرپور نام آباد کرادیا اب اوسی اکبرپور کا نام قاضیون کا چک مشہور ہے اونکے بعد شاہ عصمت اللہ بڑے بزرگ ہوئے اور بادشاہ کیطرف سے تمام اس علاقہ کی قضا اونکے سپرد ہوئی شاہ جہانگیر اونکا بڑا معتقد تھا اوس روز سے یہہ سید قاضی مشہور ہوئے سید ابو الفتح محمد فاضل قادری بھی شاہ عصمت اللہ کے اولاد مین سے تھے آخر جب سکھون کا عمل و دخل اس علاقہ پر ہوا تو اونہون نے چاہا کہ موضع سہاری مین حضرت شاہ بدیع الدین کے مقبرے کے پاس قلعہ بنوائین مگر ممکن نہوا جب اوسطرف کی دیوار بنواتے تو پھٹ کر گر جاتی آخرہ وہ عمارت ناتمام رہ گئی +

جسروٹہ یہہ ایک قدیم اور مشہور قصبہ ہے آبادی اسکی شمال شرقی میدان متعلقہ پنجاب کوہ ہمالہ کی بنیاد کے جنوبی سمت کو واقع ہے پہلے راج اور ریاست اس شہر کی جمون سے علیحدہ تھی اب جمون کے ریاست کے شامل ہے قصبہ کی عمارت بہت خوشنما و پختہ و با موقع ہے رئیس کے حویلیان عالیشان بنے ہوئے ہین قلعہ یہاں کا مضبوط و مستحکم ہے جسکے چارون کونے پر چار برج بنے ہوئے ہین

بازار کشادہ اور اچھا تجارت بکثرت ہے زمینداری بھیان راجپوتون کی ہے گرد نواح
کی زمین مین سے شمالی زمین اسکی کریوہ دار دنا ہموار ہے تمام شہر مین لوگون کے پانی پینیکے
واسطے ایک ہی کنوان ہے نیچے قصبہ کے نہر اوجھہ جاری ہے سب شہر والے اوسی نہر کا پانی پیتے ہین
نہر کے کنارے کے اوپر باغ بہت ہین آٹھ طرح طرح کے میوے اونمین پیدا ہوتی ہین اسکے علاقہ مین
گنا اور ہلدی اور ادرک کی بہت پیدائش ہوتی ہے **کہٹوعہ** یہہ شہر قدیمی موروثی راجپوتون کا ہے
اسمین اڈہائی ہزار گھر اور ڈیڈہ سو دوکان آباد ہے عمارت شہر کی خام ہے بلکہ بہت سے لوگ چھپرون
مین رہتے ہین آبادی اسکی راوی کے کنارے کے اوپر واقع ہے راوی اسکے پاس بہت پھیلی ہوئی ہے
اور پایاب چلتی ہے اور ایک یہہ بھی سبب ہے کہ زمیندار نہرین دریا سے کاٹ کر اپنی زراعتون کیطرف
لیجاتے ہین اور دریا مین پانی کم ہوجاتا ہے زمین اس سرزمین کی نہایت سیراب و سرسبز و دلپسند ہے
نہرون کی کوئی تعداد و شمار نہین ہے ایک نہر خاص شہر مین جاری ہے برسات کے موسم مین جب
اوسمین طغیانی ہوتی ہے تو اوسکے اوپر سے اوترنا موقوف ہوجاتا ہے ایک طرف کے لوگ دوسری
طرف جا نہین سکتے اس علاقے مین فصل ربیع و خریف دونو اچھی ہوتے ہین راوی کا گذر جو اسکے پاس ہے
وہ کہٹوعہ کا گذر کہلاتا ہے اس شہر سے بسنت پور تک جہان راوی پہاڑ سے نکلکر میدان مین بہتی ہے تمام
دریا نہر ہی نہر ہوا ہوا ہے کہٹوعہ کے پاس پاس نروٹ و لکھن پور دو اور قصبے موجود ہین جنکے حدود
آپسمین ملے ہوئے ہین **پسرور** یہہ قصبہ سوای اوس پسرور کے ہے جسکا ذکر پہلے تحریر ہوچکا ہے اسمین راجپوتون کی
زمینداری ہے اگرچہ بعض اونمین سے جسروٹہ مین رہتے ہین مگر زمینداری اونکی اس قصبہ کے متعلق ہے یہہ
قصبہ ایک بلند ٹیلے کے اوپر آباد ہے جسکے نیچے نہر اوجھہ چلتی ہے فاصلہ اسکا جسروٹہ سے دس کوس
اور دریای راوی سے بارہ کوس شمار ہوتا ہے اور جسقدر اراضی کہ دریای راوی اور نہر اوجھہ کے
درمیان ہے وہ نہایت اچھی زمین و سیراب و زرخیز ہے طرح طرح کا غلہ و نباتات اوسمین پیدا ہوتی ہین
مگر جو زمین کہ اس قصبہ کے نواح مین ہے وہ سخت و بلند و بے آب ہے کنوان وہان کا سو گز عمیق
ہوتا ہے بلکہ یہان سے پٹھان کوٹ کے حدود تک ایسی ہی زمین ہے اور یہہ نہر اوجھہ ادہر سے جاتی ہوئی
کوٹ پٹھان کے پاس راوی سے ملجاتی ہے اس شہر مین مقبرہ شیخ عبدالسلام چشتی کا ہے جو خواجہ فریدالدین
گنج شکر کی اولاد سے ایک ولی اللہ ہوگذرے ہین زیارتگاہ خلق اللہ ہے **بجوات** دوابہ چج کے
متعلق یہہ عجیب سیراب سرسبز علاقہ ہے اس جنگل مین قوم بجو راجپوت کثرت سے رہتے ہین اونکی زمینداری
و مالکی زیادہ تر ہے اس باعث سے یہہ جنگل بجوات کہلاتا ہے چونکہ یہہ علاقہ اس دوابہ مین چناب کے کنارے واقع ہے

صورت اور عجیب وضع کا ہی اسواسطے اسکے حال کا اندراج کتاب مین ضرور متصور ہوکر لکھا جاتا ہے
کہ اس علاقہ مین سات بڑی بڑی نالے دریای چناب کے کہ جو دریاسے کچھ ھی کم ہین جاری ہین اور ہر ایک نالے
سے بہت سی کولین جنسے بھٹرین مالکان دیہات نے اپنے اپنی طرف کی زمین کی سیرابی کے واسطے کہود رکہی ہین
اور بعض سے بتیس کولین تو بہت بڑی ہین کہ وہ بھی گویا ایک ایک نالہ دریا کا معلوم ہوتی ہین پھر ہر ایک کول
سے کئی نالیان اور آدمین آبپاشی کے واسطے زمینداروں نے کھودی ہوئی ہین اس علاقہ مین اگر آدمی ایک گانو
سے دوسرے گانو جاوے تو ایک یا آدہ میل کے فاصلے مین کئی بھٹرین اور کولین آتی ہین اور جسطرف نگاہ
نظر جاوے سوائے نالے اور بھٹر کے اور کچھ نظر نہین آتا اسواسطے بسبب کثرت اجرای پانی کے یہہ کل علاقہ
ہمیشہ سرسبز و شاداب رہتا ہے اور فصل اس علاقے کی بسبب کثرت سیرابی کے بہت اچھی ہوتی ہے اور
اعلی اجناس آلو و کچالو و ہلدی چانول گنا کا ٹھہ دیونڈہ و شکرقندی اس علاقے مین کثرت سی پیدا ہوتی ہین
باغات بہت ہین درختون کی یہہ کثرت ہی کہ گویا وہ تمام علاقہ ھی سایہ دار ہے آنب کے درخت خصوصاً
اس علاقے مین ہین سیالکوٹ کے ضلع مین اور جگہہ کہین نہین ہین دیہات کی اکثر تمام عمارت ہی بلکہ چھپرون کے
رواج بہت ھی مکانون کے اوپر چھت کے بدلے چھپر ڈالتے ہین کیونکہ بسبب کثرت سیلابہ کے دیوارین ہمیشہ
گرجاتی ہین اور چھت کے بوجھ کے برداشت اون دیوارون کو نہین ہوتی سردی اس علاقہ مین بہ نسبت اور
علاقون کے بہت ہوتی ہے یہہ علاقہ اگرچہ سرسبزی و شادابی کے سبب عیرت کشمیر ہے مگر کشمیریون کے طرح
یہانکے رہنے والے بھی چرکین پوش و غلیظ ہین لباس شستہ و صاف نہین رکھتی پانی کی تاثیر اور ہوا کی تری کر
یہان کے لوگون کا اکثر گلا بھی پھول جاتا ہے جس مرض کو پنجابی زبان مین گلہڑ کہتے ہین گھوڑون کے واسطے
آب و ہوا اس مین کی ناموافق ہے اسلئے گھوڑا یہان کا اچھا نہین ہوتا اور واضح رہے کہ جانب مشرق اور
جنوب علاقہ بجوات کے دریای چناب جاری ہے اور سرحد غربی پر دریاے توی اور شمال کے طرف علاقہ تہا
جمون کا ہے اور چند نالے دریاے چناب سے نکلکر اس علاقہ کو سیراب کرتے ہین انمین سے پانچ نالے بڑے
اور مشہور ہین ایک نالہ کہنگ یہہ نالہ موضع خیری کے پاس دریا سے نکلکر اس علاقہ مین آتا ہی اور موضع اکے
سرحد مین ایک اور شاخ دریا سے نکلکر اسکے شامل ہو جاتا ہے موضع سکہال کے حد مین ایک شاخ اسسے نکلکر
دریا مین جا پڑتی ہے اوس شاخ کا نام چانڈ مشہور ہے پھر متصل موضع کہی مانڈ ایک اور شاخ اسکے دریا کے
طرف جاتی ہے اوسکا نام چھوٹا کہنگ ہی اور اصل نالہ کہنگ متصل موضع چک خوجہ دریاے چناب سے مل جاتا ہی
دوسرا نالہ بھاگ ہی جو سرحد ملک مہاراجہ جمون مین دریای چناب سے علیحدہ ہوکر جاری ہو جاتا ہی اور متصل موضع
بھالکی دریا مین مل جاتا ہے تیسرا نالہ ایرا خود یہہ نالہ بھاگ سے تا اسی الگ ہوکر موضع خیری کے مقام سے موضع جنگ

کو جاتا ہے وہان جاکر اسکے دو شاخین ہوجاتی ہین شرقی شاخ کا نام تو میرا خور ہے اور وہ شاخ موضع ڈگران
متصل دریا مین ملجاتی ہے اور دوسری شاخ جہنگ سے غرب کیطرف جاکر بوجھو نام پاتی ہے اور قریب موضع
گدہ ٹال کے میرا خور مین آملتی ہے چوتھا نالہ خانو بھا وہی مخرج اسکا موضع بل علاقہ اکھنور ہے اور متصل موضع
سکھہ دریاے توی مین ملجاتا ہے پانچوان نالہ توی ہے جسکا ذکر علیحدہ تحریر ہوا ہے **اکھنور** یہہ ایک
مشہور قصبہ چناب کے کنارے کوہ ہمالہ اور میدانی ملک کے درمیان آباد ہے سات سو گھر اور پچاس دکانین
اسمین ہین اور ہر ایک قوم راجپوت وغیرہ اسمین رہتی ہے زمینداری و ملکیت راجپوتان جموال کی ہے
دریاے چناب اسکے نیچے بنہایت تیزی و تندی سے چلتا ہے اور ایک گذر یہان واقع ہے شرق کیطرف
شہر کے ایک پختہ قلعہ چونہ و پتھر کا بنا ہوا ہے بارہ اوسکے برج ہین قلعہ کے اندر اچھے اچھے مکان اور عمارتین
اور کنوان اور باولی پختہ بنی ہوئی ہے جنوب مغرب کیطرف قلعہ کے ایک باغ میوہ دار موجود ہے **دہول**
یہہ ایک قصبہ چناب دریا کے کنارے ایک ٹیلے کے اوپر آباد ہے اور نہر توی جسکا نام فارسی کتابون مین دوراچو لکھا ہے
پہاڑون مین سے نکلکر اسی مقام پر چناب سے شامل ہوتی ہے اور دوسری نہر توچی جموان کے نیچے سے بہتی ہوئی آتی ہے اسکا شمول بھی دریاے چناب
سے اسی مقام پر ہوتا ہے اور شمول کے مقام پر ان دونو نہرون کا پانی دریا کے پانی سے الگ الگ چلتا ہوا دور تک نظر آتا ہے
میرپور یہہ قصبہ پہاڑ کے نیچے ایک مشہور قصبہ ہے گکہڑون کے وقت اسمین بڑی رونق تھی کئی مسجدین اور محل
پختہ موجود تھے اب بہت سی اونمین سے خراب ہوگئی ہین قصبہ کا بازار بہت سیدہا اور خوشنما و پختہ بنا
ہوا ہے جسمین ڈیڑہ سو دکان ہے چارون طرف دیوار قصبہ کی بھی پختہ ہے جنوب و شمال کے طرف قصبہ کے
دو نہرین ہین جنوبی نہر مین تھوڑا سا پانی جاری رہتا ہے شمالی نہر مین آبادی سے دور تو ایسی زور سے
پانی چلتا ہے کہ چکیان اسپر چلتے ہین مگر جب وہ پانی قصبہ کے نیچے پہونچتا ہے تو زمین کے اندر ہی اندر گم ہوتا
چلا جاتا ہے پھر ڈیڑہ کوس پر آبادی سے آگے وہی پانی زمین سے باہر نکلکر اوسے اپنے راستہ مین بہنا
شروع ہوجاتا ہے اور مشہور اسطرح پر ہے کہ اگلے زمانہ مین یہہ نہر ایسی پر آب ہوکر بہتی تھی کہ عبور کرنیوالے
سواے کشتی کے اس سے گذر نہین سکتے تھے ایک روز ایک درویش سیف اللسان اس گذر پر آپہونچا اور
ملاح سے کہا کہ مجھکو لوگون سے پہلے دریا سے اوتار دو ملاح نے جواب دیا کہ جب وہ لوگ جنہون نے مزد دی
دی ہے اوتر چکین گے تو تمکو بھی اوتار آجاویگا درویش نے کہا کہ مجھکو ان لوگون سے پہلے اوترنا ضرور ہے ملاح
متنکر بولا کہ اگر تمکو بہت ضرورت ہے تو پانی سے راستہ مانگ لو درویش بولا بہت اچھا یہہ کہکر فقیر نے پانی
کے طرف دیکھا دیکھتے ہی پانی زمین مین دہنس گیا اور خشک زمین نمود ہوئی جب راستہ نکل گیا تو درویش نے
اپنا راستہ لیا اور ندی اوسی طرح اوس روز سے اوس مقام سے ڈیڑہ کوس تک برابر خشک ہے اس نہر کے

مین مولی بہت لمبی اور موٹی ہوتی ہے چنانچہ طول مین ایک گز سے اور موٹاپن مین آدمی کے ساق سے
زیادہ ہوتی ہے اس قصبہ کے نواح مین پہاڑ کے نیچے پانی نایاب ہے اگر کنوان کہود اجاوے تو پانی بڑا دور
نکلتا ہے اور بعض مقامات سے جسقدر کہودتے چلے جائین پانی نکلتا ہی نہین اور اوس خطہ مین جسقدر
آبادیان ہین وہان کے رہنے والون نے گانو گانو تالاب بنائے ہوئے ہین برسات کا پانی اونمین جمع
ہوتا ہے اور وہی اونکے خرچ مین آتا ہے اگر برسات کے وقت پانی نہ برسے تو لوگون کو بہت دقت ہوتی ہے
دور دور سے گدہون پر پانی لادکر لاتے ہین زراعت اس قصبہ کی جسقدر کہ ٹیلون کے اندر ہی سب بارانی
ہے اور لوگ یہانکے سفاک بیباک رہزن غارتگر بادشاہون کے وقت بسبب آبی ملک اور کثرت جنگل
وبار و درختون کے فوج اسطرف کم مامور ہوتی تھی اور یہہ لوگ اپنے ملک مین خودسر رہتے تھے رنجیت سنگہ
کے وقت بھی بڑی مشکل سے اونہون نے اطاعت قبول کی تھی **دولت نگر** چج دوآبہ کے متعلق
یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو وزیرآباد سے بہیرہ کو جاتی ستائیس میل شمال کے طرف وزیرآباد سے آباد ہے
گجرات پنجاب کے چج دوآب مین یہہ ایک مشہور شہر دریاے چناب کے دہنے کنارے سے آٹھہ میل کے
فاصلے پر اوس سڑک کے قریب جو لاہور سے اٹک کو جاتی ہے آباد ہے پہلے پہل آبادی اس شہر کی
اکبر بادشاہ نے کی شہر پناہ پختہ اور پختہ قلعہ بنوایا اور گوجر لوگون کو جو اس نواح مین غارتگری کیا کرتے
اور خانہ بدوش پھرا کرتے تھے یہان آباد کیا اور لاکہون روپیہ کا محال اسکے شامل کرکے پرگنہ اسکا علیحدہ
تجویز فرمایا اور فوجدار بادشاہی یہان قایم کرکے اوسکو کل علاقہ کا حاکم بنایا محمدشاہی عہد تک آبادی
اسکی بڑی اوج پر تھی جب سکہون نے غارتگری شروع کی تو اسکو بھی اونہون نے خوب لوٹا مکانات جلادیے
حویلیان گرادین شہر والون کو ٹکڑے کا محتاج کردیا تمام لوگ سکہون کے خوف سے بہاگ گئے آخر جب گوجر سنگہ
نے اسپر قبضہ پایا تو وہ اسکی آبادی کے طرف متوجہ ہوا اور چند سال مین کچھہ صورت آبادی کی ظہور مین
آئی رنجیت سنگہ نے دو مرتبہ اس شہر پر یورش کی پہلے مرتبہ جب یہان آیا تو بہت سا نذرانہ اور بڑی توپ
احمدشاہی جسکو اب لوگ بہنگیان والی توپ کہتے ہین لیکر واپس لاہور کو چلا گیا دوسری حملہ مین بالکل قابض
ہوکر صاحب سنگہ کو محض بیدخل کردیا رنجیت سنگہ سے پہلے رنجیت سنگہ کے باپ مہان سنگہ نے بھی اس شہر
کا محاصرہ کیا تھا بلکہ اسی کے محاصرہ کے وقت موت اوسکی بھی اسی مقام پر وقوع مین آئی رنجیت سنگہ
کے عملداری مین اس شہر کی آبادی ترقی پر تھی اور چونکہ یہان کے لوگ اکثر لاہور کے دربار مین معزز
عہدون پر نوکر تھے اسلئے حویلیان بھی یہان عالیشان بن گئین دلیپ سنگہ کے اخیر سلطنت کے وقت
شیر سنگہ و چتر سنگہ اٹاری والون نے انگریزون کے ساتھہ یہان معرکہ آرائی کی اور شکست کہائی [illegible]

توپ سکھون کے انگریزون کے قبضہ مین آئی اب اس شہر مین ضلع مقرر ہے جو قسمت جہلم سے علاقہ رکھتا ہے اور صاحب ضلع کے متعلق تین تحصیلین خاص گجرات و کہاریان وپھالیہ ہین ضلع کے مقرر ہونے کے بعد آبادی اس شہر کی بڑہ گئی نیا بازار تعمیر ہوا سرکاری مکانات اور کوٹھیان تیار ہوئین خاص شہر کی آبادی ایسی بارونق ہی کہ اس علاقہ مین اور کوئی ایسا آباد شہر نہین ہے آٹھہ سو چالیس دکانین پانچہزار آٹھہ سو چہیاسی گھر عمارت شہر کی پختہ بارہ ہزار آٹھہ سو بیانوین کی مردم شماری احاطہ آبادی کا چار میل مربع دو لاکھہ چالیس ہزار اکیس بیس روپیہ کا سالانہ بیوپار ہے پرانی عمارات مین سے قلعہ و باولی و حمام وغیرہ تعمیر اکبرشاہی اب تک موجود ہے ہنرمند عزت طلب سفیدپوش اہل حرفہ ساہوکار بیوپاری سکونت پذیر ہین سلائی کا کام یہان بہت اچھا ہوتا ہے تلوار و کارد وغیرہ آہنی کام بہی انکا بنا ہوا تحفہ مشہور ہی شہر کے شرق کیطرف مقبرہ متبرکہ حضرت شاہ دولا دریائی کا ایک نامی گرامی مقبرہ ہی شاہ جہان بادشاہ کیوقت یہہ حضرت زندہ تھی عالمگیر اورنگ زیب کیوقت ۱۰۸۶ھ مین وفات پائی — شاہ دولا بجنت رسید تاریخ وفات ہی شاہ سیدن سیالکوٹی اون کے پیر اور سلسلہ سہروردیہ تھا ظاہری باطنی دولت اونکو حاصل تھی عمارت کا بڑا شوق تھا پل و چاہ و تالاب اکثر ان کی تعمیر کئی ہوئی اب تک موجود ہین لاہور کے راستے مین بھی انکے اکثر پل ہین اس شہر مین بھی ایک پل پختہ بنا ہوا موجود ہے ایک مسجد اور تالاب بھی یہان موجود تھا مگر مسمار ہوگیا نشان باقی ہین سیالکوٹ مین مزار امام علی لاحق وغیرہ شہدا کے اونہون نے بنوائی ہین نالہ ایک و ڈیک وغیرہ پر بھی پل بنوائے تھے کرامتین حضرت کی بیشمار مشہور ہین بڑی کرامت یہہ ہی کہ جو کوئی بے اولاد ان کے مزار پر آکر خدا سے اولاد مانگے دعا اوسکی قبول ہوتی ہے مگر ایک لڑکی یا لڑکا اوسکا مست و مجذوب و سر چہوٹا کان بڑے پیدا ہوگا اور اوسکو وہ اس مزار پر چہوڑ جائیگا چنانچہ یہہ کرامت جنکے جاری ہی اور نوچے اب بھی موجود ہین اس ضلع کی آب ہوا معتدل ہی پیداوار ربیع کی خریف سی اچھی ہوتی ہے کل ضلع کی مردم شماری پانچ لاکھہ باون ہزار آٹھہ سو سرسٹھہ ہے طول تمام علاقہ ضلع کا ستر میل اور عرض چھتیس میل ہے حد مشرقی کا گوشہ شمالی سرحد ملک مہاراجہ جمون کے ساتھہ ملحق ہی اور گوشہ جنوبی ضلع سیالکوٹ سے حد غربی ضلع شاہپور سے حد شمالی ضلع جہلم سے اور حد جنوبی کا گوشہ شرقی ضلع گوجرانوالہ سے ہے اور گوشہ غربی ضلع گوجرانوالہ سے شامل ہے ہیئت اسکی مستطیل تحصیل گجرات اسکے متعلق مین پانسو مین گانو پانسو ستاون میل بکسر رقبہ دو لاکھہ بہتر ہزار دو سو چھہ روپیہ جمع تجویزہ اور دو لاکھہ چوالیس ہزار ساتسو اکیاون مردم شماری ہے اور تحصیل کہاریان مین پانسو بیالیس گانو پانسو اٹھاون میل بکسر ایک لاکھہ ستاون ہزار تین سو ستائیس روپیہ جمع اور ایک لاکھہ اڑسٹھہ ہزار آٹھہ سو چہتر مردم شماری ہی اور تحصیل

بھالیہ کے متعلق تین سو چوبیس گاؤں سات سو تینتیس میل کسر ایک لاکھ اونسٹھ ہزار پانسو چھپن روپیہ جمع ایک
لاکھ اونتالیس ہزار دوسو چالیس مردم شماری ہی **جلال پور** یہہ قصبہ شہر گجرات سی مشرق کے طرف
بفاصلہ پانچ کوس کے آبادہی اکبر بادشاہ کے وقت جلال خان گوجر نے اسکو آباد کیا اور اپنی نام پر اسکا نام جلالپور
رکھا مگر آبادی کے بعد چودھری ہندال قوم جاٹ ڈراپچ نے براہ زبردستی جلال خان کو بعد قتل کر کے اپنا
قبضہ کر لیا اب اوسکی اولاد قوم ڈراپچ اسپر قابض ہے اونکے بغیر کھتری و برہمن وغیرہ بھی اسمین آباد ہین
عمارت پختہ اور خام بھی ہوئی ہے علم عربی و فارسی پڑھایا جاتا ہے چار ہزار چھہ سو چالیس گھر اور چودہ ہزار
چار سو بتیس کے مردم شماری چھہ سو انسٹھ دوکان ہے بازار مین سوداگر ہر ایک قسم کا ہوتا ہی کام پشمینہ کا
بھی یہان کے کشمیری شالباف بکثرت کرتے ہین چنانچہ سات سو بیس دوکان شالبافی کے بالفعل جاری ہے
ایک قلعہ خام سلام گڈہ نام شہر کی جنوب کے طرف ہی اسمین بھی دو سو تینتیس گھر آباد ہین نمک و شکر تری و
قند سیاہ کی یہان منڈی ہے بڑے دولتمند ساہوکار یہان رہتی ہین دو لاکھ چھیاسی ہزار روپیہ سالانہ کا بیوپار
ہوتا ہے اور دو لاکھ روپیہ کے قریب پشمینہ کا بیوپار ہے زیور بنانے کے سانچے اور رہنی یہان بہت عمدہ
بنتے ہین ہاتھی دانت کا کام بھی اعلی ہوتا ہے مسجد تالاب سرایے وغیرہ پختہ مکانات یہان بنے ہوئی ہین
کنجاہ یہہ قصبہ شہر گجرات سے چار کوس غرب و جنوب کے طرف آباد ہے ۵۵۳ء مین راجہ کنج پال
المشہور کنج براور زادہ راجہ کنپال قوم طور راجپوت سورج بنسی نے اپنی حکومت کے وقت آباد کیا اور اپنی
نام پر اسکا نام کنجاہ رکھا مدت تک آباد رہا پھر بسبب انقلاب سلطنت اوس خاندان کے ویران ہوگیا پھر تیمور
مغل کے فتوحات کیوقت مسمی جنیو قوم جاٹ ڈراپچ نے دکن سے آکر اسکو دوبارہ آباد کیا کہ ابتک اوسکی اولاد
مالک ہے سوای اونکے قوم کھتری برہمن و مسلمان یہان رہتی ہے آبادی پختہ و خام دونو قسم کی ہے دو ہزار
تیرہ گھر ایکسو چھیاسی دوکانین ہین کپڑا دیسی سوت گندم وغیرہ کا بیوپار سالانہ قریب اسی ہزار روپیہ کے
ہوتا ہے بڑی بڑی پختہ مکانات مثل حویلی دیوان کرپارام و باغیچہ بہشت آباد و باغ دیوان مذکور و باغ نہال
چھاچھی وغیرہ موجود ہین چغتائی سلطنت کے وقت یہان اچھے اچھے علما و فضلا و شعرا رہتے تھے اور ایک شاعر
اورنگزیب کے وقت یہان غنیمت نام ہوگذرا ہے جسکی کتاب نیرنگ عشق المشہور مثنوی غنیمت ابتک زمانہ
مین مشہور ہے **ملکھووال** یہہ قصبہ سات کوس خاص گجرات سے غرب کیطرف آباد ہے اکبر بادشاہ کی عہد مین
اس قصبہ کو مسمی چندو قوم ڈراپچ نے آباد کیا اور اپنی باپ ملکھو کے نام پر اسکا نام رکھا پھر احمد شاہ ابدالی
کے حملون کے وقت افغانون نے اسکی آبادی کو ویران کر دیا مگر شیر محمد نے جو چندو کے اولاد مین سے تھا اسکو
پھر آباد کیا آبادی پختہ و خام دونو قسم کی ہے دو ہزار آٹھ سو چھیاسی کی مردم شماری سات سو نو گھر

دوکان ہے بیوپار معمولی ہوتا ہے ایک نالا بوڈہی نام قصبہ کے شرق کے طرف جاری ہے **قلعہ دار** یہہ قصبہ گجرات سے جنوب کیطرف چار کوس کے فاصلہ پر آباد ہے شاہجہان بادشاہ کے وقت میرزا بزرگ المعروف نواب قلعدار خان قوم مغل نے یہان آبادی کی تجویز کی مگر اوسکے مرنے کے بعد عمارت کا سامان نہ ہا اوسکی اولاد نے زمیندار ہوکر یہان ہی سکونت کرلی اب تک وہی مالک چلے آتے ہین قصبہ بارونق ہے عمارت پختہ وخام دو نو قسم کی ہے دو ہزار تین سو اکتیس مردم شماری ایکہزار پندرہ گھر ایکسو پچاس دوکان ہے بیوپار معمولی ہوتا ہے **شادی وال** خاص گجرات سے چار کوس جنوب کیطرف یہہ قصبہ آباد ہے ہمایون بادشاہ کے وقت مسمی شہدیو ولد شادی نے اپنے باپ کے نام سے موسوم کرکر اسکو آباد کیا پہلے اِسکے ایک آبادی تھی اب چار بستیان الگ الگ آباد ہین عمارت اِسکی پختہ وخام مختلط سات ہزار دو سو باون مردم شماری ایکہزار آٹھ سو تین گھر ڈیڈہ سو دوکان ہے ایک نالہ بھمبر اسکے پاس جاری ہے **لکھن وال** خاص گجرات سے سات کوس شرق کو یہہ قصبہ آباد ہے پہلے مسمی آدم قوم وڑائچ نے اسکو آباد کیا نام اسکا اپنے دادا لکھن کے نام پر رکھا پختہ وخام اسکی عمارت ہے مردم شماری دو ہزار سات سو آٹھ گھر اٹھانوین دوکانین ہین بیوپار ہر قسم پچاس ہزار روپیہ سال کا ہوتا ہے شیخ برہان فقیر کا مزار یہان مشہور ہے جہان عیدین کا میلہ ہوتا ہے اور نالہ جوہی قصبہ کے پاس جاری ہے **ڈنگہ** خاص گجرات سے بارہ کوس غرب کیطرف یہہ قصبہ آباد ہے مقیم خان گوجر کٹہانہ نے اسکو آباد کیا چونکہ ابتدا میں آبادی اسکی تھوڑی تھی اسلئے اسکا نام ڈنگہ یعنی تھوڑا مشہور ہوگیا عمارت پختہ وخام دو نو قسم کی چار ہزار نو سو چون مردم شماری ایکہزار تین سو بتیس گھر چار سو چھتیس دوکان ہے گندم روغن زرد وغیرہ کا بیوپار ہوتا ہے **گوہار** دریاے جہلم کے کنارے ضلع گجرات کے متعلق خاص گجرات سے بفاصلہ بیس کوس جانب شمال یہہ قصبہ آباد ہے اکبر بادشاہ چغتائی کے عہد مین ملک حسن قوم اوان نے اسکو آباد کیا آبادی اسکی تمام خام مگر چند گھر پختہ ہین تین ہزار تیئیس آدمی کی مردم شماری سات سو اونچاس گھر چوالیس دوکانین ہین **گلیانہ** شہر گجرات سے شمال کیطرف بارہ کوس کے فاصلہ پر یہہ قصبہ آباد ہے پہلی گل محمد قوم گوجر نے اسکو آباد کیا اور اپنے نام سے ملتا ہوا اسکا نام گلیانہ رکھا اوسکی اولاد اب تک قابض ودخیل چلی آتی ہے علاوہ اونکے قوم قریشی بھی یہان ملکیت رکھتی ہے آبادی اسکی خام چند گھر پختہ ہین ایکہزار پانسو کی مردم شماری چار سو اکسٹھ گھر تیس دوکانین ہین نالہ بھمبر اس قصبہ کے جانب شرق برسات کے موسم مین جاری ہو اکرتا ہے **بانکٹ** شہر گجرات سے پندرہ کوس غرب کو یہہ قصبہ آباد ہے پہلی مسمی بہلم قوم جاٹ گورشی وڑائچ نے آباد کیا اوسکی اولاد اب تک قابض ہے کہتری و لبانہ وغیرہ بھی بستے ہین

عمارت اسکی پختہ وخام دونو قسم کی آپسمین ملی ہوئی ہے قوم بھاٹیہ دار وڑہ وغیرہ کی بھی کچھہ ملکیت ہے
قصبہ بارونق سات سو اکسٹھہ گھر اڑتالیس دکانین دو ہزار دو سو آدمی کی مردمشماری ہے ۔ +

قادر آباد خاص گجرات سے پچیس کوس جانب غرب دریای چناب کے کنارے پر یہہ قصبہ آباد ہے پہلے
سعادتمند خان قوم مغل نے اپنے بیٹے قادر خان کے نام پر اسکو آباد کیا اور قادر آباد نام رکھا بانی کی اولاد کے
سوای اہل حرفہ لوگ اسمین بہت رہتے ہین اسلئے قصبہ نامی ہوگیا ہے عمارت پختہ زیادہ خام کم ہے دو ہزار
آٹھہ سو ستہتر کی مردمشماری دو ہزار چار سو اہتر گھر ایکسو چوبیس دوکانین ہین کہتری سوداگر بھاگے
گیہون کشتیون پر لادکر ملتان کو لیجاتے ہین ایک گذر دریا چناب کا اس قصبہ کے نام سے مشہور ہے ۔ +

ہیلان یہہ قصبہ شہر گجرات سے غرب کے طرف بفاصلہ بیس کوس آباد ہے زمانہ قدیم مین ہیلو استھا
نام کی آبادی یہان ہوچکی تھی پھر اکبر بادشاہ کے وقت مسمی جسونت سنگ قوم برہمن نے بادشاہی حکم سے
اسی ویرانہ کو آباد کیا اور قدیم نام سے ہی موسوم کیا اب جاٹ قوم گہلو مالک ہین آبادی پختہ وخام دونو
قسم کی ہے بلکہ پختہ زیادہ ہے چار سو ساسی گھر ایکہزار سات سو تیس کی مردمشماری چھیالیس دکانین بازار
بارونق ہے ایک قدیمی پختہ مقبرہ شیخ علی نام کسی امیر کا باہر قصبہ کے بنا ہوا ہے نالہ بوڈہی اسکی سرحدمین
جاری ہے

چوکالیان خاص گجرات سے جنوب کو بفاصلہ چودہ کوس یہہ قصبہ آباد ہے پہلے یہہ ایک
قدیمی ویرانہ پڑا ہوا تھا پھر مسمی بہٹی قوم جاٹ تارڑ نے اسکو آباد کیا اور قدیمی نام سے موسوم رکھا چغتائیہ
سلطنت کے ضعف کے وقت غلام محمد قوم ہیٹہ نے اسمقام پر اپنی سکونت اختیار کی اور قلعہ بنایا آبادی
اسکی خام مگر دوکانین پختہ ہین دو ہزار دو سو اٹہتر آدمی چھہ سو چہتر گھر چھیالیس دوکانین ہین

کہاریان ضلع گجرات کے متعلق یہہ ایک مشہور قصبہ و تحصیل کا مقام ہے آبادی اسکی دریای جہلم کے بائین کنارہ
پندرہ میل اور اٹھاسی میل لاہور سے شمال مغرب کو واقع ہے عمارت اسکی پختہ وخام دونو قسم کی ہے اور
دو باولیان یعنی چاہ زینہ دار پختہ بادشاہی وقت کے یہان بنی ہوئی ہین ایک کا پانی میٹہا دوسری کا کہارا
یعنی شور ہے اسلئے کہاریان اسکا نام مشہور ہے

ہریا ج دواب کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر
جو رسول نگر سے پنڈدادنخان کو جاتی ہے چودہ میل پنڈدادنخان سے شرق کے طرف بائین کنارہ دریای
جہلم کے عین جنگل بار مین آباد ہے عمارت قصبہ کی خام مگر غلہ کی تجارت عام ہے بازار بارونق اور آباد ہے
رعایا دلشاد ہے ملک سیراب ہے چارون طرف گویا عالم آب ہے

چلیان دوآبہ چج کے متعلق
دریای جہلم کے بائین کنارے سے پانچ میل یہہ ایک گانو آباد ہے آبادی اسکی بہت مختصر ہے اور شہرت اسکی
چندان نہ تھی مگر جب کہ تیرہ جنوری ۱۸۴۹ع کو ایک سخت لڑائی یہان پر فوج انگریزی و فوج سکھی ماتحت سردار چتر سنگہ و شیر سنگہ اٹاریوالہ

کی ہوئی تو اس گانونے زیادہ تر شہرت پائی اور صاحبان انگریز وغیرہ جسقدر افسر کہ انگریزون کے طرف سے
مقتول ہوئے تھے اونکی یادگار کے واسطے یہان ایک پختہ مکان بنوایا گیا ہے **کادرل** یہہ قصبہ اوس
سڑک پر جو رسول نگر سے پنڈدادن خان کو جاتی ہے دریای چناب کے دہنے کنارے رسول نگر سے بفاصلہ چہہ میل
آباد ہے برسات کی موسم مین اس مقام پر ایک میل چوڑا دریا ہوتا ہے قصبہ کے اندر اچھا بازار ہے اور تجارت
بکثرت ہوتی ہے **شاہپور** دوابہ جیچ کے متعلق یہہ ایک مشہور قصبہ دریای جہلم کے بائین کنارے
لاہور سے بفاصلہ ایکسو چھبیس میل آباد ہے صاحب ضلع ماتحت کمشنری جہلم کے یہان ضلع کا کام دیتے ہین قصبہ
سے مشرق کیطرف چھاؤنی کا مقام ہے جہان فوج انگریزی رہتی ہے زمین اس ضلع مین بارانی و چاہی
ہے کوئی ندی نالہ جاری نہین ہے جنگل بار بکثرت آبادی متفرق و کم مسلمان قوم عام ہے اور ہندو برائے
نام ہے اور جسقدر ہندو ہین اونکی عادتین بھی ہندو کی سی نہین ہین زمیندار اپنے گھر اکثر اپنی چاہات پر
بنا کر رہتے ہین اور وہی ایک یا دو گھر گانو شمار کئے جاتے ہین لباس عورتون اور مردون کا ایسا ہے کہ دور
سے کچھ تمیز نہین ہوتی کہ آیا یہہ مرد ہے یا عورت عورت مرد سرون پر لمبے بال رکھتے ہین اور میلے کپڑے پہنتے
ہین اس علاقہ کے لوگ بسبب کم پیداواری کے مفلس بہت اور متمول کم ہین کل ضلع کی مردم شماری تین لاکھ
دو ہزار سات سو اور کل رقبہ زمین کا تین ہزار پانسو میل مربع ہے آب و ہوا اس ضلع کی بھی اچھی نہین ہے پہلی
عمارت اس قصبہ کی بالکل خام اور خراب تھی اب جس روز سے کہ یہان ضلع مقرر ہوا ہے پختہ مکانات بہت
بن گئے ہین اور آبادی بارونق ہوگئی ہے زمیندار یہان کے سید قوم ہے دو مقبرے عالیشان ایک شاہ
شمس الدین شیرازی اور دوسرا شاہ محمد کا یہان متبرک مکان زیارتگاہ بنے ہوئے ہین جن پر ہر سال ہجوم ہوکر
سے میلے ہوتے ہین **کانوال** جیچ دوابہ کے متعلق یہہ ایک قصبہ ضلع جہنگ و تحصیل چنیوٹ کی متعلق
ہے پہلے یہان ضلع شاہپور کے ماتحت کچہری تحصیل کی ہوتی تھی اب وہ تحصیل ٹوٹ گئی اور علاقہ متعلق
ضلع جہنگ کے ہوگیا پہلے یہان زمیندار قوم رہان آباد تھی مگر رنجیت سنگہ نے جب احمد خان سیال کو جہنگ سے بیدخل
کیا تو یہان کے زمیندارون کو بھی جو اوسکے حامی و مددگار تھے یہان سے نکالدیا اب اس پرگنہ مین متفرق قوم
نسوانہ کہلوتر کہوکہر افغان جٹ مخدوم سید وغیرہ رہتی ہین جنمین سے نسوانہ و کہلوتر کی بہت کثرت ہے اس
علاقہ کے ساتھ علاقہ اجدانگر بھی ملحق ہے مگر اوسمین کوئی بڑی آبادی نہین چھوٹا سا پہاڑ کہ کیرانہ نام دو
ڈیڑہ کوس طول مین ہے وہان سنگ تراش بہت رہتی ہین اور پہاڑ سے چکیون کے پتھر نکالکر اور چکیان
بنا کر فروخت کرتے ہین پہاڑ کی چوٹی پر گورو گورکھناتھ کا استان بنا ہوا ہے اور گدی نشین بہانکا فقیر کہلاتا ہے
گرد اگرد پہاڑ کے جنگل بار ہے **بھیرہ** ضلع شاہپور کے متعلق یہہ ایک مشہور شہر اور تحصیل کا

مکان ہے عمارت اسکی پختہ و خوشنما ہی کہتری معزز و خواندہ یہان بہت رہتے ہین وجہ تسمیہ اسکا یہہ ہی کہ ابتدا مین
باشندے یہان کے موضع بہواری جہلم پار کے علاقہ مین آباد تھے بابر شاہ کے عہد مین ۹۳۶ ہجری مین شیرخان
الموسوم بفرید خان نے اوس قصبہ کو ویران کر دیا اسواسطے وہان کے باشندے جہلم وار آکر آباد ہوے
اور یہہ قصبہ اون سب بہواریون نے ملکر آباد کیا اور بہیرا نام رکہا آہنی ہتہیار مثل قفل بندوق تلوار او
پتہر کی چیزین و برتن مثل کھرل و گلاس و پیالہ و طشتری اور مثل قفل کے دستے سنگ یشم وغیرہ کی یہان خوب
بنتے ہین شطرنج کے مہرے و بساط بہی طرح طرح اور رنگ برنگ کے پتہرون کے نہایت مطبوع و خوبصورت
بنائے جاتے ہین نمدے کا فرش بہت تحفہ بنکر دور دور بطور تحفہ بہیجا جاتا ہے لوہار یہانکے چہری کانٹا ایسا
اچہا بناتے ہین کہ اسمین اور ولایتی چہری کانٹے مین سر مو فرق نہین ہوتا قصبہ کے باہر ایک قدیمی و
پختہ مسجد شیر شاہ بادشاہ کی بنوائی ہوئی موجود ہے **ساہی وال** چج دوآب کے متعلق یہہ ایک قصبہ
بائین کنارے دریاے جہلم کے لاہور سے اکیانوے میل شمال کی طرف کو آباد ہی عمارت اسکی پختہ و خام
ملی ہوئی ہے کہتری اروڑے ہندو بہت اور مسلمان کم رہتے ہین زمینداری یہان ہندؤن کی ہے دو تین
باغ بہی یہان اچہے اچہے بنے ہوئے ہین گنا فالسہ سنترہ سیب وغیرہ میوے بہی یہان پیدا ہوتے ہین ظروف
برنجی کنول کٹورا رکابی آفتابہ ساگر چوبی ڈبے یہان بہت خوبصورت و خوشنما بنتے ہین کام ہاتہی دانت کا بہی
اچہا ہوتا ہے بازار مین تجارت کا گرم بازار ہے نمک کپڑا اور غلے کی تجارت بہت ہوتی ہے تحصیلدار ماتحت
ضلع شاہپور کے یہان تحصیل کا کام دیتا ہے **جوڑہ** یہہ علاقہ بڑا آباد ہے اسمین موضع کہائی خورد و
کہائی کلان ہیجو کہ قریب ستر ہزار کے کہجور کے درخت لگے ہوئے ہین ہر سال سرکار سے انکا ٹہیکہ ہوتا ہے
اسمین اقوام جویہ و کہوکہر و بلوچ و سید و قریشی آباد ہین **دودی گہاٹ** یہہ قصبہ دہنے کنارے
دریاے چناب کے ملتان سے پانچ میل شمال مغرب کو آباد ہے متصل اسکے ایک بڑا گہاٹ ہی جو اسی کے
نام سے موسوم ہے اس گہاٹ سی مسافر لوگ اوتر کر ملتان سے ڈیرہ جات کو جاتے ہین **ملڈہ** یہہ ایک اچہا
رونق دار مقام ہے عمارت اسکی اگرچہ خام ہے مگر بازار آباد ہے رعایا شاد ہے تجارت غلہ و شکر و گہی
و چہیٹہ کی بہت ہوتی ہے اس علاقہ مین دو جگہہ خوب میلا ہوتا ہی ایک مقام تخت ہزارہ شاہ شہاب الدین
سہروردی کے مزار پر ہر سال ماہ بیساکہہ کے پہلے ہفتہ کے دن دوسرا بیساکہہ مہینے کے پہلے اتوار کو مزار صاحب شاہ
فقیر یہہ دونو میلے بڑی دہوم دہام سے ہوتے ہین اور ہزار ہا خلقت جمع ہو جاتی ہے اور یہہ تخت ہزارہ
وہ ہی جو مسمی دہیدو قوم رانجہا ہیر کے عاشق کا مولد و وطن تہا اور رانجہا وہان سے آکر جہنگ سیال مین چوچک
ہیر کے باپ کے پاس مال چرانے کو نوکر رہا تخت ہزارہ مین سید اور قوم رانجہا بہت رہتی ہین اور زمینداری

بھی وہان اوسی قوم کی ہے بلکہ ٹلہ کی علاقہ مین بھی اکثر راٹھا قوم کے زمیندار ہین زراعت چاہی یہان بہت ہوتی ہے کھیتون کو پانی چرخ چوب کے ذریعہ سے دیا جاتا ہے گنا یہان بہت پیدا ہوتا ہے گوڑا ہ اچھا مگر آب و ہوا ناقص ہے اکثر لوگون کا گلے پھول جاتے ہین تخت ہزارہ ایک گانوکا نام ہے جسکا نام پہلے جہانگیر نگر تھا کسی وقت اسکی اچھی آبادی تھی کہ ہزار خان یعنی امیر وہان قیام پذیر تھی اسواسطے اوسکو تخت ہزارہ کہنے لگے پہلی زمینداری قوم رانجھا کی میان تھی جیا بیچہ اوسوقت کی ایک مسجد تعمیرات عمدہ بنی ہوئی موجود ہے اگرچہ بہت سی گر گئی ہے مگر تو بھی باقیماندہ عمارت عمدہ ہے اب قوم نروٹہ و سید اسپر قابض ہے

جہلم

یہہ قصبہ دریای جہلم کے دہنی کنارے پر شہر لاہور سے ایکسو میل شمال مغرب کے گوشہ مین آباد ہے اگرچہ آبادی اسکی کچھہ بہت بڑی نہین ہے لیکن بارونق مقام ہے سکہون کے وقت صرف سات سو گھر اور ایکسو دوکان اسمین آباد تھی اب جس روز سے کہ کمشنری و ڈپٹی کمشنری یہان مقرر ہوئی ہے آبادی اسکی پہلے سے سہ چند بڑہ گئی ہے اچھے اچھے پختہ مکانات عالیشان و بارکین و کوٹھیان تعمیر ہوگئین ہین نیا بازار با موقع بن گیا ہے تجارت یہان بکثرت ہوتی ہے بڑے بڑے ساہوکار مالدار بیوپاری دوکانین کرتے ہین نمک کی کان پر جو اس ضلع مین ہے بیوپاری نمک خرید کر کشتیون کے ذریعہ سے بہت یہان لاتے ہین اور یہان سے اور ملکون مین بیلون اور گدہون پر لاد کر لیجاتے ہین جہلم کے پرگنہ کے آدھے گانو جو شرق کے سمت کو آباد ہین اونکی زمین ہموار ہے کنوون کا پانی بھی تیس چالیس ہاتھہ پر نکل آتا ہے اور نصف علاقہ جو غربی سمت کو ہے وہ ناہموار و کوہستانی ہے اوسمین کنوان کہد نہین سکتا رہنے والے وہان کے تالابون اور نالون و چشمون کا پانی پیتے ہین اور اگر شاذ و نادر کہین کنوان ہے تو بھی وہ ستر اسی ہاتھہ عمیق ہوتا ہے پانی بمشکل اوس سے کھینچا جاتا ہے باشندے اس ضلع کے سب کے سب مسلمان زمیندار جاٹ گوجر گکھڑ ہین کل ضلع کی مردم شماری تین لاکھہ چورانوے ہزار تین سو پچیس ہے جہلم کے کنارے جسقدر زمین سیراب ہے وہان گیہون جو روئی گنا کماد باجرہ پیدا ہوتا ہے جب دریا مین طوفان آتا ہے تو اکثر اوقات شہر کی آبادی کو نقصان پہونچتا ہے سردی کے موسم مین شہر سے ایک میل کے فاصلہ پر دریا پایاب بھی ہو جاتا ہے اوسی پایاب کے رستے سے ۱۸۳۹ع مین انگریزی فوج جو افغانستان کی مہم پر ماموریتی پایاب اوتری تھی اگرچہ اوسوقت دریا کا پانی بہت کم تھا تو بھی اکثر آدمی دریا مین بہہ کر غرق ہوگئے تھے خاص آبادی شہر جہلم کی سمندر کی سطح سے اٹھارہ سو فٹ بلند ہے اور سرکار نے اب کراچی بندر سے اسمقام تک جہازون کا چلانا جاری کر دیا ہوا ہے اس ضلع کے متعلق چار تحصیلین ہین ایک حضور تحصیل جہلم دوسری تحصیل پنڈ دادنخان تیسری چکوال چوتھی قلعہ گنگ اور ہر ایک تحصیل مین تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع جہلم کام دیتا ہے

اور صاحب ضلع کی کچہری خاص جہلم مین ہوتی ہے **رہتاس** سندہ ساگر دوآب مین یہہ بڑا
سنگین قلعہ دریاے جہلم کے دہنے کنارے سے مغرب کے سمت کو بفاصلہ چھ میل واقع ہے بانی اس قلعہ کا شیر شاہ
بادشاہ افغان ہے جسنے اس قلعہ کو بعد بیدخل کرنے ہمایون شاہ بادشاہ کی سنہ ۹۴۸ھ مین بصرف سندرہ
لاکھ روپیہ کے بنوایا اور خواص خان ایک اپنے معتمد امیر کو بارہ ہزار سوار جرار دیکر یہان مامور
کیا اس خیال سے کہ مغلی بادشاہون کا حملہ ہند پر نہو اور وہ آیندہ پنجاب مین آنا نہ پائین یہہ قلعہ
پہاڑ مین گکہڑون کے ملک کے سرحد پر بنا ہوا ہے اور استحکام اور مضبوطی مین اپنے ثانی نہین رکہتا
بیرونی دور اسکا اڈہائی کوس اور اندرونی حصہ اڈہائی میل شکل اسکی مستطیل ہے دیوارین اسکے
تیس فیٹ یا چوبیس ہاتھ چوڑی و موٹی ہین اور چونہ اور پتہر کی نہایت سخت و سنگین عمارت ہے بارہ دروازے
نہایت مضبوط و بلند و فراخ بنے ہوئے ہین اونمین سے خاص دروازہ و دروازہ لنگر خانہ و دروازہ
کابلی و دروازہ سوہلی ایسی بلندی و استحکام کے ساتہہ بنائے گئے ہین کہ انسان دیکہہ کر حیران ہجاتا ہے
دو طرفین قلعہ کی اور نیز جو دیوار کہ اسکے شرق کے طرف ہے ایک ندی کے کنارے پر واقع ہے جو کہ اس
پہاڑ اور قلعہ کے درمیان بہتی ہے مغربی دیوار اسکی دریاے گام پر ہے جو اسکی بنیاد مین بہتا ہے
دیوارون مین دوہری سوراخ گولے چلانے کے واسطے رکہے ہوئے ہین قلعہ کے اندر اگرچہ چند کنوئین
اور ایک باولی پتہر کی بنی ہوئی ہے مگر وہ اب پانی نہین دیتی باولی کی سیڑہیان ایکسو اکیاسی ہین اور
سیاہ پتہر کی عمارت ہے سیڑہیان چوڑی اسقدر ہین کہ اگر ایک ہی دم ایکسو آدمی اونمین اوترجاے تو ممکن
ہے قلعہ کے محلات شاہی و دیوان خاص و عام اور بڑی مسجد جو لنگر خانہ کی دروازہ کے پاس تہی سب
منہدم ہو چکی ہین باعث اسکا یہہ ہوا کہ جب افغانی سلطنت آپس کے نا اتفاقیون کے سبب سے ضعیف ہوگئی
اور ہمایون بادشاہ نے کابل سے آکر دوبارہ پنجاب کو لیا تو اٹک سے اوتر کر وہ یہان پہونچا اور یہہ قلعہ
قلعہ دار سے اوسنے بلا جنگ و جدل لے لیا اور قلعہ کے اندر پہونچکر جسقدر بڑے بڑے عالیشان مکان شیر شاہ
کے بنوائے ہوے تہے سب اوسنے مسمار کرا دیئے اور چاہا کہ کل قلعہ کو منہدم کر دے مگر جلدی کے مارے دہلی
کو چلا گیا اوس وقت بہت سی مکانات گرائے گئے پھر بادشاہان چغتائی سے اس قلعہ کی مرمت کی طرف
کوئی متوجہ ہوا اسواسطے مسجد بھی منہدم ہوگئی بلکہ اکثر طرف کی دیوار بھی ایسی برباد ہوئی ہے کہ اندر باہر
آنے جانے والون کو کوئی روک کی جگہہ نہین رہی قلعہ کے اندر اکثر طرف تو جنگل و ویرانہ ہے اور دوام
و در ہتی ہین شمالی گوشہ کے اندر ایک قصبہ آباد ہے جسکو رہتاس کہتے مین سکہون کے وقت چہہ سو گہر
اور ڈیڑہ سو دوکان اوسمین آباد تہی اب اوس سے بھی زیادہ آبادی ہے یہہ دروازہ کے طرف

اب بھی مضبوط و بلند گڑھی ہے سوا اوسکے اور طرف پہاڑ ہے اور اسی طرف زیر دیوار نالہ جاری ہے
اور وسیع میدان ہے یہہ نالہ اگرچہ چوڑا بہت ہوگا خشک رہتا ہے برسات کے موسم مین اسمین اسقدر
طغیانی ہوتی ہے کہ لوگ اوتر نہین سکتے اور اوسکی تیزی کے سبب سے اکثر لوگ بہہ جاتے ہین قلعہ کے
دروازے کے باہر ایک چشمہ ہے جو ہمیشہ جاری رہتا ہے اور قصبہ کے لوگ اوسکا پانی پیتے ہین یہہ
قلعہ خاص جہلم سے آٹھہ میل پر راولپنڈی کے راستے پر واقع ہے **بال ناتھہ جوگی کا ٹیلہ**
سندہ ساگر دوآب مین یہہ ایک مشہور آبادی اور عبادتگاہ جوگی فقیرون کی ہے قلعہ رہتاس سے
جنوب مغرب کیطرف فاصلہ اسکا دس میل یا سات کوس کا شمار ہوتا ہے یہان جوگی بہت رہتے ہین
اور بیسوین روز تو جوگیون کا اسقدر اجتماع ہوتا ہے کہ ہزارون تک نوبت پہونچ جاتی ہے اسی جا
مین ایک چشمہ ہے جس سے شور پانی نکلتا ہے پینا اوسکا بہت مریضون کے واسطے جنکی مرض بلغمی ہو
فائدہ بخش ہے خصوصاً خنازیر کے مرض کے بیمار کو تو بہت ہی مفید ہوتا ہے **کٹاس** سندہ ساگر دوآب
اور ضلع جہلم کے متعلق یہہ ایک مشہور آبادستی ہے اور اصل مین کٹاس ایک تالاب کا نام ہے جو اس کے
پاس پہاڑ کے اندر ہے تالاب کے اندر سے ایک چشمہ پانی کا اوبلتا ہوا نکلتا ہے اس چشمہ کے عمق کا کچھہ
حد و حساب نہین ہے برہمن کہتے ہین کہ یہان سے طبقہ زمین کا شق ہو رہا ہے اسواسطے پتہ نہین ملتا یہی
اسکے باب مین ہندو کہتے ہین کہ یہہ تیرتھہ زمین کی دہنی آنکھہ ہے دوسری آنکھہ جسکو بائین آنکھہ کہنا چاہئے
سکتا ہے ضلع اجمیر مین امرکنڈ تالاب ہے جسکا نام پشکرجی بھی مشہور ہے اس چشمہ کے گرد بہت سے مندر ہرگی
سنیاسی اور اسی سادہون کے کل اکیس مندر بنے ہوئے ہین پھلی تاریخ بیساکھہ کے ہر سال یہان بڑا میلا
ہوتا ہے دور دور سے ہندو برہمن کہتری سادہ فقیر غسل کے واسطے یہان حاضر ہوتے ہین ــ+ــ
پنڈ دادن خان سندہ ساگر دوآب ضلع جہلم کے متعلق یہہ ایک بڑا قصبہ دریائے جہلم
کے دہنے کنارے سے بہت نزدیک بقدر چار میل کے آبادی ہے اگرچہ عمارت اسکی ملی ہوئی پختہ و خام ہے
مگر مطبوع مقام ہے مضبوطی کے واسطے دیودار کی لکڑی مکانون مین بہت صرف ہوئی ہوئی ہے سکھون
کے وقت اسمین چھہ ہزار گھر اور پانسو دوکان کی آبادی تھی اب بھی بسبب مقرر ہونے تحصیل ضلع جہلم
کے آمد و رفت لوگون کی یہان بہت اور بازار مین تجارت بکثرت ہے تیرہ ہزار پانسو آدمی کی آبادی
ہے راجپوت کہوکہر جالب جنجوعہ راجہ مل کی اولاد مسلمان اس پرگنہ کے زمیندار ہین شہر کی آبادی
نمک کی پہاڑون کی قطارون سے بہت قریب ہے باشندے یہان کے نمک کے کھودنے کا کام بہت کرتے
ہین رنجیت سنگہ کے وقت اسی شہر مین نمک کی منڈی و خرید فروخت ہوتی تھی شہر کی آبادی چار

سو تینوں منقسم ہے دو آبادیوں کو تو کوٹ کہتے ہین اور ایک کا نام گلی وال ہے جہان ارذل لوگ رہتے ہین چوتھی آبادی کا نام منڈی ہے یہہ آبادی نسبت اورونکے بہت بڑی ہے شہر کے باہر ایک پرانا قلعہ ہے اوسمین تحصیل کی کچہری لگتی ہے اور ایک بارہ دری راجہ گلاب سنگھ کے وقت کی بنوائی ہوئی تھی ریشم کی لنگی یہان بہت اچھی بنتی ہین اور وہی ایک تحفہ اس شہر کا مشہور ہے پنڈ دادنخان سے جانب شرق چار کوس پر ایک چشمہ پانی کا جاری ہے اوسکے پینے سے انسان کو دست آتے ہین پس جس شخص کو مسہل لینا منظور ہوتا ہے اوسکے پانی کا ایک جام پی لیتا ہے پندرہ سولہ دست آجاتے ہین اور خوراک غلہ گندم بیان کیا جاتا ہے اور نام چشمہ کا گھرات ہے **کوہ نمک** یہہ پہاڑ ایک مجموعہ پہاڑون کا ہے جو کوہ سلیمان کے شرقی بنیاد سے چلکر دریاے جہلم تک پھیلتا ہے مختلف مقامون مین نام بھی اسکے مختلف ہین اہل یورپ اسکو سالٹ رینج کے نام سے پکارتے ہین اسواسطے کہ یہہ بڑا خزانہ نمک کا ہے اور دور دور تک اسی نمک نکلتا ہے اگرچہ جنوبی حصہ اسکا جہلم تک ختم ہوجاتا ہے مگر شمالی حصہ اسکا کوہ ہمالہ کے جنوبی حصہ کے ساتھہ ملحق ہوجاتا ہے آخری حد اسکی قصبہ ہنبر وچہون و نور پور و بلاسپور بلکہ فیض آباد تک جس مقام پر کہ جمنا بہتی ہے اور ہردوار کے مقام تک جہان کہ گنگا بہتی ہے پہونچتا ہے آغاز و انجام اسکا شمال غرب سے جنوب شرق کو ہے اس پہاڑ سے مقام پنڈ دادنخان و کالہ باغ نمک نکالا جاتا ہے اور جس جس مقام سے نکالتے ہین اوسکو کہاوا بولتے ہین کہاوے علیحدہ علیحدہ اور نام بھی اونکے علیحدہ علیحدہ ہین انمین سے بڑا کہاوا اسوجوال کا ہے مشعل لیکر کہاوی کے اندر جاتے ہین اور نمک کہاوی کے اندر شیشہ کیطرح چمکتا ہوا نظر آتا ہے سو جوال کا کہاوا الف کے شکل پر ہے اور قریب تین سو قدم کے اوسمین اوترنا پڑتا ہے اور بڑے بڑے نمک کے ٹکڑے کہود کر وہان سے باہر لاتے ہین پہلے یہہ نرم ہوتا ہے پھر ہوا لگ کر سخت ہوجاتا ہے بعض اوقات نمک کہودنے والے پہاڑ کے نیچے دب کر مرجاتے ہین کہاوون کے اوپر انتظام سرکاری ہر وقت رہتا ہے کوہ منڈی کے متصل بھی اسی پہاڑ کے اندر سے نمک نکالا جاتا ہے مگر وہ نمک اعلی قسم کا نہین ہے اور یہہ نمک پنڈ دادنخان اور کالہ باغ کا عمدہ و گلابی و سفید و اعلی ہے اور یقین ہے کہ اگر اور مقامات مین بھی اس پہاڑ کے اندر نمک کی تلاش کیجاوے تو بہت جگہہ نمک کی کانین نکلین بادشاہون کے وقت ان کانون کا ظہور ہوا اکبر کے وقت بھی یہان سے نمک نکالا جاتا تھا آئین اکبری مین اسکا ذکر ہے مہاراجہ رنجیت سنگہ کی حکومت کے وقت فی سال قریب دس لاکہہ من کے یہان سے نمک کہودا جاتا تھا اور تمام پنجاب مین بہت ارزان فروخت ہوتا تھا اب سرکار انگریزی کے ملک سے کہودا جاتا ہے اور بہت گران بکتا ہے اس پہاڑ کی کانون کے سوای بھی کوہاٹ کی کان و لین جہلی و لین نیلہ و غیرہ

کارخانجات نمک متعلقہ گورنمنٹی پنجاب مین کل نمک سرکاری فروخت ہوتا ہے اور اس کام کے انتظام
کے واسطے بڑے بڑے محکمے اور عملے ذو حاکم و محافظ و محصل مقرر ہین چنانچہ ابتدای ماہ مئی ۱۸۶۵ء لغایت
مارچ ۱۸۶۶ء چوہتر لاکھ چھیاسی ہزار ایکسو اڑتالیس روپیہ کی آمدنی سرکار کو ہوئی اور آیندہ روز بروز ترقی
ہوتی چلی جاتی ہے اور خرچ عملہ کا جو اس کام پر مامور ہی پانچ لاکھ چوبیس ہزار چھ سو بانوین روپیہ سال
تخمیناً ہوتا ہے اور کمیشن کے رقم کا خرچ اڑسٹھ ہزار ننیانوین روپیہ الگ ہی اس پہاڑ مین نمک کے
سوا اور بھی بہت کانین ہین پھٹکری و گندھک بھی اسی سے نکالا جاتا ہے کوئلون کی کانین بھی اب
انگریزون نے اسی پہاڑ کے اندر دریافت کرلی ہین بلندی اس پہاڑ کی چوٹیون کے کوئی بہت بڑی نہین ہے
تمام چوٹیون مین بہت بڑی چوٹی دو ہزار پانسو فیٹ بلند ہے اس پہاڑ کے اوپر نباتات و درخت پیدا
نہین ہوتی دریاے سندہ اسکے اندر جاری ہے جسکا راستہ بہت گہرا اور تنگ ہے اور کنارے پر اوسکے
قصبہ کالاباغ آباد ہے اور جو سڑک کہ اسکے اندر بنائی گئی ہے وہ ایکسو فیٹ دریا سے اونچی ہے نمک ان
کانون کا بعض گلابی اور بعض بہت سرخ اور بعض خاکی رنگ اور بعض سفید ہوتا ہے اور ایک قسم کا
شیشہ نمک کہلاتا ہی جو جلاے ہوئی بلور کے طرح چمکتا ہے اوسمین اور بلور کے نگینہ مین ناواقف آدمی تمیز نہین
کرسکتا اس پہاڑ کا پانی تمام شور ہے اور بعض مقامات سی جو چشمہ پانی کے نکلتے ہین اونکا پانی بھی سفید و شور
ہوتا ہے اس پہاڑ کی تمام زمین خصوصاً کالاباغ کے متصل سرخ رنگ ہی اوسمین دریای سندہ بہتا ہوا جسکا پانی
نیلا ہے نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہے کالے باغ کے پاس کے حصہ مین مقناطیس اور کلی کے پتھر بھی بکثرت
ہین اور ایک قسم کا سرخ رتیلا پتھر بھی ملتا ہے خصوصاً کوئلے کی کان کے پاس رتیلی پتھر بہت ہین کچا لوہا بھی اس
پہاڑ مین بہت دستیاب ہوتا ہے جو سرخ و خاکی و سیاہ رنگت کا ہی اوس لوہی کی چھان تک کثرت ہی
کہ اگر اس پہاڑ پر چڑھ کے کمپاس لگائین تو کمپاس کی سوئی مقناطیسی اپنا کام نہین دیتی یعنی شمال نہین
بتلاتی صرف پہاڑ کے سمت ہی مائل رہتی ہے اور جو ندیئین کہ اس پہاڑ کی بنیاد مین بہتی ہین اونکی بہتی
ریگ مین سے سونے کا ریتا نکلتا ہے بہت لوگ ندیون سے ریتا نکالکر اور اوسکو دہوکر سونا نکالتے ہین بعض
بعض وقت بعض ٹکڑے اوسمین سونے کے بقدر ماش کے بھی نکل آتے ہین کالے باغ کے اندر پھٹکری بنانے کے
کارخانے بہت بنے ہوئی ہین اوسکے بنانے کی ترکیب یہہ ہی کہ پھٹکری کے پتھر کے ٹکڑے پہاڑ سے نکالکر اور
نیچے اوپر رکھہ کر بیس فیٹ تک اونچا ایک انبار لگا دیتے ہین اور اون ٹکڑون کے اندر بھی برابر لکڑیان
رکھتی ہوئی چلے جاتے ہین پھر انبار کے گرداو لکڑیان رکھہ کر آگ لگا دیتے ہین بارہ ساعت تک وہ آگ روشن
رہتی ہے اوس آگ کی گرمی سے اصل پھٹکری پگھل کر باہر آجاتی ہے جو گلابی رنگ کی ہوتی ہی پھر اوسکو پانی

کے حوض مین ڈالکر تین دن تک رکہتے ہین اوسے رنگ اوسکا سرخ ہو جاتا ہے پہر وہان سے نکالکر وہ کچھ مصالح مجوزہ اپنا ڈالکر بڑے بڑے برتنون مین جوش دیتے ہین بعد جوش کے وہ سرد ہو کر برتنون کی تہ مین بیٹھہ جاتی ہے گویا وہ اصل پھٹکری بن چکی الغرض اس پہاڑ مین بڑی بڑے فایدہ کی چیزین حاصل ہوتی ہین ایسی کہ اور کہین پیدا نہین ہوتی اور سوا اسکے روی زمین پر کوئی ایسا پہاڑ نہین ہے جسمین نمک لوہا سونا گندہک پھٹکری مقناطیس شورا کوئلا گلی کے پتہر وغیرہ اسقدر فایدہ بخش کانین ہون اگرچہ نباتاتی دولت اسمین نہین ہے مگر معدنی دولت بے اندازہ ہے شورا اگرچہ پنجاب کے میدانی و شورے زمین سے بھی ملتا ہے مگر یہان کا شورا بڑا اعلی قسم کا ہے **دہنی چک توڑا** دہنی کے علاقہ مین یہ قصبہ نامی گرامی اور تحصیل کا مقام ہے تحصیلدار ماتحت ضلع جہلم یہان کام دیتا مگر اس پرگنہ کا علاقہ تمام خراب ہے جنوب مشرق کی طرف اسکی پہاڑ غرب کی طرف کہنڈ زمین سخت پہاڑ سے اتبر ہے قوم جاٹ راجپوت ککی زئی مسلمان اسمین رہتی ہین گہوڑا اس پرگنہ کا بہت مضبوط اور اچھا ہوتا ہے **تلہ گنگ** سندہ ساگر دو آب ضلع جہلم کے متعلق یہ ایک قصبہ پہاڑ کے متصل دریا سندہ کے بائین کنارے آباد ہے اور تحصیلدار ماتحت ضلع جہلم کے یہان کام دیتا ہے اس پرگنہ مین مسلمان قوم اوان بہت رہتی ہین اور ایک پہاڑ سون سوکیسر نام یہان مشہور ہے ہندو کہتے ہین کہ پانڈو راجے جب جلاوطن ہوئے تو مدت تک وہ اسی پہاڑ مین رہتے تہے ایک تالاب بہت بڑا دو کوس کے طول عرض کا یہان موجود ہے جسکو سمندر کہتے ہین پانی اوسکا کہاری ہے اور ایک کنوان گنگا جل نام پانی اسکا میٹھا اور خوشگوار ہے ایک قسم کی لکڑی خوشبودار یہان پیدا ہوتی ہے اوسکو سرک کہتے ہین اوس سے لونگ کی بو آتی ہے مسواکین اوسکی بطور ہدیہ دور دور بہیجی جاتی ہین خوشبو اوسکی اس حد تک ہوتی ہے کہ ایک دفعہ مسواک کرنے سے تمام روز منہ سے خوشبو آتی رہتی ہے نمک کا پہاڑ یہان بھی موجود ہے مگر اب اوسے نمک نکالا نہین جاتا **خوشاب** یہ ایک مشہور شہر ہے دو ہزار گہر اور دو سو دوکان کی آبادی رنجیت سنگہ کے وقت اسمین تھی اب بھی آبادی اسکی بارونق ہے تجارت کی کثرت ہے اور اچھے کام جانے جاری ہین آبادی اسکی دریاے جہلم کے دہنی کنارے پر واقع ہے شہر کی عمارت پختہ قوم اوان راجپوت کہتری کوڑہ کہوکہر جسپت وغیرہ اسمین آباد ہے لنگی کہیس سوتی و ابریشمی وغیرہ دستار بنگی گلکار سوتی اسمین اچھے بنتے ہین ایک میلہ خوشاب سے شرق کیطرف ایک کوس خانقاہ حضرت شاہ عنایت شاہ ولایت پر محرم کی پہلی تاریخ ہوتا ہے دوسرا میلہ حافظ دیوان کی خانقاہ پر بیسوین چیت کو تیسرا میلہ مقبرہ حافظ ولی اللہ پر ساتوین ذی الحج کو چوتھا میلہ شاہ فقیر کی کوٹہی کا اساڑہ کے مہینے مین

گھرتا ہے **مٹھہ ٹوانہ** خوشاب شہر سے چار کوس ریگستان کے اندر یہہ ایک قصبہ آباد ہے زمینداری وملکیت وہان بلوچون کی ہے اور آدمی بڑے دلاور ہیں اس قصبہ مین دو ہزار گھر اور پچیس دوکان آباد ہین حال اوسکا سب بارانی ہے بارش ہو تو کچھہ پیدا ہوتا ہے **سارنگ کوٹ** سندرساگر دو آب مین یہہ ایک قصبہ بائین کنارے دریاے سوان کے تہتر میل بسمت جنوب مشرق شہر پشاور کے آباد ہے **منکیرا** دوابہ سندہ ساگر مین یہہ ایک مضبوط ومشہور قلعہ ہے گرد اسکے کچی دیوار نہایت مستحکم بنی ہوئی ہے بانی اسکا نواب سربلند خان ہے جسنے ایسا قلعہ ریگستان یعنی تھل کی زمین مین بنوایا چونکہ اسکے چارون طرف دور دور بسبب ہونے ریتلی زمین کے پانی تحقیق تل سکتا تھا اسواسطے دشمن کو سہولیت دستیاب نہین ہوسکتا تھا قلعہ کے پانی کی قبر بھی قلعہ کے اندر ہی ہے برج اوسکے ہیں اور ایک مسجد وپختہ چاہ قلعہ مین تعمیر ہوا ہے جو دہے قصبہ منکیرا ایک اچھی آبادی کا مکان قلعہ کے اندر آباد ہے جسمین پانسو گھر اور اکیسو دوکان ہے قلعہ کے خندق کی عمارت پختہ ومستحکم بہت چوڑی ہے احمد شاہ درانی کے وقت علاقہ اسکا کابل کے سلطنت کے متعلق تھا اور اوسی بادشاہ کیطرفسے یہان ایک ناظم مقرر تھا جب وہ سلطنت ضعیف ہوگئی تو ناظم یہان کا خود سر حاکم بن بیٹھا اور مدت تک حکومت کرتا رہا ۱۸۲۱ء مین رنجیت سنگہ نے ناظم منکیرا پر بڑی فوج لیکر یورش کی اور ایک مہینے تک محاصرہ رکھا آخر فوج سکھی بسبب بے آبی علاقہ کے بہت تنگ آئی اور عنقریب تھا کہ محاصرہ اوٹھہ جاوے اوسوقت رنجیت سنگہ نے خام کنوئین بیشمار کھدوادی اور فوج کو سیراب کر کر نہایت سختی کے ساتھہ محاصرہ کیا جب نواب نے جانا کہ اب سکھی فوج کے ساتھہ بسر آنا مشکل ہے اطاعت قبول کی اور قلعہ رنجیت سنگہ کے حوالے کر دیا رنجیت سنگہ نے کچھہ جاگیر بقدر گذارہ اوسکو ڈیرہ اسمعیل خان مین دیدی اور نواب فیض محمد خان منکیرا چھوڑکر ڈیرہ اسمعیل خان مین چلا گیا **قلعہ دولا** سندہ ساگر دوآب مین یہہ ایک قلعہ دریاے سندہ کے بائین کنارے سے نیتالیس میل اور اکیہتالیس میل لاہور سے شمال مغرب کے سمت کو واقع ہے **کارلووالہ** سندہ ساگر دوآب مین یہہ ایک قصبہ چوبیس میل دہنی کنارہ سے دریاے جہلم اور اکیوبالیس میل لاہور سے مغرب کی سمت کو آباد ہے **کالی سرائے** یہہ ایک قصبہ اٹک اور راولپنڈی کی سڑک پر اٹک سے بفاصلہ نو میل جنوب مشرق کی سمت کو دریاے کالی کے کنارے پر آباد ہے یہان ایک قدیمی بادشاہی سرائے بڑی مضبوط بنی ہوئی ہے چونکہ قصبہ وسرائے دریاے کالی کے پاس ہے اسواسطے سرائے دریا کے نام سے موسوم ہوا اور قصبہ کا نام بھی سرائے کا نام ہے **دریاے کالی** ایک چھوٹا سا دریا مشرق کی سمت سے بہتا ہوا یہان آتا ہے اور یہان سے آگے

جاکر دریاے ہرو مین جا داخل ہوتا ہی اس دریا کا اگرچہ راستہ طول مین بہت کم ہی مگر عمیق بہت ہی سرائے
کے پاس اسکے اوپر پتھرون کا پل بنا ہوا ہے اور صاحبان انگریز اپنے نقشون مین اس دریا کا نام دریاے
تمرا لکھتے ہین اس قصبہ کے شمال مغرب کو ایک کنوان زینہ دار بنا ہوا ہے جسکے نیچے اکثر مسافر اُترکر
جاتے ہین اسکے گردے کا ملک کوہستانی وناہموار وعجیب ہے **جو یا** پنجاب مین یہہ ایک بڑی آبادی
نمکین پہاڑ کے پاس دریاے سندھ سے مشرق کی طرف قریب پچاس میل کے آباد ہے اہتمام سے اکثر
صاحبان انگریز کے ایک خاطرخواہ کان کوئلی کی دستیاب ہوئی ہے مگر ابھی کوئلا نکلنا شروع نہین ہوا
میانی یہہ قصبہ نمکسار کے پاس کے قصبون مین سے ایک مشہور قصبہ ہی عمارت اسکی پختہ اچھی
اچھا بازار ہے پہلی نمک کی منڈی سکھون کے وقت یہان مقرر تھی اس سبب سے اسکو لون میانی کہتے تھے
نمک نمکسار سے نکلکر یہان ہی جمع ہوتا اور تُلا کرتا تھا سوداگر لوگ خریدکر جا بجا لیجاتے تھے اسلیے اس وقت
شہرت اور آبادی اسکی زیادہ تھی اب بھی بارونق مکان ہے باغ اور شوالے بہت بہت اچھے یہان
بنے ہوئے ہین باشندے یہان کے اکثر مزدور لوگ ہین جو نمک کھودنے کا کام کرتے ہین اور اسی
آمدنی سے اونکا گذارہ ہے **علاقہ کروت** یہہ قصبہ چھوٹا سا کچی پکی ملی ہوئی عمارت کا ہی
جسمین پختہ عمارت بہت اور خام کم ہے قصبہ کے اندر ایک مکان ہندون کا پرستشگاہ دو در کا
بنا ہوا ہے جسکو دیال پورہ کہتے ہین بکرم ماہ بیساکھ کو وہان میلہ ہوتا ہی دیسی کپڑے کی یہان منڈی
ہوتی ہے اور ہزارہا روپیہ کا کپڑا ڈیرہ جات کو بھیجا جاتا ہے **علاقہ لکیان** اس علاقہ
مین کوئی بڑی آبادی نہین ہے چھوٹے چھوٹے گانو آباد ہین مگر جنگل پہاڑ کے اندر ایک مکان گورکھ ناتھ
کر کے مشہور ہے اسکے اوپر ایک جوگیون کا مکان بنا ہوا ہے جسکو کوہ کرانہ کی گدی بولتے ہین شیوراتری
کے روز وہان بڑا میلہ ہوتا ہے فقیر وہان کا گدی نشین میلہ کے روز جسقدر آدمی جمع ہون فی آدمی دو
روٹی اور آدھ سیر حلوا تقسیم کرتا ہے اگرچہ دنیادار بھی اسمین بہت ہوتے ہین مگر بڑا اجتماع ہندو
فقیرون کا ہے پہاڑ کے نیچے ایک پختہ تالاب اور پہاڑ کی چوٹی پر ہی تین تالاب پانی کے بارش کے
پانی سے بھرے رہتے ہین اور وہی پانی وہان کے لوگون کو سال بھر کے واسطے کافی ہوتا ہی گدی نشین
فقیر اس معبد کا بڑا دولتمند اور رکھہ پتی ہے رنجیت سنگہ کے وقت ایکبار باہم یہان کے فقرا کی گدی نشینی
کے اوپر تکرار ہو پڑی تھی تو گدی نشین نے بیس ہزار روپیہ نذرانہ دیکر گدی یہان کی سرکار لاہور سے
حاصل کی تھی چیلے اس معبد کے پجاری کے لاکھون پنجاب کے سرزمین مین ہین جو ہرسال نذرانہ مقررہ
بڑی اعتقاد سے بھیجتے رہتے ہین اس پہاڑ کے ٹیلون مین سے ایک مشہور ٹیلہ اور ہے جسکو سراب کہتے ہین

صاحب ڈپٹی کمشنر شاہپور نے بڑی تلاش کر کر لوہے کی کان دریافت کی اور چاہ بکا تیر بھی اوسی پہاڑ سے نکالا گیا اور امتحان کے وقت اوس مین تھہرنے ہیماہی کا کام اچھا دیا زراعت یہان کی کل بارانی ہو جاتی زراعت بالکل بھی نہین ہوتی اور ایک موضع دریچہ توابع للکیان مین ایک فقیر کی خانقاہ پہ میلہ ہوتا ہے وہان بھی بڑی ہجوم ہوتی ہے اور اسیطرح موضع میر سیری خانقاہ پیر سیری پر چیت کے مہینے بڑی ہجوم سے میلہ ہوتا ہے **علاقہ لالیان** اس علاقہ مین کوئی بڑی آبادی نہین ہے چھوٹے چھوٹے گانو ہین زمیندار یہان کے جنگل مین رہتے ہین مویشی بہت پالتے ہین گھی بہت اعلی قسم کا ہوتا ہے بیوپاری خرید کر اور ملکون مین لیجاتے ہین **علاقہ انگروال** یہہ ایک علاقہ دریاے جہلم کے کناری پر واقع ہے زمیندار لوگ بہت آسمین زمیندارا کرتے ہین اور ایک نالہ دریاے جہلم سے نکلکر اور موضع سوالہ مین ہوکر اوپرکو آتا ہے اوسی نالہ کی طغیانی سے تمام علاقہ سیراب ہوتا ہے اور اوسی نالہ سے زراعتون کو آبپاشی کرتے ہین اور نالہ کے کنارون پر جہلار بھی لگالیتے ہین موضع شاہ یوسف مین روضہ شاہ یوسف کا کاشی کی عمارت کا بنا ہوا ہے وہان ہرسال میلہ ہوتا ہے **علاقہ تہنگ** یہہ علاقہ بھی ضلع شاہپور کے متعلق بڑا علاقہ ہے مگر کوئی بڑی آبادی اسمین نہین ہے صرف ایک مشہور کہنڈرات یعنی تہہ جسکو اردو مین ٹیلہ کہتے ہین موضع شیخ میر کے پاس ہے اوسکو ہمارا جے سوبہن سے منسوب کرتے ہین شیخ میر کا مزار بھی اسی ٹیلہ کے اوپر ہے پرانے ضرب کے پیسے اور غلہ جو کہ گیہون اور چانول اوس سے جلے ہوئے برآمد ہوتے ہین اور ایک بڑا غار یہان ایسا ہے کہ انتہا اوسکا پایا نہین جاتا اور ایک اور موضع یہان جہانیان شاہ کرکے مشہور ہے وہان مزار پیر جہانیان شاہ پر اشاڑہ کے چہٹی تاریخ بڑا میلا ہوا کرتا ہے **علاقہ مروکہ** اس علاقہ مین قصبہ مروکہ بہت اچھا قصبہ ہے جسمین چند دکانین اور بازار ہے تجارت بھی غلا کی ہوتی ہے اس علاقہ مین ملکیسانی والی وڈیرہ جارہ و تہنگ و لالیان و للکیان مین بھی سجی بہت بنائی جاتی ہے درخت سجی کالانہ کہلاتا ہے جو ایک ہاتھ تک اونچا اوسکا قد اور چھوٹے چھوٹے اوسکے پتے ہوتے ہین برسات کے موسم مین قدرتی پیدایش اسکی جنگل مین بہت ہوتی ہے اوسکو کاٹ کر اور جلا کر سجی بنائی جاتی ہے کاتک کے مہینے مین سجی بناتی ہین زمین مین گڈھا کہود کر اور جلانہ اوسمین ڈالکر آگ لگادیتے ہین عرق اوسکا جمع ہوکر تہہ مین جم جاتا ہے جلانے کے وقت پانی کی بڑی حفاظت ہوتی ہے اگر کوئی اوسپر پانی ڈالے تو بخار اوسکا آدمی کو بہت نقصان پہونچاتا ہے **راول پنڈی** سندہ ساگر دو آب کے متعلق پنڈدادن خان ہے شمال کو لاہور سے ایک سو اٹھ میل شمال مغرب کیطرف آباد ہے سکہون کی وقت آبادی اسکی کچھہ بڑی اور خوبصورت نہتی مگر جب سے انگریزی عملداری ہوئی اور ضلع وچہاونی فوج کی یہان قرار پائی تب سے آبادی اسکی

بڑہ گئی اور آئندہ بڑہتی جاتی ہے ہملٹن صاحب ڈپٹی کمشنر نے یہان نیا بازار رنجیت آباد کیا اور طرح طرح کی خوبصورت
عمارتین اور دوکانین بنوائین کوٹھیان و بارکین تعمیر کین اب شہر کی عمارت و بازار رنجیت بن گئے ہین اور
بڑی سڑک جو لاہور سے پشاور کو جاتی ہے شہر کے اندر سے ہو گذرتی ہے بڑی بازار ہین جو بہت لنبا اور
چوڑہا ہی بڑی بڑی دوکاندار ساہوکار دوکانین کرتے ہین اور تجارت کی اسقدر کثرت ہی کہ اگر اس شہر
کو اس علاقہ کا دار التجارت کہین تو بجا ہی کیونکہ لاکھون روپیہ کا قیمتی مال جو ہندوستان سے کابل وغیرہ
کو جاتا ہے اور اودہر سے ہند کو آتا ہے یہان آکر کہلتا ہے تمام غلہ و ریشم و روئی وغیرہ کا بیوپار بھی بکثرت
ہوتا ہے شہر کے گرد شہر پناہ معہ دمدمون کے بنا ہوا ہے اور ایک قلعہ بھی پرانے وقت کا موجود ہی رنجیت سنگہ
کے وقت ایک بڑی عمارت عالیشان شاہ شجاع الملک کابلی نے بھی یہان بنوائی تھی جسوقت کہ وہ کابل
سے بیدخل ہو کر یہان آیا اور رنجیت سنگہ نے اوسکو یہان رہنے کے واسطے حکم دیا تھا شہر کے اندر روضہ
حضرت شاہ چراغ ولی کا زیارتگاہ بنا ہوا ہے اور ہر ہفتہ جمعرات کی رات وہان میلہ ہوتا ہے کل شہر کی
آبادی پندرہ ہزار آٹھہ سو تیرہ ہی صاحب ڈپٹی کمشنر ماتحت کمشنری جہلم کے یہان اجلاس کرتے ہین اس ضلع
متعلق سات تحصیلین ایک صدر راولپنڈی دوسری تحصیل حضرو تیسری تحصیل پنڈی گہیب چوتھی فتح جنگ
پانچوین گوجر خان چھٹی کوہ مری ساتوین تحصیل کوٹہا ور ہر ایک تحصیل مین تحصیلدار رہکر مال کی تحصیل کرتا ہی
سکہون کی عملداری سے پہلے کہکڑون کی حکومت اس ملک مین تہی جو اپنے آپ کو کیکاؤس کنجیرو کی اولاد
کہتے ہین اصل حال اونکا یہہ ہے کہ جب سلطان محمود غزنوی نے اپنی اقبال کی یاوری سے اس ملک پر قبضہ پایا
تو اوسنے ایک شخص کہکر شاہ ایرانی کو اپنے طرف سے یہان کا حاکم بنایا اوسنے اٹھائیس سال حکومت کی اوسکی بعد
اولاد برابر آٹھہ سو برس تک اس ملک کے فرمان فرما رہے اس عرصہ مین کبہی وہ خود مختار اور کبہی حاکم کابل یا
دہلی کے باج گذار رہے ایک شخص مقرب شاہ نام انمین سے بڑا عالی ہمت و صاحب ملک و دولت تھا
اوسکے نسبت اب تک یہہ مصرع زبان زد خاص و عام ہے ؎ درمیان سندھ و جہلم شد مقرب بادشاہ سنہ ۱۱۹۱
سکہون کا تسلط اس ملک پر ہونا شروع ہوا و قصبہ دہونگل و پروالہ جو کہکڑون کی دار الحکومت تہی وہ سکہون نے
غارت کر کر اوجاڑ دی سکہون کے ساتھہ کہکڑون نے بھی بہت زور آزمائیان اور معرکہ آرائیان کین مگر اقبال
نے یاوری نہ دی آخر رنجیت سنگہ کا تسلط کامل ہو گیا ۔ یہہ ضلع راولپنڈی کا بڑا لنبا اور چوڑا ضلع ہی حد شرقی
اول شمال اسکی دریای جہلم سے ملحق ہی حد غربی دریای سندھ ہی شمال کیطرف علاقہ ہزارہ جنوب کیطرف ضلع جہلم
ہے پہلے بندوبست مین ایکہزار چہ سو دو موضع اسکے متعلق شمار ہوئی تہی کل ضلع کی مردم شماری کے خانہ
مین پانچ لاکہہ تین ہزار سات سو سات آدمی تحریر ہوئے تہے اور پانچہزار نو سو پچانوین میل پر قبضہ زمین کا

شمار مین آیا تھا اور کل تھانہ پولیس کے اونیس تھے خاص تحصیل راولپنڈی کا علاقہ کلر سکھو پوٹھوہار کہلاتا ہے
اسکے علاقون مین سے علاقہ جھجھہ و کہاٹر بڑی اعلی درجہ کے علاقہ ہین مگر جھجھہ کہاٹر سے بھی اعلی ہے زمین
اوسکی صاف وہموار و زرخیز ہے پٹھان وہان بہت رہتے ہین جو پشتو و پنجابی دونو زبانین بولتے ہین اور
وجہ تسمیہ کہاٹر کا یہہ ہے کہ کہاٹر خان اس قوم کا مورث اعلی تھا جسکے نام سے اب یہہ قوم موسوم ہے
اور علاقہ جنڈال و تلہنڈ و گہیب تحصیل پنڈی گہیب کے متعلق ہین اونمین سے گہیب کے وجہ تسمیہ یہہ بیان کرتے ہین
کہ ٹہٹو و سنیو و کہیو تین بھائی تھے کہیو کی اولاد مین سے قوم کہیبہ ہوئے اور ٹہٹو کی اولاد ٹوانہ مشہور ہے
سیو کی اولاد سیال کہلاتی ہے **حسن ابدال** سندہ ساگر دواب ضلع راولپنڈی کے متعلق یہہ
ایک مشہور مقام اور پر فضا جگہ ہے اسلامیہ وقت حسن نام ایک ولی یہان رہتا تھا اوسی کے نام سے
یہہ مقام مشہور ہوا ایک فقیر کا مقبرہ بھی اس پہاڑ کی زیارتگاہ بنا ہوا ہے سکھہ اسجگہہ کو پنجہ صاحب کہتے ہین وجہ تسمیہ
یہہ ہے کہ شہر کے متصل جیلات ندی کے کنارے کے اوپر ایک استھان سکھو نکا زیارتگاہ بنایا گیا ہے وہان
ایک پتھر کے اندر پنجہ کی شکل بنی ہوئی ہے سکھہ کہتے ہین کہ یہان بابا نانک نے پنجہ لگایا اور شکل پنجہ کی پتھر پر
نمودار ہوگئی اور قصہ اسکا یہہ کہتے ہین کہ ایک دفعہ بابا نانک یہان آیا اور شاہ ولی قندہاری جنکا
جا پہاڑ کی بلندی پر بنا ہوا ہے پانی مانگا اونھون نے نہ دیا اسوقت نانک نے اپنے باطنی زور سے یہان پنجہ مارا
اور چشمہ پانی کا جاری ہوگیا رنجیت سنگہ کے وقت یہان پختہ تالاب اور پختہ مندر بنا۔ آبادی قصبہ حسن ابدال
نہایت سرسبز و سیراب و زرخیز مقام ہے طرح طرح کے درخت اور بہت سے چشمے سرد و خوشگوار اس پہاڑ
پر جاری ہین تالاب کے اندر مچھلیان کثرت سے ہین شکاری وہان آکر شکار کھیلتے ہین اکبر بادشاہ نے بھی
اس پہاڑ کو سیر و شکار کے واسطے پسند فرمایا اور ایک قلعہ پختہ بناکر فوج یہان مامور کی **پنڈی گہیب**
یہہ ایک مشہور قصبہ اور تحصیل کا مکان ضلع راولپنڈی کے متعلق ہے اس علاقہ کے زمیندار قوم گہیبہ
بہت رہتے ہین سکھون کے وقت ایکہزار گہر اور ستر دکانین اسمین آباد تھین اب بھی سب کچھ صدر
مکان کچہ پرگنہ کی آبادی اسکی روز افزون ہے آمد و رفت بیوپاریون اور سوداگرون کی کثرت سے ہے
شہر سے مغرب کی طرف ایک نالہ جاری ہے جو کبھی خشک اور کبھی پر آب رہتا ہے برسات کے موسم مین اسمین
بہت طغیانی ہوتی ہے **اٹک** یہہ ایک مشہور قلعہ و قصبہ دریاے سندہ کے کنارہ پر بنا ہوا ہے
یہہ قلعہ محمد اکبر بادشاہ نے سنہ ۹۸۲ ہجری مین تعمیر کیا اور فوج مامور کی چونکہ یہہ قلعہ مغربی حملون کے
واسطے ایک اٹکاو بنایا گیا تھا اسواسطے اسکا نام اٹک رکھا گیا اور پچھلی تاریخون مین اسکا نام اٹک
بنارس بھی تحریر ہے چونکہ ایکطرف قلعہ کے پہاڑ ہے اسواسطے دور سے نظر نہین آتا عمارت قلعہ کی

نہایت مضبوط پتھر اور چونے کی بنائی گئی ہے ایسی صنعت سے کہ کل عمارت قلعہ کی ایک ہی پتھر کی بنی ہوئی
معلوم ہوتی ہے یہہ قلعہ عرض و طول مین ڈیڑہ میل اور دو بڑے دروازے شمالی و جنوبی ہین جنکو
لاہوری و کابلی دروازہ کہتے ہین اور ایک دروازہ سب سے چھوٹا ہے اوسکا نام موری دروازہ ہے
شمالی دروازہ کے اندر سنگ مرمر کے تخت پر یہہ فرد لکہی ہے ؎ سر شاہان عالم شاہ اکبر *
تعالی شانہ اللہ اکبر* اور دروازہ گوشہ جنوب غربی کے دیوار مین ایک برج بنام آب دزدی ہے اوسکی اندر
دریا کا پانی آتا ہے دریا کے ساتھ ایک خشک پہاڑ ملا ہوا ہے اوسپر پانچ برج راجہ ہوڈی کے جو مقابل
قلعہ کے بنے ہوئے ہین ان برجون کے اوپر سے اگر توپ کا گولہ سر ہو تو قلعہ کے اندر ضرر پہونچاتا ہے قلعہ کے اندر
کوئی شاہی مکان دیوان عام و خاص و محل شاہی بنا ہوا نہین ہے صرف جنگی قلعہ سنگین بنا ہوا ہے جسکے
بارہ سو کنگرے اور پچیس برج ہین چغتائی و کابلی اسلامیہ سلطنت تک اسمین بادشاہی فوج رہتی رہی جب
ناظم کشمیر نے حاکم کابل سے باغی ہو کر یہہ قلعہ رنجیت سنگہ کے حوالے کر دیا اور سکہی فوج اسمین مامور رہی اب انتظام
انگریزی ہے - قلعہ کے اندر ایک قصبہ پختہ عمارت کا بنا ہوا ہے جسمین متفرق لوگ رہتی ہین آمد و رفت
بیوپاریون کی اوسمین بہت ہی سکہون کے وقت پانسو گہر اور ایکسو دوکان اوسمین آباد تھی اب بہی آبادی
اوسکی ترقی پر ہے **نور پور شاہان** سندہ ساگر دواب ضلع راولپنڈی کے متعلق یہہ
ایک مشہور قصبہ اور مطبوع قصبہ ہے اور نور پور شاہان اسکا اسواسطے نام ہے کہ مقبرہ حضرت شاہ لطیف بری
کا وہان زیارتگاہ خاص و عام ہے ہر سال یہان بڑی دہوم دہام سے میلہ ہوتا ہے اور ایک ہفتہ تک
برابر مخلوق جمع رہتی ہے یہہ حضرت شیخ خاندان قادریہ اعظمیہ اور سید حیات المیر نبیرہ غوث الاعظم کے
مرید تھے قصبہ کی عمارت اکثر پختہ اور تہوڑی خام بازار آباد ہے تجارت کا گرم بازار ہے علاقہ متعلقہ اسکا بہی
اچہا سر سبز و سیراب ہے **سید پور** ضلع راولپنڈی مین یہہ بہی ایک آبادی مشہور ہے علاقہ
اسکا ایک عجیب سرسبز و سیراب ہے درختون کا کچہہ حد و حساب نہین ہے پانی جا بجا جاری ہے غلہ کی پیدائش
بکثرت ہوتی ہے ایک مکان عبادتگاہ ہنود کا جسکو رام کنڈ تالاب کہتی ہین یہان بنا ہوا ہے ماہ بیساکہ کی
پہلی تاریخ یہان میلہ ہوتا ہے **حضرو** ضلع راولپنڈی مین یہہ ایک آباد قصبہ اور تحصیل کا مقام ہے
آبادی اسکی پختہ و خام ملی ہوئی اور بازار کشادہ ہے زمیندار جنجوہہ و ملیار و حضرو اس علاقہ مین کاشت
کرتے ہین ملیار قوم صرف تماکو و ترکاری وغیرہ بو کر فروخت کرتے ہین اور ایک فرقہ اس علاقہ مین
مصلی مشہور ہے وہ خاکروبی کا کام دیتے ہین مگر مردار نہین کہاتے مسلمانون کو اونکے ساتھہ کہانے پینے کا
کچہہ عیب نہین ہوتا زراعت یہانکی بارانی بہت ہے خریف مین باجرہ اور ربیع مین گیہون کی پیدائش ہوتی ہے

فتح جنگ سندہ ساگر دوآب مین یہہ ایک اچھی آبادی کا قصبہ ۳۴ میل بائین کنارہ سندہ
کے سمت جنوب مشرق آباد ہے عمارت اسکی پختہ بہت تمام کم بازار کشادہ و بارونق ہے تجارت غلہ وغیرہ اجناس
کی یہان بکثرت ہوتی ہے اچھی دوکاندار مالدار ساہوکار یہان بیوپار کرتے ہین قوم ھکوال و کھاشر
اس علاقہ کے زمیندار ہے اور تحصیلدار ماتحت صاحب ضلع راولپنڈی یہان مال کے تحصیل کا کام کرتا ہے
جلال پور یہہ ایک قصبہ دریاے جہلم کے مغربی کنارے آباد ہے گرد نواح اسکے ایک گھاٹی
زرخیز و سیراب مشہور ہے جس مین تعلق اسکی دریاے جہلم سے لیکر کان نمک تک پہیلتی ہے الفنسٹن صاحب
اپنی تواریخ مین لکھتے ہین کہ اسکے پاس ہے کے میدان مین سکندر اعظم اور راجہ پورس کی لڑائی ہوئی تھی مگر
برنی صاحب فرماتے ہین کہ لڑائی کا یہہ مقام نہ تھا بلکہ یہہ لڑائی جہلم کے کنارہ اوس مقام پر ہوئی تھی
جس مقام پر دریاے جہلم سواے برسات کے موسم کے ہر وقت پایاب رہتا ہے بلکہ فوج سکندر کی بھی
اس دریا سے پایاب اوتری تھی اور پنجاب مین عمل دخل کرلیا تھا اوسوقت سندہ سے ستلج تک کل ملک
پنجاب کا سکندر کے حکم مین آگیا تھا اور سکندر نے چند عمارات بھی یادگار بنوائی تھی **ہرو دور**
سندہ ساگر دوآب مین یہہ ایک ندی جاری ہے پہلے یہہ مظفر آباد کے مغربی پہاڑ سے نکلکر دریاے سندہ
اور جہلم کے درمیانی گھاٹیون مین جاری ہوتی ہے پھر مشرق سے مغرب کیطرف پچاس میل کا رستہ
طے کر کر دریاے سرن کے ساتھ شامل ہوجاتی ہے پھر دونو ندیان بشمول ایک دوسرے
کے چلکر تاربیلا کے متصل دریاے سندہ مین داخل ہوجاتے ہین **نالہ ھرو** یہہ ایک
چھوٹا سا نالہ سندہ ساگر دوآب مین جاری ہے پہلے یہہ نالہ کوہ ہمالہ کی بنیاد سے نکلکر اسطرف کو
آتا ہے پھر نیلاب کے حد سے شمال مشرق کے سمت کو بہتا ہوا قلعہ اٹک کے چند میل کے فاصلہ پر بعد طے کرنے
راستے ساٹھہ میل کے دریاے سندہ مین بائین کنارے کے سمت سے شامل ہوجاتا ہے اس دریا کی
راستہ مین اور بھی بہت سی چھوٹی چھوٹی ندیان اور چشمے اسکے شامل ہوتے چلے آتے ہین جنکی امداد سے
یہہ بیتاب و مواج ہو کر چلتا ہے **دریاے سوان** یہہ ایک دریا کوہ ہمالہ کے نچلے قطعات ان
سے جو کوہ کشمیر سے مغرب کیطرف ہین نکلتا ہے پھر وہان سے جنوب مغرب کے سمت کو راستہ لیکر بعد طے کرنی
مسافت ایکسو بیس میل کے قریب بیس میل کالا باغ کے مقام سے نیچے دریاے سندہ مین اوسکے بائین کنارہ
کے طرف سے شامل ہوجاتا ہے یہہ دریا اگرچہ بہت مقامات سے پایاب ہے مگر تیزی و تندی اسمین اسقدر ہے
کہ سوار و پیادہ کو طغیانی کے وقت بہا کر لیجاتا ہے اور لدے لدائے اونٹ بہہ جاتے ہین پانی اسکا
بہت خراب اور تھا اسکے پتہر ملی ہے سردی کے موسم مین بعض مقام پر ایک فیٹ سے زیادہ پانی

نہین ہوتا مسٹر فلڈ صاحب ڈایرکٹر افسر رسن پنجاب ابھی حال مین ہمکہ غرق ہوگیا تھا سردی کے
ایام مین اگرچہ پانی اسمین کم ہوتا ہے تو بھی تیزی بہت ہوتی ہے **نیلاب** سندہ ساگر دوآبہ مین
یہہ ایک موضع بائین کنارے دریاے سندہ کے اوس مقام پر آباد ہے کہ جہان دریای ہرو دریاے
سندہ کے ساتھہ آکر شامل ہوتا ہے دریا کا پانی اسجگہہ بسبب اسکے کہ بہت عمیق اور تیز رو تنگ ہے نیلا نظر آتا ہے
اس لئے اس خطہ کو نیلاب کہتے ہین اور آبادی کا نام بھی نیلاب ہے بعض مورخون کا قول ہے کہ امیر تیموری بوقت
حملہ ہند کے اسی مقام سے عبور کیا تھا **کوہ مری** راولپنڈی کے ضلع مین یہہ ایک تحصیل کا مقام ہے
آبادی اسکی ایک بلند پہاڑ کے اوپر بائین کنارے دریاے سندہ کے واقع ہے ۱۸۵۳ء مین بسبب سیرابی
و شادابی و سردی اس پہاڑ کے سرکار انگریزی نے گورہ فوج اور افسرون کے رہنے کے واسطے یہہ
مقام مقرر کیا کہ وہ گرمیون مین یہان آکر رہین اور پنجاب کے سخت گرمی سے امان پائین اسوقت سے آبادی اسکی
شروع ہوئی اور سنگیرون بارکین وغیرہ کوٹھیان و مکانات و بازار آباد ہوگئے آب و ہوا اسکی نہایت
خوش اور سرد ملک ہی موسم معتدل رہتا ہے گرمی نہین ہوتی مسٹر جان تہارنٹن صاحب کمشنر نے اسکی
آبادی مین بہت کوشش کی تھی اب بھی آبادی اسکی دن بدن ترقی پر ہے رعایا بہت آباد ہوگئی ہے
گرمی کے موسم مین ہر ایک ملک کا آدمی سوداگر بیوپاری وہان جمع ہوتا ہے اور ہزارہا روپیہ کی سوداگری
ہوتی ہے میوون مین سے زرشک شتاری وغیرہ پھری و سیب و ناشپاتی وغیرہ کی پیدایش یہان بہت
ہوتی ہے اور پھول دیسی و ولایتی اور کوہی درخت بھی طرح طرح کے ہوتے ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح پر
سات ہزار تین سو تین فیٹ ہی **نوشہرہ** یہہ ایک قصبہ بائین کنارے دریای سندہ آٹھہ میل شہر
لیہ سے شرق کے طرف اوس سڑک پر جو ڈیرہ اسمعیل خان سے ملتان کو جاتی ہے آباد ہے **لیہ** سندہ ساگر
دوآب ضلع ڈیرہ اسمعیل خان کے شرقی علاقہ کے متعلق یہہ ایک آباد شہر اور تحصیل کا مکان مشہور ہی پہلے یہان
ضلع مقرر تھا اب ضلع یہان سے اوٹھکر بنون چلا گیا اور تحصیل ماتحت ڈیرہ اسمعیل خان کے یہان قرار پائی آبادی
اسکی دریای سندہ کے ایک شاخ کے کنارے پر بڑے دریا سے بفاصلہ چھہ کوس شرق کیطرف شہر لاہور سے دو سو
میل غرب و جنوب کی سمت کو واقع ہے برسات مین دریاے سندہ کی طغیانی اسطرف کو بہت ہوتی ہے
اور اچانک پانی بارہ کوس تک پھیل جاتا ہے اسواسطے وہ زمیندار جو دریا کے قریب رہتے ہین وہ سرکنڈہ
کے لکڑیان زمین مین گاڑکر اور اوسپر چھپر ڈالکر گھر بنا لیتے ہین شہر لیہ مین تجارت بہت ہوتی ہی اور
بیوپار تیل و مچھہ و شکر و گوڑ و ریشم و اون و روئی و کپاس و لوہا و تانبا و گھی کا اسقدر ہی کہ اور جگہہ
اس علاقہ مین نہین ہے مردم شماری قصبہ کی چھہ ہزار اور خانہ شماری الکھہ ہزار ہی بازار بہت کشادہ ہے

بڑے مالدار و دکاندار دکانداری کرتے ہین خیل زئی و بارک زئی و بلوچ اسمین بستے ہین شہر کے
پاس کھجور و شاہتوت و آم کے درخت بہت ہین **دریا خان** سندہ ساگر دوآب ضلع ڈیرہ
اسمعیل خان کے متعلق یہہ ایک قصبہ دریاے سندہ کے بائین کنارے پر آباد ہے اسمین تحصیلدار ماتحت ضلع
ڈیرہ اسمعیل خان کے رہتا ہے **کوٹ سلطان** سندہ ساگر دوآب ڈیرہ اسمعیل خان کے شرقی سمت
مین بائین کنارہ پر دریاے سندہ کے ملتان سے بیس میل بسمت شمال مغرب آباد ہے **بھکر** سندہ ساگر
دوآب ڈیرہ اسماعیل خان کے ضلع کے متعلق یہہ ایک قصبہ اوس ایک ندی پر جو دریاے سندہ کے
مقابل بہتی ہے ڈیرہ اسماعیل خان سے بفاصلہ ادتیس میل کے آباد ہے یہہ بڑی آبادی کا قصبہ ہے اور
پانچہزار آدمی اسمین بستا ہے **میانوالی کچھی** یہہ ایک علاقہ اور پرگنہ سندہ ساگر دوآب مین متعلق
ضلع بنون کے جو دریاے سندہ کے پار ہے واقع ہے زمانہ سابق مین اسکی سرداری اور علاقہ علیحدہ
تھا اور کچھی پنجابی لغت مین دریا کے کنارے کو کہتے ہین اسواسطے اسملک کا نام بھی کچھی مشہور ہے قدیمی
تاریخ اسملک کی اگرچہ دستیاب نہین ہوتی مگر یہہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ سکندر اعظم کے بعد گریک یونانی
یہان بستے تھے بعد ازان کھکڑ آباد ہوئی ہمایون شاہ کے وقت کھکڑون نے بادشاہ کو بڑی مدد دی اس
عداوت سے شیرشاہ بادشاہ نے اپنی حکومت کے وقت اونکو برباد کرکے ملک سے نکالدیا اور قوم اوان
و جاٹ علاوہ مشرقی تک اکر یہان آباد ہوئے اکبر بادشاہ نے اپنی سلطنت کے عہد مین کھکڑون کی پھر پرورش
کی اور حکومت اس ملک کی سمیان سہالت مقرب کھکڑون کو دیکر اونکو سلطانی کا خطاب عطا کیا
اور سلطان مقرب نے شہر معظم نگر آباد کیا اور اوسکی زیست تک وہی دار الحکومت رہا سلطان مقرب کے
مرنے کے بعد اوسکی اولاد مین بہت سی خونریزیان ہوئین اور آپس کے نا اتفاقیون کے سبب سے یہہ قوم
کمزور ہوگئی اور نیازی افغانون نے اسملک مین دخل پایا عالمگیر اورنگ زیب کے وقت دوبارہ ملک
یہان کی مبارز خان کھکڑ کو ملی اور خطاب سلطانی بھی ملا مگر بعد اوسکی بھائی بندون کی حکومت اوسکی
قرار نہ پائی اور نیازی افغان بخوبی قابض و دخیل ہوگئی ۱۱۶۵ء خانجہان افغان ناظم احمدشاہ درانی
کے حکم سے یہان آیا اور شہر معظم نگر کو اوسنے بسبب تمرد کھکڑون کے لوٹ کر ویران کردیا اور ملک
مین بڑی زیادتیان کین اور کچھہ معاملہ بھی وصول کیا جب کابل کی سلطنت مین ضعف آیا تو رنجیت سنگھ کے
باپ مہان سنگھ نے کئی مرتبہ اسپر یورشین کین اور اودہر سے حافظ احمد خان و محمد خان حاکم منکیری کے
بار بار حملے کرتے رہے اور یہہ ملک دونون مین رہا آخر جب قلعہ منکیرہ رنجیت سنگھ کے قبضہ مین آیا تو یہاں کے
مین بھی اوسنے قبضہ جمایا اب انگریزی سلطنت ماتحت ضلع بنون کے ہمراہ خط کی زمین دوحصہ مین

منقسم ہے ایک ریگستان یعنی تھل دوسری کچھی یعنی پست زمین جو کہ ہر سال دریای سندہ کے طغیانی سے
سیراب ہوتی ہے مگر ریگی زمین نہایت کم آب و غیر آباد ہے اس زمین کے اندر سونا سندہ کے تہہ اور ریگ
کے اندر سے مٹی کے پاس نکلتا ہے اور کچا لوہا بھی اکثر مقام پر پایا جاتا ہے - خاص میانوانی کو جو اب قصبہ
ہے ضمن نگر بباعث واقع ہونے اسٹیشن اور تحصیل کے نام اسکا بہت مشہور ہو گیا ہے اصلی بانی اس قصبہ کا
میان علی فقیر ابن شیخ جلا فقیر تھا اب تک یہان کے لوگ اوسکی خاندان کے مرید چلے آتے ہین پہلی پہل اوس
اپنے رہنے کا مکان یہان بنایا اوس وقت سے یہہ میان والی کے نام سے نامزد ہو گیا ورنہ فی الحقیقت
نام اس خطہ کا کچھی ہے اس موضع کے پاس موضع بلوخیل کلان ایک اچھی آبادی کا قصبہ ہے اور حد و دونون
کے آپسمین ملتی ہین **داؤد خیل** سندہ ساگر دوآب ضلع بنون پرگنہ میان والی یہہ ایک مشہور
قصبہ اور آباد مقام ہے خانہ شماری اسکی سات سو ستیس ہے اوسمین پانسو بیالیس کاشتکار اور ایکسو چوراسی
غیر کاشتکار ہین قوم افغان و سید اسمین رہتی ہین علاقہ اسکا سرسبز و شاداب ہے **تعلقہ ادریس**
ضلع بنون پرگنہ میان والی مین یہہ ایک آباد قصبہ ہے کل بارہ موضع اسکے ساتھ شامل ہین کل ایکہزار
تین سو اٹھاون گھر تعلقہ کے شمار مین آتے ہین سر نیازی میانہ قوم اسمین رہتی ہے پندرہ ہزار اٹھتر روپیہ
اسکی کل آمدنی ہے **پیلان** یہہ بھی پرگنہ میان والی مین ایک علاقہ ہے کل بارہ موضع اس سے شامل
ہین ایکہزار دو سو آٹھ خانہ شماری اور بارہ ہزار نو سو اسی مالگذاری ہے متفرق قوم افغان بلوچ جاٹ
اسمین رہتی ہے **روکڑی** یہہ ایک قصبہ بڑی آبادی پرگنہ میان والی ضلع بنون مین واقع
ہے اسکے ساتھ دو موضع اور ملکر تعلقہ کہلاتا ہے جسکی کل خانہ شماری چھہ سو چھہ اور چار ہزار نو سو اٹھاسی
مالگذاری ہے افغان سرہنگ کی اولاد اسمین رہتی ہے **کندیان** پرگنہ میان والی مین یہہ زرخیز
علاقہ اور آباد مقام ہے چار گانو اسکے ساتھ اور ملکر تعلقہ کہلاتا ہے خانہ شماری اسکی ایکہزار نو اور
اونیس ہزار ایکسو اکیس روپیہ مالگذاری ہے سنبہل پٹہان و جاٹ اسمین رہتے ہین **موچھہ** پرگنہ میانوالی
کچھی مین یہہ آباد قصبہ ہے اسکے ساتھ سات موضع اور ملکر تعلقہ کہلاتا ہے جسمین تین ہزار تین سو چار گھر
آباد ہین اور تینتیس ہزار دو سو چوہتر روپیہ مالگذاری ہے تاجہ خیل و سید و قریشی و جاٹ اسمین رہتے ہین
موسیٰ خیل ضلع بنون تحصیل میان والی کچھی مین یہہ قصبہ مشہور و معروف مقام ہے دو گانو
اسکے ساتھ اور ملکر تعلقہ کہلاتا ہے جسمین ایکہزار اکیس گھر اور بارہ ہزار چار سو اکتیس روپیہ مالگذاری ہے
قوم افغان سرہنگ و بابی اسمین رہتی ہے **وان بھچران** یہہ ایک قصبہ بہت آباد پرگنہ
میان والی مین واقع ہے اسمین پانسو نوے گھر آباد ہین اور چار ہزار دو سو اکیاسی روپیہ کی مالگذاری

ہے قوم بہچر اسمین رہتی ہے اور اونہین کے نام سے یہہ قصبہ موسوم ہے **ہرنولی** میانوالی کی
کے علاقے مین یہہ قصبہ واقع ہے اور دو موضع ملکر یہہ ایک تعلقہ کہلاتا ہے جسمین تین سو نوے گہر آباد ہین
اور دو سو ننانوین روپیہ مالگذاری ہے افغان اور جاٹ ملی ہوئی قوم اسمین رہتی ہے **مظفر گڈہ**
قسمت ملتان کے متعلق یہہ ایک آباد قصبہ اور ضلع کا مکان ہے آبادی اسکی سندساگر دوآب مین
اونیس میل جنوب و جنوب مغرب ملتان سے اور دو سو چبیس میل لاہور سے اوسی سمت کو واقع ہے پہلے
اس ضلع کی کچہری خانگڈہ مین ہوتی تھی اور اوسی نام سے یہہ ضلع مشہور تھا پہر بسبب اسکے کہ یہہ شہر خانگڈہ
سے زیادہ تر آباد تھا کچہری ضلع کی یہان آگئی اب تین تحصیلین اس ضلع کے متعلق ہین ایک حضور
تحصیل مظفر گڈہ دوسری تحصیل سیت پور تیسری تحصیل کوٹ اودہو اور کل ضلع کی مردم شماری
دو لاکہ اکیاون ہزار ایکسو چار ہی پہلے پہل اس شہر کی آبادی کی نواب مظفر خان ملتانی شہید نے بنا ڈالی
اور قلعہ تعمیر کیا اوسکی زندگی تک یہہ قصبہ خوب آباد رہا جب نواب نے رنجیت سنگہ کی لڑائی مین شہادت
پائی اور سکہی فوج ادہر آئی تو یہہ قصبہ ایسا غارت ہوا کہ کل رعایا ٹکڑے کی محتاج ہوگئی اور تمام لوگ
اپنے گہر بار چہوڑکر جلاوطن ہوگئے ایک مدت کی بعد امن ہوا تو دیوان ساون مل کے وقت دوبارہ
آبادی اسکی ظہور مین آئی اب انگریزی عملداری مین بسبب مقرر ہونے ضلع کے اور بہی رونق اسکی
بڑہ گئی ہے اور آبادی روز بروز ترقی پر ہے **خان گڈہ** سندہ ساگر دوآب مین یہہ ایک
قصبہ دریاے جہلم کے دہنی کنارے ملتان سے بتیس میل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے پہلی ضلع مظفر گڈہ
کی کچہری اسی مقام پر ہوتی تھی اب ضلع یہان سے اوٹہ گیا آبادی اسکی کچی پکی ملی ہوئی بازار بارونق
اور غلہ کی تجارت بکثرت ہے **کوٹ اودہو** سندہ ساگر دوآب مین دریاے سندہ کے بائین
کنارے پر نو میل اور ملتان سے چہتیس میل سمت شمال مغرب آبادی یہہ قصبہ اگرچہ تجارت خام ہے مگر
اچہا مقام ہے تحصیلدار ماتحت ضلع مظفر گڈہ کے یہان کام دیتا ہے **سیت پور** ضلع مظفر گڈہ دوآبہ
سندہ ساگر مین یہہ قصبہ بارونق و آباد مقام ہے تحصیل کی یہان کچہری ہوتی ہے افیون اور کسوم کی
پیدایش بہت ہی اچہی اور کہجور کے پیڑ بکثرت ہین **رنگپور** یہہ قصبہ سندہ ساگر دوآب مین بہت
پرانا اور قدیمی مکان ہے کہتری زمیندار یہان بہت رہتی ہین اسلامیہ سلطنت کے ضعف کے وقت ایک
سکہہ دیوان سنگہ نامی اسپر قابض ہوگیا اور قدیمی پختہ مسجد کو گرا کر اوسنی قلعہ بنوایا مگر جب تیمور شاہ احمد شاہ
کے بیٹے کے وقت یہہ علاقہ ملتان کے نواب کے سپرد ہوا تو نواب نے دیوان سنگہ کو یہان سے نکالکر نکالدیا
تہا اور قلعہ گرا کر دوبارہ مسجد بنوائی علاقہ اسکا اگرچہ ریگستانی ہے مگر غلہ کی پیدایش مین لاثانی ہے

یہہ قصبہ رانجھے کی معشوقہ ہیر کا خسرال تھا اور وہ یہان سیدا نام کھیڑا کے ساتھ بیاہی گئی تھی تھوڑی مدت کے بعد رانجھا جوگی بنکر یہان آیا اوسکے آنے کی جب خبر مشہور ہوئی تو سیدا نے ہیر کو طلاق دیدی

چھٹی تقسیم دریائے سند کی پار کے ملک کی شہرون اور قصبون کے بیان مین

اس تقسیم مین ایک حصہ قسمت دیرجات کا بیان تحریر ہوتا ہے بعد ازان ضلع پشاور و کوہاٹ کا ذکر لکھا گیا ہے قسمت ڈیرہ جات کو علاقہ دامن کوہ بھی کہتے ہین جو بیچ مین دریای سندھ و کوہ سلیمان کا لمبا ہے یہ سندھ کے ملک کی حد تک تین سو میل لمبا اور مختلف مکامات سے مختلف چوڑا ہے مگر وسط کے مقام پر عرض اوسکا ساٹھہ میل شمار مین آتا ہے اوسمین ڈیرہ اسمعیلخان و فتح خان و غازیخان وغیرہ بڑی بڑی بستیان اور شہر واقع ہین زمین متعلقہ اسکی تین قسم کی ہے اول ریگستان جسکو اسملک کی زبان مین تھل بولتے ہین دوسری خشک بنجر زمین بے آب جسمین چھوٹی چھوٹی جھاڑیون کے سوا بڑا درخت کم پیدا ہوتا ہے اور اگر ہو تو بہت نہین پھیلتا گھاس کی پیداوار بالکل نہین ہوتی تیسرے قسم کی سیراب زمین بھی ایک تو وہ جو دریاے سندھ کے طغیانی سے سیراب ہوتی ہے اور دوسری وہ جسکو پہاڑی نالون کے ذریعہ سے پانی ملتا ہے اسمین بڑی بڑی پیداوارین غلہ وغیرہ کی ہوتے ہین اور زمیندار بڑے فایدے اوٹھاتے ہین آب و ہوا اسملک کی مختلف خطون مین مختلف ہے مگر گرمی کے موسم مین گرمی زیادہ ہوتی ہے اس خطہ کے جنوبی حصہ کی زمین بڑا مشہور شہر **شہر ڈیرہ غازیخان** یہہ شہر لاہور سے جنوب مغرب کی طرف دو سو تین میل پر دریاے سندھ کے کنارے سے دو میل پر آباد ہے پہلے اس آبادی کے مقام پر دریا بہتا تھا جب دریا شرق کی طرف کو چلا گیا اور زمین برآمد ہوئی تو غازیخان قوم مرانی نے جو مال مویشی بہت رکھتا تھا اسجگہ آنکر اور گھاس اچھی دیکھکر مال ٹھہلایا اور سکونت اختیار کی چونکہ موقع بہت اچھا تھا یہان ایک گانو کی آبادی کی ہمایون بادشاہ کے عہد مین بناڈالی اور اپنے نام پر ڈیرہ غازیخان اسکا نام رکھا چونکہ غازیخان بانی اسکا رفتہ رفتہ اس علاقہ کا حاکم بن گیا تھا اس سبب سے روز بروز اسکی رونق بڑھتی گئی اور تمام اوس سرزمین مین جو دریاے سندھ سے دامن کوہ تک ہے سواے اسکے اور کوئی بستی نہین ہے جسکو شہر کہا جاے اخیر عملداری مغلیہ اور بہاول خان مین البتہ اس شہر کی رونق جاتی رہی تھی عہد سکھون مین کچھہ رونق ہوئی پہ عملداری سرکار انگریزی مین خوب آبادی ہوگئی اور شہر نہایت درجہ آباد ہوگیا عمارتین پختہ و خام کثرت سے تعمیر ہوئین مقام صدر ضلع و چھاونی فوج کی بنائی گئی اور ایک کشادہ بازار غرب کی طرف شہر کے بنوایا گیا جہان اول قلعہ بنا ہوا تھا وہان

مالدار لوگون نے بڑی بڑی عمارتین تعمیر کی ہین ایک سرای مسافرون کے آرام کے لئے عمدہ تعمیر ہوئی
سرای کے دروازہ پر کمیٹی گھر بنا ہوا ہے جہان اہل کمیٹی اجلاس کرتے ہین چونکہ بازار منٹگمری صاحب
ڈپٹی کمشنر کے حکم سے بنا ہی اوسکا نام منٹگمری گنج رکھا ہو بیوپاری دور دور ملکون خراسان سے آکر سرای مین
فروکش ہوتے ہین مکان تحصیل وتھانہ کے بھی اوسی بازار مین بنے ہوئے ہین اور ایک عمدہ باولی سندر صاحب
نے عین بازار مین بنوائی ہے عمارت شہر کی پختہ ہے ایکہزار چارسو گھر اور دوکانتین اور سترہ ہزار ایکسو
مردم شماری ہے اور نامی عمارتین اس شہر مین بتفصیل ذیل ہین اول مسجد عالیشان غازیخان بانی قصبہ کی
بنوائی ہوئی کاشی کار نہایت عمدہ مشہور ہے کہ پچاس ہزار روپیہ اوسکا اوسکی عمارت پر خرچ ہوا تھا دوم
مسجد نواب عبد الجبار خان یعنی مسجد پختہ شہر کے وسط مین نواب عبد الجبار خان حاکم وقت نے ۱۲۳۵ ہجری مین صرف
بتیس ہزار روپیہ کے تعمیر کی آخون عبد الحکیم بالازئی کو امام مسجد مقرر کیا اور چند چاہات واسطے اخراجات
مسجد کے وقف کئے نواب بہاول خان اور سکہون کے وقت وہ چاہات ضبط کر لئے بلکہ سکہون کے وقت
یہان تک نوبت پہونچی کہ مسجد دہرم سال بن گیا مسلمانون کا قبض و دخل اوسے اوٹھہ گیا ہندوونکا
عبادت خانہ بن گیا سرکار انگریزی نے وہ مسجد پھر مسلمانون کو دیدی اور ایک چاہ اور نوسے روپیہ سالانہ
نقد اس مسجد کے نام پر مقرر کئے آخون عبد الخالق وعبد الواحد وعبد الشکور پسرگان عبد الشکور اب بھی
متولی مسجد کے ہین تیسری مسجد چہوٹے خان یعنی مسجد نواب چہوٹے خان گوجر نے پختہ ۱۲۶۵ ہجری مین تعمیر
کی سکہون نے اس مسجد کو بھی دہرم سالہ بنا لیا تھا مگر اب سرکار انگریزی نے مسلمانون کے حوالے کر دی ہے
چوتھی مسجد حاجی محمد خان یعنی مسجد حاجی محمد خان نواب غلام مصطفی خان سدوزئی کے داوا نے بنوائی
پچاس ہزار روپیہ اسکی عمارت پر صرف کرکے پختہ وعمدہ منقش رنگ عمارت تعمیر کی اس مسجد پر بھی بعہد
سکہی ہندوون نے قابض ہو کر ٹہاکر دوارہ بنا لیا تہا اور ایک فقیر ہندو داود اسی جہان بیٹھا تہا اسکی
دو چاہ معاف تھے سرکار انگریزی نے اب یہ مسجد مسلمانون کو دیدی ہے مگر ہر دو چاہ جاگیر قدیم مسجد کے
مسجد کے نام پر واگذار نہین ہوئے وہ دونو چاہ اوسی ہندو فقیر کے اولاد کے نام واگذار ہین
پانچوین مسجد کلالہ والی یعنی مسجد نواب محمود خان گوجر حاکم وقت نے بنوائی تہی بعد کسیقدر زمانے کے شکست
اسکی غلامی رنگریز نے کرائی اور مسجد کلالہ والی مشہور ہو گئی کہ کلالہ رنگریز کو کہتے ہین۔ زمانہ قدیم مین
ایک باغ جسکا نام نولکہہ باغ تھا نواب غازیخان کا بنوایا ہوا یہان موجود تھا وہ اب ویران ہو گیا ہے
صرف ایک درخت بڑ اوس وقت کا باقی ہے اس شہر کا نواح سرسبز ہے چارون طرف باغات نخلستان
ہین سایہ درختون کا بہت ہے ایک نالہ دریا کا جسکا نام کتوری ہے شہر سے بجانب شرق جاری ہے

برسات کے موسم مین ہر اتوار کے روز وہان میلہ ہوتا ہے اور نالہ کے کنارہ پر سایہ دار درخت
لگائے ہوئی ہین شہر مذکور سے دریائے سندہ جانب شرق بفاصلہ دو میل بہتا ہے ۱۸۵۶ء مین دریا شہر
کے قریب آگیا تھا سرکار انگریزی نے دو بند پختہ بنوا کر شہر کو بچایا اس شہر مین برتن کانسی برنجی و پارچات
ابریشمی بہت عمدہ بنتے ہین شہر ڈیرہ غازیخان کے متعلق اکثر مزارات ہین جنکا ذکر اس موقع پر تحریر ہوتا ہے
اول خانقاہ پیر عادل یہہ مزار شہر ڈیرہ غازیخان سے آٹھہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اصلی نام اسکا سید سلطان
تھا سنہ ۳۹ ہجری مین شہر بغداد سے اسطرف آئے اور کفار کے ساتھہ جہاد کرکے انکو قتل کیا عادل کا خطاب
انکو اوس روز سے ملا ہے جس روز سے اُنھون نے معوض خون ایک گنواہ کے اپنے بیٹے سید علی پر قصاص
جاری کیا باوجودیکہ حضرت کا ایک ہی بیٹا تھا مگر شرع کے حکم کو مقدم سمجھا آخر سنہ ۹۶ھ مین انتقال کیا
فرخ ۴۶
سردار انکی تاریخ وفات ہے سید علی انکے فرزند مقتول کی قبر بھی بنی ہوئی ہے نواب غازیخان حضرت
کے مزار پر بہت روپیہ خرچ کیا اور روضہ عالیشان بنوایا مرید اس خاندان کے بیشمار اس علاقہ مین ہین
اور ماہ چیت پر روز دوشنبہ یہان میلہ ہوتا ہے دس بارہ ہزار آدمی جمع ہوتا ہے سید احمد شاہ و محمد شاہ
حضرت کی بھائی کی اولاد اب سجادہ نشین ہین دوسری خانقاہ نورنگ شاہ کی اس بزرگ کا یہہ حال ہے
کہ قاسم شاہ باپ نورنگ شاہ کا سندہ سے اسطرف آیا اور نورنگ شاہ نے بارہ برس تک خانقاہ سخی سرور
پر بیٹھہ کر عبادت کی اور صاحب کرامت و کشف ہوگیا روضہ پرانا بنا ہوا موجود ہے تیسری خانقاہ شاہ لال
کمال کے جنکا انتقال سنہ ۱۰۶۵ مین ہوا اور ڈیرہ غازیخان مین دفنائے گئے یہہ بزرگ صاحب ولایت و کرامت
تھے چوتھی خانقاہ خواجہ کرم علی کی یہہ بزرگ اورنگ زیب عالمگیر کے وقت فوت ہوکر یہان دفنایا
گیا اور مزار پختہ بنا ہے ضلع ڈیرہ غازیخان منجملہ اضلاع پنجاب کے دریائے سندہ کے پار واقع ہے کل رقبہ
چار ہزار نو سو باون میل مربع ہے طول اسکا اکیانوے میل اور عرض سینتیس میل شرقی حد ضلع ہذا
پر دریائے سندہ جاری ہے دریا کے اسطرف جانب شرق علاقہ تحصیل لیہ متعلق ضلع ڈیرہ اسماعیل خان ہے
جنوب کے طرف ضلع مظفرگدہ و علاقہ نواب بہاولپور کا ہے غربی حد اس ضلع کی کوہستان سے ملتی ہے جسکو
کوہ سلیمان و کوہ زرد بولتے ہین میان دامن کوہ کا اس ضلع کے ساتھہ متعلق ہے جہان سے پہاڑ شروع
ہوتا ہے وہ زمین ضلع سے باہر خارج از حکومت انگریزی ہے حد جنوبی علاقہ جیکب آباد و سندہ کے
علاقہ سے شامل ہے حد شمالی علاقہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے ملحق ہے چار تحصیلین اس ضلع کے
ساتھہ متعلق ہین ایک ڈیرہ غازیخان خاص دوسری جامپور تیسری راجن پور چوتھی سنگھڑ [illegible]
[illegible] ضلع کے ساتھہ متعلق ہین تفصیل ذیل تحصیل ڈیرہ غازیخان [illegible] تحصیل [illegible]

ایکسو ستر تحصیل راجن پور ایکسو سترہ تحصیل سنگھڑ ایکسو چوالیس چار لاکھ چونتیس ہزار نوسو اکیس روپیہ مالیہ کا
مقرر ہے اور تین لاکھ آٹھ ہزار آٹھ سو چالیس کل ضلع کی مردم شماری ہے کل ضلع شمالاً و جنوباً دو علاقون
مین منقسم ہے ایک علاقہ سندھ دوم علاقہ پچادہ اور جو زمین دونو علاقون کے درمیان ہے اوسکو وند اوتی ہین
علاقہ سندھ وہ ہے جو دریا کے قریب ہے اور پچادہ غرب کے طرف کا علاقہ دریاے سندھ پہلے متصل موضع
نظام والہ غرب کے طرف اس قصبہ کے جاری تھا اور مسمات سوہنی کمہاری جو مہین وال نام شخص پر عاشق
ہوکر ہر روز دریا کے پار رات کو اپنے دوست کے ملنے کو گھڑے کے اوپر تیر کر جاتی تھی اسی موضع
نظام والہ مین رہتی تھی آخر اوسکے ماں باپ کو خبر ہوگئی تو وہ پختہ گھڑا اوس جگہ سے جہان اوسنے جنگل
مین چھپا رکھا ہوا تھا اوٹھا لائے اور کچا گھڑا رکھ آئی جب وہ مقررہ وقت پر وہان پہونچی اور دیکھا کہ
گھڑا کچا بجاے پختہ گھڑے کے رکھا ہے تو وہ اپنے دوست کے جام محبت مین مست ہو رہی تھی اوسی
کچے گھڑے کو لیکر دریا مین گئی فی الفور کچا گھڑا پانی مین گل گیا اور وہ غرق ہوگئی پنجاب مین یہ قصہ
بہت مشہور ہے بلکہ شعرا نے ایسکے عشق کے بیان مین کئی کتابین بزبان پنجابی تصنیف کی ہوئی ہین
اور طالبان عشق اوسکو بڑی شوق سے پڑہتے ہین۔ پھر وہان سے دریا ہٹتا ہٹتا قصبہ کے شرق کے طرف
آگیا ہے دریاے سندھ کا اس ضلع مین کمال زور ہے بارش کے دنون مین کوسون تک پانی پہیل جاتا ہے
جابجا زمینداروں نے اپنے بستیون کی محافظت کے لئے بند باندہ رکہے ہین اور جوڑا اسقدر ہو جاتا ہے
کہ تمام بستیون مین کشتی ایک طرف سے دوسرے طرف کو جاتی ہے اور کشتی سوار اسکے تموج کے خوف
سے زندگی سے ناامید خدا کے فضل پر بھروسا کئے ہوئے کشتی مین بیٹھے ہوئے ہوتے ہین اس ضلع مین
بڑا بھاری میلہ خانقاہ سخی سرور سلطان کا ہے جہان ماننے لوگ دور دور ملکون سے قافلے کے قافلے
ماہ پھاگن و چیت مین حضرت کے مزار پر مقام نگاہہ آتے ہین پچیس تیس ہزار سے کم آدمی میلہ مین نہین
ہوتے دوسرے درجہ پر میلا محمد عاقل صاحب کے مزار کا جو راجن پور مین ہوتا ہے اسپر بھی بہت خلقت
دور دور سے آتی ہے تیسرے میلہ خواجہ سلیمان صاحب چشتی کے خانقاہ کا چوتھا خواجہ نور محمد صاحب
چشتی کے مقبرہ کا یہ چار میلے گویا ایسے اس ملک مین ہین جنکی ثانی تمام پنجاب مین نہین ہے قوم بلوچ اس ضلع
مین جمہوار رہتی ہے جنکا مذہب مسلمان ہے ہندو بہت کم ہین اور مسلمان ہندؤنکو ایک حقارت کی نگاہ سے
دیکھتے ہین نواب غازی خان جسکا بنایا ہوا ڈیرہ غازی خان ہے قوم مزاری بلوچ اس ضلع پر تصرف حاکمانہ
پاکر باج گذار شاہ دہلی کا رہا اور صوبہ ملتان کی حکومت اسپر بھی وہ سنہ نو سو ہجری مین مر گیا تو جائے
اوسکا بیٹا جانشین ہوا اور خاندانی رواج آیندہ یہ قرار پائی کہ ہر ایک پشت مین ایک جانشین کا نام غازی خان

اور دوسرے کا حاجی خان مقرر رہے چنانچہ چند پشت تک ریاست اس خاندان مین رہی اور نوبت بنوبت
غازیخان و حاجی خان جانشین ہوتی رہی ایک غازیخان کے وقت شاہ حسین غلزئی بادشاہ قندھار نے جو
اس علاقہ مین آیا بلوچون نے ناحق اوسکی لشکر مین دست اندازی کی بادشاہ نے ناراض ہوکر بلوچون
کے قتل کا حکم نافذ کیا ڈیرہ غازیخان کے رعایا کو لوٹ لیا اوس غارت وقتل مین اس خاندان کو بہت
نقصان پہونچا بعد ازان کسیقدر مدت کے بعد ریاست اس خاندان سے منتقل ہوکر محمود گوجر کے گھر مین
چلی گئی کیفیت اوسکی یہہ ہے کہ محمود بن محمد یوسف قوم گوجر جسنے کچھہ علم بھی پڑہا ہوا تھا بمعرفت مخدوم صاحب
مرشد غازیخان کی غازیخان پاس نوکر ہوا اور اپنی ہوشیاری کے ذریعہ سے مقرب وہمنشین خان کا بن گیا جب وہ
مرگیا تو حاجی خان کے روبرو بھی وہ وزیر ومشیر ومدار المہام بنا رہا حاجی خان مرگیا تو غازیخان اخیر کا
خوردسال رہگیا اوسوقت محمود کے دل مین طمع پیدا ہوئی کہ خود مالک بن جاوے اسواسطے اوسنے غلام شاہ
کلہوڑہ حاکم سندھ کے ساتھہ سازش کر کے اوسکو طلب کیا وہ فی الفور فوج لیکر چڑہ آیا اور ڈیرہ غازیخان
مین پہونچکر غازیخان خوردسال کو قید کر لیا اور بعد لینے ایک رقم کثیر کے محمود کو یہہ ریاست دیدی یہہ حادثہ
۱۱۸۰ ہجری مین ہوا اور ریاست غازیخان کی ختم ہوئی غازیخان اخیر بھی آخر کو غلام شاہ کے قید مین
بعمر خوردسالی ۱۱۸۹ مین مرگیا اور نعش اوسکی سندھ مین دفنائی گئی بعد ازان غازیخان کی اولاد سے
کوئی شخص باقی نرہا محمود خان گوجر کے عہد مین یہہ ملک شاہ کابل کے متعلق ہوگیا اور نصیرخان بادشاہ کیطرف سے
حاکم اس علاقہ کا تصور کیا جاتا وہ مرگیا تو برخوردار خان اوسکا برادرزادہ جانشین ہوا مگر اوسکی وہ عزت
نہوئی اور بادشاہ نے خاص نواب کابل سے اسملک مین بھیجا اور باوقات مختلف تبدیلی حکام کی ہوتی رہی
آخر جب مہاراجہ رنجیت سنگہ نے منکیرہ فتح کیا تو اسطرف بھی توجہ کی محمد زمان حاکم شاہ کابل فی الفور بہاگ
گیا رنجیت سنگہ نے تمام یہہ ملک بطور اجارہ معہ کچھی نواب بہاولپور کو بعوض چار لاکھہ روپیہ سالانہ کے
دیدیا تھا پھر دیوان ساونمل ناظم ملتان کے سپرد ہوا اب زیر حکومت سرکار انگریز ہے

شہر داجل

پہلے یہہ مقام ایک ویرانہ جنگل تھا عرصہ تخمینا آٹھہ سو برس کا ہوا ہے کہ داود خان ایک بلوچ قوم ناہڑ
علاقہ ہڑند سے آنکر بسبب فراط گھاس کے یہان سکونت پذیر ہوا اور مویشی اپنے یہان چرنے کو چھوڑدی
چونکہ گھاس یہان بکثرت تھی اور مویشی دار بھی وہان آکر سکونت کرتے گئے اور روز بروز عمارت
آبادی کی ہوتی گئی چونکہ داود خان نے اپنے گھر کے پاس ایک درخت جال کا لگایا ہوا تھا اس بستی کا نام
داود جال مشہور ہوگیا رفتہ رفتہ بگڑ کر داجل قرار پا گیا من بعد قوم ساتگی ولنگاہ وجہادو وہوترہ و
[illegible] وغیرہ جابجا سے آکر آباد ہوئے شہر کے باہر بھی الگ بستی [illegible]

قوم کراڑ ہندو بھی آکر سکونت پذیر ہوئی شہر کے اندر ایک لکڑی درخت جال کی خشک ہوئی ہوئی اب تک
کھڑی ہے کہتے ہین کہ یہہ وہی جال کا درخت ہے جسکے سایہ کے نیچے پہلے پہل داؤد آکر بیٹھا تھا عمارت
اسکی بہت سی خام ہے اور تھوڑی سی پختہ بازار اسکا سرکار انگریزی کے عملداری مین گو اکثر سیدھا بنایا گیا
اور ہر ایک دوکان کا چھپرہ پختہ تعمیر ہوا چونکہ اسجگہ موسم گرما مین دہوپ سخت پڑتی ہے بازار اوپر
سرکی وغیرہ سے چھپا ہوا ہے خانہ شماری اس قصبہ کی ایکہزار ایکسو اونچاس اور مردم شماری پانچ ہزار
چھہ سو ترانوے ہے اس قصبہ مین صراحی کنڈہ و آبخورہ و سبوچہ گلی کمہار عمدہ بناتے ہین اور جولاہے
لونگی جو بہتی کہیس سوتی تحفہ بنتے ہین تربوز و خربوزہ خوشگوار و شیرین پیدا ہوتا ہے گاہی جل وغیرہ مضبوط
ہوتے ہین زمانہ سابقین مین تیس کوٹھیان ساہوکاران شکارپور سندہ کے یہان ہوتی تھین اور وہ لوگ
یہان کپڑا وغیرہ اجناس خرید کر بھیجتے تھے و گندہک و خرما و بادام و مجیٹھ وغیرہ یہان لاکر فروخت کرتے تھے
مگر سکھون کی عملداری مین بسبب زیادتی محصول کے وہ بات جاتی رہی پانی کی اس شہر مین اکثر اوقات
بڑی دقت ہوتی ہے کیونکہ جسقدر چاہات اس شہر مین ہین اونکا پانی تلخ ہے پینے کے لایق نہین ہے ایک
بڑا تالاب خام باہر شہر کے جانب شرق اور دو تین تالاب خورد خام بنائی ہوئی ہین اونمین پانی بارش
اور سیلاب کا جمع رہتا ہے اوسے پانی آدمی اور حیوانات پیتے ہین جب پانی نہین رہتا تو مقام ہرند سے چہار
کوس اس مقام سے ہے نالے کہود کر بڑے نالہ سے پانی لاتے ہین بوقت نہونے پانی کے بڑی دقت ہوتی
ہے بعض اوقات موضع ہرند کے رہنے والے پانی لانے نہین دیتے اور عذرات طرح طرح کے کرتے ہین البتہ
جب پہاڑ سے سیلاب آتی ہے تو سب تالاب بھر جاتے ہین ایک تالاب پختہ جو سرکار نے بنا دیا ہے اوسکا پانی
لوگ نہین پیتے اور عام و خاص نہین نہاتے ہین اس شہر مین باغ کوئی نہین ہے اور نہ کوئی درخت سایہ دار
ہے اس گانو کے خندق کے اندر ایک خانقاہ حمزہ سلطان کے جانب غرب بفاصلہ چھہ کوس ہے یہہ روضہ بہت بڑا
ہے اور صاحب مزار مشہور ولی ہے **شہر جام پور** یہہ شہر خاص ڈیرہ غازیخان سے بفاصلہ تیس میل جانب
جنوب واقع ہے شروع آبادی کا پرانا حال معلوم نہین ہوتا صرف اسقدر دریافت ہوتا ہے کہ عرصہ
چھہ سو برس کے مسمی جام نامی قوم جاٹ نے اس شہر کو آباد کیا اور اپنے نام پر جام پور نام رکھا دور
آبادی سے برابر آباد ہے کبھی ویران نہین ہوا عمارتین پختہ اور بلند ہین جام بانی شہر کی اولاد سے کوئی شخص
باقی نہین ایکہزار پانسو ستانوے خانہ شماری اور دو سو پچاس دکانین اور سات ہزار سات سو چھتر مردم شماری
ہے یہہ شہر بعد شہر ڈیرہ غازیخان کے اس ضلع مین بہت آباد اور بارونق مشہور ہے ۱۸۶۱ع مین سرکار انگریزی
نے ایک بازار پختہ بنوایا بازار اکثر جگہ کشادہ اور موسم گرمی مین خس پوش کر دیتے ہین کچھ حصہ

گرمی سے امان مین ہین اس شہر مین چوبی کام بہت اچھا بنتا ہے اچھے اچھے کھلونے اور ڈبیا اور گلاس
اور پایہ پلنگ چوبی منقش بنتے ہین بیوپار افیون اور نیل کا بہت ہوتا ہے ہندو اس شہر مین بہت رہتے ہین جسقدر
مسلمان ہین اوسیقدر ہندو ہین اور ہندوون کا لقب کراڑ ہے اور جانب غرب شہر کے مکان تھانہ و تحصیل
کا بنا ہوا ہے اور عمارت عمدہ ہے تحصیلدار وہان کچہری کرتا ہے اور شرق کے طرف نالہ سون جاری ہے
اوسکے کنارے پر درختان سایہ دار بکثرت لگے ہوے ہین باشندگان شہر اتوار کے روز نالہ کے کنارے پر جمع
ہوکر سیر کرتے ہین گویا آٹھوین روز یہان میلہ ہوتا ہے بڑے بڑے ساہوکار ہندو اس قصبہ مین رہتے ہین
جنکا بیوپار دور دور ملکون مین جاری ہے اور مسلمانون مین خاندان قوم جھکڑ کا قدیمی ہے ملکیت اونکی
بہت ہے اور اوسی خاندان سے ملک فتح محمد ذیلداری عہدہ رکھتا ہے اور چودہری ولی رام کھی ہندو
کا مقدم و ذیلدار ہے سادات کا خاندان بھی نامور ہے جنمین سے سلطان شاہ نامی آدمی ہے یہہ قصبہ متعلق
ضلع ڈیرہ غازیخان اور مقام تحصیل ہے اس قصبہ مین ایک مقبرہ فقیر سمن شاہ کا مشہور ہے یہہ بزرگ
نواب غازیخان کا ہم عہد تھا ماہ ربیع الاول مین یہان میلہ ہوتا ہے اور مزار شہر سے جانب شرق واقع ہے
دوسری خانقاہ شیخ لعل بروانہ کی بجانب جنوب ہے عرصہ چارسو برس سے یہہ بزرگ یہان مدفون ہے۔

قصبہ راجن پور یہہ قصبہ عرصہ ایکسو سترہ برس کے مخدوم شیخ راجن بخش نے آباد کیا اور
اپنے نام پر راجن پور نام رکہا یہہ راجن بخش اجارہ دار اسملاک کا تھا وزرآبادی سے اب تک بارونق رہی
دو ہزار چارسو اونتیس اسکی مردم شماری اور سات سو اٹھتیس گھر اور ایکسو دوکان ہے سرکار انگریزی
عملداری مین جب قصبہ مٹھن کوٹ کو دریا نے گرا دیا تو محکمہ اسسٹنٹی و تحصیل و تھانہ اوس قصبہ سے اٹھکر
یہان آگیا انگریزی فوج کی چھاونی بھی اسمقام پر ہے ایک رسالہ سواران اور کچہہ پیادہ فوج یہان رہتی ہے
ایک جیلخانہ قیدیون کا بھی یہان بنا ہوا ہے گویا یہہ جگہہ ایک حصہ ضلع کا ہے صاحب اسسٹنٹ کمشنر ماتحت ڈیرہ
غازیخان کے یہان عدالت کا کام کرتا ہے ان سب باتون کے ہونے سے رونق اس قصبہ کی روز بروز
ترقی پر ہے ایک بازار پختہ اس قصبہ مین شروع عملداری مین سرکار انگریزی کے سیدھا کرکے بنوایا تھا جو خوشنما
معلوم ہوتا ہے ایک خیراتی ہسپتال بھی یہان بنا ہوا ہے شہر مین غلہ و پارچہ سفیدی وغیرہ اجناس کی تجارت
ہوتی ہے شہر کے گرد نواح مین چند باغات بھی ہین جنسے قصبہ کی زیب و زینت ہے اور ایک کمپنی باغ چھاونی
مین ہے۔ اس قصبہ کے متصل بطرف شمال ایک مزار ہے چار دیواری میان دوانہ کے یہہ شخص قوم کا
جاٹ مرد خدا پرست تھا پچاس برس کا عرصہ ہوا ہے کہ فوت ہوکر یہان دفنایا گیا کرامتین اسکی بہت مشہور
ہین ڈیوس صاحب ڈپٹی کمشنر نے جب حکم دیا کہ شہر کے نزدیک جسقدر قبرستان ہین وہ سب گرا دیے

تو اس قبر کی نوبت پہونچی اوسوقت لوگ کہتے تھے کہ دیکھین کہ اب اس ولی کی قبر گرتی ہے یا رہتی ہے۔
دوسرے روز پھر صاحب موقع پر آیا اور حکم دیا کہ یہہ سب قبرین گرائی جاوین مگر یہہ قبر نہ گرائی جاوے
بلکہ پختہ بنوا دی جاوے چنانچہ پختہ بنوائی اور روپیہ خرچ کا صاحب نے اپنی گرہ سے دیا کہتے ہین کہ صاحب کو
خواب مین کچھ اشارہ ہوا تھا اور صاحب نے اوس اشارہ کے موجب قبر بنوا دی دوسرا مزار خواجہ مولوی
محمد حسن کا ہے قصبہ کے شرق وشمال کیطرف ہی یہہ مولوی محمد حسن محمد نیازی کا بیٹا قوم بتانی سکنہ سولگی
تھا خواجہ نور محمد ساکن حاجی پور کا یہہ خلیفہ ومرید صاحب کرامات بلند ومقامات ارجمند تھا نوین صفر سنہ ۱۲۶[illegible]
کو انکی وفات ہوئی مسمی قادر انکے مرید نے مزار پختہ بنایا **کوٹ مٹھن** یہہ قصبہ برلب دریای سندھ
تحصیل راجن پور مین آباد ہے یہہ دو سو پچاس برس کا عرصہ ہوا ہے کہ مسمی مٹھن خان بلوچ کوٹ چھٹوی نے
یہان آکر بسبب سرسبزی کنارہ دریا کے اپنا مال ٹھہلایا اور سکونت اختیار کی اوسکے بعد اور مویشی رکھنے والے
لوگ بھی یہان آکر سکونت پذیر ہوئے اور رفتہ رفتہ ایک قصبہ بن گیا پھر جب محمد شریف قریشی فقیر بہت درجہ کے
کو مرد صاحب کمال تھا یہان آکر رہا تو زیادہ سے زیادہ اسکی رونق بڑہ گئی تمام زمانہ کے امیر وغریب بلکہ
حکام وقت بھی اسکے مرید بنگئے گویا اوسوقت یہہ ایک شہر پختہ دریا کے کنارہ پر آباد ہوگیا بڑے بڑے
ساہوکار ومہاجن اسمین آباد ہوگئے زیادہ تر باعث آبادی کا یہہ ہوا کہ پانچون دریا پنجاب کے اسمقام پر
دریاے سندھ کے شامل ہوتے ہین اور پنجاب کے بڑے شہرون مثل لودہیانہ وجالندہر وامرتسر ولاہور
ووزیر آباد وگجرات وجہلم وغیرہ سے تاجر لوگ بذریعہ کشتیون کے مال لاکر یہان اوتارتے اور جابجا لیجاتے
اور جسقدر مال بمبئی وکراچی وسندہ سے پنجاب کو آتا وہ کشتیان بھی یہان آکر اوتاری جاتین اور مال جابجا
روانہ ہوتا اور دونو ملکون کے درمیان یہہ شہر تجارتگاہ بنا ہوا تھا اس سبب سے یہہ شہر مدت سے آباد
چلا آتا تھا اور شہر والے آسودہ حال تھے صاحبان انگریز نے بھی اپنی عملداری کے وقت محکمہ اسسٹنٹی و
تحصیل وتھانہ اسمقام پر مقرر کیا مگر افسوس کہ سمت ۱۹۱۹ بکرمی مین دریای سندہ نے قہر خدا بنکر اس شہر کیطرف
اپنا رخ کیا اور تمام شہر دریا برد ہوگیا شہر والون کو وہ نقصان ہوا کہ خانہ بدوش ہوگئے مکانات دریا
بہا کر لے گیا اسباب سر پر اوٹھائے ہوئے لوگ جابجا پھرنے لگے محکمہ اسسٹنٹی وتحصیل وتھانہ سرکار نے اوٹھا کر
راجن پور لے آئی آخر سرکار نے رعایا کی دستگیری کی اور تجویز دوبارہ آباد کرنے اس شہر کے اسموقع پر
جہان اب آباد ہے فرمائی ترکیب عمارت کی بہت عمدہ ہوئی چار بازار چار دروازے درمیان مین چوک
قرار پایا لوگون کے گھر باموقع قطار وار بنوائے درمیان مین سڑکین باموقع کشادہ رکھین جب یہہ شہر
پہلے شہر سے تین میل کے فاصلہ پر بخوبی تعمیر ہوگیا اور زر کثیر رعایا کا خرچ ہوچکا اور شہر کی آبادی اوج پر آگئی

تو قصبہ والون کی بدقسمتی سے دریا کا رخ شرق کے طرف کو ہوگیا اور یہہ شہر دریا سے دور رہگیا آمد و رفت
بیوپاری کی موقوف ہوگئی اور شہر کی رونق جاتی رہی کچہری اکسٹرا اسسٹنٹی و تحصیل کی بھی جنکے لئے مکانات تعمیر ہوچکے
تھے یہان قایم نہوئی اب اکثر دکاکین شہر کے ویران و مسمار ہوگئے ہین ساہوکارہ کم ہوگیا ہے بعض کے
دیوالے نکل گئے ہین صرف سرکاری تھانہ ہے باغات بھی شہر کے گرد بہت ہین جو بوقت آبادی لگوائی
گئی تھی ایک روضہ خواجہ محمد شریف و خواجہ عاقل محمد کا یہان عالیشان بنا ہوا ہے سابق یہہ روضہ
مٹھن کوٹ مین تھا جب دریا روضہ کے پاس آگیا تو وہانسے صندوق لاش محمد شریف و خواجہ عاقل محمد و خواجہ
خدا بخش کا نکلوا کر اور یہان لا کر دفن کیا اور روضہ موجودہ حال عالیشان مریدون نے بنوایا تمام روضہ
پر چینی کا کام باہر ہے اور اندر آئینہ بندی اور سنہری کام ہے پچیس ہزار روپیہ اسکی عمارت پر خرچ ہوا
اور روضہ کے پاس پختہ مسجد اور حوض پختہ محمد مسو خان بلوچ نے بنوایا اور روضہ کے جانب شمال ایک عالیشان
پختہ دالان سماع کے مجلس کے لئے امام بخش بلوچ نے تعمیر کرایا بڑے روضہ مین قبر خواجہ عاقل محمد و خدا بخش
کی ہے باہر میدان مین قبر محمد شریف کی اگرچہ محمد شریف سب سے بڑی تھی مگر حکم یہہ تھا کہ مزار روضہ بنے اسواسطے
میدان مین مزار ہوئی انکے خاندان کا حال اسطرح ہے کہ عباس علی نام بزرگ انکا خراسان سے سندھ مین
آیا اوسکے بیٹے خواجہ محمد شریف صاحب کمال بمقام کوٹ مٹھن آکر سنہ ۹ اھ مین قیام پذیر ہوئی اور وہ شہرہ کرامت کا
مین ہوا کہ تمام زمانہ حلقہ بگوش کرلیا بادشاہ نے یہہ علاقہ اونکی جاگیر مین دیدیا محمد شریف کے دو بیٹے ہوئے
ہوئی عاقل محمد و قاضی نور محمد عاقل محمد فقیری مین رہے اور نور محمد بڑے عالم و فاضل و امیر و قانع فقر
پاک ہوئے عاقل محمد کا شہرہ کرامت ولایت مین باپ کے طرح تھا اور ہزارون لوگ انکے مرید تھے اب غلام فرید
حضرت کی اولاد سے سجادہ نشین ہے اور مرید تمام علاقہ سندھ و دامان کوہ ہے بلکہ کراچی و بمبئی تک اس خاندان
کے لوگ مرید ہین اس خانقاہ پر سال بھر مین چار عرس خواجہ محمد عاقل و خدا بخش و احمد علی و تاج محمود کی
ہوتے ہین اور بہت بڑا ہجوم عاقل محمد صاحب کے عرس پر ہوتا ہے کہ ہزارون آدمی جمع ہوجاتے ہین اس شہر
کی عمارت پختہ ہموار ہی اور مردم شماری دو ہزار چودہ نوسو گھر پانسو پچاس دوکانین مگر اون دوکانون مین سے
اب تکیو دکانین جنمین پہلے تجارت کا بازار گرم تھا میان وغیرہ آباد ہین اس شہر کی سرزمین سے
وفادار ہی پیدائش غلہ کی بہت ہی کھجور کے درخت بکثرت ہین شکار سوری و چکری دونو قسم کا ملتا ہی ایک
نئے طرح کا جانور اسکے جنگل مین ہے جسکو گدھا کہتے ہین شکل وشکل ہرن کی آواز بکری کی آنکھ جیسی
لوگی ہی فاصلہ کوٹ مٹھن کا سمندر سے چار سو ساٹھ امیل بلندی سطح سمندر سے ... **قصبہ وجہا**
یہہ قصبہ متعلقہ ڈیرہ غازیخان دامن کوہ مین آباد ہے حال آبادی اسکی کا ... سمجھو کہ قوم مزاری بلوچ ...

کے اندر رہتی تھی کوئی شہر ہی آبادی اور آرامگاہ اس قوم کے لئے پہاڑ سے نکلکر نہ تھا اسواسطے مہاراجہ
رنجیت سنگھ کے عہد مین بروز عرصہ پنجاہ سال ہوئے بہرام خان تمندار قوم مزاری نے پہاڑ سے نکلکر اسجگہہ آبادی
کی بنیاد رکھی اور نام گانوکا روجہان جسکے معنی بلوچی زبان مین آرام گاہ ہے رکہا اب دو ہزار سات سو
بتیس آدمی اسمین رہتے ہین قوم مزاری سب سے زیادہ ہین ہندؤن کے دوکانین بھی پختہ و خام بنے ہوئے ہین
شہر پناہ صرف خام بنا ہوا ہے اب امام بخش خان تمندار نے اگلی آبادی سے بطرف غرب بفاصلہ ایک میل
کے نئی آبادی کرکر اوسکا نام نیا روجہان رکہا ہے اوسمین اپنے رہنے کے حویلیان پختہ اور پختہ مسجد عالیشان
بنوائی ہے اور ایک بنگلہ حکام انگریزی کے رہنے کے خاطر تعمیر کیا ہے وہ عمارت اوس جنگل مین نہایت مطبوع
نظر آتی ہے آمد و رفت بیوپاریان کوہی کی اس گانو مین بہت ہے قریب سات سو کے گھر اور دوکانین
اسمین بنے ہین قصبہ آسودہ حال ہے **نگاہہ** ڈیرہ غازیخان کے ضلع کے متعلق یہہ ایک مشہور آبادی
دامن کوہ مین مقام ڈیرہ غازیخان سے جانب غرب بفاصلہ بتیس میل کے ندی کے کنارہ پر آبادی مشہور ہی
اس گانو کی صرف حضرت سید احمد سخی سرور سلطان کے مزار کے سبب سے ہوا اور یہہ خانقاہ پنجاب مین مشہور
ہے پوڑیان یعنی پشتہ شمالی خانقاہ کانی کے اندر ہین دروازہ کلان اوسکا جنوب کے سمت کو آبادی کے سامنے
ملا ہوا ہے بادشاہ دہلی نے اول یہہ خانقاہ پختہ بنوائی پوڑیان پختہ دیوان لکھپت رائی جسپت رائی سردفتران
صوبہ لاہور نے بعہد نواب ذکریا خان بہادر صوبہ لاہور کے بنوائین جنکے حویلیان لاہور خاص مین ابتک مشہور
موجود ہین غربی دالان مین مزار حضرت سخی سرور کی ہے چند ستون عالیشان زیر سقف کوٹھری ہین چراغ
ہر وقت صبح و شام دن رات جلتا رہتا ہے شمال غرب کے گوشہ مین بابا نانک کا مکان بنا ہوا ہے جہان اونہے
آکر قیام کیا تھا اور جانب شرق دوسری کوٹھری مین بی بی صاحبہ زوجہ سخی سرور کا پیڑا اور چرخہ کہ
جسپر سوت کاتتی تھین تیسری کوٹھری اندرونی مین ہندؤن کے دیوتا بھیرون کا مقام بنا ہے باہر کے
مکان کے غرب کے طرف چار دیواری کے اندر ایک درخت جال کا خشک کھڑا ہے اوسی جانب غرب باہر احاطہ
چار دیواری سے درخت کندہ سبز کھڑا ہے عجائب لوگ کہتے ہین کہ یہان گھوڑی لگی حضرت کی باندہی گئی
تھی جال کی جگہہ کیلا اگاڑی کا اور کنڈہ کی جگہہ کیلا پچھاڑی کا تھا اور حضرت کی کرامت سے دونو کیلی
سبز ہوکر درخت بن گئے تھے چار دیواری کے بعد ایک مکان سید رادین حضرت کے فرزند کا بنا ہوا ہے
اور ایک اور مکان پختہ شیخ محمود کے نام سے موسوم ہے ان دونو مکانون مین قبر کوئی نہین اور گنبد ز
فاصلہ پر خانقاہ سے بجانب غرب مسمی نور و اسحاق کے دو قبرین ایک بلند ٹیلے پر بنی ہوئی ہین یہہ دو شخص حضرت
سرور کے دوست تھے پھر اوسکے جانب شرق دو قبرین مسمیان علی و عثمان کے ہین یہہ دونو بھی حضرت

حضرت کے ہمنشین و اصحاب تھے خانقاہ سے جانب شرق ایک تالاب محمود خان گوجر کا پختہ بنا ہوا ہو جو دہر
تک باقی رہا وہیں تھے ہیں مختصر قصہ انکا اسطرح پر ہے یہ ثبوت پہونچا کہ سید احمد سخی سرور کا باپ مسمی زین العابدین
بغداد سے ۵۲۰ھ ہجری میں داخل ہند ہوا اور بمقام شہ کوٹ متعلقہ ملتان قیام پذیر ہوا مسمی پیرا قوم کہوکھر زمیندار
گاؤں کے نے اپنی لڑکی مسمات عائشہ اوسکے نکاح مین دی اور اُسکے بطن سے سید احمد سخی سرور پیدا ہوا جب
زین العابدین ۵۳۵ھ مین مر گیا تو سید احمد برادران خانہ زاد کے مزاحمت سے تنگ آکر بغداد کو چلا گیا اور
حضرت غوث الاعظم و شیخ شہاب الدین سہروردی و خواجہ مودود چشتی سے نعمت خلافت کی حاصل کی واپسی
کے وقت چندی بمقام دہونکل متعلقہ ضلع گوجرانوالہ کے قیام رکھا پھر ملتان مین آیا اور حاکم ملتان نے اپنی
لڑکی کی شادی اسسے کردی جسکا نام بی بی بائی تھا دوسری شادی سید عبدالرزاق کی لڑکی کے ساتھ
ہوئی پھر سید احمد لاہور مین گیا اور سید اسحاق سے علم ظاہری حاصل کیا پھر شاہکوٹ مین آکر سکونت اختیار کی
ہزارون آدمی شہرت کرامات کا سنکر خدمت مین حاضر ہوئے یہہ شہرت اسکی برادران خالہ زاد کو پسند نہ آئی
اور ارادہ کیا کہ اسکو قتل کر ڈالین جب سید احمد کو اونکے ارادہ سے اطلاع ہوئی تو سید عبدالغنی اپنے
بھائی و بی بی بائی زوجہ و سید سراج الدین خورد سال بیٹے کے ساتھ پوشیدہ دشمنون سے گھر سے نکل آیا اور
اسمقام پر جہان اب خانقاہ بنی ہے عین جنگل مین قیام پذیر ہوا مگر برادران خالہ زاد نے پیچھا نہ چھوڑا اور بڑا
اجتماع کر کر ان پر آپڑے اور حضرت کو معہ بھائی و فرزند و بی بی بائی کے شہید کر دیا اور حضرت بعد شہادت
کے یہان دفنائے گئے شجرہ حضرت کا اسطرح پر حضرت امام جعفر صادق کے ساتھ پہونچتا ہے کہ سید احمد بن
زین العابدین بن سید عمر بن عبداللطیف بن سید بہاؤالدین بن غیاث الدین بن بہاؤالدین بن صلاح الدین
بن زین العابدین بن سید عیسیٰ بن صالح بن عبدالغنی بن سید جلیل بن خیرالدین بن ضیاءالدین بن داؤد
بن عبدالجلیل بن رومی بن سید اسماعیل بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اجمعین بعد دفن ہونے حضرت کے
تین شخص ایک مسمی گوہرا جسکو جذام کی بیماری تھی اور دوسرا مسمی حیرت نابینا قوم لنگاہ و احمد خان افغان
جو نامرد تھا یہان آئے اور تینون اچھے ہو گئے وہ تینون یہین خانقاہ کے مجاور ہوئے اور اب تمام مجاور انہین
تینون کی اولاد میں سے ہین مجذوم کی اولاد قوم کلہنگ اور نابینا کی اولاد قوم منجن اور پٹھان کی اولاد
قوم شیخ کہلاتی ہے تعداد ان مجاورون کی ہمیشہ ایکہزار تین سو پچاس رہتی ہے جب کوئی پیدا ہوتا ہے تو ایک
مر جاتا ہے یہہ بھی ایک کرامت حضرت کی مشہور ہے معتقدین سید احمد سرور کے پنجاب کے ملک مین لاکھون
آدمی ہین ماہ پھاگن و چیت مین ہزارون آدمی قافلون کے قافلے شہر جالندہر و ہوشیارپور و گورداسپور
و سیالکوٹ و گوجرانوالہ و گجرات و منٹگمری و ملتان و لاہور و امرتسر وغیرہ سے آتے ہین غرض پنجاب مین

بزرگ کی مانتا گھر گھر ہوتی ہے جہلا بے علم لوگ بہت معتقد ہین علما کا اعتقاد اسطرف ہرگز نہین اہل نواز
شیخ سنوسل اس بزرگ کے گانو کا نو شہر شمصر اوسکا نام لیکر گدائی کرتے ہین بیساکھہ کے پہلی تاریخ بڑا بھاری
میلہ ہوتا ہے تجارت مویشی کی ہوتی ہے اس روز کے میلے مین چالیس ہزار سے کم آدمی نہین ہوتے
کل جمیع موضع لگاہمہ کے بنام مجاوران ہو خانقاہ کے معاف ہے ہندو مسلمان دونو قوم مین حضرت سے اعتقاد
کامل رکھتے ہین ہندو یہان اکثر زناربندی کی رسم ادا کرتے ہین اور مسلمان اپنے بچون کے جھنڈ یعنی
سر کے بال یہان آکر اوتروا تے ہین پانی کی یہان بڑی قلت ہے کوئی چاہ نہین ہے نالہ پانی کا جو
خانقاہ کے پاس ہے خشک رہتا ہے البتہ برسات کے موسم مین جاری ہوجاتا ہے لوگ نی کے اندر سے
چھوٹے چھوٹے چاہ نکالکر پانی لیتے ہین تھوڑی سی مٹی دور کرنی سے پانی نکل آتا ہے مجاور لوگ دور سے
پانی اونٹون اور بیلون پر لادکر لاتے ہین اور گران قیمت سے فروخت کرتے ہین چنانچہ ایک کونڈا
پانی کا چار آنہ کو بکتا ہے اب ایک چاہ سنہ مین صاحب ڈپٹی کمشنر نے بنوایا ہے یہان کے ہندؤن کو یہانتک
حضرت سے اعتقاد ہے کہ کوئی ہندو اپنے مردون کی ہڈیان گنگا نہین لیجاتا جب نی مین پانی جاری ہوتا ہے
تو اوسمین ڈال دیتے ہین باشندگان موضع لگاہمہ ہندو مسلمان سب رات کو بسبب ادب حضرت
کے چارپائی پر نہین سوتے صرف ایک چارپائی تمام گانو مین ہے جسپر مسلمان اپنے مردون کا جنازہ
قبر پر لیجاتے ہین سالتمام ایکدفعہ ماہ جیٹھ یا اساڑھ دو دیگین کلان یہان پکاکر تقسیم کیجاتی ہین ایک دیگ
کا نام ماتنگی ہے اوسمین گوڑ آٹھ من گھی پانچ من دلیہ گیہون کا بیس من میوہ وغیرہ یک من پڑتا ہے
دوسری دیگ کا نام لنگر کی دیگ ہے اوسمین گوڑ تین من روغن زرد دو من دلیہ کنک کا آٹھ من میوہ
وغیرہ مین تیار پڑتا ہے جب یہہ دونو دیگین پک جاتی ہین سب پر برابر کھانا تقسیم ہوجاتا ہے ۔

موضع تونسہ یہہ گانو متعلق ڈیرہ غازیخان نہایت مشہور بستی ہے اگرچہ گانو چھوٹا سا ہے
مگر بسبب مزار خواجہ سلیمان چشتی کی جو یہان واقع ہے مشہوری بہت ہی یہہ خواجہ سلیمان خلف زکریا خان
قوم افغان گوت عشقون تھی قدیمی وطن انکا خراسان تھا بزرگ انکے خراسان سے آکر علاقہ درگہ واقعہ
کوہستان باغستان مین سکونت پذیر ہوئی جو تونسہ سے جانب غرب کوہ گرگوجی مین واقع ہے سنہ ۱۱۷۹ مین خواجہ
سلیمان پیدا ہوئی اور نام انکا تار کہا گیا جب یہہ بالغ ہوئی تو شوق علم کا دامنگیر ہوا اور کوٹ مٹھن مین
جاکر علم پڑہا چھبیس برس کی عمر مین فارغ التحصیل ہوکر خواجہ نور محمد پیر مہاروی کی خدمت مین جاکر مرید
ہوئی پیر روشن ضمیر نے نام انکا سلیمان خان رکہا مدت تک انہون نے پیر کی خدمت مین رہکر تکمیل پائی
سنہ ۱۱۹۹ مین یہہ دہلی و اجمیر تک جاکر پیران عظام کے مزارات سے مستفید ہوئی پھر اپنے وطن گرگوجی کو گئی

وہانسے واپس آکر تونسہ مین مقام کیا حضرت کی شہرت ولایت وکرامت مین یہانتک ہوئی کہ دور دور سے
لوگ آکر مرید ہوئے ہزارون بیعت سے مستفید ہوئی صدہا روپیہ روزانہ حضرت کو نذرانہ حاصل ہوتا تھا اور
اوسی روز غربا وفقرا کو تقسیم کر دیا جاتا لنگر حضرت کا ہر وقت جاری تھا نواب والی بہاولپور بھی انکا
مرید ہوا انکا بیٹا گل محمد بہت لایق لڑکا تھا مگر وہ اونکے روبرو فوت ہوگیا ۱۲۶۷ ہجری مین خواجہ محمد سلیمان خان
فوت ہوگئے اور حجرہ نشستگاہ مین دفنائے گئے بجائے اونکے خواجہ اللہ بخش سجادہ نشین اتبک حیات
ہین نواب بہاولپور نے روضہ حضرت کا پچاسی ہزار روپیہ خرچ کرکر تعمیر کیا اور غلام مصطفی خان کوانی
ملتانی نے مجلس خانہ پختہ عالیشان بنوایا جسپر دس ہزار روپیہ خرچ ہوا اور احمد خان افغان نے چاہ وغیرہ
عمارتین بصرف دو ہزار پانسو روپیہ کے بنوائین اور عمارتین پختہ مسجد وغیرہ خواجہ اللہ بخش سجادہ نشین نے
خود تعمیر کی ہین اب بھی اس خانقاہ پر بڑی رونق ہے لنگر جاری رہتا ہے اور کارخانہ بڑی ریاست
کی طرح ہے امارت و دولتمندی بے انتہائی باوجودیکہ سرکار سے کوئی جاگیر و روزینہ مقرر نہین ماہ
صفر کے ساتوین تاریخ یہان بڑا میلہ ہوتا ہے خیر محمد حضرت کا بھائی بھی متبرک آدمی ہے —

ڈایرہ دین پناہ آبادی اس قصبہ کی اگرچہ دریاے سندھ کے شرقی کنارہ پر ہے مگر بسبب اسکے
کہ یہہ قصبہ متعلق ضلع ڈیرہ غازیخان کے ہے اس حصہ مین اسکا حال زیب اندراج پایا یہہ ایک قصبہ دریاے
سندھ کے بائین کنارے دریا سے بفاصلہ پانچ کوس اور ملتان سے بسمت شمال مغرب بفاصلہ چالیس میل
قصبہ لیہ کے سڑک کے اوپر آباد ہے آبادی اسکی خوشنما ہے عمارتین اچھی اچھی بنی ہوئی ہین تجارت
بہت ہوتی ہے سکہون کے ظہور سے اول ایکہزار گھر اور ناگیو دوکان اسمین ہے مگر مہان سنگہ سکر چکیہ نے
اسکو دو مرتبہ لوٹا اور قصبہ والون کو ٹکڑے کا محتاج کر دیا اور قصبہ ویران ہوگیا پھر رنجیت سنگہ کے وقت
جب صورت امن کی ہوئی تو قصبہ دوبارہ آباد ہوا زمین متعلقہ اسکی اگرچہ تھوڑی ہے مگر سیراب و زرخیز
و سرسبز ہے دریاے سندھ ہر سال اوسکو سیراب کر دیتا ہے پیدایش غلہ کی بہت ہوتی ہے روئی اور نیل
کی بھی زراعتین بہت ہوتی ہین مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ سالانہ کا سنگھڑ
متعلق محال تھا اب علاقہ اسکا سنگھڑ کے متعلق ہے بانی اس قصبہ کا کوئی پٹھان تھا اوسنے پختہ قلعہ و باغ و
حویلیان بہت بنوائی تھین اس قصبہ کے رہنے والے اب بھی اکثر پٹھان ہین جو زبان پشتو سے بھی واقف
ہین اوسنے ایک آبادی اسی نام کی دریاے سندھ کے اسطرف بھی آباد کرائی تھی مگر وہ آبادی بسبب
پے در پے آنے سیلاب کوہی کے ویران ہوگئی تھی اب وہان بھی تھوڑی آبادی موجود ہے اور اونکا بھی یہی
نام سے موسوم ہے نام اس قصبہ کا ڈایرہ دین پناہ اس سبب سے ہے کہ شاہ دین پناہ بن شاہ حسین عرف سید

بخاری حضرت مخدوم جہانیان سید جلال الدین اوچی کی اولاد مین سے ایک ولی کامل تھے اونکو شوق جہان گردی کا ہوا تو ہندوستان کو گئے اور مکہ و مدینہ مین سات برس تک رہے پھر اسطرف کو آکر اس قصبہ مین سکونت پذیر ہوئے چونکہ بڑے کامل ولی خدا دوست تھے ہزارون آدمی اونکے مرید ہو گئے یہانتک کہ یہہ قصبہ بھی اونہین کے نام سے موسوم ہو گیا یہہ حضرت اول مسمات سوہاگن زوجہ اکو کے گھر رہا کرتے تھے جب مسمات رانی سوہاگن کے دختر کی شادی مسمی بکھو مکول کے ساتھہ ہوئی تو سوہاگن کے پاس کچھہ نہ تھا دہیز کا تب حضرت نے فرمایا کہ ہم رانی کے دہیز مین جاتے ہین چنانچہ لڑکی کے ساتھہ بکھو مکول کے گھر آئے حضرت کو کشتی مین بیٹھہ کر سیر کرنے کا بہت شوق تھا کشتی حضرت کے سوا ہی پانی کے خشک زمین مین تیرتی جاتی تھی بعد وفات یہان دفنائے گئے بعد ایک سال کے برادران اکو نے خفیہ صندوق حضرت کا نکالکر دریا پار کی بستی مین لے چلے بکھو کو خبر ہو گئی اور اوسنے صندوق روک لیا برادران اکو کو خواب مین اشارہ ہوا کہ تم ایک صندوق بنا کر علیحدہ مکان مین رکھو ہم وہان خود آ جاوینگے چنانچہ اونہون نے صندوق بنوایا اور علیحدہ مکان مین رکھدیا دو ساعت کے بعد دیکھا تو نعش حضرت کی اوسمین موجود پائی چنانچہ اونہون نے الگ روضہ بنایا اب دریا کے وار پار دو روضے بنے ہوئے ہین اس پار اولاد بکھو کی اور اوسطرف اولاد اکو کے مجاور رہتے ہین مرید اس خاندان کے ہزارون لوگ ہین ہر سال ماہ چیت ہر جمعہ بڑا بھاری میلہ ہوتا ہے یعنی تمام ماہ چیت مین چار دن جمعہ کے روز چار میلے ہوتے ہین ۔ + ۔

قصبہ حاجی پور یہہ قصبہ نواب حاجی خان غازی خان کے بیٹے کا آباد کیا ہوا دریای سندھ کے دہنے کنارے ستائیس میل اور ملتان سے بسمت جنوب مغرب پچانوین میل واقع ہے پانی یہان کا میٹھا ہے طرح طرح کا غلہ یہان پیدا ہوتا ہے قسم قسم کے ترکاریان و نیل و پوست بویا جاتا ہے افیون کثرت سے نکالی جاتی ہے اس قصبہ مین ایک خانقاہ خواجہ نور محمد نارووالہ کی بہت مشہور ہے اور مزار پر انوار قصبہ کی آبادی سے جانب جنوب پختہ بنی ہوئی ہے یہہ مزار سنہ ۱۲۰۶ مین اسلام خان داؤد پوترہ شہیدوا نواب بہاولپور نے تعمیر کی اور روضہ عالیشان بنوایا شرق کے طرف روضہ کے ایک عالیشان دالان مجلس و سماع کے لئے بنا ہوا ہے اور ایک حوض پانی کا بھی پختہ لائق تعریف ہے پہلے یہہ بزرگ بستی میان والی مین سکونت پذیر تھے وہانسے یہان آکر قیام کیا یہہ بزرگ سنہ ۱۱۴۲ ہجری مین پیدا ہوکر اور ملتان مین جا کر علم فارسی و عربی و تصوف پڑھا سنہ ۱۱۶۰ مین فارغ التحصیل ہو کر خواجہ نور محمد مہاروالہ چشتی کے خدمت مین جا کر مرید ہوئے چند سال مین تکمیل پائی اور چند مدت بمقام نارووالہ قیام رکھا اسواسطے نور محمد نارووالہ مشہور ہوئے وہانسے حضرت کو زمینداران قصبہ حاجی پور اپنے یہان

لے آئی یہہ بزرگ رات کو کبھی نہین سوتے تھے دن کو روزہ رکھتے تھے ۱۱۸۲ھ مین بعمر ستر برس کے
حضرت نے انتقال کیا ۱۱۸۳ھ مین یہہ روضہ بنایا گیا روضہ کے تین دروازے شرقی جنوبی شمالی ہین
اور دروازہ جنوبی بہشتی مشہور ہی جو محرم کی ۶ - اور ۷ - تاریخ کو بعد ایک برس کے کہلتا ہی اور
اوسی روز میلہ ہوتا ہے تمام لوگ اوس دروازہ سے عبور کرتے ہین اور مشہور ہی کہ مولوی عزیز اللہ
نام ایک مرید حضرت کا تھا اوسنے بعالم واقعہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دروازہ مین
کھڑے ہوئے دیکھا تھا اوس دن سے یہہ بہشتی دروازہ مشہور ہوا ۶ - جمادی الاول کو جس روز حضرت کا
انتقال ہوا تھا حضرت کا عرس ہوتا ہے حضرت کی اولاد سے اب میان غلام رسول سجادہ نشین ہے
حاجی پور مین حال خاندان میان صاحب سرائی کا قابل تحریر ہے اسواسطی لکہا جاتا ہے کہ یہہ خاندان ایک
صاحب عزت و جاگیردار اس قصبہ مین ہے اس خاندان کے لوگ شجرہ اپنا حضرت عباس پیغمبر صاحب علیہ السلام
کے چچا کے ساتھہ ملاتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم ہارون رشید خلیفہ عباسی کی اولاد مین سے ہین قریشی
عباسی اونکی ذات ہی پہلے میان محمد مورث اعلی انکا مع اپنی برادری کے شہر حلب سے اوٹھکر علاقہ [illegible]
واقعہ سندہ مین آیا اور بادشاہ سے کاڑی کا علاقہ جاگیر مین پایا وہ مرگیا تو محمد داؤد اوسکا بیٹا پھر [illegible]
جانشین ہوا محمد داؤد دو بھائی تھے داؤد کی اولاد داؤد پوترہ کہلاتے ہین اور اوسی مین سے
نواب صاحب بہاولپور والی بہاولپور ہے اور محمد دوسرے بھائی کی اولاد سے میان آدم شاہ صاحب
ولایت و کرامت مین ولی تھا اوسکی بیعت حیات المیر کے ساتھہ ہوئی اور اوسکا مقبرہ سکھر مین مشہور ہے
اوسکی اولاد مین سے میان نصیر محمد صاحب ملک و مال ہوا اور یہان تک ترقی کی کہ شہر حیدرآباد سندہ
بھی اوسکی حکومت مین آگیا اور بہت سے برسون تک بعد نصیر محمد کے یار محمد و غلام شاہ فرمان فرما رہے
اور مملکت اونکی قبضہ مین غلام شاہ نے سندہ سے چلکر کالاباغ تک ملک فتح کر لیا نواب غازیخان کو جو [illegible]
کا حاکم خاندان غازیخان اول سے تھا بھی غلام شاہ قید کرکے سندہ کو لے گیا اور محمود خان کو حکومت دی گیا
غلام شاہ کے بعد محمد سرافراز اوسکا بیٹا پھر عبد النبی اوسکا بیٹا جانشین ہوا عبد النبی سے کے نا اتفاقی اپنے وزرا و
امرا سے ہوگئی دو شخصون کو اوسنے قتل کرادیا باقیماندہ نے اوسکو ریاست سی نکالدیا وہ احمد شاہ بادشاہ
خراسان کے پاس گیا اور امداد مانگی بادشاہ نے اوسکو مدد دیکر دوبارہ ریاست حیدرآباد پر قابض
کیا جب امدادی فوج واپس گئی تو وزرا نے دوبارہ اوسکو ریاست سی بیدخل کر دیا وہ دوبارہ بادشاہ
کی خدمت مین حاضر ہوا تو بادشاہ نے عبد النبی کو چالیس ہزار روپیہ کی جاگیر اس علاقہ مین دی اور
فرمایا کہ جب تک تمہارا قبضہ سندہ پر نکرایا جاسکا یہان گذارہ کرو چنانچہ عبد النبی نے حاجی پور مین سکونت

اختیار کی بہر نصیر خان بروہی نے سوم حصہ علاقہ حاجی پور کا اپنی طرف سے اوسکو دیدیا ایکسال کے بعد
بادشاہ نے سندھ پر چڑھائی کی امیران سندھ نے بادشاہی فوج کی بہت خاطر کی اور روپیہ کی زور سے ملک بچایا
امیرون نے ایک زبان ہوکر بادشاہ کو یہہ صلاح دی کہ اب موسم گرمی کا آگیا ہے واپس ہونا مناسب ہے
سردی کے موسم مین پھر سندھ پر یورش کر کے عبد النبی کو ریاست دلادیجائیگی چنانچہ بادشاہ واپس چلا گیا
اور پھر اتفاق سطرف آنیکا نہوا اور عبد النبی نے حاجی پور مین ہی قیام رکھا نواب بہاول خان نے اپنے وقت
مین تیسرا حصہ جاگیر کا ضبط کر لیا پھر مہاراجہ رنجیت سنگھ اس ریاست کر رئیس سے پہلے چار ہزار
پانسو سالانہ پھر نو ہزار نذرانہ لیتا رہا اس زمانہ مین پنتیس گانو اس جاگیردار کے قبضہ مین ہین اور بیس ہزار دو سو
پچیس روپیہ سالانہ آمدنی ہو — عبد النبی کے بعد تاج محمد جانشین ہوا وہ ۱۲۳۲ھ مین مرگیا اور احمد یار خان
اوسکا بیٹا مالک بنا اور ایزد یار خان اوسکا بھائی گذارہ پاتا رہا احمد یار خان کے بعد خان محمد خان
جاگیردار قرار پایا وہ مرگیا تو عطا محمد خان گدی نشین ہوا اب وہی جاگیر پر قابض ہے اور بھائی اوسکے
گذارہ پاتے ہین اس ریاست کا ہر ایک گدی نشین شہنواز خان کے لقب سے ملقب ہوتا ہی اور یہ لقب
سب سے اول احمد یار خان کو شاہ کابل سے ملا تھا — سوا اسکے بزرگون کا خطاب چلا آتا ہے اور
وجہ اس خطاب کی اچھی طرح دریافت نہین ہوتی اس خاندان کے لوگ عموماً شیعہ مذہب ہین اور سکھون کی طرح
سر کے بال بڑہا کر سر کے اوپر جوڑا باندہ رکھتے ہین تماکو حقہ بھی نہین پیتے ہزارون آدمی اس خاندان کے مرید ہین اونکا
بھی یہی طریق ہے گدی نشین اس خاندان کا بادشاہی طریقہ رکھتا ہی ایک چھوٹا سا تخت بنا کر اور گاو تکیہ لگا کر بیٹھتا ہے
تعظیم کسیکی نہین دیتا اگرچہ ریاستی جل گئی ہے مگر بات نہین گیا موضع جھوک وترا یہ چھوٹا سا گانو متعلق ڈیرہ
غازی خان کی دریا کے کنارے پر آباد ہے آبادی خام ہے پیدایش غلہ کی ہوتی ہی یہان ایک خانقاہ خواجہ محمد اکرم
کی مشہور ہی یہ بزرگ خواجہ محمود بن یعقوب قوم علائی پٹھان تھے ۱۱۵۰ھ ہجری مین انہون نے انتقال کیا بسبب
دریابردی کی چند مقامات پر انکا صندوق منتقل ہوتا رہا آخر یہان مدفون ہوے اور ۱۲۶۲ھ ہجری مین یہ
روضہ بنوایا گیا ہردو بزرگ صاحب کرامات تھی اونکی اولاد سے میان فتح محمد صاحب علم و فضل سجادہ نشین
موجود ہی موضع شاہ صدر الدین یہ گانو متعلقہ ڈیرہ غازی خان بارونق آبادی کا ہی خاص
مشہوری اس گانو کی حضرت شاہ صدر الدین سہروردی کی نام سے ہے جسکا مزار بھی پختہ یہان
بنا ہوا ہے شاہ صدر الدین حضرت بہاء الحق ملتانی کے مرید تھے ہر سال ماہ چیت مین میلہ ہوتا ہی
گانو مین لین دین غلہ و افیون کا ہوتا ہے موضع ہرنڈ ضلع غازی خان کے متعلق یہ ایک
قصبہ پہاڑ سے دو کوس کے فاصلہ پر آباد ہی آبادی اسکی اوس سڑک پر جو ڈیرہ غازی خان سے

کج گونڈ کو جاتی ہے واقع ہے عمارت کچھہ پختہ اور کچھہ خام ہے مگر تجارت عام ہے رونق کا مقام ہے علاقہ اسکا اگرچہ جنگلون سے بھرا ہوا ہے مگر چانول قسم اعلی پیدا ہوتے ہین شکار جنگلی بکثرت ہے ایک قلعہ بھی یہان بنا ہوا تھا دیوان ساونمل ناظم ملتان نے دوبارہ اسکو درست کرایا تھا شتر نہی اونی اور قالین عمدہ تحفہ بنتا ہے پہلے تحصیل سرکاری ماتحت ضلع ڈیرہ غازیخان کے یہان رہتی تھے اسکو تعلقہ علاقہ مین کنوؤن کا پانی تلخ ہے لوگ دریا او بارش کا پانی تالابون مین جمع کر رکھتے ہین اور وہی پیتے ہین جال کے درخت یہان بہت ہوتے ہین اور اونکا پھل جسکو پیلون کہتے ہین شیرین ہوتا ہے گرمی کے موسم مین وہی پیل لوگون کی خوراک ہوتی ہے یہان ایک خانقاہ بموضع ہرند سے بفاصلہ پانچ کوس کے واقع ہے اوس بزرگ کا نام خالد بن ولید ہے بعض اوسکا نام اسحاق کہتے ہین یہہ مزار سیرانا ہی کہتے ہین کہ یہہ شخص خضرت رسول اللہ کے اصحاب سے تھے جب محمد قاسم نے اسملک پر حملہ کیا تو یہہ شہید ہوکر یہان دفن ہوئے -- + --

موضع سیت پور یہہ گانو متعلق ڈیرہ غازیخان کے ہے پہلی آبادی اسکی دریا کے اسطرف تھی اب بسبب رو گردانی دریا کے آبادی دوسرے طرف یعنی دریا کے پار ہوگئی ہے گانو کی آبادی اچھی ہے پیداوار ہر چیز کی ہوتی ہے گانو کے لوگ آسودہ حال ہین اسمین ایک خاندان سادات کا نامی ہے اونکا ذکر قابل اظہار ہے اور وہ یہہ ہے کہ یہہ خاندان اولاد سید جلال الدین شیر شاہ میر سرخ بخاری کی ہے جنکا روضہ شہر اوچ مین زیارتگاہ خاص و عام ہے اونکی اولاد مین سے شیخ سید حسن بخاری سیت پور مین آکر قیام پذیر ہوا چونکہ مرد ولی و خدا پرست تھا ہزارون لوگ اوسکی مرید ہوگئے قوم لنگاہ نے جنکی حکومت ملتان مین تھی اپنی لڑکی اونکو دی اور بہت سا ملک جہیز مین دیا بعد حکومت لنگاہ کے جب قوم ناہڑ اس علاقہ پر حاکم ہوئے تو اونہون نے بھی عزت و آبرو اس خاندان کی قایم رکھی سید حسن کا بیٹا شیخ محمود اوسکا بیٹا شیخ محمد راجو ہوا اوسنے بعہد بادشاہ بادشاہ کے ثروت و دولت حاصل کی اور اس تمام علاقہ کی حکومت اونکو بطور صوبہ مل گئی شیخ محمد راجو نے اسملک کو بہت آباد کیا نالہ بہشتی و نالہ دہندی و نالہ قطب و نالہ مبارک و نالہ قادرا لاکھون روپیہ خرچ کرکر کھودوائے اور ملک کو سیراب کیا شہر راجن پور کی آبادی کی بنا رکھی اور ہزارون چاہ کھود اکر زمیندارونکو دیدئے سوای شہر راجن پور کے اونس گانو وسنی اور آباد کرکے تمام علاقہ کو زرخیز کردیا شیخ محمد راجو کا بیٹا شیخ محمد کمیا لنظرا اوسکا بیٹا شیخ مخدوم محمد راجو اوسکا بیٹا مخدوم شیخ محمود اب زندہ اور اپنی ملکیت پر قابض ہین اب بھی اکتیس گانو مین اس خاندان کی ملکیت موجود ہے اور ہزارون لوگ مرید ہین

بستی بناہ علی یہہ بستی ضلع ڈیرہ غازیخان کے متعلق ہے اس گانو مین ایک خاندان میان منی بخش کا ہے مورث اعلی اس خاندان کا مسمی سلطان طیب

چھہ سو پچاس برس ہوئے کے سندہ سے اس علاقہ مین آکر علاقہ ہرند مین سکونت پذیر ہوا اور ملتان مین جاکر خواجہ بہاؤالحق ملتانی کا مرید ہوا اور تکمیل پائی اور ولی صاحب کرامت مشہور ہوا قوم گوپچانی او سکے مرید ہوگئے سلطان طیب کا بیٹا سلطان یوسف اوسکا بیٹا سلطان طیب ثانی اوسکا بیٹا دوست محمد اوسکا بیٹا پناہ علی ہوا او سنے بھہ گانو آباد کیا اور سکونت یہان اختیار کی اوسکا بیٹا دوست محمد ثانی اوسکا بیٹا پناہ علی ثانی اوسکا بیٹا عاقل محمد موجود و زندہ ہے روضہ سلطان طیب کا پختہ بنا ہوا موجود ہے اور عاقل محمد جانشین حال صاحب عزت و ابرو کرسی نشین ہے ملکیت اوسکی چند دیہات مین ہے **نورپور** ڈیرہ غازیخان کے متعلق یہہ ایک قصبہ دہنے کنارے دریاے سند ملتان سے نوے میل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے اسکے پاس کے جنگل مین ایک دریائی جانور رہتا ہے جسکو لودر کہتے ہین اوسکے بدن پر پشم بہت ہوتی ہے نہایت نرم دہلا یہ لوگ اسکو مار کر اوسکے چمڑے کی پوستین بناتے ہین رنگت اوسکی خاکی اور گرم بہت ہوتی ہے ایک کہال کے دو روپیہ قیمت ہوتی ہے **سنگہر** یہہ ایک مشہور و معروف قصبہ شمال ضلع ڈیرہ غازیخان کے تحصیل کا مقام ہے اس کے علاقہ مین بمقام سنگرو ٹیہ کچہری تحصیل کی ہوتی ہے اصل مین سنگہر ایک پہاڑی نالہ کا نام ہے جسکے نام سے یہہ علاقہ موسوم ہے اور اوسی کے پانی سے یہہ کل علاقہ سیراب ہوتا ہے چاہی زمین اسمین بہت کم ہے گیہون جوار کی پیدائش بہت ہوتی ہے گہوڑا اس علاقہ کا خوبصورت اور عمدہ ہوتا ہے **ہولا** قسمت ڈیرہ جات مین یہہ ایک قصبہ دریاے سندہ کے دہنے کنارے سو دس میل او ر ملتان سے پنتالیس میل جنوب مغرب کی سمت کو آباد ہے **ہتھالی** قسمت ڈیرہ جات مین یہہ ایک قصبہ دریاے سندہ کے دہنی کنارے پر چالیس میل اور انکسواڑتیس میل ملتان سے آباد ہے **عمرکوٹ** قسمت ڈیرہ جات مین دہنی کنارے دریای سندہ سے اونیس میل کوٹ مٹھن سے جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے **نوشہرہ** قسمت ڈیرہ جات مین یہہ ایک قصبہ دہنی کنارے دریائی سندہ کے ملتان سے اٹھاون میل شمال مغرب کے سمت کو آباد ہے **ڈیرہ اسماعیل خان** یہہ شہر پنجاب کے علاقہ دامن کوہ کے متعلق بہت مشہور اور ضلع و قسمت کا صدر مکان ہے آبادی اسکی بنون سے جنوب اور ڈیرہ غازیخان سے شمال لاہور سے دو سو سولہ میل پچہم کیطرف دریای سندہ کے دہنی کنارے کے اوپر واقع ہے حدود واربعہ اسکے ضلع کے یہہ ہین مغرب کو سلسلہ کوہ سلیمان مشرق ضلع جہنگ و شاہپور شمال حدود ضلع بنون جنوب حدود ضلع ڈیرہ غازیخان و موضع موہرجنگلی اس ضلع کے اندر دریاے سندہ کے مغربی حصہ مین پٹھان اور شرقی حصہ مین بلوچ و جاٹ و افغان وغیرہ آباد مین ۱۸۶۸ء مین مردم شماری اس ضلع کی تین لاکھہ چہیالیس ہزار بائیس شمار مین آئی اور سالانہ آمدنی چار لاکھہ تیس ہزار روپیہ ہے کل سطح اس ضلع کا نو ہزار انگسو ستاون میل

مربع ہے اور ضلع مین فی میل مربع مین اٹھتیس آدمی بستے ہین تاریخ قدیم مختصر اس ضلع کی یہہ ہے کہ پہلے یہ
ملک مین راجہ ٹل اور بل دو بھائی حکومت کرتے تھے مرتا قلعہ اونکا دریاے سندہ کے دہنی کنارے پر بلوٹ کے
متصل مشہور ہے کہ اب بھی اوسکی تعمیر کے نشان موجود ہین جب مسلمانون نے غلبہ پایا اور گردشی ہونے لگی
تو مجبوراً اونھون نے یہہ ملک چھوڑ دیا کہتے ہین کہ یہ آنا بلوٹ راجہ بل کا آباد کیا ہوا تھا جبکو جنوب کے ملک کے
طرف سے بلوچون نے غلبہ پاکر اپنے قبضہ مین کر لیا اور مسمی اسمٰعیل خان ہوت نے جسکے نام سے ڈیرہ اسمٰعیل خان
مشہور ہے بسر کردگی اپنی قوم کے ڈیرہ غازیخان کی طرف سے آکر مقام بسر جو بارہ کوس شہر ڈیرہ اسمٰعیل خان
سے جنوب کو ہے سکونت اختیار کی اور تمام علاقہ مین اپنا تسلط جما لیا اور موقع دلپسند دیکھکر تاریخ بائیسوین
ماہ ماگھ سمت ۱۵۲۶ بکرماجیتی مین اوسنے اس شہر کی بنیاد رکھی اکبر بادشاہ کی سلطنت کے شروع تک دس شہر مین
آدہا ہی ہزار گھر آباد ہوگئے تھے اور بڑی بڑی حویلیان و قلعہ و باغات بلوچون کے بن چکے تھے سمت ۱۸۰۵ بکرماجیتی
مین دریاے سندہ نے شہر کی طرف رخ کیا اور پانچ برس کے عرصہ مین وہ بارونق دار شہر بالکل برباد
و برباد ہوگیا ایکسال کے عرصہ تک شہر کے رہنے والے گرد نواح کے آبادیون مین منتشر رہے سمت ۱۸۸۱ مین
اس شہر کی جواب موجود ہے آبادی شروع ہوئی اور اسمٰعیل خان ہوت اس شہر کے بانی کی اولاد پانچ پشت تک
یہان حکومت کرتی رہی اونمین آخری رئیس نصرت خان احمدشاہ درانی کے حکم سے کابل مین قید ہوا چونکہ
اوسنے بخلاف آباو اجداد اپنے کے اطاعت شاہ کابل کی چھوڑ دی اور خراج دینا موقوف کر دیا تو بادشاہ
نے اوسکو عواطف خسروانہ کا امیدوار کر کے اپنے پاس بلایا اور لکھا کہ ہم تمکو علاقہ ملتان وغیرہ ممالک سندھ
کی حکومت سپرد کرنا چاہتے ہین اس بات پر وہ خوش ہوکر بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا بادشاہ نے سنین گذشتہ تمام
کا خراج اوس سے طلب کیا وہ نہ دے سکا اور چندسال قید مین رہا اوسکی نظربندی کے بعد عبدالرحیم نامی حاکم
اس علاقہ مین کابل سے مقرر ہوکر آیا تیمور شاہ بن احمدشاہ درانی کی اخیر حکومت تک وہ فرمان فرما رہا جب
شاہزمان بادشاہ کا وقت آیا تو نواب محمد خان سدوزئی بہادر خیل سرافراز خان خطاب پاکر حاکم اس علاقہ
قرار پایا یہہ شخص منجملہ جاگیرداران خطہ ملتان نواب مظفر خان کا نائب تھا وزیر رحمت اللہ خان عرف وفادار خان
کی سعی سے جسکا یہہ رشتہ دار تھا بادشاہ نے یہہ علاقہ اوسکو حکومت مین دیا جب شاہزادہ ہمایون برادر حقیقی
شاہزمان کا مستعد شورش و فساد ہوکر بدعوی سلطنت چند لڑائیان شاہزمان کے ساتھ لڑا اور شکست کہاکر
اس ملک مین آیا تو نواب محمد خان نے شاہزادہ ہمایون کو مع اوسکے عیال و اطفال قید کر کے کابل کو روانہ
کر دیا اس خدمت کی عوض مین یہہ تمام علاقہ دامن کوہ کا بعوض ایک لاکھ دس ہزار روپیہ کے نواب محمد خان
کے نام بحسب درخواست محمد خان دربار شاہی سے مل گیا جب کابل کی سلطنت مین کمال سستی آگئی تو نواب

قمر خان نی بھی معاملہ دنیا چھوڑدیا کیونکہ رنجیت سنگہ والی لاہور کی بارہا حملوں ست اوسکو بحال وقت تھی اور فوج بھی اوسقدر
کافی نہی ہوتی تھی اوسنے اپنے امداد کیٔیے چند بار بحضور شاہ کابل عریضے لکھی اور اپنی حالت کا اظہار کیا مگر کچھہ بندوبست نہوا
آخر اوسنی ایک رقم روپیہ کی بحضور شاہ کابل پیش کرکے یہ عہدہ نواب شیر محمد خان عرف شاہنواز خان اپنے نواسہ کی نام منتقل کرادیا
اور خود سنہ ۱۲۱۳ ہجری مین مرگیا چونکہ اوسوقت نواب شیر محمد خان خرد سال تھا منتظم امور ریاست کا حافظ احمد خان شیر محمد خان
کا باپ نواب قمر خان کا داماد قرار پایا اوسکی وقت سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین شاہ کابل سنے کابل سی چھم کرکے علاقہ ٹانک سی ساٹھہ ہزار روپیہ
وصول کیا علاقہ کراچی و دراٹن وجو دہوان واقع دامان کوہ کہ نواب قمر خان سنے بزور شمشیر فتح کیا تھا نواب سے چھین لیا
فوج شاہی کی واپسی کے بعد رنجیت سنگہ نے لاہور سے آکر نواب سی چار لاکھہ روپیہ نقد وصول کیا اس ہرج مرج مین
ملک تباہ ہوگیا ریاست زیربار و قرضدار ہوگئی سنہ ۱۲۳۵ھ مین رنجیت سنگہ ذیحجہ فوج کشی کرکے قلعہ منکیرہ کا فتح کرلیا مگر علاقہ ڈیرہ
اسماعیل خان کا نواب کو واگذار رکہا دس ہزار شتر اور پانچ راس اسپ سالانہ نذرانہ نواب شیر محمد خان پر مقرر رہا اوسوقت صرف علاقہ
متعلقہ ڈیرہ اسماعیل خان کا نواب کی پاس رہگیا تھا اوسمین سے بھی پندرہ ہزار روپیہ سالانہ رنجیت سنگہ کو خراج دینا
معین ہوا تھا انہین ایام مین شہر ڈیرہ اسماعیل خان کہ نہایت نجیبہ شہر بنا ہوا تھا دریای سندہ نی گرالیا یہان تک کہ
ایک مکان بھی غرقابی سے نہ بچا نواب حافظ احمد خان و شیر محمد خان سنے بمقام پورانی کہ متصل ڈیرہ کوٹ ہے
نئی آبادی خام کی بناڈالی ابھی شہر اچھی طرح آباد نہین ہوا تھا کہ سنہ ۱۲۳۱ ہجری مین حافظ احمد خان مرگیا اور
شیر محمد خان صاحب کو اختیار ہوا اسکے وقت رنجیت سنگہ سنے عہد سابق کے برخلاف بجای پندرہ ہزار روپیہ کے
پچاس ہزار روپیہ سالانہ خراج نواب پر مقرر کیا اور بیس شتر اور دس گھوڑے نذرانہ معین کئے اس سبب سے ملک تباہ
و سپاہ تنگ و ناچار ہوگئے اور نواب مراق کی بیماری مین گرفتار ہوگیا جب سپاہ بھوکہ کی عذاب سی مرنے لگی تو مقابلہ
و مجادلہ پر مستعد ہوگئے ادہر یہ حال گذر رہا تھا ادہر سے کنور نو نہال سنگہ مہاراجہ رنجیت سنگہ کا پوتا فوج لیکر
ڈیرہ اسماعیل خان پر چڑہ آیا اور بابت علاقہ بھو دو یورت کے ایک لاکھہ روپیہ نقد اور پچیس راس
گھوڑی طلب کیے نواب نے جواب دیا کہ تم تمام علاقہ سے لو سپاہ کی تنخواہ دیدو اور میرے واسطے گذارہ مقرر کردو چنانچہ
تمام ملک پر سکھوں کا تصرف ہوگیا اور ایک لاکھہ روپیہ کی جاگیر نواب کے واسطے مقرر ہوئی بعد تقرر اس بات کے
نواب مہاراجہ رنجیت سنگہ کی خدمت مین بمقام لاہور حاضر ہوا مہاراجہ نے منجملہ ایک لاکھہ روپیہ جاگیر کے ساٹھہ ہزار
روپیہ سالانہ جاگیر نواب کے لیے منظور کی اور علاقہ جات کہری دبیرو جوہدوان نواب کے نام بطور گذارہ ہے اور
چالیس ہزار روپیہ نقد بابت جاگیر معرفت دیوان ساون مل کے نواب کو ملتا تھا جب نواب نے انتقال کیا سرفراز خان کو
بسبب بیماری کی معطل کیا آخر عہد سکھوں تک یہ علاقہ لاہور کی ریاست کے تحت رہا سنہ ۱۸۴۹ع مین بعد ضبطی ریاست لاہور کی یہان بھی
عمل دخل سرکار انگریزی ہوگیا سنہ ۱۸۶۱ عیسوی مین دریای سندھ نے پھر شہر کی آبادی کیطرف توجہ کی مگر سرکار انگریزی

نو بہت سارو پیہ صرف کر کر بند باندھا اور شہر کو غرقابی کے صدمہ سے محفوظ رکھا اس ضلع کا کل سطح دو حصہ مین منقسم ہے ایک حصہ
دریای سندہ کے مشرق کیطرف دو قسم کی زمین ریگی یعنی تھل ہے اول تھل بارانی دوسری جہک اور جہک سے مین
سیدہ مراد ہے جو دریا کی طغیانی سے سیراب ہو اس حصہ مین دریا خان و بہکر و لیہ کوٹ سلطان چوبارہ نوان کوٹ قلعہ گیلیرہ
واقع ہین جنکا ذکر دوآبہ سندہ ساگر کے بستیون کے ذکر مین آچکا ہے دوسرا حصہ جو دریای سندہ کی مغرب کے سمت کو ہے اسکا کو
دامان یا دامن کوہ کہتی ہین اسمین سیلاب اور بارش کے پانی سے زراعت ہوتی ہے گندم باجرہ بکثرت
بویا جاتا ہے خربوزہ اسکا بہت لذیذ و شیرین و خوشبو مشہور ہے اس حصہ مین تین پرگنے ڈیرہ اسمعیل خان و
کلاچی و ٹانک اور ایک نالہ کوہی الموسوم لونی کا سیلاب تحصیل کلاچی کی زمین کو بہت فایدہ دیتا ہے
اور وہان سے بچکر جو پانی آتی وہ خاص ڈیرہ اسماعیل خان کے پرگنہ مین کام آتا ہے او تحصیل ٹانک کا علاقہ
رود ٹیرہ زام وغیرہ پہاڑی نالون سے سیراب ہوتا ہے اور رود تلواڑہ بھی اس علاقہ مین فایدہ بخش
ہے دامن کے علاقہ مین کنوان نہین ہوتا اگر کہودا جاے تو پانی تلخ نکلتا ہے گرمی اور امساک باران
مین باشندی یہان کے پانی کی سخت تکلیف اوٹھاتے ہین بلکہ اکثر مسافر جو پانی کے موقعون سے ناواقف ہوے
ہین گرمی کے موسم مین مارے پیاس مرجاتے ہین اور جہان جہان پانی کم ہوتا ہے وہان کے باشندے
اپنے بستیان چہوڑکر چلے جاتے ہین — خاص شہر کی آبادی اگرچہ خام ہے مگر نہایت رونق کا مقام ہے
کارخانہ تجارت کا عام ہے لوحانی سوداگر بہت مال یہان سے لاد کر وسط ایشیا کو لیجاتے ہین بہت
سے قسم کے اجناس کی سوداگری یہان دریای سندہ کے ذریعے سے ہوتی ہے نمک بھی کالاباغ سے
یہان بہت آکر فروخت ہوتا ہے شہر کی گردونواح نہایت آباد و سرسبز ہے طرح طرح کے درخت و باغ
موجود ہین بہت سی عمارتین پختہ و کوٹہیان و بازار کمین تعمیر ہوگئی ہین اور بسبب اسکی کہ ضلع اور کمشنری کے
دونو کچہریان یہان ہوتی ہین آبادی اسکی دن بدن ترقی پر ہے مقبرہ حضرت لال حسین پیر کا شہر کے
باہر شرق کے طرف موجود ہے یہہ حضرت بھی اپنے وقت مین ایک ولی کامل تھے دو گذر دریای سندہ کے
بفاصلہ تین تین میل یہان مشہور ہین جنمین سے ایک گذر کہاری گذر کہلاتا ہے اس ضلع مین تحصیل کلاچی او
ڈیرہ اسمعیل خان کے جانب شرق دریای سندہ جاری ہے جانب شمال کوہستان ہے اوسمین بھی چند دیہات
واقع ہین اور کچہہ علاقہ آباد دامان کوہ مین واقع ہے جنوب کیطرف کوہستان نہین ہے صاف زمین ہے اور جانب
غرب اٹھارہ کوس تک آبادی ہے کلاچی سے تین کوس کے فاصلہ پر پہاڑ سر بفلک کھڑا ہے جو خراسان اور
ہند مین حد فاصل ہے اس پہاڑ مین متفرق قومین شیرانی و ناصر و بوی چل وغیرہ رہتی ہین جو اسی
کے رعایا کو سخت اذیت پہونچاتے رہتے ہین تحصیل خاص ڈیرہ اسماعیل خان مین قوم کراڑ و دیہان کم عرب

ہین کہ اُنکا قوم ہندو ہے مگر بہت کم ہے اور مسلمان قومین بکثرت ہین زبان پشتو بہت بولی جاتی ہے ابتدای
ماہ اسوج مین بیوپاری معروف پونڈہ خراسان و کابل سے میوہ خشک و ممیٹہ اس مقام پر لاتے ہین اور اپنے
عیال و اطفال کو ڈیرہ اسماعیل خان و دیہات قرب و جوار مین چہوڑکر ہندوستان کو جاتے ہین اور بعد
فروخت مال اجناس مثل دگلبدن و کمخواب و پارچات انگریزی خرید کرلے آتے ہین انگور تر و سردہ و انار
ولایتی جو وہ لوگ لاتے ہین اونمین بڑا فایدہ اوٹہاتے ہین اور بعض سوداگر خفتان و چوغہ پشمی و
سمور و قاقم و سنجاب و پوستین و پشم و پارچات شتری و اسپان کابلی وغیرہ لاکہون روپیہ کا مال لاکر
یہان جمع کرتے ہین شہر مین اکثر رؤسا و صاحب اقتدار مثل نوجدار خان و حافظ سمند خان و حیات خان
و غلام حسن خان و گوسائین کنہیالال وغیرہ ہین اور تین ہزار پانسو گہر شہر مین بنے ہین اور سات سو دوکانین
ہین جنمین روزمرہ تجارت ہوتی ہے تمام تحصیل کے علاقہ مین ربیع کے فصل کا غلہ پیدا ہوتا ہے اور ایک
رو پانی کی کابل کے طرف سے آتی ہے جن جن دیہات مین وہ پانی پہونچتا ہے اونمین خریف کی فصل بہی
ہوجاتی ہے باقی زمین مین چاہات سے پانی دیا جاتا ہے بارش بہت کم ہوتی ہے اور آب و ہوا مرطوب
ہے شہر ڈیرہ اسماعیل خان مین ایک میلہ بیساکہی کا بڑا بہاری ہوتا ہے اور طوائف رقاصہ شہر و باہر کے
آکر وہان اپنے اپنے اکہاڑے باندہتی ہین اور میلہ والے اونکی رقص و سرود پر خوش ہوکر اونکو انعام
دیتے ہین اور ماہ جیٹھ سے ماہ ساون تک دریا پر ہر ایک عیش پسند ایک ایک دن مقرر کرکے سیر کیواسطے جاتے
ہین اور مصروف عیش و عشرت رہتے ہین اور شناور لوگ اوسدریا مین تیرتے اور اپنی اپنی ہنر دکہلاتے
ہین اس میلے کو داونی کہتے ہین ظلم و سنگدلی اس علاقہ کے لوگون کی طبیعت مین بہت ہے خون کے
واردات بہی اکثر بہت ہوتے رہتے ہین و سرداران شیرانی و نصرانی جو سرحد کے باہر رہتے ہین اس علاقہ کے
ہندون کے لڑکی لڑکون کو اوٹہالیجاتے ہین جب اونکے والدین سے زرنقد لے لیتے ہین تو واپس دیتے ہین واپسی
کے وقت بچہ کی ایک چہوٹی انگلی کاٹ لیتے ہین

کلاچی و تحصیل کلاچی

اس تحصیل کے
علاقہ مین قوم افغان بہت رہتی ہے اور کلاچی بہی ایک قوم کا نام ہے جنکے نام سے یہہ قصبہ موسوم ہے
اور درہ کلاچی بہی اسی قصبہ کے نام سے مشہور ہے جس درہ سے لوگ خراسان و کابل کو جاتے ہین اکثر پہاڑ
کے اندر اسکا علاقہ آباد ہے مگر پانی کی بڑی قلت ہے پہاڑ سے جو برسات کا پانی آتا ہے اوسکو جمع کرکہتے ہین
اور پانی پر اکثر لڑائیان ہوتی ہین کہ صدہا آدمیون کے خون ہوجاتے ہین تاجر لوگ جب خراسان سے
مال لیکر اسطرف آتے ہین تو ہزار ہزار دو دو ہزار آدمی کا مجمع ہوکر آتا ہے اور سب کے سب تلوار و بندوق
و کارد و خنجر سے مسلح ہوتے ہین تو بہی راہ مین قوم ہوسی خیل و وزیری انکو مال لوٹ لیتے ہین اور [illegible]

جرالیجاتے ہین کوئی قافلہ شاذ و نادر ہوتا ہوگا جو اون غارتگرون کے ہاتھہ سے سلامت کلاچی تک پہونچتا
ہوگا اس درہ مین ہمیشہ خونریزی و غارتگری ہوتی رہتی ہے دوسری اس علاقہ مین ایک اور پہاڑی درہ
ہے جسکو درہ پیرو کہتے ہین جسکے راستے سے بطرف لکی مروت و بنو و عیسی خیل آمد و رفت ہوتی ہے تھانہ دار
اور پولیس کے سپاہی اس درہ کی حفاظت پر مامور ہین اسجگہہ پانی بھی ملجاتا ہے کہ درہ کے اندر بقدر ایک
گہاڈن کے زمین ہے اوسکو جہان سے ایک بالشت بھر کہودین تو پانی نکل آتا ہے **بلوٹ** ضلع ڈیرہ
اسماعیل خان مین یہہ قصبہ دریاے سندھ کے مغربی علاقہ مین آباد ہے یہہ قصبہ راجہ بل کے نام سے جو زمانہ
قدیم مین مالک و حاکم اسملک کا تھا منسوب ہے مگر وہ اگلی آبادی یہہ نہین ہے پہلی آبادی ویران ہوچکی ہے جسکے
کہنڈرات موجود ہین اور قصبہ موجودہ حال کو پہلی آبادی یہہ نہین ہے پہلی آبادی کی ویرانی ہونے کے بعد
زمیندارون نے آباد کیا مگر نام وہی پہلا قائم رکہا علاقہ اسکا دریاے سندھ کے کنارے بہت زرخیز و سیراب
زمین ہے پیدایش غلہ کی بہت ہوتی ہے **بہاڑپور** ضلع ڈیرہ اسمعیل خان کے متعلق یہہ ایک
مشہور قصبہ اور آباد مقام ہے عمارت اسکی اگرچہ خام ہے مگر بہت بارونق و خوشنما ہے تجارت غلہ کی بکثرت ہوتی
ہے پہلے زمانہ مین یہان کے رہنے والون مین سے اچھے اچھے عالم و خواندہ و معزز لوگ تھے مگر اب وہ شوق جاتا
رہا اور زمینداری پر گذارہ ہے علم سے کنارہ ہے **گڈھی خسور** یہہ ایک قصبہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان
کے علاقہ مین بڑی قصبون مین شمار ہوتا ہے بلوچ و افغان وغیرہ متفرق قومین اسمین رہتی ہین بازار
آباد ہے رعایا دلشاد ہے بہری و سیلابی زمین مین پیدایش غلہ کی بہت ہوتی ہے **ٹانک** ڈیرہ اسماعیل خان
کے ضلع کے متعلق یہہ قصبہ بہت آباد ہے نام اسکا دور دور تک مشہور ہے کچہری تحصیل کی اسمقام پر ہوتی
ہے اسکے پرگنہ مین بڑی آبادی کوئی نہین چھوٹے چھوٹے گانو بہت ہین مگر خاص شہر ٹانک بہت آباد اور
بڑی بستی ہے یہان کا جاگیردار ایک معزز سردار اسمین رہتا ہے اوسنے اپنے رہنے کے واسطے اچھے مکان
اور باغ بنوائے ہوئے ہین اسمقام پر کچہہ سرکاری فوج بھی رہتی ہے تجارت بھی قسم قسم کے اجناس کی ہوتی ہے
مسعود وزیری کے علاقہ سے لوہا اکثر بہت بکتا ہے بوریا بہت تحفہ یہان بنایا جاتا ہے جسکی خرید فروخت کثرت
سے ہوتی ہے ٹانک کے علاقے مین بھی کنوان نہین کہودا جاتا علاقہ اسکا درہ نام کی ندی سے جسکو شورہ بھی
کہتے ہین سیراب ہوتا ہے مسلمان رعایا یہان تمام ہم مذہب و برادری نام ہے **چودھوان** دامن کوہ ضلع
ڈیرہ اسماعیل خان مین یہہ ایک قصبہ اونتیس میل جنوب مغرب ڈیرہ اسماعیل خان اور چھپن میل شہر لیہ کے
شمال مغرب کو آباد ہے ڈیرہ کے قصبون مین یہہ بھی ایک نامی گرامی معروف و مشہور قصبہ ہے آبادی
اسکی خوشنما اور اچھا بازار ہے تجارت کا گرم بازار ہے قوم افغان و بلوچ اسمین بہت رہتی ہے۔

ڈیرہ فتح خان دامن کوہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے متعلق ہے ایک قصبہ دریای سندہ کی ایک شاخ کے اوپر آباد ہے اور وہ شاخ بھی بڑے دریا سے چندان دور نہین ہے بانی اس قصبہ کا فتح خان بلوچ تھا جسنے آباد کرکے اسکو اپنے نام سے موسوم کیا زمیندار یہان کے آسودہ حال علاقہ زرخیز و مالامال ہے روئی افیون نیشکر کی بہت پیدایش ہے غلہ کی پیداواری کا کچھ حد و حساب نہین ہے **گورانک** دامن کوہ ڈیرہ اسماعیل خان کے متعلق ہے ایک قصبہ دریاے سندہ کے دہنی کنارے اور بفاصلہ چوہتر میل ملتان سے شمال مغرب کے سمت کو آباد ہے **کاہری** قسمت دامن مین ہے ایک قصبہ دریاے سندہ کے دہنی کنارے شاہ گذر کے متصل اوس سڑک پر جو ہندوستان سے افغانستان کو براہ ڈیرہ اسماعیل خان گلیری درہ کو جاتی ہے آباد ہے اس مقام پر دریا سردی کے موسم مین ایکہزار دس گز تک چوڑا ہوتا ہے اور بہار کے موسم مین اوس سے دو چندان ہو جاتا ہے زمین اس قصبہ کی بہت زرخیز و سیراب ہے اور دریا کی طغیانی سے اوسکو بہت فائدہ پہونچتا ہے **لونی** قسمت ڈیرہ جات دامن کوہ کے علاقہ مین ہے ایک قصبہ اوس سڑک پر جو غزنی سے ڈیرہ اسماعیل خان کو آتی ہے دریای گومل کی ایک شاخ پر آباد ہے **ماجگڈہ** دامن کوہ قسمت ڈیرہ جات مین ہے قصبہ اوس سڑک پر جو ڈیرہ اسماعیل خان سے غزنی کو جاتی ہے اور درہ گلیری اوسکے درمیان ہے کوہ سلیمان کے عین بنیاد کے اندر ڈیرہ اسماعیل خان سے بفاصلہ اونتیس میل آباد ہے اس علاقہ کی زمین ریگی اور پانی بہت نزدیک ہے جس مقام سے ایک ہاتھ زمین کہودین پانی نکل آتا ہے **میری** قسمت ڈیرہ جات دامن کوہ کے متعلق ہے ایک قصبہ دہنی کنارے دریای سندہ سے اڑتالیس میل اور ملتان سے ایکسوبیس میل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے **محسن خیل** قسمت ڈیرہ جات دامن کوہ کے متعلق ہے ایک قصبہ دریای سندہ سے مغرب کے طرف بیس میل اور پشاور سے ایکسوگیارہ میل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے **عمر خیل** قسمت ڈیرہ جات دامن کوہ کے متعلق ہے ایک قصبہ دہنی طرف دریای سندہ کے اور پشاور سے جنوب مغرب کے سمت کو بفاصلہ ایکسوچودہ میل آباد ہے **راجہ بل** قسمت ڈیرہ جات کے متعلق ہے ایک قصبہ دریای سندہ کے دہنی کنارے پشاور سے ایکسوتیئس میل جنوب مغرب کے سمت کو آباد ہے **خضر خیل** دامن کوہ قسمت ڈیرہ جات کے متعلق ہے ایک قصبہ دہنی کنارے دریاے سندہ سے بتیس میل پشاور سے جنوب مغرب کو چوبیس میل آباد ہے **مینگو** قسمت ڈیرہ جات کے متعلق ہے ایک قصبہ دریاے سندہ کے دہنی کنارے پشاور سے چھتیس میل سمت جنوب مغرب آباد ہے **ضلع بنون** سرکار انگریزی کے ابتدای عملداری مین ہے ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے ماتحت ایک پرگنہ تھا سنہ ۱۸۶۱ مین ضلع لیہ ٹوٹ کر ضلع بنون ڈیرہ اسماعیل خان کے کمشنری کے تحت

مقرر ہوا اور چار تحصیلین ایک صدر بنون دوسرے لکی مروت تیسری عیسیٰ خیل چوتھی میانوالی اس ضلع
کے ماتحت قرار پائین اس ضلع کے مغرب مین کوہ وزیری جو انگریزی سلطنت کے حد سے باہر ہے مشرق سرحد
ضلع شاہپور و علاقہ سہلہ ٹوانہ و ضلع جہلم تحصیل تلہ گنگ شمال مین مغربی حد سے لیکر دریائی سندہ کے دہنے
کنارے تک علاقہ کوہ خٹکان متعلق ضلع کوہاٹ اور بائین کنارے سند کے علاقہ مکہڈ ضلع راولپنڈی واقع
ہے جنوب کے طرف حدود اسکے ڈیرہ اسماعیل خان کے ضلع کے حدود سے ملتے ہین طول اسکا نوے میل اور عرض
شمالاً و جنوباً تخمیناً بحساب اوسط چالیس میل اور کل سطح تین ہزار چہہ سو گیارہ میل مربع ہی دو لاکہ چہتیس ہزار
دو سو اٹہارہ آدمی اسمین آباد ہین اور فی میل ننٹہہ آدمی کی آبادی کل ضلع کی بحساب اوسط شمار مین آتی ہی
اس ضلع کا بڑا حصہ جسمین تین پرگنہ بنون و لکی مروت و عیسیٰ خیل واقع ہین دریائی سندہ کے مغرب کیطرف
پہاڑون سے گہرا ہوا ہے خصوصاً درہ تنگ جو عیسیٰ خیل اور لکی مروٹ کے حد پر رود کرم کے راستی
کے نزدیک ہی وہان سراپا کوہستان ہے اوسجگہہ سلسلہ کوہ خٹکان و کوہ شیخ بدین کے ملحق ہوجانے سی بنون
اور مروت کا پرگنہ پہاڑون کے حلقے مین بطور ردون اونچی جگہہ سے بدور میدان معلوم ہوتا ہی دوسرا
چہوٹا حصہ دریائے سندہ سے جانب شرق واقع ہے جو پہلے ضلع لیہ کے متعلق تھا اوسمین پرگنہ میانوالی اسکے
شامل ہی پرگنہ بنون مین بسبب آبی رود کرم کے سب سے اعلی قسم کی پیداوار ہوتی ہے گہاس کی افراط ہی اور
ایک قسم کی گہاس شفتالا نام یہان مشہور ہے جسکے کہانے سی مویشی و گہوڑا جلد تر فربہ و تیار ہوجاتا ہی اور
اوسکو ایک موسم مین چار مرتبہ کاٹتے ہین بیج اوسکا رائی کے دانہ کے برابر ہوتا ہے لکی مروٹ کی شرقی
و جنوبی حصے اور پرگنہ بنون مین متصل وزیران احمدزئی کی ریگستانی زمین ناہموار ہے جسمین چنے اور گیہون
کی زراعت افراط سے ہوتی ہے اس خطہ کی ریگ اگرچہ گرمی کے موسم مین دن کو گرم ہوجاتی ہے مگر رات کو
نہایت سرد ہوا چلتی ہے پرگنہ عیسیٰ خیل دریائی سندہ کے دہنی کنارے پر ہے زمین اس ضلع کی سوائی پرگنہ
بنون و مروٹ و میانوالی کے ریگستانی زمین جو بدون بارش کے ہمیشہ زراعت نہین دیتی کل آباد و زرخیز
ہے آب و ہوا اس ضلع کی مختلف مقامات مین مختلف ہی اور وجہ تسمیہ اس ملک کی بنون کے نام سی یہہ ہی کہ اسلام
سے پہلے اس جگہہ ایک راجہ بنترام نام راج کرتا تھا اوسکی دختر کا نام بنون تھا اوسکی نام سی یہہ ملک بنون
مشہور ہوا اسکے سوا ایک بڑی وجہ تو یہی ہے کہ جب بلوچی قوم کو اس سوال سے [illegible] لکی علاقہ مین کونسا
[illegible] ہوئی تو یہہ ملک بنون کہلایا پہلے زمانہ مین یہان ہندو قوم بدنی رہتی تھی اور شہر [illegible] جسکو [illegible]
بولتے ہین اونکا دار الریاست تھا سلطان محمود غزنوی کی فوج جو ایک [illegible] کی طرف [illegible] گذرتی تو اونکی [illegible]
بسبب مخالفت مذہبی کے قوم بدنی کا مقابلہ ہوگیا شاہی فوج نے اون [illegible] غالب آکر بہت سی قتل کئی اور باقیماندہ

تک سنی نکالدیا شہر ستراام عرف اکرہ بھی جلاکر خاک کے برابر کیا بعد ازان مدت مدید تک یہہ علاقہ ویران و جنگل
پڑا رہا پھر سلطان شہاب الدین غوری کے وقت قوم منی و منگل پہاڑ سے اوترکر یہان آباد ہوئی اونکی آبادی
کو جب ڈیڑہ سو برس کا عرصہ گذر گیا تو شاہ محمد روحانی کے مدد سے قوم بنوزئی کوہ شوال سے آکر یہان سکونت پذیر
ہوئی اور قوم منی و منگل نے یہہ علاقہ چھوڑکر چلی گئی شاہ محمد روحانی پھر وردی شاہ رکن عالم قریشی ملتانی
نبیرہ خواجہ بہاؤ الدین ملتانی کے خلیفہ آدمی خدا رسیدہ و صاحب حال و قال تھے خلکی اولاد سے اب اس علاقہ
مین بہت گانو آباد ہین اور ہزارہا آدمی اونکی مرید ہین سنہ ۱۱۱۲ ہجری مین شاہزادہ بہادر شاہ اورنگ زیب
عالمگیر کے بیٹے نے جو کابل کا ناظم تھا اسملک کو فتح کرکر اصالت خان کو یہکا صوبہ دار بنایا مگر قوم بنوزئی نے اسکو
نکالدیا پھر سنہ ۱۱۴۱ ہجری مین خود شاہزادہ یہان آیا اور کچھہ بندوبست کرکے چلا گیا غرض نادرشاہ کے وقت
تک بادشاہی انتظام اسملک مین ہوتا رہا جب نادرشاہ آیا تو اوسنے یہہ فتور مچایا کہ آتے ہی تین گانو جلادئے
اور قتل عام شروع کردیا اسواسطے سب متمرد ڈر گئے اور اطاعت قبول کی احمد شاہ و تیمور شاہ و فتح خان کے وقت مین
بھی یہہ حال رہا اگر کوئی امیر فوج لیکر آیا تو معاملہ وصول کرکے لے گیا ورنہ خیر حافظ احمد خان نواب منکیرہ نے
بھی ایکدفعہ فوج اپنی بسرکردگی دیوان مانک رام کے ادہر مامور کی اول تو کچھہ علاقہ اوسکی تحت مین گیا
پھر جب اہل بنون کے طرف بڑہی تو مقابلہ مین شکست کھائی سنہ ۱۲۳۵ھ مین رنجیت سنگھہ سکھی فوج لیکر ادہر آیا
اور بلا مقابلہ و مجادلہ کل ملک لے لیا لیکن انتظام جیسا کہ چاہئیے ہونے نہ پایا وہ یہ ناظم یہان آتے رہے اور
جو کچھہ جسقدر ملا وصول کرکے لیجاتے تھے اور رعایا کچھہ مطیع اور کچھہ باغی رہے دلیپ سنگھہ کے وقت جرنیل کورتلانڈ و
ایڈورڈ صاحب بحکم رزیڈنٹ لاہور اسملک کے انتظام کیواسطے مامور ہوئی اونہون نے کچھہ صورت انتظام کی
پیدا کی سنہ ۱۸۴۹ء مین یہہ ملک انگریزی قبضہ مین آگیا اب ایسا انتظام ہوا ہی کہ صدہا سال سے کبھی نہین ہوا تھا
اس ضلع کے رہنے والے افغان بکثرت اور پشتو و پنجابی بولتے ہین سوا اونکی اور قومین سید و قریشی و جاٹ
وغیرہ بہت کم ہین ہندو بھی بعض بعض بستیونمین آباد ہین بلکہ تجارت کا کام ہندو ہی کرتے ہین قوم کرتی ہی اور
افغان اس عمدہ کام کا کرنا عار سمجھتے ہین **شہر دلیپ گڈہ یا بنون** یہہ شہر ضلع بنون کا
صدر مقام ہے آبادی اسکی کچھہ پرانی نہین ہے دوسری جنوری سنہ ۱۸۴۸ء کو ایڈورڈ صاحب ناظم بنون نے
بحکم رزیڈنٹ لاہور اسکی آبادی کی بنیاد ڈالی اور نام اسکا دلیپ سنگھہ کے نام پر دلیپ نگر رکھا
مگر اب یہہ نام مشہور نہین ہے عام قلعہ کو قلعہ اور شہر کو بازار کہتے ہین اس قلعہ و شہر کی تعمیر کے بعد ضلع
بنون مین جو تین سو قلعہ مشہور تھے سب منہدم کرائے گئے اب آبادی اسکی روز بروز ترقی پر ہے [illegible]
[illegible] بالا رو کا نذرانہ ادا و کانین کرتی ہین انگریزون کی کوٹھیان بہت بہت اچھے ہین [illegible]

ڈسنرو صاحب کے وقت مین جنوب کیطرف آبادی شہر کی بڑہائی گئی فی الحال ایکہزار دوسو چھبیس آدمی اسمین آباد ہین جنمین سے نوسو دس ہندو اور تین سو سولہ مسلمان ہین کل خانہ شماری اس شہر کی ایکہزار چھپن ہے اونمین سے پانسو پینتیس گھر اور پانسو اکیس دکانین ہین چارون طرف شہر کی کچی گیارہ فیٹ اونچی دیوار ہے مگر بہت مضبوط و استوار ہے پانچ دروازے شہر کے اوسمین پختہ بنائے گئے ہین اور ایک مسجد پختہ عالیشان غلام محمد خان تحصیلدار کی بنوائی ہوئی یہان موجود ہے جسکی تعمیر پر نوہزار روپیہ پائی کا خرچ ہوا تھا گرد نواح شہر کا سیراب و سایہ دار ہے سبزہ کی بہار ہے سڑکون کے دوطرفہ طرح طرح کے درخت شیشم و توت وغیرہ لگائے گئے ہین اور آنب انار آڑو انجیر خوش ذائقہ و لذت دار پیدا ہوتے ہین

قلعہ دلیپ گڈہ یہہ قلعہ شہر دلیپ نگر کے پاس بنا ہوا ہے اٹھارہوین ماہ دسمبر ۱۸۴۸ع کو مستر اڈورڈ صاحب ناظم بنون نے بحکم رزیڈنٹ بہادر لاہور دو گرم سے جنوب کیطرف تھوڑے فاصلہ پہ اور نالہ کچکوٹ سے بفاصلہ پونا میل اس قلعہ کی بنیاد رکھی اور دوہرا بنانا تجویز ہوا اسطرح پر کہ اندر کا قلعہ ایکسوگز چورس اور دیوارین بیس فیٹ بلند اور نو فیٹ چوڑی اور باہر کی قلعہ کی دیوار اندر کی دیوار سے اسی گز دور دس فیٹ بلند چھہ فیٹ چوڑی اوسکی باہر تیس فیٹ عمیق خندق کہودی گئی ایسے موقع پر کہ عند الضرورت وہ خندق پانی سے بھر دیجاوے اور بعد تیاری کے دلیپ سنگہ کے نام پر نام اسکا دلیپ گڈہ رکہا اب قلعہ کا درجہ اندرونی گراکر باہر کا درجہ بحال رکہا گیا ہے یہ قلعہ اگرچہ خام ہے مگر بسبب اسکے کہ بنون کی زمین کی مٹی بہت پختہ ہے عمارت اوسکی ایسی مضبوط ہے کہ بدون قلعہ شکن توپون اور محاصرہ مدت مدید کے دشمن اوسپر فتحیاب نہین ہوسکتا

عیسی خیل دامن کوہ ضلع بنون کے متعلق دریائے سندہ کے ایک مغربی طرف کی شاخ کے کنارے ملتان سے بفاصلہ ایکسو ستہتر میل یہ ایک قصبہ آباد ہے اسکو عام لوگ ترنہ بھی کہتے ہین بانی اسکا احمد خان زکوخیل ہے جسنے بماہ اسوج سمت ۱۸۸۸ بکرماجیتی مین جسکو چالیس برس گذرے ہین آباد کیا ہندو غلہ کی بیوپاری یہان بہت رہتے ہین کہ جو کشتیون پر لاد کر دریا کے راستے غلہ سکہر وغیرہ کو لیجاتے ہین اور بسبب اسکی کہ آبادی اسکی نشیب مین واقع ہے برسات کے موسم مین یہان پانی کی کثرت ہوتی ہے کل قصبہ کی عمارت مین سرفراز خان عیسی خیل کا مکان قابل دید ہے یہ قصبہ پرگنہ کا مقام ہے اور کچہری تحصیل کی یہان ہوتی ہے کل بتیس گانو اسکی ملکیت عیسی خیل کا تعلقہ کہلاتا ہے اسمین چار ہزار نوسو چون گھر اور بتیس ہزار چار سو ننانوے آدمی آباد ہین قوم افغان زکوخیل و باجی خیل و منڈا خیل و نظام خیل و لعل بیگ و زنگی خیل و یحیی خیل و کلو و بیر خیل و ملا خیل اس تعلقہ مین بستی ہین ضلع بنون مین پرگنہ عیسی خیل اگرچہ چھوٹا ہے مگر اسمین قوم عیسی خیل و سلطان خیل و شہزنگ و موشانی شاخہای نیازی و لودی آباد ہین انکے بڑون مین سے عیسی خان نیازی جسکی اولاد قوم عیسی خیل

مشہور ہے شیر شاہ بادشاہ دہلی کے پاس نوکر ہوکر امارت کے درجہ پر پہونچا اور ہیبت خان اعظم ہمایون کا
خطاب پاکر پنجاب کا صوبہ دار رہا جب شیر شاہ مرگیا تو اسلام شاہ اور اوسکی مخالفت ہوگئی اور فوج شاہی
اوسکا بمقام انبالہ لڑائی ہوئی آخر شکست کھائی اور بڑی تباہی اوٹھائی بحال خراب یہانسے بھاگ کر
بمقام دہن کوٹ متصل کالا باغ کے آکر پناہ گزین ہوا جب فوج بادشاہی اوسکے تنبیہ کو آئی تو وہ بھاگ کر
گہکھڑون کے پاس چلا گیا اور دو سال تک وہان رہا اور گہکھڑ اوسکے حامی بنکر بادشاہی فوج سے لڑتے
رہے آخر گہکھڑون کی بھی استیصال ہوئی اور نیازی بھاگ کر مع عیسیٰ خان کے کشمیر کو چلے گئے حاکم کشمیر نے
اونکو مغضوب شاہی سمجھکر اپنے ملک مین دخل نہ دیا اور فریقین مین لڑائی ہوکر عیسیٰ خان و ہیبت خان معہ
اپنے بھائیون اور فرزندون کے مقتول ہوگئے اس صدمہ کے بعد قوم نیازی متفرق مقامات پر آباد رہی
اب بعرصہ دو سو ستر برس کے یہہ قوم اس علاقہ پر قابض و دخیل چلی آتی ہے **لکی** قصبہ ڈیرہ جات
ضلع بنون مین رود کمبیلا یا توچی کے جنوبی کنارے پشاور سے اکیانوے میل جنوب مغرب کے سمت کو
آباد ہے اوس ملک کی بولی لکی بمعنی دُم یعنی انتہا کے ہے ابتدا مین یہہ نام موضع میناخیل جو ندا خیل
کا تھا جب فتح خان ٹوانہ نے بوقت کارداری سکھون کے گمبیلا کے شمالی کنارے پر یہہ قلعہ بنایا اور حسن خان
ٹوانہ کو قلعہ دار مقرر کیا تو اوسوقت پرانی لکی اور دیگر دیہات سے ہندو وغیرہ رعایا لاکر قلعہ کے
شمال کی طرف صاحب خان نے ایک گاؤن آباد کیا اور نام اوسکا احسان پورہ رکھا مگر وہ نام مشہور نہوا
اور لوگ اوسکو لکی کے نام سے پکارتے رہے مدت تک وہ قصبہ آباد رہا ۱۸۶۴ع مین بباعث ایذا رسانی
نہر اور سیلاب کے رعایا نے حضور مسٹر ادسلین صاحب ڈپٹی کمشنر کے یہہ درخواست کی کہ وہ اوس مقام کو
قصبہ کی آبادی کو منتقل کرلین صاحب نے اونکی درخواست منظور کی اور پرانی جگہہ میناخیل کے پاس یہہ قصبہ
لکی آباد کرایا بنایا بازار بنوایا اور ایک شفاخانہ بھی رفاہ عام کے واسطے تعمیر فرمایا یہہ قصبہ اچھا آباد اور
تحصیل کا مقام ہے پرگنہ اسکا پرگنہ لکی مروت کہلاتا ہے زمین اس پرگنہ کی ریگستان ہے مگر خالق کی قدرت
سے اوسی ریگستان تھل مین گندم و نخود کی پیداوار بہت عام ہوتی ہے اور سوداگر یہان کا غلہ لادکر دیرجات ملتان و کوہاٹ
کو لیجاتے ہین اور ایک عجیب بات یہہ ہے کہ اونٹنیون کے دودہ سے یہان گھی نکالا جاتا ہے اور لوگ اوسکو کہاتے ہین بخلاف اور
ملکون کے کہ اونٹنیون کے دودہ سے گھی نہین نکلتا کنوئین یہان بسبب اسکے کہ زمین ریگی ہے کھودے نہین جاتا رود گمبیلہ کا پانی لوگ
دس دس کوس تک لیجاتے ہین اور بعض مقامات پر بارش کا پانی تالابون مین جمع رکھتے ہین اہل اسلام کی عملداری
سے پہلے یہان ہندو اور یونانی لوگ بلکہ بودہ مت تھے اور اونھین کے ہی حکومت تھی سلطان محمود غزنوی
اور شہاب الدین غوری کے وقت وہ لوگ یہان سے جلا وطن ہوئے ایک اور قوم بوتھے نام آباد ہوے

مدت کے بعد اونکو فرقہ سرہنگ و عیسی اخیل و نیازی نے اونکو ٹانک کے طرف سے آکر بیدخل کیا بعد چند
روز مین بھی نا اتفاقی ہو گئی اور قوم مہیار جو ایک شاخ نیازی قوم کی ہے وہ بسبب بلنی حصہ اپنے کے قوم
سرہنگ و عیسی اخیل سے قوم مروت کے پاس جاکر دادخواہ ہوئی اور اونھون نے علاقہ کتہ وار سے آکر
اس علاقہ مین ملکیت اپنی جمالی اب تین سو برس کے عرصہ سے قوم مروت اوس پر قابض ہے اسواسطے یہہ علاقہ
تلی مروت کہلاتا ہے اس پرگنہ کے شامل پانچ تپہ اور ہین پہلا تپہ **دری پلارہ** یہہ ایک بڑا آباد قصبہ
ہے شامل اسکی چھتیس موضع اور ہین جنمین کل خانہ شماری چار ہزار چار سو ہین ہے اور ستاون ہزار آٹھ سو باسی
روپیہ آمدنی ہے دوسرا تپہ **لتوطہ زمی** اسمین اٹھائیس گانو ایکہزار نوسو تہتر خانہ شماری اور پچیس ہزار
ایکسو بندرہ مالگذاری ہے تیسرا تپہ **عمر خان خیل** اسمین چھبیس موضع شامل ہین ایکہزار تین سو
نیانوین خانہ شماری اٹھارہ ہزار آٹھ سو پچاس مالگذاری چوتھا تپہ **موسی خیل** اسمین اکیس گانو شامل
ہین دو ہزار چار سو ستانوین خانہ شماری سولہ ہزار پچاسی روپیہ مالگذاری ہے پانچوان تپہ **تار** اسمین تینتیس
گانو شامل ہین چار سو باون خانہ شماری اور چار ہزار چھبیس روپیہ آمدنی ہے **بازار احمد خان**
بنون کے علاقہ مین یہہ بھی ایک بستی اور بڑا قصبہ دار الریاست اور مشہور تھا جسکو احمد خان جد شاہ نواز خان
نے ڈیڑھ سو برس کا عرصہ ہوا کہ آباد کیا تھا مگر اب بسبب اسکے کہ دار الریاست اور ضلع کا مکان اور بنون
اور جمعہ کا میلا اور عیدین کی نماز نئے شہر مین ہونے لگی رونق و آبادی اس شہر کی کم ہو گئی ہے یہہ قصبہ
نئے شہر سے ڈیڑھ میل مشرق کیطرف واقع ہے **کالا باغ** یہہ قصبہ دریای سندہ کے مین مغربی کنارے
پہاڑ کے دامن مین آباد ہے بانی اس شہر کا شیخ اودو قریشی مرید عبد الرحمن نوری کا مشہور ہے اس قصبہ
کی آبادی سے پہلے وہ مقام دہن کوٹ جو ایک مشہور شہر کالا باغ سے ڈیڑھ میل آباد تھا رہتا تھا جب وہ
شہر سیلاب کے صدمے سے غیر آباد ہو گیا تو شیخ اودو نے حسب الارشاد اپنے پیر دستگیر کے اسلام شاہ بن شیر شاہ
بادشاہ کے عہد مین یہہ قصبہ آباد کیا اوسکے مرنے کے بعد اوسکے پوتے بندعلی اور بندعلی کے بیٹے سلیم شاہ نے
اسکی آبادی کے طرف بہت توجہ کی ۱۱۰۲ھ مین بعہد سلطنت اورنگ زیب عالمگیر کے مبارز خان گہکر کو بحکم یہہ قصبہ
جاگیر مین ملا احمد شاہ درانی کے وقت مسمی معاذ خان ساغری خٹک کو ایکہزار دو سو روپیہ کے عوض جاگیر
مین دیا گیا ۱۲۰۰ھ مین تیمور شاہ بادشاہ کابل نے ملک محمد اعظم کو یہہ قصبہ معاف فرمایا رنجیت سنگہ کے
وقت مشرف عملداریان پیچان ہوتی رہی مگر ملک الہ یار خان رئیس کالا باغ کو گذارہ ملتا رہا انگریزی حکومت
مین نیا مین ہزار چار سو اٹھائیس روپیہ کے رقومات الہ یار خان کو بحین حیات معاف ہوئین مگر جب وہ مرگیا
تو وہ گذارہ بند ہو گیا الملکہ منظور قدامت اور حسن خدمت اس خاندان کے معافی دوامی اسکے نام ملک مظفر خان

اوسکے بیٹے کے منظوری گورنمنٹ قرار پائی - قصبہ کالا باغ بڑی تجارت کی جگہہ اور منڈی کا مقام ہے ہندو
اور پراچی مسلمان یہانکی ساہوکار اور تجار ہین برتن یہان اچھے بنتے ہین آہنگری کا کام بہت خوب ہوتا ہے
روئی کا کپڑا جسکو سلاری و لاچہ کہتے ہین یہان تحفہ بنا جاتا ہے ریشمی کپڑے بہی اس قسم کے بہت بنے جاتے
ہین دریا کی طغیانی سے شہر کے مشرقی حصہ کو البتہ ضرر پہونچتا ہے بازار کوچے شہر کے تنگ اور آبادی
گنجان ہے عمارت اگرچہ خام ہے مگر آباد مقام ہے مکانات دو منزلہ سہ منزلہ بہت بنے ہوئے ہین گرمی کے
دنون مین بباعث دامن کوہ اور مقابل ہونے آفتاب کے باوجود قرب دریا کے دہوپ کی شدت ہوتی
ہے دو درخت بڑی بڑہ کے اور چند درخت جہلاہ کے مقام پر یہان ہوا کے اونکی شہر کے اندر اور باہر
کہین سایہ کا نام نہین ہے اور نام اسکا کالہ باغ صرف اونہین دو بڑہ کے درختون کے سبب سے مشہور
ہے نمکین پہاڑ جسکے اندر سے سرخ نمک نکلتا ہے یہان واقع ہے دریاے سندہ پہاڑ کے اندر تین سو
پچاس گز تک چوڑا ہوتا ہے سڑک یہان کی سو فیٹ اونچی دریا سے پہاڑ کاٹ کر بطور سیڑہیون کے
بنائی گئی ہی مگر تنگ بقدریکہ لدا ہوا اونٹ بمشکل تمام گذر سکتا ہی اور نمک کان نمک سی نکالکر مقام
ماڑی جو دریا کے بائین کنارے جو کالہ باغ بفاصلہ ایک میل شمال شرق کو پہاڑ کے اوٹ مین واقع ہی
جمع ہو کر فروخت ہوتا ہے اور کثرت کے ساتھہ بیوپاری خرید کر ہندوستان و افغانستان کو لیجاتے ہین
کنارے پہاڑ کا جہان سے نمک نکلتا ہے بہت صاف و چمکتا ہوا بلور کے طرح ہے پہٹکری بنانے کی کارخانے
یہان بہت جاری ہین جو کالے رنگ کے پتہر مٹی ملے ہوئے سے آگ مین جلا کر بناتے ہین کالہ باغ مین جو وہ
کارخانے واسطے صفائی ایسے ایسے قسم کے جمادات کے موجود ہین دریای سندہ سال بہر یہان بہت عمیق
اور قابل جہاز رانی کے ہوتا ہے قصبہ کے اندر تین ہزار آدمی کی آبادی ہی **بلاملین** بنون کے ضلع مین
یہہ ایک قصبہ اوس سڑک پر جو پشاور سے غزنین کو جاتی ہی شہر پشاور سے بفاصلہ اکیسو تین میل آباد ہی
نگر یہہ ایک بڑا آباد قصبہ ضلع بنون کے میدانی علاقہ مین مغرب کے طرف دریای سندہ کے نمکین پہاڑ
کے بنیاد مین آباد ہے گہرون و دوکانون و بازارون کے عمارتین پختہ بنی ہوئی ہین شہر کے گرد شہر پناہ
بہی پختہ ہی بازار مین تجارت کا بازار ہمیشہ گرم رہتا ہی افغانستان کے سوداگرون کی ہمیشہ آمد و رفت رہتی
ہے گرد و نواحی علاقہ اسکا نہایت زرخیز و آباد و سرسبز ہے **پشاور** یہہ ایک بڑا نامی شہر شمال
مغربی سلطنت انگریزی شہر لاہور سے دو سو پچیس میل شمال غرب کو دریای سندہ کے دہنے کنارے قلعہ اٹک
اور درہ خیبر کے درمیان اٹھارہ میل خیبر کے درہ سے شرق کے طرف آباد ہے آبادی اسکی بہت پرانی ہے
بخوبی ثابت نہین ہوتا کہ آیا کس نے پہلی پہل اسکی آبادی کی بنا رکہی تہی ہندون کا یہہ قول ہے کہ پہلے نام اسکا

پرساور تھا اور پرسرام اوتار نے اسکو آباد کیا اور قلعہ جمرود پرسرام کے باپ جمدگن نے بنایا اور باعث اسکی آبادی کا یہہ ہوا کہ دارا کے وقت سے درہ خیبر کے رستے پے درپے حملے ایرانی و یونانی و ترکیوں کے ہندستان کے ملک پر ہونے لگے تو ہند کے راجون کو اس بات کا بہت خیال ہوا اور تجویز ہوئی کہ درہ خیبر کے آگے ایک بھاری فوج کی چھاونی مقرر ہو اور ایک شہر بھی آباد کیا جاوے چنانچہ فوج مامور ہوئے اور شہر آباد ہوکر پرسرام کے حکم سے پرساور نام رکہا گیا اور بعضون کی یہہ تقریر ہے کہ جب راجگان ہند کے فوج کی چھاونی ہمیشہ کے واسطے اس آخری سرحد پر قرار پائی تو چھاونی کا نام پیش آور قرار پایا سبب اسکے کہ ہند کے چھاونیون سے سب کے پیش بھی چھاونی تھی اور بباعث ہمیشہ قیام رکہنے فوج کے یہہ شہر بھی پیش آور نام آباد ہوگیا اب پیش آور کے نام کی تخفیف ہوکر پشاور مشہور ہے بعض عقلمند یہہ کہتے ہین کہ اصلی نام اسکا پرشور ہے کیا معنی کہ جب افغانان پنجاب و ہند کے مسلمان بادشاہون کے ساتھہ لڑائیان و جنگ آزمائی ہونے لگین تو ہند کے راجہ مسلمانون کے ساتھہ اسی مقام پر لڑتے رہے اور کوئی زمانہ خالی نہین جاتا تھا کہ اس سرزمین مین شورش و فساد و لڑائی نہین ہورہتی تھی اس لئے اہل ہند نے اس خطہ کا نام خطہ پرشور رکہدیا سلطان محمود غزنوی نے جب تسلط اپنا اس ملک پر جمایا تو مسمی ابو علی ہجویری کو یہان کا حاکم مقرر فرمایا اوسنے شہر کو خوب بسایا دور دور سے تجارت کا مال منگوایا اسکے بازار کو دار التجارت بنایا غزنوی سلطنت کے بعد شاہان مغربی اور فوج مغلیہ کے پے درپے حملون سے اس شہر پر بڑی بڑی صدمے پہونچے کبھی آباد اور کبھی ویران ہوجاتا ویرانی کا باعث تو یہہ ہوتا کہ جب مغربی غنیم کی فوج اس رستے پنجاب پر حملہ آور ہوتی تو پہلے پہل یہی اونکا اسی شہر کے قتل و غارت پر درانہ ہوتا اور آبادی کا سبب یہہ تھا کہ تھوڑے سے امن کے وقت بھی شہر والے لوگ پھر آکر اپنے مکانات سنبھال لیتے اور خراسان و ایران وغیرہ ملکون کی تجارت سے تھوڑے سے عرصہ مین فائدہ کثیر حاصل کرکر پھر آباد ہوجاتے اور پچھلی غارت شدہ مال کا غم بالکل اونکے دل سے جاتا رہتا اکبر بادشاہ کے وقت اسکی آبادی مین بڑی ترقی ہوئی اور بسبب مقرر ہونے چھاونی فوج اور تعمیر ہونے قلعہ اٹک کے مغربی بادشاہون کے حملے بالکل رفع ہوگئے اسلئے آبادی اسکی بڑہ گئی بلکہ اہل تواریخ اکبر بادشاہ کو دوسرا بانی اس شہر کا لکھتے ہین شاہجہان بادشاہ نے بھی اسکو خوب آباد کیا ایک باغ شاہی عمارت پسندیدہ بنوایا اور نواب علیمردانخان امیر الامرا نے بھی بہت سی عمارتین عالیشان تعمیر کین اوسنے شہر کے رونق اور بھی زیادہ ہوگئی بعد تنزل سلطنت چغتائیہ کے احمد شاہ درانی کی فوج نے اسکو کتنی مرتبہ لوٹا مگر جب یہہ علاقہ کابل کی سلطنت کے ساتھہ شامل ہوا تو پھر آبادی اسکی ہوگئی جب رنجیت سنگہ نے اسپر قبضہ پایا تو پھر اسکی بربادی کا وقت آیا سکہون نے قلعہ بالاحصار بنایا کیا

مسجدین مقبرے بڑے حویلیان عالیشان گرادین محلہ کے محلہ آگ لگا کر جلا دئیے بڑے بڑے باغ جو ہزار ہا روپیہ
کی تیاری کی تھی اونکے درخت جڑھ سے اوکھاڑ ڈالے شہر کو ایسا لوٹا کہ کوئی بھی اونکے ہاتھ سے بچھوٹا اور
بباعث سخت گیری محصول و ربتیا نون سکھا شاہی حکم کے سوداگرون کا آنا بھی موقوف ہوا چندسال کے بعد
جب ولیطبل صاحب ناظم مقرر آیا تو اوسنے پھر نئے شہر بسایا بازار چوڑا بنوایا پرانے شہر مین جو خراب و بند ہو گئی
تھین وہ پھر جاری ہوئین اب ۱۸۴۹ع سے انگریزی حاکم اسپر حکومت کرتے ہین ملک آباد رعایا دلشاد ہے
ضلع پشاور نظر آتا ضلع ہے شمال و مغرب و جنوب کے طرف پہاڑ او مشرق کے حد پر دریا بہتا ہے بیچ مین میدان
کہیں بہوا ہے اکثر سطح دریاے کابل جسکو لنڈا کہتے ہین مغربی حد میچنی سے نکلکر مشرق کیطرف بہتا ہوا دریاے
سندہ مین قلعہ اٹک سے بفاصلہ ڈیڑہ میل آن ملا ہے اس دریا کے وسط مین واقع ہونے سے اس ضلع کی سطح
کے دو حصے ہو گئے ہین حصہ شمالی مین پرگنہ ہشت نگر و یوسف زئی اور اوسی حصہ مین غرب کیطرف دریاے
سوات اور دریاے کابل کے بیچمین ایک دوآبہ واقع ہے گویا تین پرگنہ حصہ شمالی مین آچکے حصہ جنوبی مین
پرگنہ داؤدزئی و پشاور و نوشہرہ ہے پہلے حصہ پرگنہ یوسف زئی مین قوم کمال زئی اور دولت زئی آباد
ہے اور ملکیت بھی انھین کے ہے او پرگنہ ہشت نگر مین محمد زئی اور دوآبہ مین قوم گگیانی وغیرہ رہتی ہین
حصہ جنوبی مین قوم داؤدزئی و خلیل و مہمند و خٹک رہتی ہین خاص شہر پشاور مین متفرق قومین ہندو و
مسلمان اکثر اوبعضے پٹھان ہین اسمقام پر سوداگری کی بڑی منڈی ہے افغانستان و ترکستان و ایران
وغیرہ ملکون سے اسباب سوداگری میوجات بادام انگور سیب انار پستہ کشمش شکر ولایتی پوستین سمور سنجاب
چونہ شتری گانے گہوڑے قسم قسم کے پارچات پشمینہ و پشمینہ و ریشم و پارچات ریشم وغیرہ آتا ہے گفتگو یہانکی
اگرچہ پشتو ہے مگر اب اردو بھی بولتے ہین نہر پانی کی شہر مین پھرتی ہے اور چار طرف شہر کے بھی جاری ہے
کل علاقہ پشاور کا لنبان مین پینسٹھہ میل چوڑان مین نوے میل کل سطح دو ہزار تین سو چوبیس میل آبادی
کل چار لاکہ پچاس ہزار پنیانوین آدمی ہے آب و ہوا یہانکی گرمی کے موسم مین گرم ایسی ہوتی ہے کہ
المقیاس الموسم سایہ کے اندر ایکسو دس درجہ تک پہونچ جاتا ہے گرم لو سخت چلتی ہے کل سطح زمین کا دریاے
کابل و دریاے سوات و دوبارا کے پانی سے سیراب ہوتا ہے پیداوار ہر ایک قسم کی یہان اسقدر
ہوتی ہے کہ ہندوستان کے کسی علاقہ مین کمتر ہوتی پانی یہان کا زراعت کی پرورش کے باب مین نہایت
مفید ہے بعض بعض مقامات پر کنوئین کے ذریعہ سے بھی زراعتون کو پانی دیتے ہین بڑی پیدائش یہان
جو شالی نیشکر شلغم گوبی جوار کپاس مکی خربوزہ تربوز کہیرا کدو تل زرائتی سرسون شاہتوت بہہ و انجیر
شکر انار وغیرہ ریشم یہان بافراط پیدا ہوتا ہے دوبارا کے کنارے کے کنارے پر ایک قسم کا یہان چانول

ایسا پیدا ہوتا ہے کہ ہفت اقلیم مین کہین نہین ہوتا [illegible] وہ بہت خوشبو خوش ذائقہ دار و لمبا ہوجاتا ہے
پشاوری گوڑ سمبہ سفید و لذیذ ہوتا ہے لونگی مردانہ و بوریا و پنکھا یہان کا بہت تحفہ و باریک ہے چھاونی
انگریزی فوج کی شہر سے مغرب کے سمت کو بڑی لمبی چوڑی بنی ہوئی ہے تخمیناً ساڑھے دس ہزار فوج یہان
رہتی ہے دو پلٹنین گورون کی اور ایک توپخانہ بھی موجود رہتا ہے خاص شہر کی آبادی ترپن ہزار
دو سو پچانوین ہے جنمین سات ہزار سات سو چھ ہندو اور باقی مسلمان ہین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے
ایکہزار اٹھتر فٹ ہے اگرچہ پہلے قدیمی مکانات کی عمارات یہان بہت ہین مگر انگریزی وقت مین بھی
اچھے اچھے مکانات عالیشان بنے ہین انگریزون کے کوٹھیان و چھاونی کا حاطہ مورچہ بند بنایا گیا ہے ایکطرف
چھاونی کے فوج کی بارکین ہین پرانے قلعہ مین سکھہ زمین بتاہی پشاور کی جھیل سے جابجا پانی پھیلایا گیا اسکی
کنارون پر ذخیرے درختون کے لگائے گئے پشاور مین چوب دیودار کی لکڑی دریای سوات اور دریای
کابل کے ذریعے سے بہت آتی ہے جسکے ہزارون روپیہ کی خرید فروخت ہوتی ہے علاقہ یوسف زئی سے قسم
اول تماکو آکر فروخت ہوتا ہے پشاور کے قدیمی مکانات مین سے ایک مکان گورکھتری ہے جسمین گورکھ ناتھ
کا مندر بنا ہوا ہے پورانی سرای بھی پختہ بنی ہوئی ہے قلعہ بالاحصار کا اگرچہ سکھون نے گرادیا تھا مگر جرنیل ہری سنگھ
نے دوبارہ بنوایا وہ دو سو بیس گز مربع ہے چارون کونون پر چار برج ہین چار دیواری اور خندق
پختہ ہے قلعہ کے اندر بلندی دیوار کی ساٹھہ فٹ باہر سے تیس فٹ ہے اندر کے درجہ مین تہخانہ و مکانات
سکھہ زمین وغیرہ بہت بنے ہوئے ہین دروازہ قلعہ کا شمال کے طرف اور دروازہ کے اوپر ایک بالاخانہ بنا
ہوا ہے یہہ قلعہ شہر سے باہر چھاونی کے طرف واقع ہے باغ وزیر کا بھی قابل سیر ہے مگر بسبب مسمار ہوجانے عمارات
شیشہ خانہ وغیرہ کی خوبصورتی اوسکی نہین رہی شہر کے جنوب و مشرق کے طرف بہت باغ ہین اور بموسم بہار
عالم لالہ زار اور رنگا رنگ شگوفے نظر آتے ہین جامع مسجد شہر کے اندر بعمارت پختہ موجود ہے ٹھٹیون کے بازار مین
کوتوالی کا نیا مکان پختہ بنوایا گیا ہے شہر کی عمارت و بازار نہایت خوبصورت و رونق دار ہے بڑے بڑے
عمارتین عالیشان بنے ہوئے ہین **اکوڑہ** ایک قصبہ پشاور کے متصل دریائی کابل کے دہنی کنارے پر اوس سڑک پر
جو اٹک سے پشاور کو جاتی ہے اٹک سے شمال مغرب کے سمت کو بفاصلہ بارہ میل آباد ہے **فتح گڈہ** یہہ
ایک قلعہ علاقہ پشاور مقلعہ جمرود سے ایک میل شمال مشرق درہ خیبر سے بہت نزدیک موجود ہے یہہ پختہ
قلعہ بہت سنگ کے ظلم سے ناظم پشاور نے بنوایا تھا صورت اسکی ہشت پہلو ہے قلعہ کے اندر اچھے اچھے مکانات
عمدہ قابل مقابلہ دشمن کے بنے ہوئے ہین ہری سنگھ نلوہ ناظم پشاور نے اسکے اندر ایک کنوان بھی کھودوایا
مگر باوجود بہت سی عمیق کھودنے کے بھی پانی نہ نکلا اس قلعہ کے اندر باہر سے بذریعہ نہر کے پانی آتا ہے اگر

پانی باہر سے دشمن بند کر دیوے تو قلعہ خود بخود مفتوح ہو سکتا ہے رنجیت سنگھ نے صرف بخوف حملہ کابل کے یہہ قلعہ بنوایا اور فوج اسمین مامور کی تھی پہلے اس سے خیبری لوگ درہ خیبر سے نکلکر پشاور کے رعایا کو لوٹ لیجاتے تھے **فتحگڈھ** قسمت پشاور مین درہ خیبر کے بلندی کے پاس یہہ ایک قصبہ اٹھارہ میل پشاور سے بسمت جنوب آباد ہے **گھوڑا تربت** یہہ ایک چھوٹی سی بستی دہنے کنارے دریاے سندھ کے قلعہ اٹک سے جنوب مغرب کو گیارہ میل پشاور سے ۴۲ میل کے فاصلہ پر آباد ہے متصل اسکے دریاے سندھ کا گذر ہے دریا یہانتک نہایت تیز چلتا ہے اور گرداب ایسا پڑتا ہے کہ اگر کشتی اسمین کہین آجاوے تو گھڑیون چرخی کے طرح چکر کھاوے پانی دریا کا یہان ایک بلندی سے پستی کو گرتا ہوا نہایت شور کرتا ہے اور عمق دریا کا بقدر ایکسو چہیاسی فیٹ کے ہے اور چوڑان اڑہائی سو فیٹ اور ایسے تنگ خوفناک مقام مین تیزرو دریا کی اسقدر ہے کہ پانی دریا کا ایک گھنٹہ مین دس میل کا راستہ طے کرتا ہے اور یہانسے چھ میل تک برابر بہتہ دریا کا اسیطرح خوفناک چلا جاتا ہے **ہشتنگر** ضلع پشاور یہہ ایک مشہور قصبہ اور آباد مقام ارنیاے لنڈے کے دہنے کنارے شہر پشاور سے شمال کیطرف بفاصلہ تیس میل آباد ہے تحصیل کی کچہری ماتحت صاحب ضلع پشاور کی یہان ہوتی ہے چونکہ ہشت کے لفظ کے معنی آٹھ مین یہہ ثابت نہین ہوتا کہ ایسا نام اسکا کسواسطے رکھا گیا بعضون کا قول ہے کہ اصلی نام اسکا ہستنگر تھا کثرت استعمال سے ہشتنگر مشہور ہوگیا بعض کہتے ہین کہ آٹھ بھائیون نے ملکر اسکو آباد کیا تھا اور بعض کا بیان ہے کہ بعد آبادی کے اول آٹھ قومین اسمین آباد ہوئی تہین اس سبب سے ہشتنگر مشہور ہوگیا **جمرود** یہہ ایک چھوٹا سا قصبہ ضلع پشاور مین خاص پشاور سے چودہ میل بسمت مغرب خیبر کے درہ کے متصل آباد ہے وہان ایک پختہ قلعہ افغانون کے وقت کا بنا ہوا تھا ۱۸۳۷ء مین یہہ قلعہ رنجیت سنگھ کے فوج کے قبضہ مین آیا اسواسطے امیر دوست محمد خان والی کابل نے اوسکی لینے کیواسطے لڑائی کی اوسوقت سکھون نے بھی بڑی دلاوری سے مقابلہ کیا مگر شکست کھائی اور ہری سنگھ ناظم پشاور مارا گیا مگر باوجود اس فتح کے سردار دوست محمد خان بھی پشاور پر قبضہ نکر سکا اور کابل کو واپس چلا گیا اسواسطے سکھون نے ایک اور مضبوط قلعہ شرق کیطرف جمرود کی بنایا اور فتحگڈہ نام رکھا کہ ابتک موجود ہے بلندی اسمقام کی سمندر کی سطح سے ایکہزار چھ سو ستر فیٹ ہے **متنی** قسمت پشاور یہہ قصبہ اس کیہہ جو کوہاٹ سے پشاور کو آتی ہے چودہ میل جنوب کیطرف پشاور کے آباد ہے یہان ایک پختہ قلعہ بنا ہوا ہے جسمین محافظ سرکاری رہتے ہین **شہباز گڈھی** پشاور کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ دریاے سندھ کے دہنے کنارے شمال مغرب کو چھتیس میل اور شہر پشاور سے شمال مشرق کو بیتالیس میل آباد ہے **شبقدر** قسمت پشاور کے متعلق یہہ ایک قصبہ دہنے کنارے دریاے لنڈے کے شہر پشاور سے اٹھارہ میل شمال مشرق کے طرف آباد ہے **نوشہرہ** قسمت پشاور کے متعلق یہہ ایک قصبہ دریاے کابل کے کنارہ پر قلعہ اٹک سے اٹھارہ میل شمال مغرب کو آباد ہے ۱۸۲۳ء مین اسمقام پر افغانی ملکیہ پشاور کی فوج نے رنجیت سنگھ کے ساتھ لڑائی سخت کی پہلی سکھ

بھاگ نکلی اور سینکڑون سکھ قتل ہوئے اسو اسطے دوسری لڑائی مین بذات خود رنجیت سنگھ نے جاکر تسخیر کی
اور افغانون کو مستغرق کردیا اور نوشہرہ پر قبضہ پاکر یہان ایک قلعہ بنوایا جسکا مہتمم جرنیل ونٹیورا تھا اس
قلعہ کے چار برج اور دوہرے دمدمے ہین چھاونی فوج انگریزی کی یہان بھی بنی ہوئی تھی اور فوج
مامور رہتی ہے سنہ ۱۸۵۸ع مین دریا مین اسقدر طغیانی ہوئی کہ چھاونی تک پانی پہونچ گیا اور بارکین منہدم
ہوگئین **کوہاٹ** پشاور کے قسمت کے متعلق یہ ایک مشہور بستی اور ضلع کا مکان ہے صاحب ڈپٹی کمشنر
مع اپنے اسسٹنٹون کے یہان کچہری کرتے ہین یہ شہر پشاور سے دکھن کیطرف لاہور سے دو سو میل شمال مغرب
سمت کو آباد ہے علاقہ اسکے ضلع کا پہاڑون سے گھرا ہے اسکے اور پشاور کے درمیان آفریدی پہاڑ کا سلسلہ
مشرق کو کاکا صاحب کی زیارت تک چلا گیا ہے اس موقع پہاڑ مقبوضہ آزاد قوم کے واقع ہونے سے نقشہ
سرحدی ملک مقبوضہ سرکار انگریزی مین بہت خم اور پیچ معلوم ہوتے ہین اس ضلع کے حد شرقی اور جنوبی مین
قوم خٹک نئی و بولاق آباد ہے اور باقی قوم بنگش اور اورک زئی رہتی ہے سرحد شمالی و مغربی پر قوم آفریدی
و اورک زئی آزاد پہاڑون مین سکونت رکہتی ہے اور بسبب واقع ہونے واقعات سرحدی کے چھاونی فوج انگریزی
کے ہمیشہ کے واسطے یہان مقرر ہے حصہ شرقی و غربی اس ضلع مین دو تحصیلین ایک خاص کوہاٹ اور دوسری تحصیل
ہنگو مقرر ہین ہنگو کے پرگنہ مین چاول بہت ہی اعلی قسم کے ہوتے ہین اور نیز ایک قسم کا پتھر اس ضلع کے علاقہ مین
پہاڑ سے نکلتا ہے جسکو پانی مین جوش دیکر مومیائی بناتے ہین اور سنگ رنگ نمک کی کان بھی واقع ہے جس سے
نمک نکالکر افغانستان وغیرہ مین فروخت ہوتا ہے یہ علاقہ بڑا آباد و زرخیز ملک ہے دریا ئے کالا ٹو معہ اپنے
نالون کے اسکو سیراب کرتا ہے شہر کوہاٹ سے چند میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑ سے نفط کے چشمے جاری ہین
اور ایک عمدہ کان گندہک کی بھی موجود ہے شہر کوہاٹ کے پاس ایک قلعہ پختہ بنا ہوا ہے اوسمین سرکاری
فوج رہتی ہے اور صاحبان سول کے رہنے کے مکانات بھی قلعہ کے اندر بنائے گئے ہین اس شہر کے پاس پانی
کے چشمے بہت جاری ہین گرمیون مین اون چشمون کا پانی ایسا سرد ہوتا ہے کہ پیا نہین جاتا سردیون مین یہی
چشمے گرم ہوجاتے ہین بڑے بڑے بستیان اس ضلع کے یہ ہین ہنگو ستر زئی نصرتی محمد زئی جنگل خیل موجودہ
کرکی بہادر خیل لت امبر شیخی خیل گرسب ہے علاقہ کوہستانی کے مردم شماری کل ضلع کی ایک لاکھ اکہتر ہزار دو سو بیس ہے

ساتوین تقسیم پشاور وغیرہ کے دریاؤن ندیون سرحدی پہاڑون کی کیفیت

اس علاقہ کے دریاؤن و پہاڑی ندیون مین سے **دریاے کابل** ہے اسکو افغانی لوگ جو بھی کہتے ہین
آغاز اس دریا کا چشمہ جو شیر سے ہے منبع جسکی آٹھ ہزار چار سو فیٹ کا مغربی ہے کے اندر شمار کی گئی ہے اوس چشمہ کے

ہیہ نکلکر بہت پر آبی و تیزی کے ساتھہ چلتا ہے مورخان انگریزی کا قول ہے کہ اگرچہ چشمہ شیر سے پانی اسمین بکثرت
داخل ہوکر دریا کی صورت اسمین ظاہر ہوتی ہے مگر فی الحقیقت مخرج اس دریا کا چشمہ جوی شیر نہین ہی بلکہ چشمہ
جوی شیر سے بارہ میل پرے اصلی چشمہ اسکا کوہ اونا کے اونچی گہاٹیون کے اندر ہی وہانسے نکلکر چھوٹی سے نہر کے طرح
بہتا ہوا جوی شیر کے پاس آتا ہے اور اوسکا پانی لیکر ایک چھوٹی سی ندی بن جاتا ہے پھر وہان سے پایاب
کم آب چلتا ہوا بعد قطع کرنے راستے ساٹھہ میل کے کابل تک پہونچتا ہے پھر کابل سے آگے کچھہ چلکر دریای لوگر
اندر سے آکر اسمین ملجاتا ہے لوگر کے ملنے سے بڑی تیزی و پر آبی اسمین ظاہر ہوجاتی ہے پھر کابل سے نیچے
بفاصلہ چالیس میل دریای پنجہیر اپنی چشمہ سے اکیوبیس میل کا راستہ طی کر کر اسمین آپڑتا ہی پھر شمول کے مقام سے
پندرہ میل نیچے ڈریا کے گویا اپنی چشمہ سے اسی میل طے کر کر اسمین آملتا ہے پھر اس شمول سے بیس میل نیچے دو ملی ہوی
ندیین علی شنگ و علینگر اپنے اپنے چشمون سی نکلکر پہاڑون کے اندر ہوتے ہوی اسمین آپڑتے ہین طول و راستہ
ان دو ملی ہوی ندیون کا انکی چشمون سے لیکر دریای کابل کے شمول تک اکیوبیس بیس میل شمار ہوا ہی پھر
وہان سے بیس میل کا راستہ چلکر دریای سرخ اپنی چشمہ سے ستر میل کی مسافت طی کر کر اسمین داخل ہوجاتا ہی
چونکہ اس دریا کے پانی کی سرخ رنگت ہی اسواسطی اسکو دریای سرخ کہتی ہین پھر وہانسے بیس میل شرق کے
سمت کو بجہ کر دریای کاما اسمین آجاتا ہی جسکو دریای کونر بھی کہتی ہین جو اول چترال پہاڑ سے نکلکر کوہ کافرستان
مین بہتا ہوا یہان آتا ہی اور دریای کابل کا مددگار بن جاتا ہی اسقدر دریاؤن کے شمول کے سبب سے کچھہ دریا
برابر درجہ بدرجہ تیزی و تندی و پر آبی و عرض و طول مین بڑہتا ہوا اور شرق کے طرف کو راستہ لیتا ہوا
کوہ سفید کے گہاٹیون اور جنوبی ڈہلون گہاٹیون کوہ ہندوکش کے اندر ہوتا ہوا کوہ کابل کے مشرقی کنارے
تک آپہونچتا ہی اس راستی مین بھی دونو کنارون سی اسکی بہت سی چھوٹے چھوٹے ندیان اور چشمی پہاڑون سے
نکلکر اسمین داخل ہوجاتے ہین اگرچہ اوس مقام پر چوڑان اسکی نہت ہی مگر بباعث اسکی کہ اسکے تہہ مین پتہر
بہت اور تیز روی نہایت سخت ہی وہان بھی قابل جہاز رانی کے مخمن ہے لکڑیون کے تلی بنا کر لوگ دریاسی ترتے
ہین بعد ازان یہہ دریا داخل ممالک پر حکومت سرکار انگریزی ہوکر تین شاخون مین منقسم ہوجاتا ہی اور وہ
تینون شاخین ایک سری سے علیحدہ رہکر ملک کو سیراب کرتی ہوی بمقام دوبندی اسمین ملجاتے ہین اس مقام سے
لیکر دریای سندہ کے شمول کے مقام تک یہہ دریا چوڑا اور عمیق قابل جہاز رانی کے ہی اور بڑی بڑی کشتیان
جنمین دو سو من تک بوجہہ لدا ہوا ہوتا ہے اوسمین چلتے ہین عین دوبندی کے مقام پر شمال کیطرف سے ہو کر
لنڈا ہی مین آگرتا ہے دریای لنڈا کو وہان دریای پنجکورہ بھی کہتی ہین یہہ دریا لنڈا کوہ ہندوکش کے
الیسو فسکلئد او مقام سے نکلتا ہے کہ جو ابتک بخوبی دریافت نہین ہوا جب تانی یہہ راستہ طی کرتا ہوا خوب سے

کے سمت کو آتا ہے تو گوشہ شمال و شرق سے دریای سوات آکر اسمین شامل ہوتا ہی سوای اسکے اور بھی چھوٹی چھوٹی ندیون اور چشمون کے پانی باثنای راہ اسمین شامل ہوتی چلے آتے ہین پھر دریای لنڈا اپنے چشمہ سے دو سو میل کا راستہ طی کر کر بمقام دوبندی دریای کابل مین آتا ہے پھر دوبندی سے چالیس میل شرق کے طرف چلکر دریای سندہ کے مغربی کنارے سے بمقام اٹک سندہ مین داخل ہوجاتا ہی کل طول اور راستہ دریای کابل کا چشمہ سے لیکر دریای سندہ کے شمول تک تین سو بیس میل شمار ہوتا ہی **کوہ چملہ** اس علاقہ کے مشرق مین دریای سندہ مغرب کے طرف علاقہ یوسف زئی شمال ملک کوہ مہابن شکل اس پہاڑ کی بطور درہ کے ہے اور میدان کم زمین ناہموار اور پہاڑ ہے اور رہنے والے قوم منڈر کی اوسمین آباد ہین مشہور ہی کہ اٹھارہ ہزار آدمی اسمین رہتا ہے بوقت ضرورت کے انکی مدد کو قوم ہزوال پہونچ جاتی ہے —

کوہ بنیر یہ علاقہ چملہ کے شمال کے طرف واقع ہے مشرق کے طرف اسکی دریای سندہ شمال ملک سوات مغرب علاقہ یوسف زئی ہے چارون طرف اسکی اونچے پہاڑ ہین جنمین سے شمال کیطرف کوہ ایلم و کوہ دودہ سر سمندر کے سطح سے دس ہزار اکیس یا بائیس فٹ بلند ہین بیچمین اسکے بطور وادی کے زمینین واقع ہین ملک ناہموار و دشوار گذار ہے آب و ہوا اسکی معتدل ہی مگر اونچے پہاڑون کے اوپر بسبب برف کے سردی زیادہ ہے اس ملک مین قوم یوسف زئی کے شاخین اسطرح آباد ہین کہ مشرقی حصہ مین شاخ جعفر زئی شمال مین گدائی زئی مغرب سالار زئی جنوب مین نوری زئی وسط مین عائشہ زئی الخ رہتی ہین اگرچہ کل قوم کا آپسمین کم اتفاق ہے مگر باہر کے غنیم کے دفع کے واسطے سب آپسمین یکدل و یکجان ہوجاتے ہین پیداوار ملک کی اوسی ملک کے واسطے کافی ہوتی ہے قحط کے وقت سوات کے ملک سے غلہ خرید لاتے ہین بکری و بھیڑی بہت رکھتی ہین بتیس ہزار اسلحہ بند مرد میدان رہتا ہی پارچہ سوتی نیل نمک سوداگر وہان لیجا کر فروخت کرتے ہین **کوہ سوات** - اس علاقہ کے حدود اربعہ اسطرح پر ہین کہ شمال مین کوہستان لرم جسکے اوتر کے طرف علاقہ دیر ہے مشرق کے طرف وہ پہاڑ جسکا سلسلہ دریاے سندہ تک پہونچتا ہے جنوب کیطرف ملک بنیر و تحصیل یوسف زئی مغرب مین علاقہ اٹرنگ ٹرنگ و اتمان خیل و باجوڑ واقع ہے سوات کا ملک پہاڑون کے اندر بطور درہ کے ہے طول اسکا جنوب غرب سے شمال شرق تک پچاس میل عرض تین میل علاوہ اوسکی جنوب و شمال کیطرف اور بھی پہاڑی علاقہ اوس ملک کے متعلق ہی اور اون پہاڑون سے چھوٹے سے سوات کے وسط کے طرف آتے ہین اونکو اندر بھی دور دور تک آبادی چلی گئی ہے اس ملک کے وسط مین غرب کیطرف دریای سوات بہتا ہے اور دریا کے دونو کنارون کے اوپر شمالی و جنوبی پہاڑ تک برابر زمینین ہموار چلے جاتے ہین اس دریا کے سوا اور بھی بہت سے چشمے پانی کے

شیرین وشفاف ہمیشہ جاری رہتی ہین جنسے زرعی زمینین سیراب ہوتے ہین پیداوار یہانکی مکی چانول
بکثرت گیہون بھی بوئی جاتی ہے دریای سوات کے جنوب اور شمال کے طرف دامن کوہ مین بہت سی گانون
آباد ہوتے چلے گئے ہین اور سوات کے اندرونی ملک مین زیادہ تر قوم اکوزئی نسل یوسفزئی اس تفصیل
سے رہتی ہے کہ دریا کے شمالی طرف شاخ خواجوزئی اور جنوب کے سمت کو بازیدزئی اور کوہستان جنوبی متعلقہ
سوات مین قوم رانی زئی اور بائی زئی آباد ہے مشرقی حدود سے باہر قوم گوجر کوہستانی رہتی ہے سوات
سے شمال کیطرف کاشغر وترکستان جانے کے لئے بعد گل جانے برفون کے سال بھر مین تین مہینے راستہ جاری
رہتا ہے مگر نہایت پرخوف ہے بدون ہمراہی بدرقہ مضبوط کے کسیکا امکان نہین ہے کہ جاسکے سوات کے
بنی ہوئی کمبل سیاہ تحفہ مشہور ہین باز شکاری بھی بہت پکڑے جاتی ہین نمک کی قدر اسملک مین بہت ہے
نمک کوہاٹ کے کان سے یہان بہت آتا ہے غلہ وروغن زرد وشہد سوات سے خرید کر سوداگر اور ملکونمین
لیجاتے ہین اس پہاڑ کے شرقی پہلو پر نادرشاہ ایرانی نے بیا راستہ بنوایا تھا مگر اب وہ بالکل خراب ہوگیا ہے
آب وہوا یہان کی نہایت معتدل خصوص موسم گرما صحت افزا ہے اور بہار وگلزار وسیرابی وشادابی مین یہ
کشمیر کے ثانی ہے مگر اتنا فرق ہے کہ وہ کشادہ اور یہ تنگ ہے اسملک مین پرانے وقت کے کھنڈرات اور
بتخانون کے علامات ابتک موجود ہین جنسے معلوم ہوتا ہے کہ اگلے زمانہ مین اہل گریک اور ہندو یہان
رہتی تھے فی الحال پچاس ہزار سے زیادہ افغان مسلمان سنی مذہب یہان سکونت پذیر ہین اور اسی ملک
کے مغربی حد پر پنجکورہ ندی دریای سوات کے ساتھ آکر شامل ہوتی ہے

ذکر مولانا عبدالغفور سواتھی

یہہ حضرت ایک بزرگ مولوی عابد خداپرست عبدالغفور نام سوات مین رہتے ہین کل افغان سوات
انکی مرید وفرمانبردار ہین یہہ حضرت سنہ [illegible] ہجری مین علاقہ سوات مین پیدا ہوئی ذات انکی صافی یا صابی جنکو بعض لوگ
اور بعض لوگ افغان کہتے ہین خوردسالی مین حضرت مویشی چراتے تھے مگر پرہیزگاری اونکی اوسی عمر مین مشہور تھی کہ جس گائے
کا دودہ خود پیتے اوسکی رسی خود ہاتھ مین پکڑ کر چراتے اس مراد سے کہ کسی کی زراعت مین وہ منہ نڈالی بعمر
اٹھارہ برس کی عمر کے بعد موضع برن گولہ مین جاکر حضرت نے علم پڑہا پھر گوجرگڈہی علاقہ یوسفزئی مین آکر
اور عبدالحکیم اخون زادہ کے مسجد مین رہنے لگے من بعد بمقام نورڈہیری جاکر صاحبزادہ محمد شعیب کے مرید ہوئے
صاحبزادہ حافظ عمرزئی اور عمرزئی تشونی صاحب المشہور صاحب طریقت فقیر پہیر والی کے مرید تھے سلسلہ حضرات
کا نقشبندیہ مجددیہ کا تھا چار دن خاندان نقشبندیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ جمین طالب جاہتا ہو مرید کرلیتے تھے
اخوند صاحب حافظ عمرزئی کے سلسلہ نقشبندیہ مین مرید ہوئی اور وہان سے آکر موضع بیکی کنارہ دریای سندھ ایک
خس پوش جھونپڑی مین بیٹھکر بارہ سال تک عبادت حق مین مشغول رہے اور تکمیل حاصل کی اوس عرصہ مین

وہ ختون کے پتے اور دریا کا پانی آپ کے غذا تھا یہہ حال دیکھہ کر بہت لوگ حضرت کے معتقد ہوئے وہانسے
اوٹھہ کر چپہ خلدزئی مین ہی وہانسے موضع سلیم خان مین رہایش فرمائی پہر کابل کو باجتماع کثیر اوس حال
مین کہ دوست محمد خان سکہون کے ساتھہ لڑرہا تھا اوسکی مدد کے واسطے گئے اور خیبر سے واپس آکر بکوہ
رانی زئی مین مقام کل درہ مین مقیم ہوئے یہان آکر ہزارون آدمی حضرت کے ارادت مین داخل ہوئے اور موضع
سیدو علاقہ سوات مین حضرت کے گذارہ کیواسطے زمین مقرر ہوئی یہان اسوقت وہ رہتے ہین یہان آکر
حضرت نے شادی کی اور دو صاحبزادے بھی پیدا ہوئے لنگر حضرت کا جاری رہتا ہے جو شخص غریب
مسکین مسافر درویش آتا ہے کہانا پاتا ہے تمام علاقہ سوات حضرت کا تابعدار جان نثار ہے۔

کوہ ارنگ برنگ اس علاقہ کے شمال مین دریاے پنجکوڑہ مشرق ملک سوات [illegible]
شمال ملک باجوڑ و مہمند جنوب علاقہ تحصیل ہشت نگر واقع ہے کل علاقہ مین قوم اتمان خیل نسل کرلانی
رہتی ہے ناہموار زمین کوہی مین زراعتین کرتے ہین اکثر انمین تجارت پیشہ بھی ہین **باجوڑ** یہہ علاقہ
ایک عمدہ موقع پر اونچے پہاڑون مین واقع ہے شمال کے طرف اسکی کوہ کافرستان مغرب علاقہ کونر جنوب
مہمند شرق مہمند و اتمان خیل یہہ ملک تین حصو مین منقسم ہے ایک خاص پرگنہ باجوڑ بطور وادی پہاڑون
کے حلقہ کے اندر واقع ہے اس قطعہ کی زمین بہت زرخیز و سیراب ہے چشمہ پانی کے بکثرت جاری ہین دوسرا
علاقہ بر ول اوپر کے طرف ہے جہان لوہا بنایا جاتا ہے تیسرا جندول قوم ترکانی اوسمین بہت رہتے ہین
پیداوار ملک یہان کے رہنے والون کے واسطے کافی ہے گہی اور شہد اور لوہا اسملک سے پشاور اور حضرو
تک جاتا ہے موٹے کپڑے کا یہان بیوپار ہوتا ہے گاوا وہنسی چمڑا بہت بنتا ہے **مہمند** باجوڑ کے
جنوب دریای کابل سے شمال تحصیل دوآبہ ضلع پشاور کے مغرب مین یہہ پہاڑ واقع ہے اسمین قوم مہمند اور
اوسکے شاخین آباد ہین زراعت بارانی ہوتی ہے گیہون اور جو کی پیداوار ہے بوریا فروشی وغیرہ سوداگریان
بہت ہوتی ہین **کونر** یہہ پہاڑ خوب سرسبز شاداب ہے ہر ایک میوہ وہان پیدا ہوتے ہین مشرق کیطرف
اسکے باجوڑ شمال کوہ کافرستان و کتور مغرب لغمان جنوب علاقہ کامہ و لگیانی و مہمند ہے علاقہ کونر سے شمال مغرب
کو کنڈ نام ہے جسکی بلندی سطح سمندر سے چودہ ہزار چار سو اڑتیس فیٹ ہے پیداوار غلہ کی اسملک مین کم
ہوتی ہے چاول باریک قابل تجارت اسمین پیدا ہوتے ہین دریای کونر شمال سے جنوب مغرب کو بہتا ہوا
علاقہ کامہ اور بسود کی درمیان دریای کابل کے شامل ہوجاتا ہے **خیبر** یہہ علاقہ ملک افغانستان
غرب کے طرف میدان پشاور کے واقع ہے یہہ پہاڑ سپید کوہ و سفید کوہ کے درمیان ہے جو سلسلہ پہاڑون اور
کوہ سلیمان کے ساتھہ ملا ہوا ہے اور میدان مغربی پشاور اور میدان شہر جلال آباد کے درمیان درہ خیبر

کے حد فاصل ہے اس درہ کے پہاڑ کے اندر بہت سی کانین ہین مگر بسبب قبضہ خیبریون کے کہودی نہین
جاتے اور محض بسبب موجودگی کانون کے جو ندی کہ علی مسجد کے مقام سے نکلکر آتی ہے پانی اوسکا بے مزہ ہی
اس پہاڑ کے اندر کوہ تاترا کی چوٹی تین ہزار پانسو فیٹ سطح پشاور اور چار ہزار آٹھہ سو فیٹ سمندر کی سطح سے
اونچی ہے چوڑان کوہ خیبر کی بیس میل تک لمبان اسکی کوہ ہندوکش سے لیکر کوہ سفید اور نمکین پہاڑ تک
پچاس میل ہے اس پہاڑ کے اندر دو قدرتی ندیان جاری ہین ایک کا نام خیبر ہے اور دوسری ندی اوسکے
شمال کے طرف جاری ہے درہ کے اندر خیبری افغان آفریدی اورکزئی وغیرہ رہتی ہین اور کل پہاڑ مین
چار درے یعنی چار راستے واسطے آمد رفت کے جاری ہین اول درہ خیبر جو نہایت ہموار اور قابل لیجانی
توپخانے اور گاڑی کے ہے دوسرا درہ تاتارا جو کہ درہ خیبر کے بعد ہے راستہ اسکا چکر والا و مشکل گذار مقام دوکا
کوہ جلال آباد تک ہے تیسرا درہ افغانان اس سے سڑک افغانستان کی شروع ہوتی ہے اس درہ کے اندر دریای
کابل بمقام مچنی داخل ہوتا ہے پھر درہ سے باہر آکر کوہ نیبر مین داخل ہوتا ہی پھر جنوبی کنارے دریای دوکا کے چلکر
درہ تارا و خیبر کے ساتھ ملجاتا ہی چوتھا درہ کرایا جسکے اندر سے دریای کابل بمقام دوبندی گذرتا ہی اور نیز دوسرا
دریا جسکو دریای لنڈا کہتے ہین اس درہ سے گذر کر خاص مغرب کے سمت کو چلتا ہوا دریای کابل کے ساتھ شامل
ہوجاتا ہے چہوٹا درہ خیبر کا حد فاصل درمیان افغانستان و ہندوستان کے ہے اور درہ بولان اسکی جنوب کے
سمت کو واقع ہے درہ خیبر کو کلید افغانستان کہتی ہین شروع اور آغاز اس درہ کا پشاور سے دس میل مغرب کے
سمت کو مقام قدم سے ہوتا ہی جس مقام پر چارون کا ایک مجموعہ ہے اور پہیلاو اسکا تیس میل دوکا کے مقام تک
ہے جہان سے آگے میدان جلال آباد کا شروع ہوتا ہی چہوٹا پہاڑ پتھر کے تختون سے بہرا ہوا ہے بارش کا پانی اسمین
جذب نہین ہوتا ہے اسلئے بارش کے وقت بڑا بہاری سیلاب ظاہر ہوتا ہی گرمی کے موسم مین پتہر اسکے دہوپ سے
بہت گرم ہوجاتے ہین اور زمین نہایت خشک ہوتی ہی اس درہ مین ایک چہوٹی سی ندی بہی جاری ہے بعض اوقات
اوسکا پانی بہی پہاڑون کے اندر ہی غایب ہوجاتا ہی اس درہ کی سفر مین دو مشکلین بہت بڑی مسافرون کے عاید حال
ہوتے ہین ایک تو خوف جان اور غارت ہونے مال کا جو خیبری غارتگرون کے ہاتھہ سے بڑی قافلے کے سوای کوئی
بچ نہین سکتا دوسری علی مسجد کے پاس سڑک بہت تنگ ہے اور بڑے بڑے اونچے پہاڑون سے جنکی بلندی
ہزار ہزار گز کی ہے راستہ گہرا ہوا ہے وہان جاکر بہی مسافر گہبرا جاتا ہی اور بے آبی کے سبب مرجاتا ہی علی مسجد
کے پاس ایک قلعہ اونچے پہاڑ کے اوپر بنا ہوا ہی مگر باعث نخوفی پانی اور بلند ہونے پاس کے پہاڑون کے اس لایق نہین ہے
کہ کوئی شخص اسمین محصور ہوکر باہر کے غنیم سے لڑ سکے کابل کی مہم کے وقت اس قلعہ کے لینے کے واسطے سرکار انگریزی اور افغانون سے
بڑی لڑائی ہوئی آخر قلعہ کے اندر کی فوج بسبب حاصل نہ ہونے پانی کے قلعہ چہوڑ کر چلی گئی پہر وہ قلعہ انگریزون کے تصرف مین آگیا اگرچہ فتح ہو

قلعہ کو خیبری لوگ ہر وقت مزاحم ہوتی اور اونکا نقصان کرتے تھے سو اسواسطے سرکار نے بھی آخر تنگ آکر
وہانسی فوج اپنی اوٹھالی آب وہوا علی مسجد کے پہاڑ کی نہایت ہی علالت انگیز و زہر آمیز ہی علی مسجد سی چلکر
لالہ بیگ کی مقام تک جو آدھے راستی مین ہی راستہ اس درہ کا بڑی بڑی گھاٹیون مین گھرا ہوا ہی وہانسی آگے لنڈی خانہ
کے متصل راستہ اسکا بہت سے فاصلی تک زینہ وار بنا ہی اور قریب تین گز کے چوڑا ہے راستہ کے ایکطرف کو
ایک پہاڑ سیدھا اونچا دیوار کی طرح دور تک چلا جاتا ہے اور دوسرے طرف کو ایک اونچا ٹیلہ ہی یہہ درہ
اپنی آغاز یعنی شرق کے طرف کے مدخل سے درجہ بدرجہ بلند ہوتا چلا جاتا ہے اور چلنی والی کو جو مغرب کی سمت کو
جاوی یہہ اپنی ایک ڈہلوین گھاٹی نظر آتی ہے مگر بہت چڑہاؤ اور اوتار نہین ہی کیونکہ جلال آباد کا میدان
پشاور سے تہوڑا ہی بلند ہے بلندی اس درہ کی چوٹی کے تین ہزار تین سو ستر فیٹ سطح سمندر سے اور دو ہزار
ایکسو فیٹ پشاور کی زمین سے ہی خیبری قوم بڑے غارتگر و بے رحم سلاح بند اسمین رہتی ہی جنکے پاس توڑیدار
لمبی لمبی بندوقین اور تلوارین و جزائلین مین لمبے لمبے چھرے بھی وہ بہت رکھتے ہین پہلی کابل کا حاکم
انکی خاطر کر کر ایک لاکھہ بیس ہزار روپیہ نقد سالانہ انکو دیتا تھا مگر امیر دوست محمد خان نے صرف تیس ہزار
روپیہ سالانہ انکو دینا قرار دیا اور چہہ بیس ہزار آدمی خیبری جنگیون مین وہ روپیہ بانٹا جاتا ہی نادر شاہ بادشاہ
ایرانی نے بوقت مہم ہندوستان کے دس لاکھہ روپیہ انکو دیا تھا اور پہر عبور بہی نکیا اور درہ تیراہ کے راستے
سے ہندوستان کے میدانمین داخل ہوا **لنڈی خانان** یہہ ایک حصہ کوہی درہ خیبر کے اندر
نہایت مشکل گذار مقام ہے جو شرقی حصے خیبر مین ہی بتیس میل کے فاصلے پر واقع ہی اس مقام پر درہ
مغرب کی جانب کو بہت ڈہلوان ڈہنگ کا ہوا ہے توپ و گاڑی وہانسے گذر نہین سکتی جنوب کی طرف مقام
کے زینہ کی شکل ڈہلوین پہاڑ کے قطار اور شمال کو ایک بلند سد با پہاڑ بطور دیوار کے کہڑا ہی اپریل ۱۸۴۲ع
مین لشکر انگریزی جو افغانستان کی مہم پر گیا تھا تو نہایت مشکل گذر فوج کا اس مقام سی ہوا بلندی اسکی سمندر
کے سطح سے دو ہزار چار سو اٹھاسی فیٹ ہی **گدر گلی** یہہ پہاڑی درہ ضلع پشاور مین پشاور و قلعہ اٹک
کے درمیان اٹک سی بفاصلہ پانچ میل شمال مغرب کے طرف واقع ہے چونکہ راستہ اس درہ کا بہت تنگ ہے
اسواسطی بطور مبالغہ نام اسکا گیدڑ گلی رکھا گیا یعنی گیدڑ بھی اس سے مشکل گذر سکتا ہی اور بعض کہتے ہین کہ
جب اکبر بادشاہ اس پہاڑ پر شکار کھیلنے کو آیا تو یہان آکر اوسنی تیر سے ایک گیدڑ کو شکار کیا اوس وقت سے
نام اس درہ کا گیدڑ گلی مشہور ہوا اور فارسی بعض تواریخ مین اس درہ کا نام خضر گلی لکھا ہی کیونکہ حضرت خضر کی نشست ہی
اور یہہ پہاڑ بھی سرسبز و شاداب ہی اور ریسے نام بگڑتے بگڑتے جہلا کے زبانون پر گیدڑ گلی بن گیا یہہ گہاٹی
پہاڑ کی صرف بارہ فیٹ چوڑی ہی دونو طرف اسکی اونچے اونچے اور بڑے پہاڑون کے ٹیلے ہین اور آمد و رفت

مسافرون کی بھی اِس راستی سے بہت ہی **کوہ سفید** یہہ ایک بلند قطار پہاڑون کی جنوب کیطرف دریای کابل
کے واقع ہے اور شمال کے طرف دریاکے کوہ ہندوکش ہے اور یہہ دونو پہاڑ قریب ستر میل کے ایک دوسری
سے جدا چلے جاتے ہین اور جسقدر ان دونون مین فاصلہ ہے اوسیقدر دریای کابل کو چوڑا کہنا چاہئے سفید
کے قطار شرق سے غرب کو قلعہ اٹک کے مشرق کیطرف سے شروع ہوتی ہی اور غربی حصہ پر اپنی جاکر ختم ہوتی ہے
مغربی انجام اسکا جگدلک (?) ارتیلون تک شمار کیا جاتا ہی اسمین سنگ حراح (?) اور کلی کے پتھر بہت ہین تین قطارین اسکی
واقع ہین جو ایک دوسری کے سامنی دکہائی دیتی ہین آغاز تینون کا دریاکے کنارے سے ہوتا ہی دو قطارین نچلی
اسکے جنبر کے درختون سے ڈھکی ہوئی ہین اور جو سب سے بلند قطار ہی وہ بقاعدہ اور ڈھلوین اور ٹیلہ دار ہی گر سب
سبزی و سیرابی کے خوشنما معلوم ہوتی ہی اوس سے اور ایک بخافت بلند قطار اسکی جو دہ ہزار فیٹ اونچی
او سپر ہمیشہ برف پڑی رہتی ہے اور بسبب برف کی دور سے وہ سفید نظر آتی ہی اسی سبب سے اسکا نام کوہ سفید ہی
اِس پہار مین سرخ رود و کار اسو وغیرہ ندیان بہت چلتی ہین اگرچہ پایاب ہین مگر تیز بہت ہین اور شمال
کے طرف سے نکلکر دریاے کابل مین گرتے ہین خیبر کا پہاڑ اسکے شرقی انجام پر اور کوہ کرسنجا (?) اسکی مغرب کو
کوہ ہمالہ سے شامل ہوتا ہی اور وہان دونوکے درمیان جلال آباد آباد ہی **ننگنہار یا ننگرہار**
خیبر سے مغرب دریای کابل سے جنوب کوہ سفید سے شمال علاقہ کابل کے مشرق کو یہہ کوہی علاقہ واقع ہوا ہی مگر
اسکی زرخیز و سیراب آباد ہے انار وغیرہ میوے یہان بہت ہوتے ہین جلال آباد و لعل پورہ و بالسول (?) ہزار ناو
اِس علاقہ کے نامی قصبہ ہین اصلی حدود اسکی دریاے کابل سے دوبہ (?) تک شمال کیطرف تصور کرتی ہین بلکہ
علاقہ کامہ و مہمند و تیو (?) و کونر و لغمان بھی اسی مین شمار ہوتی ہین وجہ تسمیہ ملک ننگنہار لفظ نوبہار ہے
اسکے معنی نو بحرین یا نئے نو دریا ہیں مراد ہے مگر نو بہار کا لفظ بسبب خرابی زبان پشتو کے بگڑ کر ننگنہار ہو گیا
قوم مہمند و شنواری و صافی وغیرہ اسمین رہتی ہین اور مشرقی حصے مین غرمذیی (?) آباد ہین اِس ملک مین بھی
سفید ریشم و ردی (?) اور ادون و چانول بہت عمدہ و انار وغیرہ میوے پشاور کو بھیجے جاتے ہین کابل کو بھی
یہان سے بہت مال جاتا ہی اور پنجاب سے بھیجے ہیم (?) و نیل و انگریزی صفحات (?) اسباب انگریزی کمپنی ادہان لیجاکر
سوداگر فروخت کرتے ہین یہہ استہ کابل اور پشاور کا جلال آباد ہوکر جاتا ہی فی الحال یہہ ملک زیر حکومت
امیر کابل کے ہی **تیراہ** یہہ ایک عمدہ ملک اور شاداب علاقہ کوہ سفید کے اندر واقع ہے اگرچہ اصلی
تیراہ پہاڑ دو نیچے اوپر کے میدان کا نام ہے الا جو قومین یہان کی جسقدر ملک مین آپ خیل و آفریدی ہین
اب وہ سب قدر تیراہ کہلاتا ہے اسکے شمال مین حدود ضلع پشاور و علاقہ خیبر و ننگنہار و مغرب مین کوہ سفید اور کرم
راجگال جواہ راجگدہ جنوب ملک بنگش متعلق ضلع کوہاٹ مشرق کو کوہ خٹک کے مشرق کو دریای سندھ

اس علاقہ کے حصہ شمالی اور شرقی پر قوم آفریدی جنوبی اور غربی پر قوم اورکزئی قابض ہے جنکی جنوب میں
قوم دوشت آباد ہے خاص تیراہ کی زمین ہموار و زرخیز و سیراب اور باقی ناہموار پہاڑون کے اندر گیہون
اور جوار و مکئی کی پیداوار کامل ہوتی ہے تلوار و چھورا تیراہ مین عمدہ اور آبدار بنتا ہے آفریدی اور اورکزئی
دونو قومین آپس مین سخت عداوت رکھتی ہین آب و ہوا وہان کی معتدل و صحت بخش ہے بڑی بڑی چوٹیان
پہاڑ کے اسکے جنوبی حصہ مین تریوغر سات ہزار نوسو چالیس اور دوباسر آٹھ ہزار سات سو ساٹھ اور
زاوغر نو ہزار تین سو اسی فیٹ بلند ہین **علاقہ کوہ کرم** دراصل کرم نام ایک پہاڑی نالہ کا
ہے اوسکے کنارے کے اوپر یہہ ملک واقع ہونے کے سبب سے کرم کہلاتا ہے اسکی شمال کیطرف کوہ سفید
مغرب کوہ مقبوضہ قوم منگل جنوب علاقہ خوست مشرق علاقہ اورکزئی و بنگش ہے کوہ سفید کیطرف جنوبی مشہور
درے شلوزان ملونا زیران کرمان ہویار اریوب ہین جو اس علاقہ سے علاقہ رکھتے ہین اراضی اس پہاڑ کی زرخیز
اور نالہ کرم سے سیراب ہوتی ہے مکئی و چانول کی پیدایش بہت ہوتی ہے انگور سیب انار کی پیداوار کا حد و
حساب نہین جنکی تجارت بنون وغیرہ ملکون مین ہوتی ہے اس پہاڑ کے مغربی حصہ مین بمقام اریوب قوم جاجی سنی
مسلمان اور ہویار سے نیچے رافضے رہتے ہین اوپر کے پہاڑ دمین قوم منگل و چکمنی بستی ہے کوہ سفید مین چوب
عمارتی دیودار زیتون وغیرہ عمدہ عمدہ لکڑی ہوتی ہے مغربی چوٹی اوسکی سطح سمندر سے سولہ ہزار فیٹ کے
قریب اونچی ہے کوہ سفید اور کوہ سپینہ اوسکا نام ہے **رود کرم** یہہ ایک نالہ کوہ سفید کے جنوبی حصہ
سے نکلکر نواح اریوب اور مقام ہویار کے پاس سے گذرکر قوم طوری کے علاقہ مین جو اسی نالہ کے نام سے
علاقہ کرم کہلاتا ہے ہوتا ہوا علاقہ بنگش و وزیران و درویش خیل کے پہاڑی ملک سے جنوب شرق کو بہتا ہوا
علاقہ بنون کے مغربی سرحد سے نکلکر سیدھا جنوب شرق کو جاری ہوتا ہے اور اکثر پرگنہ بنون و مروت
و عیسی خیل کو سیراب کرتا ہوا دریاے سندہ مین قصبہ عیسی خیل سے بفاصلہ پانچ میل کافرکوٹ کے متصل داخل ہوتا ہے
یہہ نالہ علاقہ کرم و بنون وغیرہ کی سیرابی کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے اس نالہ مین پہاڑ کے اندر نزروم کے مقام کے
نزدیک ایک اور نالہ کیتی نام پہاڑ سے نکلکر شامل ہوتا ہے اوس نالہ کا سر کوہ مبدران مین واقع ہے جہان اوسکو
شمل کہتے ہین اور ملک خوست سے ہوکر آتا ہے کل راستہ نالہ کرم کا کوہ سفید سے لیکر دریاے سندہ کے شمول تک ایکسو پچاس
میل ہے جسمین سے کوہی راستہ پچاس میل اور میدانی راستہ سو میل شمار ہوتا ہے **کوہ سلیمان** یہہ ایک
فراخ اور بلند قطار پہاڑون کی سلطنت انگریزی کے مغربی انجام کو مغرب کیطرف واقع ہین جو شمال سے جنوب کو
پھیلتی ہوئی چلی جاتی ہین ونکاہن کے پہاڑون کے قریب سطح اسکا بہت بلند ہے اور تخت سلیمان اوسکا نام ہے وہان کی
اونچی سمندر کے سطح سے گیارہ ہزار فیٹ ہے اس چوٹی کے اوپر چشمہ برف سردی کے موسم مین پڑی رہتی ہے گرمی مین

برف گل کر بہہ جاتی ہے کلی کے کنکر اور ریتلی پتھر بہت ہین دریای سندھ کے طرف کے شرقی گہاٹیان اسکی بہت
ڈہلوین ہین اور بیشمار چشمے اور ندیان اس سے نکلکر ڈیرہ جات کے ملک کو سیراب کرتے ہوئی سندھ مین داخل
ہوتے ہین اور بعض کا پانی راستہ مین ہی جذب ہو جاتا ہے مغربی گہاٹیان اسکی لمبی اور اونچی ہیتیان کے
جنگل تک پہونچتے ہین اور مشہور ہے کہ کوئی دریا اس پہاڑ کی سوای رود گرم کے سمندر تک نہین پہونچتی
صرف رود گرم کا پانی بذریعہ دریای سندھ کے سمندر تک پہونچتا ہے اس پہاڑ کا کل سطح شمال سے جنوب کو
تین سو پچاس میل ہے افغانی قوم بکثرت اسمین رہتی ہے نباتات اور سبزی اسپر بہت کم پیدا ہوتی ہے مگر
اسکے نشیب سے چوٹی تک بہت گہری پتلی برف یعنی کہرے سردی کے موسم مین پڑے رہتے ہین اور اونچے
اونچے کانٹے دار جہاڑیان پیدا ہوتی ہین جنکے ساتھ بہار کے موسم مین پھول بھی ہوتے ہین **دریای**
توچی یا گمبیلا یہہ دریا کوہ خروٹی علاقہ اور گون اور کوہ ربل سے نکلکر نواح مرغہ اور علاقہ داور
سے گذر ملک بنون کے مغربی سرے سے سیدھا شرق کیطرف کوہ تنگہ توچی سے باہر نکلکر ضلع بنون کی حدود
مین داخل ہوتا ہے اس نالہ سے صرف تپہ مارکزہی و نوڑر و بگاخیل وزیران کی اراضی سیراب ہوتی ہین
اور جنوب سے لنڈیدک کی زمین کو بھی پانی ملتا ہے اوس سے نیچے پانی اسکا زمین کی سیرابی کے کام نہین آتا
مگر مروت کے علاقہ مین جہان اس نالہ کا نام گمبیلا ہے لوگون کے ہیچ مین پانی اسکا کام آتا ہے پھر قصبہ
لکی مروت سے تین میل شرق کیطرف نالہ کرم مین داخل ہو جاتا ہے کل راستہ اسکا ابتدا سے انتہا تک ایکسو
میل کا شمار ہوتا ہے **گلیری درہ** یہہ ایک درہ اور کوہ سلیمان مین ڈیرہ جات سے کابل کیطرف
جانیکا راستہ ہے یہہ درہ گومل دریا کے اوپر درمیان جنگلی و پہاڑی ملک کے جہان ہزاری قوم رہتی ہے واقع
ہے اس درہ کو ایک بڑا راستہ واسطے آمد و رفت ہندوستان و افغانستان کے شمار کیا جاتا ہے شمال طرف
اسکے درہ خیبر اور جنوب کیطرف درہ بولان ہے اور اسی درہ بولان کے اندر سے ہوکر انگریزی فوج شاہ
شجاع کو لیکر کابل گئے تھی لوہانی افغان کے قافلے گلیری درہ سے بہت گذرتے ہین جو مال ہندوستان کا کابل
اور افغانستان کا ہندوستان کو لایا جاتا ہے اسی درہ سے گذرتا ہے راستہ اسکا بہت پیچدار و پرپیچ ہے
جب درہ مین داخل ہوون تو قریب تیس میل کے اول شمال مغرب کو جاتی ہین پھر آگے چالیس میل مغرب کے
سمت کو چلنا ہوتا ہے مسافر لوگ بے شمار مکر کہاتے اور تکلیفین اوٹھاتے ہوئی غزنین پہونچتی ہین اس درہ
کے اندر وزیری قوم بکثرت رہتی ہے پیشہ انکا غارتگری و قزاقی ہے اگرچہ وہ پہاڑون کے اندر جہان
پانی ہو کاشتکاری بھی کرتے ہین مگر اصلی پیشہ انکا غارتگری ہے اور ہر وقت تاک مین رہتے ہین کہ اس درہ
سے مسافرون کو لوٹین وہ جا بجا مسافرون کو مار دینا یا لوٹ لینا انکے نزدیک کچھ بڑی بات نہین ہے

اسواسطے لوہانی وغیرہ سوداگر بڑے بڑے قافلے لیکر اس درہ مین داخل ہوتے ہین اور ہتھیار وغیرہ سامانون سے درست رہکر بغیر از مشکل جان و مال بسلامت لیجاتے ہین **گومل** یہہ ایک دریا شرقی کوہ افغانستان مین بہتا ہے اور کوہ سلیمان سے نکلکر دریاے سندہ کے طرف آتا ہے اور بعد طے کرنے مسافت اکیوساٹھہ میل کے ریگستان جو اس کوہ مین پھیل جاتا ہے اور ریگی زمین اوسکی پانی کو جذب کرتی جاتی ہے اس دریا کے راستے کو جو پہاڑ کے اندر ہے گلیری درہ کہتے ہین شمال کیطرف اوسکے درہ ژیبرا اور جنوب کے سمت کو درہ بولان ہے بلکہ گومل نام ایک قصبہ بھی اس مین اوس سڑک پر جو غزنین سے ڈیرہ اسماعیل خان کیطرف جاتی ہے چالیس میل ڈیرہ اسماعیل خان سے مغرب کیطرف آباد ہے آبادی اسکی گومل کے درہ اور دریاے گومل کے درمیان نہر کنارے کے اوپر واقع ہے کافرکوٹ اس نام کا پہاڑ اور ایک پرانا قلعہ قدیمی عمارت کا ہے ایک تو قلعہ ضلع بنون پرگنہ عیسی خیل موضع کوندل کے جنوب دریاے سندہ کے مغربی کنارے کے پہاڑ پر ایک ٹوٹا قلعہ بنا ہوا نظر آتا ہے عمارت اوسکی اگرچہ خستہ حال ہے مگر نہایت مستحکم و بلند ہے بڑے اونچے برج ابتک اسکی عمارت کا بقیہ موجود ہے اور دیوارون مین توپ بندوق کے مورچے دکہائی دیتے ہین سوای قلعہ کے یہہ بھی واضح ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین یہان بڑا شہر آباد تھا کہنڈرات اوسکے دور دور تک معلوم ہوتے چلے جاتے ہین مگر اسکے بانی کا نام اور اوسکا زمانہ دریافت نہین ہوتا اور نہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ شہر کب آباد تھا اور کب ویران ہوا قلعہ کے ٹوٹے ہوئی دیوار دریاے سندہ کے ساتھہ ملی ہوئی ہے اب بھی جو شخص اعلی عمارت کو دیکھتا ہے اوسکی استحکام و مضبوطی و صفائی کے معاینہ سے متعجب و حیران رہ جاتا ہے وڈ صاحب مورخ انگریز فرماتے ہین کہ ہمنے ایسی عمارت بلند و پختہ باوجود بہت سی سیاحی کے کہین نہین دیکھی چونکہ چند عمارات اسمین گنبد کی صورت گول ہین اونکو دیکھنے سے یہہ قیاس ہوتا ہے کہ بودہ مذہب والی لوگون کی جو دو ہزار برس سے مشتر یہان آباد تھی یہہ مکانات اپنی پرستشگاہین بنائی ہون اور جو اون پر مورچال بنی ہین کسی دربادشاہ یا راجہ نے اونکی بعد بنوائے ہون کیونکہ یہہ نشان پہاڑ کے عمدہ موقع اور سخت جگہہ پر واقع ہے اور اسملک کے حکام کے واسطے یہہ قلعہ نازک وقتون مین حصن حصین اور جاے پناہ تھی اور یہہ بھی مشہور ہے کہ ہمایون بادشاہ صفائی نے بھی اپنی بہائیون کی بیمہری کے وقت ایکدفعہ یہان آکر پناہ پائی تھی ورنہ تحقیق کی یہہ عمارت بنی ہوئی ہے اوسوقت تو توپ و بندوق وغیرہ آتش فشان ہتھیارون کا ہند مین کہین نام و نشان بھی نہ تھا دوسرا کافرکوٹ بنون کے شمال کیطرف یہہ ایک اونچی پہاڑ کا نام ہے جو تراشا ہوا پہاڑ قلعہ کے دیوار کیطرح اونچا معلوم ہوتا ہے مگر اوسپر کوئی عمارت یا نشان عمارت کا نظر نہین آتا قدرتی شکل اوسکی اسیطرح خالق حقیقی نے پیدا کی ہے اور جو تین بڑی بڑی ٹیلے پہاڑ کے دور سے بطور قلعہ کا

پاس کہائی دیتی ہین نزدیک جاکر دیکھنے سے دور دور معلوم ہوتی ہین **کوہ غونڈ** صدر ضلع بنون کے مقام سے بیتالیس میل گوشہ جنوب مشرق کو شیخ بدین جسکو کوہ غونڈ بھی کہتے ہین سطح سمندر سے چار ہزار چھ سو چار فیٹ بلند ضلع ڈیرہ اسماعیل خان اور بنون کے وسط مین درہ پیزو سے مشرق کے طرف واقع ہے اگرچہ بسبب قلت پانی کے درخت وہان کے بے رونق اور خشک ہین مگر بباعث بلندی کے گرمی کے موسم مین سرد رہتا ہے اور ہوا بھت زور شور سے چلتی ہے تاہم گرمی کی شدت سے محفوظ رہنے کے واسطے اکثر صاحبان انگریز اپنے میمون اور بچون کو لیکر گرمی کا موسم وہان جا کاٹتے ہین اور ڈیرہ اسماعیل خان و غازیخان و بنون کے انگریز عیالدار اکثر وہان مئی سے سمبر تک رہتے ہین **علاقہ خوست** یہہ پہاڑی علاقہ کرم کے علاقہ سے جنوب کے طرف واقع ہے اسکے مغرب کیطرف کوہ جدران مشرق کوہ وزیران مع میت خیل و حسن خیل ہے چار دو طرف اسکی بلند پہاڑ حلقہ کئے ہوئی ہین بیچ مین مسطح میدان ہے کوہ جدران سے رود شمل نکلکر اِس ملک کے وسط مین شرق کے طرف کو بہتی ہے اکثر علاقہ اوس سے اور کچھہ چشمون کے پانی سے سیراب ہوتا ہے گندم اور چانول بھت پیدا ہوتے ہین غربی حصہ مین اِسکے قوم اسماعیل خیل و حیدر خیل و مندوزی وسط مین قوم بڑبہ و مردخیل مشرقی مین قوم لگن و ترکی خیل وغیرہ آباد ہین لغاری قوم انمین تجارت پیشہ ہے اور باقی سب کشتکاری کرتے ہین تمام کوہستان کا تحفہ مشہور ہے اور گھی و چانول و نمد ضلع بنون کو فروخت کیواسطے جاتا ہے سنبر نمک وزیری قوم یہان فروخت کیواسطے لاتی ہے نیل و آہنی اسباب و پختہ چرم و پارچہ سفید کی یہان بڑی قدر ہے یہہ علاقہ فی زماننا امیر کابل کے متعلق ہے **علاقہ وزیری** یہہ علاقہ بھت وسیع ہے اور وزیری قوم پہاڑونمین منتشر ہے آبادی انکی گنجان نہین ہے متفرق موقعون مین آبادیان ہین مشرق کیطرف اسکی حدود ضلع کوہاٹ و بنون و کوہ بہٹنی جو حدود ٹانک ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے ملا ہوا ہے جنوب درہ گومل مغرب علاقہ قوم خروٹی ملحقہ کوہ سپیرل شمال علاقہ درگون و جدران ملک خوست و کرم و حدود ضلع کوہاٹ واقع ہین ان حدود کے اندر وزیری قوم متفرق رہتی ہے فرقہ درویش خیل یعنی اتمانزئی و احمدزئی آپسمین مختلط رہتی ہین و مسعودون کا علاقہ الگ ہے ایک شاخ کے پہاڑ کے اندر علیحدہ علیحدہ زمین ہے سوائے علاقہ کانی گرم شوال و مرغہ و سپیرل کے باقی علاقے مین زرعی زمین بھت کم ہے ملک انکا ناہموار و ٹیلہ دار ہے جنوبی و مغربی حصہ مین اِسکے اونچے اونچے پہاڑ ہین سب سے اونچا پہاڑ مسعودون کے علاقہ مین پیرغل ہے بلندی اوسکی سمندر کے سطح سے گیارہ ہزار پانسو تراسی فیٹ شمار ہوئی ہے ان پہاڑون مین چیڑ کے درخت اور دیودار کے بکثرت جنوب کیطرف علاقہ وزیری کے کوہ روانہ ہے اور اسی علاقہ کے اندر علاقہ **کوہ دور اندڑ** مغربی حدود ضلع بنون رود ترچی کے دونو کنارون پر واقع ہے پہاڑ کا

اسکے قوم وزیری اور بیچمین درہ توچی کے اندر قوم داوڑ بستی ہی سرزمین اسکی رود توچی کے پانی سے سیراب ہوکر غلہ کی پیداوار کامل ہوتی ہے تماکو اور ہگی(؟) اور مویشی اس علاقہ کے ضلع مین سوداگر فروخت کیواسطے لیجاتے ہین پارچہ سفید اور نمک کی یہان بہت قدر ہی **علاقہ شیرانی** درہ گومل کے جنوب کیطرف یہہ ایک پہاڑی علاقہ واقعہ ہے مغرب کیطرف اسکے رود ژوب مشرق قوم کاکڑ و مندوخیل مشرق حدود ضلع ڈیرہ اسماعیل خان وپرگنہ کلاچی ہے اسکے شمالی حصہ مین قوم حسن خیل وسط مین بوخیل چلوانی(؟) جنوبی مین قوم ہریپال(؟) شاخہای شیرانی بستی ہین علاوہ اسکے قوم بابڑ اور دشترانی جنوب مشرق کیطرف آباد ہین اور اسی علاقہ مین وہ اصلی خطہ کوہی کوہ سلیمان کا جسکو تخت سلیمان کہتے ہین سطح سمند سے بارہ ہزار فیٹ اونچا موجود ہے اور اسی موقع کے سبب نام کل سلسلہ متعلقہ اس پہاڑ کا کوہ سلیمان مشہور ہے علاقہ شیرانی اور اشترانی سے جنوب کیطرف ایک نالہ کہی ڈہنوڈہ نام سے لیکر ضلع ڈیرہ غازیخان کے حدود تک مغربی گہاٹیون مین قوم بلوچ کے شاخین ملک سندھ کے حد تک آباد ہوتی چلے گئی ہین اسیطرح کہ نالہ دہوڈہ سے جنوب کیسمت قوم کسرانی اور اس سے جنوب بزدار وغیرہ پہر میدان شم سے مغرب کیطرف کوہی ملک مین قوم گرچی(؟) اور اون سے جنوب مگنی(؟) آباد ہین **ملک کاکران** یہہ قوم بہی وزیری قوم کیطرح ایک وسیع پہاڑی علاقہ پر قابض ہے مگر مشہور اور عمدہ علاقے انمین سے اول رود ژوب کے جنوب شمال کیطرف یہہ واقع ہین یعنی رود ژوب کے کنارون پر قوم مندوخیل وکاکڑ کے دیہات آباد ہین زمین زرخیز و سیراب عمدہ ہے دوسرا علاقہ اسکا بوری و برشور و کچہوغی(؟) و کوئٹہ ہے جسکے حدود سے درہ بولان تا بین قندہار و شکارپور جاتا ہی علاوہ اسکے اکثر گرد نواح کے پہاڑون پر متفرق آبادیان بہی اس قوم کے موجود ہین مشرقی حدود انکی کوہ شیرانی و بلوچان سے دور تک ملتی چلے گئے ہین قوم موسیٰ خیل و ایسوٹ افغان کسرانی بلوچون کے پہاڑون سے مغرب کیطرف ضلع ڈیرہ غازیخان کے حدود تک آباد ہوتے چلے گئے ہین انکی علاقون سے گوسفند و مویشی خرید کر تاجر لیجاتے ہین اور باہر سے پارچہ سفید یہان لاکر فروخت کرتے ہین **نالہ طہورا** یہہ ایک پہاڑی نالہ ڈیرہ جات کے علاقہ مین بہہ کر ملک کو سیراب کرتا ہی اخراج اسکا کوہ سلیمان کے مشرقی حصہ سے ہے جو اسمین(؟) نکلکر یہہ ڈیرہ جات کے علاقہ مین آتا ہے اور پینتالیس میل تک بہا ہے زمین کو سیراب کرکر ریگستان مین مفقود ہوجاتا ہی **ساون** یہہ ایک نالہ شرقی بناد کوہ سلیمان سے نکلکر علاقہ ڈیرہ جات مین آتا ہی اور پچیس میل تک غرب سے شرق کیطرف بہتا ہوا اور ملک کو سیراب کرتا ہوا ریگستان مین پہونچتا ہی دامن اگر پانی اسکا تمام و کمال ریت مین جذب ہوجاتا چلاجاتا ہی **کوہ بارہ** ضلع ڈیرہ غازیخان کے متعلق یہہ ایک پہاڑ ہی قوم بلوچ اسمین رہتی ہے صبح(؟) کے وقت پہاڑ کی درختون کے اوپر جو شبنم پڑتی ہے وہ جم جاتی ہے وہان کے باشندے درختون کے اوپر سے

وہ شبنم جمع کر کر شکر کے بدلے کہاتے ہین اور وہ بالکل ترنجبین اور شیرخشت کیطرح شیرین و لذیذ ہوتی ہے لیکن
وہی عین ترنجبین ہے اوسکی شیرینی مین اور کچھہ عیب نہین ہے البتہ کہانے کے وقت بہاو کے پتون کی بو آیا کرتی
ہے وہانکے لوگ اوسکو شکر کہتے ہین گندم و جو و باجرا و جوار کی وہان پیدایش بہت ہے ۔

آٹھوین تقسیم بہاولپور کی ریاست اور وہان کے ملک کے ذکر مین

یہہ علاقہ ریاست گاہ رئیس بہاولپور کا پنجاب کے میدانی ملک سے بسمت جنوب مغرب واقع ہے مغرب کے طرف اسکی ملک
سندہ و علاقجات سرحدی پنجاب مشرق و جنوب کو ضلع بٹھیانہ و جیسلمیر جنوب مغرب کے طرف زاویہ ملک سندہ ہے
سرزمین اس علاقہ کی بشکل بیضوی تین سو اسی میل طول شمال مشرق سے جنوب مغرب کو اور اکیاسی میل چوڑی کل
سطح بائیس ہزار میل مربع ہے اسقدر زمین مین سے کل چھٹا حصہ قابل زراعت ہے باقی سب ریگستان و جنگل ویرانہ ہے
شمال مغربی حد پر اسکے دریای گہارا و پنجند و سندہ جاری ہے زمین اسکی ہموار و مسطح ہے کوئی ٹیلہ یا پہاڑ نہین ہے
سوای ریگ کے ٹیلون کے جو پچاس یا ساٹھہ فٹ سے زیادہ بلند نہین ہوتی ہے زمین قابل زراعت اس علاقہ کی دریا کے
بانکی کنارے بارہ میل تک چوڑی دور تک چلی گئی ہے اسی زمین کے ٹکڑے مین بہت سی آبادیان واقع ہین [illegible]
رعایا اس علاقہ کے اکثر مسلمان اور ہندو کم ہے آمدنی کل علاقہ کی رئیس متوفی کے وقت پندرہ لاکھہ کے قریب تھی اب
سرکاری سرپرستی اور انتظام مین آمدنی بہت بڑہ گئی ہے چہہ لاکھہ آدمی کے قریب کل علاقہ مین آبادی ہے بہاولپور احمد پور
خانپور اُچ بڑی بستیان اسمین آباد ہین **خاص شہر بہاولپور** یہہ شہر دارالریاست بہاولپور کا
دریای گہارا کے ایک شاخ پر بڑی دریا سے بفاصلہ دو میل شہر ملتان سے بفاصلہ ستر میل ریگستانی کے اندر آباد ہے
شہر پناہ اسکا خام اور کل دورہ قریب چار میل کے ہے قوم سید صد او دیوترہ و بلوچ و راجپوت و کہتری ایسے
طرح طرح کے قومین اسمین بستی ہین عمارت پختہ و خام ملی ہوئی ہے تعداد چار ہزار آٹھہ سو کے حویلیان اور ایکہزار پانسو
دوکان بیشتر ہزار آدمی کی آبادی ہے رئیس کے رہنے کے مکانات بڑے بلند و عالیشان بنے ہوئے ہین بازار با رونق
کارخانہ تجارت بکثرت بڑے بڑے ساہوکار مالدار و تجار با وقار دوکانین کرتے ہین کارخانی ہر ایک پیشہ
کے جاری ہین پارچات لنگی ابریشمی سادہ و ابریشمی سادہ و کلابتونی و لنگی سوتی و سوسی مشروع و گلبدن و دارائی
ابریشمی یہان بہت تحفہ بنے جاتے ہین کانسی کے کٹورے اور مسی برتن یہان عمدہ بنتے ہین بندوق و تلوار وغیرہ بہی کام
یہان بہت اچھا بنتا ہے جو لوگ دور دور و بطور تحفہ لیجاتے ہین آدمی اس شہر کے قد آور و مضبوط و سانولی رنگ
کے ہوتے ہین سر کے بال بہت بڑا کر رکہتے ہین اور بالون کو تیل اسقدر لگاتے ہین کہ تمام کپڑے چرکین چرب ہو جاتے ہین
بہنگ کا نشہ بہت پیتے ہین بلکہ ہر ایک کے گہر بہنگ گہٹی گہٹائی تیار رہتی ہے جب کوئی دوست یا آشنا آدمی تو مدارات

اونکا صرف بنگ کا پیالہ ہی یہان کے اشراف فارسی پشتو ہندوستانی وسندہی بولی بولتے ہین عام لوگ صرف ملتانی
بولی ہی کی استعمال کرتے ہین جسمین یا ہین کا لفظ زیادہ تر مستعمل ہوتا ہی اور دال کے حرف کو ڈال بولتے ہین اور ملکون
کے مسافر اس ضلع کے لوگون سے بسبب میلاپن و سخت زبانی بہت نفرت کرتے ہین ہم جدی اوس کے داؤد پوترہ
کہلاتے ہین جو مورث اعلی رئیس داؤد خان نام کے اولاد ہین شہر کے اندر اور باہر اکثر باغ خوشنما و سرسبز شہر
کے زیب و زینت ہین شہر سے ایک سڑک سرسہ و مہیانہ کے علاقہ کے طرف بنائی گئی ہی شہر کا بانی نواب بہاول خان
ہے جسنے یہ شہر آباد کرکر اپنے نام کے اوپر بہاولپور نام رکہا تہا **ریاست بہاولپور** اکبر شاہ چغتائی
کے وقت اس ریاست کی خاندان کی بنیاد قایم ہوئی مجمل حال اسکا یہ ہی کہ اول اوس خاندان کے بزرگون سے
سے چنی خان و بہادر خان نے شاہزادہ محمد مراد اکبر بادشاہ کے بیٹے کی خدمت مین حاضر ہوکر [illegible] ہجری
سندہ کی بابت کے مہم مین خدمتین نمایان کین و عزت پائی پہر اوسکے یہان داؤد خان اور داؤد خان کے
گہر محمود خان اور محمود خان کے گہر محمد خان محمد خان کے گہر داؤد خان ثانی پیدا ہوا داؤد خان کے گہر حیدر خان
اوسکے بہت سے فرزند پیدا ہوئے اور بڑی عمر پائی اوسکے جیتے جان بہت سی اولاد اوسکی بڑہ گئی جو داؤد پوترے
کہلانے لگے اب بہی جو اس ملک مین داؤد پوترے مشہور ہین اونہی داؤد خان ثانی کی اولاد کہتے ہین پہر
چند پشت کے بعد محمد بہادر خان ایک شخص بڑا عالی حوصلہ صاحب بخت اونمین پیدا ہوا اور عالمگیر اورنگ زیب کے وقت
اوسنے ناظم بہکر کے پاس حاضر ہوکر اپنی خدمات سے اوسکو خوش کیا اور بہت سی زمین غیر آباد و جنگل ناظم سے لیکر اوسپر شکارپور
بنائی اور شہر شکارپور جو سندھ کے ملک مین ایک مشہور شہر ہے آباد کیا جب وہ مرگیا تو محمد مبارک خان اوسکا بیٹا
جانشین اوسکا ہوا چونکہ وہ آدمی صاحب حوصلہ و منتظم تہا بادشاہ کے یہان سے صوبہ داری ملک سیوستان علاقہ
بہکر کی اوسکو ملی وہ [illegible] ایکہزار ایکسو اونچاس ہجری مین مرگیا اور صادق محمد خان اوسکا بیٹا جانشین ہوا
اوسکے وقت مین ریاست مین ابتری ظہور مین آئی اسواسطے وہ معہ اپنے بیٹون محمد بہاول و مبارک خان و فتح خان
کے شکارپور سے ادہر کو چلا آیا اور یہان آکر اوسنے موضع چوہدری جو متصل اللہ آباد علاقہ بہاولپور کے ہی آباد کیا جب وہ
مرگیا تو محمد بہاول خان بڑا بیٹا اوسکے ریاست پائی اوسنے حسب الاجازت صوبہ ملتان کے اس ویرانہ جنگل مین جسکو
بیابان بہرکی جہوک کہتے تہے شہر بہاولپور کی آبادی کی اوسکے مرنے کے بعد مبارک خان اوسکا بہائی جانشین ہوا اوسنے بہاولپور کی
آبادی مین بہت کوشش کی جب وہ مرگیا تو فتح خان کا بیٹا بہاول خان ریاست کا مالک بنا اوسنے اپنی دولت و ریاست بڑہائی اور
زیر حکومت والی کابل کے ریاست کرتا رہا جب احمد شاہ درانی شاہ کابل مرگیا اور بہت سے صوبے کابلی سلطنت کے خودسر ہوگئے تو
اوسنے بہی خودمختاری اختیار کی ہی اسواسطے تیمور شاہ احمد شاہ کے بیٹے نے اوسپر یورش کی جب محاصرہ ہوا تو بہاول خان جیسلمیر
کو بہاگ گیا پہر حاضر ہوکر اطاعت قبول کی اور بادشاہ دوبارہ اوسکو خلعت ریاست کا دیکر اور معاملہ لیکر چلا گیا

سنہ ۱۸۶۶ بکرماجیتی میں بہاول خان مرگیا اور محمد صادق خان اوسکا بیٹا مسند نشین ہوا اور دس برس تک حکومت
ہوکر ریاست کرتا رہا سمت ۱۸۷۵ بکرماجیتی میں رنجیت سنگہ نے ڈیرہ غازیخان کا ملک فتح کرکر شاہ زمان خان کے
حاکم سے تین لاکھ روپیہ نذرانہ وصول کیا اور اس ریاست کے طرف متوجہ ہوکر بہت سا علاقہ اسکا غارت و تاراج
کرکر اپنے تصرف میں کھینچ لیا اور چند سال تک پے درپے لاکھوں روپیہ نذرانے کے وصول کیے سمت ۱۸۸۲ بکرماجیتی
میں محمد صادق خان مرگیا اور نواب بہاول خان اوسکا بیٹا رئیس و حاکم بنا اوسکے وقت میں رنجیت سنگہ
نے اس رئیس کو وصول نذرانہ و جرمانہ وغیرہ کے واسطے بہت تنگ کیا اور چاہا کہ کسیطرح بلا جنگ و جدل یہ
علاقہ لے لون رئیس نے جب یہ دیکھا کہ اب رنجیت سنگہ کے ہاتھ سے ملک و ریاست و عزت کا بچنا محال ہے تو اوسنے
انگریزون کی اطاعت قبول کی چونکہ انگریزون کو بھی منظور تھا کہ رنجیت سنگہ کے علاقے اور اپنے ملک میں
دریای ستلج حد مقرر ہو اسواسطے اونہون نے رئیس کی درخواست قبول کی اور اوسکو اپنی حفاظت میں
لے لیا اوس روز سے یہ علاقہ رنجیت سنگہ کے ماتحتی اور حکومت سے باہر نکل گیا بلکہ بعد فتح کابل جب شاہ شجاع
کو انگریزون نے کابل کے تخت پر بٹھلایا تو بھی یہ علاقہ کابل کی سلطنت کے حکومت سے بری رہا اور رئیس
بہاولپور نے سرکار انگریزی کی بڑی بڑی خیرخواہیاں کین پہلے سندہ کے ملک کی مہم میں اوسنے فوج انگریزی
کو رسد پہونچائی اپنی فوج بھیجکر مدد کی بعد فتح سندہ بجلدوی حسن خدمات گورنمنٹ نے اوسکو علاقہ سبزل کوٹ
و بھونگ باڑہ عطا کیا بعد ازان جب مولراج ناظم ملتان نے بغاوت کی تو یہان کے رئیس نے اپنی فوج
نو ہزار سوار و پیادہ انگریزونکی مدد کو بھیجی اور ایک بڑی بھاری لڑائی فیمابین فوج بہاولپور و مولراج کی ہوئی جسمین بہاولپور کی
فوج فتحیاب ہوئی اس خدمت کے عیوض میں سرکار انگریزی نے ایک لاکھ روپیہ سالانہ پنشن تاحیات رئیس بہاولپور کی مقرر فرمائی
نیز سنہ ۱۸۴۷ع میں ایک ٹکڑا زمین کا جو نواب کے ملکیت دریای گہارا کے پار تھا اور سرکار انگریزی کو واسطے کاربیٹ کے اوسکی بعوض
کی ضرورت تھی نواب کے تئیں بلا تامل دیدیا غرض بہاولخان نے حق دوستی و خیرخواہی و وفاداری کا سرکار انگریزی کے ساتھ
پورا کیا سنہ ۱۸۵۲ع میں بہاول خان مرگیا پہلے چھوٹا بیٹا اوسکا محمد صادق خان جانشین ہوا اور حاجی خان بڑا بیٹا اوسکا قید ہوا
مگر چھوٹے بیٹے کی حکومت قائم نرہی اور باتفاق اہل فوج و ملک کے وہی حاجی خان ریاست کی گدی پر بیٹھا اور چھوٹا بیٹا سلطنت انگریزی کی
نظر بند رہا اسکے مرنے کے بعد چونکہ رئیس حال خورد سال رہگیا تھا اسواسطے انتظام اس ریاست کا سرکار انگریزی
نے اپنے ذمہ لیکر مسٹر فورڈ صاحب کمشنر ملتان کو بہاولپور میں مامور کیا صاحب کے جانے سے سب لوگ راضی و خوشنود
ہوگئے مگر چند مفسد و افترا پرداز آدمی جو یہ بات نہیں چاہتے اپنے اعمال کے مکافات کو پہنچکر قید ہوئے اور [illegible] خان
نواب بہاولخان کا سوتیلا بھائی جو پہلے نواب کے وفات کے بعد دعویدار مسند نشینی کا ہوا تھا اور رئیس مرحوم نے
اوسکو قلعہ دراور میں قید کیا تھا نکلوا کر لاہور کو روانہ کیا گیا اور لاہور میں پہنچکر کچھ عرصہ تک

قلعہ لاہور مین مقام شیش محل نظربند رہا پھر معہ اہل و عیال اوسکو شہر مین رہنے کی اجازت ملی بہاولپور مین میجر
فورڈ صاحب نے فوج کا انتظام کیا اور کل تنخواہ سابقہ فوج کی دیکر آیندہ ماہ بماہ تنخواہ دینے کا حکم نفاذ دیا اس سے
کل فوج تابعدار و شکرگذار ہوئی تغلب و خیانت کرنے والے لوگ برخاست ہوئے فوج آہستگی کم کی گئی اور آیندہ
کیسیکو نوکر نہ رکھا گیا کاردار ان اور اہلکار ان کے اختیارات جو پہلے غیر محدود تھی محدود کئی گئی ہر ایک محکمہ کی قواعد بنکر
اور اسکے تیار ہونے کا حکم نافذ ہوا خزانچی ریاست کا ایک عزت دار آدمی قرار پایا اور اوسی کی گماشتی
متصلات مین مامور ہوئی تمام ریاست کی علاقہ مین ڈاک کا سررشتہ قایم ہوا اور ریاست کی ضروری امور کا
انتظام بصلاح اہالیان دربار ہوا اور چونکہ وہان کے آدمی انگریزی کام و انتظام سے محض ناواقف تھی ناچار چند
ہندوستانی لیکن وہان بلوا کر کام سپرد ہوئی خاص فورڈ صاحب بعہدہ ایجنٹ لفٹنٹ گورنر جنرل ممتاز ہوئی اور
کپتان مینچن صاحب نے بمنصب پولیٹکل سپرنٹنڈنٹ سرافرازی پائی کل ریاست مین تین نظامتین اور ایک ایک ناظم مقرر ہوا اور
ہر ایک ناظم کو اختیارات فوجداری و دیوانی و کلکٹری عطا ہوئی بڑے بڑے شہرون اور قصبون مین تحصیلدار مقرر ہوئی اور
کپتان [illegible] کی [illegible] الریاست کی عدالت ایک وزیر کے [illegible] وزارت ریاست سپرد ہوا اور وہ زیر نگرانی
[illegible] افسر صاحب پولیٹکل ایجنٹ [illegible] علی ہذا القیاس عدالت فوجداری کا صدر حاکم ایک شخص کونسل کے ممبرون مین سے کر دی
جمعیت پولیس کی [illegible] محصول مین تاجرون کو تخفیف ہوئی [illegible] کا فضول خرچ موقوف ہوا ۱۸۶۶ و ۱۸۶۷ مین اہل ریاست کی [illegible]
لاکھ تھی [illegible] کے باہین جو آمدنی نقد ہوئی [illegible] کے اون مہینون کی آمدنی کے مقابل [illegible]
زیادہ تھی اور سال [illegible]ء کے فصل خریف کی آمدنی پہلی آمدنی سے تقریباً ایک لاکھ روپیہ کے زیادہ ہوئی اب کل
خرچ سالانہ مشمول تنخواہ سپرنٹنڈنٹ و دیگر اخراجات ریاست پندرہ [illegible] پچاس ہزار روپیہ ہو چکا نواب صاحب
صغرسن اور اونکی والدہ کے صرف کیواسطے دیا جاتا ہے سالانہ آمدنی سے [illegible] اور [illegible]
پہلی آمدنی سے خرچ زیادہ تھا اور ریاست ہمیشہ قرضدار رہتی تھی بہاولپور کے علاقہ مین ایک نہر [illegible]
شاخون کے ذریعہ سے پانی پہنچکر ملک کو سیراب کرتا تھا اور وہ مدت سے [illegible] اب دوبارہ اوسکا کھودا گیا بلکہ ایک
اور نئی نہر بھی کاٹی گئی ہے جس سے تمام علاقہ سیراب ہوگیا ہے اور قریب اسی میل کے یہ نئی نہر طول مین ہوگی اور
اوسی کے ذریعہ سے دریا کا پانی ایک پرانی نہر مین بھی جاری ہوتا ہے بہاولپور کے علاقے مین جسقدر نہرین ہین
اونکی حفاظت کیواسطے علیحدہ عملہ مقرر ہوا ہے شفاخانہ و مدارس بڑی آبادیون کے اندر جاری پائے اور زمیندار
جو پہلے ریاست کے اہلکارون کے زیادتیون سے اپنی زمینین چھوڑکر بھاگ گئی تھے وہ پھر آکر آباد ہوئی اور تمام
بنجر اور غیر آباد زمینین آباد و مزروعہ بن گئی ہین رعایا آباد اور فوج و شاد ہے احمدپور بہاولپور کی ریاست
کے متعلق یہہ ایک شہر چھوٹا سا آباد ہے اسکو بڑا احمدپور کہتے ہین اگرچہ عمارات اسکی عالیشان ہین مگر تجارت عام ہے [illegible]

صنعتون کے کارخانے جاری ہین بازار خوشنما وبارونق ہی ایک مسجد پختہ عالیشان جسکے چار مینار بلند بنے ہوے ہین بہاول خان کے بنوائی ہوئی یہان موجود ہے بندوقین توڑی دار اور بارود یہان بہت تحفہ بنتا ہی روئی و ابریشم کے کپڑے یہان بہت تحفہ بنے جاتے ہین کل شہر مین ایکہزار آٹھ سو گھر اور تئیس ہزار آدمی آبادی ہین شہر کے سوای ایک اور بھی بستی احمد پور نام اس علاقہ مین ہی جسکو چھوٹا احمد پور بولتے ہین آبادی اوسکی سندھ کے ملک کے طرف ریاست کی سرحد کے اوپر بہاولپور سے اکیس اور تئیس کوس کے فاصلے پر واقع ہے **قاسم کا** یہہ قصبہ ریاست بہاولپور مین بائین کنارہ دریای گہارا سے چار میل بہاولپور سے شمال مشرق کو اکیانوین میل آباد ہی **خان بیلہ** بہاولپور کی ریاست مین یہہ ایک بڑا قصبہ بائین کنارے دریای پنج ند کے آباد ہے زمین اسکی نہایت زرخیز و سیراب و سرسبز ہے دریا کے طغیانی کا پانی اوسکو سیراب کرتا ہی اسقدر کہ خشک سالی مین بھی اسکے زمین کو پانی کی حاجت نہین ہوتی پیدایش غلہ کی اوسمین بحساب ہوتی ہی قصبہ کے زمیندار بھی مالدار و آسودہ حال ہین بازار بارونق و پر تجارت ہی **خان گڈہ** یہہ قصبہ بہاولپور کی ریاست مین بہاولپور سے اٹھہتر میل سمت جنوب اور شہر بیکانیر سے اکیس تین میل شمال مغرب کو آباد ہی **خان پور** بہاولپور کی ریاست مین یہہ ایک آباد شہر اوپر کنارے اوس نہر کے جسکا نام اختیار وہی آبادی بازار اچھا اسکا آباد اور کارخانہ تجارت کا بکثرت بازارون کے اوپر اکثر چھتین پڑی ہوئی ہین اور ایک کچا قلعہ دو سو گز لمبا اور ایکسو بیس گز چوڑا بنا ہوا ہی رہنے حال کے طرف سی اوسمین قلعدار رہتا ہی گرد نواح کی زمین اسکی لایق کاشت و زرخیز ہے مگر جو زمین کہ خاص بہاولپور سے جنوب مغرب کو ہی اوس یہہ زمین ہلکی ہے کیونکہ شرقی ریگستان اس قصبہ کے پاس سے شروع ہوتا ہے اور جو سڑک کہ اسلام گڈہ سے آئی ہی وہ پچین میل سمت جنوب اس قصبہ کے عین ریگستان کے اندر واقع ہے اس ریگستان مین لمبے اور بلند ٹیلے ریتہ کے کوسون تک برابر نظر آتے ہین گویا اس جنگل کو ریتہ کا سمندر کہا جاوی تو بجا ہی اس شہر مین اگرچہ اب عمارت تھوڑی ہی مگر قدیمی علامات سی پایا جاتا ہی کہ کسی زمانہ مین یہہ قصبہ بہت آباد ہوگا اب بھی تین ہزار سی زیادہ آدمی اسمین رہتے ہین مگر مسلمان عام و ہندو ویران نام **خیر پور** بہاولپور کے ریاست مین یہہ ایک قصبہ دریای گہارا کے بائین کنارے آباد ہی اسکی شرق کے طرف ریتہ کے ٹیلے جن شہر زیر کو تھل بولتے ہین بہت نزدیک ہی اسو اسطے اوسطرف کی گلیان و بازار و گھر ریتہ سی بھر بھرے رہتے ہین اور وہ ریتہ تھل سے اوڑا اوڑکر قصبہ کی زراعت کو نقصان پہونچاتا ہے پہلے اس ریگستان اور قصبہ کی آبادی مین دو میل کا فاصلہ تھا چنانچہ حال گذرے ہین کہ گہارا مین طغیانی نہوئی اور پانی دریا کا اس شہر تک چڑہ آیا اوس برس اوچھی مین نو و دریا اوٹھا کرکے گیا اور یہہ ناقص تہہ یہان ڈال گیا عمارت قصبہ کی نام ہی مگر جو کچی مٹی کی

مٹی پختہ ہی اور بارش بھی اسطرف کم ہوتی ہے وہ کچے گھر مدت تک قایم رہتے ہین چند مسجدین و حویلیان پختہ و
منقش یہان بنی ہوئی ہین اور پانسو دوکان کا بازار ہی پہلے اس شہر مین تجارت بہت ہوتی تھی اب کم ہو گئی ہی
سوداگرون کے قافلے یہان آتے ہین اور خرید فروخت مال کی کرتے ہین کارخانی اچھی پارچہ بافی
و آہنگری و ظروف سازی کے یہان جاری ہین شہر کے باہر کچے قلعہ و گڈہ یہان کچی بنی ہوئی ہین جو یہان کے رئیس
وقت بوقت بناتی رہی ہین **ماروٹ** یہہ قصبہ بہاولپور کے شرقی میدان مین اوس سڑک پر جو بہاولپور سے
بھٹنیر کو جاتی ہے بہاولپور سے ساٹھہ میل مشرق کیطرف آبادی شہر پناہ قصبہ کے گرد خام بطور قلعہ بنا ہوا ہی -
گھرون کی آبادی بہت سی خام اور کچھہ پختہ بازار آباد و بارونق پر تجارت ہی گرد نواح کی دیہاتی لوگ اپنی
پیداوار کا غلہ یہان لاکر فروخت کرتے ہین **میرگڈہ** بہاولپور کے علاقہ مین یہہ ایک قصبہ بہاولپور سے
شرق کیطرف آباد ہے چھوٹا سا اسمین بازار ہی اور قصبہ کے پاس ایک قلعہ خام ہے زمین اسکی اچھی ہے
مگر زراعتون کو پانی کنوؤن کے ذریعہ سے دیا جاتا ہے **موج گڈہ** بہاولپور کی ریاست مین یہہ ایک قصبہ
اوس سڑک پر جو بہاولپور سے جودہپور کو جاتی ہے بہاولپور سے ستائیس میل جنوب مشرق کو آبادی علاقہ
متعلقہ اسکا تمام ریگ اور جنگل سے محیط ہی مگر خاص آبادی قصبہ کی پختہ زمین کے اوپر واقع ہی شہر کے گرد
چھوٹے چھوٹے ریگ کے ٹیلے بکثرت ہین شہر کے گرد پختہ دیوار پچاس فیٹ بلند اڈہائی فیٹ موٹی بنی ہوئی ہے
جب نواب بہاول خان نے اول اس شہر پر یورش کی تو شمالی دیوار کے طرف توپین نصب کین چنانچہ نشان
اوسکے آج تک نمایان ہین دمدمی و مورچی لڑائی کے شہر کے فصیل کے اندر بنی ہوئی ہین اور شکل وضع
شہر کے تمام و کمال قلعہ کے طور پر ہی اندر شہر کے ایک مسجد پختہ عالیشان بلند کرسی کی ایسی بنی ہوئی ہی جسکی بلندی
کے دیوار کی بلندی سے بھی زیادہ ہے مینار اوسکی دور سے نظر آتے ہین شمال کے طرف شہر کے باہر کسی بزرگ
مسلمان کا مقبرہ نہایت پختہ و عمدہ عمارت کا بنا ہوا ہی اوسکی مینار بھی بہت بلند و عالیشان ہین اور ایک
تالاب بھی قصبہ کے باہر پختہ بنا ہوا ہی جو بارش کے پانی سے پر آب رہتا ہی شہر کے اندر کنوئین اٹھاون ہاتھہ کے
عمیق بہت ہین **مبارکپور** یہہ ایک قصبہ بہاولپور کے ریاست مین پانچ میل بائین کنارے دریا
گھارا کے اور اٹھاون میل مشرق و شمال شرق کے طرف بہاولپور سے آبادی **مٹھروالہ** بہاولپور کے
ریاست مین یہہ ایک قصبہ ملتان سے جنوب کو بانوے میل اور خانپور بہاولپور سے جنوب مغرب کے سمت کو
اکہتر میل آباد ہے **ناموکی** یہہ قصبہ بہاولپور کے ریاست مین بائین کنارے دریا گھارا کے اور خانپور
بہاولپور سے اکیس میل شمال مشرق کیطرف کو آبادی **نوشہرہ** بہاولپور کی ریاست مین یہہ ایک
قصبہ چھوٹے سے بازار کے آبادی اوسکی ایک ریتی ٹیلے کے اوپر ایک ندی کے کنارے پر واقع ہی

قصبہ کے گرد عمدہ فصیل بنی ہوئی ہے اور اراضی متعلق اسکے آباد و زرخیز و سیراب پیدائش غلہ کی بہت ہوتی
ہے **اوچ** سید و نگا بہاولپور کی ریاست کے متعلق یہہ ایک پرانا شہر دریای پنجند کے بائین کنارے
سے بفاصلہ چار میل آباد ہے اسکے گرد نہایت خوبصورتی کے ساتھہ درختون کے مجموعے لگے ہوئے ہین اور علاقہ
نہایت سرسبز سیراب ہے تین آبادیان شہر کے علیحدہ علیحدہ واقع ہین اور تینون آبادیون کے گرد الگ الگ
شہرپناہ بنی ہوئے ہین آبادی شہر کی گنجان گلیان تنگ بازار کشادہ اور بڑے ہین برتن ہر ایک بانت کی
عمدہ و خوبصورت بنکر یہان سے اور ملکون مین تحفہ بہیجے جاتے ہین تجارت بہی اگرچہ یہان ہر ایک قسم کی بہت
ہوتی ہے مگر برتنون کی تجارت بہت ہی وافر ہے قدامت مین ملتان کیطرح یہہ شہر بہی ضرب المثل ہے اگرچہ کئی مرتبہ
یہہ اوجڑا اور کئی دفعہ آباد ہوا مگر اخیر آبادی اسکی جو شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کے وقت ۶۳۲ھ ہوئی
مین اوس سے بعد بہی صدمات اسپر بہت آئے مگر ویران نہین ہوا سکہون کی فوج نے رنجیت سنگہ کے حملے کیوقت
اسکو بہت لوٹا اور قریب تہا کہ اجڑ جاوے مگر جب ریاست بہاولپور انگریزی حکومت کے تحت مین آکر محفوظ ہو گئی
تو سکہون کا دست غارت پہر اسپر نچلا یہہ آبادیان اونچے ٹیلون کے اوپر ہین جو پہلے آبادیون کے کہنڈرات سے
بنے ہین اسلامیہ سلطنت سے اول بہی یہہ شہر حاکم نشین تہا اور اسلام کے وقت مین بہی حاکم نشین رہا ایک آبادی
اسکی متعلق سادات بخاری ہے جسکا بزرگ پہلے میر جلال الدین سرخ بخاری یہان آیا اونکے پوتے سید جلال الدین
مخدوم جہانیان جہان گشت بڑے بزرگ اور ولی تہے جنکا روضہ یہان زیارتگاہ بنا ہوا ہے اب تک انکی اولاد
بہی یہان قابض چلی آتی ہے یہہ حضرات سید حسینی حسبی نسبی ہین بلکہ کل ہندوستان مین جو سید بخاری ہین شجرہ
انکے ساتھہ درست ملا دینگا حسبی نسبی ہوگا دوسری بستی گیلانی سیدون کی ہے یہہ بہی بڑی بستی ہے اسکی بانی
سید گیلانی ہین جنکے بزرگ سید محمد حلبی بغدادی حلب سے آکر یہان سکونت پذیر ہوئے اونکا اور اونکی صاحبزادی
سید عبدالقادر ثانی کا روضہ یہان موجود ہے سوای انکے اور بزرگون کے روضہ بہی یہان بہت ہین اوس کل شہر کے
اگرچہ تین بڑی بستیان ہین مگر انکی سوای بہی متفرق آبادیان ایک دوسرے کے پاس ہین اور کل کا تعداد
شمار کرسات اوصن مشہور ہین اوچ نام اس شہر کا سید مخدوم جلال الدین سرخ بخاری نے رکہا ہے اس سے
پہلے اس شہر کو دیو گڈہ کہتے تہے اور دیو سنگہ نامی ایک حاکم ظالم یہان حکومت کرتا تہا جب حضرت نے آکر اوسکو
زیر کیا اور اوچ کے قلعہ مین اپنا تسلط جمایا تو اوچ شریف اسکا نام قرار پایا بالفعل سجادہ نشین مزارات حضرات
بخاری کا سید محمود ہے اور قدیم سے جو سجادہ نشین یہان ہوتا ہے وہ شاہ ناصرالدین کے خطاب سے مخاطب ہوتا ہے
اور سجادہ نشین مزارات سادات گیلانی کا گنج بخش کہلاتا ہے اس شہر مین ہندو کم اور مسلمان بہت ہین ہندو
یہان کے کرار کہلاتے ہین جو اس خطہ کی اکثر جاہی ہے اپنے اپنی کنوؤن پر نہایت اچہے ٹہریان باندہکر مشہور ہے

اور چرخ چوب کے ذریعے سے آبپاشی ہوتی ہی **بکا مچھوڑ** یہہ ایک قصبہ بہاولپور کی ریاست مین بائین کنارے دریای سندہ کے بہاولپور جنوب مغرب کو بفاصلہ اکتیس میل کے آباد ہے **راجن پور** ریاست بہاولپور کے متعلق یہہ ایک قصبہ دریای سندہ کے بائین کنارے خاص بہاولپور سے اکسٹھ میل جنوب مغرب کو آباد ہی **سبارہ** بہاولپور کی ریاست کے متعلق یہہ ایک قصبہ بہاولپور سمت جنوب مشرق شہر سے ترسٹھ میل اور بیکانیر سے شمال مغرب کو بفاصلہ ستر میل آباد ہے **سبزل کوٹ** بہاولپور کی ریاست کے متعلق یہہ ایک قصبہ بہاولپور سے چودہ میل سمت جنوب مشرق اور چہتر میل شمال و شمال شرق شہر بہکر کے دریای سندہ کے بائین کنارے پر آباد ہے پہلے یہہ قصبہ سندہ کے سلطنت کی متعلق تہا جب سرکار انگریزی نے سندہ کا ملک فتح کیا تو ۱۸۴۳ء مین بجلدوے حسن خدمات نواب بہاول خان کو یہہ علاقہ عطا کر دیا کہ اب اوس ریاست کے متعلق ہے

تیسرا حصہ پنجاب کے کوہ شمالی اور اوسکے علاقون کے ذکر مین

اسمین پانچ تقسیمین ہین پہلی تقسیم ہزارہ کی ملک و اوسکی متعلق علاقون کی

ضلع ہزارہ یہہ ضلع منجملہ اضلاع پنجاب کے دوآبہ سندہ ساگر مین مقام لاہور دارالامارت ملک پنجاب سے بفاصلہ دوسو چھتیس میل شمال کیطرف واقع ہی آبادی اسمین شہرون اور قصبون مین منقسم نہین ہی بلکہ چھوٹی بستیون اور چھوٹے چھوٹے گانوین منقسم ہی بڑا شہر اسمین ہری پور ہی جسکو سردار ہری سنگہ نلوہ نے سمت ۱۸۷۹ بکرمی مین خاص علاقہ میدانی ہزارہ مین آباد کرایا تہا اوسوقت سے یہی شہر دارالحکومت و حاکم نشین ہا سرکار انگریزی کی ابتدای عملداری مین بھی یہی شہر ضلع کا سکان قرار رہا یا تہا پہر ۱۸۵۳ء مین علاقہ دھمتور مین جگہہ بہاونی کی بسبب وسط ضلع و سرد ہی گرمی ہنگامہ و خوبی آب و ہوا کی مقرر ہوی بلکہ ضلع کا مقام بھی وہی موقع پسند ہوا اور ایبٹ صاحب ڈپٹی کمشنر اول اس ضلع کے نزدہ موقع پسند کیا تہا اور اتبک اوسی حاکم کی نام سے بنام ایبٹ آباد مشہور ہی اور ضلع کے تمام کمشنرون کا وہی مقام ہی اور وہ موقع خاص ہری پور سے بائیس میل کے فاصلہ پر جانب شرق و شمال واقع ہے اور ضلع کا نام وہی ضلع ہزارہ اتبک قایم ہی وجہ تسمیہ اس علاقہ کا نام ہزارہ بروایات معتبرہ یہہ مشہور ہی کہ امیر تیمور کے آمد مین جو آخر ۱۳۹۸ء مین ہوی قوم ترک قوم ہزارہ و قوم قارلغ میدان علاقہ مین جہان اب ہری پور آباد ہے قابض تہی او رانہین کے نام سے یہہ علاقہ ہزارہ مشہور تہا اور اتبک بہی پرانے اسناد و قبالجات مین بھی اس علاقہ کا نام ہزارہ قارلغ درج ہی بقیہ اون ترکون کا سید ان پکلی مین شاہ جہانگیر کے وقت بھی موجود تہا اور اب بھی موضع کہتیرہ ال مین چند لوگ رہتے ہین اس ضلع کا طول انسٹھ میل اور عرض چالیس میل گوشہ شرق و شمال کیطرف اسکی سرحد علاقہ ریاست جمون و رجوت کی طرف سرحد ضلع راولپنڈی اور گیشفدر گوشہ غربی شمال کیطرف حد و ضلع پشاور و

ہین اور باقی گوشہ غرب وشمال سے حدود علاقجات اقوام خود مختار اور شمالی حد دریای سندہ کے ساتھہ ملتی ہی
صورت ضلع مخروطی ہے بطور صراحی کے ہی یعنی گوشہ شرق وشمال علاقہ کاگان جو ایک درہ طویل ہی اوسنے
اسکی شکل بسبب طولانی اوس طرف سے زیادہ تنگ کردی ہی ضلع متعلق کمشنری پشاور ہی اور تقسیم ضلع کی تین
تحصیلون پر ہی اول تحصیل ہری پور جسمین تین سو دس دیہات چہہ سو اننچاس میل مکسر رقبہ تعداد جمع ایک لاکھہ
سینتالیس ہزار تین سو تیرہ روپیہ اور مردم شماری ایک لاکھہ تیرہ ہزار سات سو ستاسی ہے دوسری تحصیل ایبٹ آباد
جسکے متعلق تین سو اٹہاون دیہات چہہ سو ترانوین میل رقبہ بیاسی ہزار نو سو آٹھہ روپیہ جمع سالانہ اور مردم شماری
ایک لاکھہ چودہ ہزار چار سو بیاسی ہے تیسری تحصیل مانسہرہ اسمین دو سو اٹھارہ دیہات ایکہزار چار چہتر
میل رقبہ اٹھتر ہزار ایکسو سولہ روپیہ جمع سالانہ اور ایک لاکھہ پندرہ ہزار دو سو چھتیس مردم شماری ہی کل ضلع
کے آٹھہ سو چھیاسی دیہات دو ہزار سات سو اکہتر میل رقبہ زمین اور تین لاکھہ آٹھہ ہزار تین سو چورانوین
جمع سالانہ اور تین لاکھہ پینتالیس ہزار پانسو پانچ مردم شماری ہی یہہ ضلع کوہستانی ہی مشرقی وشمالی حصہ اسکا
تمام کوہی ہی اور جنوبی میدانی ایک ندی ڈور نام اسمین جاری ہی جس سے اکثر علاقہ ضلع کا سیراب ہوتا ہی
ضلع کے رہنے والے عموماً مسلمان اور ان مین افغان وگوجر وکڑرال وگہکڑ وغیرہ ہین ہندو کم ہین بڑی ترکی
گانو جو اس ضلع مین آباد ہین اونکا ذکر ذیل مین درج ہوگا میوہ شاہتوت وانگور وغیرہ پیدا ہوتا ہے گیہون
ونیشکر ومکی وشالی کی پیداوار ہی اور پکہلی کے علاقہ مین غلہ کی بہت پیدا ہوتا ہی اور علاقہ چہچہ جو ایک مشہور علاقہ ہی اور چہچہ ہزارہ
لوگ دونو ملکون کو ملاکر بولتے ہین یہ میدانی علاقہ قلعہ اٹک کے شرق کیطرف ہی **خانپور** آبادی اس قصبہ کی متعلق تحصیل
ہری پور نالہ ہرو کے کنارے پر ایک بلند جگہہ پر ہی تین سو سال تخمیناً سے یہہ آباد ہی قوم گہکڑون کے رہنے کا مقام ہی
اور مالک بھی تمام علاقہ کے جو خانپور سے منسوب ہے وہی قوم ہی گہکڑون کے گہر اسمین پختہ ہین باقی سب خام ہی اس قوم مین ہمیشہ ایک
راجہ وسردار قوم کا مقرر رہتا ہی اوسکی قیام اور گدی کی جگہہ بھی یہی قصبہ ہی فتح خان مورث اعلی اس قوم کا تہا جسنے یہہ قصبہ
آباد کیا تہا بازار مین چہہ دوکانین ہین جسمین کہتری دوکاندار ہین درختان میوہ دار مثل آلوچہ ونارنجی
وشاہتوت وانگور سبز وسیاہ وغیرہ بہت ہین بلکہ باغات اس کثرت کے ساتھہ ہین کہ تمام علاقہ بہشت کا
نمونہ ہی تمام ہزارہ مین ایسے باغات وسرسبزی کہین نہین جیسی یہان ہی کماد یعنی گنا اور تماکو بہت ہوتا ہے
گور بھی بنایا جاتا ہی پرانا ایک قلعہ یہان بنا ہوا تہا اب انگریزون نے ایک نیا قلعہ بنایا ہی جسمین تہانہ دار
رہتا ہی نالہ ہرو پہاڑون کے اندر جاری ہی اور اوسکی کنارے پر زراعات وباغات لگائی گئی ہین خانپور مین
گہرون کی تعداد چہہ سو چوبیس اور دو ہزار سات سو بیاسی مردم شماری ہی **مانک رائی** یہہ قصبہ متعلق
تحصیل ہری پور کی آباد کرایا ہوا ایک راجہ ہندو کا ہی جو اسلام سے پہلے یہان حکومت کرتا تہا آبادی اسکی بھی

جانوروں کے طرح یہہ مگر باغات اسقدر نہیں ہیں پہلی آبادی راجہ کے عہد کی جانب جنوب آبادی حال کی تھی اور
یہہ آبادی دوبارہ آباد ہوئی سکھوں کی عملداری سے پہلے یہہ علاقہ ترکوں کے ماتحت تھا چنانچہ اب بھی قوم ترک
اس قصبہ کی مالک ہے قصبہ کے رہنے والے عموماً مسلمان ہیں صرف چند گھر کھتریوں کے ہیں دو سو چوسٹھ گھر
اور ایکہزار دو سو بیاسی خانہ شماری ہے **سرائے صالح و متعلقہ سرائے صالح** ایک سڑک
جو ہری پور سے ایبٹ آباد کو جاتی ہے اوسپر یہہ قصبہ آباد ہے صالح قوم دلازاک نے اسکو آباد کیا اور یہی قوم
مشہور ہے قوم ہٹیری دلیان و بانڈے و کھٹری وغیرہ اسمیں آباد ہیں بہت اچھا رونق کا مقام ہے ایکسو
دوکان سات سو اٹھسٹھ گھر اور دو ہزار آٹھ سو ستاسی خانہ شماری ہے نالہ دوڑ اس قصبہ کے پاس بہتا ہے
موجب سرسبزی و سیرابی اس قصبہ کا ہے اس علاقہ میں کماد و ہلدی بہت پیدا ہوتی ہے گڑ بھی بہت بنایا جاتا ہے
کسقدر باغات بھی ہیں **کوٹ نجیب اللہ** اس قصبہ کا بانی نجیب اللہ خان قوم ترین تھا جو سلطنت
چغتائی مسلمانی کے وقت اس خطہ ہزارہ کا حاکم تھا اوسنے اپنے نام پر اسکا نام نجیب اللہ خان کا کوٹ رکھا
اب یہہ قصبہ قوم گوجر کی ملکیت ہے اور میر احمد و غلام محمد عزت دار زمیندار اسکے مالک ہیں انکا بزرگ مشرف نام
بڑا بہادر و دلیر ہو گذرا ہے آبادی اسکی اوس سڑک پر واقع ہے جو ہری پور سے راولپنڈی کو جاتی ہے
کہتری فی اصل حرفہ اور جولاہے یہاں بہت بستے ہیں اور پارچہ لنگی سیاہ تحفہ بنایا جاتا ہے ایکسو سے زیادہ دوکان
سات سو چون گھر اور چار ہزار آٹھ سو اسی مردم شماری ہے کہتری یہاں کے مالدار و تاجر مشہور ہیں اور بشمول
اور چند دیہات کے یہہ علاقہ نجیب اللہ خان کے کوٹ کا علاقہ کہلاتا ہے اور سرزمین زرخیز و سیراب ہے **قصبہ درویش**
یہہ قصبہ آباد کیا ہوا ملک درویش قوم ترین کے مورث اعلی کا ہے اور یہی قوم ابتک قابض و دخیل ہے متفرق اقوام
کے لوگ بھی رہتے ہیں دو سو اٹھاسی گھر اور ایکہزار چار سو سینتالیس مردم شماری ہے ایک باغ بھی نادر خان قوم
ترین کا لگوایا یہاں موجود ہے اوسمیں ہر ایک قسم کا میوہ پیدا ہوتا ہے یہ بڑا گاؤں غلہ کا ہوتا ہے **شہر ہری پور**
یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو راولپنڈی سے ایبٹ آباد کو جاتی ہے آباد ہے ضلع ہزارہ میں اسکی بڑی بازار رونق بستی
اور کوئی بعضیں کچہری تحصیل کی یہاں ہوتی ہے اور صاحب اسسٹنٹ بھی ماتحت صاحب ڈپٹی کمشنر کے یہاں متعین
ہو سکھوں کے وقت میں سردار ہری سنگھ نلوہ نے یہہ موقع میدانی دیکھ کر اس شہر کی آبادی کی بنیاد ڈالی اور اپنے
نام پر ہری پور اسکا نام رکھا چونکہ یہہ موقع میدانی علاقہ کے وسط میں اور پانی کے کٹھے یعنی نہریں جاری تھیں
بہت جلد یہہ بستی آباد ہو گئی اور ہر طرف کے مالکی میں قصبہ آباد ہو گیا دیوار فصیل کے نشان بھی اب بھی کہیں کہیں لوگوں کے
تمام نہیں ہو گئیں مگر بعض عمارات پختہ ہیں ایک قلعہ اور باغ بھی ہری سنگھ کا بنوایا ہوا موجود ہے جسکو قلعہ ہرکشن گڑھ
اور باغ ہری سنگھ کہتے ہیں شہر کے اندر بھی کٹھے پانی کے جاری ہیں یہ مقام نہایت سرسبز اور درختوں کی کثرت ہے

سوسی طرح طرح کے پیدا ہوتی ہین فی زمانہ ایکہزار چہ سو اڑسٹھہ گہر پانسو دو دکانین اور چار ہزار آٹھہ سو مردم شماری
ہے بیوپار ہر ایک قسم کے اجناس کا یہان ہوتا ہے دور دور سے سوداگر مال لاکر اسجگہہ کہولتے ہین قصبہ مین اچہی
ٹہری ٹہری ساہوکار مالدار مثل بدہو سنگہ وبہوانیداس وفتح چند وزرناو جواہر وغیرہ رہتے ہین اور ہزارون
روپیہ کا بیوپار کرتے ہین اور نالہ دوڑ جو بڑا نالہ اس ضلع کا ہے شہر سے جانب شرق ایک میل کے فاصلہ پر جاری
ہے اوسی سے اور چہوٹے نہرین کہودکر شہر مین لائی گئے ہین اور علاقہ سیراب کیا گیا ہی تمام شہر مین صرف
ایک چاہ ہرسنگہ کا کہودوایا ہوا بہت عمیق ہی گرمی مین اوسکا پانی سرد ہوتا ہی سرکاری مکانات ڈاکبنگلہ
وشفاخانہ وڈاکخانہ وتھانہ پولیس ومقام تحصیل وغیرہ سب پختہ ہین عمارتی لکڑی کا بیوپار بہی اس قصبہ مین بہت
ہوتا ہے اور لکڑی یہان سے تمام علاقہ مین پہیلتی ہے اور اکثر سوداگر تبت ولداخ وکشمیر کوہ ہندوکش وپشاور
وکابل وقندہار وغزنی وبخارا سے یہان مال ہر ایک قسم کا ہرسال لاتے ہین نالہ ڈور اس قصبہ کے پاس سے
گذر کر اور دس میل کا راستہ طی کر کر مقام تربیلہ دریای سند کے ساتھہ شامل ہوجاتا ہی **ہرکشن گڈھ**
ضلع ہزارہ مین یہہ ایک قلعہ دریای سند کے شرق کیطرف بفاصلہ دس میل کے اوس سڑک پر جو درہ دب سے
گذر کر کشمیر کو جاتی ہے شہر ہری پور وسکندرپور کے درمیان بنا ہوا ہے یہہ قلعہ سردار ہری سنگہ
نلوہ نے بوقت آبادی شہر ہری پور کے بنوا کر اپنا قیام گاہ مقرر کیا تہا صورت قلعہ کی مربع اور دیوارین خام
ہین قلعہ کے اندر اچہی اچہی مکانات پختہ بنائے گئے تہی **قصبہ بگڑہ وتعلقہ بگڑہ** یہہ قصبہ قوم افغان
گوت جدون کی ملکیت ہی اور قومین متفرق بہی آباد ہین کہتری اسجگہہ زیادہ رہتی ہین اونکا بیوپار یہہ
ہے کہ وہ نمک یہان سے کشمیر کو لیجاتے ہین اور وہان سے طرح طرح کا مال لاتی ہین کماد گنا یہان بہت پیدا ہوتا ہے
اور گڑ نہایت عمدہ سفید پشاور کے طرح یہان بنتا ہی اس قصبہ کے دوسو پچاسی خانہ شماری اور ایکہزار دو
اٹہتر مردم شماری ہی اور قصبہ متعلقہ تحصیل ہری پور کے ہی **ہملکنڈ** یہہ قصبہ ضلع ہزارہ تحصیل ہری پور
کے متعلق جوگی خان ہور شاعلی قوم تارخیل کا آباد کیا ہوا موجود ہی ایکسو تئیس گہر اور سات سو مردم شماری
ہے سکہون کے وقت یہان ایک قلعہ تہا اور اب پولس کی چوکی ہے **قصبہ تربیلہ** اس قصبہ کی آبادی دریا
سندہ کے کنارے پر واقع ہے اور دریا کے دوسرے طرف حد یاغستان علاقہ غیر تہی پہلی آبادی اس قصبہ کی
سردار ہری سنگہ نے اجاڑ دی تہی کہ قصبہ کے رہنے والون نے ہمیشہ دیے جنگ اوسکے ساتھہ کئے تھے کسیقدر مدت کے
بعد پہر یہہ قصبہ آباد ہوا اور اب تک آباد ہی ایکہزار ستاون گہر اور پانچہزار سات سو چہ اسی مردم شماری ایکسو
سکے ترپن دوکان ہی قوم پٹہان گوت اتمان زئی وترین وسلیمانی قصبہ مین رہتے ہین پیداوار پوست کی بہت
ہے افیون بہی نکالی جاتی ہی اس مقام پر بکثرت بیاکہہ کے روز دریائے سندہ پر بڑا میلا ہوتا ہی اور تہانہ پولیس کا

سرکار کیطرف سے مقرر ہی **قصبہ کہلابٹ** یہہ قصبہ جانب گوشہ شمال و غرب شہر ہری پور سے آباد ہی
پہلے رقبہ اسکا شامل موضع کانڈل ملکیت گوجران تہا قریبہ ڈیڑہ سو برس کا ہوا ہوگا کہ سعید خان علی زئی نے
دریاے سندہ کے اوسطرف سے آکر باعانت اسحاق گوجر ساکن کانڈل کے یہہ قصبہ آباد کیا وقت آبادی کے ایک
ٹیبہ جانب شمال اسکی زمین سے تین گز اونچا کھڑا تہا اور لوگ اسکو کہلابٹ کہتے تہے اوسیکے نام پر قصبہ کا نام مقرر
ہوگیا سکہوں کی عملداری میں مصطفے الہی بخش کمیدان افسر توپخانہ نے اسکو لوٹا اور جلایا دوسری دفعہ دیوان
ہری سنگہ نے لوٹ کر ویران کر دیا مدت تک یہہ غیر آباد رہا سرکار انگریزی کے وقت سید خان کی اولاد نے
پہر اسکو آباد کیا جو اب تک آباد ہے دو سو چہتر انوے گہر اور ایکہزار پانسو بارہ مردم شماری ہے آبادی خام
و پختہ دونوں قسم کی ہے خاندان سید خانی اس قصبہ میں معزز شمار کیا گیا ہے اور تین ہزار چار سو ستانوین روپیہ
کی جاگیر انکی گذارہ کے لئے مقرر ہے علاقہ سرسبز و شاداب ہے **ایبٹ آباد و چہاونی ایبٹ آباد**
علاقہ دہمتوڑ میں یہہ مقام مشہور و جاے آسایش ہے ایبٹ صاحب ڈپٹی کمشنر اول ہزارہ نے یہہ مقام پسند کرکر
چہاونی کی بنیاد ڈالی اب صدر مقام ضلع ہزارہ کا یہی ہے ملازمان ضلع و دکاندار و متفرق اقوام یہان آباد
ہیں دو جگہہ بازار ہے ایک صدر ایبٹ میں دوسری پلٹن گورکہہ میں جا بجا انگریزی چند بنگلے اور ایک سرکاری سراے
صدر بازار کی متصل ہے اور صاحبان انگریز کی سکونت کے سبب سے یہان بڑی رونق رہتی ہے خصوصاً موسم گرما میں تو بڑی آسایش کا مقام
ہے اسمیں چار سو اٹہتالیس گہر اور چار ہزار تین سو چوراسی مردم شماری ہے **شروان** یہہ قصبہ ضلع ہزارہ تحصیل ایبٹ آباد کے
متعلق ہے آبادی اسکی بہت پرانی ہے قوم ترک کے کسی بزرگ نے اپنی حکومت کے وقت یہہ قصبہ آباد کیا تہا اور پانسو گہر
اوسوقت اسمیں تہے سکہوں کی غارت و تاراج کیوقت اسکی آبادی کم ہوگئی نیا تنا دو آبادیان اسکی شروان خورد و کلان
موجود ہیں ایکسو تنتالیس گہر اور آٹہہ سو سات مردم شماری ہے پولیس کا تہانہ بہی یہان موجود ہے **قصبہ کہی**
یہہ بہی ایک پرانی آبادی ضلع ہزارہ تحصیل ایبٹ آباد کے متعلق ہے ترکوں نے پہلے اسکی بنیاد رکہی دو سو برس
کے عرصے سے زمینداران قوم تنولی نے اسپر قبضہ کیا اور ترک جلا وطن ہو کر چلے گئے اب بہی قوم تنولی ستولی خان
مورث اعلی کی اولاد اسپر قابض و دخیل ہے دو سو بارہ گہر اور ایکہزار ایکسو اکسٹہہ کی مردم شماری ہے
قصبہ بیٹر اس گانو کی آبادی بہت پرانی ہے صوبہ خان قوم تنولی کی حکومت کے وقت اوتاہی ہزار گہر اوسمین
آباد تہا اور سات سو دوکان تہے پہر صوبہ خان و فتح شیر خان و گل خان حاکم ہوتے رہے پہر جب شیر بلند خان بدر
نواب خان سنگہ بولے نے احمد علی خان گل شیر خان کے بیٹے کو قتل کر دیا تو یہہ قصبہ ویران ہونا شروع ہوا سکہوں
کے وقت پائندہ خان تنولی نے دو دفعہ اسکو جلایا اوسی سے یہہ ویران تو نہوا مگر آبادی بہت کم ہوگئی ہری پور میں
جو کہتری جا کر آباد ہوے وہ یہان ہی سے اوٹھہ کر گئے تہے عطا محمد خان تنولی جو رئیس کرسی نشین ایکہزار سات سو

سترہ روپیہ سالانہ کا جاگیردار بھی اسی قصبہ مین رہتا ہے دو سو چون گھر اور نو سو دو مردم شماری ہے +
موضع تازہ عرصہ چار سو برس کا گذرتا ہی کہ مسمی غزنی خان قوم کڑرال نے یہہ موضع آباد کیا اور
روز بروز اسکی اولاد مین ترقی ہوتی گئی اور اوسیطرح گانو کی آبادی بڑھتی گئی سکھون کے وقت جب
شورش اس علاقہ مین برپا ہوئی تو دو مرتبہ سکھون نے یہہ قصبہ جلا دیا مگر غزنی خان کی اولاد پھر یہان آکر
آباد ہوتی رہی چونکہ پانی کے نارے یعنی نہرین یہان جاری ہین گانو تازہ مشہور ہے آبادی اسکی خام ہے
گانو کے گرد اگرد چند چشمہ پانی کے جاری ہین جس سے رونق قصبہ کی زیادہ ہے ایک قلعہ خام سکھون نے یہان
بنوایا تھا جو اب گر گیا ہے اب سرکار انگریزی نے ایک قلعہ بنا کر اوسمین تھانہ قایم کیا ہے یہہ قلعہ پختہ ہے اس قصبہ
مین تراسی گھر اور چھہ سو چالیس مردم شماری ہے **دھمتور** یہہ قصبہ متعلق ضلع ہزارہ تحصیل ایبٹ آباد
کے واقع ہے آبادی اسکی دریای سندھ سے سولہ میل مشرق کے طرف اوس سڑک پر جو درہ دوب سے
ہو کر کشمیر کو جاتی ہے واقع ہے یہہ آبادی بہت پرانی ہے پہلے قوم ترک آباد و وارث تھی تین سو برس کا
عرصہ ہوا کہ قوم جدون اس ملک مین آئی اور ترکون سے جنگ و جدل کر کے علاقہ لے لیا یہہ قصبہ بھی انکی
تصرف مین آیا تو آبادی اسکی بڑھ گئی ابتدای آبادی سے آجتک یہہ برابر آباد ہے قوم جدون پٹھان و
کھتری وغیرہ متفرق قومین اسمین رہتی ہین قصبہ کے متصل ایک تالاب موسوم میر شاہ محال غازی کا
تالاب ہے پانی اسکا موسم گرما مین سرد و صاف ہوتا ہے مچھلی بھی اوسمین بہت ہے اس قصبہ کے نام پر تمام علاقہ دھمتور
کا علاقہ کہلاتا ہے ایکہزار اکیاون گھر اور پانچہزار پانسو اکتالیس مردم شماری اس قصبہ کی ہے **قصبہ چوھہ**
اس گانو کی آبادی نالہ ڈور کے کنارے پر واقع ہے اور قوم افغان گوت جدون اسمین سکونت پذیر و مالک ہے
متفرق قوم کے لوگ بھی اکثر رہتے ہین پانسو چھہ گھر اور دو ہزار اکیسو انتیس مردم شماری ہے اور پچاس کے
قریب دکانین ہین جسمین تجارت غلہ کی ہوتی ہے **قصبہ مکیرت** یہہ قصبہ شہر ہری پور سے بجانب
شرق آباد ہے آبادی اسکی تمام دریای جہلم کے کنارے پر واقع ہے اسمقام پر ابتدائی علاقہ سرکار انگریزی
و مہاراجہ جمون کے دریای جہلم حد فاصل شمار ہوتا ہے قصبہ مین قوم ڈھونڈ کثرت سے آباد ہے اور کچھہ گھر کھتریون
اور دوسری قومون کے بھی ہین آبادی کے ایکطرف دریای جہلم اور دوسری طرف ایک کس پانی کے
یعنی نہر خورد جاری ہے جس سے قصبہ کا علاقہ تمام سرسبز ہے چشمہ بھی پانی کے بہت جاری ہین موسم سرما مین یہان
برف بھی برستی ہے اور تابستان مین موسم سرد و خوش ہوتا ہے شکار بھی مرغابی و کبری یہان دستیاب ہوتا ہے
یہان مکان پختہ بہت ہین پیداوار شالی و انگور و ماش وغیرہ کی بہت ہوتی ہے تھانہ سرکاری و ڈاک بنگلہ بھی ہے
صاحبان انگریز جو کوہ مری سے کشمیر کو جاتے ہین اس راستہ سے گذر کرتے ہین قصبہ مین ایکسو اسی گھر اور ایکہزار

چھیالیس مردم شماری ہے **موضع مانسہرہ** آبادی اس قصبہ کی پرانی ہے عرصہ دوسو برس کا گذرا ہی کہ جب سواتھ کے پہاڑ سے پٹھانون نے اس ملک کو فتح کیا اور ترک قابضان سابق بیدخل ہوئے تو پرانی شلیہ پر یہہ آبادی قایم ہوئی اور قوم خان خیل نے سکونت اختیار کی عہد سکھی مین سردار ہری سنگہ نے اسکو ویران کر دیا کسیقدر مدت کے بعد پھر آباد ہوا جو آجتک آباد ہی اب روز بروز آبادی اسکی ترقی پر ہے اکثر اقوام ذی حرفہ بھی اسمین آباد ہین پانسوستیس گھر اور دو ہزار اکہتر مردم شماری ہی بتیس دکانین جنمین تجارت ہوتی ہی مکان مدرسہ و تحصیل و تھانہ وغیرہ مکانات سرکاری پختہ تعمیر ہوئے ہین سکھی وقت کا ایک قلعہ یہان تھا وہ اب گر گیا ہے درہ کاگان و بھوگرمنگ و کیلش سے مال یہان بہت آتا ہی روغن زرد و چاول و شہد کا بیوپار بکثرت ہی لوہا نمک وغیرہ اشیا بھی بکثرت فروخت ہوتے ہین **موضع گڑھی حبیب اللہ** یہہ آبادی حبیب اللہ خان قوم سواتی کی آباد کی ہوئی ہی اور ایک گڑھی یعنی چھوٹا قلعہ بھی یہان بنایا تو دریاے جہلم کے کنارے پر یہہ آبادی واقع ہے قوم سواتی اسمین مالک ہیں محمد زمان خان رئیس کہ نشین ضلع ہزارہ اس قصبہ کا مالک ہی جو نو ہزار ایکسو بارہ روپیہ کی جاگیر پاتا ہی آنریری مجسٹریٹ بھی وہ مقرر ہو چکا ہے دوسو تین گھر ایکہزار چارسو ستیس مردم شماری ہی **موضع بفہ** لشکر سواتی کے فتح کے وقت یہہ گانو آباد ہوا دو تین مرتبہ عملداری سکھی مین یہہ گانو لوٹا گیا اور چندی ویران رہا پھر آباد ہوا وہ آبادی اب تک موجود ہی گانو کے رہنے والے پشتو و ہندی دو نو زبانین بولتے ہین تجارتی اس قصبہ کے بڑی بیوپاری ہین غلہ و چاول و گھی کا بکثرت بیوپار ہوتا ہے اور لنڈی و نینڈ وادی کاغان وغیرہ سے لوہا وغیرہ اجناس یہان آکر فروخت ہوتا ہے اس قصبہ کی آبادی بھوگرمنگ و کوان و کاگان پہاڑی درون کے مقابل ہے **اگرور** اس قصبہ کی ایک آبادی نہین ہی بلکہ اکیادن آبادیان متفرق ہین جو سرحد افغانستان پر واقع ہین اور علاقہ ملکیت عطا محمد خان کے لکھا ہی شالی اور مکی کا بیوپار بہت ہوتا ہے شہد بھی بہت فروخت ہوتا ہی سرکار انگریزی نے ایک قلعہ یہان بنوایا ہے جسمین تھانہ رہتا ہے سوار دن کا ایک ترپ بھی یہان قیام پذیر ہی تین سو گھر اور ایکہزار چار سو ستیس مردم شماری ہے **بالاکوٹ** اس قصبہ کی آبادی قصبہ بفہ کی آبادی کے طرح ہے علاقہ نہایت سرسبز ہے تجارت یہان ایک قسم کی ہوتی ہے ایکہزار تین سو ایک گھر اور دس ہزار چھہ سو بیاسی مردم شماری ہی **موضع شنکیاری** یہہ گانو سواتیون نے بعد فتح اس ملک کے آباد کیا سکہون کے وقت دیوان ہاکچند نے بعہدہ ملکیت کے اسکو ویران کر دیا تھا تھوڑے سے عرصہ کے بعد پھر آباد ہو گیا شرق کیطرف اسکی ایک پرانا تھہ ہی جو ڈھیر اسکو لوگ اسی راجہ سارن کے ساتھ منسوب کرتی ہین اور کہتی ہین کہ یہان اوسکا قلعہ تھا اور اسکی مانند ہی ایک قسم کا ... کے ساتھ کا ... دو تین چند سیر اناج ... آدمی مین لونگی کہلاتی ہی اس گانو کا

فاخرہ لباس ہے اِس قصبہ مین عمدہ بنتی جاتی ہے دوسو چھیاسٹھ گھر اور ایکہزار چارسو اٹھائیس مردم شماری ہے
ایک سرکاری تھانہ پختہ عمارت کا یہان بنا ہوا ہے **کاگان** یہ ایک پہاڑی خطہ اور درہ کا نام
ہے اور نیز ایک بستی اسی نام کی آباد ہے پہلی پہل سید جلال بابا نے اوسکو آباد کیا اور وجہ تسمیہ کاگان کا
یہ ہے کہ ہندؤن کی عملداری مین ایک عورت ہندنی راجہ کی عورت کاگی نام تھی اور دوسری کا نام
راجوال تھا علاقہ کاگان تو کاگی کے نام سے مشہور ہے اور راجوال کے نام سے علاقہ راجوال داخل کاگان
نامزد ہے خاص کاگان کی آبادی تین مقام پر منقسم ہے علیٰ ہذا القیاس راجوال کے اور شکل مجموعی کا کاگان مشہور ہے
اِس مقام پر موسم سرما برف رہتی ہے اور گرمی مین موسم دلکش ہوتا ہے بہت سے لوگ موسم تابستان یہان
آکر قیام کرتے ہین تجارت نمک کی زیادہ ہوتی ہے نواڑ کی بہت تختہ بنا جاتا ہے دوسو انسٹھ گھر اور دو ہزار
تین سو پچیس مردم شماری ہے فقط **بقیہ حال ضلع ہزارہ** اِس ضلع مین کوئی کان ایسی
نہین ہے جس سے کوئی معدنی دولت بافراط حاصل ہوتی ہو مگر سونے کا نکالنا دریاے سندھ کی ریگ سے یہان
بہت جگہہ دستور ہے سونے کے ذرے ریگ مین ملے ہوئے ہوتے ہین زرکش لوگ جو قوم کے ترک ہین ریگ سے
سونا نکالتے ہین اٹھائیس مواضعات کی ریگ سے یہان سونا نکالا جاتا ہے جسکی تفصیل سرکاری تاریخ ہزارہ مین
درج ہے سمت ۱۸۹۸ عملداری مہاراجہ شیر سنگھ مین جب دریاے سندھ نو ماہ تک بند رہا اور پھر ایکدفعہ پانی آگیا تہے
گاؤن دریابرد ہوگئے اوس طغیانی کے فرو ہونے کے بعد بہت سا سونا ریگ مین سے نکلا کرتا اور ایک زرکش
دن بھر مین ایک روپیہ تک کما لیتا تھا پھر سمت ۱۹۱۲ بکرمی انگریزی عملداری مین جب طغیانی ہوئی تو بھی ۹ ماہ
روزانہ تک مزدور سونا نکالتے رہے اب اگر کسی سال طغیانی بخوبی ہوجاتی ہے تو چار آنہ یومیہ کی کمائی مزدور
کرلیتا ہے ورنہ دو آنہ ڈیڑھ آنہ کا سونا تمام روز مین نکلتا ہے سواے اسکے شورہ اور چونہ کا کنکر اور ابرق
بھی اِس سرزمین کچھ ہی سے نکلتا ہے مگر ابرق کے ورق چھوٹے ہوتے ہین لوہے کا پتھر اور سرمہ کا پتھر اور سفید رنگ
مٹی بھی بہت ہوتی ہے سفید مٹی سے دیوارین سفید کیجاتی ہین بڑی عمدہ کار آمد چیز جو اِس پہاڑ سے حاصل ہوتی ہے
مومیائی ہے اور یہ ایک قسم کا گوندھی جو علاقہ بکوٹ مو ضلع سنگل کے پتھرون سے نکلتا ہے اور دور دور تک جاتا ہے
یہ سفید اور یہ جوڑون اور ہڈیون شکستگی کی بیماریون مین بیمار کو دیتے ہین کل ضلع کی پیداوار جو غلہ کی قسم سے
ہوتی ہے مکی گندم جو باجرہ موٹھ یعنی شالی روہی کا دہلدی سرشف ہے اور تمام علاقہ تین قسم مین منقسم ہے
ایک علاقہ گرم دوسرا معتدل تیسرا سرد ہے گرم علاقہ میدانی مین کنک یعنی گیہون کی پیداوار زیادہ ہے
یہ گیہون تمام اضلاع پنجاب سے قسم اعلیٰ ہوتی ہے معتدل علاقہ جو میدان اور پہاڑ کے درمیان ہے اوس مین پیداوار
بھی عمدہ شالی ہوتی ہے الغرض ہر قسم کا پیدا ہوتا ہے ہلدی بھی عمدہ ہوتی ہے سرد علاقہ مین شالی کی پیداوار زیادہ

زیادہ ہی اور اکثر علاقے برفانی بھی اسمین واقع ہین جانور لا وسکا والقہ دار ہوتا ہی **مختصر** تاریخی حال اس
ضلع کا یہہ ہی کہ اسلام کے عملداری سی اول یہہ علاقہ ہزارہ کا ہندون کی حکومت مین تھا چنانچہ اب بھی آثار
ونشان اوسوقت کے موجود ہین بعض مقام پر جو زمین کہودی گئی تو بت سنگین برآمد ہوئی اور ایک بت کئی سو
اشرفیان ہندونکی عہد کے سرکار انگریزی کے وقت ایک زمیندار کو دستیاب ہوئین جب سلطان محمود غزنوی
کا عمل ہند پر ہوا تو مسلمانونکی لڑائی اس ضلع کے ہندو راجون کے ساتھ میدانی علاقہ مین ہوئی اور
بمقام ڈہاکہ پر راجون کی رانیان لڑائی دیکہہ رہی تہین جب سب راجہ قتل ہوگئی تو رانیان نے اپنے اختیار پہاڑ
سے گرکر مرگئین بعد ازان قوم گکہڑ اس علاقہ پر حاکم ہوئی اونکی عملداری مدت مدید تک اس ملک مین رہی
اور کئی سلطان اس قوم کے ہوئی چنانچہ سلطان آدم گکہڑ کی اولاد اب بھی یہان رہتی ہی اور اب معزز سردار
اوس خاندان کا حیات اللہ خان موجود ہی آٹھ سو روپیہ سالانہ پنشن پاتا ہی اور سلطان سارنگ کی اولاد
علاقہ خانپور مین سکونت پذیر ہی اور قوم کا سردار مقرر کرسی نشین آجہانداد خان فرزند راجہ حیدربخش خان
موجود ہی جب سلطنت چغتائی نے زور پکڑا تو اوسوقت بھی یہہ قوم مقرب رہی اور شاہان وقت کی دربار مین انکی
عزت وحرمت باظہار اطاعت ہوتی رہی مگر چغتائی سلطنت سی اول اور پہلی بادشاہون کی اطاعت اونہون نے
کم کی تھی اور ہمیشہ اون سے گکہڑ لڑتے رہتے تہے اونہون نے بہت سی بستیان بھی یہان آباد کین اور سکونت پذیر
رہے چغتائی سلطنت کے ضعف کے بعد یہہ قوم پہر آزاد ہوگئی مقرب خان گکہڑ نے احمدشاہ درانی کی امداد ہند
کے حملون کے وقت دی اور بمقام گجرات سکہون کی لڑائی مین شہید ہوا راستہ کشمیر انہین کے سبب سے کہلا رہتا تھا
اور بادشاہ انکو کشمیر کا دربان تصور کرتے تہے جب عملداری سکہون کی پنجاب مین ترقی پکڑنے لگی تو پہلی سردار
مہان سنگہ سکرچکیہ نے اوسپر حملے کئے پہر مہاراجہ رنجیت سنگہ کے کاردار اسجا مامور ہوئی چونکہ اوسوقت ہزارہ کے
خانون کی آپسمین نا اتفاقی تھی سکہون کا دخل اسمین ہوگیا جب سکہون نے ظلم و زیادتی شروع کی تو سب نے کہل
ہوکر شورش برپا کی اور رنجیت سنگہ کے اہلکار ہزارہ سی نکالدئے رنجیت سنگہ نے بدانی سدا کنور و شہزادہ شیرسنگہ
ودیوان رامدیال و جرنیل الٰہی بخش کو فوج دیکر ہزارہ کو بہیجا ہزارہ کے لوگ بڑی بہادری کے ساتھ لڑی اور بڑی
خونریزی ہوئی دیوان رامدیال مارا گیا شہزادہ شیرسنگہ نے اگرچہ کسقدر بستیان جلادیں اور علاقہ پر بالکل
قبضہ جیسا چاہئے نہ پایا اور واپس چلا گیا سکہی اہلکار اوسوقت کئی کئی تعلقہ مین پہیلا گئے تہے پہر رنجیت سنگہ
نے سردار ہری سنگہ کو ہزارہ کیطرف مامور کیا چونکہ وہ سردار رعیت پرور و حلیم الطبع تہا اوسنے اپنی لیاقت
و تدبیر سے بہت سی علاقہ کا انتظام بخوبی کرلیا میدانی علاقہ اوسکی زیر حکومت بخوبی آگیا آخر جب حسن علیخان گکہڑ ابا
نے کی تو خود ہری سنگہ چہوٹے بہائی سکے قتل ہوا اس واقعہ کے بعد پہر شہزادہ شیرسنگہ و جرنیل الٰہی بخش

فوج و توپخانہ لیکر آئی اور زیادہ تر علاقہ کو اپنا مطیع کر کر اور بعض علاقجات سے نذرانہ لیکر واپس چلے گئے اور کسیقدر
مدت تک ہزارہ خود سر رہا جب رنجیت سنگھ نے کشمیر فتح کر لیا تو سردار ہری سنگھ ناظم کشمیر کا ہوا سردار مذکور کو
رنجیت سنگھ نے بضرورت مہم منکیرہ کے اپنی طرف بلایا تو ہری سنگھ نلوہ کا گذر اس راستہ سے ہوا جب داخل علاقہ
ہزارہ ہوا تو محمد خان ترین اوسکا سد راہ ہوا اور نہ چاہا کہ وہ اس راستہ سے جاوے سردار ہری سنگھ نے
بہت معذرات کئے مگر خانان ہزارہ نے ایک نہ مانی ناچار وہ لڑائی پر مستعد ہوا اوسوقت ملکیہ قریب تیس ہزار
کی تھا اور سردار کے ساتھ دس ہزار سے بھی کم فوج تھی مگر وہ بہادر ایسا لڑا کہ دو ہزار ملکیہ مارا گیا اور ہزارہ بالکل فتح ہوا
سب ملکیہ بھاگ گیا آخر افغانان قوم جدون سردار کے پاس گئی اور منت کی اور گناہ بخشوایا
چونکہ سردار ہری سنگھ اوسوقت رہگذر تھا تعلقہ والون سے اوسنے چہر فی گھر وصول کیا اور اپنے ہمراہ مسمی
بوستان خان محمد خان کے برادر زادہ کو لیکر رنجیت سنگھ کی لشکر کی طرف روانہ ہوا بعد فتح منکیرہ حکومت ملک ہزارہ
کی سردار ہری سنگھ نلوہ کو ملی اور بیس ہزار روپیہ کی جاگیر محمد خان کو عنایت کی مگر محمد خان دل سے مطیع نہوا اور
زمینداران ہری کوٹ کو بھڑکا کر جنگ پر مستعد کر دیا اور تربیلہ کے زمینداروں نے اونکی مدد کی اس لڑائی میں
سردار ہری سنگھ کو شکست ہوئی اور سردار کوہی ملک سے دست بردار ہو کر میدانی ملک میں آیا اور شہر ہری پور
اور قلعہ ہرکشن گڈھ کی بنا رکھی سنہ [illegible] میں سردار ہری سنگھ کو رنجیت سنگھ نے اپنے پاس بلا لیا وہ اودھر کو گیا اور
سردار گوردت سنگھ اپنے فرزند اور مہر سا سنگھ اکالیہ کو معہ دو سو سوار اور پانسو پیادہ کے ہزارہ کی حکومت پر
چھوڑ گیا مہر سا سنگھ نے ایک درخت تالی کا موضع درویش محمد خان کی جاگیر سے کٹوا منگوایا اوسپر پھر شورش
برپا ہوئی قلعہ ہرکشن گڈھ کا ملکیہ والون نے محاصرہ کیا سرکاری اسباب لوٹ لیا قلعہ دربند کو قوم تنولی نے اور
قلعہ سنگبار کو قوم سواتی نے مار لیا سپاہ جسقدر قلعوں میں تھے وہ قتل کر ڈالے سنگباری کے کھتریوں پر کمال
ظلم کیا کہ اونکی جوان لڑکیوں کے ساتھ افغانون نے زبردستی نکاح کر لیا جب اس شورش کی خبر مہاراجہ رنجیت سنگھ
کو پہونچی سردار بدھ سنگھ سندھانوالیہ معہ ایک برجستہ فوج کے اودھر کو مامور کیا اور سردار ہری سنگھ کو بھی پھر اودھر کو
بھیجا اوسوقت ملکیہ نے نواں شہر کے قریب مورچے باندھے ہوئے تھے وہ سکھی فوج نے توڑ دیئے اور ایک مسجد
کو جسمین ملکیہ جمع تھا آگ لگا دی چونکہ سردار بدھ سنگھ سردار ہری سنگھ سے اول ہزارہ میں پہونچ گیا تھا محمد خان بھی
جانتے تھی اوسکے ساتھ اتفاق کر لیا تھا باعث ہری سنگھ کو ناگوار گذری اور مہاراجہ کو اطلاع دی اوسپر بدھ سنگھ
واپس طلب ہوا اور سردار ہری سنگھ نے دوبارہ انتظام ہزارہ کا شروع کیا گئی کا نوجلائی بہت سا ملکیہ قتل
کیا جن جن لوگوں نے ہندوؤں کے لڑکیوں کے ساتھ نکاح کئے تھے اونکو سخت سزا دی اکثر اونمیں سے
اونکا قید کر لیا اور ایک ایک عورت کے عوض میں دو دو عورتیں مسلمانوں کی ہندوؤں کو دلوائیں

اور شہر و قلعہ سنگباری مسمار کرا دیا موضع سنگری کو جلا دیا سربلند خان اوسوقت رئیس سنگری نے پھر ملکیہ
جمع کیا اور شیر محمد خان پسر کلان اپنی کو سردار کے مقابلہ پر روانہ کیا پہلی شیر محمد خان نے فتح پائی اور سکھہ
بھاگ گئی دوسری لڑائی مین شیر محمد خان مارا گیا پھر سردار نے اسیر کوٹ و گندگڈہ پر چڑہائی کی اور
بلکم اسوج سمت ۱۸۹ اکبرجی کو لڑائی ہوئی ملکیہ لوگ نہایت سختی سے لڑے تمام سکھی فوج بھاگ گئی اور سردار
ہری سنگہ ایک کوٹھہ خام کے اندر گہر گیا جب دشمنو دیکھا کہ اب جان پر آبنی ہے توسعہ سردار جہان سنگہ وغیرہ
ہمراہیون کے کوٹھے سے نکلکر مقابل ہوا ملکیون نے تلوارون کے وار بہت کئی مگر بسبب زرہ پوشی کے کارگر
نہوئی لڑتے لڑتے شام ہوگئی اور سردار گہوڑی سے گر کر ایک کس مین جا پڑا ملکیہ لوگ سردار کو قتل کرنی
کے لیئے ڈہونڈتے تھے جب وہ دور نکل گئے تو سردار کو اوٹہنی کی طاقت نہ تھی امیدوار امداد غیبی کا
تھا اتنے مین ایک سکھہ بھاگی ہوئی فوج سے وہان آپہونچا سردار نے اوسکو آہستہ آواز دی اور وہ سکھہ
سردار کو اپنی پشت پر لے گیا سردار کو کوئی زخم تلوار کا نہ تھا مگر پتھرون کے بوچھاڑ سے تمام جسم اوسکا
چورچور ہو رہا تھا اس لڑائی مین سردار جمعیت سنگہ بڑا افسر مارا گیا چھوٹے افسر اور فوج صدہا مقتول ہوئے
یہہ حال سنکر رنجیت سنگہ نے توپخانہ اور فوج پیادہ و سوار بشمار لاہور سے روانہ کیا اور خود بھی ہزارہ مین
جا پہونچا مہاراجہ کے جانے سے اکثر لوگ اطاعت مین آگئے اور بہت سو سزایاب ہوکر کچھہ انتظام بھی عمل مین آیا
بوستان خان تہرین جلال خان محمد خان ترین نذر پائندہ خان سلیم شاہ مشوانی سیجا جدون شیر محمد براد جہانگیر
مدو سیاہ نذرانہ ہزارہ اوسوقت توپ سے اڑائے گئے غرض سکھی وقت مین ایسا ہی نشیب فراز و بدانتظامی مین
علاقہ مین رہی رہا پنجوبی اطاعت مین نہ آئی کہ اتنے مین سید احمد جہادی مع اپنی فوج ہندوستانی کے ہزارہ کو
آیا ہزارہ کے لوگ کہ سکھون سے بسبب مخالفت مذہب کے ناراض تھے فی الفور اوسکے مطیع ہوگئے اور اوسنے عشر معاملہ
کا زمیندارون سے لینا شروع کردیا سکھون کے اہلکار ہزارہ سے نکالدئیے اور تسلط اپنا بخوبی جما لیا مگر آخر کار جہلا
اوسنے وہابیہ مذہب کے مسائل بیان کرنے شروع کر گئے اور عشر کے حق مین سے علما کو محروم کردیا اور معاملہ کے
لینے مین کمال سختی کرنی شروع کی تو سب کے سب اوس سے پھر گئے اتنے مین شہزادہ شیر سنگہ فوج لیکر سید احمد کی
سرکوبی کو ہزارہ مین جا پہنچا اور قصبہ بالاکوٹ کا جسمین سید احمد تہا محاصرہ کرلیا اگرچہ فوج سید احمد کے پاس
زیادہ تھی مگر اوسوقت ایکہزار آدمی جنگی اوسکے پاس موجود تھا اوسنے تین گروہ تین تین سو آدمی کو لڑنے
کے لیئے تیار کیا ایک گروہ کا افسر مولوی اسماعیل تہا دوسرے کے ہمراہ مولوی جمیل اور تیسری کا افسر خود
سید احمد تہا اونکا [illegible] سے نکلکر لڑائی شروع کی ہندوستانی [illegible] کے ساتھہ لڑے مگر [illegible]
اور مولوی اسماعیل و سید احمد [illegible] شہید [illegible]

نہ گئی جب تسلط ہندوستانیون کا اوٹھہ گیا لاہور سے سردار تیجا سنگہ ناظم ہزارہ کا قرار پایا مہاراجہ شیر سنگہ کے وقت
یہہ ملک کنور پرتاب سنگہ کے جاگیر مین ملا پھر راجہ گلاب سنگہ کے حوالہ ہوا پھر دیوان مولراج ناظم ہوا اوسکے وقت
بڑا فساد ہزارہ مین ہوا جسکا ذکر طول ہے اونہین ایام مین سرکار انگریزی اور سکھون کی آپس مین لڑائی ہوئی اور
انگریز فتحیاب ہوئے اوس انقلاب سلطنت مین مولراج ہزارہ سے چلا آیا ہزارہ والون نے سید اکبر ستانہ کو بادشاہ
اپنا بنا لیا اور نواب خان تنولی و غلام خان مدار المہام مقرر ہوئے انگریزون نے علاقہ ہزارہ بھی شامل ملک
کشمیر کے راجہ گلاب سنگہ کو دیدیا اور راجہ کے طرف سے دیوان ہریچند وغیرہ کاردار ہزارہ کے مقرر ہوئے
مگر انتظام نہو سکا پھر دیوان جوالا سہاے آیا وہ بھی واپس گیا اور راجہ گلاب سنگہ نے اس ملک کے لینے سے انکار کیا
اسواسطے یہہ ملک پھر سرکار لاہور کا علاقہ شمار ہوا اور ایبٹ صاحب معہ دیوان اجودہیا پرشاد واسطے حد
بندی سرکار لاہور و سرکار جمون کے ہزارہ مین آیا اور حد بندی قایم ہوگئی اور انتظام ہزارہ کا بھی معرفت
ایبٹ صاحب بہادر تجویز ہوا سردار چتر سنگہ اٹاری والا لاہور کیطرف سے ناظم ہزارہ کا قرار پایا اوسنے برخلاف سرکار کے شورش برپا کی
اور پشاور وغیرہ علاقجات پر قابض ہوکر باجتماع سکھون کے کئی لڑائیان سرکار انگریز کے ساتھہ لڑا اور شکست کھائی بعد ازان سرکار
لاہور کا ملک انگریزون نے منضبط کر لیا یہہ علاقہ بھی انگریزونکی تسلط مین آگیا اوس وقت سے آجتک بر انتظام و حکومت انگریزی کے باقبال
سرکار ایسا انتظام ہے کہ کوئی مفسد فساد برپا نہین کر سکتا اس ضلع ہزارہ مین دریاے سندہ موضع کریلیان علاقہ کولائی کی حد پر داخل
ہوتا ہے پارکیطرف موضع ابنہ خاص پایشگاہ محمد اکرم خان رئیس آباد ہے سونا بھی اکثر اوسی مقام سے نکالا جاتا ہے دریا اس مقام پر بہت
تیز چلتا ہے اور پانی بہت صاف ہے اور دریا کے ذریعہ سے ہزارہا روپیہ کی لکڑی اس ضلع مین آتی ہے
جو عمارت مین خرچ ہوتی ہے دریاے سندہ مین کشتی اسی ضلع مین جاری ہوتی ہے اسسے اوپر بذریعہ جالہ و برولہ
وغیرہ کی ذریعہ لوگ دریا سے اوترتے ہین موضع ابنہ سے لیکر اس ضلع کے حد تک تین شاہ گذر اس دریا کے ہین ایک
گذر دربند دوم گذر تربیلہ تیسری گذر کنڈل موہٹ اور دریاے جہلم اس ضلع کے شرق کیطرف جاری ہے اور علاقہ
مکوٹ کے سرحد پر داخل اس ضلع مین ہوتا ہے وہان دریا دو شاخون مین منقسم ہوا ہوا آتا ہے
ایک وہ جیہمن ڈانکہ ہے کاگان کا پانی موضع بوے کے قریب شامل ہوتا ہے اور نام اسکا ندی کنہار
ہے دوسری شاخ کشمیر کے طرف سے آتی ہے وہ بھی اصل مین دو شاخین ہین ایک خاص شہر کشمیر کے درمیان
ہوکر آتی ہے اوسکا نام بہت ہے دوسری شاخ ملک چلاس سے داخل ہوتی ہے اوسکا نام کشن گنگا ہے وہ دونو
قریب شہر مظفر آباد کی آپسمین ملجاتے ہین پھر آگے جو کر کوہالہ سے ملکر پورا دریا بن جاتا ہے ندی کو تار پل ایک
پختہ پل متصل گڑھی حبیب اللہ خان کی اور دوسرا پل موضع کوہالہ کے قریب بنا ہوا ہے۔ اس ضلع مین
صدہا چہوٹی نہرون اور چشمون کے پانی جاری ہین اکثر ملک کو سیراب کرتے ہین انکا شمار نہین ہو سکتا

تین نالے اسمین بہت بڑی ہین ایک نالہ ہرو دوم نالہ ڈور تیسری نالہ سرن یہہ تینون ہزارہ کی زمین کو سیراب
کرتے ہین آب وہوا اضلاع کی مختلف ہے یعنی حصہ گرم مین گرم اور حصہ سرد مین سرد اور حصہ معتدل مین معتدل
ہے بلکہ اگر ایک ایک علاقہ کی آب وہوا علیحدہ علیحدہ تصور کیجاے تو بجاہے ضلع کے رہنے والے نہایت
شوریدہ پشت و قوی دل و جنگ آور و دلیر و جوانمرد ہین مرنے سے ہرگز نہین ڈرتے **سکندرپورہ**
ضلع ہزارہ مین یہہ شہر تہوڑی سی آبادی کا قلعہ ہرکشن گڈہ کے قریب واقع ہے آبادی اسکی بہت پرانی
اور قدیمی ہے پرانے عمارات وہان بہت ہین پختہ و خام عمارات بازار بارونق و پر تجارت ہین **گڈہی**
سدہی خان یہہ ایک آباد و مستحکم قلعہ و قصبہ بعمارت پختہ بائین کنارے دریای کشن گنگا دریای
سندہ سے جو بیس میل بسمت شمال مشرق اٹک کے مقام سے واقع ہے پہلی اس گڈہی کی عمارت صدر خان افغان نے
بنائی اور صدر خان کی گڈہی نام رکہا تہا اب سدہی خان کی گڈہی مشہور ہے **نوشہرہ** یہہ قصبہ اوس سڑک پر
جو اٹک کے قلعہ سے کشمیر کو جاتی ہے کشمیر کے حد سے بیس میل ورے مغربی پہاڑون مین جو کشمیر کے مغربی
حد مین آباد ہے گردی کا ملک اسکا نہایت خشک و بے زراعت ہے مختلف مقامات پر ٹیلے و جہاڑیان خشک واقع
ہین **دربند** یہہ ایک مقام بائین کنارے دریای سندہ شمالی و مغربی حد ملک پنجاب و سلطنت انگریزی
پر واقع ہے فوج انگریزی اکثر یہان رہتی ہے چونکہ یہہ مقام دریای سندہ پہاڑون کے اندر تنگ ہو کر چلتا ہے
اسواسطے اس علاقہ کا نام دربند مشہور ہوا اسی نواح مین شیر سنگہ رنجیت سنگہ کے بیٹے نے سید احمد و مولوی
اسماعیل کے ساتہہ جنگ کیا اور سخت لڑائی کے بعد انہون نے معہ اپنے رفیقون کے شہادت پائی قبرین انکی بہی
وہان موجود ہین **پکہلی** یہہ ایک چہوٹا سا علاقہ پہاڑ مین مشرق کے طرف دریای سندہ کے واقع ہے زمین اسکی
نہایت زرخیز و سیراب پیداواری غلہ اور میوؤن کی بہت ہوتی ہے خصوصا مکی کی پیداوار کا حد و حساب
نہین ہے جب رنجیت سنگہ کے حکم سے ہری سنگہ نلوہ فوج سکہی لیکر اس ملک مین گیا تو انہون نے تمام اس علاقہ کو
لوٹ کر برباد کر دیا اور راجہ پایندہ خان حاکم یہان کا اپنی جان بچا کر بہاگ گیا سکہون نے تمام بستیان اوجاڑ
دین مدت کے بعد پہر صورت اسکی آبادی کی ظاہر ہوئی اب بخوبی آبادی ہے — + —

دوسری تقسیم کشمیر کے پہاڑ اور وہان کے شہرون و قصبون و دریاون و چشمون و جہیلون و گانوؤن کے ذکر مین

کشمیر کا ملک تیسری اور چوتہے اقلیم سے شمار ہوا ہے شمال کے طرف اسکے کوہ قراقرم [illegible] فاصلہ تبت اور
کشمیر کے درمیان شمار کرتے ہین مشرق کے طرف [illegible] پہاڑ [illegible] جنوب کے [illegible] شمالی حد اضلاع [illegible]

پنجاب مغرب کے جانب کو ملک ہزارہ و پکھلی و دہمتور و دریای کشن گنگ ہی جابہ دنظرف اسکے اونچے پہاڑ برفانی
کھڑے ہین پہاڑون کے بیچ مین کشمیر کا میدان ایک ہموار و زرخیز و سیراب زمین ہی اوسمین سے کچھہ صاف زمین
پانی یا ہموار پہاڑون کے قطارون کے نیچے ہے سرزمین خاص کشمیر کی ایکسو بیس میل لمبی اور بدرجہ اوسط چھتیس میل چوڑی
ہے کل سطح اسکا چار ہزار پانسو میل شمار ہوتا ہے صورت اسکی اگرچہ بعض بیقاعدہ ہی مگر بیضوی شکل سے مشابہت رکھتی ہی
اور بعض کے نزدیک اسماعیل دو رہی سے غربل تک طول ایکسو نو میل اور عرض ہر جگہہ سے قیصر ناگ تک ساٹھہ یا ستر میل
کل سطح پانچہزار ایکسو بیالیس میل انگریزی ہی اور ایک مورخ انگریزی کا بیان ہی کہ صاف میدان کشمیر کا نوے میل لمبا
اور چالیس میل چوڑا اور کل سطح دو ہزار میل ہے اہل ہنود اسملک کی آبادی کا ابتدائی حال ایسا بیان کرتے ہیں
کہ سابق کل کشمیر کی سطح کے اندر پانی بھرا ہوا رہتا تھا اور لوگ اسکو ستی سر کہتے تھے اوسوقت جلدیو نام ایک شخص
یعنی دیو اوسکے پانی مین آکر مقیم ہوا چونکہ وہ دیو آدم خوار تھا گرد نواحی علاقہ اوسنے تمام ویران کردیا کچھہ تو
لوگ اوسکے خوف سے بھاگ گئے اور کچھہ اوسکے لقمۂ شکم ہوئے بہت مدت کے بعد وہان ایک شخص رشی یعنی خداپرست
کشپ نام وارد ہوا اور تمام علاقہ کو ویران دیکھہ کر اوسنے حال دریافت کیا بعد دریافت اوسنے جلدیو کی مارنے
کے لئے عبادت شروع کی جب اوسکی عبادت قبول ہوئی تو مہادیو کے حکم سے کارکنان کارخانہ الہی جلدیو کے مارنے پر
متوجہ ہوئے اور ایکسو برس تک لڑائی رہی مگر وہ مردم خوار خلق آزار کسیطرح ہاتھہ نہ آتا اور گرفتاری کے وقت
پانی مین چھپ جاتا آخر یہہ تجویز ٹھہری کہ یہان کا پانی تمام و کمال نکال دیا جاوے پس بارہ مولے کے درہ کے پاس
جہان اب دروازہ اور شاہی برج بنا ہوا ہے پہاڑ کو توڑ دیا جب پانی بہہ گیا تو جلدیو ہاتھہ آیا اور بہت بری طرح سے
مارا گیا زمین صاف ہونے کے بعد کشپ رشی یہان رہنے لگا چونکہ یہہ گوشہ خداپرستون کی عبادت کے لئے بہت مفید اور
اچھا تھا سو بہت دور دور سے عابد لوگ یہان آکر رہنے لگے کئی سو برس کے بعد یہان بہت آبادی ہوگئی اور
حاکم کی ضرورت پڑی لوگون نے ملک جمون کے راجہ سے درخواست کی کہ وہ اسملک مین اپنا عمل دخل کرے اوسنے اپنا
بیٹا یہان بھیجدیا اوسکی ریاست و سلطنت شروع ہوئی۔ مسلمان اس روایت کے برخلاف ایسا بیان کرتے ہین کہ
پہلے یہان پانی بھرا ہوا تھا حضرت سلیمان پیغمبر جو بتقریب سیر اپنے تخت رواں پر سوار یہان آپہونچے تو اونہون
نے کشتی نوح کی معرفت اسکا پانی نکلوایا اور ملک آباد کیا فقط خطہ کشمیر ایسا دلپذیر ہی کہ جو مسافر یہان آتا ہے
پھر جانے کو دل اوسکا نہین چاہتا چاہیے کہ جبکہ یہان بہار کا موسم شروع ہوتا ہے جہان تک نظر کام کرے سوائے پھولون
اور سبزی کے کچھہ نظر نہین آتا ہزارون طرح کے رنگا رنگ پھول اور قسم قسم کے نباتات اور سیکڑون درخت میوہ
انار و سیب و ناشپاتی و انگور وغیرہ حد تعداد و شمار کے احاطہ سے باہر ہین مشہور ہے کہ شاہجہان بادشاہ نے باغ شالامار مین
مصورون کو حکم دیا کہ جتنی قسم کے پھول کشمیر مین ہین انکی شبیہ اوتاری جاوے تین ہزار قسم کے پھول

تو اوسوقت فرنچ کتاب ہذا بموجب جانا کہ خالق حقیقی کی پیدایش کا شمار نہین ہوسکتا تو چھوڑ دیا گیا ماہ اسوج اس
ملک مین پھلان میون کی پختگی ہوتی ہے انگور اوتر کر انگوری شراب کھینچی جاتی ہے تالابون اور چشمون اور ندیون
اور نالون کا بیان شمار نہین ہے جن سے تمام علاقہ ہر گھر گھر اور جا بجا پانی بھرتا ہے صرف شرقی پہاڑ کشمیر کا خشک
اور خالی ہے مغربی و جنوبی و شمالی پہاڑ سرسبز و شاداب ہے اور تمام پہاڑی چشمے و ندی و نالے جا بجا سے بہہ کر
بارہ مولہ کے درہ کے پاس دریای جہلم سے ملجاتے ہین کشمیر کے پہاڑون کے دری مورخ مختلف بیان کرتے ہین
ابوالفضل چھبیس یا ابو القاسم فرشتہ تین الفنسٹن صاحب انگریز سات ہیول صاحب انگریز بارہ لکھتے ہین اور فی الحقیقت
ان درون مین سے چار دری بہت بڑی ہین جو ہمیشہ جاری رہتی ہین پہلا درہ بنوگ جو شرقی سمت ہے دوسرا پنجال
جو جنوبی حد پر ہے تیسرا درہ پنج پاس جو مغرب کے طرف ہے چوتھا درہ بارہ مولہ یہہ بھی غربی حد کے اوپر واقع ہے
اسکی سوای ایک اور درہ ہے جسکو درہ ڈب بولتے ہین وہ بھی بارہ مولہ کے پاس ہے ان درون کے راستے بھی
آمد و رفت لوگون کی جاری ہے قطع نظر ان درون سے اگر اوس ملک کا کوئی واقف آدمی ہو تو معمولی درون کے
سوای پہاڑ کے اوپر سے بھی ہو کر کشمیر مین داخل ہو سکتا ہے اون درون مین سے گھوڑے کے راستے گیارہ درے
ہین گاڑی کا راستہ کسی درہ مین نہین ہے شاہان چغتائی اکثر اوقات پیر پنجال کے راستے سے زنانی سواریون
کے ساتھ کشمیر مین داخل ہوتی تھے رنجیت سنگھ نے بھی بارہ مولہ کے درہ کے راستہ سے کشمیر پر حملہ کیا تھا اور بڑی
مشکلون سے توپ اپنے ساتھ لے گیا تھا شاہنشاہ اکبر نے جب کشمیر پر قبضہ پایا تو اوسنے ہر درہ پر سات مقرر کر کر
سات سردار ایک ایک درہ پر ایک ایک محافظ مقرر فرمائی اور نایک کا خطاب اونکو بخشا اور اون درون کے علاقہ
بھی اونہین کو بڑے بڑے جاگیرون کے اونکو عطا فرمائی اور ارشاد کیا کہ وہ ساتون سردار فوج مسلح و جرار ہمیشہ
پاس مہیا و تیار رکھا کرین کہ بوقت حملہ کسی دشمن کے کام آوے چغتائی سلطنت کے اخیر تک وہ سردار بدستور
اپنے اپنے کام پر مستعد رہے اور کسیکو طاقت نہتی کہ اون درون کے راستہ کشمیر مین داخل ہو اون ملکون کے
اولاد اگرچہ اب تک موجود ہے مگر سکھون کے وقت اونکی جاگیرین ضبط ہوگئین اور اونکی اختیار بھی بالکل چھین گئے
سکھا شاہی مین کسی نے اونکی قدامت کے طرف خیال نہ کیا - اس ملک مین کالا ریچھ و سفید ریچھ پہاڑون مین
بہت ہوتا ہے مگر بھیڑیا بہت کم ہے جنگلی بکریان مشکی ہرن بارہ سنگے بکثرت اور ایک قسم کا ایک جانور بلاؤ نام اس ملک
مین پایا جاتا ہے جو دریا کے اندر گھس کر مچھلیان کہاتا ہے گھوڑے یہان کے اگرچہ چھوٹے ہین مگر نہایت مضبوط
و جفاکش موٹا و تیز رو ہین چالیس میل ایک دن مین اگر سفر کرین تو کچھہ ماندگی اونکو ظاہر نہین ہوتی
[illegible] اسملک مین بشمار پیدا ہوتی ہے پہاڑ کے چوٹیان سات ہزار سے لیکر پانچ ہزار فیٹ تک سمندر کے سطح سے
اونچی ہین چشمہ پانی کے کنارے بکثرت جاری ہین [illegible]

شہرِ لداخ کی دارالسلطنت مین ہی عرصہ ہوا کہ کشمیر کے پشمینہ کے کارخانہ مین خسارہ آگیا اسکا یہہ باعث
ہوا کہ اعلی پشمینہ مین لوگ اونی پشمینہ ملا کر مال تیار کرنے لگے تھے اور انگلستان مین جا کر جب پہلے کشمیر کے پشمینہ
کے ساتھ اوسکی مقابلہ نہ کیا یا تو حال کے پشمینہ کے قدر کم ہوگئی علاوہ اِسکے اب انگلستان مین بہت کارخانے پشمینہ کے
کے جاری ہوگئے اور کشمیر کے پشمینہ کی چندان ضرورت نہ رہی - یہہ ملک پہلے بڑا آباد تھا مگر چند در چند صدمے متواتر
اِسپر ایسے آئے کہ آبادی کم ہوگئی پہلے تو یہہ سلاطین چک جو شیعہ مذہب تھے وہان سنی اور شیعہ کے سخت لڑائی
ہوکر بہت لوگ قتل ہوتے رہے اور ملک ویران ہوتا رہا اوسوقت بھی ایک ایسا بھونچال بسال ۱۰۶۲ھ ہجری کشمیر مین
آیا کہ چند مقامات بیچ زمین غرق ہوگئے بہت گانو تباہ ہوگئے اور موضع جلو و دامپور اپنی عمارت سمیت دریائے
جہلم کے اِس کنارے سے دوسری کنارے ہوگئے اور زمین پھوٹ کر دریا کا راستہ بدل گیا اور موضع بادر کے
اوپر ایک پہاڑ گر پڑا اور اِس بھونچال کے صدمے سے ساتھہ ہزار آدمی کے جانین تلف ہوگئین پھر ۱۲۴۵ھ
مین ایک خوفناک بھونچال آیا جس سے ایک ہزار دو سو آدمی مر گئے اوسکی دو تین مہینے بعد وبای ہیضہ ایسی پہیلی کہ
چالیس دن کے عرصہ مین ایک لاکھہ دو ہزار آدمی جان بحق تسلیم ہوگیا پھر ۱۲۵۱ ہجری مین بموسم برف ناگہان
ایسی گری کہ شالی کے فصل کا چہارم حصہ تلف ہوگیا اور ہزارون آدمی رہگذر مسافر کاشتکار وغیرہ برف کے
نیچے دب کر مر گئے پھر ایسا قحط عاید ہوا کہ ماں باپ ایک دو چھ آٹھہ آٹھہ آنہ پر اپنے بچے فروخت کر ڈالے جب کوئی
خریدار نہ ہوتا تو بہوکہہ کے عذاب سے بچون کو ذبح کر کر کہا لیا اِس صدمہ کے بعد جب رنجیت سنگہ نے اِس ملک کو فتح کیا تو
سکھون نے اِسکو خوب لوٹا چند سال کے بعد جب جمعدار خوشحال سنگہ ناظم کشمیر کا ہوا تو اوسنے کشمیریون پر ایسی
سختی کی کہ تمام کشمیری وطن چھوڑ کر چلے آئے اور تمام پنجاب مین سوائی کشمیریون زندہ اور اونکی لاشون کے اور
آدمی کم نظر آتا تھا اوس وقت سے لاہور و امرتسر و لودہیانہ و نورپور وغیرہ شہرون مین کشمیریون کے محلون کے
محلے آباد ہوگئے اِس ملک مین ہندو کم اور مسلمان بہت ہین اور جو ہندو ہین وہ بھی مسلمانون سے چندان پرہیز نہین کرتے
بول چال اِس خطہ کی ہفت اقلیم سے علیحدہ ہی کہ سوائی اِس ملک کے اور کہین یہہ بولی نہین بولی جاتی پوشش کشمیریون کی
خراب اور میلی ہوتی ہے پاجامہ عموما عورت و مرد نہین پہنتے ایک کرتہ لنبا گلے سے پاؤن تک پہنتے ہین عورتین برقعہ
نقابہ اور مرد اکثر ٹوپی یا عمامہ رکھتے ہین وہان کی شمیری گہاس کا جوتا پہنتے ہین سردی کے موسم مین آتشدان
یعنی کانگڑی مین آگ کی بہر کر بغل مین دبائی رکھتے ہین بلکہ کشمیری عورتین سوتے وقت بہی کانگڑی کے سبب سے
[illegible] جل جاتے ہین کشمیر کے آدمی بہت محنتی و بارکش و تیز فہم و کاریگر ہین نقاشی اچھی کرتے اور
اونکی کلام بیحال خوب شاعر [illegible] دور دور بیچ جاتے ہین بعد [illegible] باقی دولت و [illegible] قسم کی
کشمیر مین موجود درختون اور میوؤن اور غلہ کی پیدایش خصوصا شالی کی پیدایش اِسقدر ہے کہ باد ملکون

اور کانون مین سے بلور کی کان اور لوہے و سنگ چقماق و خاک سرخ و سیاہ و زرد و سنگ سیاہ و سنگ ابری و
سنگ سبز کی کان مس وغیرہ بہت سی کانین جابجا یہان موجود ہین کوئلہ کی کان بھی پیدا یافت ہوئی ہے — + —

تواریخ کشمیر اسلام سے پہلے جو راجے یہان گذرے ہین اونکا بیان موجب طوالت کلام ہے اسواسطے
اسلام کے ظہور کے وقت سے مجمل حال شاہان کشمیر کا کتاب تواریخ اعظمی سے جو ایک مشہور و معتبر کتاب ہے لکھا جاتا ہے
کہ سال سات سو پانچ ہجری مین راجہ رنجن دیو کشمیر کا راجہ ہوا اوسنے بہدایت شیخ موید الدین بلبل شاہ کشمیری
دین اسلام قبول کرکے سلطان صدر الدین کے نام سے موسوم ہوا جب وہ ۷۲۶ھ مین فوت ہوا تو اوسکا
بیٹا چندر دیو جسکا نام اسلام کے بعد حیدر خان قرار پایا تھا خورد سال رہا اسواسطے راجہ اودن رنجن دیو کا بھائی
قندہار سے آکر کشمیر کی حکومت پر قائم ہوا مگر اوسکی عمر نے وفا نکیا اوسکے مرنے کے بعد کوتا دیو رنجن دیو کی عورت
مسندنشین ہوئی اور شاہمیر وزیر کو مختار ریاست کیا تھوڑی مدت کے بعد شاہمیر وزیر کا نکاح رانی کوتا دیو
سے ہوگیا اور شاہمیر بادشاہ با اختیار و ملقب بلقب میر شمس الدین ہوکر حکومت کرنے لگا شاہمیر کے بعد سلطان
جمشید پھر سلطان علیشاہ المخاطب بعلاء الدین پھر سلطان شہاب الدین پھر سلطان قطب الدین ایک دوسرے
کے بعد بادشاہ ہوئے قطب الدین کے وقت سید میر علی ہمدانی کشمیر مین آئے اور بادشاہ اونکا مرید ہوا خانقاہ کی
تعمیر عمل مین آئی وہ مر گیا تو سلطان سکندر بت شکن کشمیر کے تخت پر بیٹھا او میر محمد علی میر علی ہمدانی کے صاحبزادے کا
مرید تھا اور دین اسلام کے شیوع و ظہور مین اوسنے سخت کوششین کین اور ہزارہا دون سنگین بتخانہ ہندوؤن کے
جنمین کشمیر کا علاقہ بھرا ہوا تھا اوسنے منہدم کئے اور مسجدین بنوائین لاکھون ہندوؤن کو مسلمان کیا بت شکن کا
خطاب پایا اوسکے بعد سلطان علی پھر سلطان شاہی المخاطب بہ زین العابدین پھر سلطان حیدر پھر سلطان حسن شاہ
بن ادہم پھر محمد شاہ بن حسن پھر سلطان شمس الدین بن محمد شاہ پھر اسماعیل شاہ بن محمد شاہ غازی شاہ چک پھر حسین شاہ
برادر غازی شاہ پھر [illegible] یوسف شاہ پھر علیشاہ اپنے اپنے عہد مین تخت حکومت پر اجلاس فرمائے رہے
غازی شاہ کے وقت سے شیعہ قوم کا کشمیر مین بڑا زور شور ہوا اسسبب سے کہ حاکم بھی شیعہ مذہب رکھتا تھا اسلئے
شیعہ و سنیون مین سخت لڑائیان ہوئین ہر دون ملک کی جانی رہی گھر گھر فساد رہا تھا آخر یوسف شاہ
کے وقت رعایا کشمیر کی بہت تنگ ہوئی اور چند امرا نے ملکشاہ اکبر کے خدمت مین التماس کی کہ وہ کشمیر کے
ملک متصرف ہوا اکبرشاہ نے وہ نیک موقع پاکر کشمیر کے طرف فوج روانہ کردی قاسم خان میر بحری کے ہمراہ کی
قاسم خان نے کشمیر پہنچکر ملک فتح کیا اور چغتائی سلطنت کشمیر مین ہو گئی اکبر بادشاہ کے بعد شاہ جہانگیر پھر
شاہجہان پھر اورنگ زیب عالمگیر پھر بہادر شاہ وغیرہ فرمانروا رہے انکے وقت کشمیر کی آبادی کو بہت
فروغ ملا اور شہر مین [illegible] عالیشان بنے احمد شاہ چغتائی کے وقت احمد شاہ درانی نے کشمیر فتح کیا الخ

یہ کل ملک کابل کے سلطنت کو شامل ہو گیا آخر فتح خان کے وزارت کے وقت رنجیت سنگھ دو مرتبہ کشمیر پر حملہ آور ہوا
اور دوسرے حملہ میں محمد صادق خان ناظم کشمیر پر فتحیاب ہو کر قابض ہوا رنجیت سنگھ کے حکم سے موتی رام و ہری سنگھ
وغیرہ نوبت بنوبت یہاں کے ناظم ہوئے ہری سنگھ نے اپنے نام کا ہری سنگھی روپیہ کشمیر میں جاری کیا جمعدار خوشحال
نے اپنی نظامت کے وقت کشمیر کو ایسا غارت کیا کہ کل ملک بے چراغ ہو گیا اور کشمیری اپنے وطن سے جلا وطن ہو کر
جا بجا نکل گئے بعد ازاں مہیان سنگھ و شیخ غلام محی الدین و امام الدین ناظم رہے آخر سال ۱۸۴۶ء میں یہ ملک
انگریزوں نے سرکار لاہور سے لیکر راجہ گلاب سنگھ رئیس جموں کے پاس فروخت کر ڈالا اوسکی حیات تک اوسکے
قبضہ میں رہا اب اوسکا بیٹا مہاراجہ رنبیر سنگھ اس ملک کا مالک ہے **شہر سری نگر** یہ شہر دار السلطنت
و دار الریاست کشمیر کا ہے آبادی اسکی بہت پرانی ہے بسبب بہت قدامت کے سچی دریافت نہیں ہوتا
کہ آیا کس راجے نے پہلے پہل اسکو آباد کیا تھا ہندو تو ہزاروں بلکہ لاکھوں برس کی آبادی اسکی بیان کرتے ہیں
مسلمان کشمیری اسکو سلیمان پیغمبر کا آباد کیا ہوا کہتے ہیں مگر انگریزی مورخ فرماتے ہیں کہ شہر سری نگر کی آبادی
کو سب سے اول راجہ پرورسین نے بنا رکھی جنہوں نے ۱۲۰ء سے ۱۸۰ء تک کشمیر کی سلطنت کی تھی بلکہ ایک اور
شہر بھی اپنے نام کا اس علاقہ میں اوسکا آباد کیا ہوا تھا جسکے کھنڈرات مقام دنتی پور و متن کے قابل دیکھنے
ہیں اوس سے بعد باوقات مختلف یہ ویران و آباد ہوتا رہا بلندی اس شہر کی سمندر کی سطح سے پانچہزار فٹ ہے
اور آبادی شہر کی دریائے جہلم کے دونو کنارہ دو میل یا چار میل تک برابر ہوتی چلی گئی ہے اور عین آبادی
کے بیچ میں دریا بہتا ہے ادہر اودہر کی آمد و رفت کے واسطے چوبی پل بنے ہوئے ہیں کشتیاں بھی جاری رہتی ہیں
شمالی حصہ شہر کا جو دریا کے دہنی کنارہ پر ہے جنوبی حصہ سے بہت بڑا ہے اکثر پرانی عمارتیں و نامور مکانات
و مزارات و مقبرے قدیمی شہر کے شمالی حصہ کی طرف واقع ہیں مگر اوس وقت جنوبی حصہ میں رونق زیادہ ہے
کیونکہ فوج کی چھاونی اور ناظم کشمیر کا اوسی طرف رہتا ہے اور اسی طرف ایک قلعہ بنا ہوا ہے جسکو شیر گڈھی
کہتے ہیں وہ قلعہ چندان مضبوط نہیں ہے صرف حاکم و ناظم کے رہنے کا مکان ہے یہ شیر گڈھی دو منزلہ مکان
شہر کے فصیل سے بھی اونچا ہے سیڑھیاں اوسکی دریا کے کنارے تک پہیلی ہوئی ہیں چند مکانات کہ دریا کے کنارہ
پر بنے ہوئے ہیں اونکی عمارت سب چوبی ہے کل پلین تعداد میں بارہ ہیں اونمیں سے بعض پل تو چھوٹے
اور بعض اسقدر بڑے ہیں کہ اونکے اوپر دو رویہ دوکان و بازار ہے اونمیں سے ایک بڑا پل چوبی سات
محراب کا ہے جسکی کل عمارت دیودار لکڑی کی ہے اور چھت بھی اوسی لکڑی کی ڈالی گئی ہے عمارت شہر کی
بالکل خراب بے رونق و بے قطع گلیاں و بازار تنگ فرش بھی ویسے ہی نالیاں بازار کے وسط میں
اور میلا اور کیچڑ اسقدر ہوتا ہے کہ گھروں اور دوکانوں کے آگے انبار لگے رہتے ہیں اور اگر تھوڑی سی

بارش بھی ہو تو شہر میں چلنا پھرنا مشکل ہو جاتا ہے اور اگر سفید کپڑے کو اوسکا داغ لگ جاوی تو کبھی نہ چھوٹے
سکھوں کی عملداری سے آجتک شہر کی صفائی کبھی نہوئی بڑے بڑے انبار کوڑیوں کے برسوں کے جمع ہوئے
ہوئے موجود ہیں دریا کے پاس کے رہنے والے دریا کے کنارے میلے کے انبار جمع کر دیتے ہیں اور بستی اسقدر
ہے کہ آگے ذرا بڑھ کر دریا میں نہیں ہو سکتی جب دریا طغیانی پر آتا ہے تو کل میلا اپنے کناروں کا بہا کر لیجاتا ہے
شہر کی عمارت چوبی بہت ہے اور مکانات تہری چھتیں پڑی ہوئی ہیں دولتمندوں کے گھروں کی پختہ
عمارات ہیں اور حویلیوں کے اندر باغ و حمام بنے ہیں دریا سے نہریں لیجا کر اونمیں چھوڑی گئی ہیں شہر
کے اندر بڑے بڑے کارخانے جاری ہیں شالبافی کا کام جیسے کہ صفا و پاکیزہ یہاں بنتا ہے کہیں ہفت اقلیم
میں نہیں بنتا پشمینہ کی رنگت صفا و روشن ہوتی ہے کاغذ کشمیری صفائی و پختگی میں مشہور ہے نقاشی کے
کام میں یہاں کے اوستاد بڑے اوستاد ہیں کاغذی و چوبی قلمدان و ڈبیہ وغیرہ منقش یہاں خوب بنتی ہیں
قلمتراش مقراض فولادی بہت تحفہ بنائے جاتے ہیں پشمینہ داروں کے چوغے و پاجامی و جراب خوب بنتی ہیں
کاتب خوشخط فارسی عربی و شاستری نویس یہاں بہت ہیں اگرچہ وہ خواندہ نہیں ہوتے مگر حروف کی نقل
بعینہ کر لیتے ہیں سکھوں کی عملداری میں اس ملک میں بردہ فروشی عام تھی لاہور و امرتسر وغیرہ شہروں میں
کسبی طوائف کنچنیں کشمیر سے منگوا کر پیشہ کراتے تھے اب صاحبان انگریز کے سبب سے برملا بردہ فروشی بند ہو گئی ہے اس ملک
کے لوگ غیرت کم رکھتے ہیں اور بزدلی اور نامردی میں ثانی نہیں رکھتے خوراک کشمیریوں کی چانول ہے
اور چای بہت پیتے ہیں حاکم کو سوای جور و تعدی کے کام نہیں دیتی عطر کشمیر کا تحفہ ملکوں میں جاتا ہے تجارت
پشمینہ اور ہر قسم کے غلہ اور میووں کی بکثرت ہے سنہ ۱۸۲۲ع میں کل مردم شماری سرینگر کی دو لاکھ چالیس ہزار
تھی مگر اب ایک لاکھ پچاس ہزار آدمی اسمیں آباد ہیں اور یہہ تنزل آبادی کا محض بسبب سختگیری حکام کے ہے
مگر اب مہاراجہ جموں نے شالبافوں کے محصول میں تخفیف دی ہے اور دیگر اجناس کا بھی محصول کم کیا جاتا ہے
اس سے یقین ہے کہ آبادی میں ترقی ہو جاویگی

جھیل ڈل

شرق کے طرف شہر سرینگر کے یہہ ایک جھیل
[illegible] بھی موجود ہے طول اسکا شمال سے جنوب کو پانچ میل اور عرض شرق سے غرب کو اڈھائی میل پانی اسکا
نہایت صفا و شفاف و سرد و فایدہ بخش و لطیف ہے مگر عمیق کم ہے زیادہ تر عمق اسکی دس فٹ تک ہے
تمام یہہ جھیل دو حصوں میں منقسم ہے اور بیچ میں ایک بند بنا ہوا ہے جو جنوب غرب سے شمال شرق کو جاتا ہے اور جھیل کے
اوپر ہزارہا درخت قسم کے نباتات قدرتی پیدا ہوتے ہیں اور بند کے درمیان تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر پل بنا ہوا ہے
جنکے اندر سے کشتیاں ادھر کو ادھر اور ادھر سے ادھر آتے جاتے ہیں [illegible]
[illegible] بھی ہیں جنکے نام علیحدہ علیحدہ رکھے ہوئے ہیں پاس جھیل میں [illegible]

جو شمال شرق کی طرف کی پہاڑ سے نکلکر اور بہتا ہوا آکر جھیل کو پر آب کرتی ہے یہہ جھیل دریای جہلم کے ساتھ
بذریعہ ایک نہر کے آمد و رفت رکھتی ہے اور بیچمین اوسکی ایک دروازہ لگا ہوا ہی جب دریای جہلم مین طغیانی
ہوتی ہے تو پانی دریا کا اوس نہر کے راستے ڈل مین آنا شروع ہوتا ہے تو پانی کے زور سے وہ دروازہ
خود بخود مسدود ہوجاتا ہی اور پانی دریا کا جھیل مین آنا موقوف ہوجاتا ہی اگر یہہ دروازہ مسدود نہوتا
تو جھیل مین طغیانی ہوکر شہر غرقاب ہوجاتا یہہ نہر شہر کے کئی مقامات کے اندر سے ہوتی ہوئی جاتی ہے اور
اوسکے پانی سے صفائی شہر کی کیجاتی ہے سوائے صفائی کے اور بھی فایدہ اس نہر سے شہر کو بہت ہوتے ہین
علاوہ اسکے ایک اور نہر سری نگر مین چلتی ہے جسکا نام مار ہی جو سلطان زین العابدین بادشاہ کشمیر نے بنوائی
تہی اوسمین بھی کشتیان چلتی ہین چوڑان اسکی تیس فٹ سے زیادہ نہین ہے اور کنارے نہر کے بنے ہوئے
ہین پلین اور محراب پلون کے بھی سنگین ہین اوسکے کنارون کے اوپر دیودار لکڑی کے حویلیان
بڑے بلند بنے ہوئے ہین اور قدیمی مسلمان بادشاہون کے رہنے کے مکانات بھی اسی کے کنارے پر تھے
جو اب مسمار ہوچکے ہین ڈل کی جھیل ایک عجیب سیرگاہ ہے بسبب صفائی و سرسبزی و باغات و عمارات
شاہی کے جو اسکے کنارے پر ہین اس جھیل کو سب جھیلون پر فوقیت حاصل ہے شالامار باغ و نشاط باغ وغیرہ
بیشمار عمارتین اسکے کنارے پر بنی ہوئی ہین کنول کے پھول و سنگھاڑہ اسمین بیشمار پیدا ہوتا ہی سیر کرنیوالے لوگ
کشتیون پر سوار ہوکر اسمین سیر کرتے ہین پرندا شکاری دونگا تین قسم کے کشتیان اسمین چلتی ہین ہانجی
یعنے ملاح زن و مرد کشتیان چلانے کا کام کرتے ہین اس جھیل کے پانی کے اوپر مصنوعی کھیت بنائی جاتی ہین اس طرح
کہ پانی کے درمیان اپنی کھیت کا نشان ہر ایک شخص علیحدہ علیحدہ بناتا ہے اور اسکے چارون طرف بڑے بڑے
لکڑیان گاڑ کر نشان قایم کر دیتے ہین جس سے حدود کھیت کے پہچانے جائین اور اسقدر جگہہ پر تختی یا لکڑیان بچھا کر
اور اوسپر مٹی بچھا کر زمین بنالیتی ہین اور اسمین ترکاری وغیرہ بوکر فروخت کرتی ہین اور یہہ بات جو
لوگون مین مشہور ہے کہ کشمیر مین کھیت چوری جاتی ہین سو وہ یہی کھیت ہین کہ لوگ ایک دوسرے کی زمین
کسیقدر کاٹ کر اپنی زمین کے ساتھ شامل کر لیتے ہین **باغ شالامار** یہہ باغ ڈل کے کنارے جہانگیر بادشاہ
نے بنوایا تھا اگرچہ اب اجڑا ہوا ہی تو بھی چنار کے درخت اسمین بہت ہین کل باغ اٹھ سو گز لمبا اور دو سو
اسی گز چوڑا ہے اور بڑی عمارت بارہ دری ہے جو اسکی اوپر کے حصہ مین بنی ہوئی ہے اوسمین کالا سنگ مرمر لگا ہوا
نہایت صاف لگا ہوا ہی راستہ باغ کا اوسکے اندر ہی گذرتا ہی اور سڑک کے دو طرفون پر دو کمرے بنے ہوئے ہین
اس مکان کے شرق و غرب کے طرف سات گز چوڑا زینہ اور اندر مکان کے بیشمار ستون ہین ۹ فیٹ بلند پتھر کے
بنے ہوئے ہین اور مشہور ہے کہ یہہ پتھر و ستون ہندؤن کے کسی مندر کو گراکر بادشاہ یہان لایا اور مکان بنوایا تھا

عمارت اس مکان کی چوبیس گز مربع شمال سے جنوب کو بنی ہوئی ہے اور مکان کے وسط میں ایک مربع حوض
ہے جو کالے سنگ مرمر سے بنایا گیا ہے اور گرد اوسکے ایکسو چالیس فوارے ہیں اور یہ حوض نہر کے پانی سے
بھرا جاتا ہے پتھر کے فرش سے لیکر چھت تک بیس فیٹ یہ مکان بلند ہے اور جس نہر سے کہ حوض بھرا جاتا ہے
وہ نہر اسی باغ کے اندر سے ہو کر گذرتی ہے نہر کے کناروں پر بھی برابر سنگ مرمر کے سلیں نصب ہوئی ہوئی
ہیں پھر وہاں سے یہ نہر چلکر تین دہانوں کے ذریعے سے ڈل میں جا پڑتی ہے **قلعہ ہری پربت**
شرق کیطرف سری نگر کے ایک پہاڑی ٹیلہ ہے جسکو ہری پربت کہتے ہیں مسلمانوں نے میران کوہ اسکا نام
رکھا ہوا ہے یہ ٹیلا ڈھائی سو فیٹ دریای جہلم سے اونچا ہے اسکی چوٹی پر ایک چھوٹا سا قلعہ بنا ہوا ہے اکبر بادشاہ
نے ایک دیوار چار ہزار قدم کے دور کی اس ٹیلہ کے گرد بنوائی اور پانچ دروازے رکھے اور دیوار کے اندر
بڑی بڑی عالیشان عمارتیں تعمیر کیں اب وہ عمارتیں و دیوار سب گر چکی ہے صرف ایک دروازہ باقی ہے
اوسپر یہ لکھا ہے کہ سنہ ۱۰۰۶ ہجری میں یہ عالیشان مکان بنا اور ایک کروڑ دس لاکھ روپیہ اسکی تعمیر پر
صرف ہوا اور دو سو معمار ہر روز اسکے تعمیر کے واسطے مامور تھا اس ٹیلہ کے اوپر چڑھنے سے شہر کی آبادی اور
ڈل کے پانی کی سیر خوب ہوتی ہے وجہ تسمیہ اس کوہ کا یہ ہے کہ ہاری کشمیری زبان میں شارک کو کہتے ہیں
اور پہاڑ کی شکل کو شارک کے ساتھ نسبت دیتے ہیں **تخت سلیمان** سری نگر کے جنوب شرق
کے طرف یہ ایک بلند پہاڑ ہے اوسکو تمام عام اہل اسلام تخت سلیمان اور ہندو شنکر آچارج کہتے ہیں
اسکی چوٹی پر اوسکا ایک نہایت عمدہ مندر پرانے وقت کا بنا ہوا ہے اوسکی دیکھنے سے نشان قدامت
کے ثابت ہوتے ہیں مگر اسلامیہ بادشاہوں نے اوسکو مسجد بنوا دیا ہندو کہتے ہیں کہ اصل میں یہ شنکر آچارج
کا مندر تھا یہ مکان بسبب اپنی بلندی کے دور سے نظر آتا ہے اور چھ ہزار نو سو فیٹ سطح سمندر سے یہ اونچا ہے
مغرب کی طرف ڈل کے کوہ ہری پربت اور شرق میں تخت سلیمان ہے ایک عجب پہاڑ ان دونوں کے درمیان
ہے جسکی صورت خمدار ہو بشکل کمان ہے یہ تھوڑا پھیلاؤ شمال شرق و جنوب شرق کی طرف پھیلا ہوا خوبصورت
نظر آتا ہے اور شمال غرب کے سمت کو چوٹی پر یہ پہاڑ بھی بلند دکھائی دیتا ہے [illegible] اس خطہ کی زمین [illegible]
پانی سے سیراب ہوتی ہے اور ہزاروں قسم کے درخت ثمر و غیر ثمر طرح طرح کے پھولوں کی بہار وہاں نظر
آتی ہے **جامع مسجد** شہر سری نگر میں یہ مسجد [illegible] سلطان سکندر بت شکن کے وقت کی
بنی ہوئی ہے وسعت اسکی اسقدر ہے کہ ساٹھ ہزار آدمی جمع ہو کر ایک جماعت کے ساتھ وہاں نماز پڑھ سکتے ہیں
نیچے کے حصے کی عمارت اوسکی پتھر کی اور اوپر کے حصے سب لکڑی کے ہیں اوسکی اوپر [illegible] مینار
[illegible] کے بنے ہوئے ہیں تعداد ستونوں کی جو مسجد کے اندر ہیں تین سو ہیں ہر ایک ستون

کی شکل گول ایک فیٹ عریض موٹی ہے سب سے بڑا ستون سب فیٹ سے زیادہ نفیس ہے اور وہ ستون ایسے
معقول تجویز کے ساتھہ بنائی اور رکھے گئے ہین کہ بھونچال وغیرہ صدمون سے اونکو کچھہ صدمہ نہین پہنچا یا
اس مسجد کی عمارت مین لو دار لکڑی ایسی مضبوط لگائی گئی ہے کہ باوجود گذرنے صدہا سال کے اوسمین
کچھہ نقصان جاید نہین ہوا البتہ صحنی عمارت کچھہ بھونچال کے صدمون سے گر گئی ہے **دوسری مسجد**
بیگم شاہجہان کی بنوائی ہوئی ہے وہ بھی دیودار لکڑی کی عمارت ہے اور محراب دار عمارتین اوسکی چین [illegible]
عمارت کے ساتھہ مشابہت تامہ رکھتی ہین **دلاور خان کا باغ** یہہ ایک نامی گرامی باغ شہر
کے باغون مین ہے متصل اسکے خواجہ محمد شاہ نقشبند کا مکان ہے اونکی اولاد صاحب سلسلہ شہر مین رہتی ہے
شیخ باغ یہہ باغ اگرچہ پرانا ہے مگر شیخ غلام محی الدین ناظم کشمیر نے اسکو دوبارہ بنوایا اسواسطے
شیخ کا باغ مشہور ہو گیا **کارخانہ پشمینہ** سری نگر مین پشمینہ بافون کے دوکان اور کارخانے
کثرت سے جاری ہین رومال جامہ وار دوشالہ چوغہ وغیرہ پشمینہ باف تیار کرکے شالباف کے محکمہ مین لیجاتے ہین
وہان پہلی قیمت کا تخمینہ ہوکر محصول کی رقم قرار پاتی ہے بعد ادائے محصول سرکاری مہر و چھاپہ اوسپر لگ جاتا ہے
جب تک وہ چھاپہ سرکاری جامہ پر نہ لگے کوئی جامہ فروخت ہونے نہین پاتا **حمام** سری نگر مین حمام
بہت ہین جاڑے کے موسم مین امیرون کے گھر گھر اور غریبون کے لئے بازار بازار رکھے ہین حمام گرم
ہوتی ہین اور نہانے والے وہان نہاتی ہین بڑا لطف اوٹھاتے ہین **چار چنار** یہہ مکان شہر سے
بفاصلہ چار میل ڈل کے پانی کے اندر ہے کشتی پر سوار ہوکر وہان جاتے ہین اور وہان ڈل کے بیچ سے ایک
پانی کا نالہ نکلکر اور شہر کے شمالی حصے کے بیچ مین سے ہوکر دریای جہلم مین جا پڑتا ہے اور اوسی راستے
کشتیون کی آمد و رفت جاری ہے اور جہان کہ وہ نالہ ڈل کے بیچ سے نکلتا ہے وہان دروازہ لگا ہے
جیسے کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے چار چنار کے مقام کو چار چمن بھی کہتے ہین چارون طرف اسکے پانی ہے اور جزیرہ
کے اندر دو چار درخت اور ایک بارہ دری دیوان کرپا رام ناظم کشمیر کی بنوائی ہوئی موجود ہے ؛

پان پور کشمیر کے ملک مین یہہ ایک قصبہ شہر سری نگر سے پانچ میل جنوب مغرب کو دریاے جہلم کے شمالی کنارے پر آباد ہے زمین
ہموار اور زرخیز میدان مین واقع ہے اسکے پاس دریای جہلم کے اوپر ایک پختہ پل بہت سی محرابون کا بنا ہوا ہے کل علاقہ
متعلقہ اس قصبہ کا باغات انگور و ناشپاتی و سیب و انار وغیرہ میوہ دار درختون سے بھرا ہوا ہے قصبہ مین چارسو گھر
آباد ہین اور بازار بہت بڑا بارونق ہے بیوپار تجارت ہے مقبرے و مسجدین وغیرہ مکانات پرانے بہت بنے ہوئے ہین پیداوار غلہ
کی خصوصاً شالی قسم عمدہ کی یہان اسقدر ہوتی ہے کہ کشمیر کے تمام علاقہ مین کہین نہین ہوتی زعفران جو ایک عمدہ
پیداوار کشمیر کی ہے وہ بھی اسی قصبہ کی زمین مین پیدا ہوتا ہے **پیدایش زعفران** پان پور کے متعلق

زمین مین زعفران بویا جاتا ہی بونے کے بعد ندی کا پانی اسکو نہین دیتی صرف بارش پر رکھتی ہین کاتک کے مہینے مین اوسکی کونپل زمین سے باہر نکل آتے ہین اور اوسی مہینے مین پھول جاتا ہی رنگ زعفران کے پھول کا اودا نافرمانی سا ہوتا ہی اور اوس پھول کے اندر ریزہ و ریشہ و جوہر زرد رنگ کے ہوتی ہین وے ہے زعفران کہلاتا ہے جب پھول زعفران کے اوتارنے کے لائق ہو جاتے ہین تو حاکم وقت بذات خود وہان آکر اپنی ہاتھ سی پھول توڑتا ہی بعد اوسکی زمیندار ہاتھ لگاتی ہین اور زعفران کے پیداوارسی نصف تو حاکم لے لیتا ہی اور نصف زمیندار لیتی ہین اور وہان قیمت زعفران کی دس روپیہ سیر تک ہوتی ہی اور آمدنی اس جنس کی پچاس ہزار روپیہ سالانہ سی زیادہ ہوتی ہی

اچھہ ول یہہ ایک چشمہ کا نام ہی جو کشمیر کے پہاڑ کے اندر موضع برنگ سے دس میل مشرق کیطرف واقع ہی پانی اسکا نہایت شفاف و شیرین و سرد ہی سوراخ اس چشمہ کے پانچ ہین جنسی پانی جوش مارتا ہی جو بیچ مین ہے بڑا سوراخ ہے اوس سے پانی نہایت زور شور سے جاری ہوتا ہی اور وہ سوراخ سطح زمین سی ڈیڑھ فٹ اونچا ہی قطر اوسکا بارہ فٹ کا ہے وین صاحب مورخ انگریزی فرماتے ہین کہ یہہ نکاس اوس پانی کا ہے جو برنگ کے چشمہ سے نکلکر زمین کے اندر داخل ہو جاتا ہی اور پھر دس میل تک زمین کے اندر ہی اندر دہی پانی جنوب مشرق کو چلکر اس مقام سے آنکلتا ہی اگرچہ یہہ بات بھی قرین قیاس ہی مگر اتنا شک ہوتا ہی کہ برنگ کے چشمے کا پانی جسقدر زمین کے اندر جاتا ہی یہہ پانی اوس سے کئی درجہ زیادہ یہان سی نکلتا ہی شاید اسکی ساتھ زمین کے نیچے اور چشموں کے پانی شامل ہو جاتے ہون پانی اس چشمہ کا اسقدر سرد ہی کہ سردی کے سبب آدمی اوسکو ہاتھ لگا نہین سکتا چہ جائیکہ غسل کرے پانی اگر پیے تو دانت کو کھنی لگ جاتی ہین اس چشمہ کے گرد بھی چشمہ وزیناگ کی طرح شاہ جہانگیر نے عمارت بنائی اور آراستہ کیا مگر اب وہ عمارت بے رونق اور مسمار ہو گئی ہے

برنیگ کشمیر کے ملک مین برنیگ ایک پہاڑ کے قطار اور گہاٹی کا نام ہے جو جنوب مشرق کیطرف شمال مغرب کو پھیلتی ہوئی جاتی ہی اوسکی اونچی چوٹیون مین سی جو نہایت اونچی ہی وہ پیر پنجال کے کوہ برفانی تک پہونچتی ہے جسکی مشرق کیطرف حد کشمیر واقع ہے اور وہ بہ میل کی سڑک جو اس پہاڑ سے نکلتی ہی اور وہان سے وہ گہاٹی آگے کو جاتی ہے اوس مقام سی دریا بہ برنگ نکلتا ہی وین صاحب انگریز فرماتی ہین کہ یہہ گہاٹی بہت سی غاروں اور پانی کے چشمون اور ندیون سی جو ایسی ہین ہو جو وہین ایسی نظر آتی ہی جیسے کہ شہد کے مکھیون کا چھتہ ہوتا ہی اور وہ چشمے بہت تیز و پر آب چلتی ہین اونہین سی ایک چشمہ پھوٹکر برار کی واچھہ ول بہت ہی تیز چلتا ہی بلکہ چشمہ اچھہ ول کو برنگ دریا کا منبع کہنا چاہیے کہ اوس سی اسکو بہت مدد پہونچتی ہی وغیرہ اور بھی دریا برنگ مین شامل ہوتے ہین جنکے ملنے سے یہہ دریا نکل بہتا ہی پھلا اور دریا آخر

اوسکا کوہ درہ دون سر ہے اور وہ وہان سے نکلکر جنوب کیطرف بہتا ہوا برنگ مین آپڑتا ہی دوسرا دریا
پیر پنجال کے مغربی گہاٹی سے نکلکر اسکے شامل ہوتا ہی یہہ تینون ندیان ملکر جب آگے چلتے ہین تو ایک بڑا
حصہ ان کے پانی کا پہاڑ کے غارین بہتا چلا جاتا ہے اور معلوم نہین ہوتا کہ غار کے اندر سے پانی کدہر
اور کسطرف کو چلا جاتا ہے باقیماندہ پانی اونکا شمال مغرب کے طرف بہتا ہوا اسلام آباد کے نیچے دریای
لدر سے جا ملتا ہے پہر اسلام آباد سے علیہ جہلم مین جا پڑتا ہے کل طول دریای برنگ کا اسکے چشمہ سے قریب
چالیس میل کے ہوگا **پیر پنجال** یہہ ایک بلند قطار پہاڑون کی ملک کشمیر کے جنوب مغربی حد پر واقع
ہے یہہ قطارین شمال مغرب سے جنوب مشرق کو چلتی ہین اسکا کل لمبان بارہ مولہ کے درہ سے مقام پنجال
پانندن سر تک قریب چالیس میل کے ہی نہایت بلندی اسکی سمندر کے سطح سے پندرہ ہزار اونچی کی سطح
سے بارہ ہزار فیٹ ہی بسبب برسنے برف کے درخت اس پہاڑ پر کم ہوتا ہی البتہ قسم قسم کے پتہر اس پہاڑ
کے اوس پہلو سے کشمیر کے طرف ہی نکلتی ہین اسکی جنوب مغربی انجام کے درہ کو درہ پیر پنجال پانندن
بولتی ہین اور اسی نام کی وہان ایک جہیل ہے اور ایک پیر کا مسکن بنا ہوا ہی قبر وہان کوئی نہین ہے
کہتے ہین کہ پنجال نام ایک جوگی ہندو یہان رہتا تھا اوسنے اس مقام پر بڑی ریاضت کی پہر چند دنون
کہ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی یہان تشریف لائی تو وہ بہی اونکی خدمت مین حاضر ہوا حضرت نے اسکو
ہدایت کی کہ مسلمان ہو جاوی اوسنے عرض کی کہ اگر میرا جسم روحانی ہو جاوی اور مین زندہ جاوید ہو جاؤن
تو اسلام قبول کرون حضرت نے اوسکے حق مین دعا کی اور وہ اپنی مراد کو پہنچکر مسلمان ہو گیا اور حضرت نے
اسکا نام شیخ احمد کریم رکہا اب زیارتگاہ اوسکی بنی ہوئی ہی اور مجاور وہان رہتا ہی اونکی خیال مین پیر پنجال
قیامت تک زندہ ہی اور رہیگا اور اوسی کے نام سے یہہ پہاڑ پیر پنجال کہلاتا ہی درہ پیر پنجال کا سال
مین بہت مہینی کہلا رہتا ہی کاتک کے آخیر تک اسمین برف نہین پڑتی اور ایک دریا بہی اسکی اندر سے نکلتا ہی
جسکو دریای پیر پنجال کہتی ہین وہ دریا یہان سے نکلکر پنتالیس میل تو سیدہا شمال مغرب کو جاتا ہی پہر پیچ اسکا
خاص مغرب کے سمت کو ہو کر اور تریسٹہہ میل کا راستہ طی کر کر دریای جہلم کے شامل ہو جاتا ہی **شندن سر**
کشمیر کے پہاڑ مین یہہ ایک چہوٹی سی جہیل ہے اور چار جہیلون کے شمال کیطرف کوہ پیر پنجال اور تہوڑے سے
دور سمت شمال درہ شندن سر سے واقع ہے یہہ جہیل ہمیشہ پر آب رہتی ہی اور دریای دیدم جسکو دریای بیدی
بہی کہتی ہین اس جہیل سے نکلتا ہی بلکہ دریای بیرم گنگ بہی اسی جہیل کے مغربی کنارے سے جاری ہوتا ہی اور
دریای بیرم کا اجرا شمال مشرق کے گوشہ سے ظہور مین آتا ہی اس جہیل کو ہندو بہت متبرک جانتی ہین اور دور
دور سے یہان غسل کرنے کے واسطی آتی ہین **فتح پنجال** کشمیر کے پہاڑ مین یہہ ایک قطار پہاڑون کے ہے

پنجالون سے جنوب کیطرف ہی بلندی اسکی چار ہزار فیٹ سے زیادہ ہی جو کہ دایرہ اسکا دور سے بطور کمان کے
نظر آتا ہے اسکو کان گوشہ بھی کہتے ہین چوٹی اسکی کسانا گ جہل سے نکلتی ہے آغاز انجام اسکا شرق سے غرب
کو ہے اور جند ایشکل کے اوپر چالیس میل برابر اسکی لمبائی ہے **دمدم** کشمیر کے پہاڑ مین یہہ ایک پہاڑ کی
گہاٹی ایک درہ کے اوپر واقع ہے جو درہ کوہ پنتی پنجال و پیر پنجال کے درمیان ہے اوس درہ کو بعض لوگ
درہ پیر پنجال اور بعض درہ تندن سر کہتے ہین یہہ پہاڑ گیارہ ہزار آٹھہ سو فیٹ سمندر کے سطح سے بلند ہی
اسکے بیچمین وہ سڑک جاری ہی جو پنجاب سے کشمیر کو براہ رجوڑی جاتی ہی اور دریای رینبرا اسکی چوٹی سے نکلکر شمال
مشرق کے سمت کو بہتا ہوا دریاے جہلم مین جا ملتا ہے **رجوڑی** کوہ شمالی پنجاب مین یہہ ایک چھوٹا سا
شہر ایک ندی کے کنارے کے اوپر جو کوہ پیر پنجال سے نکلکر ادہر آتی ہے اور پھر یہان سے آگے بہتی ہوئی
دریاے چناب مین جا پڑتی ہے آباد ہی اگرچہ یہہ شہر کشمیر کے پہاڑ واحاطہ سے باہر ہے مگر چونکہ ہمیشہ باتحت
سلطنت کشمیر کے رہا ہے اسواسطے بیان اسکا بھی اسی موقع پر مستحسن نظر آیا عمارت اسکی ایک بلند گریوہ
پر کچھ بلکی بنی ہوئی ہی مگر بسبب اسکے کہ لکڑی یہان کے عمارتون مین بہت سی خرچ ہوئی ہوئی ہے پختہ عمارتون
کے طرح مضبوط رہتی ہے دولتمندون کے مکانات البتہ پختہ وعالیشان بنے ہوئے موجود ہین خصوصاً راجہ کے
حویلیان تو بلند ومنقش وعمدہ عمارت کے ہین جن مین متعلقہ اسکی نہایت سرسبز و شیراب ہی راجہ رحیم اللہ خان انکے
بزرگون کے وقت سے یہان قابض چلا آتا تھا رنجیت سنگہ نے دو مرتبہ اوسپر حملہ کیا شہر لوٹا گیا اسواسطے
آبادی اسکی کم ہوگئی سرای پختہ اکبر بادشاہ کی بنوائی ہوئی یہان موجود ہی سرای مین ایک مسجد بھی نہایت عمدہ تعمیر
ہوئی ہوئی موجود ہے یہہ شہر سنہ ۱۸۴۶ع تک راجہ رحیم اللہ خان کے بیٹے کے قبضہ مین تھا پھر چند برسون مین کہ شیخ امام الدین
ناظم کشمیر نے راجہ گلاب سنگہ کو جو کچھ متعلق حکم دربار لاہور کے مقابلہ کیا اور فساد کی صورت پیدا ہوئی تو راجہ جوڑی بھی شیخ امام الدین کے ساتھ
متفق ہو گیا اسواسطے بعد تصفیہ اس مقدمہ کے راجہ فقیر اللہ خان مالک جوڑی [illegible] بیدخل ہوا اور سرکار نے نقد روپیہ اوسکا کچھ
مقرر کر کے اوسکو کانگڑہ کے ضلع مین بھیجدیا کہ اتنک وہان رہتا ہے اور یہہ علاقہ کشمیر کے ساتھہ راجہ گلاب سنگہ کے تحت مین آگیا راجہ
گلاب سنگہ نے رجوڑی سے نام اسکا بدلکر رامپور رکھہ دیا شہر کے عمارات اور قلعہ راجہ کا بنوایا ہوا یہان بہت عمدہ
اور قلعہ کے پیچھے راجہ رحیم اللہ خان کی بنوائی ہوئی مسجد پختہ اتنک ہی جو سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین تعمیر ہوئی تھی **بھمبر** یہہ شہر تہ کوہ کشمیر باز ہونے
گلی کے اندر ایک چھوٹی سی ندی کے کنارے جو پہاڑ سے نکلکر چناب مین جا ملتی ہی دریای چناب سے بفاصلہ
چالیس میل آباد ہی عمارت اس شہر کی پختہ و خام ہی تجارت عام ہی ایک ہزار گھر اور ڈیڑھ سو دوکان یہان کی
آبادی ہی اول یہہ شہر راجہ سلطان خان کے قبضہ مین تھا اور وہ مسلمان پہاڑی راجون مین شمار اونکا
[illegible] راجہ [illegible] اوسکے ملک کی آمدنی تھی رنجیت سنگہ نے کئی حملون مین اسکو زیر کرکے

کل ملک چین لیا ایک مسجد اور سرای اکبری یہان بنی ہوئی ہے اس جگہ سے پہاڑون کا سلسلہ برابر شروع ہو جاتا ہے
جسکا راستہ بڑا مشکل گذار ہی چار پہاڑ اونمین بہت سخت ہین اول ممبر کہاتہ دوسرا رتن گوشہ تیسرا رتن پنجال
چوتہی پیر پنجال انمین سے رتن پنجال کا پہاڑ بہت بلند اور راستہ اوسکا بہت سخت ہی اس پہاڑ کے نواح مین
قوم بنیال و جلال و جال رہتی ہین اونمین ہندو اور مسلمان دونو مذہب کے لوگ ہین ہندوون کی لڑکیان
مسلمانون اور مسلمانون کے ہندوون کے ساتھ بیاہی جاتی ہین ہندو اور مسلمان مین صرف اتنا فرق ہی کہ ہندو
چوکے کے اندر اور مسلمان چوکے کے باہر کہانا کہاتے ہین نکاح کے وقت ملا اور برہمن دونو بلائے جاتے ہین
ملا خطبہ پڑہتا ہے برہمن گنیش پوجا کراتا ہی اور پہیری دلاتا ہی یہہ لوگ رہزنی کرتے ہین اگر کوئی مسافر اونکے
گہر چلا جاوی تو اوسکی بڑی خاطر کرتے ہین اور مال اوسکا بحفاظت رکہتے ہین اور اپنی علاقہ سی بحفاظت نکالدیتے
ہین سوای غارتگری کے یہہ لوگ زراعت کا کام بھی کرتے ہین **سرای نوشہرہ** یہہ ایک فراخ و
مضبوط سرای اوس سڑک پر جو پنجاب سے کشمیر کو براہ درہ پیر پنجال جاتی ہے واقع ہے عمارت اسکی پختہ دو درجہ
پتہر کا ہے مضبوطی مین قلعہ سی بھی زیادہ ہے متصل اسکے ندی دتوی جاری ہی جو کہ یہان سی چالیس میل چلکر چناب
مین جاگرتی ہے اس سرای کو شاہنشاہ اکبر نے بنوایا تہا بلکہ اب تک نام بادشاہ کا اوسکی دروازہ پر لکہا ہوا ہے
مگر بسبب عدم خبرگیری حکام کے عمارت اسکی خراب و خستہ و منہدم ہوگئی ہے اور عمارت کے دیکہنی سی ثابت ہوتا ہے
کہ کسی زمانہ مین یہہ عمارت بنی ہوگی ہزارون عمارتون سے عمدہ و اعلی ہوگی اس سرای سے اطراف کے
حکام دو کام لیتے تہے یعنی کسی غنیم کی جنگ کے وقت اسمین دشمن کے گولی سے امان پاتے تہے اور امن کے وقت مسافرون کے لیے
اسکا دروازہ کہلا رہتا تہا **پونچہ** کشمیر کے جنوبی پہاڑ مین یہہ ایک قصبہ پہاڑ کے جنوبی ڈہلوان مین آباد ہی آبادی
اسکی درہ پونچہ کی بنیاد اور دریای پونچہ کے کنارہ کے اوپر واقع ہے جو یہان سی آگے چلتا ہوا چناب مین
جا گرتا ہے اور دو سڑکین جو ایک مقام کوٹلی اور دوسری راجوڑی سے آتی ہین یہان آکر ایک ہو جاتی ہین
اور پہر بارہ مولہ کے درہ کے راستی وہ سڑک کشمیر مین داخل ہوتی ہے بلندی درہ پونچہ کی تین ہزار
دو سو اسی فٹ ہے **مہری پور** کشمیر کے جنوبی پہاڑ مین بمقام درہ پونچہ عین سڑک کے اوپر اور پہاڑ
کے گہاٹیون کے اندر دہنی کنارہ دریای زنبیرا کے یہہ ایک قصبہ آباد ہی اسجگہہ دریای زنبیرا کو دریای مہری تو
بولتی ہین یہہ قصبہ اگرچہ چہوٹا سا ہی اور بازار بھی چہوٹا اور آبادی کم ہی مگر چونکہ پیر پنجال کے نیچے ہے اور گرد و نواح
اسکا سبزہ اور پہولون سے بہرا ہوا ہی اسواسطی نمایش اسکی اچہی ہی اور نام اسکا بہت مشہور ہی اسکی جنوب
کیطرف ایک پہاڑ کی چوٹی بہت بلند ہی جس پر ہمیشہ برف جمی رہتی ہی دریای زنبیرا کا آغاز کوہ دمتدن
کی جہیل سے ہی اور دوسری یہہ ہوتا ہوا ادہر کو آتا ہی اور ادہر سی جاتا ہوا جہلم مین داخل ہوتا ہے

ہراوگ ہے ایک قلعہ شمال کیطرف ملک پنجاب کے اوس سڑک پر جو لاہور سے کشمیر کو درہ بنی ہال سے
گذر کر جاتی ہے کشمیر سے جنوب کو بفاصلہ اٹھائیس میل واقع ہے پاس اس قلعہ کے ایک ندی بہتی ہے جو قلعہ کے
نیچے بہتی ہوئی چند میل کا راستہ طے کر کر دریای چناب مین گرتی ہے عمارت قلعہ کی چوبی ہے اور اچھی موقع پر بنا ہوا ہے
کھونڈ کشمیر کے ملک مین ہے ایک پہاڑی گھاٹی کوہ پیر پنجال یا کوہ دیمل کے شمال کی طرف ہے یہہ گھاٹی
تین میل لمبا اور چوڑا بہت خوبصورت نظر آتا ہے آبادی اسمین بکثرت و ملک زرخیز ہے تھوڑا سا حصہ اسکا
جنگلی پھولوں اور درختوں سے بھرا ہوا ہے اور ان درختوں کے اندر سے موسم بہار نہایت خوشبو ہوا نکلتی ہے
جو دور دور تک ملک کو معطر کرتی ہے کشمیر کے لوگ بہار کے موسم مین یہان سیر کو آتی مین اسکی پاس ایک
اور گھاٹی پہاڑ کی ہے وہ بھی بہت سرسبز و شاداب ہے بہار مین ہزارون قسم کے پھول وہان پھولے ہوے
دکھائی دیتے مین اور مشہور ہے کہ کسی زمانہ مین اوس گھاٹی کے اوپر ایک لمبا سانپ رہتا تھا جسکی دم پہاڑ
کے بنیاد مین اور سر چوٹی کے سر پر ہوتا تھا کوہ کھونڈ پر سبب زیادہ تر سیرابی کے سردی بھی زیادہ ہوتی
ہے اور بلندی اوسکی سمندر کے سطح سے چہ ہزار فیٹ ہے **کوکرناگ** کوہ کشمیر مین ہے ایک مشہور
چشمہ پیر پنجال کے شمالی بنیاد مین واقع ہے وہانسے پانی اسکا نکلکر چونے اور کلی کے پتھرون کے پہاڑ کے
اندر بذریعہ چہہ سوراخون کے چلتا ہوا دریای برنگ مین جا گرتا ہے اس چشمہ کا پانی بہت افضل نہایت صاف
و سبک و شیرین مشہور ہے اگلی سلطنتون کے وقت جو کشمیر کا حاکم مقرر ہوتا تھا وہ پانی اسی چشمہ سے منگوا کر پیتا تھا
یہہ پانی ہاضم اسقدر ہے کہ اگر کہانا کہانے کے بعد پیا جاوے تو کہانا فی الفور ہضم ہو جاتا ہے **گنگا ناگ**
یا قیصر ناگ کشمیر کے ملک مین شمال کیطرف کوہ پنجال کے ہے ایک جھیل گنگا ناگ کر کے مشہور ہے
یہہ جھیل پونا میل لمبی اور پانسو گز چوڑی ہے پاس کے پہاڑون کے اوپر سے برف پگھل کر پانی اسمین
بھر جاتا ہے بعض وقت تو اسقدر طغیانی ہوتی ہے کہ اصلی سطح سے چالیس فیٹ اونچا پانی اسمین ہو جاتا ہے
اسمین سے دریای وشو نکلکر جہلم مین جا پڑتا ہے وہ دریا اس جھیل کے مغربی کنارے سے نہایت پر آبی اور تیزی
کے ساتھہ نکلکر بہتا ہے دریا کے مخرج کے مقام پر چارون طرف بڑے بڑے اونچے پہاڑ نظر آتے مین کنارے اس جھیل کے
ایسے سرسبز و خوشنما مین کہ انکو دیکھہ کر نظر کو طراوت حاصل ہوتی ہے ہزارون طرح کے رنگا رنگ پھول
و خوشبودار بوٹیان و قسم قسم کے درخت مثمر و غیر مثمر سایہ دار وہان موجود مین ہندو اس جھیل کو بہت متبرک
جانتے مین اور کہتے مین کہ شیو جی نے جبکہ ان اگرجن یعنی قدیم کہا تو یہہ جھیل ظاہر ہوئی ہندو دور دور سے یہہ
جاتری یہان آکر غسل کرتے مین بلندی اسکی سمندر کے سطح سے بارہ ہزار فیٹ شمار ہوتی ہے
ویرناگ یہہ چشمہ سری نگر سے جنوب کی طرف بفاصلہ اٹھارہ کوہ کے پہاڑ کے اندر ہے دریای بہت

جہلم کا ابتدا اور اخراج اسی کے اندر سے ہوتا ہے لطافت اور صفائی مین یہہ چشمہ کشمیر کے تمام چشمون سے بہتر و اعلی
ہے پہلے یہہ چشمہ بے تعمیر و خراب تہا شاہ جہانگیر جغتائی نے سنگ سرخ سے اسکو ہشت پہلو بنوایا ہر ایک پہلو اسکا
بندرہ ہاتہہ لمبا اور عمق ساڑہی اکتیس ہاتہہ کا ہے اور دو مقام پر ابیات مندرجہ ذیل کالی پتہر مین کندہ کر
وہان لگائی گئی ہین ~~ حیدر بحکم شاہ جہان بادشاہ عصر * شکر خدا کہ ساخت چنین آبشار و جو *
این جوی داده است ز جوی بہشت یاد * زین آبشار یافته کشمیر آبرو * تاریخ آب جوی بگفتا سروش غیب *
از چشمہ بہشت برون آمد است جو * دوسری عبارت نثر و ابیات مندرجہ ذیل چار دیواری کے حلقے کے اندر
ایک کالی پتہر کے ٹکڑی پر کندہ ہین ~~ از جہانگیر شاہ اکبرشاہ * این بنا سر کشید بر افلاک * بانی عقل یافت
تاریخش * قصر آباد و چشمہ ورناگ * بادشاہ ہفت کشور شہنشاہ عدالت گستر ابو المظفر نور الدین جہانگیر بادشاہ
ابن محمد اکبر شاہ غازی بتاریخ سنہ ۱۵ جلوس درین سرچشمہ فیض آئین نزول اجلال فرمودند و این عمارت بحکم
آنحضرت صورت اتمام یافت فقط یہہ تالاب ہمیشہ لبریز رہتا ہے اور پانی کے خروج کے مقام سے ایک بڑی
شاخ پانی کی ساٹھہ ستر ہاتہہ کی لمبی پر نکلتی رہتی ہے اور باوجود نکلنے اسقدر پانی کے سطح پانی کی بالکل
نہین ہلتی بادشاہی عمارات اس چشمہ کے کنارون پر بہت خوشنما معلوم ہوتی ہین **لکہاون** کشمیر مین
یہہ ایک گانو شمال مغربی انجام ایک بلند قطار پہاڑ کی جو برفانی قطار پیر پنجال سے شروع ہوتی ہے اور درجہ
بدرجہ گہٹتی ہوئی میدان سے جا ملتی ہے آباد ہے گو کہ یہان آبادی بہت کم ہے مگر پرانے کہنڈرات اور قدیمی
مکانات و تالاب و حماموں کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین یہہ ایک شہر آباد ہوگا — *

نیلہ ناگ یعنی ایک نیلی جہیل ہے کشمیر کے ملک پرگنہ اچہہ مین یہہ بڑا اور مشہور چشمہ ہے اور اوس سے
ایک بڑی ندی نکلکر بارہ مولہ کے درہ کے راستے دریای جہلم مین جا پڑتی ہے ہندو اس چشمہ اور جہیل کو
بڑا متبرک سمجہتے ہین اور دور دور سے آکر اسمین نہاتے ہین یہہ جہیل پیر پنجال کے پہاڑ کے شمال مشرقی گہاٹی کے
اندر واقع ہے **امرناتہہ** اس مقام کا حال ہندوؤن کے عبادت گاہون مین تحریر ہوگا —

حوض عجب موضع ڈول پرگنہ برنگ سوندہ براری نام ایک مربع حوض ہے شمال کیطرف اوسکی
ایک پتہر کا پیالہ رکہا ہی سندہ پیری کا پیالہ کہتے ہین ابتدا تک ایک دن مین تین تین چار چار مرتبہ اوس
حوض کے نیچے سے پانی جوش زن ہوکر حوض بہرجاتا ہے پہر خالی ہوجاتا ہے اسقدر کہ ایک قطرہ پانی کا اسمین
نہین رہجاتا ہے اور جس حوض کے سامنے تمام پانی نکلنا شروع ہوتا ہے جب تک کہ وہ پیالہ پر نہوے
پانی ختم نہین ہوتا جب پیالہ بہرجاتا ہے نکلنا ایک پانی کم ہوتا ہے یہان تک کہ ایک قطرہ اوسمین باقی نہین
رہتا **پون سند ہتیا** پرگنہ شاہ آباد مین ایک چشمہ پون سند ہتیا نام ہے پانی اوسکا اسطرح نکلتا

جیسے کوئی سانس لیتا ہی اوپر کے دم مین بہت سا پانی اوس سے نکلتا ہے اور نیچے کے دم مین وہ تمام پانی غایب ہوجاتا ہے ایک قطرہ باقی نہین رہتا ہمیشہ دن رات ماہ وسال اوسکا یہی حال رہتا ہی **غار شہداد** شاہ آباد کے پرگنہ مین یہہ ایک بڑی غار ہی جو کوئی اوسکے اندر جاتا ہی اوسکو برف کے ٹکڑے ملتے ہین اگر وہان ہی کہالے تو برف ہوتا ہے اور اگر باہر لائی تو وہ برف پتھر بنجاتا ہے **واسک ناگ** پرگنہ دیوسر مین اسی نام کا ایک چشمہ ہی پانی اوسکا نہایت سبک اور سرد ہی ابتدا بہار سے جب تک کہ شالی پختہ ہوجاتی ہی پانی اوس سے نکلتا ہی جب سردی شروع ہوتی ہے پانی اوسکا بالکل خشک ہوجاتا ہی اور پہلی موقع سے کم ہوکر پہاڑ کے دوسری طرف مقام گلاب گڈہ کے قریب ظاہر ہوجاتا ہی غرضکہ تمام سال مین چھہ مہینے تک پہاڑ کے اسطرف اور چھہ مہینے اوسطرف جاری رہتا ہے **غار آری رامی** پرگنہ ماڑتنڈ موضع لوتہ مین اسی نام کے ایک استقدر بڑی غار ہی کہ اجتک کسی نے اسکا انتہا نہین پایا ہے منہ اوسکا بہت تنگ اور اندر سے فراخ اور تاریک ہی غرض اوسکا قریب پانچ درعہ ارتفاع چار درعہ ہی چونکہ شپر وغیرہ پرند جانورون کے وہان گھونسلے ہین اونکی بیخال کے سبب سے اندر سے بدبو آتی ہے جہانگیر بادشاہ جب وہان پہنچا تو اوسنے بارہ آدمی یک یک چراغ اور ایک ایک سیر تیل دیکر اوس غار کے اندر بہیجی کہ اوسکا انتہا دریافت کرین جب وہ غار مین داخل ہوئی تو چند میل ایک ہی راستے چلے گئے آگے جاکر ایک گنبد پایا جسکی چہت سے پانی ٹپکتا تھا گنبد کا ارتفاع بیس یا پچیس درعہ تھا اسکی آگے بڑہ کر تین راستے نکلتے تھے دہنی طرف کا راستہ پیچیدہ اصحاب الکہف کا راستہ اور بائین طرف بلند ہوجاتا تھا اور بیچ کا راستہ تحت الثری کو اونھون نے ایک پتھر بیچ کے راستے مین پھینکا اور معلوم کیا کہ کسقدر عمیق ہے ایک گھنٹہ تک برابر اوسکی نیچے جانیکی آواز سنتے رہی چونکہ آگے جانے کے لیے تیل کم تھا وہ لوگ واپس چلے آئی **گنگہ جٹن** موضع ہونہامہ پرگنہ دیئو مین گنگہ جٹن نام ایک مقام ہے کہ پانی وہان بہت کم ہی بھادون سدی اشٹمی کے دن پہاڑ کے ایک بغل سے پانی آپ ہی جگی کے موافق جاری ہوتا ہی اور کئی ایک مقام سے بادل کیطرح پانی برستا ہی تمام روز یہہ حال رہتا ہی پھر بند ہوجاتا ہی تمام سال ایک قطرہ نظر نہین آتا **ناگو مہر** پرگنہ ناچہ نامہ مین قصبہ شکور کے متصل اسی نام کا ایک تالاب ہے اوسمین چند جزیرے واقع ہین زمیندار اونپر مویشیان چراتے ہین مگر جب کبھی شدت کے ساتھ ہوا چلتی ہی تو وہ جزیرے مع زمینون کشتی کے طرح حرکت کرکر ایک طرف سے دوسری طرف کو چلے جاتی ہین کشتی کے مانند تیرتی ہوئی نظر آتے ہین **چنار سرباگ** پرگنہ سایر المواضع بائین مین جس جگہہ دریائی سندہ دوریا ہی بہت پیالہ ہین قدیم زمانہ سی ایک چنار کا درخت ہو جو ہر سرباگ کہتے اوسکا نام ہے وہان کے لوگ اوسکی عمر کئی ہزار برس کی بیان کرتے ہین کبھی وہ خشک نہین ہوتا پانی کی طغیانی اور سیلاب سے بھی نقصان نہین پاتا

پہلی اوسکے چشمہ کے اوپر کوئی عمارت یا چبوترہ نہ تھا جرنیل مہان سنگھ حاکم کشمیر نے سنہ ۱۸۹۶ بکرمی مین اوسکی چشمہ
پر ایک پختہ چبوترہ بنا دیا تھا کہ استحکام رہے **سوئیم** پرگنہ کامراج تپہ مچھی پورہ مین ایک زمین سرخ رنگ بہت نیچا
ہے وہان کے لوگ اوسکو سوئیم کہتے ہین بے تعداد سالون کے بعد کبھی کبھی اوس زمین مین ایسی حرارت
پیدا ہوتی ہے کہ جلنے لگتی ہے اوسوقت وہان کے ہندو چانول اور پانی دیگچون مین بھر کر زمین مین داب
دیتے ہین ایک دو ساعت مین وہ پک جاتی ہین تو زمین سے نکالکر اپنے بزرگون کے نام پر خیرات کر دیتے ہین
کچھ مدت کے بعد وہ زمین گرم رہ کر پھر سرد ہو جاتی ہے **موضع تھل مولہ** پرگنہ سائر المواضع
پائین خشک زمین مین شکاری لوگ لکڑی کے مچھلی جسکے نیچے لوہے کے پنجے بنے ہوئے ہوتے ہین بنا کر داب
دیتے ہین دو ساعت کے بعد نکالتے ہین تو چوبی مچھلی کے آہنی پنجون کے ساتھ پانچ پانچ چھ چھ مچھلیان زندہ اٹکی
ہوئی نکل آتے ہین **چشمہ رنگین** موضع تھل مولہ کے پاس ایک چشمہ پرستشگاہ ہنود ہے اوسکا پانی ایک دن
مین چند رنگ بدلتا ہے یعنے کبھی سیاہ کبھی سرخ کبھی زنگاری کبھی نارنجی کبھی اناری کبھی سبز کبھی زرد
کبھی سفید رنگ پر نکلتا ہے کبھی ایک ہی رنگت کا پانی تمام دن جاری رہتا ہے **عین العفونت**
پرگنہ اولر موضع ونتی پورہ کے قریب ایک چشمہ ہے جسکو عین العفونت کہتے ہین جرب کے بیماری کا بیمار اگر اوسمین نہاوے
تو شفا پاوے قولنج کے مرض کے مریض کو بھی اوسمین بٹھانا اور نہلانا نہایت مفید ہے **کوہ یخ بستہ**
پرگنہ پھاک پہاڑ کے درہ مین گرمیون کے موسم مین بھی پہاڑ یخ بستہ رہتا ہے اور دور دور سے لوگ
وہان جا کر پانی سرد کرنے کے لئے برف لاتے ہین **ہلدر** پرگنہ لال مین ایک گانو کے پاس ہلدر نام
ایک پتھر ہے جب لوگ اوس پتھر کے پاس جا کر بلند آواز سے بولتے ہین تو اوس پتھر کے نیچے سے پانی جاری
ہو جاتا ہے **اہرہ بل** پرگنہ آڈون مین ایک اونچا مقام اہرہ بل نام ہے دریای ویشو پہاڑ کے اوپر سے
وہان اوس مقام پر گرتا ہے اور دو بھی جگہہ وہان عمیق ہے ایک قریب چھ سات گز اور دوسر
قریب چالیس گز کے پانی کی طغیانی اور آبشار کی وہان عجیب سیر معلوم دیتی ہے **مینار سنگین**
اوسی پرگنہ یعنی آڈون کے پہاڑ پر چند مینار ایک ایک لٹھے پتھر کے بنے ہوئے موجود ہین اونکو ہندو
کہتے ہین اون میناروں کو دیکھنے سے عقل حیران ہے کہ آیا کس استاد نے یہ مینار بنائے ہین اور اسقدر
بڑے بڑے پتھر یہان کے کس ہتھیار سے منگوائے گئے **دودہ ناگ** کوہ کنجہ بل پرگنہ دچھن پارہ مین
اسی نام کا ایک چشمہ جاری ہے جو کنکر پتھر اوسمین ہین اوسکی سفید ہین اور چشمہ کا پانی بھی سفید نظر آتا ہے اسلیے
اسکو دودہ ناگ کہتے ہین پانی اسمین سے کثرت نکلتا ہے زمستان مین برف نصف نصف سے زیادہ اسمین
ہوتی ہے اور گرمیون مین اسقدر چھائی کے تابستان مین اکثر لوگ برف وہان سے لایا کرتے ہین پانی اسکا

چشمے کا ایک دریا سا ہو کر ... ساتھ ملتا ہے **سمہ ناگ** کوہ گنجہ بل پر دودہ آگے شہر کے نیچے
یہ چشمہ جاری ہے چاروں طرف اسکے پتھر کی عمارت بنی ہے پانی اسکا بھی لمبو دریائے ... ناگ کے ساتھ ملتا ہے
کنسر ناگ کوہ ... کنسر ناگ نام ایک بڑا چشمہ عمیق ہے برف کے بڑے بڑے ٹکڑے ہو کر ... طرح
رنگ کے پہاڑوں ... کی طرح اسکے اندر ملتے ہوئے نظر آتے ہیں تین ... پانی اس چشمہ کا پہاڑ سے
... چلا جاتا ہے اور ایک حصہ دریائے ... ہو کے شامل ہوتا ہے **ایلا ...** کوہ ... پرگنہ ... میں
یہ ایک بڑا چشمہ جاری ہے ... اور بعض وقت کبھی اس سے نکلتی ہیں **سکھہ ناگ** کوہ ...
میں یہ چشمہ جاری ہے اور اسکا پانی پرگنہ ... کے زراعتوں کو سیراب کرتا ہوا جوی ... میں آکر
شامل ہو جاتا ہے **تکر ناگ** موضع ارکم پرگنہ ... میں اس نام کا ایک چشمہ نکلتا ہے پانچ مقام سے
پانی اوسکا زمین سے جوش مارتا ہے پانی اوسکا نہایت لطیف اور سبک ہے **مٹن ناگ** موضع ... میں
پرگنہ ... میں ایک چشمہ پہاڑ کے نیچے سے نکلتا ہے اور سیر باغ و عمارات پرانے بنی ہوئی ہیں ہندو اسکو تیرتھگاہ
سمجھتے ہیں **پانڈرت ناگ** موضع پاندرت پرگنہ دیوہ سر میں یہ ایک چشمہ جاری ہے ... کوہ سہاگ
سے نکل کر یہ چشمہ نہایت وسیع جا رہا ہے اور اسی پہاڑ پر ایک اور چشمہ جسکا ... نام ہی بہتا ہے **شیشرم ناگ**
کوہ سہاگ کے اوپر اس نام کا چشمہ جاری ہے پانی اسکا نہایت شفا بخش و خوشگوار ہے **چوہر ناگ**
پرگنہ ... میں یہ چشمہ جاری ہے پانی اسمیں سے بکثرت نکلتا ہے عجائب یہ ہے کہ اس چشمے کے ایک طرف پانی کے
اندر مٹی کے برتن نظر آتے ہیں اگر کوئی شخص انمیں سے کوئی برتن باہر نکال کر دیکھتا ہے تو برتن فی الفور ٹوٹ
جاتا ہے ٹکڑے اوسکے اوسی پانی میں گر پڑتے ہیں **کرشنہ سر** کوہ کلنی ... پہاڑ کے شرق کی طرف ایک ...
... یہ چشمہ واقع ہے جو منبع دریائے کشن گنگا کا ہے اوسکے پاس دو تالاب ہیں ایک کا نام یمہ سر دوسرے کا
... ہے یہ دونو تالاب ہمیشہ پر آب رہتے ہیں **خوشحال سر** یہ ایک تالاب نوشہرہ کے نزدیک
کشمیر کے نامی تالابوں میں ہے **اچار سر** موضع سورہ کے نزدیک واقع ہے اس میں بھی ... پیدا ...
پانچواں تالاب **بیمہ سر** موضع ... کے پاس واقع ہے پانی اسمیں بھی بافراط جمع رہتا ہے **سرل**
کوہ ... پر یہ ایک چشمہ کشمیر کے بڑے چشموں میں سے شمار کیا گیا ہے اور دریائے ... کا یہ منبع
کہا جاتا ہے **دریائے بہت** اگرچہ حال مفصل اس دریا کا پہلے پنجاب کے پانچوں دریاؤں کے احوال
میں تحریر ہو چکا ہے مگر اب اس سبب سے کہ یہ دریا کشمیر کے علاقہ کا کل پانی اپنے ذریعہ سے پنجاب کے میدانوں میں لیجاتا ہے
ضروری ہوا کہ کچھ احوال اس کا اور اسکے مددگار ندی نالوں کا جنکی تشریح اول مفصل بعض کی گئی ہے اس مقام پر
بھی تحریر کیجاوے اور واضح ہو کہ کشمیر کے ملک میں اس دریا کا نام دریائے بہت مشہور ہے اور ابتدائی چشمہ اس دریا کا

پرگنہ شاہ آباد موضع پولی مین بقرب جوار پرگنہ چشمہ ویرناگ کے ہی اور بہت شاستری زبان مین اوس جا صل
کو کہتے ہین جو کھلے ہوئے ہاتھہ اور پنجہ کے وقت انسان کی نر انگشت ابہام و سبابہ کے درمیان واقع ہو اور جگہ سے
مراد یہی کہ اصل منبع اس چشمہ کا اسقدر ہی جسقدر فاصلہ انگوٹھی اور سبابہ کے درمیان ہوتا ہی پس نیہت ہوتا ہی
اسیواسطی نام اس دریا کا بھی بہت رکہا گیا دہانی پہلے بہت چھوٹی سی نہر جاری ہوتی ہے جیسا کہ [illegible]
کے مقدار برابر راستہ طی کرتی ہے تو ساترکہشیرون کے چشمہ کا پانی اسمین [illegible] مگر ایک تنگی عالم کے قابل نہ
اسمین ہوتا ہی [illegible] حالانکہ یہہ نہر ہی چشمہ ویرناگ مین داخل ہو جاتی ہی اور اسیواسطی عام منبع صحیح اس
دریا کا چشمہ ویرناگ تصور فرماتے ہین پس جب اخراج اسکا چشمہ ویرناگ سے ہوتا ہی تو یہہ اوس چشمہ کا بہت سا پانی
لیکر اور ویتھہ وترہ نام پاکر چلتی ہے اور مظفر آباد تک پہنچتی ہی [illegible] سینکڑون ندی نالون اور چشمون کے پانی اسکے
ساتھہ شمول پاکر بہہ پڑا دریا بنجاتا ہی اگرچہ اون ندی نالون کا شمار جو اسکے ساتھہ شمول پاتے ہین ایک امر محال ہی مگر چند مشہور
مشہور ندیون کا ذکر اس مقام پر بھی لکھا جاتا ہی **جوئی ساندرن** یہہ نہر کوہ برار ہی سے نکلکر آتی ہی اور بہت
کے ساتھہ اس مقام پر جہان اوسکا نام ویتھہ وترہ ہی آکر شامل ہو جاتا ہی **جوئی کاورن** یہہ نہر پرگنہ شاہ آباد
چشمہ [illegible] سے نکلتی ہی شمول اوسکا بھی ویتھہ وترہ کے ساتھہ ہوتا ہی **سہاک نہر یا انشت ناگ** یہہ دونو نہرین پرگنہ کوہ
موضع [illegible] سے نکلکر آتی ہین اور ویتھہ وترہ کے شامل ہو جاتی ہین **جوئی برنگی** اس نہر کا منبع کوہ کوسین و
ونوبات نی پرگنہ برنگ مین ہی اسمین بھی بہت سی نہرون اور چشمون کے پانی داخل ہوتے ہین چنانچہ گنگا ناگ
نو آرہ بنی بھی اسی کے شامل ہوتی ہین جو کوہ لامنہ پرگنہ کوٹھار سے نکلکر بہمہ مرد و شنہ سرور و قرہ سر کے
پانی اپنے ساتھہ ملاتے ہوئے اسمین آپڑتے ہین پانی اسکا کہنہ بل کے مقام پر اسقدر عمیق ہوجاتا ہی کہ چھوٹی چھوٹی
کشتیان وہان آسانی چل سکتی ہین **دریائی لمبودری یا لدر نوت** یہہ دریا پہلے [illegible] شیشہ ناگ
کے اونچے پہاڑ سے نکلکر امرناتھہ کے راستے پرگنہ دچھن پارہ مین پہنچتا ہی وہان آکر یہہ تین حصون پر منقسم ہوجاتا
بڑی شاخ اسکی دریای لدر کہلاتی ہی یہہ دریای بہت کے بڑے مددگارون مین سے شمار کی جاتی ہی پھر تینون شاخین
اسیطرح [illegible] تیزی و تندی کے ساتھہ ملکر دریای بہت کے شامل ہوتی ہین اسکی راستہ مین سوا [illegible] چھوٹی نہرون اور
چشمون کے بڑی نہرین بھی شامل ہوتے ہین اول جوئی کہند بر جو پرگنہ لال سے آتی ہی دوسری کمولہ جوئی جسکا
کوہ داراوش پرگنہ لال سے اخراج ہی تیسری جوئی مارسر جسکا پانی کوہ پہاک سے آتا ہے چوتھی جوئی ششرم ناگ
جسکا چشمہ ششرم ناگ مشہور ہی پانچوین جوئی کرہ کل جو موضع [illegible] کے چشمون اور دچھن پارہ کے چشمون کے
پانی سے نکلجاری ہوتی ہی **دریائے ویشو یا وشاد** منبع اس دریا کا قیصر ناگ المشہور کیسا ناگ
جھیل ہے وہان سے یہہ دریا بڑی تیزی و تندی کے ساتھہ نکلکر دریای بہت کے شامل ہوتا ہی اسکے راستہ میں بھی

بھی بہت سی ندیوں اور نالوں وچشموں کے پانی اسکے شامل ہوجاتے ہیں جنمیں سے چند ندی نالوں کا ذکر ذیل میں
تحریر ہوگا **جوہی رتنبی آرہ** اسکا منبع کوہ دہارال اور ہیرپور تندن سر کے قریب ہے موضع منگم کے
پاس اسکا شمول دریای وشاؤ کے ساتھہ ہوجاتا ہے نالہ زنگرن بھی اسکی ایک شاخ کا نام ہے اور موضع
کاونی تک جاکر دریا کے شامل ہوجاتی ہے دوسری شاخ رتنبی آرہ کے مقام بھاب ورکڑ کوہ اور توکرکی
سے آتی ہے اور توکنہ کے مقام پر پہونچکر اوسکا شمول بھی دریا کے ساتھہ ہوجاتا ہے تیسری شاخ اسکی نالہ
رتنبی پور مشہور ہے جسکا اشتمال موضع للہ نار کے پاس دریا کے ساتھہ ہوتا ہے **نالہ نارستان** بھی
ایک نالہ کشمیر میں ہے جو نارستان وغیرہ مواضعات کے چشموں کا پانی لیکر اور رنیزوڑ سے گذر کر دریا سے
ملجاتا ہے **جوہی ننل پوتہ** بھی بھر بھی پہاڑ کی بلندی سے اوترتی ہے اور کام پورہ دکوی پوڑ
کے مقام پر اسکا شمول دریا کے ساتھہ ہوتا ہے **جوہی رامشی** اسکا منبع کوہ شک کور کوہستان گگنہ
شکرو میں ہے وہانسے اگر مقام موضع دھال اسکا اشتمال دریا کے ساتھہ ہوجاتا ہے **جوہی ننل نالہ**
بھی بھر بھی پہاڑ سے نکلکر مقام پانپور دریا کے شامل ہوجاتی ہے **جوہی آب سفید** بھی بھر کوہستان
ناگام وآری گام سے نکلکر چادورہ کے راستے وہتہ نار کے مقام پر آتی ہے اور اوسی مقام پر دریا کے
ساتھہ شامل ہوجاتی ہے **نالہ جونٹی کل** بھی نالہ تالاب ڈل سے نکلکر شیر گڈہ کے پاس دریای بہت کے
شامل ہوجاتا ہے **تار سر و مار سر** بھی دو بڑے تالاب کوہ بھاک پر واقع ہیں انکے پانی سے دو نہریں
جاری ہوکر شہر سرینگر کے طرف آتی ہیں **نالہ ننل بل** بھی نالہ بھی بلند پہاڑ سے نکلتا ہے جوئے
شدہ کا پانی بھی طغیانی کے وقت اسکے شامل ہوجاتا ہے **نہر شالامار ونشاط باغ** بھی
دو نہریں دونو باغوں کے سیرابی کے لئے جاری ہوئی تھیں اب تک جاری ہیں تالاب ڈل کے ساتھہ انکا
شمول ہے **دودہ گنگا** اسکا اجرا ہی کوہ سنگ سفید سے ہے وہان سے آگے چھبل وصفاکدل کے درمیان
تالاب ڈل کے شامل ہوجاتی ہے **جوہی آپ چھ** بھی بھر کوہ راسپاہ سے جو پانپامہ کے طرف ہے
نکلکر اور ہاکرسر کے درمیان سے گذر کر مقام چہاونی کے نیچے آتی ہے **دریای سندہ** اس دریا کا
منبع کوہ تکو دستگو میں ہے اسکے ساتھہ بہت سے چشمے کوہ لعل کے شامل ہوتے ہیں چشمہ ہرکھہ گنگا و کولہ سر دریای
امراوتی جو کوہ دچھن پارہ سے آتا ہے اور جوہی کیشہ کراہ جو کوہ مہادیو سے آتی ہے اور نالہ مار جو تالاب ڈل سے
نکلتا ہے دو جوہی شل خوشحال سر و انچار سر وغیرہ بہت سی ندی نالے اسکے شامل ہوکر بڑا بھاری نالہ ہوجاتا ہے آخرکہ کشمیر
کے میدانی وکوہستانی ملک کو سیراب کرتا ہوا شہاب الدین پور کے پاس دریای بہت کے شامل ہوجاتا ہے
تالاب مانسرو در بھی کشمیر میں ایک بڑا تالاب ہے اسکے اندر سے ایک نالہ جاری ہوکر بھا

اندر کوٹ ٹبری دریا سے شامل ہوجاتا ہے اسکے اندر بھی بہت سی نہرین آکر پڑتی ہین جیسا کہ نہر شاہ کل جو لال کوہ
سے آتی ہے اسی مین آکر شامل ہوجاتی ہے **تالاب ہمہ سر** یہہ بھی کشمیر مین بڑا تالاب ہے بڑی بڑی نہرین
اسمین داخل ہوتے ہین ایک نہر کا نکاس جو چشمہ سکھ ناگ پرگنہ بیروہ جوہی بالس کوہ پرگنہ ناگل کا مجموعہ
ہی مقام کا نکاس اسمین پڑتی ہے دوسری جوہی ہاتھی ڈیرہ کہ یہہ بھی جوہی بالس کی ایک شاخ ہے جو قریہ
ترکلابل مین ملتی ہے تیسری شاخ جوہی بالس جو سلطان پورہ مین ملحق ہوتی ہے اس اجتماع کے بعد یہہ سرکا پانی
اپنے مقام سی چلکر راہ ہانرہ تارہ ٹبری تالاب لر مین داخل ہوجاتا ہے **جوہی تاوی سانز** اسکا مخرج
کوہ کوہامہ سے ہے وہانسے یہہ چلکر ساوی نار کی مقام پر تالاب لر کے ساتھہ ملجاتی ہے **جوے
تاوی پل** یہہ نہر کوہ ارن پرگنہ کوہامہ سے نکلتی ہے اور مقام تاوی پل کے پاس ولر کے
ساتھہ ملجاتی ہے **جوہی بنڈہ پور** یہہ نہر ایک شاخ جوہی تاوی پل کی ہے یہہ بنڈہ پور کے مقام پر
تالاب لر کے ساتھہ شامل ہوجاتی ہے **جوہی آرہ کلان** یہہ نہر کوہ پیر پنجال کوہامہ سے نکلتی اور موضع نابہ پور مین پہنچکر ولر
کے اندر داخل ہوجاتی ہے **بوہنہ نار** یہہ نہر بھی کوہ کوہامہ سے روان ہوتی ہے اور موضع آلو کے پاس
ولر مین ملجاتی ہے **جوہی ننگل** منبع اسکا چشمہ ایلاتیر ہے جو کوہ افروٹ پرگنہ کروہن مین واقع ہے وہانسے
چلکر مقام سوپور دریای بہت کے ساتھہ ملجاتی ہے **دریای نہر** وہیہ دریا بھی ایک مددگار دریا بہت کا ہے
مخرج اسکا کوہ تتہ کولاب ہے بہت سی نہرین اسکے ساتھہ شامل ہوتی ہین اول جوہی کہل جسکا اجرا کوتباور سی ہے مقام کوبی واڑہ
مین اسکا اشتمال ہے دوسری جوہی ماور جو کوہ بہی پورہ سے آکر مقام دو کولہ بل اسی ملتی ہے تیسری جوہی حل جو کوہ تتہ حل سے آکر دو
کولہ بل کے پاس ملتی ہے نہر یہہ کل مجموعہ مقام دوآب جسکو لالہ کل کہتے ہین دریای بہت کی ساتھہ ملجاتا ہے
جوہی واکن یہہ نہر جوہی حل کی ایک شاخ ہے اوس سے علیحدہ ہوکر مقام تاوی پل آتی ہے اور وہی
مقام پر دریای بہت کے ساتھہ ملجاتی ہے **جوہی فیج** اس نہر کا اخراج بھی تتہ حل سی ہے اور مقام
دواراو سکا اشتمال ہے **جوے مندری** اسکا اخراج کوہ مہرہ دوری تارہ ہے وہان سی آکر
یہہ برابر موضع ہیری کہاون بار کے دریای بہت سی ملجاتی ہے **جوہی دودہ کل** یہہ نہر کوہ چنہ
علاقہ وچھنہ سی نکلتی ہے اور کہاون بار کے مقام پر بہت سی ملجاتی ہے **جوہی نوشہرہ** یہہ نہر
کوہ ساکہیا اور کوہ پونیار کے مقام سی نکلتی ہے اور نوشہرہ کے متصل بہت سی شامل ہوجاتی ہے **جوے
ہفت کہی** اسکا منبع کوہ ایلاتیر ہے اور کالس پور او پنیار مین بہت کے ساتھہ اسکا اتصال ہے
جوہی سنکروی مخرج اس نہر کا کوہ پیر پنجال ہے اور مقام اوری بہت کے ساتھہ اسکا اتصال ہے
فایدہ واضح ہو کہ کشمیر کے علاقہ کے ملحق اور اوسکی نواح مین اور بھی بہت سی علاقہ مین شل پکھلی

و دنتور و درآوہ و کرناؤ و دو سیال و کہیال و کاغان و کلاک و کہل و سونج و راجوڑ و پونچھ
و مرو آڈون و بانہال وغیرہ اور حصہ محال ہرو و تبت گلگت اسکردو و کنجو و نگر ہی حضور والا کے
بھی قدیم سے اسکے شامل تھے پرگنے کشمیر کے پہلے چھتیس تھے اس زمانہ مین چونتیس مشہور ہین اور کل علاقہ دو نام
کامراج و مراج کے نام سے موسوم ہی مراج کا علاقہ نہایت سبز و شاداب اور کامراج اس سے کم سرسبز
ویران ہی مراج کے علاقہ مین پرگنہ مراج شاہ آباد برنگ کوٹھار مارتنڈ اننت ناگ دچھن پارہ کہاورہ
ولر و ہوچپاک دیوہ سر آڈون بانگسیرہ سمن شکر دہ شادرہ زینہ پور ناگام ایچہ [illegible] متعلق ہین
اور علاقہ کامراج مین پرگنات مفصلہ ذیل متعلق ہین لعل کوٹھار پرسوز سایر المواضع باشین ماچہپا
تیلگام کروہن کہوہی زینہ گیر خاص کامراج خاص کامراج کے حصہ تپہ ہین تپہ جمل تپہ لولاب تپہ اوتر
تپہ بھی لورہ تپہ رام محال تپے ہی کشمیر کے مضافات مین علاقہ دہمنہ و کہاورہ ہین جو شمال و جنوب
دریای بہت کے واقع ہین دہمنہ کے رہنے والے بہمبہ اور کہاورہ کے رہنے والے کہکہہ کہلاتے ہین دہمنہ سے
ریاست کہوری مظفر آباد دوسرے کرناؤ و دراوہ تیسری ریاست دونیہ دار بندی چوتھی ریاست دہمنہ
و کہاورہ و چھی لورہ اور کہاورہ کے متعلق ریاست سلیہ و چکیا پدارولی اور بونیار ہی اور یہہ کل علاقہ فی زمانہ
سلطنت مہاراج متعلقہ گلوہ جمون کے ماتحت و زیر حکم ہی **سحمر** ایہہ ایک قصبہ کشمیر کے ملک مین باشن کنارہ
دریای پنجال کے خاص سری نگر سے ستاون میل جنوب مغرب کو آباد ہے **ترکنا** یہہ ایک بلند چوٹی پہاڑ کی کشمیر
کے جنوبی پہاڑ کے اندر واقع ہے بلندی اسکی اسقدر ہی کہ وہان سال بھر مین بہت سے مہینون برف جمی رہتی ہی
شمال کیطرف اسکی اندر سے ایک چشمہ نکلتا ہی جسکے اندر سے پانی بہت تھوڑا اور کم کم اخراج پاتا ہی گویا نبض کی
حرکت کیطرح نکاس پانی کا وسیع ہوتا ہی چشمہ کا پانی نکلکر ایک حوض کے اندر جمع ہوتا ہی ماہ دسمبر و جنوری
و فروری مین اسکا پانی اسقدر گرم ہوجاتا ہے کہ ہاتھ بھی اوسمین ڈالا نہین جاتا مگر اور موسم مین پانی اوسکا
سرد اور چشمکا رہوتا ہی اصل مین یہہ چشمہ گرم پانی کا ہی اور سرد ہوجانا اوسکا اسواسطے ہی کہ گرمیون مین جو سرد
پانی برف کا اسمین آتا ہی وہ اسکو سرد کر دیتا ہے اور سردیون مین جو برف کا پگھلنا موقوف ہوجاتا ہی تو
چشمہ کا پانی اپنی اصلی حالت کی موجب گرم ہوجاتا ہی اس چشمہ کو ہنود بہت متبرک سمجھتے ہین اور غسل کرنیکو آتے ہین
شوپیان یہہ ایک قصبہ سری نگر سے جنوب کی طرف بیس کوس کے فاصلہ پر آباد ہی سرزمین اسکی نہایت سیراب
و سرسبز ہی جسقدر میوہ و پہول و نباتات اس ملک کے سری نگر مین ملتے ہین اسیقدر یہان بھی دستیاب ہوجاتے ہین
طرح طرح کے میوے سیب و انگور وغیرہ کی یہان پیداوار ہوتی ہی ایک مقام ہری بل نام یہان سے چار کوس
پر ہی وہ ہندون کا پرستشگاہ ہی ایک تالاب وہان پہاڑ کے نیچے بنا ہوا ہی اور پہاڑ کی بلندی سے پانی

گرتا ہے **اسلام آباد** کشمیر کے پہاڑ مین یہہ شہر شمال کے طرف دریای جہلم کے آباد ہی مقام
یہہ دریا جہلم نہایت عمیق و چوڑا ہو کر چلتا ہی عرض دریا کا یہان اسی گز سے کم نہین ہوتا لکڑیون کا بڑا عالیشان پل
بادشاہی وقت کا بنا ہوا یہان موجود ہے بڑی بڑی لمبی لکڑیان دیودار کے اوسمین لگی ہین یہہ شہر کوہ کے
نیچے اور پست ٹیلون کے اندر بستا ہی اور انہین ٹیلون کی بنیاد کے اندر ایک فراخ چشمہ اناتھہ ناگ نام
نہایت شان سے جاری ہی جسمین سے پانی نہایت افراط کے ساتھہ نکلتا ہی اگرچہ اس چشمہ کا پانی سرد و شفاف و مصفا
ہے مگر گندہک کی بو اوسکے پانی سے آتی ہی اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ اوس پہاڑ کے نیچے گندہک کی کان ضرور ہے
مچھلیان اس چشمہ مین بیشمار ہین ہندوون کا اعتقاد ہی کہ یہہ چشمہ بشن جی نے پیدا کیا اور مچھلیان اس چشمہ کے
کبہی پکڑی نہین جاتے بلکہ اون مچھلیون کو نہایت پاک و متبرک و لایق پرستش تصور کرتے ہین شہر اسلام آباد کی
عمارت پختہ و بازار کشادہ خوشنما ہے تاتار و گلگت و لداخ و تبت کے سوداگر یہان مال لاکر جمع کرتے ہین
اور پہر ہندوستان و ہزارہ و پشاور و ڈیرہ جات کو لیجاتے ہین پشمینہ کے شال یہان اچھے بنتے ہین تین سو کارخانے
شالبافی کے یہان جاری ہین قسم قسم کی چھینٹ اور لحافون کے ابرے یہان رنگے جاتے ہین انکی ٹہو و لوئیان
وجہہ خود رنگ و سفید کشمیرا یہان بہت اچھا بنا جاتا ہے اول اس شہر کا نام بہی چشمہ کے نام پر اناتھہ ناگ تھا
مگر اسلامیہ سلطنت کیوقت اسلام آباد کے نام سے موسوم ہوا **مظفر آباد** پنجاب کے شمالی پہاڑ مین یہہ
ایک قصبہ اوس مقام پر کہ جہان دریای کشن گنگ جہلم سے آکر شامل ہوتا ہی آباد ہی یہہ شہر بڑا مشہور شہر ہے
اور اگر کوئی غنیم بارہ مولہ کے درہ کے راستے کشمیر مین داخل ہونا چاہی تو یہہ شہر اوسکو واسطے نہایت روک
کا مقام ہی اس جگہہ دونو دریاؤن یعنی کشن گنگا و جہلم پر شاہ گذر واقع ہین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے قلعہ
یہان ایک مستحکم بنایا اور فوج مامور کی پہر بوقت سلطنت کابلی افغان کے عطا محمد خان ناظم کشمیر نے اوس قلعہ کے
اندر اور عمارتین اینٹ و سنگین اور مکان بنایا **دریای کشن گنگ** یہہ دریا اپنی منبع کرشنہ سر کوہ کلنہ
ہرمکہہ گنگا کے شرق کو جو شمال مشرقی حد کشمیر کے ملک پر واقع ہے نکلتا ہی اوس مقام پر جگہہ جگہہ کے چشمے اور
ندیان اپنی موقع پر اسکے شامل ہوتی جاتی ہین جنکی مدد سی یہہ ایک بڑا دریا بنجاتا ہی پہر یہہ اپنی چشمہ سے
ایکسو بیس میل کا راستہ طی کر کر بمقام مظفر آباد کوہ کریس و رسا و بری کے راستے آکر دریای جہلم مین آگرتا ہی
شمول کے مقام پر ترقی و تندی زور آبی اس دریا کی دریای جہلم سے کچہہ ہی کم ہوتی ہی پہلے بمقام شمول
ان دونو دریاؤن کے لکڑی کا پل بندہا ہوا تہا مگر اب خراب ہو گیا اور ترنے کے لائق نہین رہا اسلئے بذریعہ
کشتیون کے آمدورفت ہوتی ہی **دوب** یہہ قصبہ اوس سڑک پر جو اٹک سی کشمیر کو بارہ مولہ کے درہ کے راستہ
جاتی ہی آباد ہی رنجیت سنگہ کے وقت ہری سنگہ نلوہ نے یہان آکر حملہ کیا اور اس بیرحمی کے ساتھہ قتل و غارت

کی کہ تمام قصبہ اُجڑ گیا رہنے والے یہان کے کچھہ تو قتل ہوئے اور کچھہ گھر چھوڑ کر بھاگ گئے اب پھر کچھہ آبادی
کی صورت نمایان ہوئی ہی اسیموضع کے نام سے یہان کا درہ بھی درۂ دب کہلاتا ہی جسکا راستہ دریای جہلم و
کشن گنگا کے کنارے کنارے چلا جاتا ہی **مانس بل** کشمیر کے ملک مین ایک خوبصورت و خوشنما جھیل
شمال کیطرف دریای جہلم کے واقع ہے پانی اسکا نکلکر دریای جہلم مین پڑتا ہی گرد نواح کی زمین نہایت
سرسبز و شاداب طرح طرح کے درخت و سبزہ و پھول وسمین پیدا ہوتے ہین اس جھیل کے شمالی کنارے کے اوپر
نورجہان بیگم شاہ جہانگیر کے ملکہ نے ایک محل سیرگاہ بنایا تھا جو اب مسمار ہوگیا ہی کھنڈر اوسکی موجود ہین
ملن کشمیر کے ملک مین اس نام کا ایک پہاڑ ہے جو اسلام آباد سے پہیلکر مشرق کیطرف کے گوہا اون
تک جاتا ہے اس پہاڑ کے مغربی سمت کی انجام کے ٹیلون کے اندر قدیمی عمارات کے کھنڈرات موجود ہین
جنکے دیکھنے سے ایک عبرت و حیرت حاصل ہوتی ہی کہ آیا ایسی عمدہ و پختہ و سنگین عمارتین کس راجہ کے زمانہ
مین بنی ہونگی یہان ایک بڑا اندر ہندون کے پرستشگاہ کا بھی بنا ہوا ہی جسکی عمارت بھی اوسی قدیمی عمارتون
سے شمار کیجاتی ہے وہان ہندو جا کر شب لنگ کی پرستش کرتے ہین سیاحان فرنگ فرماتے ہین کہ یہ بڑا
مندر اوس زمانہ کے عنقریب بنا یا گیا ہے کہ جب برہمنی مذہب والون نے غلبہ پاکر بدھا مذہب والون کو یہانسے
نکالدیا تھا **ونتی پور** کشمیر کے ملک مین یہہ ایک گانو ایک پرانے کھنڈر کے اندر واقع ہی مورخان
انگریزی فرماتے ہین کہ اول یہہ شہر کشمیر کے ملک کا دار السلطنت تھا آبادی اسکی دریای جہلم کے دہنی کنارے
اوس سڑک پر جو سری نگر سے اسلام آباد کو آتی ہے سری نگر سے جنوب مشرق کو سولہ میل کے فاصلہ پر ہی اہل کشمیر
کے پرانی تواریخ کے بموجب یہہ گانو آٹھہ سو چہتر سنہ عیسوی مین اونتی ورم راجہ کشمیر نے بنایا اور آباد کیا
اور اپنے نام پر اوسکا نام اونتی پور رکھا اور بڑے عمارات عالیشان بنا کر اپنی سکونت بھی یہان
اختیار کی عمارات اور کھنڈرات اسکی بہت پرانی مٹن کے عمارات سے مشابہت تامہ رکھتے ہین چونکہ یہان بڑا
تیرتھہ تھا سلطان سکندر بت شکن نے تمام مندر گرا دئے اور شہر والون نے جب اسلام قبول نکیا تو اونکو بھی جلاوطن
کر کے مکانات گرا دئے پرانے کھنڈرات کے اندر ایک مندر ونکا داتی دیوی کا ہی یعنی اوسکو ونتما داتی
دیوی کہتے ہین اوسکی پرستش ہوتی ہے **شاہ آباد** یہہ قصبہ کشمیر مین اکبر شاہ بادشاہ نے آباد کیا اور
شاہ جہانگیر و شاہ جہان و عالمگیر بھی جب کشمیر مین آتے تو یہان بھی آکر ٹھہرتے اوسوقت آبادی اسکی بڑی
اوج مین تھی شاہی مکانات لکھار وغیرہ کی تیاری کے یہان تعمیر ہوئے تھے سلطنت اسلامیہ کے آخیر تک ستو
سال یہہ آباد رہا آخر جب رنجیت سنگھ نے کشمیر پر حملہ کیا تو سکھون نے اسکو لوٹکر ویران کر دیا عمارات گرا دین
اب تھوڑی سی آبادی باقی ہے یہہ قصبہ ایک تنگ و لمبی پہاڑ کے گہاٹی کے اندر بستا ہی اسکی جنوب مغرب کو

پہاڑ

پیرپنچال و درہ بانہال شمال مشرق کو کشمیر کے پہاڑ کے سرسبز قطارین بہت سی میلون تک پہیلی ہوئی نظر آتے ہین
برنگ نٹ کا پہاڑ اس علاقہ کے درمیان ہے اس پہاڑ کی گہاٹی بعض مقامات پر ایکہزار گز سے زیادہ چوڑی ہے
سندرین ندی اسی پہاڑ کے اندر سے نکلتی ہے اور بہت سی چشمون کے پانی جو اس پہاڑ مین جاری مین ملکر جاری
ہوتی ہے نہایت عمدہ لوہے اور تانبے کی کان بھی اسی گہاٹی کے اندر موجود ہی یہہ علاقہ میوہ دار درختون
اور گلزار و سرسبزی سی بھرا ہوا ہی میوہ اس پہاڑ کے لذت مین کشمیر کے کل میؤن سے زیادہ ہوتی ہین اس قصبہ مین
پختہ بازار پربہار بنا ہوا ہی روئی غلہ اور کپڑے اور شہد کی تجارت بہت ہوتی ہے پہلی یہہ قصبہ بڑا طاقت ور
مکان کشمیر کے ساتون رئیسون کے سکونت کی جگہہ جو ساتون درون کے محافظ و جاگیردار تھے تھا اور جس رئیس
کے پاس خاص شاہ آباد کی جاگیر تھی وہ درہ بانہال کا محافظ تھا اور بڑی آمدنی اس جاگیر کی اوسکو ملتی تھی
سکہون کے وقت تک جاگیر اوسکی بحال رہی جب سکہہ گئی تو گویا اون پر آفت آئی جاگیرین ضبط ہوئین مال لٹ گیا
ٹکڑے کے محتاج ہو گئی اب اونکی اولاد اور کاشتکارون کی طرح زراعت کرتی ہی بلندی شاہ آباد کی سمندر
کے سطح سے پانچہزار چہہ سو فیٹ ہی اور پرانے عمارات کے کہنڈرات بہت پڑی ہین **شاہ پور** یہہ ایک
قصبہ کشمیر کے ملک مین دریائی جہلم کے بائین کنارے سی بفاصلہ آٹھہ میل اور شہر سری نگر سے ترانوین
میل آباد ہی **چھتر** وہ یہہ قصبہ کشمیر کے ملک مین نواسی میل مغرب کے طرف سری نگر سے اور چونتیس
میل بسمت شمال و شمال مشرق راولپنڈی کے آباد ہے **پٹن** کشمیر مین یہہ ایک گانو سری نگر سے پچیس میل
شمال مغرب کو آباد ہے مسلمانون کے سلطنت سی پہلی یہہ بڑا آباد شہر تھا اسکی پرانے عمارتون کے کہنڈرات
پٹن کی عمارات کے طرح موجود ہین ہندؤن کے عبادت گاہین یہان بہت ہین اب بہی جاتری لوگ وہان
جاکر پرستش کرتے ہین **سوگام** یہہ ایک قصبہ کشمیر کے ملک مین دریائی جہلم کے بائین کنارے شہر
سری نگر سے شمال مغرب کو بفاصلہ ستئیس میل آباد ہی **ہرمکہہ** یہہ ایک بلند چوٹی پہاڑ کی کشمیر کے شمالی پہاڑ
کے اندر ہے اسکی بلندی کے اندر ایک جہیل بنام گنگابل کے مشہور ہے جو ہندؤن کا تیرتہہ کہلاتا ہے
سمندر کی سطح سے یہہ چوٹی تیرہ ہزار فیٹ بلند شمار ہوتی ہی **گنگا بل** یہہ ایک جہیل ہندؤن کے تیرتہہ کا
کشمیر کے ملک ہرمکہہ کے پہاڑ کے اندر ڈیڑہ میل چوڑی اور تین میل لمبی ہی جاتری لوگ یہان غسل کے واسطے
بہت جاتی ہین بلکہ جسقدر سندہ و کشمیر کے ملک مین مرتے ہین اونکی جلی ہوئی ہڈیان اس جہیل مین پہنکی
جاتی ہین اور ہندؤن کا اعتقاد ہی کہ یہان مردہ کے ہڈیان ڈالنے سی مردے کی نجات ہوتی ہی اور غسل
یہان کا ہردوار گنگا کے برابر ثواب رکہتا ہی بلکہ یہہ بہی کہتی ہین کہ گنگا ندی کے پانی نے زمین کے پردے
کے نیچے سی آکر یہان ظہور کیا ہی اور شیو مہادیو مدت بہر بیٹہہ کر یہان عبادت کرتے رہی تہی **گنشہ بل**

یہہ ایک عبادتگاہ ہندوون کی کوہ کشمیر مین معہ ایک تالاب کے اوس سڑک پر جو سری نگر سی امرناتھہ کو جاتی
ہے واقع ہی اصل مین یہہ ایک ٹکڑا پہاڑ کا دریای لدر کے پاس ہی اور قدرتی شکل اوسکی بطور ہاتھی کے
بنی ہوئی ہی اوسکو ہندو لوگ گنیش کا روپ تصور کرکر پوجتی ہین ہر اگرہ جاتریون کا وہان پر بتا ہی جسقدر
جاتری امرناتھہ کے درشن کو جاتے ہین یہان بھی ٹھہر کر پرستش کرتے ہین انگریزی تاریخون مین لکھا ہی
کہ وہ شکل ہاتھی صنعتی نہی ہوئی ہی قدرتی نہین ہی بلکہ چندان شباہت اوسکی بھی ہاتھی کے شبیہہ سی مطابق نہین
ہے اور نہ وہان کوئی ہاتھی پتھر وغیرہ کا بنا ہوا ہے صرف پوجاری وہانکے اپنے طمع کے
مارے پہاڑی پر چڑہ کر جاتریون کو دکھلاتی ہین کہ یہہ گنیش کا سر اور یہہ آنکھین اور یہہ ناک اور یہہ پاون ہین
کنتال یہہ ایک بلند گھاٹی پہاڑ کی کشمیر کے شمال مشرقی پہاڑ مین اوس مقام پر واقع ہی جسکو درہ تلیل
یا بلتستان بولتے ہین اور اوس درہ کے اندر سی بڑی سڑک کشمیر سے لداخ و تبت خورد کے طرف جاتی ہی کوہ
کنتال دریای سندہ اور جہلم کے درمیان واقع ہی اور دریا اس سے نکلکر بہتا ہی جسکے شمال کیطرف دریای سندہ اور
جنوب کو دریای جہلم ہی بلندی کنتال کی سمندر کے سطح سے دس ہزار پانسو فیٹ ہی **درہ تلیل** یہہ درہ تبت اور
کشمیر کے ملک کے درمیان کوہ کنتال مین واقع ہے اسکی شمالی گھاٹی کے طرف دریاے دراس بہتا ہی جسکا گذر
لداخ کے ملک مین سمجہہ ہوگا بلندی اسکی سمندر کے سطح سے دس ہزار پانسو فیٹ کے ہی اسکو درہ شرجیلہ و جیلہ
و کنتال بھی کہتے ہین **تالاب وُلر** یہہ ایک بڑی جھیل کشمیر کے ملک مین سری نگر سے براہ خشکی تیرہ
کوس اور براہ دریا چھبیس کوس پرگنہ کھوہامہ مین واقع ہی یہہ جھیل اکیس میل لمبی شرق سی غرب کو اور نو میل
چوڑی شمال سے جنوب کو ہی اسکی کیفیت اور پانی کی سیر لایق دید ہے دریای جہلم شہر سے نکلکر شرق کو جاتا ہے
اور اس جھیل کے غربی شمالی گوشہ سے اوسمین داخل ہوتا ہی اور معلوم نہین ہوتا کہ پانی اوسکا کدہر گیا پھر
دوسری طرف سی اوسیقدر چوڑا ہو کر یہہ دریا نکل جاتا ہی کنول کی پھول اور سنگھاڑے اسمین بے حساب ہوتی ہین
اور ہزارون دریائی جانور مرغابی و مچھلی وغیرہ اسمین پہرتے پھرتے ہین سابق طول و عرض اس جھیل کا بہت
تھا اب کم رہگیا ہی اس باعث سی کہ جب دریای جہلم مین طغیانی ہوتی ہے تو مٹی ملیا و کوڑا اور جنگل کا گھاس
پھوس بہکر اس جھیل مین جا پڑتا ہی اور اوسی مین رہتا ہی اور وہی کوڑا کنارون پر لگکر زمین کے ساتھہ ملجاتا
اسواسطے زمین خشک بڑہتی چلی جاتی ہے اور سلطان زین العابدین نے جو عمارت اسکی اندر بنائی تھی وہ اب
خشکی مین آگئی ہے غرض اب بھی یہہ بڑی جھیل کوئی کشمیر کے ملک مین نہین ہی برسات کے موسم اور برف
پگھلنے کے وقت اسمین طغیانی ہوتی ہے اور پہاڑون کے اوپر سی پانی کا سیلاب آکر اسمین داخل ہوتا ہے
بندی پور یا بندر پور یہہ قصبہ کشمیر کے ملک مین اوس سڑک پر واقع ہی جو سری نگر سی اسکردو

کو جاتی ہے اس قصبہ کی پاس اون پہاڑون کی قطار ہی جنکو کشمیر کے ملک کی سرحد قرار دیا جاتا ہی اسکی باہر
دو ٹھنڈی ندیان جاری ہین جو پہاڑ سے چلکر ولر کے جہیل مین جا پڑتی ہین ولر کا پانی پہلی اس قصبہ تک چڑھا
اتا ایک میل دور ہی عمارت اس قصبہ کی سنگین اکثر پتہرون کی بنی ہوئی ہی اور رہنی والی کشمیری و تبتی بولی مختلط
بولتے ہین **کارگل** کشمیر کے ملک مین یہہ ایک قصبہ دریای دراس کے دہنی کنارے بفاصلہ دو میل اور
سری نگر سے بسمت شمال مشرق اسی میل آباد ہی عمارت قصبہ کی پختہ اور بارونق اور بازار آباد ہی ✦
دریاے لدر کشمیر کے ملک مین یہہ ایک دریا کشمیر کے شمال مشرقی سرحدی پہاڑ کے جنوبی سمت سے
نکلتا ہی چشمہ اسکا سمندر کے سطح سے چودہ ہزار فیٹ بلند ہی چونکہ اول یہہ دریا بڑی بلندی سے پستی کو بہتا
آتا ہی اسلئے تیزی و تندی اسمین بہت ہوتی ہے مگر جب میدان مین پہونچ جاتا ہے تو بہت ہی کم رفتار
اور آہستگی سے چلتا ہی پانی اسکا میدان مین میلا اور گدلا و خاک آمیختہ ہوتا ہی پھر بعد طی کرنے مسافت پچاس میل
کے چشمہ کے مقام سے اسلام آباد کے پانچ میل نیچے دریاے جہلم کے ساتھ ملجاتا ہے ابتدا سی انتہا تک راستہ
شمال مشرق سے جنوب مغرب کو ہی **نوبگ نی** یہہ درہ کشمیر کے ملک کے شرقی و سرحدی پہاڑ مین ہے
جو ملک کشمیر اور کوہ مرو ورد ون کے حد فاصل شمار ہوتا ہے بلندی اس درہ کی بارہ ہزار فیٹ ہی اور
سوای اسکے اور جو قطارین پہاڑون کے کشمیر کے چارون طرف ہین اسکی شکل و شباہت سب سے علیحدہ ہی
کیسی کے ساتھ بھی نہین ملتی **ننُنی واڑی** یہہ ایک بلند قطار پہاڑ کے کشمیر مین شمال مشرق گہاٹیون کے
اندر پہیلتی ہی اسپر ایک درہ ہی جسکو درہ بندر پور کہتی ہین جو کشمیر کے حد سے تبت کے ملک کو جاتا ہی اس پہاڑ
کے اندر ایک چشمہ اُبلتے ہوے گرم پانی کا جاری ہی بلندی اسکی گیارہ ہزار فیٹ اہل تاریخ لکہتے ہین
اسکے متصل ایک او پہاڑ ننگا پربت نام ہے وہ اس سے بہی بلند ہی **پایچ** کشمیر کے ملک مین یہہ ایک
مندر قدیم اور ہندؤن کی عبادت کا مقام ہی یہان اکثر ہندو بشن کی پرستش کرتے ہین اسکی پاس قدیمی
عمارتون کے کہنڈرات بہت ہین جنکو مسلمان بادشاہون نے گرا دیا تھا اب بھی جو بقیہ اوس عمارت کا موجود
ہے اوسکی دیکہنے سے عقل حیران ہوتی ہے کہ بنانے والون نے اوسکو کس مضبوطی اور زیبایش سی بنوایا تھا
یہہ مقام شمالی بنیاد کوہ کارون کے اندر واقع ہے **سفاہن** کشمیر مین یہہ ایک چہوٹا سا قصبہ کوہ
کشمیر کے جنوب مشرقی انجام مین آباد ہی اس مقام پر ایک لوہی کی کان ہی مگر لوہا وہان سے کم نکالا جاتا ہی اور
اون لوہے کے کانون سی جو علاقہ بانجر و چینی ناتار مین ہین لوہا اس کان کا ادنی قسم کا ہی **پاندرٹھن**
کشمیر مین یہہ ایک قدیمی مندر اور ہندؤن کی پرستش کا مکان شہر سری نگر سے بسمت جنوب مشرق بفاصلہ
چار میل بنا ہوا ہی عمارت اسکی خوبصورت کم قد کی محراب دار ہی گو یا پرانے مندرون کے عمارات مین سی بہی

ایک پرانی بتون کی تعمیر یادگار ہی چھت اسکی بقالبوتی گنبددار ہی چار و نطرف چار دروازے محرابی ہین اور کل عمارت بیس فٹ مربع
دروازون اور دیوارون کے اوپر پتہر اور لکڑی کے اندر صناعان چابکدست نے اچھی اچھی رنگریکے بیل بوٹے اور نقاشی کا کام
کیا ہوا ہی یہہ مندر ایک تالاب کے وسط مین تختہ بنا ہوا ہی اور تالاب ہمیشہ پر آب رہتا ہی جاترے لوگ پانی مین تیر کر وہان جاتے اور پوجا
کرتے ہین مگر اوس مندر کی اندر کسی دیوتی یا دیوتا کا بت یا تصویر نہین رکھی صرف مکان ہی کی پرستش ہوتی ہین مورخان انگریزی
فرماتی ہین کہ یہہ عمارت اوسوقت کی بنی ہوئی ہی کہ جب اسملک مین بدہا لامہ مذہب پھیلا ہوا تھا اونہون نے کسی تقریب سے یہان
یہہ عمارت بنوائی ہوگی جو ابتک باقی ہی اگر ہندون کے مذہب و رسم اس کے بانی ہوتی تو یہان ضرور کسی نہ کسی دیوی
دیوتے کی تصویر ہوتی اور درصورت ہونے تصویر کے کبھی مسلمان بادشاہون کے ہاتہہ سے یہہ نہ بچتا اس
مندر کے اندر کچھہ لکھا ہوا نہین ہے صرف مکان کے اندر چھت کے قریب ایک کنول کے پھول کی شکل بنی ہوئی ہی

کہکھہ و بمبہ یہہ دو علاقے علیحدہ علیحدہ کشمیر کے ملک سے خاص جنوب سمت کو دریای جہلم کے دونو کنارون
کے اوپر واقع ہین شرقی کنارے پر تو کہکہہ اور غربی پر بمبہ آباد ہین دونو قومین کہکہہ و بمبہ انہین سکونت
پذیر ہین علاقہ بہت اچھا اور زمین اسکی سیراب ہی مگر رعایا بہت مفلس و خراب ہی سکہون کی عملداری سے پہلی
یہہ علاقے بہت آباد تھے تمام رہنی والے خوش و دلشاد تھے پر ہری سنگہ نلوہ نے رنجیت سنگہ کے حکم سے ان علاقون
مین جاکر رعایا کو ایسا لوٹا کہ اونکی کہانے کو ٹکڑا اور پہننی کو کپڑا نہ چھوڑا اسکہون کے ظلم سے تمام لوگ اپنی آبادیان
اور گھر چھوڑ کر بھاگ گئے اب اگرچہ کچھہ صورت آبادی کی نمودار ہی مگر رعایا اوسی طرح مفلس و نادار ہی

تیسری تقسیم ملک تبت و لداخ و گلگت و کشتواڑ وغیرہ کی احوال مین

یہہ ملک سب ایک دوسری سے علیحدہ علیحدہ حدود و اختیار علیحدہ نام اور الگ الگ علاقے رکھتے ہین حال کی
عملداری سے پہلی ریاستین اور حکومتین انکی بھی جدا جدا تھین اب ایک حکومت جمون کے رئیس کی یہان برپا ہے
ہی چونکہ مولف کو اس حکومت سے پہلا حال بھی لکہنا منظور ہی اسواسطی ہر ایک علاقہ کا الگ الگ حال تحریر کیا گیا ہی

زابلستان اس علاقے کو بلتی و بلتستان و تبت خورد بھی کہتے ہین اسکی شمال کیطرف چینی تاتار
ہے اور دونو کے درمیان کوہ مزتاغ و کارکورم و کوہ ہندوکش حد فاصل گنا جاتا ہی جو شمالی حد سے شروع ہوکر
شرق تک جا پہونچا ہی شرق کے سمت اسکی لداخ و تبت کلان کا علاقہ ہی جنوب کے سمت کوہ دیو آت سود و ویرانہ
جنگل جو کشمیر کے ملک اور اسمین حد ہی مغرب کیطرف ملک گلگت دا ماسین اسطور واقع ہی کل علاقہ اوسکا [illegible] میل
لنبا اور سات میل چوڑا ہی یہہ ملک کشمیر کے ملک کے شمال شرق کیطرف ہی رہنی والی اسکی عموماً سپاہی سخت کوش
بے رحم جنگجو ہین اسواسطی حاکم یہانکا سپاہ بغیر کہا تھا بوقت ضرورت اپنی علاقہ کے رعایا جمع کر لیتا تھا لیکن

یہان کی گندم جو سو رشالی ہی میوہ بھی قسم قسم کے زرد آلو و خربوزہ و انگور وغیرہ پیدا ہوتی ہین مگر انگور کی پیدایش
کم ہوتی ہی سیسہ کی کان اور بلور کی اس پہاڑ مین موجود ہی دریای سندہ کے کنارے سی اکثر سونا بھی نکلتا ہے —

اسکردو یہہ ایک مشہور شہر ملک تبتستان یعنی تبت خورد کا دار السلطنت و دار الخلافت ہی آبادی
اسکی پہاڑ کے اندر عین میدان مین واقع ہے جو اس پہاڑ کے کل میدانون سے اونچا و بلند ہی متصل شہر کے ایک قلعہ
نہایت مضبوط و قدیمی پتھر کے عمارت کا بنا ہوا ہی اس قلعہ کے نیچے دریای سندہ و دریای شنگر آپسمین ملتی ہین
اور قلعہ باہین کنارے دریای سندہ کے ہی قلعہ کے نیچے دریای سندہ کی جو ران ڈیڑہ سو گز کے ہی تیزی رفتار کی
اور عمق بھی بدرجہ غایت ہی قلعہ کے تین طرف ریتہ دار زمین ہی سوای مغربی سمت کے اوسطرف ڈہلوان پہاڑ ہے
سوای اس قلعہ کے ایک اور قلعہ بھی راجگان اسکردو کا بنوایا ہوا ایک سو گز کے قدرتی چبوترے کے اوپر دریا کے
متصل ہے عمارت اسکی پتھر اور لکڑی دونو قسم کی ہے اور قلعہ کے اندر اچھی اچھی مکانات و حفاظت گاہین
و عالیشان محل بنی ہوئی ہین اونکی دریچون مین بیٹھکر دریا کی سیر خوب ہوتی ہی اسکردو کے پہاڑ کی چوٹی پر مثلث
شکل کا ایک قدرتی میدان ہی اوسپر اگر تھوڑی سے آدمی چڑہ بیٹھین تو نیچے والون کے ہمراہ جو بہت سی
فوج ہو تو بھی وہ اونسے مقابلہ نہین کر سکتی راجگان اسکردو اس میدان مین بہت سی گول گول پتھر وہان جمع کر رکھتے
تھے کہ بوقت ضرورت اوس بلندی سی وہ پتھر وہ دشمن پر مارین اسکردو کا قلعہ بہت بلند ہی سوای سمت مغرب کے
اور کسی سمت سی آدمی اوسمین جا نہین سکتا بلکہ مغرب کے طرف بھی دو سو فٹ بلند دیوار مضبوط معہ پشتابون اور
برجون کے بنی ہوئی ہی اس قلعہ کے اوپر کے حصہ مین پانی نہین ہی مگر قلعہ کے نیچے ایک عمدہ چشمہ جاری
ہے جسکا پانی قلعہ مین لے سکتی ہین خاص اسکردو مین سو گہرون کے آبادی ہی بلکہ علاقہ اسکا نہایت سرسبز و زرخیز
ہی میوی ہر ایک قسم کے پیدا ہوتے ہین اس پہاڑ کی بنیاد مین دریای شنگر بہتا ہی اوسکا پانی تمام ملک کو سیراب کرتا ہی
قلعہ کے پاس کہڑے ہوکر بڑی بڑی بلند چوٹیان تبت کے پہاڑون کے نظر آتے ہین شہر اسکردو کا وجہ تسمیہ جو
وہین کے لوگ بیان کرتے ہین کہ جب سکندر اعظم چین کے طرف جانیکا عزم کرکے یہان آیا تو سنا کہ علاقہ کوہستان
تنک یا مستنگ کا راستہ جو کہ مابین یارقند اور علاقہ چین کے ہی بسبب پڑجانے برف کے مسدود ہی تو ناچار اوسکو چند ماہ
اوسوقت تک کہ راستہ صاف نہو یہان ٹہرنا پڑا اسی واسطی یہان ٹہر کر یہہ قدیمی قلعہ بنوایا اور فضول اسباب
اپنا معہ بہت سی اپنی لشکر کے جو ضعیف یا لاغر تھی اوسنی یہان ہی چہوڑا اور خود بہار کے موسم مین چین کو چلا گیا
پس جو لوگ سکندر کی فوج کی یہان رہی اونہون نی اپنی رہنی کیواسطی یہہ قصبہ آباد کیا اور اسکندریہ نام رکہا
اور بسبب گذرنی سیکڑون برسون کے اسکندریہ نام بگڑتے بگڑتے اسکردو مشہور ہوگیا یہہ بات اگرچہ قرین قیاس
ہے اور فارسی مورخ بھی لکہتی ہین کہ اسکندر چین تک پہونچا اور چین کو فتح کیا مگر انگریزی تاریخ والی اون کے

نزدیک یہہ بات غلط ہی وہ کہتی ہین کہ اسکندر اعظم نہ تو چین کیطرف گیا اور نہ فتح کیا بلکہ ہندوستان کی فتح بھی اوسکی نصیب
نہین ہوئی صرف پنجاب کو فتح کرکر ستلج تک گیا اور فوج کے انکار کے سبب ملتان کے راستی واپس چلا گیا ایک انگریزی مورخ لکھتا ہی
کہ پہلی اس شہر کا نام ساگر دو یعنی دو دریا تھا اور یہہ نام ہو اسطی رکھا گیا تھا کہ یہان سندھ و شگر دو دریا اسمین ملتی ہین اب
وہ نام ساگرد و بگڑکر اسکردو ہوگیا ہی تیسری روایت یہہ ہی کہ پہلا اسکا نام ساگر خورد تھا اسکی معنی دریائی پہاڑ ہین کیونکہ
دریا کو ساگر اور خورد کو پہاڑ کی چوٹی کہتی ہین اب وہ نام بگڑکر اسکردو مشہور ہوگیا ہی مگر اب بھی بعض لوگ وہان کی اسکو
ساگر خورد کی نام سی پکارتی ہین میدان اسکردو کا سمندر کے سطح سی چھہ ہزار تین سو فٹ بلند ہی اور چوٹی اسکی پہاڑ کی ساتھ ہزار
چھہ سو فٹ سمندر کی سطح سی بلندی رکھتی ہے۔ **تواریخ تبت خورد** رنجیت سنگہ کی عملداری میں
تبت کا مالک و حاکم اس ملک کا راجہ احمد خان تھا اوسکی چار بیٹی ہوئی شاہ مراد شاہ سلطان علی شاہ شیر شاہ احمد خان
نے اپنی حین حیات یہہ ملک چارون بیٹون کو تقسیم کر دیا اور شاہ مراد کو خاص اسکردو کا حاکم بنایا شاہ مراد
کی بعد اوسکا بیٹا رفیع خان پھر ظفر خان پھر علی شیر خان حاکم ہوتی رہی پھر علی شیر کا بیٹا راجہ احمد خان حاکم ہوا یہہ
شخص بڑا عالی حوصلہ تھا اسنی سب کو مطیع کر لیا اور انگریزون سے بھی راہ و رسم دوستی کی شروع کی چنانچہ
ویڈ صاحب ایجنٹ ریذیڈنٹ بہادر نے اسکی سفارش دربار لاہور مین کی اور رکھا کہ راجہ گلاب سنگہ کبھی اسکی ریاست
کا مزاحم نہو جب رنجیت سنگہ فوت ہوا تو گلاب سنگہ نے اس علاقہ کے لیے کیواسطی فوج مامور کی تھوڑی سی لڑائی کی
بعد راجہ احمد خان گرفتار ہوگیا اور راجہ احمد شاہ جو باپ کے برخلاف و عاق تھا یہان کا حاکم بنا اور چالیس ہزار
روپیہ سالانہ دینا کرکے اوسنی راجہ گلاب سنگہ سی وہان کی حکومت پائی مگر اسقدر روپیہ اوس سے ادا نہو سکا اسلیے وہ
راجگی سے معزول ہوا اور ایک دو کوہستانی حاکم بجکم وزیر زور آور سنگہ کے قرار پایا اوسوقت احمد شاہ لاسیون
کو لاکر جمون کے حاکم کیطرف سی مہم ہورہی تھی جا ملا اور بعد قتل ہوجانی وزیر زور آور سنگہ کے دوبارہ اس ملک پر
وہ قابض ہوا تھوڑی مدت کے بعد جمون کی فوج پھر اسکردو کی فتح کو مامور ہوئی اور عند المقابلہ راجہ احمد شاہ
بحالت تباہ گرفتار ہوکر جمون پہنچا گیا اوس روز سی یہہ ملک جمون کی ریاست کی ماتحت ہی اور راجہ گلاب سنگہ
نے یہان قلعہ گڑاکر نیا قلعہ اور اپنی طور کا بنوایا ہی **لداخ** اس ملک کو وسط تبت اور اسکے گرد نواح کو
تبت کلان کہتی ہین یہ مین اسکی ناہموار اور پہاڑی سی ہی اگرا وسمین سے انگریزون کے تحت کی علاقی سپتی و لاہول
نکال لین تو یہہ ملک پانچ حصون مین تقسیم ہوتا ہی ایک نابرہ دوسرا لداخ تیسرا زنسکار چوتھا رکچو
پانچواں چینک پتھان سعد اور اس کے شمالی اضلاع کے جنوبی سرحد چینی تاتار و ترکستان و ختن کے ساتھ ملتی ہی
شمال مشرق مین بھی وہی چینی علاقہ ختن کا دہ علاقہ جانبھان ور ود و کہ اضلاع متعلقہ تبت کلان مین جنوب مین
سپتی وغیرہ جنوب مغرب مین لاہول و چنبہ و کشتوار ہی غرب مین ملک کشمیر و بلتستان یعنی تبت خورد کی سطح

اسکا چہتیس ہزار چہبیس میل مربع ہی اسمین دریای سند جنوب شرق سے شمال غرب کو بہتا ہی اور کیولن و تراغ
قصبے کارگرم کے پہاڑ و کوہ ریشو و ستپی و زنسکار کے بیچمین بہہ کر دونو علاقون کو آپسمین سے جدا کرتا ہی ہو میان
اسکلک کے پہاڑون کے اسقدر اونچی ہین کہ روی زمین پر کسی اور پہاڑ کی نہین آب و ہوا اسکلک کی سرد
خشک ہی دولاکہ کے قریب آدمی اسمین آباد ہین صورت و شباہت اسکلک کی لوگون کی کشمیریون سے اکثر
مشابہت رکہتی ہی عورتین یہان کی خوبصورت سرخ رنگ آہو چشم روشن چہرہ نیک خلق مہربان زیادہ تر
بیخوف ہین مگر پوشش چرکین و میلی رکہتی ہین مردون کا حسن چندان لائق تعریف نہین ہی شراب پینے کا عورت
مرد کو شوق ہی کمینہ و رذیل قوم مین یہہ رسم ہی کہ ایک عورت کی چند خاوند ہون مگر اشراف و دولتمند اسبات کو
عار سمجہتی ہین بڑی بیٹی کی یہان بڑی عزت و قدر ہی وہی اپنی باپ کی کل جایداد کا مالک ہوتا ہی اور چہوٹی بیٹیان
اوسکے مطیع و فرمانبردار رہتی ہین لداخیون کی پوشاک اونی ہوتی ہی غریب غربا بہیڑ کی پوستین کرتہ
کی جگہہ پہنتی ہین مالدار لوگ بنات کے کپڑے رکہتے ہین مذہب لداخیون و تبتیون کا بدہا لامہ ہی اور لامہ
انکا زرد پوشاک پہنتا ہے اور بڑا لامہ جسکے مرید ہزارون اور لامی ہوتی ہین سرخ پوشاک پہنکر سر پر جگدار
ٹوپی رکہتا ہی زبان یہانکی ایسی ہی کہ جسمین تبتی و تاتاری و ہندی ملی ہوتی ہی سوای اونکی اور کوئی کم
بولتا ہی مسلمانی مذہب کے لوگ بہی اگرچہ یہان بہت ہین مگر کثرت بدہا مذہب کی ہی رعایا اسکلک کے حاکم کو نقد
معاملہ نہین دیتے غلہ اور میوہ کی پیدایش بانٹ دیتی ہی اور مہم کے وقت راجہ اپنی رعایا کو جمع کر لیتا ہی اون
لوگون کے پاس توڑہ دار بندوقین و تیر کمان ہوتی ہین

تواریخ ملک تبت و لداخ

تین سو برس کا عرصہ گذرا ہی کہ لداخ و تبت کے لوگ خودمختار بے فکری سے گذران کرتے تہی اور ایک راجہ
بااختیار اپنی ملک کی حکومت رکہتا تہا مگر جب کشمیر مین چک کی قوم نے حکومت پائی تو اونہون نے اپنی
آمد و رفت اسکلک مین جاری کی اور ایک دو حملون مین اسکلک کو غارت کیا چونکہ لداخ مین ایک مدت مدید
سے رسم قایم تہی کہ ہر ایک سوداگر مالدار و دولتمند لوگ لامہ دیوتا کے نام کا خزانہ جمع کرتی تہی اور جمع ہوتی ہوتی
وہ خزانہ بہت ہو گیا تہا اورنگزیب عالمگیر کے وقت یہہ ملک اوسکی حکومت مین آیا اور وہ خزانہ لٹ گیا
۱۸۳۵ء مین راجہ گلاب سنگہ نے حسب الاجازت رنجیت سنگہ کے اسکلک پر یورش کی اور وزیر زورآور سنگہ کو
اسکی تسخیر کے واسطے معہ فوج روانہ کیا لداخ کے حاکم نے بہی اپنی فوج کے مقابلہ کو بہیجا آپسمین لڑائی ہو کر جموں
کی فوج غالب آئی اور وہان کا حاکم مطیع ہوا زورآور سنگہ نے پچاس ہزار روپیہ تو نقد وصول کیا اور تیس ہزار
روپیہ سالانہ اوسپر خراج ٹہرایا اور معہ فوج آگے بڑہا اوسکے جاتی ہی لداخ کے حاکم نے پہر سرکشی کی اسلئے زورآور
نے واپس آکر ملک غارت اور سلطنت کو برباد کر کے اپنا تسلط جمایا رنجیت سنگہ کے مرنے کے بعد راجہ گلاب سنگہ نے پہر

وزیر زورآور سنگہ کو اسکردو یعنی تبت خورد کے تسخیر کو مامور کیا جب وہان پہنچا تو راجہ احمد خان بمقابلہ پیش آیا
اس لڑائی مین راجہ معزول لداخ کا جو احمد خان کے مدد کو آیا تھا مقتول ہوا اور فوج جمون کی فتحیاب ہوئی اسکردو
مین بھی زورآور سنگہ دخیل ہوگیا پھر ایک برس کے بعد جمون سے دس ہزار فوج بسر کردگی زورآور سنگہ بتسخیر
ملک ورنغ ولاسہ وغیرہ روانہ ہوئی راجہ احمد شاہ پسر احمد خان بھی اس مہم مین ہمراہ تھا یہ فوج پہاڑ مین
فتوحات کرتے ہوئے ایک مہینے کے راستہ تک آگے کو بڑہتے چلے گئے ناگاہ برف کا موسم آگیا اور رسد بھی
اور اگلے طرف کا بھی کچھ پتہ نظر نہین آتا تھا اور پیچھا دور تھا ناگاہ لاسیہ فوج کوہ برفانی سے آموجود ہوئی
اور فوج وزیر کی ایک بلند پہاڑ کے اوپر گھر گئی اور اسی رات اسقدر برف کی بارش ہوئی کہ تمام آدمی بستہ پا
ہوگئے دشمن کی فوج پہاڑ پر چڑہ آئی اور نیم مردہ آدمیون کے سر کاٹ کاٹ کر پہینکنے شروع کئے آٹھ ہزار آدمی
تو قتل ہوئے اور دو ہزار جوان گرفتاری مین آئے غرضکہ کل فوج وہان ہی رہی زورآور سنگہ بھی بسبب پکڑا
ہوکر مارا گیا راجہ احمد خان پہلے ہی اس فوج سے جدا ہوکر لاسیون سے جا ملا تھا اس فتح کے بعد وزیر راتنو وزیر رنگا
اور راجہ احمد شاہ لاسیون کی فوج لیکر لداخ مین آئے اور احمد شاہ پھر اسکردو پر متسلط ہوگیا راجہ گلاب سنگہ کی فوج جو
اسکردو مین تھی قلعہ بند ہوئے اور تمام ملک راجہ گلاب سنگہ سے پھر گیا صرف دو شخص ہرکرن و جلدن جو
لداخ کے پہلی نوکر راجہ گلاب سنگہ کے خیرخواہ رہے جنہون نے زورآور سنگہ کے قبایل کو جمون تک پہونچا دیا لاسیون
نے دو قلعہ جنمین جمون کی فوج قلعہ بند تھی گھیر لیا اونکی مدد کو وزیر رتنو دیوان ہری چند معہ فوج جمون سے مامور ہوکر
اس فوج نے قوم بھسور کو جا کر چھوڑا دیا اور لاسیون سے خوب لڑائی کی اسمین وزیر رنگا لاسی مارا گیا آخر کار
بعد جنگ و پیکار فریقین مین صلح ہوئی اور جو قدیم سے حد تبت کی تھی قایم رکھ کر جمون کی فوج واپس ہوئی
بعد چند سال کے پھر گلاب سنگہ نے تبت پر چڑہائی کی اور کل ملک اسکی تصرف مین آگیا ہرکرن و جلدن خیرخواہ قدیمی
راجہ گلاب سنگہ کے وہان کے کاردار مقرر ہوئے اور بستی رام حاکم لداخ کا قرار پایا بیالیس پرگنے اس ملک کے متعلق
ہین سے پرگنہ رشو مین گندک کی کان ہے اور نمک بھی نکلتا ہے اور رون لدہ کے پرگنہ مین لوہے کی کان عمدہ
ہے پیدائش اس ملک کی گندم مسور جو کال شک ہے گلاب سنگہ کے قبضہ سے پہلے پہیان بکی اور پوست پیدا نہین
ہوتا تھا اب اسکی پیدائش بھی بہت ہے اور افیون بکثرت نکالی جاتی ہے **شہر لے** یا لیہ لداخ یا وسط تبت
کا دار السلطنت و دار الریاست یہ ایک مشہور و قدیمی شہر ہے اسکو شہر لداخ بھی کہتے ہین آبادی اسکی دریای
سندہ کے دہنی کنارے سے بفاصلہ دو میل پہاڑون کے سلسلے اور دریا کے درمیان دو ہزار فٹ کے اونچے ٹیلے
کے اوپر واقع ہے دریای سندہ کو یہان سند کوئی نہین کہتا بلکہ سنگ تاب بولتے ہین شہر کے چارون کونون پر
چار مینار مربع شکل کے ہفت اونچے ہوئے ہین جنکی چوٹیان پہاڑ کے چوٹیون تک برابر چلے گئے ہین شہر کے

گلی کوچے بازار بقاعدہ ڈھنگ جنمین سے بعضی چھتے ہوئے اور بعض کھلے ہوئے ہین گھر یہان کے نکمّے اور دو منزلہ بعض
بڑے بڑے اونچے پتھر کے اینٹون اور چونے کے بنائے ہوئے ہین اور بعض کے اینٹون مین صرف مٹی لگائی گئی ہے بعض بلیون
کے تختے عمارت سفید کئے ہوئے مصفا ہوتی چھتون کے بہت سے خوبصورت نظر آتی ہے چھتون پے اوپر بڑے بڑے چوبی
شہتیر ڈالے جاتے ہین رات کو زمین پر فرش بچھا کر سونا یہان عام رسم ہے پلنگ چارپائی وغیرہ کا دستور کم ہے
یہان بہت ہی کم ہے راجہ کے رہنے کا محل یہان بڑا اونچا و عالیشان بنا ہوا ہے یہہ شہر بڑا تجارتگاہ ہے یہان آمد و رفت
سوداگران ملک کشمیر و پنجاب و چینی تاتار وغیرہ سے بڑی اعلیٰ سوداگری یہان پشم کی ہوتی ہے کہ ہزار دلّی
مین جمع ہو کر سوداگرون کے پاس فروخت کیجاتی ہے پہلی آبادی اس شہر کی پانچ کوس طول اور تین کوس
عرض مین تھی اور بڑا بازار آباد تھا مگر راجہ گلاب سنگہ کے عملون کے وقت یہہ شہر اُجڑ گیا فقط گھر اور چھہ ہزار آدمی
کی آبادی باقی رہگئی اب پھر آبادی اوسکی ترقی پر ہے یقین ہے کہ چند سال مین پھر اپنی اصلی حالت پر آجاویگا

دریاے لی اگرچہ یہہ دریا ایک بڑا مددگار دریاے ستلج کا ہے اور مناسب تھا کہ دریاے ستلج کے حال کے
موقع پر اسکا بیان تحریر ہوتا مگر بنظر اس بات کے کہ اخراج و آغاز اسکا علاقہ تبت سے ہے مفصل حال اسکا اسمقام پر
زیب اندراج پایا اور ستلج کے علاقہ مین صرف اسکے مجمل حال کے اوپر اکتفا کیا گیا اس دریا کو دریاے سپتی بھی کہتے
ہین برسات کے موسم مین عمق و عرض و تیز رفتاری و پر آبی اسکی ستلج سے کچھہ کم نہین ہوتی اخراج اسکا شمال
کی طرف کے ڈھلوین قطار ذہن کوہ پارالاسہ علاقہ تبت کلان سے ہے وہانسے نکلکر یہہ دریاے ستلج و دریاے
چناب کے مددگار ندیون کے درمیان بہتا ہوا آتا ہے اپنے چشمہ کے نزدیک یہہ دریا پایاب ہے اور اوس مقام پر
اسکو روو پر لگلا بولتے ہین اسکے راستہ مین بیشمار ندیان جو پہاڑونکے برف پگہلنے سے جاری ہوتی ہین وہ اسمین
آکر شامل ہوتی چلی آتی ہین بلکہ سرد موسم مین ایک ڈھیر برف کا خاص اس دریا کے سطح پر اسقدر آکر جمع ہوتا ہے
کہ دریا پر ایک پل بنجاتا ہے یہہ دریا نکلا ہوا ہو کر چلتا ہے اور راستہ اسکا اکثر شمال مغرب سے جنوب مشرق کیطرف
ہے پہلے جب یہہ اپنے چشمہ سے چونسٹھ میل تک راستہ طے کر لیتا ہے تو دریاے پنو پہاڑ سے نکلکر بعد طے کرنے اٹھتیس
میل کے اپنے چشمہ کے مقام سے اسمین آ پڑتا ہے پھر شہول کے مقام سے اٹھاسی اور اصلی چشمہ سے چورانوے میل
چلکر اور ایک بڑا دریا پارا نام اسمین آملتا ہے اور وہ دریاے پارا کوہ رشو کے جنگلون کے اندر سے بہتا ہوا
یہان آتا ہے اس شہول کے مقام پر عرض دریاے لی کا بہتر فٹ اور دریاے پارا کا چورانوے فٹ ہے اور
تیزی پارا کی اسپتی یعنی لی سے زیادہ ہے اور عمق پارا کے اوسمقام پر یہان تک ہے کہ دریافت کرنا اوسکا
ایک امر غیر ممکن ہے اس شہول کے مقام سے چھہ میل چلکر یہہ دریا شاکر کے مقام تک پہونچتا ہے جس مقام پر سطح
دریا کا سمندر کے سطح سے دس ہزار چودہ فٹ بلند ہے چونکہ اسمقام تک کل لمبان اسکی ایک سو میل چشمہ سے ہے

اور چشمہ اوسکا سترہ ہزار فٹ سمندر کے سطح سے اونچا شمار مین آتا ہی تو معلوم ہوا کہ یہہ دریا فی میل اٹھتر فٹ
بلندی سی پستی کو آیا دریای پارلک کے شمول کے مقام سے یہہ دریا بسمت جنوب بیس میل چلکر دریای ستلج مین
شامل ہوجاتا ہی اسقدر ریاست مین بھی بیشمار چھوٹے چھوٹے ندیون اور چشمون کے پانی اسمین داخل ہوتی جاتے
ہین اور دو بڑی ندیان ایک بولانگ اور دوسری لباک بھی مغرب کے سمت سے اگر بنہایت تیزی وتندی زور شور
کے ساتھ اسمین داخل ہوتے ہین ان دونو کے ملنے سے یہہ دریا پُر امواج و پر آب ہوکر چلتا ہی ستلج کے شمول کے
مقام پر بلندی اسکی سمندر کے سطح سے آٹھہ ہزار چار سو چورانوین فٹ ہی **چمورل جھیل** لداخ کے ملک
مین یہہ ایک بڑی جھیل کوہ رپشو کے اوپر واقع ہے جسکے قطار مین دریای ستلج اور سندہ کی درمیان پہیلی ہوئی
ہین اسمقام پر اس جھیل کا نام نری سنگ بھی مشہور ہی یہہ جھیل پندرہ ہزار فٹ سمندر کے سطح سے بلند اور پہاڑون
گھری ہوئی ہی طول اسکا شمال سے جنوب کو پندرہ میل اور عرض شرق سے غرب کو اڈہائی میل ہی پانی اسکا نہایت
صاف نیلی رنگ کا ہی جسمین کدورت کا کہین نام بھی نہین جھیل کے کنارے ہزارون قسم کے درخت سر بفلک سایہ دار
کھڑی ہین مچھلی و مرغابی اور دریائی جانورون کا اسمین بیحد حساب نہین ہے **درہ رپشو** لداخ کے ملک کے
پہاڑ مین یہہ ایک درہ ہی اسکی گردا گرد بڑی بڑی بلند پہاڑ اور فراخ میدان ہین جن پر نہ تو کوئی درخت اور نہ کسی
قسم کے نباتات ہین اور برف کا یہہ حال ہے کہ گرمی کے موسم مین بھی برف ہمیشہ یہان جمی رہتی ہی اور ہوا اس زور شور
کے ساتھ چلتی ہی کہ درہ کے بلندی پر کوئی چیز ٹھہر نہین سکتی کوہ رپشو کے چوٹیان بڑی بڑی بلند ہین کم سی کم بلندی
اونکی سولہ ہزار فٹ سی کم نہین ہی آب و ہوا یہانکی سرد و خشک اور آبادی کم مگر پشم کے بکریون کی پیدایش بیشمار
ہے اور ہر سال بہت سی پشم وہان سے جمع ہوکر شہر لداخ مین آتی ہے **ڈیگر** یہہ ایک قصبہ لداخ کے ملک مین شہر
لیہ سے شمال مشرق کو بیس میل اور گنشو اسے ایکسو چوبیس میل اسطرف کو آباد ہی **دراس** لداخ کے متعلق
کشمیر کے سرحد پر یہہ ایک قصبہ بطور قلعہ کے آباد ہی پہاڑ کی گھاٹی بھی اسی کے نام سے دراس مشہور ہی اس قصبہ کے
متصل ایک سڑک جاری ہی جو شہر لیہ سی بلتل کے درہ کو آتی ہی اور پھر درہ کے اندر سی گذر کر کشمیر کے ملک مین داخل
ہوتی ہی اس گھاٹی کے وسط سی دریای دراس درہ بلتل یا کنتال کے اندر سی جاری ہوتا ہی اور وہ دریا یہان سے نکلکر
پہلی تھوڑی فاصلے تک جنوب کیطرف کو بہتا ہی اور پھر شمال کیطرف کو بہتا ہوا موضع مرال کے متصل دریای سندہ کی شامل
ہوجاتا ہی اور کوہ دراس کے گھاٹی نو ہزار فٹ سطح سمندر سے اونچی ہی **پان دراس** لداخ کے ملک مین
یہہ قصبہ آبادی سڑک پر جو شہر لیہ سی براہ درہ بلتل کشمیر کو آتی ہی درہ بلتل سے بفاصلہ بیس میل کے آباد ہی گرد
کا ملک اسکا مویشی کی چراگاہ ہی جسمین گھاس بہت پیدا ہوتی ہی بعضی خواندہ لوگ پان دراس کے بدلی اسکو پائین
دراس کہتے ہین یعنی کوہ دراس کے نیچے یہہ قصبہ نیچے واقع ہی آبادی کی جگہہ اس قصبہ کی گردا گرد کے پہاڑ بلند ہین

بالکوہ وہ اس بھی اسی قصبہ کے نام سے موسوم ہے بلندی اسکی سطح سمندر سے نو ہزار فیٹ ہے **زنسکار** لداخ
کے ملک مین یہہ ایک بلند سطح اور پہاڑی علاقہ دریای سندھ اور دریای چناب کے درمیان واقع ہے یہہ علاقہ قریب
اسی میل کے لمبا جنوب شرق سے شمال غرب کو اور ساٹھہ میل چوڑا ہے اسمین بڑے بڑے جنگل اور آبادیان واقع ہین
اور سطح اسکا سرسبز و زرخیز ہے **کلت زئی** یہہ ایک بڑا آباد قصبہ دہنی یا شمالی کنارے دریای سند
کے آباد ہے اسکے آبادی کے نیچے ایک پہاڑی ندی تخمیناً پچیس گز چوڑی بہتی ہے شہر کے جنوب کے طرف ایک پہاڑ
کی قطار جسکے چوٹیان بطور مینار دن کے بلند ہین دور تک پھیلتی ہوی چلی جاتی ہے جسکا پھیلاو شرق سے غرب
کا طرف ہے زراعت اس علاقہ مین بہت اچھی ہوتی ہے غلہ یہان تین مہینے مین پک جاتا ہے ایک برس مین
دو فصل سہ فصل زراعت گندم شلغم جو وغیرہ بوئی جاتی ہین رہنے والے یہان کے مسلمان کم اور بُدہ لامہ
مذہب کے بہت ہین جو بت کے بڑے لامہ کے چیلے ہین اس قصبہ سے بفاصلہ پونے میل کے ایک لکڑی کا پل سو گز
لمبا دریای سند کے سطح سے بارہ فیٹ اونچا بنا ہوا ہے دونو طرف اوس پل کے پہاڑ کے دو ٹیلوں کے اوپر
ہین اور نیچے اوسکی دریا بہتا ہے عرض دریا کا وہان سو گز سے زیادہ نہین ہے مگر عمیق اور تیز چلتا ہے سردی کے
موسم مین پل کے نیچے دریا کا پانی تینتالیس فیٹ عمیق اور بہار کے موسم مین اوس سے زیادہ بقدر دریا کے طغیانی
کے ہوتا ہے **نگر** تبت خورد کے شمال مغرب اور کوہ پامیر کے جنوب کو یہہ ایک ریاست گاہ ایک رئیس کی ہے
جسکا دار الریاست شہر نگر چھوٹی سی آبادی کا ہے اس ریاست کا علاقہ تین دن کا سفر لمبان مین اور تخمیناً
میل چوڑان مین ہے اسمین ایک ندی بھی چلتی ہے جسکا پانی دریای گلگت مین جاکر داخل ہوتا ہے اس پہاڑ کی
عورتین نہایت خوبصورت و شوخ و طناز و وفادار ہین اور نزاکت اونکی یہانتک مشہور ہے کہ جب وہ پانی پیتی
ہین تو گلے کے اندر پانی اوترتا ہوا معلوم ہوتا ہے خاص آبادی نگر کی دریا کے کنارے ہے اور ایک قلعہ بھی پختہ
بنا ہوا ہے **ملک گلگت** یہہ ایک پہاڑی علاقہ ہندوکوہ کے گھاٹی کے اوپر ہے جسکے شرق کی طرف
علاقہ زابلستان یعنی تبت خورد اور مغربی سمت کو علاقہ چترال ہے یہہ علاقہ بڑے اونچے پہاڑ کے اوپر واقع ہے
اور نیچے اسکی ایک ندی بہتی ہے جسکو دریای گلگت کہتے ہین وہ اس علاقہ مین شمال مغرب کے سمت کو بہتا ہوا دریای
سند کی جاکر شامل ہو جاتا ہے خاص شہر گلگت ایک عمدہ و آباد مقام اسی دریا کے کنارے پر آباد ہے فاصلہ اسکا
سری نگر سے اسقدر ہے کہ فوج اور قافلہ بائیس روز اور جریدہ پیادہ پندرہ دن مین پہونچ سکتا ہے جوڑہ
چلاس وغیرہ بہت بستیان اور پرگنے اس ملک مین واقع ہین جوڑہ کا راجہ شاہ سلطان نام احمد شاہ سکردو
کے حاکم کا بہنوئی تھا جب وہ مرگیا تو اوسکا بیٹا جبار خان راجہ ہوا شیر سنگہ ناظم کشمیر اسکی وقت مین اسبات پر
مستعد ہوا کہ وہ گلگت کے علاقہ کو تسخیر کرے اس ارادہ پر سری نگر سے فوج ہا سوار ہوئی مگر جبار خان نے لڑائی

نہ کی اور نامہ وپیغام کے ذریعے سے اطاعت قبول کری پھر میہان سنگہ ناظم کشمیر نے جبار خان کو اپنی پاس بلا کر نظر
قید کرلیا اور گلگت جوڑہ کے علاقہ مین اپنی کاردار مامور کردئیے اور اوسی مین سے کچھ تہوڑا اسا علاقہ جبار خان
کے گذارہ کی واسطے مقرر کردیا میہان سنگہ ناظم کشمیر کے وقت حاکم خاص گلگت کا سلیمان خان تھا اوسکی دو بیٹے
محمد خان و عباس خان تھی اوسوقت سلیمان شاہ نام برادرزادہ راجہ ملک امان اردوار والہ کا جہال شاہ اوسکے
پاس آیا اور گذارہ پاکر رہنی لگا مگر براہ بدطینتی اوسنی سلیمان خان کی عورت سے آشنائی کرکے سلیمان خان کو
قتل کرڈالا اور چاہا کہ خود حاکم ہوجاوی مگر ممکن نہوا گلگتیون نے سلیمان خان کے بڑے بیٹے محمد خان کو حاکم بنایا
اور سلیمان شاہ بصد حسرت و آہ وذلیل کے ملک کیطرف بھاگ گیا جب چار برس محمد خان کی حکومت کو گذری تو
عباس خان چھوٹا بھائی محمد خان کا طاہر خان نگر کے راجہ سے جو اوسکا خسر تھا مدد لیکر گلگت مین آیا اور محمد خان
اپنے بھائی کو قتل کرکے خود حاکم بنا اوسوقت سلیمان خان کی عیاش جورو نے سلیمان شاہ اپنے یار کو اردوار کے
ملک سے بلایا اور وہ بڑی جمعیت کے ساتھ آیا اور باہم لڑائی ہوکر عباس خان مقتول ہوا اور سلیمان شاہ حاکم بنا
آٹھ برس تک اوسکی حکومت رہی اوسکے وقت مین ملک امان اردوار کا راجہ مرگیا اوسکے ملک پر بھی سلیمان شاہ
قابض ہوا اور گوہر امان کے بیٹے نے جو خورد سال تھا سلیمان شاہ کی اطاعت قبول کی چونکہ اردوار کا ملک خاص گلگت
سے زیادہ تر سلیمان شاہ کو مطبوع تھا اسواسطے اوسنی ایک شخص آزاد خان کو گلگت کا حاکم مقرر کرکے اپنی سکونت
اردوار مین مقرر کی مگر آزاد خان نے سلیمان شاہ سے باغی ہوکر اوسکا مقابلہ کیا اور لڑائی مین سلیمان شاہ مارا گیا
جب آزاد خان کی حکومت کل علاقہ مین قرار پاگئی تو اوسنی گوہر امان ملک امان کے بیٹے کو اپنا داماد بنایا اور ملک
موروثی اردوار کا اوسکو دیدیا بعد ازان طاہر خان نگر کے حاکم نے آزاد خان پر یورش کرکے اوسکو قتل کیا اور
خود حاکم گلگت کا بنا طاہر خان کے بعد سکندر خان نے حکومت پائی چونکہ تمام حاکم جوڑہ و مینال و نگر داردوار
اوسکے دشمن ہوگئے تھے اسواسطے اوسنی شیخ غلام محی الدین ناظم کشمیر کی اطاعت قبول کرلی اور کشمیر سے سکہی تھانہ
گلگت مین منگالیا یہ بات سنکر گوہر امان اردوار والا اوسکے سر پر آپہونچا اور سکندر خان کو قتل کرکے خود حاکم بن بیٹھا
یہ خبر سنکر بسازش راجہ کریم خان و سلیمان خان کے غلام محی الدین ناظم کشمیر نے فوج جرار گلگت پر مامور کی گوہر امان
مقابلہ پیش آیا تین بھائی اور ساٹھ سپاہی اوسکے مارے گئے اور خود وہ شکست کہا کر بدخشان کو بھاگ گیا ناظم کشمیر
کی طرف سے نذر علی شاہ گلگت کا حاکم مقرر ہوا پھر جب یہ ملک دربار لاہور سے راجہ گلاب سنگہ کو سپرد ہوا تو
اوسکی طرف سے بھی یہی ناظم بحال رہا مگر گوہر امان کے طرف سے جو قریب تر وہ بدخشان کے حد کا بدخشان کے
بادشاہ کیطرف سے ناظم مقرر ہوا تھا گلگت کی ناظم کو بڑی تکلیف رہتی تھی نذر علی شاہ کو بعد ہمیر شاہ جمون کے دربار
سے وہان ناظم ہوا مگر اوس سے انتظام نہوسکا اوسکے وقت مین راجہ غضنفر نے قلعہ لوس اور گوہر امان نے قلعہ

لے لیا راجہ کریم خان و نتھو شاہ لڑائی مین مارے گئے اور دو سو آدمی نتھو شاہ کے غضنفر نے گرفتار کرکے بعض تو
انمین سے فروخت اور باقی قتل کر دیے یہہ خبر جب جمون مین پہونچی تو اور فوج سبز کردگی نذر علی شاہ کے اور دیگر
مامور ہوئی مگر بسبب نا اتفاقی افسرون کے کچہہ انتظام نہوا بہت سے قلعون اور ملک پر گوہر امان نے اپنا قبضہ کر لیا سوا گلگت کے
دربار جمون سے میان جواہر سنگہ اور دیگر کو مامور ہوا مگر جواہر سنگہ سے بہی بباعث اسکے کہ فوج مامورہ گلگت اوسکا
حکم نہین مانتی تہی وہانکا کچہہ انتظام نکیا اوسوقت گوہر امان گلگت مین آکر آدمی پکڑ لیجاتا تہا اور بدخشان
لیجا کر فروخت کرتا الغرض بے انتظامی کے بعد والی جمون نے سنتی ہر سنگہ کو کان افسر ناظم گلگت کا مقرر
کرکے بہیجا اوسنے وہان پہنچکر گوہر امان سے صلح کی اور اطاعت نامہ لکہا لیا اور قلعہ چہپرہ وغیرہ جنپر گوہر امان
کا قبضہ ہو چکا تہا اوسکو واپس دیدی اور نذر علی شاہ کو وہانکا ناظم مقرر کیا اور فوج مامورہ جوہری سنگہ
کے ساتہہ بہی ۱۸۵۳ء مین واپس آکر داخل کشمیر ہوئی نذر علی شاہ نے بہی گوہر امان کے ساتہہ دوستی کرکے
اسملک کو خوب لوٹا اور بظاہر ملازم دربار جمون بنا رہا جب مہاراجہ گلاب سنگہ مر گیا اور اسکا فرزند دلبند
حال مہاراجہ کی گدی پر بیٹہا تو اوسکے وقت مین گلگت کا انتظام بخوبی ہوا کسی سرکش کو مقابلہ کی
طاقت نہی - شہر خاص گلگت معتدل ملک ہے شہر مین برف بہت نہین پڑتی مگر شہر کے گرد نواح کے پہاڑ پر برف
پڑتی ہے قلعہ سنگین حاکم نشین وہان بنا ہوا ہے اڑہائی سو گہر کی آبادی شہر کے اندر ہے ہر قسم قسم کے پہل
پیدا ہوتے ہین زراعت یہان ہر ایک شخص بلکہ خود حاکم بہی زراعت کرتا ہے خراج مین بہی میوہ و غلہ جو کچہہ پیدا
ہو لیا جاتا ہے اور بسبب تاخت دوسرے ملک والون کے یہہ ملک کئی مرتبہ ویران ہوا آدمی یہان کے بہ نسبت
تبت خورد کے جوانمرد و دلاور و سپاہی ہین لوہے و گندہک کی کانین بہی اس علاقہ مین ہین دریا کی ریگ
مین سے سونا بہی نکلتا ہے مسلمانی مذہب و لامہ مذہب کے لوگ بہت ہین **کشتواڑ** یہہ ایک علاقہ بہت مشہور
اور کوہستانی ہے سکہون کے عملداری سے پہلے یہان ایک حاکم با اختیار حکومت کرتا تہا جسکے تصرف مین لداخ
کے حد تک ملک تہا مگر جب بخت سنگہ نے کشمیر لے لیا تو راجہ گلاب سنگہ وغیرہ کی معرفت اوسپر بہی حملے پے در پے
ہوئے اور سکہون نے چندبار لوٹ کر اسکو ویران کر دیا اور پہلے راجہ کو بالکل بیدخل کرکے ملک اوسکا چہین
لیا اب یہہ ملک جمون کی سلطنت کے ماتحت ہے اور کشتواڑ نام ایک شہر بہی چہوٹا سا کوہ ہمالہ کے ڈہلوان
کے اندر بائین کنارے دریای چناب کے واقع ہے اور دریای چناب بمقام مراسین پہاڑون کے اندر ہوتا ہوا آتا ہے
جنکی چوٹیان انکہزار فٹ تک اونچی ہین اس شہر کے پاس دو دریا یعنی چناب ایک اور مڑہ دریا مرو وردون نام
شمال کیطرف سے آکر شامل ہوتا ہے اس شہر کی آبادی بہت کم اور لوگ خستہ حال و مفلس ہین اور مکانات بہی
بدقطع و پست و بازار بہی بہت چہوٹا قلعہ بہی مسمار شدہ ہے البتہ ایک دو کارخانہ شالبافی کے یہان جاری ہین

اونی کپڑا اور موٹا کپڑا اچھی بنا جاتا ہی ہند و کم مسلمان بکثرت اسمین رہتی ہین مگر دونو فریق بے علمی و نادانی
از حد طاری ہی لداخ و تبت کیطرف سی تجارت کا مال آکر اسمین فروخت ہوتا ہی سطح اس شہر کا سمندر کے
سطح سی پانچہزار فیٹ بلندی ہی **مور و ور دون** کوہ ہمالہ کے پہاڑون مین یہہ ایک لمبی اور راستی
قطار پہاڑ کی اس نام سی مشہور ہی اور اسی نام کا ایک دریا بھی اس پہاڑ کے نیچے بہتا ہی جو بمقام کشتواڑ
دریای چناب سے ملجاتا ہی اور ایک گانو بھی اسی نام کا اس پہاڑ مین آباد ہی جسکی آبادی کے مقابل درہ تنگ نے
واقع ہی اس درہ سی کشمیر کے طرف اس پہاڑ سی راستہ جاتا ہی بلندی اسکی بارہ ہزار فیٹ سمندر کی سطح سے ہی

چوتھی تقسیم جمون اور وہان کی ریاست اور بعض شہرون اور قلعون و قصبون کے ذکر مین جو سوای کشمیر و تبت و لداخ وغیرہ کے جمون کی ریاست کی متعلق ہین

شہر جمون پنجاب کے شمال کی طرف کوہ ہمالہ کے جنوبی قطار دون مین دریای توی کے کنارے پر آباد ہے
اس پہاڑ کے مشرق جنوب کیطرف دریای توی بہتا ہی یہہ دریا کوہ راجوری سی نکلکر ادہر کو آتا ہی اور پھر پہاڑ سی
آگے بعد طی کرنے مسافت چوبیس میل کے بسمت جنوب مغرب بہتا ہوا دریای چناب سے ملجاتا ہی اگرچہ یہہ ندی پایاب
رہتی ہی مگر طغیانی کے وقت مسافرون کو بہت تکلیف دیتی ہی عرض اس ندی کا منزلہ ایک دریا کے ہی بعض
بعض جگہہ پانی بھی بہت عمیق ہی اسی ندی کے اس پار ایک اور پہاڑ ہی اوسکی بلندی کے اوپر دریا کے
سطح سی ایکسو پچاس فیٹ اونچا ایک قلعہ بنا ہوا ہی اوسکو باہو کا قلعہ کہتے ہین خاص شہر جمون دور تک آباد
ہوتا چلا گیا ہی سابق رونق شہر کی بہت کم تھی مگر اب بوجہ ہمت حال کے سیکڑون نئی عمارتین اور عالیشان
بازار ایسا بارونق آباد ہو گیا ہی کہ اوسکی دیکھنے سی روح کو تازگی حاصل ہوتی ہی سیا راج محل مہاراج کا اور
امیرون کے حویلیان عالیشان شہر کے زیب و زینت ہین اور بسبب اسکی کہ شہر کی آبادی بھی بلندی پے اور یہہ
یہہ عالیشان حویلیان دور سی نظر آتی ہین اس شہر کے اندر سوا اسکے کم آبی کے اور کوئی ہرج مسافر کو نہین ہوتی
کیونکہ رہنے والے پہاڑ کی توی ندی کا پانی پیتے ہین اور وہ بڑی نشیب سی لایا جاتا ہی کنوان اتنی اونچی پہاڑ کے اندر
کہو دنہین سکتا خاص قلعہ جمون کا حال کے مہاراج نے نہایت مستحکم بنایا ہی ایسی استحکام اور طرز سی کہ کبھی دشمن
اوسپر ظفریاب ہو اس شہر کے پاس نہایت عمدہ و گنجان و سرسبز جنگل ہی جسکو جاڑ کہتے ہین اوسکو اس شہر کا شہر پناہ
تصور کرنا چاہیئے اسکی پراستہ کے اوپر اگر تھوڑی سی فوج مامور کر دیجاوی تو میدان کی طرف سی کبھی شہر پر
حملہ نہین کر سکتا اس جہاڑ مین طرح طرح کا شکار ہی شکار کھیلنے والون کیواسطے ایک عجیب جگہ ہی مہاراج خود

سنگار رکھلاکرتے ہین سردار اجراہ سنگھ وزیر کے وقت جب سکھون نے جمون پر یورش کی تو فتح سنگھ مان جو کیل
اسی جاڑ کے اندر مارا گیا تھا اِسکے مقبرے اور مسجدین مسلمانون کی اس شہر مین بہت ہین باعث اسکا یہ ہوا
کہ جب تو نمین اسلامیہ سلطنت کمزور ہوئی اور سکھون کی شورش نے پنجاب کے سرشور ہوئی اور کوئی قصبہ یا شہر
باقی ناو اونکی غارت دستبرد سے بچا اوس وقت جمون مین انتظام راجہ رنجیت دیو کے جمون مین مقامات امن تھا
چونکہ وہ راجہ نیک ذات بے تعصب تھا اور ہندو مسلمان بھی دونون اسکے عزیز رکھتا تھا اسواسطے اکثر
اہل ہنر سید مغل قریشی پٹھان اور بڑے بڑے امیر پنجاب کے وہان سے جلا وطن ہوکر یہان آرہے اور مسجدین اونکی
مقبرے بھی ہوئے سکھون کا اس وقت یہ شہر آباد دیکھکر غصہ پیدا ہوا اور جانا کہ کسیطرح اسکو لوٹین سب سے اول
اسبات پر جہان سنگھ رنجیت سنگھ کے باپ نے جسکا علاقہ نزدیک تھا بندوبستی کی اور سکھی فوج لیکر جمون پر چڑہ
آیا اور ایسی غارت کی کہ لوگون کے برتنون کے مٹی کے برتن بھی اوٹھا لیئے اس غارت کے بعد جب پھر چند سال
گذرے اور راجہ برج راج رنجیت دیو کا بیٹا باپ کے مرنے کے بعد تخت نشین ہوا تو دوبارہ سکھون نے ادہر توجہ کی
اور شہر کو لوٹ کر ویران کردیا راجہ برج راج دیو بھی مارا گیا — اس شہر مین سیر مٹھا کا مقبرہ نامی مکان ہے
رعیت اس شہر کے ہندو مسلمان ہین بیوپار کا گرم بازار ہی تجارت کی بھاری ہی تاجر قیمتی اسباب لیکر دور دور جاتے ہین
لاکھون روپیہ کے فائدے اوٹھاتے ہین ملک ملک کا آدمی دور دور کا مسافر یہان نظر آتا ہی مہاراج کی دریا دلی
سے فائدہ اوٹھاتا ہی **مختصر حال ریاست جمون** شہر جمون قدیم سے دار الحکومت و دار الریاست
پہاڑ کے سلطنت کا رہا ہی رنجیت سنگھ کی سلطنت کے پہلے یہان راجہ رنجیت دیو و برج راج دیو راجہ حاکم با اختیار
تھے مگر اب اس ریاست نے بڑی ترقی پائی ہی حدود اسکے تاتار چین کے حدود سے ملتے ہین کشمیر و لداخ و تبت
خورد و کلان و کشتوار وغیرہ بہت سا کوہستانی ملک اس ریاست کی تحت مین ہی مہاراجہ رنبیر سنگھ خلف مہاراجہ
گلاب سنگھ اس تمام ملک کے حاکم با اختیار ہین جنکے بزرگ قوم کے رگھبنسی راجپوت قدیم سے جمون کے راج کے وارث
چلے آتے ہین انکی بزرگون سے ایک راجہ سارنگ دیو جمون کے راج کا مشہور راجہ تھا اوسکے بعد راجہ بال دیو اوسکے
بعد راجہ گجا سنگھ اوسکے بعد راجہ دیوی دیو اوسکے بعد راجہ دہرت دیو جانشین ہوتے چلے آئے راجہ دہرت دیو
کے بعد بڑا بیٹا اوسکا رنجیت دیو راجہ ہوا اوسکے بعد برج راج دیو کے وقت جمون کی سلطنت کا کارخانہ برہم
و درہم ہوگیا مگر دہرت دیو کے چار بیٹے اور بھی تھے ایک اوتار دیو دوسرا بلونت دیو تیسرا گھنسار دیو چوتھا صورت سنگھ
سوا صورت سنگھ کے اوروں کی اولاد کا پتا تحقیقی نہین ملتا کہ کہان ہی صورت سنگھ کے چار بیٹے تھے ایک عورت
کے بطن سے دو بیٹے میان موٹا و میان بھوپا اور دوسری عورت قوم جار کہہ سے دو لڑکے میان زورآور سنگھ
و دلاور سنگھ پیدا ہوئے زورآور سنگھ کا بیٹا کشور سنگھ کشور سنگھ کے تین بیٹے گلاب سنگھ و دہیان سنگھ و سوچیت سنگھ انہین سے

کسورسنگھ پہلی پہاڑی ڈوگری سالہ مین مع اپنی بیٹون کے رنجیت سنگھ کی فوج مین نوکر ہوا اور اوسکی بیٹے
تینون نے رنجیت سنگھ کی مہربانی سے یہہ مدارج حاصل کیئے کہ راجگی کا خطاب پایا جاگیرین بیش قرار حاصل کین
دہیانسنگھ کو وزیر اعظم کا خطاب ملا انمین سے دہیان سنگھ توجیت سنگھ و لہنا سنگھ سندہانوالیون کے ہاتھ سے بمقام
قلعہ لاہور بروز قتل مہاراجہ شیر سنگھ قتل ہوا اوسکا بدلا راجہ ہیراسنگھ اوسکے بیٹے نے لیکر سندہانوالیون کو قتل کیا
اور خود مہاراجہ دلیپ سنگھ کا وزیر بنا اور راجہ سوچیت سنگھ اپنی چچا کو بھی ہیراسنگھ نے بمقام لاہور سکھون کے
ہاتھ سے قتل کرایا اور چند مہینے بعد خود بھی سکھون کے ہاتھ سے قتل ہوا راجہ گلاب سنگھ ذکہ بڑا عقیل و دانا تھا ایسے پر آفت
وقت مین دربار لاہور مین دخل نہ پایا اور الگ بیٹھا رہا جب انگریز لاہور آگئے توبعوض پچہتر لاکھہ روپیہ کے اوسنے کل علاقہ کشمیر
وتبت و لداخ وغیرہ کوہستانی علاقہ انگریزون سے خرید کرکے اپنی علیحدہ سلطنت قائم کی اور انگریزون سے مہاراجگی کا خطاب
پایا اور بعزت و آبرو اپنی طبعی عمر کو پہونچکر فوت ہوا اوسکی بعد مہاراجہ رنبیر سنگھ اوسکا بیٹا اس گدی پر راج
کرتا ہے یہہ سلطنت انگریزون کے مطیع ہے اور ان شرائط کے جو بوقت تفویض ملک باہم قرار پائے ہین بخوبی
تعمیل ہوتی ہے تمام پہاڑ مین کوئی عورت ستی نہین ہوتی باوجودیکہ پہلے یہہ ایک عام رسم جاری تھی۔۔
بردہ فروشی بالکل منع ہوگئی ہے باوجودیکہ کشمیریون مین لڑکی لڑکا کا فروخت کرنا قدیمی رواج چلا آتا تھا
اب کسی کی مجال نہین ہے کہ برملا یہہ ممنوع کام کرے ضرورت کیوقت یہہ رئیس بدل و جان سرکار کی مدد کو تیار
ہوجاتا ہے چنانچہ دہلی کے مفسدہ مین مہاراجہ جموں کی فوج سے ایسی عرق ریزیان و جانفشانیان وقوع پذیر
ہوئین کہ اجتک خود صاحبان انگریز اوسکی ثنا خوان ہین بلکہ ایک بڑا دیوان افسر فوج جموں کا دہین جانثار
ہوا یہہ ریاست حسب شرائط عہدنامہ انگریزی کے نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن اپنی ملک مقبوضہ پر حکومت کریگی
اس ریاست کے علاقہ مین اب سرکار انگریزی کو کچھہ مداخلت نہین ہے جبتک کہ کوئی شرط خلاف شرائط عہدنامہ
کے وقوع مین نہ آوے مورخان انگریزی کے بیان کے بموجب ریاست جموں کے علاقہ کا طول شرق سے غرب تک
تین سو پچاس میل اور عرض جنوب سے شمال تک دو سو ستر میل اور کل سطح مربع پچیس ہزار میل ہے اس ریاست کے
کچہری مین بڑے بڑے امیر مشیر و وزیر باتدبیر صاحب تحریر و تقریر مثل راجہ موتی سنگھ بن راجہ دہیان سنگھ و دیوان
جوالا سہائے و دیوان اننت رام بن دیوان کرپا رام وزیر و مدار المہام وغیرہ ہین اور ٹیکہ پرتاب سنگھ بڑا
بیٹا مہاراج کا ولیعہد ہے **امر گڈہ** یہہ ایک قلعہ کوہ شمالی پنجاب ریاست جموں مین واقع ہے اوس سڑک پر
جو پنجاب سے کشمیر کو جاتی ہے ایک پہاڑی ندی کے مغربی کنارے بنا ہوا ہے قلعہ کے اندر سپاہی والی جموں کے
رہتی ہین سامنے قلعہ کے ایک بلند ٹیلہ ہے جسکے اوپر سے قلعہ کے اندر مار ہو سکتی ہے ایک گانو بھی اچھی
آبادی کا یہان موجود ہے **چنیانی** یہہ ایک مشہور قصبہ پنجاب کے کوہ شمالی جنوبی قطارون کے دریائے توی

کے کنارے کے اوپر آباد ہی یہہ قصبہ پہلے بڑا آباد تھا اور ایک راجہ کے رہنے کا مقام تھا تجارت و بیوپار یہان عام تھا
راجہ بااختیار با عزّ و وقار یہان حکومت کرتا تھا آخر جب راجہ گلاب سنگہ نے قوت پائی تو اوسپر آفت آئی
کل ملک اوسکا لیکر جمون کے ریاست کی شامل کرلیا اور راجہ کو بیدخل کیا اوس دن سی یہہ علاقہ جمون کے ماتحت
ہے پہلے راجہ کے حویلیان و مکانات ابتک موجود ہین قصبہ کی عمارت پختہ ہی شہر کے مکانات بنے ہین سب اچہا
بازار ہے ہر ایک دکاندار مالدار ہے راجپوت و دیگر کوہستانی یہان بہت رہتے ہین **ریاسی**
جمون کی سلطنت کی متعلق یہہ ایک قصبہ بائین کنارے دریای چناب و جنوبی آغاز کوہ ہمالہ مین آباد ہے
اس مقام پر ایک قلعہ نہایت مضبوط و پختہ ایک پہاڑ کے اوپر جسکی نگاہ و دم شکل ہی بنا ہوا ہی صورت قلعہ کی
مربع اور دیوارین بہت بلند پتہر کے بنی ہوئی ہین یہہ ممکن نہین ہی کہ غنیم لوڑہی لگا کر اوسکے فصیل پر چڑہ
جاوی چارون کونون پر چار برج خوش قطع و جنگی بنے ہین قلعہ کے اندر دو تالاب ہین جو ہمیشہ پر آب رہتے ہین
فوج والی جمون کی یہان قلعہ کی حفاظت پر مامور ہی یہان سے ایک میل کے فاصلہ پر ایک ٹیلا پہاڑ ہی جسکے
اندر سی ایک دریا جاری ہو کر پہاڑ کے اندر بہتا ہی قصبہ ریاسی بہی اچہی آبادی کا قصبہ ہی اکہنر ار آدمی کے
قریب اوسمین بستے ہین بازار با موقعہ و عمارت پختہ و خوشنما ہی **ناسو مو** کوہ شمالی پنجاب مین ہی کنارے
دریای چناب کے اوس سڑک پر جو پنجاب سے کشمیر کو جاتی ہی آباد ہی متصل اسکے دریای چناب سے بذریعہ چہونے کے
اوترتے ہین جسکی تعریف مولف پہلے حصہ مین درج کرچکا ہی **چینی** ریاست جمون کوہ شمالی پنجاب مین
یہہ ایک قصبہ شہر سری نگر سے جنوب و جنوب مشرق بفاصلہ ستر میل اور خاص شہر جمون سے تیس میل پر آباد ہی
یہہ قصبہ ایک راجہ کا دار الریاست ہی جو راجہ چینی والہ کہلاتا ہی اور بماتحتی و تابعداری ریاست جمون کے
اپنی علاقہ پر قابض ہے اس قصبہ کے عمارتین پتہر کے اور رہنے والے بکثرت ہندو و راجپوت راجہ کے رہنے
کی محل شہر کے اندر خوبصورت و عالیشان بنے ہین **گوندی** کوہ شمال ریاست جمون کے متعلق یہہ ایک
قصبہ دریای چنہال کے ایک شاخ کے اوپر شہر وزیر آباد سے شمال مشرق کو نواسی میل آباد ہی زمین اسکی اگرچہ
ناہموار ہی مگر زرخیز و لائق کاریگری کشتکاری بہت ہوتی ہی غلہ دستکاری اور ہر ایک قسم کا میوہ بہی یہان
بہت پیدا ہوتا ہی **پنگکنگ جہیل** یہہ ایک بہت لمبی جہیل علاقہ جمون کے شرقی حد کے اوپر واقع
ہے لمبان اسکا اکیس میل اور چوڑان بدرجہ اوسط تین میل پانی اسکا نہایت صاف مگر نمکین ہے بلندی
اسکی سمندر کی سطح سے چودہ ہزار دو سو چوبیس فیٹ ہی **کہیالو** جمون کے سطح کے متعلق یہہ ایک قلعہ بلند
پہاڑ کے اوپر دریای سندہ کے بائین ڈہلوین کنارے کے بنا ہوا ہی اور مضبوطی اور مستحکمی اوسکی اسقدر ہے
کہ اوس نواح مین اور کوئی قلعہ ایسا مضبوط جنگی بنا ہوا نہین ہے گرد اس قلعہ کے دو دو میل تک خوب بلند

دوسرے میدان وسیع درخت مثمر وغیر مثمر بکثرت موجود ہین یہہ میدان دریای سندہ کے سطح سی ایکہزار فیٹ
بلند ہی اگر اوس قلعہ کے فصیل سے توپ سر ہو تو گولا اوسکا بسبب میدان فراخ کے دور دور تک مار کرتا ہی

پانچوین تقسیم کوہ کانگڑہ اور پہاڑی شہرون و قصبون وریاستون کی و دیگر جو سرکار انگریزی کی ماتحت اپنی اپنی علاقون مین با اختیار حاکم ہین

شہر کانگڑہ کے بڑی پرانی آبادی ہے سنہ وراجون کے وقت اسکا نگر کوٹ نام تھا آبادی اسکی دو مقام
پر ہے ایک تو قلعہ کے متصل جسکو کانگڑہ کہتے ہین دوسری آبادی کانگڑہ سے آدہ کوس ضمن مہا مائی کا مندر
بنا ہوا ہی اور اوسکو دیوی کا بھون کہتی ہین یہہ آبادی کانگڑہ سے زیادہ تر بارونق ہی اس شہر کی آبادی
دو دریاؤن کے اندر بطور جزیرہ کے ہی ایک طرف اسکی تو بان گنگا اور دوسری طرف بتیال گنگا بہتی ہی یہہ دونو
ندیان کانگڑہ کے قلعہ کے نیچے باہم ملجاتے ہین برہمنون کا قول ہی کہ اس سنگول کے پانی مین تین سو ساٹھ تیرتھ
کا پانی آکر جمع ہوتا ہی اسواسطی اس اجتماع کو سنگم کہتے ہین اور غسل کرنا اس مقام پر موجب نجات تصور کرتی ہین
یہہ شہر ضلع کا مقام ہی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ماتحت صاحب کمشنر جالندھر کے یہان ضلع کے حاکم ہین پانچ تحصیلین
اس ضلع سی علاقہ رکہتی ہین اول صدر تحصیل کانگڑہ دوسری تحصیل نورپور تیسری تحصیل ہری پور چوتھی تحصیل
نادون پانچوین تحصیل کلو اور علاقہ کل ضلع کا نہایت سرسبز و شاداب و زرخیز ہی اور آبادیان بہت بہت
اچھی واقع ہین مگر خاص کانگڑہ کے قرب وجوار مین سوای کانگڑہ و بھون کے اور کوئی بڑی بستی واقع نہین شہر بھون
نہایت مقام ہی بازار آباد و تجارت عام ہی ہر ایک قسم و قوم کا آدمی وہان بستا ہی اچھے اچھے ہندو سفید پوش
کاریگر عزت طلب آدمی وہان رہتی ہین خاص کانگڑہ کی آبادی بھی اچھی ہی مگر بھون کی آبادی و رونق دیگر
ہے کانگڑہ کے اندر چند گھر ایسے کاریگرون کے آباد ہین جو کٹی ہوی ناک کو پھر درست کر دیتی ہین اگرچہ تھوڑا سا
فرق رہجاتا ہی مگر تو بھی دور دور سے ناک کٹے وہان آکر بہزار منت و ادای اجرت اپنی ناک اوسی درست کراتے
ہین خصوصاً سکہون کے وقت مین تو اونکا بڑا رتبہ اور بغایت قدر تھی کیونکہ دربار لاہور کے حکم سی اکثر مجرمون
کو ناک کاٹ دینی کی سزا ملتی تھی تو وہ فی الفور ناک کٹوا کر کانگڑہ کو چل دیتی تھے کانگڑہ کا پہاڑ بہت بڑا ہے
سر بھاری جا بجا چشمے اور نہرین جاری ہین سرکار انگریزی کے حکم سے کئی جگہ ایسی عمدہ بن گئی ہین کہ گاڑیان
چلتی ہین نیلگر یہان بڑا اعلی قسم کا پیدا ہوتا ہی اور چانول ایسی باریک و خوشبو و لذیذ ہوتی ہین کہ باڑہ کے چانولون
کے ساتھہ پہلو مارتی ہین چای کے پیدایش کی یہان اب اسقدر کثرت ہی کہ کہین نہین ۱۸۵۱ع مین سرکاری پہلی
بطور امتحان تھوڑی چای یہان بوئی جب وہ چای اعلی و عمدہ قسم کی ہوئی تو دن بدن کاشت اوسکی بڑہتی گئی

اب چینہ تک برابر اوسکی کاشت ہوتی ہے اور لاکہوں روپیہ کی چائے فروخت ہوکر دور دور کے ملکوں مین جاتی ہے
کانگڑہ کی چائے چین کی چائے سے رنگت اور خوشبوئی اور ذائقہ سے کچھہ کم ہے ورنہ کچھہ فرق نہین ہے اس ضلع کے
جنوبی حصہ کی آب وہوا منڈی کے حدود تک گرم وخشک ہے اور پہاڑ کہین خشک اور کہین سرسبز اور کہین
جنگل اور کہین آباد ہے اور دوسرے حصہ مین کلیر وجوالا مکہی وسجان پور ٹیرہ کا ملک ور ٹیرہ و شہر ہری پور
وغیرہ ہین اوسکے نیچے اوترکر دریای ستلج وبیاس کے درمیان پہاڑ کے آغاز سے منڈی کے حد تک ملک گرم اور اکثر
پہاڑ خشک اور کچھہ سرسبز ہے چاجی پور واناڑ پور کے پہاڑ مین بانس اور رہٹر کا بن ہے اوسکے آگے آخر تک کہین
جنگل اور کہین پہاڑ اور کہین خشکی وکہین گلزار ہے کل ضلع کی مردم شماری چھہ لاکہہ بیانوین ہزار نو سو ستتر
ہے آگے اس ضلع مین کچھہ علم پڑہنے کا رواج نہ تھا اب سرکار انگریزی کے توجہ سے ہزارون آدمی فارسی
وانگریزی وعربی پڑہکر عالم ہوگئے ہین بیشتر شہر ودیہہ مدرسے جاری ہین اور ایک کمیٹی انجمن فوائد عام
وترقی علم کیواسطے رؤسای کانگڑہ نے مقرر کیے ہوئے ہے جسمین برابر تجویزین معقول رفاہ عام کی ہوتی رہتی ہین
اور واضح رہے کہ کانگڑہ ایک خاص ضلع کا مقام ہے حدود اربع جسکے یہہ ہین حد غربی شاہپور وجولت ہے پایہ راوی
واقع ہے شرقی حد چینی تاتار کی سرزمین کے ساتھہ ملحق ہے شمالی حد پر لداخ کا علاقہ اور جنوبی حد سرزمین دوآبہ
بست جالندہر کا ملک ہے کل رقبہ اس ضلع کا تخمیناً آٹھہ ہزار میل مربع ہے اس ملک کے رہنے والے لوگ مختلف اللون
اور مختلف اللسان ہین بڑی بڑی بلند چوٹیان پہاڑون کے اس علاقہ مین ہین جنکی بلندی کوہ انڈیس کے چوٹی سے
بھی زیادہ ہے آب وہوا بھی اس علاقہ کی ہر ایک علاقہ مین علیحدہ علیحدہ ہے اور نباتات ودرخت لاکھون قسم
کے برفانی پہاڑ جو اس علاقہ مین ہین وہان کوئی سبزہ ودرخت نہین ہوتا تقسیم اسملک کی قدرتی تقسیم کے
طور پر دو حصون مین منقسم ہے ایک کانگڑہ خاص اسمین نیچے کے تمام پہاڑیان شامل ہین جو قریب دو ہزار سات سو
میل مربع کے ہین دوسرا جنگلی حصہ اور کوہستانی ملک کلو ولاہل وسپتی کہلاتا ہے اسکا رقبہ پانچہزار میل تک ہوگا
اس ضلع کے تین طرف پہاڑی ریاستین ہیں راجون کے ہین جو ماتحت سرکار انگریزی اور محروس محفوظ باختیار
ہین غرب کے طرف اسکی دریای راوی بہتا ہے جو اس ضلع کو ریاست جمون کے علاقہ سے علیحدہ کرتا ہے شمال کیطرف اسکے
ایک بڑی قطار پہاڑون کی ہے جسکے اکثر چوٹیان سولہ ہزار فٹ تک سطح سمندر سے بلند ہین اور اس ضلع اور
چنبہ کی ریاست کے درمیان حد فاصل ہین شرق مین منڈی اور کہلور کے ریاستین ہین اور کلو کو کنگڑہ سے جدا کرتا ہے
جنوب کے طرف سرزمین میدانی دوآبہ بست جالندہر کی ہے دریای بیاس اس ضلع مین بڑی تیزی وتندی کے
ساتھہ چلتا ہے اور کلو ومنڈی کے ریاست سے گذرکر کانگڑہ خاص کے علاقہ مین داخل ہوتا ہے اور مقام سنگوال سے
بجانب غرب وجنوب بہکر جوالا مکہی والی قطار پہاڑون کے کاٹتا ہوا میدان کو آتا ہے اس علاقہ مین بھی چینہ یا

کوہی اسی ریلے کے شامل ہوتی ہین اول نیوان ندی جو کوہ سیجا تھہ کے اوپر کے حصہ سی نکلکر اور نالا آو اوغیرہ
نالون کو اپنی ساتھہ ملاکر بمقام سنگول بیاسا سے ملجاتی ہے دوسری نگل ندی جو شیرہ سجان پور کے پاس جاکر
بیاسا مین گرتی ہے تیسری بان گنگا جو کانگڑہ کے دیوارون کے نیچے روان ہے چوتھی گج ندی پانچوین دہر جو
جوکوٹلہ کے قلعہ کے نیچے بہتی ہے سوای انکی ندی بول جو ہری پور اور نورپور رستے درمیانی پہاڑون سے نکلتی
اور ندی چکی جو چنبہ کے پہاڑون سے نکلکر آتی ہے اور دریائی اوسکا پاس راوی دونوں پڑتا ہے و نالہ کنا
وہان نادون کے متصل ملتی ہین اور سوان نام ندی تلواڑہ کے گہاٹ کے پاس ملتی ہے دریای راوی کا راستہ
اس ضلع کے متعلق صرف اٹھارہ میل ہے اور دریای ستلج کا پچیس میل اور ریاستین جو ضلع کے متعلق ہین انکا
یہہ نام ہے چنبہ نورپور سیبہ دا تارپور گلیر جسوان سکیت منڈی کلو ہنگال یہہ ریاستین پہلی
راج کانگڑہ کے ماتحت تہین پہر رنجیت سنگہ دا ئی لاہور کے خراج گذار رہین اب سرکار انگریزی کے ماتحت ہین
اور خاندان کٹوچ کا قدیمی اور بزرگ شمار کیا جاتا ہے بنا تاتی وجا داتی دولت اس پہاڑ مین بہت ہے چیڑ دیودار
وغیرہ اقسام جونکا حد وحساب نہین اور سینکڑون قسم کے میوے پیدا ہوتے ہین کولون کے ذریعون سے تمام
پہاڑ مین پانی پہرتا ہے غلہ بہی قسم قسم کا پیدا ہوتا ہے خصوصا گل معصفر یعنی کسونب کے ٹہی پیدا ہوتی ہے اور اسکی پہری کو
کاکسونبہ بہت اچہا ہوتا ہے کانگڑہ کے اوپر کی زمین مین ہزارون من شالی قسم عمدہ پیدا ہوتی ہے ہلدی اور
گجور بہی اس پہاڑ کی خاص پیدائش ہے ایک لاکہہ پندرہ ہزار کے جاگیردار قدیمی راجگان ملک مین سے اس ضلع مین
ہین جنکی تفصیل یہہ ہے راجہ پرتاب سنگہ کٹوچ اولاد والی کانگڑہ چہتیس ہزار کا جاگیردار دوسرے راجہ جودہ سنگہ
تنتیس ہزار کا جاگیردار تیسرے راجہ رام سنگہ سیبہ والہ بیس ہزار کا جاگیردار چوتھے راجہ شمشیر سنگہ ہری پوریہ
بیس ہزار کا جاگیردار پانچوین میان الیسری سنگہ پٹہانیہ دو ہزار چار سو چار کا جاگیردار چہٹے میان دیبت سنگہ
پٹہانیہ ایکہزار چہہ سو سترہ کا جاگیردار ہے **قلعہ کانگڑہ** یہہ قلعہ کل ہندوستان کے قلعون مین سے پرانا
اور مستحکم قلعہ ہے نسبت زیادہ تر اسکے قدامت یہہ ثابت نہین ہوتا کہ آیا پہلی کس راجہ نے اسکی بنیاد کی اور کوٹ
کانگڑہ کی وجہہ تسمیہ کیا ہے ہندون کا اعتقاد ہے کہ یہہ قلعہ آدمیون نے نہین بنایا دیوتاؤن نے ملکر تعمیر کیا تہا قلعہ کے
اندر تالاب اور چشمے جاری ہین اگلی زمانے مین اس قلعہ کا ایک چہوٹا سا اونچا دروازہ تہا اور کمند کے ذریعے سے اوسکی
اندر جاتے تہے یا بذریعہ سیڑہی کے کاربرآری ہوتی تہی شاہ جہانگیر نے جب قبضہ اسپر پایا تو اوسنے دیوارین توڑ کر
بڑے دروازے بنوائے صاحب خلاصہ التواریخ لکہتا ہے کہ کل دور اس قلعہ کا ایک کوس اور پندرہ جریب ہے
جسمین طول چہوتہائی کوس کے اور دو طناب عرض بائیس طناب ارتفاع دیوار ایکسو چار درعہ تیئس برج اور سات
دروازے ہین یہہ قلعہ ہمیشہ سے ہندو راجون کے تصرف مین تہا اور سوائے سلطان محمود غزنوی و سلطان

فیروز شاہ باربک و شاہ جہانگیر چغتائی کے کوئی مسلمان بادشاہ اسپر قابض و متصرف نہین ہوا مگر شاہ جہانگیر
کے بعد برابر اخیر سلطنت کے وقت تک یہہ سلاطین چغتائی کے قبضہ مین رہا اس قلعہ کے اندر ایک قدیمی مندر
اسکا دیوی اور بھیرو کا ہے جسکا مفصل حال ہندوؤنکی عبادت گاہونمین تحریر ہوگا قلعہ کے اندر کپور ساگر
تالاب بڑا عمیق اور شاہ جہانگیر کی بنوائی ہوئی ایک مسجد بھی تھی اب قلعہ کے اندر انگریزی فوج گورہ
کی رہتی ہے جو برابر گاہ کشتی کرتی ہین اور مندر و نکے دروازے بند کردیے گئے ہین

ریاست و حکومت کانگڑہ

کانگڑہ کی سلطنت بہت بھاری اور قدیمی تھی پانڈون کے بادشاہی کے وقت راجہ کانگڑہ کا
سسرم چند تھا اوسنے تمام پہاڑ کے اندر اپنی حکومت پھیلائی اور میدانی علاقے مین بھی کچھہ تو ستلج تا حدود
پٹیالہ اور دوابست و باری مین تا دریاے راوی اوسکا راج تھا اوسی راجہ نے یہہ قلعہ کانگڑہ کا اپنا یادگار
بنایا مگر جب وہ راجہ کیرون اور پانڈون کی لڑائی مین مارا گیا تو اوسکے بعد تا عہد سلطنت راجہ سنگہہ چند
دوسو بائیس پشت بہ پشت راجہ ہوتی آئے اوسکے وقت مین فیروز شاہ باربک بادشاہ دہلی نے کانگڑہ پر
یورش کی اور مدت تک محاصرہ قلعہ کا رکہا آخر راجہ نے اطاعت قبول کی اور قلعہ پر بادشاہ نے
دخل پاکر نام قلعہ کا محمد آباد رکہا اور دیوی کی تصویر جو قلعہ کے اندر تھی اوسکو اوٹھاکر مدینہ معلی مین بہجوا دیا
کہ حرم محترم کے دروازہ کے آگے بجائے زینہ رکہی جاوے جب راجہ سنگہہ چند مرگیا تو کرم چند جانشین ہوا اوسکے
وقت سے راجہ رام چند کے عہد تک یہہ جانشین ہوئے اوسکے عہد مین سلطان سکندر افغان اکبر بادشاہ سے
بہاگ کر اس پہاڑ مین جا چہپا تہا رامچند نے اوسکی بہت خاطر کی چند روز وہان رہا پھر اوپر کے پہاڑ پر
چڑہ گیا جب اکبر اوسکے تعاقب سے لوٹ کر ہندوستان کو چلا گیا تو سکندر نے پہاڑ سے اوتر کر پنجاب مین شورش
مچائی اکبر شاہ پھر اوسکے پیچہے آیا اور سکندر کے تعاقب مین نورپور تک پہونچا اوسوقت رامچند نے اکبر شاہ
سے دوستانہ ملاقات کی جب رامچند مرا تو دہرم چند اور پھر دہرم چند کے بعد مانک چند پھر جی چند پھر
بدن چند راجہ ہوا اس راجہ نے اکبر بادشاہ سے جنگ کیا اور اکبر کو اپنے علاقہ مین تسلط نہونے دیا اوسکے
بعد تلوک چند مالک ہوا اوسنے اکبری فوج سے شکست کہائی اور بگڑ گیا مگر بسفارش شہزادہ سلیم جہانگیر
پھر اوسکو تاج بخشی ہوئی اوسکے بعد راجہ پرتہی چند راجہ بنا اوسنے بادشاہی اطاعت نہ کی جہانگیری فوج
اوسکی تنبیہ کو مامور ہوئی اور راجہ بکرماجیت بادشاہی فوج کا افسر بنکر آیا اور مدت تک قلعہ کا محاصرہ رہا
آخر جب محصور طول محاصرہ سے تنگ آئے تو قلعہ چہوڑ کر نکل گئے راجہ پرتہی چند کے بعد اوسکا کوئی وارث
نرہا مگر بادشاہ کے یہان سے کلیان چند پرتہی چند کے بہتیجے کو علاقہ راجگیر جاگیر عطا ہوکر راجگی کا خطاب
عطا ہوا اوسکے بعد بیجے رام قایم مقام اپنے باپ کا ہوا مگر یہہ بھی لاولد مرا اسلیئے عالمگیر اورنگزیب بادشاہ

نے بھیم چند اوسکی بھائی کے بیٹے کو راجگی عطا کی بعد ازان راجہ عالم چند راجہ بنا اسکی عہد مین چونکہ چغتائی
سلطنت ضعیف ہوگئی تھی اس لئی اس راجہ نے کچھہ کوشش کرکے سوائی جاگیر مقررہ کے اور بھی تسلط اپنا
بڑہا لیا اوسکی بعد بھیم چند نے حکومت پائی مگر اوسکی اولاد نہوئی اسلئی اوسنی ایک شخص تیغ چند برادرزادہ
اپنے گود مین لیکر بیٹا بنایا لیکن بھیم چند کے مرنے کے بعد کھیم چند اوسکا بھائی تیغ چند کا باپ جانشین ہوا
اوسنی بھل چینہ کا قلعہ فتح کیا اور گوہلر کے راجے کی علاقہ کو بھی لے لیا اوسکی بعد راجہ تیغ چند گدی پر بیٹھا اور
رام گدیہ سکھون کے ساتھہ لڑکر فتحیاب ہوا پھر راجگان جموال سے اوسکا مقابلہ ہوا اور فتح پائی جب وہ مرگیا
راجہ سنسار چند اوسکا بیٹا دس سال کی عمر مین گدی نشین ہوا اور بارہ برس کے عمر مین اوسنی کلو والہ راجہ پر
لڑائی کی اور اوسکو مطیع کیا پھر پہاڑ سے اوتر کر دوابست کے میدان کیطرف آیا اور علاقہ ہوشیار پور و
بجواڑہ اوسنی سکھون سے چھین لئے اور بجواڑہ مین ایک سنگین قلعہ بنایا اس کام سے فارغ ہوکر کانگڑہ کے
قلعہ کے لینے کا اوسنی عزم کیا اوسوقت کانگڑہ کے قلعہ مین مسمی سیف علی خان نواب قلعدار جو محمد شاہ بادشاہ کے
وقت سے قلعدار بنا تھا اور قلعہ کے متعلق دیگر دو نواحی علاقون پر وہ بطور خود مختار حکومت کرتا تھا اور
ایک فقیر مجذوب کے زبانی اوسکو بشارت ہوچکی تھی کہ جب تک تو زندہ رہیگا یہہ قلعہ کسی اور کو نملیگا سنسار چند
نے کئی سال قلعہ کا محاصرہ رکھا مگر فتح نصیب نہوئی اتفاقاً اوسی محاصرہ کے اندر سیف علی خان بقضای
ربانی جہان فانی سے گذر گیا اور مسیر اجیون بیگ اوسکی نالایق بیٹے نے باپ کے مرنے کے بعد فی الفور قلعہ چھوڑ
دیا اوسوقت جی سنگھ کنھیہ مع اپنی فوج کے راجہ سنسار کے مدد کو گیا ہوا تھا اوسنی سنسار چند کا دخل قلعہ پر ہونے
دیا اور قلعہ کے دروازے کھلتے ہی خود قلعہ مین چلا گیا اور دخیل ہو بیٹھا یہہ حال دیکھہ کر سنسار چند نا امید ہوکر
اپنی علاقہ کو چلا گیا چند سال کے بعد جب مہان سنگھ رنجیت سنگھ کے باپ اور سنسار چند نے ملکر چاہا کہ کل علاقہ مقبوضہ
جی سنگھ کا لیا جاوے اور اس ارادہ پر فوج کا بڑا اجتماع ہوا تو جی سنگھ نے خوف کہا کر کانگڑہ کا قلعہ سنسار چند
کو دیدیا اور مہان سنگھ کے بیٹے رنجیت سنگھ کے ساتھہ اپنی پوتی کی نسبت کرکر دونو کو راضی کردیا قلعہ پر دخل
پاتے ہی راجہ سنسار چند نے اپنا تسلط بڑہایا تمام پہاڑی راجون کو مطیع بنایا کل سردارون کو تابعدار کیا خود
مختارون کو بے اختیار کیا نئے خراجون کو خراج گذار کیا اسلئی کل راجے جاگیردار سردار با اختیار پہاڑ کے
اوسکی دشمن ہوگئی اور سب نے ملکر پوشیدہ پوشیدہ راجہ رن بہادر والی نیپال سے مدد طلب کی اور اوسکو باب
آمادہ کیا کہ وہ یہان آوے اور کل پہاڑ کا مالک بنجاوے راجہ رن بہادر نے باوجود اسقدر بعد مسافت کے فوج
جرار بسر کردگی امر سنگھ سپہ سالار پہاڑ کے فتح کے لئی مامور کی اور وہ فوج تمام پہاڑ شملہ پار کو فتح کرتے ہوئی اور
وہان کے راجون کو مطیع کرتے ہوی سنسار چند کے علاقہ مین آپہونچی اور کل مہوری کے مقام پر ڈیرہ کیا ادہر سے

بھی لڑائی کی طیاری ہوئی اور کل راجے مدد کو بلائے گئے تمام راجگان جو بظاہر تابع فرمان اور دل سے دشمن
جان تھے اپنی اپنی فوجین لیکر حاضر ہوئے سنسار چند نے اپنی اور راجون کی فوج جمع کر کر بسرکردگی غلام محمد خان رانگڑ
کے گورکھہ فوج کے مقابلہ کے واسطے مامور کی جب مقابلہ ہوا تو سب سے اول پہاڑی راجون کی فوج حسب الایما
امرسنگھ سپہ سالار گورکھہ کے بھاگ نکلی اور کانگڑہ کی فوج پر سخت شکست عاید ہوئی اس فتح کے بعد امرسنگھ آگے
بڑھا اور قلعہ کانگڑہ کا محاصرہ کر لیا ساڑھے تین سال تک برابر محاصرہ رہا تمام علاقہ غارت ہو گیا آخر
سنسار چند نے سخت تنگ آکر رنجیت سنگھ والی لاہور سے مدد طلب کی اور اقرار ہوا کہ اگر رنجیت سنگھ آکر
گورکھہ فوج کو ستلج پار اوتار دیوے تو قلعہ کانگڑہ پر اوسکا دخل کرا دیا جاویگا مگر سوای قلعہ کے اور پہاڑ کے
علاقہ سے اوسکو سروکار نہو گا رنجیت سنگھ اس پیغام کے پہونچتے ہی سکھی فوج لیکر کانگڑہ جا پہونچا چونکہ گورکھہ
فوج مین سال بھر کے محاصرے اور قلعہ کے نہ مفتوح ہونے سے تنگ آ گئی ہوئی تھی علاوہ اسکے اونمین بیماری وبا بھی
پھیلی ہوئی تھی اونہون نے رنجیت سنگھ کے جانے کے بعد محاصرہ چھوڑ دیا اور بار برداری لیکر ستلج پار اوتر
گئے اونکے جاتے ہی قطع نظر قلعہ کانگڑہ سے تمام پہاڑ مین رنجیت سنگھ نے اپنے تھانہ جما دئے اور انتظام اپنا کر لیا
قلعہ مین بھی ایک جرار سکھی فوج مامور ہوئی اور تمام پہاڑ مین سے صرف نادون و گوملہر وغیرہ چند علاقے
راجہ سنسار چند کو واگذار کئے اس تنزل کے بعد سنسار چند [illegible] ماجیتی مین مر گیا اور انرودہ چند اوسکا بیٹا
جانشین ہوا مگر رنجیت سنگھ کے تشدد اور فتح چند اپنے چچا کے نفاق سے تنگ آ کر انگریزون کے ملک مین جا بیٹھا
اوسکے جانے کے بعد رنجیت سنگھ نے جودہ بیر چند سنسار چند کے دوسرے بیٹے کو جو رانی گدن کے بطن سے تھا راجگی
کا خطاب دیا اور اوسکی دو بہنون سے جو نہایت خوبصورت تھین شادی کر لی اور فتح چند سنسار چند کے بھائی
کو علاقہ راجگیر جاگیر مین دیکر راجگی کا خطاب بخشا آخر راجہ انرودہ چند سمت ۱۸۸۷ مین بمقام ہردوار مر گیا اور رنبیر چند
و پرمودہ چند دو بیٹے اوسکے باقی رہے اونھون نے اپنی حق رسی کے واسطے بحضور لارڈ گورنر جنرل بہادر
استغاثہ کیا اور بذریعہ ونڈ صاحب ایجنٹ رزیڈنٹ بہادر کے اونکی سفارش دربار لاہور مین ہوئی رنجیت سنگھ نے
انگریزون کے کہنے کے بموجب علاقہ مہوری محل جسکی پنجاہ ہزار روپیہ اونکی جاگیر مین دیکر انرودہ چند کے
بڑے بیٹے رنبیر چند کو راجگی کا خطاب دیا اور یہہ علاقہ اونکی جاگیر مین دلیپ سنگھ کی ریاست تک بدستور قایم رہا
سمت ۱۹۰۵ مین رنبیر چند مر گیا اور بحکم مسٹر کارنک صاحب حاکم کوہستان پرمودہ چند اوسکے بھائی کو راجگی کا خطاب
عطا ہوا مگر اوسی سال مین جب سکھون نے جمع ہو کر پنجاب مین فساد برپا کیا تو پرمودہ چند نے بھی سرکشی کی اور مسٹر
بارنس صاحب کے ساتھ لڑائی کر کر مقید ہوا اور بحالت قید الموڑہ کو بھیجا گیا اور وہان ہی سمت ۱۹۰۶ مین مر گیا یہہ
علاقہ تو اسطرح سرکار کے ضبطی مین آیا اور دوسرے خاندان فتح چند کا یہہ حال ہوا کہ جب وہ مر گیا تو لاچند

اوسکا بیٹا جانشین ہوا جب وہ مرا تو پرتاب چند اور دو اور بیٹے وارث چھوڑے صاحبان انگریز کا حکم ہوا کہ وراثت اس خاندان کی کل وارثون کو تقسیم کر دیجاوے پرتاب چند نے اپنے بھائیون کو راضی کر کر درخواست کی کہ وراثت ہماری تقسیم نہو چنانچہ بسفارش مسٹر بارنس صاحب سمت ۱۹ مین خطاب راجگی کا پرتاب چند کو عطا ہوا مگر تقسیم کا حکم بدستور قایم رہا غرضکہ سینکڑون برسون کی حکومت اس خاندان کٹوچ کی چند سال مین بحکم احکم الحاکمین درہم و برہم ہوگئی اللہ باقی و الکل فانی **دہرمسال یا کوہ سبا گسو** یہہ ایک سرد پہاڑ اور آرام گاہ انگریزون کا کانگڑہ کے ضلع مین کانگڑہ سے آٹھ میل اور لاہور سے سمت شمال مشرق ایکسو چھبیس میل شملہ سے بیانوین میل واقع ہے ضلع کانگڑہ کی کچہری تمام گرمیون مین یہان رہتی ہے اور پنجاب سے بڑے بڑے عہدہ دار انگریز یہان آکر گرمی کا موسم بسر کرتے ہین گورہ فوج کی چھاونی بھی یہان مقرر ہے آب ہوا اس پہاڑ کی نہایت عمدہ و فایدہ بخش ہے اور برفانی پہاڑ اس مقام سے بہت نزدیک ہے --- ✽ ---

جوالامکھی کانگڑہ کے ضلع مین یہہ شہر بہت قدیم دریاے بیاس کے غربی کنارے کانگڑہ سے سولہ میل یا بارہ کوس آباد ہے گرد و نواح اسکا بہت پر گلزار معدن بہار پانی یہان کا خوشگوار شہر کے پختہ بازار جسمین بڑے بڑے تجار بیوپار کرتے ہین تمام شہر کا فرش پتھر کا صاف و آراستہ دکانون پر پتھرون کے چھپر لگے ہوے گلی کوچے باموقع مکانات پختہ و باسلیقہ بنے ہوے ہین تمام اس پہاڑ مین جیسا کہ یہہ شہر عمدہ و باسلیقہ و باموقع بنا ہے اور کوئی نہین ہے ہر ایک قوم اور پیشے کے لوگ وہان موجود ہین مگر مسلمان کم اور ہندو زیادہ خصوصاً بھوجکیون کے گھر تو بکثرت آباد ہین آدمی خوبصورت حسن اچھا آب ہوا معتدل ہے کل آبادی شہر کی قریب تین ہزار گھر کے ہے شہر کے اندر و باہر شوالے و ٹھاکر دوارے مندر ہندون کے عبادتگاہ بیشمار ہین بڑا مندر جوالامکھی کا ہے جسکا مفصل حال علیحدہ تحریر ہوگا شہر کے پاس ایک قدرتی چشمہ جاری ہے اوسکے پانی کی یہہ تاثیر ہے کہ جسکا گلا سوج جاوے اور گلڑ آزار مین گرفتار ہو اوسکے پینے سے گلا اوسکا اچھا ہو جاتا ہے **نادون** ضلع کانگڑہ مین یہہ ایک قصبہ مشہور و مطبوع مقام ہے پاس اسکے دریاے بیاس بہتا ہے دریا کے کنارے ایک اونچے ٹیلے کے اوپر اسکی آبادی واقع ہے اس مقام پر دریا بہت عمیق اور تیز چلتا ہے پانی نہایت صاف و شفاف ڈیڑھ سو گز چوڑان رفتار فی گھنٹہ تین میل ہے دہنا کنارہ دریا کا اس مقام پر پتھر سنگین و بلند اور بایان کنارہ زمین کے ساتھ ہموار ہے شاہ گذر یہان کا مشہور ہے اس گذر سے ایک سڑک گذر کر ہندوستان سے کشمیر کو جاتی ہے راجہ سنسار چند کے وقت مین یہہ شہر بڑا آباد تھا اور اوسیوقت کی مثل زبان زد لوگون کے ہے کہ جائیگا نادون آئیگا کون حسن اس شہر کے عورتون کا مشہور و مطبوع ہے اور رعایا غریب کم زبان اب بھی آبادی اسکی اچھی اور بازار آباد ہے تجارت غلہ وغیرہ کی ہوتی ہے اور تحصیلدار رہتا ہے صاحب بہادر ضلع کانگڑہ کے یہان

تحصیل کا کام دیتا ہی **نورپور** باری دوآب کے پہاڑ نچلے قطارون کوہ ہمالہ کے اوس سڑک پر جو پنجاب
اور ہندوستان سے کشمیر کو جاتی ہی ایک پتھریلی مثلثی میدان مین یہہ ایک چھوٹا سا شہر آباد ہی طول آبادی
کا ایک کوس ہے اور عرض بسبب ہونے شکل مثلث کی مختلف ہی جسطرف کہ زمین اسکی زیادہ چوڑی ہے
اودہر سے پونا کوس اور دوسرے طرف سے دوسو قدم تک چوڑا معلوم ہوتا ہے نوک کیطرف ایک قلعہ
پتھر کے عمارت کا دوسو فیٹ کے اونچی ٹیلہ کے اوپر نہایت مضبوط و مستحکم بنا ہوا ہی عمارت شہر کی سنگین بازو پختہ
بازار مین تخمیناً چار سو دکان ہی کل شہر مین آٹھہ ہزار آدمی کے آبادی ہے شہر کے اندر جانے کے واسطے ایک ہی
دروازہ بہت اونچا بنا ہوا ہی پتھر کی سیڑہیان بہت سے چڑہ کر دروازے تک پہونچتی ہین تعداد سیڑہیون کی تیس سے
سے زیادہ ہی قلعہ مین راجے کے رہنے کے گہر بہت عمدہ و مطبوع بنی ہوئی ہین کچھہ آبادی اس شہر کی کریک
کے نیچے بھی ہی جہان جولاہی وغیرہ رذیل قوم رہتی ہین راجہ باسو نے کہ اول مئو مین رہتا تھا استحکام کو
پسند کرکے رہایشگاہ اختیار کی اور آبادی کرا کر بسال گیارہ جلوس جہانگیری قلعہ بنانا شروع کیا چند روز نہین کہ
جہانگیر بادشاہ نے کانگڑہ پر مہم کی تو اوسوقت راجہ سورج مل بڑا بیٹا راجہ باسو کا یہانکا راجہ تھا جہانگیر نے
اوسکو بھی اپنا فرمان بردار بنایا اور نام اس شہر کا جو پہلی دہرم اشتہر تھا بدل کر بنام نورجہان اپنی ملکہ کے
نورپور رکھہ دیا شرق و شمال کے طرف شہر کے اور قلعہ کی بنیاد کے نیچے دریای چکی رواں ہی جو یہان سے
آگے بیس میل چلکر دریای راوی کے ساتھہ جا ملتا ہی شہر کے اندر بسبب سختی و بلندی زمین کے کنوئین بہت ہی
کم ہین اور گرمی کے موسم مین پانی کی شہر مین بہت قلت ہوتی ہے مگر قلعہ کے پاس ایک بڑا تالاب قدیمی بنا ہوا ہی
اور برسات کے پانی سے وہ پر آب رہتا ہی اوس تالاب سے شہر والے پانی پیتے ہین شہر کے اندر طرح طرح کے
اہل حرفہ و پیشہ صاحب علم و ہنر رہتے ہین مگر کشمیری مسلمانون کی بہت کثرت ہی جو شالبافی کا کام کرتے ہین
بڑی اعلی سوداگری یہان پشمینہ کی ہے اور تجارت غلہ وغیرہ کی ہندو اروڑہ کہتری کرتے ہین کوہ
چنبہ و کشمیر و لداخ و تبت و یارقند سے سوداگری کا مال یہان آکر فروخت ہوتا ہی اور یہان کا مال لدکر
اور ملکون مین جاتا ہی آب و ہوا یہان کی معتدل ہے ملک زرخیز و سیراب ہی قلعہ کے چارون طرف اونچے
پہاڑ اور باہر شہر کے بفاصلہ تین میل ایک باغ بہت عمدہ بنا ہوا ہی اوسمین عالیشان عمارتین اور
میوہ دار درخت بیشمار ہین - بلندی اس شہر کی سمندر کی سطح سی ایکہزار نو سو چوبیس فٹ ہی پہلی یہہ شہر
دار الریاست راجگان قوم کہتوچ تھا عرصہ ایکہزار برس کا گذرا ہی کہ راجہ جیت پہلا راجہ اس خاندان کا دہلی
کی سلطنت سی بسبب غلبہ قوم چوہان کے بیدخل ہوکر ادہر کو چلا آیا اور موضع پٹہیان و چوبارہ و مئو وغیرہ کو
اپنے تصرف مین لاکر راجہ بنا اوسکی بعد جب سولہ پشتین اوسکی برابر راج کرتی چلی آئین تو ستروان راجہ

رانا کیلاس حکومت آرا ہوا اُسنے اپنی حکومت زیادہ کی اس راجہ کے پیچھے پانچوان جانشین راجہ بچاڑ مل تھا
اوسنے اکبر بادشاہ کی اطاعت قبول کی ایک تبہ یہہ راجہ شکار کھیلتا ہمقام پر جہان شہر آبادی آ پہونچا تھا
مطبوع دیکھکر آبادی شروع کی اور یہان نکا رہنا اختیار کیا چونکہ شہر کی آبادی سے پہلے ایک مندر مہا دیو
دہرم نام کا یہان بنا ہوا تھا اوسنے بھی اوسکے نام پر شہر کا نام بھی دہرم اشتر رکہا اوسکے بیٹے راجہ
باسو نے قلعہ کے تعمیر کی بنیاد رکھی اور شہر بخوبی آباد کر آیا اوسکے بعد سورج مل گدی نشین ہوا اوسکے وقت مین
یہہ شہر جہانگیر کے حکم سے نورپور کے نام سے موسوم ہوا اوسکے بعد جب راجہ پرتھی سنگہ یہانکا راجہ ہوا تو اوسنے
شہر کی آبادی اس اوج پر پہونچائی کہ پہاڑ مین اور کوئی شہر اسکے ساتھ کا آباد نہ تھا اوسکے بعد چوتھی پشت
تک یہہ ریاست قایم ہوئی آخر رنجیت سنگہ نے بعد فتح کانگڑہ اس خاندان کے راجہ کو بھی ایسا غارت کیا کہ چند سال
تک وہ نذرانے دیکر برباد ہو گئی جب ریاست مفلس ہو گئی تو سکھی فوج کے ہاتھ سے غارت ہوئی اب یہان ایک
تحصیلدار حاکم مال زیر حکم صاحب ضلع کانگڑہ رہکر تحصیل کا کام دیتا ہی **تلوک ناتھہ یا ترلوکناتھہ**
یہہ شہر نورپور سے مشرق مین کانگڑہ اور نورپور کے درمیان ایک پہاڑی کنڈ کے کنارے پر آباد ہی آبادی
اسکی اگرچہ نئی ہی مگر رونق قدیمی شہرون سے بھی زیادہ تر ہی پہلے یہان تلوکناتھہ نام ایک مندر شب جی مہادیو کا
بنا ہوا تھا اوسکے پاس گلیر کے ریاست کے وزیر سمی دہیان سنگہ نے باغ بنایا اور کچھہ تھوڑی سی آبادی بھی ازان
تلوکناتھہ کا مندر بننا شروع ہوا اوس سے تھوڑی سی مدت بعد جب سردار لہنا سنگہ مجیٹھیہ رنجیت سنگہ کے
حکم سے کل پہاڑ کا ناظم مقرر ہو کر گیا تو سردار لہنا سنگہ کو یہہ موقع بہت پسند آیا اور اوسنے اسکی آبادی مین
بدل وجان کوشش کی بلکہ ایسا حکم دیا کہ جو کوئی مجرم یا تقصیری کسی ریاست کا اس مقام پر آکر آباد ہو وہ
اس جرم سے آزاد ہوا اور اگر کوئی مفلس و نادار رہنے کے ارادے پر یہان آوے وہ پہلے شش ماہی کا غلہ
سرکار سے لے یہہ بات جب مشہور ہوئی تو سینکڑون آدمی ہندو و مسلمان اس جگہہ آکر آباد ہوئے اور تھوڑی
سی مدت مین پرانے شہرون کی طرح یہہ قصبہ بخوبی آباد ہو گیا کارخانہ پشمینہ کا یہان بہت جاری ہی یہانکا
بنا ہوا پشمینہ دور دور جاتا ہی تجارت ہر ایک جنس کی یہان بہت ہی نورپور کے بہ نسبت یہہ مقام سرد ہے مگر
آب و ہوا معتدل ہی بہت سے رہنے والے یہان کے ہندو کھتری اور تھوڑے مسلمان تھوڑے مین حسن و صورت
اچھا ہی مگر پوشش کثیف ہی شمالی طرف اسکی بہت لمبے پہاڑ پر پہاڑ اور جنگل ہی پیدا وار چینے کے علاقہ کا ہی شہر کے
پاس تلوکناتھہ شب مہادیو کا مندر ہندوونکا پرستشگاہ ہے اور اوسی کے نام سے یہہ شہر موسوم ہی
ہری پور کانگڑہ کے ضلع مین یہہ بھی ایک تحصیل کا مقام ہی ہری پور اسکا نام ہی پختہ بازار ہی ہر ایک
دوکاندار متمول و مالدار ہی ایک پختہ قلعہ ریختہ کا بہت مضبوط یہان بنا ہی یہہ شہر ہندوون کے نزدیک متبرک

مکان ہی اونکا بیان ہی کہ کرشن جی نے یہان اوتار لیا اسواسطے اسکا نام ہری پور رکھا گیا کہ ہری اصل مین کرشن
کا نام ہے کرشن جی کا مندر یہان پرستش کا مقام ہی دور دور سے لوگ وہان آتے ہین پرستش کرتے ہین
سلطان پور ضلع کانگڑہ مین یہہ ایک قصبہ کوہ ہمالہ کے جنوب ڈہلوان ایک مثلث شکل کی
زمین کے اوپر دریای بیاس اور ایک اور دریا کے درمیان جو اوسکی دوسری طرف بہتا ہی منڈی سے بفاصلہ چھبیس
کوس آباد ہے پہلی یہہ شہر کلو کی ریاست کا دارالریاست تھا اب تحصیلدار زیر حکم صاحب ضلع کانگڑہ
یہان رہتا ہی جنوب کیطرف اسکی ایک اونچی بیٹھک ہی راجہ کے رہنے کے برای مکانات یہان بنے ہوے ہین
شمال کیطرف اسکی ایک بڑا بازار ہی جہان تجارت کا گرم بازار ہے ہر ایک طرحکا جاری بیوپار ہی اور
شہر کے اوپر کے حصے مین سوداگرون اور دوکاندارون کاریگرون کے رہنے کے علیحدہ مکان بنے ہوے ہین
درآمد اس شہر کی چہینٹ دہوتی کپڑا ہے اور اوس جنس کے عوض مین برآمد افیون وکستوری ہی اور گوسائین لوگ
جو دور دور کے ملکون سے اس پہاڑ کے مندرون مین پرستش کرنے آتے ہین وہ سوداگری کا مال
بہت سا لاکر یہان عوض معاوضہ کرتے ہین یہہ شہر سلطان خان راجپوت نے بعہد سلطنت شاہان لودیہ
آباد کیا اور اپنے نام پر اسکا نام سلطان پور رکہا ہر ایک قسم کا آدمی اہل حرفہ بنیہ کہتری اور سوڈری مسلمان
سید مغل پٹہان یہان آباد ہین علاقہ زرخیز و رعایا دلشاد ہی **علاقہ کلو** یہہ علاقہ ہندوستان کے ملک سے
شمال اور کانگڑہ سے شرق کیطرف سرکار انگریزی کے اخیر حد حکومت کے اوپر واقع ہے شرقی حد اسکی چینی تاتار
کے ساتہہ ملتی ہی اور غرب اور شمال کے طرف چنبہ کے ریاست کا علاقہ اور کچھہ غرب جنوب کے سمت کو علاقہ منڈی
وجنوب شرق کے طرف علاقہ حکومت بسہر واقع ہے اور تمام ملک کوہستان و دشوار گذار و ویرانہ و جنگل
بکثرت راہ و رسم و عادات اسملک کے لوگون کی ہر ایک ملک سے علیحدہ ہین افیون و چرس و پشم کی بہت
پیدائش ہے گہوڑا اسملک کا کم قد فربہ جسکو گونٹ کہتے ہین بہت تیز و محنت کش و چالاک ہوتا ہی جنگلی گاے کے
دم کا مورچھل یہان خوب بنتا ہی کستوری مشک نافہ بہت ارزان ملتا ہی کلو کے راجہ کے متعلق چند دیہات صاف
ڈہلوین گہاٹیون کے اندر آباد ہین جنمین پیداواری کم اور جنگل زیادہ ہی مگر راجے اس خاندان کی
قدیمی ہے اول راجگان دگن سے ایک چہتری راجہ بوہد پال نام اس پہاڑ مین کسی تقریب سے آگیا اور
اسملک پر قابض ہوا اوسکے بعد راجہ کیلاس پال کے عہد تک اوسکی راج نسلاً بعد نسل اس پہاڑ کی حکومت
کرتے رہے مگر ایک ہی علاقہ پر جسکا نام وزیری ہی قائم رہے کیلاس پال کے بعد سدہ سنگہ راجہ ہوا اوسنے
اپنا علاقہ بڑہایا اور چہ علاقے سراج کے ملک کے اوسنے اپنے قبضہ مین کر لئے بعد اوسکے پشت [illegible]
علاقہ راجب چوتہا جانشین بہمی سنگہ راجہ ہوا تو اوسنے ایک پرگنہ سراج کا دبالیا اوسکے بعد کلیان سنگہ

پھر جگت سنگہ نے حکومت پائی اوسنے پانچ تعلقے سراج کے آلیے اور لئے اوسکے بعد بیتھی سنگہ ثانی راجہ بنا اوسنے
کل علاقہ سراج کا اپنے تصرف مین کرلیا اور بھی تسلط اپنا ٹہرایا بلکہ دریای ستلج سے اوترکر کوٹ گڑہ پر قابض ہوا
بعد اوسکے چار پشت تک ایسا ہی رہا پانچوین جانشین بکرمان سنگہ کے عہد مین وزیری کا چارم علاقہ منڈی کے
راجہ نے اوس سے چھین لیا اور علاقہ کوٹ گڑہ بھی اوسکے دخل سے نکل گیا اوسکے بعد جیت سنگہ نے گدی پائی اوسکے
وقت سمت ۱۸۹۷ مین لاہور کی سکھی فوج مرگ مفاجات کیطرح اوسکے سر پر جا پہونچی اور کل ملک اور راجہ کا مال و
اسباب و خزانہ سب لوٹ لیا اور کل علاقہ ضبط ہوکر شامل سلطنت لاہور کے ہوا اسی غم مین راجہ جیت سنگہ پریشان
حال ہوکر مرگیا اور کوئی وارث اوسکا باقی نرہا مگر شیر سنگہ والی لاہور نے اس خاندان کی قدامت اور
لہنا سنگہ مجیٹھیہ ناظم کوہستان کی سفارش کیطرف توجہ کرکے جیت سنگہ کے بھتیجے ٹھاکر سنگہ کو راجہ بنایا اور علاقہ
وزیری جو موروثی ورثہ اس خاندان کا تھا اوسکو عطا کیا اور باقی ملک سب کا سب ضبطی مین لے لیا-
سمت ۱۹۰۳ مین جب یہہ پہاڑ سرکار انگریزی کے متصرف مین آیا تو حکام انگریزی نے بھی بعوض بارہ ہزار
روپیہ کے وہ علاقہ بدستور ٹھاکر سنگہ کے پاس رہنے دیا **نگر** یہہ ایک قصبہ دریای بیاس کے پار کے پہاڑ ریاست
کلو مین لودہیانہ سے شمال مشرق کو بفاصلہ سو میل آباد ہے **سری گرتہ** یہہ ایک قصبہ شمال مشرقی
انجام کوہ شمالی پہاڑ ریاست کلو مین سلطانپور سے بسمت جنوب و جنوب مشرق بفاصلہ چھتالیس میل کے آباد ہے
گومانی کلو کے پہاڑ کے علاقہ مین یہہ ایک ندی پہاڑ کے اندر سے نکلکر اور بسمت جنوب مغرب پچپن میل کا
راستہ طے کرکر دریای بیاس مین شامل ہو جاتی ہے **چنبہ** یہہ شہر کوہ ہمالہ کے جنوبی قطاروں جموں علاقہ
کے جنوب کیطرف دریای راوی کے کنارہ کے اوپر آباد ہے شرق کیطرف اسکے دریای راوی ہے جسکو وہان [illegible]
کہتے ہین اور غرب کی طرف دریای سیال واہتا ہے اور دونو دریا اسی شہر کے نیچے باہم ملجاتے ہین اسلئے
شہر کی آبادی کی شکل مستطیل ہے اور یہہ متساوی الساقین کے طور پر ہے دو طرف اسکے دونو دریا اور تیسرے طرف
ایک بلند پہاڑ ہے یہہ شہر اس پہاڑ مین خوبصورتی اور لطافت مین ضرب المثل اور تجارت و سوداگری مین
لاثانی ہے مگر آبادی اسکی قرینہ کے ساتھ نہین اور طرز عمارت کا بھی ناپسند مکانات اسکے دو منزلہ سہ منزلہ
ہین اور بیچے اوپر چھپر بطور چھت کے صرف لمبے لمبے تختے پڑے ہوئے ہین ہر ایک گھر کے آگے کھلے صحن اور چوڑے
میدان ہین باشندے یہان کے چنبیلی کے پھول کیطرح نازک حسین دلربا خلیق صاف پوش ہندو بکثرت مسلمان کم
بلکہ کالعدم آبادی کی ابتدا سے یہہ شہر دار الحکومت چلا آیا ہے پرانے قدیمی بڑے بڑے مندر ابتک موجود ہین
دریای راوی سے کچہہ بلندی پر چڑہ کے آبادی شہر کی شروع ہوتی ہے اور یہہ سے اور یہہ تک کم چوڑی آبادی
بطور ساق کے قیاس کرنی چاہئے اس آبادی سے آگے تخمیناً پانسو قدم لمبا اور دوسو قدم چوڑا ہموار میدان ہے

اوسمین سبزی اور پھولون کی بہار چار ونطرف گلزار رہتی ہی اوسکی اوپر خارجی آبادی ہی گھڑی دن رہی جب
آفتاب غروب ہونے کو ہوتا ہی باہر کے لوگ اس میدان مین سیر کے واسطے جمع ہوتے ہین شہر کے وسط مین لچھمی ناتھ
مہادیو کا مندر بڑا عالیشان بنا ہوا ہی اور یہان کے راجہ نے ایک نہر پچھلے پہاڑ سے لاکر شہر کی رونق کو دوچند
کر دیا ہے قدرتی انتظام اس شہر کا ایسا ہے کہ اور کسی کا نہین ہے کہ تین راستون کے سوا اور کوئی راستہ شہر
کے اندر جانیکے واسطے نہین ہے دو راستہ تو دونو دریاؤن سے اوترکر شہر کے اندر جاتے ہین اور ایک راستہ
پچھلے پہاڑ کے طرف سے آتا ہے دونو دریاؤن کے پل نہایت پختہ بنے ہوئے ہین شہر کا پختہ بازار ہی بڑے
بڑے ساہوکار مالدار یہان دوکانین کرتے ہین کوئی ایسی چیز کسی ملک کی نہین ہے جو وہان دستیاب نہین
ہوتی دور دور سے تجارت کا مال آتا ہے ایک ایک سوداگر ہزارون روپیہ کا فایدہ اوٹھاتا ہی کل
شہر مین ایکہزار گھر کی عمارت اور پانچہزار آدمی کی آبادی ہی قلعہ کے اندر راجہ کے رہنے کے حویلیان بڑی
بلند و عالیشان بنی ہین گرد نواحی علاقہ اس شہر کا ہر ایک صفت سے موصوف ہی آب و ہوا معتدل ہی موسم
گرمی مین بھی یہان موسم سرد رہتا ہی سردی مین برف پڑتی ہی پیداوار غلہ کی بہی بہت ہے چانول بہت اچھی
ہوتی ہین اخروٹ زیرہ دہوپ یہان بہت ہوتا ہی پالم کے چانول سب علاقہ سے عمدہ ہوتی ہین اونکی
تجارت یہان بہت ہی راجپوت ہندؤن کے رہنے کا یہہ مقام ہی رعایا کو سب طرح کا آرام ہے - چنبہ کی ریاست
قدیم سے چلی آتی ہی اب بھی راجہ سری سنگہ یہان کے راجہ زیر حکومت صاحبان انگریز اپنے علاقہ پر خود مختار و با
اختیار ہین سرکار مین انکی بڑی عزت و توقیر ہی رنجیت سنگہ کی عملداری سے اول اس ریاست کی ماتحت
بہت علاقہ تھا مگر رنجیت سنگہ نے بہت سا علاقہ اس رئیس سے چہین کر اپنی سلطنت کو شامل کر لیا جو بعد ضبطی
سلطنت لاہور کے انگریزون نے راجہ گلاب سنگہ کے پاس فروخت کر ڈالا اب کل سطح اس ریاست کا چار ہزار پانسو
میل مربع ہے جو دریای راوی کے دونو کنارون پر کانگڑہ سے سمت شمال اور برفانی پہاڑ سے جنوب کو
واقع ہی طول اوسکا لاحل سے کشتوار تک دسو کوس اور عرض ناتھی دہار سے جسکر تک اسی کوس ہی مشرق کیطرف علاقہ
لاحل و کلو جنوب کے سمت کو علاقہ نورپور کانگڑہ مغرب کے سمت بسوہلی و جمبر و مٹھہ شمال کیطرف جسکر و کشتوار و
بہدرواہ ہین مگر یہہ تمام ملک سرد و نہ غیر سرد کچ موسم مین بسبب برسنی برف کے تمام علاقہ سفید نظر آتا ہی
بہار کے موسم مین وہ بہار ہوتی ہی کہ اوسکو دیکھہ کر سیر کرنے والون کو بہشت کا باغ یاد آتا ہی - + -

لاحل چنبہ یہہ علاقہ ایک حصہ ریاست چنبہ کا ہی جو خاص چنبہ سے جنوب کے طرف لاحل کلو سے ملحق ہی اس علاقہ
مین تمام سال برف پڑی رہتی ہے اگر برسات کے موسم مین برسات اچھی طرح سے ہو گئی تو برف ڈھلجاتی ہے
ورنہ اسی طرح برف کا عالم رہا اس علاقہ مین گدی قوم آبادی ہی سیرت و خصلت اونکی وحشیانہ کسی سے اختلاط

نہیں کرتے اسلئے زمین میں دونو فصلونکا غلہ ایک ہی وقت بویا جاتا ہی اور گیارہ مہینے کے بعد فصل کاٹی
جاتی ہی اوایل اسوج میں تخم ریزی ہوکر بھادون کے ابتدا میں غلہ کاٹا جاتا ہی زن و مرد یہان کے نہایت حسین
و جمیل لیکن پوشش کثیف و غلیظ و بولی خراب **پانگی پاڈر** یہہ علاقہ بھی چنبہ کے شمال کیطرف لداخ کے
حدود سے ملحق برفستان میں واقع ہے قوم ٹھکر راجپوت اوسمین بستی ہی چوری اور ڈاکہ اونکا کام ہی رہزنی
و غارت اونکی یہان عام ہی دونو فصلون کی پیدا یہان ہوتی ہی آدمی حسین و خوبصورت ہوتی ہین اگر کوئی مسافر
اونکی گھر پہونچ جاوی تو اوسکی خاطر کرتے ہین و درحتی الامکان بحفاظت مال و جان اوسکو اپنی گانو کے سرحد سے
باہر کر دیتے ہین **پرمور گدہیران** یہہ علاقہ چنبہ کے شرق کی طرف کوہ منی مہیش اور چنبہ کے درمیان
واقع ہے برف کی یہان بہت کثرت ہی اور جو سطح برف سے خالی ہی وہ سرسبز و شاداب ہی غلہ کی پیدایش
وہان بے حساب جنگل یہان برابر کوسون میں چلا جاتا ہی رعایا یہان کی قوم گدہی وحشی سیرت و خوش خلقت
مگر حسن و جمال وحشتی و جہالکی و محنت کشی مین زن و مرد ثانی نہیں رکھتی کوہستان دشوار گذار ہی یا پانی جرہ
جاتے ہین **کوہ منی مہیش** یہہ پہاڑ شرقی حد ریاست چنبہ ہی شیرقی حد اسکی کلو کے علاقہ کے ساتھہ
اور شمالی لاہل سے ملحق ہی اس پہاڑ پر برف و سردی ہمیشہ حال موجود اور گرمی مفقود ہی یہان بھی وہی
قوم گدہی سکونت پذیر ہی **منڈی** جالندہر دوآب کے پہاڑ ہمالہ کے جنوبی ڈہلوان دریای بیاس
کے بائین کنارے کلو کے ملک سے ملحق کانگڑہ سے جنوب کو بفاصلہ ساٹھہ کوس آباد ہی یہہ شہر قدیم راجگان راج
منڈی دار الحکومت چلا آتا ہی پہلی شہر منڈی راجہ کرک سین نے جو سکیت کی ریاست کی وارثون میں سے
ایک راجہ تھا سکیت سے علیحدہ ہوکر آباد کیا اور اپنی راج کا علاقہ سکیت کی راج سے الگ بنایا چونکہ کرک سین نے
سب سے اول اپنا محل یہان آکر بنوایا تھا اور پہاڑی زبان مین منڈی راجہ کے رہنے کے محل کو بولتے ہین
اسواسطی اسکا نام بھی منڈی مشہور ہوا اگر وہ پہلی منڈی راجہ کرک سین کی آباد کی ہوئی بیاس کے دہنی
یا غربی کنارے پر تھی یہہ معلوم نہین ہوتا کہ آیا یہہ شہر موجودہ حال جسکی عمارت شرقی کنارے پر بیاس کے
واقع ہی کب اور کس راجہ کے وقت مین آباد ہوا آبادی اس شہر کی دریای بیاس سے ملی ہوئی ہی اور نیز دریای سکیت
تھی ایک طرف کی نیچی بہتا ہوا اسی جگہہ دریای بیاس سے ملجاتا ہی اسکے پاس دریای بیاس اتنگو گرجتا اور بہت عمیق ہوکر بہتا ہی اور
منڈی کا شہر اگرچہ بھی مقام مشہور ہی راجہ کے رہنے کے محل قدیم و جدید یہان بڑے بڑے عالیشان بنے ہوئی ہین نواح مین جنگل
چوہتین بھی شہر و نکی سلون بنجے ہوئی ہین باغ اندر راجہ کا محل اور محل کے گرد طرح طرح کے گلزار و درخت میوہ دار عمارتین طرح طرح کا
پانی کے آبشار فوارون کی بہار ہی شہر کی عمارت بھی پختہ طرح وار بازار جسمین تجارت و بیوپار بشمار جو بصورتی و انداز اس شہر رہنی والو کا
سطوح صفا و خال جس کی باج ضمن بیدا ہین بہت پایا جاتا ہی ہندو یہان اکثر مسلمان کہین شاذ و نادر اگرچہ اہل اسلام

کے دین اسلام سے محض بے خبر مسلمان اپنی نام ہندؤن کے سے کام کرتے ہین راجہ کرک سین کے وقت سے شب جوالا سین کے عہد تک
بندیس راجہ پشت بہ پشت یہان راج کرتے آئے جوالا سین کے بعد شمشیر سین پھر البسیری سین راجہ ہوا پھر ظالم سین البسیری سین کی بھائی
نے حکومت پائی اوسکے عہد مین رنجیت سنگہ کی حکومت نے یہان دخل لیا اور بڑی بڑی نذرانے لینے اور تکلیفین دینے شروع ہوئین
ظالم سین کے بعد بلبیر سین گدی نشین ہوا اور راجہ دینے بڑا بھاری نذرانہ سرکار لاہور مین دیکر گدی حاصل کی مگر یہہ جانشین رنجیت سنگہ
کو نذرانے دیتے دیتے تنگ آگیا اور ریاست مفلس ہو گئی رنجیت سنگہ کے مرنے کے بعد نونہال سنگہ نے بسبب نہ وصول ہونے
نذرانہ کے منڈی کے اوپر فوج کشی کی اور بلبیر سین گرفتار ہوکر قلعہ گوبندگڈہ مین محبوس ہوا چند سال محبوس
رہا جب شیر سنگہ کا وقت آیا تو پھر اوسکو سرافرازی ہوئی اور کچھہ نوکری اوسکے ذمہ قرار پائی جب دوابہ
بست انگریزون کے علاقہ مین آیا تو سرکار نے بھی ایک لاکھہ روپیہ سالانہ کی نوکری اس راج کے ذمہ قرار
دیکر راج کو بدستور قایم و بحال رکہا اور رئیس منڈی کا رونکے خلش اور دربار لاہور کی تکلیف دہی سے
مامون و مصئون ہوکر بیٹھا جب بلبیر سین ۱۸۵۱ء مین مرگیا تو راجہ بجے سین اوسکا بیٹا خورد سال رہگیا اسواسطے
سرکار انگریزی نے انتظام اوس ریاست کا اپنے ذمہ پر لیا اور صاحب کمشنر جالندہر مہتمم مقرر ہوئے اور وزیر
گوسائون جو ایک خیرخواہ و نمک حلال وزیر ریاست کا تھا صاحب کمشنر کے نیابت مین ریاست کا کام انجام
دیتا رہا ۱۸۶۶ء مین راجہ منڈی بحد بلوغ ہوپنچ گئے اور صاحب کمشنر جالندہر نے ایک دربار منعقد کرکے اوسکو ریاست
کے اختیارات عطا کئے یہہ راجہ گدی نشین حال ہر ایک علم مین صاحب کمال ہے انگریزی کی تربیت اونہے مسٹر
کلارک صاحب سے پائی اختیارات کے سپرد ہوتے ہی راجہ صاحب نے ایک لاکھہ روپیہ نقد صاحب کمشنر کی خدمت مین
بھیجدیا اور درخواست کی کہ یہہ روپیہ کارہای مفید عام و رفاہ خلق مین خرچ کیا جاوے اس کارخیر سے اونکی
بڑی نیکنامی ہوئی۔ علاقہ راج منڈی کا بہت زرخیز و سیراب علاقہ ہے معدنی دولت بھی یہان بہت ہے
دو جگہہ نمک کی کان ہے جس سے بکثرت نمک نکلکر فروخت ہوتا ہے ایک کان کے نمک کو گومہ دوسری کو دورنگ
کہتے ہین ان کانون مین سے نمک سیاہ رنگ مایل بسرخی نکلتا ہے گمہ یہہ ایک چہوٹا سا قصبہ جنوبی ڈہلوین
گہاٹیون کوہ ہمالہ کے اندر آباد ہے عمارت گہرون کی پختہ پتہرون کی بنی ہوئی ہے مکانون کے اوپر بڑے
بڑے چیڑ کے لکڑیون کے چہتین قینچی دار بنی ہوئی جو بیچ سے اونچے اور دونو طرف سے نیچے ہین اس مقام پر
ایک نمک کی کان ہے جس سے اکثر گلابی رنگ کا نمک نکلتا ہے یہہ کان ماتحت ریاست منڈی ہے راجہ کے
ملازمون کے معرفت نمک نکالا جاتا ہے **کملا گڈہ** یہہ قلعہ کوہ ہمالہ کے چوٹی کے اوپر بائین یا جنوبی
کنارے دریای بیاس کے کچھہ تعمیری اور کچھہ قدرتی بنا ہوا ہے پاس پاس اسکے اور بھی پہاڑی قلعہ پہاڑ کے
رتیلی چوٹیون پر بنے ہوئے ہین جو شمال سے جنوب کو تین میل کے فاصلے کے اندر اندر ہین اس پہاڑ مین ایک

اسکی چوٹی بلند ایسی ہے جو سب چوٹیون سے ایکسو پچاس فٹ بلند اور بیاس کے سطح سے پندرہ سو فیٹ بلند ہے اور سمندر
کے سطح سے تین ہزار فیٹ بلند ہے سطح اس چوٹی کا جسپر یہہ قلعہ بنا ہوا ہے آٹھہ میل لمبا اور پانچ میل چوڑا ہے
جسکے گرد گہری گہری ندیان بہتی ہین ڈہلوین گھاٹیان بھی اسکی چارون طرف بہت ہین جو اسی اور سو
اور ڈیڑہ سو فٹ تک بلندی سے گہتے ہین یہہ سب قلعہ راجہ منڈی کے تصرف مین ہین پہلے راجہ سنسار چند
راجہ نہرہ و کانگڑہ نے اس قلعہ کے اوپر یورش کی مگر کامیاب نہوا بعد ازان رنجیت سنگھ کی فوج بسرکردگی
جنرل ونتورا صاحب کی یہان مامور ہوئی اونہون نے بڑی محنت سے یہہ قلعہ لیا **سکیت** یہہ شہر بھی
مین بہت پرانا شہر اور قدیمی پایتختگاہ ہے اور ریاست بہت پرانی ہے بلکہ منڈی کی ریاست بھی اس ریاست کی
ایک آخری شاخ ہے آبادی شہر کی پہاڑ کے دامن مین بہت اچھے موقعہ کے اندر واقع ہے دہنی بائین شہر کی
زمین نہایت پر فضا و سرسبز ہے شہر کے پختہ بازار ہیں بہت مقطع پختہ عمارتین فرش شہر کے بنے ہوئے ہین راج محل صرف
سادہ عمارت کا بنا ہوا ہے رہنے والے شہر کے خوبصورت سادہ مزاج حلیم اشراف علاقہ اس ریاست کا باون
میل لمبا اور بیس میل چوڑا ہے کل سطح اوسکا چار سو بیس میل مربع شمار مین آتا ہے کل علاقہ مین چوالیس ہزار
پانسو باون آدمی رہتے ہین اور اسی ہزار روپیہ ریاست کی آمدنی ہے **جہتلی** یہہ ایک قصبہ ریاست سکیت
کے متعلق دوابہ بست کے پہاڑ مین سکیت سے دس میل بسمت جنوب مغرب اور کوہ شملہ سے چھتیس میل شمال
کی طرف کو آبادی ہے **جوسی** یہہ ایک قصبہ ریاست سکیت اور دوابہ بست کے پہاڑ کے متعلق شہر سکیت
سے اٹھائیس میل بسمت جنوب مشرق اور شملہ سے شمال مشرق کو بفاصلہ بیس میل آبادی ہے **سیبہ** علاقہ
دون کے شمال دریای بیاس کے کنارے سیبہ کا علاقہ ہے علاقہ اسکا تمام پہاڑ ناہموار دشوار گذار اور
جنگل غدار و ویرانہ پر خار ہے رہنے والے اس ملک کے عموما راجپوت ہلیلہ کا جنگل اس علاقہ مین بہت ہے اور دہاتی
وکریانہ بھی اوسمین بہت پیدا ہوتے ہین خوشبودار پہول باافراط خاص قصبہ سیبہ مین آبادی اچھی ہے لوگ
غریب طلب مالدار ساہوکار رہتے ہین عطر پہول نکالا ہوا تحفہ مشہور ہے سیبہ کی ریاست کا یہہ حال ہے
کہ پہلے راجہ ہربنس چند کٹوچ راجہ سنگہہ چند کٹوچ کا بیٹا اپنے بہائی کرم چند سے ناراض ہوکر گلیر کا راجہ بنا اور
شہر ہری پور آباد کرکے رہنے لگا اوسکے بعد تیسرا جانشین سوبرن چند ہوا سوبرن چند کے چار بیٹے ہوئے اور
ہر ایک سے الگ الگ خاندان بنا اونمین سے گیان چند بڑے بیٹے نے باپ کی گدی پائی اور سری چند تیسرے
بیٹے نے اپنے بہائیون سے علیحدہ ہوکر سیبہ کا ملک جو خالی اور جنگل پڑا تھا آباد کر لیا بعد اوسکے بہی چند سے
نانک چند تک کئی پشتین برابر راج کرتی ہوئی چلی آئین نانک چند کے دو بیٹے ہوئے بڑا بیٹا اوگہت چند
تو باپ کی گدی کا مالک بنا اور دوسرا بیٹا مکسوب چند ڈاڈا نور پور کا مالک علیحدہ کرکے اپنا الگ راج

قائم کیا پھر انوکھپ چندر کا بیٹا اجی چندر ہوا اجی چندر سے پرتھی چندر تک آٹھ راجے علی الاتصال حکومت کرتے
چلے آئے پرتھی چندر نے عالمگیر بادشاہ کی اطاعت قبول کی بعد اوسکے امر سنگہ پھر جسونت سنگہ پھر بھاؤ سنگہ پھر مادھو
سنگہ پھر شیو سنگہ پھر گوبند سنگہ برابر حکومت کرتے چلے آئے گوبند سنگہ نے رنجیت سنگہ کی اطاعت قبول کی اوسکا بیٹا
رام سنگہ جاگیردار و محتسب تھا اور اب تک اپنی جاگیر پر قابض و متصرف ہے اور جمع اسملاک کی تیس ہزار
روپیہ تک ہے **گلیر** کوہ شمالی پنجاب باری دوآب کے متعلق ہے ایک قصبہ دہنے کنارے دریای بیاس لاہور سے
بفاصلہ ایکسو چھبیس میل آباد ہے یہہ قصبہ قدیم سے دار الریاست ہے رہا راج متعلقہ اسکا کانگڑہ سے جنوب
دریای بان گنگا اور بیاس کے کناروں پر واقع ہے حال اس ریاست کا اسطرح پر ثابت ہوا کہ راجہ بیگھ چند
کٹوچ کے دو بیٹے ہوئے ایک کرم چندر دوسرا ہرش چندر کرم چند اپنے باپ کی جگہہ جانشین ہوا اور ہرش چند
اوسکا دوسرا بیٹا محروم الریاست ہوکر گلیر میں آیا اور نیا راج بنایا اور شہر ہری پور آباد کرکے رہنے لگا ہرش چند
کا بیٹا آگنی چندر اوسکا بیٹا اودہیان چندر اوسکا بیٹا سوبرن چندر ہوا سوبرن چندر کے اولاد سے خاندان
سیبہ کا بنا اور گلیر کے حکومت کا مالک گیان چندر ہوا گیان چندر سے روپ چندر تک بارہ جانشین علی الاتصال جانشین
ہوتے چلے آئے روپچند شاہان دہلی کا مطیع ہوا اور کشمیر کے مہم میں ہمراہ نجابت علی خان فوجدار کے مارا گیا
بعد اوسکے مانسنگہ نے ریاست پائی یہہ راجہ عالمگیر کے عہد میں بہت صاحب اقتدار ہوا اوسکے بعد بکرم سنگہ
اوسکے بعد بھوپ سنگہ تک پانچ راجے ہوئے پھر بھوپ سنگہ کا بیٹا راجہ شمشیر سنگہ راجہ بنا اوسنے سکھوں کی اطاعت
قبول کی اور اب تک ہری پور میں موجود ہے **بسوہلی** پنجاب کے شمال مشرقی گوشہ کوہ ہمالہ کے
جنوبی قطاروں دریای راوی کے کنارے پر یہہ ایک قدیمی شہر آباد ہے بازار اس شہر کا اگرچہ تنگ ہے
مگر بقاعدہ بنا ہوا ہے راجہ کے رہنے کے مکان یہاں خوبصورت و عالیشان بنے ہوئے ہیں اور ایک خاص باغ بنوایا
ہوا یہاں موجود ہے ایک مندر مہادیو کا جسکو نیل کنٹھ مہادیو کہتے ہیں یہاں بہت عالیشان و مقطع
بنا ہے دریای راوی اس قصبہ کے نیچے قریب اسی گز کے چوڑا چلتا ہے ۔

چوتھا حصہ پنجاب کے حاکموں اور ناظموں کے تفصیل میں اسمیں تین قسمیں ہیں پہلی تقسیم مسلمان بادشاہوں اور حاکموں اور ناظموں کے ذکر میں جو سلاطین غزنی سے لیکر چغتائی و درانی سلطنت کے اخیر تک پنجاب میں حاکم رہے تھے

مسلمان بادشاہون سے اول ناصر الدین سبکتگین شاہ غزنی نے پنجاب پر چڑہائی کی اور راجہ جیپال والی
پنجاب کے ساتھہ لڑکر فتحیاب ہوا اگرچہ لاہور تک نہین پہونچا مگر اہل تواریخ اوسکو پہلا عازم ملک پنجاب
کا شمار کرتے ہین بعد ازان **سلطان محمود غزنوی** نے راجہ جیپال و اننگ پال پر فتح پاکر پنجاب
پر قبضہ پایا اور ملک ایاز بندہ جان باز اپنے کو پنجاب کی حکومت عطا کی ایاز نے شہر لاہور کو جو غزنوی فوج
کے حملون سے ویران ہوچکا تہا دوبارہ آباد کیا اوسکے وقت مین پنجاب نے پہر آبادی کی صورت پیدا کی سلطان
محمود کے بعد جب **سلطان مسعود** اوسکا بیٹا تخت نشین ہوا تو اوسنے احمد بن التگین کو پنجاب کا
حاکم بنایا لیکن احمد تہوڑے ہی دنون کے بعد باغی ہوگیا اسواسطے بادشاہ نے فوج جرار بسرکردگی سیمی ناتہہ کے
پنجاب کو مامور کی وہ مع فوج لاہور مین آیا اور ایک مہینے تک محاصرہ رکہا آخر باہم لڑائی ہوکر شاہی افسر
مارا گیا اور فوج متفرق ہوگئی اس واردات کے بعد مولک بن حسین غزنی سے فوج لیکر آیا اور لاہور
پہونچکر اوسنے احمد کو شکست دی احمد شکست کہا کر کشتی مین بیٹہا اور چاہا کہ دریای راوی کے راستے ملتان
کو بہاگ جاے مگر فوج شاہی نے کشتی کو جا گہیرا اور کشتی غرق ہوگئی اوسکے بعد وہی مولک پنجاب کا حاکم بنا
پہر چند دنون کہ سلطان مسعود ہانسی کی مہم فتح کرکے لاہور آیا تو اوسنے شہزادہ ابو المجد اپنے بیٹے کو پنجاب
کا حاکم بنایا اور ایاز خاص کو حکم دیا کہ شہزادہ کا اتالیق ہوکر اوسکے پاس رہے چنانچہ ایاز شہزادہ کا نائب
بنکر پنجاب کی حکومت کرنے لگا پہر جب سلطان مسعود اپنے بہائی ابو محمد کے ہاتھہ سے قتل ہوا اور **سلطان
مودود** بن سلطان مسعود بادشاہ ہوا تو اوسوقت ابو المجد حاکم پنجاب نے باعانت ایاز جان باز کے
دریای سندہ سے تہانیسر تک کل ملک اپنے قبضہ مین کر لیا ہوا تہا جب اوسنے سنا کہ مودود بادشاہ ہوا ہے
تو اوسنے بہی اپنے آپ کو پنجاب کا بادشاہ تصور کیا اور اپنے بہائی سے بغاوت اختیار کی اسواسطے سلطان مودود
نے بسال ۴۳۴ ہجری لشکر جرار پنجاب کے لینے کے واسطے مامور کیا اوندنون ابو المجد اپنی فوج کے ساتھہ ہانسی
کے مقام پر تہا اور ارادہ تہا کہ دہلی پر حملہ کرے اسواسطے غزنی کا لشکر بے روک ٹوک لاہور تک آ پہونچا پہر
بیچہ غضب ہوا کہ اونہین دنون مین ایاز مصاحب و دمساز ابو المجد کا مر گیا اس خبر کے سنتے ہی ابو المجد ہانسی سے
بکوچ بلغار لاہور آیا ابہی لڑائی وقوع مین نہ آئی تہی کہ سلطان مودود بہی غزنین سے اپنی فوج کے امداد
کو لاہور آ پہونچا اور دونو طرفون سے لڑائیون کے تیاریان ہوئین کہ ناگاہ روز عید الضحی ابو المجد
کو لوگون نے اوسکی استراحت کے بستر پر مرا ہوا پایا اور کچہہ سبب دریافت مین نہ آیا کہ اوسنے خودکشی کی یا
کسی قصد سے مرا اوسکے مرنے کے بعد سلطان مودود نے کل انتظام پنجاب کا کرکے [illegible] غزنوی کو
پنجاب کا حاکم مقرر کیا اور خود غزنی کو روانہ ہوا مگر اوس ناظم سے کچہہ انتظام ملک کا نہوا اور تمام پنجاب مین

بے انتظامی پھیل گئی اور بادشاہ کیطرف سے بھی اسمین کچھہ توجہ وقوع مین نہ آئی ایسا حال دیکھہ کر راجہ انگپال
راجہ معزول کے متعلق لوگ راجگان ہند کی دلدہی اور مدد سے لاہور کے لینے پر آمادہ ہوئے اور دس ہزار
فوج لیکر لاہور کا محاصرہ کیا لاہور کے ناظم نے بہت سی عرضیان بادشاہ کی خدمت مین لکھین اور امداد
مانگی مگر وہان سے جواب تک آیا اسواسطے ناظم خود غزنی کو چلا گیا جب دار السلطنت ناظم سے خالی ہوگیا
تو باہر کا انتظام تو ہندون نے کر لیا مگر لاہور فتح نہوا کیونکہ سرداران معزول عہد شہزادہ ابو المجد کی باہم
متفق ہوکر شہر کو بدستور بند رکہا اور ہندون کے فوج سے سات مہینے تک لڑتے رہے ہنوز وہی معاملہ در پیش تھا
کہ ۴۴۲ھ مین سلطان مودود نے ابو القاسم محمود و محمد منصور اپنے دونو فرزندون کو پنجاب کے انتظام کی واسطے
[illegible] مامور کیا منصور تو پشاور مین آکر وہان کا ناظم بنا اور ابو القاسم محمود ایک بڑی فوج لیکر داخل لاہور ہوا
اوسکے آتے ہی ہندوٴن کا لشکر پنجاب کو خالی کر کر چلا گیا بعد وفات شاہ مودود کے جب **ابو الحسن**
علی بن مودود بادشاہ ہوا تو اوسکے وقت علی بن ربیع بن مسعود نے باتفاق میرک وکیل اپنے کے
پشاور و لاہور و ملتان بلکہ کل پنجاب کے ملک پر قبضہ کر لیا اور لاہور کو دار الحکومت بنایا اوسکے عہد مین
مخدوم علی گنج بخش ہجویری غزنین سے لاہور مین تشریف لائے اور یہان ہی قیام رکہا اوسکے بعد جب
سلطان عبد الرشید کے سلطنت کا وقت آیا تو اوسنے علی قابض پنجاب کو تسلی و دلاسا
دیکر اپنے پاس بلایا اور اوسی توشکین حاجب غلام وفادار اپنے کو انتظام پنجاب کا سپرد فرمایا بعد چندے پنجاب
مین خبر آئی کہ سلطان عبد الرشید کو طغرل حاجب ناظم سیستان نے دغا سے قتل کر دیا اور خود بادشاہ بن بیٹھا ہے
یہہ خبر سنکر حاکم پنجاب غضب مین آیا اور پنجاب کے لشکر کو غزنین کیطرف جانے کا حکم دیا اور امرای غزنین کو لکھا
کہ کسیطرح میرے آنے سے اول ہی طغرل نمکحرام کا کام تمام کر دو ورنہ مین خود آکر اوسکا کام تمام کرونگا
مگر اوسکے پہونچنے سے اول ہی امرای غزنین کے ہاتھہ سے وہ مقتول ہوا اوسکے بعد جب **سلطان ابراہیم**
بادشاہ ہوا تو اوسنے بھی اوسی توشکین کو ناظم و سپہسالار پنجاب کا مقرر رکہا اور خود بھی ہندوستان
کے مہم کے وقت دو مرتبہ آکر لاہور مین مقیم ہوا اوسکے بعد **سلطان مسعود ثانی بن ابراہیم**
نے سلطنت پائی اوسکے حکم سے طغا تگین حاجب پنجاب کا حاکم بنکر آیا پھر **سلطان ارسلان شاہ**
کے وقت محمد بہلیم پنجاب کا ناظم قرار پایا مگر اوسنے **سلطان بہرام شاہ** کے وقت بغاوت اختیار کی اور شہر لاہور کو بند
کر کے دریای سندہ کیطرف فوج بھیجی یہہ خبر پاکر بہرام شاہ بذات خود بڑا بھاری لشکر لیکر پنجاب پر چڑہ آیا لڑائی مین صوبہ دار
گرفتار ہوا مگر جب بادشاہ کے روبرو گیا تو بادشاہ نے بسبب اسکے کہ بعالم طفلی بادشاہ زادے اوسکی گود مین پرورش پائی تھی تقصیر اوسکی
معاف کی اور دوبارہ خلعت دیکر نظامت پنجاب کی اوسکو سپرد کی اس انتظام کے بعد کہ بادشاہ غزنین پہونچا تو صوبہ پنجاب نے دوبارہ

استقلال بیچم پہنچکر باغی ہوا اور فوج افغانی اور کہتریون کی نوکر رکھہ کر چاہا کہ غزنین پر یورش کرے
یہہ خبر پا کر پھر بادشاہ بفوج کینہ خواہ ملتان کے راستے پنجاب مین آیا صوبہ پنجاب نے اپنے دسون لڑکون کو جو ایک
ایک رستم میدان جنگ تھا مع بیشمار لشکر کے بادشاہ کے مقابلے کے واسطے نامزد کیا اور پھر خود جریدہ جریدہ
فوج لیکر ملتان کے پاس جا اوترا جب بادشاہ وہان آپہونچا تو فریقین مین ایک سخت مقابلہ ہوا آخرکار بخت
کے ادبار نے محمد بہلیم کو آگھیرا اور پنجاب کے فوج کو شکست فاحش ہوئی بعد شکست کے صوبے نے چاہا کہ کشتی مین
بیٹھہ کر سندہ کے ملک کو بھاگ جاوے اتفاقاً دریا بیچ طغیانی مین تھا اور کشتی اوس نمکحرام کی مع دسون
بیٹون کے دریا مین غرق ہوگئے جب وہ نمکحرام اپنے اعمال کے سزا کو پہونچا تو بادشاہ نے مسمی سالار حسین
بن علوی کو پنجاب کا صوبہ مقرر کیا اور خود غزنی کو چلا گیا پھر بوقت تنزل سلطنت اپنی کے بہرام علاؤ الدین
غوری سے بھاگ کر لاہور مین آیا اور یہان ہی فوت ہوا بعد فوت ہونے بہرام کے **خسرو شاہ** بیٹا
اوسکا لاہور کے تخت پر بیٹھا آٹھ برس تک کل پنجاب کی حکومت کرکے مرگیا اوسکے مرنے کے بعد سلطان
ملک خسرو بیٹا اوسکا جانشین ہوا یہہ بادشاہ بڑا جوانمرد تھا اسنے تمام ملک خارج از پنجاب بھی جہان
جہان تک سلطان ابراہیم غزنوی نے فتح کی تھی ہند کے راجون سے لے لیا مگر **سلطان علاؤ الدین**
غوری نے اوسکو آرام سے بیٹھنے نہ دیا اور تین حملون مین لاہور لے لیا اور خسرو ملک علاؤ الدین کے
قید مین آگیا اور سلطنت غزنویہ تمام ہوئی پنجاب لیکر سلطان غوری تو دہلی و ہندوستان کے فتح کو روانہ ہوا
اور قطب الدین ایبک اپنے غلام وفادار کو پنجاب کی حکومت سپرد کر گیا سلطان غوری کے مرنے کے بعد سلطان
قطب الدین ایبک بمقام لاہور ہند کے تخت پر بیٹھہ کر بادشاہ ہوا اور ایک شخص امین الدین
کو پنجاب کی حکومت سپرد کرکے دہلی کو چلا گیا اوسکے جانے کے بعد **سلطان تاج الدین یلدوز**
حاکم غزنین بارادہ تسخیر پنجاب داخل پنجاب ہوا اور لاہور کا محاصرہ کرکے لاہور کے گردونواح کے رہنے والون کو سخت
اذیت دی اوسوقت بادشاہی فوج لاہور مین کم تھی اسواسطے شہر کے لوگ بھی جنگ مین بھیجے جاتے تھے سلطان
قطب الدین یہہ خبر سنکر بکوچ بلغار دہلی سے لاہور آیا اور تاج الدین یلدوز کے ساتھہ ایسی سرگرمی کے ساتھہ
لڑائی کی کہ تاج الدین بھاگ گیا اور غزنین جا کر دم لیا سلطان قطب الدین بھی تعاقب اوسکے غزنین پہونچا
اور چندے وہان رہکر واپس چلا آیا اور لاہور مین گیند کھیلتے ہوئے گھوڑے سے گرکر مرگیا اوسکے بعد اوسکا
بیٹا **آرام شاہ** تخت نشین ہوا مگر بسبب عدم لیاقت معزول ہوکر تخت سے اوتارا گیا اور سلطان
شمس الدین التمش بادشاہ بنا آرام شاہ کے وقت مین پنجاب مین کچھہ آرام نہ تھا کیونکہ قباچہ
حاکم سندہ ملتان سے لاہور کے گردونواح تک ودہ ملک کو لوٹ کرلیتا تھا ابھی سلطان شمس الدین التمش کے

بادشاہی کو کچھ عرصہ نہین گذرا تھا کہ تاج الدین یلدوز شاہ غزنین نے پھر پنجاب پر یورش کی اور کل پنجاب
بلکہ تھانیسر تک ملک اپنے قبضہ مین کر لیا اسلیے سلطان شمس الدین نے بڑی جمعیت کے ساتھ اوسکا مقابلہ
کیا اور آخری جنگ بمقام تلاوڑی ہوکر تاج الدین زندہ گرفتار ہوا اس جنگ سے فراغت پاکر دوسری لڑائی
شمس الدین کی قباچہ بیگ حاکم سندھ کے ساتھ ہوئی جسمین شمس الدین نے فتح پائی ۶۱۸ھ ہجری مین سلطان
جلال الدین شاہزادہ خوارزم جو چنگیز خان تاتاری کے ساتھ لڑتا ہوا وارد ہند ہوا تھا لاہور آپہونچا
اور لاہور پر قبضہ پاکر خوب غارت کی اور اپنے ایک معتبر کو شہر لاہور سپرد کرکے خود تا دریاے سندھ
ملک کو غارت کرتا ہوا چلا گیا سلطان شمس الدین یہہ خبر سنکر پھر لاہور آیا اور رکن الدین اپنے بیٹے کو پنجاب
کا حاکم بنا کر پھر دہلی کو چلا گیا جب سلطان ۶۳۳ھ مین مر گیا تو رکن الدین بیٹا اوسکا مسمی علاء الدین جانی کو
پنجاب کا ناظم بنا کر خود بارادہ تخت نشینی دہلی پہونچا مگر اوسکی تخت نشینی کے بعد علاء الدین حاکم پنجاب
و اعزالدین ناظم ملتان و صاحب خان ناظم رادون نے ہم صلاح ہوکر بغاوت اختیار کی اس حال سے آگاہ ہوکر
سلطان رکن الدین نے دہلی سے پنجاب کو کوچ کیا پیچھے اوسکے امراے سلطنت نے **سلطانہ رضیہ بیگم**
سلطان شمس الدین کی بیٹی کو بادشاہ بنایا اور رکن الدین فیروز شاہ کو معزول کیا رضیہ بیگم کے وقت اعزالدین
کبیر خان ناظم ملتان کل پنجاب کا حاکم بنا مگر تھوڑی سی مدت کے بعد علانیہ باغی ہوگیا اوسکی سزادہی کیواسطے سلطانہ
خود ملک پنجاب کے طرف متوجہ ہوئی جب سرہند تک پہونچی تو صوبہ پنجاب نے اطاعت قبول کی اسواسطے ملکہ واپس
چلی گئی رضیہ بیگم کے معزولی کے بعد جب **بہرام شاہ بن سلطان شمس الدین** بادشاہ ہوا تو اسنے
ملک قراقش کو پنجاب کے نظامت پر مامور کیا قراقش کے وقت مین تاتاری فوج پنجاب مین آئی اور تمام علاقون
کو غارت کرتے ہوئی لاہور پہونچی چند ہی شہر کا محاصرہ رکھا پھر دخل پاکر وہ قتل عام کی کہ شہر کے گلیون اور
بازارون مین کشتون کے پشتے لگ گئے بڑے علما و صلحا و مشائخ و سادات نے اس قتل مین شہادت پائی
حاکم ملک کا اپنی جان بچا کر بھاگ گیا جب یہہ خبر دہلی پہونچی تو بادشاہ نے قطب الدین حسن غوری
ایک امیر کو سلطانی فوج کے ساتھ تاتاریون کے سزادہی کیواسطے مامور کیا چونکہ وہ فوج اور افسر بادشاہ سے
سے سرکش ہوئی ہوئی تھی اسلیے وہ فوج بیاس تک پہونچکر واپس چلی گئی اور دہلی مین پہونچکر بادشاہ
کو قید کر لیا ادہر تاتاری فوج کا کوئی شخص جواب دہ نہوا تو اونھون نے پنجاب کو خوب لوٹا اور جسکے
ارادہ سے آئی تھی خود ہی واپس چلے گئے بعد ازان جب **سلطان علاء الدین مسعود شاہ**
نے دہلی کے تخت پر اجلاس کیا تو اوسکے وقت مین بھی مغلیہ تاتاری فوج گکھڑون کے ملک کے رستہ
پنجاب مین آئی تو دریاے سندھ کے کنارے کنارے ملک کو غارت کرتی ہوئی اُچ تک جا پہونچے اور اُچ کے قلعہ کا

محاصرہ کر لیا یہہ خبر پاکر جو بادشاہ دہلی سے پنجاب مین آیا اوسکی آنے کی خبر سنکر کل تاتاری پنجاب سے نکل گئے
اور بادشاہ نے ایک امیر شیر خان نام کو جو غیاث الدین بلبن وزیر کی چچا کا بیٹا تھا خان معظم خان خطاب دیکر
پنجاب کا ناظم بنایا اس ناظم نے قوم گکھڑ سے جو اوسوقت بر سر فساد تھی بہت لڑائیان کین اور اونکو خوب سزا دی
اسی کے عہد مین بادشاہ پھر لاہور تک آیا اور دیپالپور کا صوبہ لاہور سے الگ کر کر شیر خان کو ناظم دیپالپور
اور جلال الدین کو لاہور کا صوبہ مقرر کیا سلطان مسعود کے مرنے کے بعد جب **سلطان غیاث الدین**
بلبن وزیر بادشاہ بنا تو یہہ بھی بذات خود پنجاب مین آیا اور لاہور کے قلعہ کے تعمیر کا حکم دیا سال ۶۶۸
ہجری مین شیر خان صوبہ لاہور مر گیا اوسکی مرنے کے بعد مغلیہ فوج نے پھر پنجاب کی طرف رخ کیا اور لاہور تک
پہونچکر دو مہینے شہر کے گرد محاصرہ کیا ابھی لاہور کے اندر اونکو دخل نہین ملا تھا کہ شاہزادہ سلطان محمد بادشاہ
کا بڑا بیٹا پنجاب کا حاکم بنکر لاہور آپہونچا اوسکی آتے ہی تاتاری متفرق ہو گئے چند سال کے بعد جب سلطان غیاث
الدین لکھنوتی کے مہم سے واپس آکر دہلی مین داخل ہوا تو شاہزادہ سلطان محمد بھی باپ کے سلام کے واسطے
پنجاب سے دہلی کو گیا اوسکے جاتے ہی فوج مغلیہ پھر آموجود ہوئی رعایا نے عرضی اپنے حال کی شہزادے کی خدمت مین
تحریر کی اسواسطے شہزادہ بسرعت واپس چلا آیا اوسکی آنے کی خبر پاکر دشمن سب بھاگ گئے پھر سال ۶۸۳
ہجری مین تیمور خان مغل ایک امیر الامرائے خاندان چنگیزی سے تھا قندہار و غزنین و پشاور پر متصرف ہوکر
مع فوج پنجاب مین داخل ہوا شہزادہ محمد سلطان اوسوقت ملتان مین تھا تیمور نے آکر لاہور کا محاصرہ
کر لیا ایک ہفتہ کے بعد شہزادہ کی فوج ملتان سے لاہور آپہونچی اور مغلیہ فوج نے محاصرہ سے اوٹھہ کر لاہور
و دیپالپور کے درمیانی ملک کو خوب لوٹا اور ملتان کو روانہ ہوئی ملتان کو پہونچتے ہی شہزادہ کی لشکر اور مغلون کی فوج
مین سخت لڑائی ہوکر شہزادہ فتحیاب ہوا اور مغل بھاگ نکلے مگر بقضائے ربانی ایسا موقع ہوا کہ شہزادہ کا
لشکر مغلون کے تعاقب اور اونکی لوٹنے مین مشغول ہو گیا اور شہزادہ کے ساتھہ صرف پانسو سوار رہ گئے چونکہ
ظہر کے نماز کا وقت آپہونچا شاہزادہ سواری سے اوتر کر مع سوارون کے نماز پڑھنے مین مصروف ہوا
اسوقت ایک افسر مغل مع دو ہزار سوار کے جو سلطانی لشکر سے چھپ کر جنگل مین پوشیدہ کھڑا تھا شاہزادہ کو
مشغول بنماز دیکھہ کر وہ کمینگاہ سے باہر نکلا اور سب کو مع شہزادہ نماز پڑھتے ہوئے شہید کر دیا اگرچہ بظاہر
فتح مغلون کے نصیب ہوئی مگر وہ بھی بسبب اسکی کہ ہزار دن قتل و غارت ہو چکی تھی بنگالی ملک مین ٹھہر نہ سکے
اور سیدھی قندہار کی راہ لی سلطان محمد کے شہادت کے بعد کیخسرو اوسکا بیٹا پنجاب کا حاکم قرار پایا اوسکی
وقت مین نہایت امن رہا کسی دشمن نے سر نہ اوٹھایا سلطان غیاث الدین کے مرنے کے بعد جب **سلطان**
کیقباد خسرو کا بھائی دہلی کے تخت پر بیٹھا تو شاہزادہ کیخسرو کو اوسنے اپنے پاس بلا کر باکرام

وزیر کے کہنے کے بموجب شہید کرادیا کیخسرو کے مرنے کے بعد پنجاب کا ملک بے انتظام ہو گیا اور مغلون کی فوج پھر
آموجود ہوئی لاہور لٹ گیا قتل عام ہوئی یہہ خبر پاکر بادشاہ نے ملک باربک خانجہان کو فوج دیکر پنجاب کو
روانہ کیا اوسنے بڑی لڑائیان کرکر مغلون کو پنجاب سے نکالا اس بعد **سلطان جلال الدین**
فیروزشاہ خلجی کے سلطنت کی وقت ہلاکو خان تاتاری چنگیز خان کا پوتا جسنے بغداد کو قتل و تاراج
کیا تھا بڑی بھاری فوج لیکر پنجاب مین داخل ہوا اور پنجاب کا انتظام کرکر دہلی کیطرف متوجہ ہوا شاہ دہلی
اور اوسکی خوب لڑائی ہوئی جسمین ہلاکو خان نے شکست کہائی اور اپنی ولایت کو معاودت کی اوسکے
جانے کے بعد شاہ دہلی نے شہزادہ ارکلی خان اپنے بیٹے کو کل پنجاب کی حکومت عطا کی مگر جب بادشاہ نے
شہادت پائی اور **سلطان علاء الدین خلجی** قاتل بادشاہ کا بادشاہ بنا تو رکن الدین
چھوٹا بھائی سلطان جلال الدین دہلی سے بھاگ کر پنجاب کو چلا آیا اور پچاس ہزار سوار مع الماس بیگ
الف خان و ملک ظفر خان امیرون کے براد گرفتاری شہزادہ ارکلی خان و رکن الدین کے دہلی سے مامور
ہوئے اور دونو شہزادے اون امیرون کے قول و قسم پر اعتماد کرکے بلا جنگ وجدل اونکے ساتھ ہولیے جب
دہلی پہنچے تو بادشاہ نے اون دونو بیگناہ کو نابینا کرادیا تسپر بھی اونکے واسطے دائم الحبس کا حکم
نافذ فرمایا اونھین ایام مین دوزخان بادشاہ ماوراالنہر پنجاب کے لینے کے ارادہ پر مع ایک لاکھ سوار کے
داخل پنجاب ہوا دہلی سے بھی الف خان و ظفر خان مع سپاہ کینہ خواہ مامور ہوئے اور آپسمین لڑائی ہوکر دہلی کے
کے فوج نے فتح پائی اس فتح کے بعد ظفر خان نے پنجاب کا انتظام بخوبی کرلیا مگر دوسرے سال ارخلیق خواجہ دواخان
شاہ ماوراالنہر کا بیٹا دو لاکہہ سوار لیکر پنجاب پر چڑھ آیا اور پنجاب مین بے روک ٹوک اوسکا دخل ہوکر ایک فصلی
معاملہ وصول ہو گیا اس کام سے فراغت پاکر وہ دہلی کے لینے کو آگے بڑھا اور دہلی کے پاس شاہ دہلی اور اسمین
سخت لڑائی ہوئی جسمین اوسنے شکست فاحش کہائی اور بحالت ابتر ماوراالنہر کو چلا گیا اوسکی جانے کی بعد ظفر خان
پھر پنجاب کے انتظام مین مصروف ہوا ابہی بخوبی انتظام ہونے نہین پایا تھا کہ [illegible] مین پھر مغلون کی فوج آموجود
ہوئی اور امروہہ تک ملک کو فتح کرتی ہوئی چلی گئی آخر سلطانی فوج کے ہاتھ سے شکست کہاکر پسپا ہوئی اس
صدمہ کے بعد غازی ملک تغلق دہلی سے پنجاب کی نظامت پر مامور ہوا اوسنے دیپالپور مین قیام رکھا اور
تاج الدین ملک نائب صوبہ لاہور کا حاکم بنا اوسکے وقت مین کپک نامی ایک مغل فوج لیکر پنجاب مین آیا اور
صوبہ کے فوج سے اوسنے شکست کہائی ہی بعد **سلطان شہاب الدین و سلطان**
قطب الدین مبارکشاہ خلجی کی سلطنت کے وقت بھی وہی ملک غازی خان تغلق
پنجاب کا صوبہ مقرر رہا جب سلطان قطب الدین مبارکشاہ خسرو خان اپنے معشوق کے ہاتھ سے مع اپنے فرزند

قتل ہوا تو یہہ خبر سنکر ملک غازی خان تغلق حاکم ملتان کی فوج لیکر دہلی گیا اور خسرو خان نمکحرام کو جرم
آقا کشی کے گرفتار کر کر قتل کیا اور خود **سلطان غیاث الدین تغلق** خطاب پاکر بادشاہ
ہوا اوسنے بہرام ناظم ملتان کو کل پنجاب کا صوبہ بنایا سلطان غیاث الدین جب چہت کے نیچے دب کر مر گیا
تو **سلطان محمد تغلق** اوسکا بیٹا تخت نشین ہوا اوسکے وقت مین پلیری خان بن داؤد خان مغل
حاکم الوس بیشمار فوج لیکر پہلے داخل پنجاب ہوا اور بخاطر جمع پنجاب کو لوٹتا ہوا دہلی پہونچا سلطان محمد نے جب اپنے
آپ کو دشمن کے سامہنے کمزور پایا تو بہت سا روپیہ نقد دیکر اوسکو بیس پا کیا اوسہنین دنون مین بہرام صوبہ پنجاب
و ملتان باغی ہو گیا اور بادشاہ نے خود آکر اوسکے ساتھہ جنگ کیا اور بہرام عین معرکہ مین مارا گیا اور تاتار خان
صوبہ بنا اوسکے وقت ۷۴۳ ہجری مین ملک چند سردار قوم کہکڑ نے سرکشی کی اور بڑی فوج لیکر چڑہ آیا عین
جنگ کے وقت تاتار خان مارا گیا اور ملک چند نے لاہور و دیپالپور کے علاقہ پر قبضہ پاکر مسلمانون کو بہت
ایذا دی یہہ خبر پاکر بادشاہ نے خانجہان امیر لشکر کو مع فوج روانہ پنجاب کیا اور اوسنے ملک چند کو بہت وغا کر
کے ساتھہ لاہور سے نکالا کہکڑون کی فوج تمام و کمال قتل ہو گئی اور ملک چند خود تغیر لباس تنہا نکلکر چلا گیا کل نقد
و خزانہ و اسباب جاہ و حشم کہکڑون کا خانجہان نے اپنی فوج کو تقسیم کیا کہکڑون پر فتح کے بعد ایک شخص مسمی
جہان نام شاہ دہلی کی طرف سے پنجاب مین صوبہ بنکر آیا مگر اوسنے کچھہ قیام نہ اوٹھایا ادہر یہہ آیا اودہر بادشاہ
مر گیا اور **فیروز شاہ بادشاہ** تغلق تخت نشین ہوا اوسکے وقت مین مغل کی فوج ملتان کے رستہ
سے پنجاب مین آئی چونکہ بادشاہ اوسوقت بذات خود کانگڑہ کے مہم مین مصروف تھا صوبہ پنجاب کی مدد نہ کی
اور مغل خاطر خواہ پنجاب کو لوٹ کر اپنے وطن کو چلدیے ۷۷۲ مین کل پنجاب تا سرحد سندہ ساگر دوآب نصیر الملک
ملک مردان خان کے سپرد ہوا اس ناظم نے بہت آبادیان کرائین اور بہت سے گاؤن اور قصبون کو پہر بسایا
۷۹۰ ہجری مین فیروز شاہ بادشاہ مر گیا اوسکے بعد **سلطان تغلق شاہ و سلطان**
ابوبکر شاہ کے وقت مین بہی نصیر الملک ناظم رہا جب نوبت سلطنت **محمد شاہ** بن فیروز شاہ
کی پہونچی تو اوسکے وقت مین سہجا کہکڑ نے پنجاب پر یورش کی اور لاہور و دیپالپور و ملتان پر دخیل ہو بیٹہا
بادشاہ نے اپنے بیٹے ہمایون کو اوسکی سزا دہی کیواسطے دہلی سے روانہ کیا ابہی کچھہ فیصلہ نہین ہوا تہا کہ بادشاہ
دہلی مین مر گیا اور **ناصر الدین محمود شاہ** نے سلطنت پائی اوسنے سارنگ خان و خضر خان
کو بہت سا لشکر دیکر پنجاب کو بہیجا امیر کہکڑان کے سامہنے شکست کہا کر جمون کو بہاگ گیا اس فتح کے بعد عادل خان
برادر سارنگ خان صوبہ لاہور و سارنگ خان ناظم دیپالپور و خضر خان حاکم ملتان قرار پائے مگر تہوڑی ہی
مدت بعد خضر خان و سارنگ خان کے درمیان فساد برپا ہوا اور سارنگ خان نے بادشاہ سے باغی ہو کر علاقہ ملتان

ولاہور وغیرہ اپنے قبضہ مین کرلیا بادشاہ نے تاتارخان و ملک الیاس کو سارنگ خان کی سزا دہی کیواسطے
مامور کیا اور بمقام لاہور فریقین مین لڑائی ہوئی اور سارنگ خان شکست کھاکر ملتان کو بھاگ گیا اتنے مین
میرزا محمد جہانگیر امیر تیمور صاحبقران کا پوتا فوج لیکر ملتان آیا اور قلعہ ملتان اوسنے اپنے قبضہ مین لیکر
سارنگ خان کو قید کیا اگر وہ قید سے بھاگ گیا اور اوہنین دنون مین جب امیر تیمور صاحبقران خود
داخل پنجاب ہوا تو شیخا کھکر باغی اوس سے جاملا بادشاہ نے اوسپر بڑی مہربانی کی لیکن اوسنے برخلاف
حکم امیر کے لاہور آکر شہر کا محاصرہ کرلیا اور قلعہ فتح کرکر قلعہ مین ہو بیٹھا اسواسطے فوج تیموری اوسکی سزا دہی
کے واسطے مامور ہوئی اور تھوڑی سے جنگ کے بعد وہ گرفتار آکر امیر کے روبرو گیا اور مقتول ہوا اوسوقت
امیر تیمور نے اپنی طرف سے خضر خان کو پنجاب کا حاکم بنایا اور دہلی کو چلدیا اور دہلی کے فتح کے بعد سمرقند کو معاودت
کی اوسکی جانے کے بعد خضر خان نے بہت استقلال بہم پہونچایا اور دہلی جاکر بادشاہ بن گیا **سلطان
خضر خان کے** بادشاہ ہونے کے بعد عبدالرحیم عماد الملک جو سلطان خضر خان کے باپ کا متبنی تھا پنجاب
کا ناظم بنا اور خضر خان کے حیات تک حاکم رہا خضر شاہ نے وفات کے بعد **ابو الفتح مبارک شاہ**
بادشاہ ہوا اوسنے ملک رجب کو پنجاب کا صوبہ قرار دیا اوسکے وقت مین بڑا انقلاب پنجاب مین پیدا ہوا
جسرت کھکر بہت فوج لیکر پنجاب پر چڑھ آیا اور تمام علاقہ کو غارت کرتا ہوا لاہور پہونچا اور بخاطر جمع
کل پنجاب پر دخیل ہوگیا سلطان دہلی اوسکی تادیب کیواسطے خود سوار ہوا جب ستلج پہونچا تو جسرت خود بخود
پنجاب چھوڑکر بھاگ گیا ۸۲۵ھ مین بادشاہ لاہور مین آیا اور لاہور کو جو جسرت کے غارت سے ویران ہو چکا تھا
پھر آباد کرایا اور ملک حسن ایک امیر کو نظامت پنجاب کی عطا کی اور دہلی کو روانہ ہوا بادشاہ کے روانہ
ہوتے ہی جسرت پھر آموجود ہوا اور کلانور وغیرہ کے طرف تاراج کرتا ہوا جمون پہونچا اور شہر جمون کو
تاراج کرکر ۸۳۱ھ مین پھر لاہور پہونچا اور دیپالپور تک لوٹتا ہوا چلا گیا اس خرابی کے بعد ملک سکندر
تحفہ صوبہ پنجاب کا بنا وہ ابھی انتظام مین ہی مصروف تھا کہ ۸۳۲ھ مین شیخ علی امیر کابل ایک بھاری لشکر
لیکر پنجاب پر چڑھ آیا اور تمام علاقون کو لوٹتا ہوا لاہور پہونچا مگر سکندر تحفہ نے بہت سا روپیہ دیکر اوسکو
لاہور کے محاصرہ سے اوٹھایا بعد ازان عماد الملک دربار دہلی سے ناظم پنجاب کا لشکر آیا اور شیخ علی کے ساتھ
بڑی بڑی لڑائیان کرکر اوسنے اوسکو پنجاب سے نکالا اوسکے وقت مین پھر کسی مفسد کی جرات نہ ہوئی کہ پنجاب
مین قدم رکھے لیکن شاہ دہلی کو کسی دشمن نے کہنے سے اوسکی نسبت کچھ شک ہوگیا اور اوسکی تبدیلی ہوکر
سکندر تحفہ پھر پنجاب مین آیا اوسکے آتے ہی جسرت کھکر اور شیخ علی دونو پنجاب مین آموجود ہوگئے اور
جسرت نے لاہور پہونچکر شہر کا محاصرہ کرلیا یہ خبر پاکر خود دہلی سے بادشاہ روانہ ہوا اور ملک سرور

وزیر ناظم قرار پایا فوج شاہی کے بیاس پر پہونچتے ہی دونو غارت گر پنجاب سے نکل گئے ملک سرور وزیر نے
تبھی ملک کا انتظام بخوبی انتظام کیا اور نصرت خان کرک انداز کو پنجاب کا صوبہ بنایا وزیر کے جانے کے بعد پھر شیخ علی
پھر آموجود ہوا اور لاہور میں دخل پاکر اور دو ہزار فوج محافظ قلعہ چھوڑ کر دیپالپور کو چلا گیا یہ خبر پاکر
بادشاہ نے عماد الملک کو ناظم بنایا اور خود بھی دہلی سے کوچ کیا بادشاہی توجہ کی خبر پاکر امیر شیخ علی
کابل کو روانہ ہوا بادشاہی فوج نے لاہور کے قلعہ کو آکر محصور کیا دو ہزار سپاہی امیر شیخ علی کے نوکر دن نے
پناہ مانگی اور جان بچا کر چلے گئے سنہ ۸۳۷ھ میں بادشاہ سرور الملک وزیر کے ہاتھ سے شہید ہوا اور

محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان بادشاہ ہوا اوسکی وقت میں ملک بہلول
لودی نے جو پہلے سے صوبہ دیپالپور کا ناظم تھا بلا اجازت شاہی خود لاہور پر آکر قابض ہو گیا اور کل مملکت
پنجاب کی اپنی قبضہ میں کر لی جو کہ بہم جسرت گھکڑ کے رات دن پنجاب کے ناظم کو درپیش رہتی تھی بادشاہ نے
بہلول کو طوعاً و کرہاً حاکم کل پنجاب کا اپنی طرف سے بھی مقرر کر دیا اور جسرت کی سزا دہی کے واسطے فرمان
جاری کیا بہلول نے پنجاب کا حاکم بنکر سکونت اپنی خاص لاہور میں رکھی اور افغانی فوج نوکر رکھ کر پنجاب
ماہور کی اور بادشاہ کے حکم کے برخلاف جسرت گکھڑ کے ساتھ دوستی رابطہ بہت کا پیدا کیا آخر شوکت و حشمت
کامل بہم پہونچا کر دہلی پر یورش کی اور بسازش حمید خان وزیر کے بادشاہ بن گیا **سلطان بہلول
لودی** کے وقت دولت خان لودی پنجاب کا صوبہ قرار پایا سنہ ۸۹۴ھ میں یہ بادشاہ مر گیا اسی بادشاہ
کے وقت سلطنت لنگاہوں کی ملتان میں علیحدہ مقرر ہو گئی اسواسطے بادشاہ نے شیخ یوسف قریشی کے
جس سے حکومت ملتان کی لنگاہوں نے چھین لی تھی حمایت کر کر باربک اپنے بیٹے کو فوج دیکر ملتان کی مہم کو
مامور کیا مگر شاہی فوج نے عند المقابلہ شکست کھائی بعد فوت سلطان بہلول کے **سلطان سکندر
لودی** سلطان بہلول کا بیٹا تخت نشین ہوا اوسکی وقت میں بھی پنجاب کا صوبہ
دولتخان ہی مقرر رہا سکندر شاہ کے مرنے کے بعد **سلطان ابراہیم شاہ لودی** نے
بادشاہت پائی مگر بادشاہ کے ساتھ دولت خان کا کمال بگاڑ پیدا ہوا اسواسطے دولتخان نے بابر شاہ
کو کابل سے بلا بھیجا جب سنہ ۹۳۰ھ میں بابر شاہ لاہور آیا تو دولتخان اوسوقت موجود نہ تھا بہادر خان و مبارک خان
لودی و بھیکن خان لوہانی نے کچھ فوج جمع کر کے مقابلہ بابر کا کیا مگر شکست کھائی اور بادشاہ لاہور پر
قبضہ پا کر دیپالپور کو تیار ہوا اوسوقت دولتخان نے بھی ملازمت حاصل کی اور برکاب بادشاہ کے
دیپالپور پہونچا وہاں دولتخان کے چھوٹے بیٹے نے جو اوسکا دشمن تھا باپ کی چند شکایتیں بادشاہ کی
خدمت میں کیں اسواسطے بادشاہ نے بدظن ہو کر دولت خان کو قید کر دیا مگر چند روز کے بعد پھر قصور

اوسکا معاف ہوکر جاگیر قدیم اوسکی بحال ہوئی مگر وہ قید سے خلاص ہوتے ہی مع غازی خان اپنے بیٹے کے
بادشاہ سے پوشیدہ پہاڑ کو بھاگ گیا اوسوقت بادشاہ اگرچہ سرہند تک گیا مگر بخیال فساد دولت خان
کے پھر واپس چلا آیا اور لاہور میں ہو کر اوسنے امیر عبد العزیز کو پنجاب کا حاکم بنایا اور کابل کو چلا گیا اوسکے
جاتے ہی دولت خان نے تھوڑی تھوڑی فساد مچائی کبھی دہلی کے فوج کے ساتھ مقابلہ اور کبھی امرائے بابری کے
ساتھ لڑائی کرتا تھا سنہ ۹۳۲ھ میں پھر بابر شاہ پنجاب میں آیا پہلے تو اوسنے اسکا انتظام کیا پھر دہلی فتح کی اور
تخت نشین ہوا چار برس چند مہینے اوسنے سلطنت کی پھر جنت نصیب ہوا اوسکے مرنے کے بعد **ہمایون
شاہ بادشاہ** تخت نشین ہوا اوسنے کل پنجاب کا ملک اور صوبہ ملتان جو لنگاہی سلطنت کی اتر جانے کے
بعد ضبطی میں آیا تھا کامران اپنے بھائی کو دیدیا کامران نے شہر لاہور دارالریاست بنایا اور شہر کی آبادی
میں بہت توجہ کی بعد چند سال جب ہمایون شاہ سلطنت سے معزول ہوکر ایران کو چلا گیا تو کامران بھی پنجاب کو
خالی چھوڑ کر کابل میں جا بیٹھا **شیر شاہ افغان** نے تخت نشین ہوکر پنجاب کا انتظام کیا قلعہ رہتاس
بنوایا خواص خان اپنے غلام کو نظامت پنجاب کی عطا کی جب شیر شاہ قلعہ کالنجر کے مہم پر بارود میں آگ لگنے کے
سبب سے جلکر مرگیا اور **اسلام شاہ** اوسکا بیٹا تخت نشین ہوا تو عادل شاہ اور اسلام شاہ دونو بھائیون
میں عداوت پیدا ہوکر لڑائیان ہوئین اوسوقت خواص خان پنجاب کا ناظم عادل شاہ کا حامی بنا اور بادشاہ
سے صریح باغی ہوگیا بادشاہ نے خواجہ اویس شروانی کو پنجاب کا صوبہ بنایا مگر اوسنے خواص خان کے ساتھ
لڑکر شکست کھائی اوسکی مدد کو اور فوج دہلی سے آئی جسنے آتے ہی فتح پائی اور خواص خان کشمیر کو بھاگ کر
چلا گیا کشمیر کے حاکم نے بادشاہ کی تحریر کے بموجب فریب کر اوسکو اپنے پاس بلایا مگر وہ نہ آیا آخر لڑائی ہوکر
خواص خان مارا گیا اور سر اوسکا کٹ کر دہلی کے دربار میں حاضر ہوا خواجہ اویس کی نظامت کے بعد احمد خان
افغان پنجاب کا صوبہ بنا اور انتظام میں اوسنے بہت سرگرمی کی جب اسلام شاہ مرگیا تو **فیروز شاہ
اسلام شاہ کا بیٹا** دہلی کے تخت پر بیٹھا مگر مبارز خان اوسکی حقیقی ماموں نے بکمال بیرحمی اوسکو
قتل کر ڈالا اور خود مخاطب بخطاب **عادل شاہ** ہوکر تخت نشین ہوا دو سال کے بعد اوسکو ابراہیم شاہ
شیر شاہ کے چچہ کے بیٹے نے اوسکو تخت سے اوتارا اور خود **محمد شاہ** کے لقب سے ملقب ہوکر تخت نشین ہوا
اوسکی وقت میں احمد خان افغان صوبہ پنجاب کو دعوی سلطنت کا پیدا ہوا اور اوسنے اپنے آپ کو **سکندر شاہ**
کا خطاب دیکر بادشاہ بنایا اور اکبر آباد کے تخت پر جاکر اجلاس کیا محمد شاہ اور سکندر شاہ کی آپسمین
سخت لڑائیان ہوئین آخر محمد شاہ بھاگ گیا اودہر تو اونمین افغانون کی یہ حالت گذر رہی ہے اور اودہر ہمایون بادشاہ
نے کابل سے کوچ کیا اور ایک جرار فوج لیکر داخل پنجاب ہوا اور بلا جنگ جدل کل پنجاب پر اوسکا عمل دخل ہوگیا اسی ایام میں

کو بخطاب فرزند ارجمند مخاطب تھا پنجاب کا صوبہ بنا کر خود دہلی کو روانہ ہوا اور وہان جا کر دوبارہ جلوس کیا اور اپنے
فرزند جلال الدین محمد اکبر کو مع بیرم خان سپہ سالار سکندر شاہ کے استیصال اور پنجاب کے انتظام کیواسطے پنجاب کو روانہ
کیا مگر اسبات کو چھہ مہینے گذرنے کے بعد ہمایون شاہ جنت نصیب ہوا اور **سلطان جلال الدین
محمد اکبر بادشاہ** نے بعمر تیرہ سال بمقام کلانور بجلوس شاہی اجلاس کیا اور سید ابو المعالی جو اپنے
آپ کو بسبب خطاب فرزندی کے وارث شاہی جانتا تھا مقید ہوا اور خواجہ خضر خان کو پنجاب کی حکومت عطا
ہوئی اور خواجہ محمد سیستانی بعہدہ نیابت مامور ہوا اور خود بادشاہ کانگڑہ و نور پور ہوتا ہوا پنجاب کے طرف آیا اور
پھر ہیمو مفسد کے رفع فساد کے واسطے دہلی کو چلا گیا دو برس کے بعد پھر اکبر شاہ لاہور مین آیا اور چلتے مرتبہ شمس الدین
محمد کو نظامت پنجاب کی سپرد کی مگر یہہ ناظم بسال ۹۶۹ھ وزارت کی عہدہ پر ممتاز ہوا اور قطب الدین محمد اسکا
بھائی پنجاب کا ناظم بنا ۹۷۳ھ مین محمد حکیم میرزا کابل سے بڑی فوج لیکر لاہور پہونچا اوسوقت محمد قطب الدین خان
و میر محمد خان نایب بنیابت و نو قلعہ بند ہوئی یہہ خبر پا کر بادشاہ نے خود پنجاب کے طرف کوچ کیا مگر محمد حکیم بادشاہ
کے پہونچنے سے پہلی ہی مع لشکر چلدیا لاہور مین پہونچکر نظامت کا عہدہ حسین قلی خان ترکمان کو ملا سنہ ۹۷۴ھ مین
بادشاہ پھر اکبر آباد سے لاہور آیا اور پاک پٹن جا کر حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر چشتی کے مزار کی زیارت کی
سنہ ۹۸۰ھ مین حسین قلی خان ناظم کانگڑہ کے مہم پر بھیجا گیا اوسکے جانے کے بعد مرزا ابراہیم حسین و مسعود حسین
مفسدون نے بڑا فساد پنجاب کے علاقون مین برپا کیا یہہ خبر پاکر حسین خان راجہ کانگڑہ سے صلح کر کر فی الفور پنجاب مین
آپہونچا عند المقابلہ مسعود حسین تو مقید ہوا اور ابراہیم حسین ملتان کو بھاگ گیا اور وہان پہونچکر مقتول ہوا سنہ ۹۸۲ھ
مین پنجاب کا صوبہ بنگال کے طرف مامور ہوا اور شاہ قلی خان کو نظامت پنجاب کی ملی سنہ ۹۸۵ھ مین شاہ قلی خان قلعہ
سوالکہ کے مہم پر بھیجا گیا و مرزا یوسف خان و مسند عالی فتح خان و سید عمر بخاری و شیخ محمد غزنوی و سید قاسم بارہہ
پنجاب کے کام پر مامور ہوئی سنہ ۹۸۶ھ مین شاہ قلی خان سوالکہ کے مہم کو انجام دیکر بدستور پنجاب مین ناظم بنا اور
چندی وہان رہکر بلوچستان کے انتظام کے واسطے چلا گیا اوسی سال پھر بادشاہ پنجاب مین آیا اور بعد زیارت مزار
خواجہ فرید گنج شکر کے لاہور پہونچا اور ایک بڑا جشن سالگرہ کا کر کر کل راجون و جاگیردارون و رئیسون امیرون
کا اجتماع کیا اور کئی روز تک ہنگامہ عیش و عشرت کا گرم رہا اس جشن کے بعد بادشاہ بھیرہ کے ملک کو گیا اور
چندی وہان سیر و شکار مین مصروف رہا اور بعد سیر اکبر آباد کو معاودت فرمائی اوسی سال مین محمد حکیم میرزا
کابل سے بارادہ تسخیر پنجاب بہت بھاری لشکر لیکر لاہور آپہونچا اور راستہ مین بادشاہی حکم سے کوئی اوسکا مزاحم
نہوا کیونکہ سب کے نام تاکیدی احکام جاری ہوچکے تھے کہ اگر حکیم میرزا دریای سندھ سے اوترے تو کوئی شخص اوسکا مزاحم
نہوا اسواسطے وہ بہت دلیر ہو کر لاہور آپہونچا راجہ بھگوان داس و کنور مانسنگہ صوبہ داران لاہور قلعہ مین

محصور رہوئی اتنے مین بادشاہ کے آنے کی خبر مشہور ہوئی اور محمد حکیم میرزا محاصرہ چھوڑ کر کابل کو چلا گیا جب بادشاہ
لاہور آیا تو تھوڑے روز مقام کرکے پشاور کو کوچ فرمایا اور قلعہ اٹک دریای سندہ کے کنارے بڑا مضبوط تعمیر کیا
اور فوج شاہی کابل کے مہم پر مامور ہوکر فتحیاب ہوئی اور سلطنت کابل و قندہار و افغانستان اکبری تسلط مین
آگئی اس مہم سے فراغت پاکر بادشاہ لاہور پہونچا اور شہزادہ سلیم کی شادی راجہ بھگوانداس کی بیٹی کے
ساتھہ بڑی دہوم دہام سے کی سنہ ۹۹۵ھ مین شہزادہ سلیم کے گہر راجہ بھگوانداس کی بیٹی کے بطن سے بمقام
لاہور بیٹا پیدا ہوا جسکا نام خسرو رکہا گیا سنہ ۹۹۶ھ مین تمام سال بادشاہ لاہور مین رہا سنہ ۹۹۷ھ کے آغاز مین
ہی بادشاہ کشمیر کے سیر کو گیا وہان سے واپس آکر لاہور مین پھر بڑا جشن منعقد ہوا اور تمام شہر مین آئینہ بندی
ہوکر روشنی ہوئی اور قلعہ لاہور کے تعمیر کے واسطے صوبہ کے نام تاکیدی حکم جاری ہوا کہ پہلے چھوٹی قلعہ کو مسمار کرکر
بڑا قلعہ پختہ تعمیر کرے اور قلعہ کے اندر دیوان عام و محل شاہی تعمیر ہو سنہ ۹۹۹ھ مین بھی بادشاہ بمقام لاہور رونق
افروز رہا اور شہزادہ سلیم کے گہر راجہ موٹہہ کے لڑکی کے بطن سے بیٹا پیدا ہوا جسکا نام شہزادہ خورم قرار پایا
سنہ ۱۰۰۰ھ ہجری مین بادشاہ پھر کشمیر کے سیر کو گیا اور فصل بہار وہان رہ کر واپس آیا سنہ ۱۰۰۲ھ مین تیسرا جشن سالگرہ
لاہور مین ہوا اور شہزادہ خورم کا اتالیق راجہ مانسنگہ مقرر ہوکر ولایت اوڑیسہ کی شہزادہ کے جاگیر مین عطا
ہوئی اوسی سال علی نام ایک حکیم نے ایک طلسم کا حوض لاہور مین بنایا حوض کے نیچے کے درجہ مین ایک مکان
تہا جسمین طرح طرح کے پہول اور پوشاکین اور کتابین رکہی تہین اور فرش فروش سے آراستہ تہا حوض کے
کنارے ایک تہہ بند طلسم کا رکہا رہتا جب کوئی شوقین چاہتا کہ اوس مکان کی سیر کرے تو وہ اپنے کپڑے اوتار کر
اوس تہہ بند کو کمر مین باندہ لیتا اور حوض مین کود کر غوطہ لگاتا غوطہ لگاتے ہی جب وہ آنکہہ کہولتا تو اپنے آپ کو
اوس مکان کے اندر پاتا پہر وہ تہہ بند کو اوتار دیتا اور مکان کے اندر کے پوشاکون مین سے ایک پوشاک
پہن کر مکان کی سیر کرتا کتابون کو دیکہتا جب چاہتا کہ اوس مکان سے باہر آوے تو وہان کے پوشاک اوتار کر وہی
اگلا تہہ بند باندہ لیتا اور آنکہین بند کرکے بیٹہہ جاتا جب کہولتا تو اپنے آپ کو حوض کے اندر کہڑے ہوئے پاتا
اس عجیب طلسم کی سیر خود بہی بادشاہ نے کی اور بڑا بھاری انعام حکیم کو بخشا سنہ ۱۰۰۸ھ دکن کی فتح کی خبر بادشاہ
کو بمقام لاہور پہونچی اور بڑا جشن منعقد ہوا جشن کے بعد کوچ کی تیاری ہوئی خواجہ شمس الدین خوافی کو دیوان
سیر مراد و دکہنی کو بخشی خیر اللہ کو کوتوال مقرر کرکر اکبرآباد کو کوچ کیا مگر پہر لاہور تک آنے کا اتفاق نہوا
اور سنہ ۱۰۱۴ھ مین عالم فانی کو کوچ کیا اکبر بادشاہ کے مرنے کے بعد **شہزادہ سلیم الملقب بہ نور الدین**
محمد جہانگیر شاہ بادشاہ ہوا اوسکے وقت مین محمد قلی بیگ ناظم پنجاب کی تبدیلی [illegible]
ہوئی اور دلاور خان افغان صوبہ پنجاب قرار پایا ابتدائی سال جلوس مین شاہزادہ خسرو بادشاہ کے حقیقی

بیٹے نے سلطنت کی طمع سے بغاوت اختیار کی اور دارالحکومت سے باپ کے بلا اجازت اٹھ کر چلا آیا یہہ خبر پاکر خود بادشاہ
بافوج کینہ خواہ شہزادہ کے تعاقب پر آیا دلاور خان صوبہ لاہور نے شاہزادے کے پہونچنے سے اول ہی لاہور پہونچکر
شہر کے حصار پر توپین چڑھا دین اور قلعہ کو مستحکم کر دیا لاہور پہونچ کر شہزادہ کو خبر پہونچی کہ امیر الامرا معہ فوج
بیاس کے کنارے متصل سلطانپور آپہونچا ہے اسواسطے فی الفور اوسطرف کوچ کیا اور فریقین مین سخت لڑائی
ہوئی اگرچہ شاہزادہ کی فوج بہت اور بادشاہی فوج کم تھی تو بھی شہزادے کی کم نصیبی سے اوسکو شکست ہوئی
اور ابتر حالت کے ساتھ وہانسے بھاگا اس فتح کے بعد بادشاہ لاہور آیا اور شہزادے کے گرفتاری کے اشتہار
جابجا بھیجے گئے اوسوقت شہزادہ نے بصلاح میرزا حسن بیگ بدخشی جاگیردار رہتاس کے جو اوسکا بڑا مشیر و
خیرخواہ تھا کابل کے سمت کو جانیکا ارادہ کیا جب دریاے چناب کے کنارے گذر شاہپور پر پہونچا تو کشتی نہ پائی وہانسے
سودرہ کے گذر کے طرف آیا وہان ایک کشتی ملی اور ملاحون کو طمع دیکر شاہزادہ کشتی پر سوار ہوا مگر ملاح کی دل مین
بادشاہی انعام کے طمع کے سبب سے بدنیتی آگئی اور کشتی کو ریتہ کے طرف لیگیا جب کشتی ریتہ مین پہنس گئی تو ملاح دریا
مین کود پڑا اور تیرکر کنارے آپہونچا اور سودہرہ کے چودہری کو خبر کر دی وہ اوسیوقت میر ابوالقاسم گجرات کے
فوجدار کے پاس آیا اور شاہزادہ کی گرفتاری کی خبر دی وہ فی الفور بہت سا لشکر لیکر وہان جا پہونچا اور شہزادہ
معہ اوسکے امیرون و مشیرون کو گرفتار کرکے بادشاہ کے حضور مین بہیجدیا بادشاہ نے شہزادے کو سخت قید کیا اور
حسن بیگ اور عبدالرحیم دونو اوسکے مصاحبون کو گاے اور گدہے کے چمڑے مین سلوا کر مار دیا اور باقی باغیون کے
مارنیکو واسطے شہر کے دروازے سے شہزادہ کامران کے باغ تک برابر سولیان نصب ہوئین اور سب کے سب شہزادہ
کے روبرو سولی پر چڑہائے گئے بعد اس انتظام کے بادشاہ کابل کو چلا گیا اور دو مہینے کے بعد واپس آیا اسی عرصہ مین
بادشاہ کو خبر پہونچی کہ شہزادہ خسرو نے قید مین پڑے ہوے نورالدین آصف خان کے بیٹے کو جو اوسکا محافظ تھا اپنے ساتھ
ملا لیا اور اوسکی معرفت چارسو سے زیادہ امراے بادشاہی نے شاہزادہ کے ساتھ سازش کر لی اور سب کے سب
اسبات پر مستعد ہوگئے ہین کہ وہ بادشاہ کو قتل کرکے شہزادہ کو تخت پر بٹھلاوین بلکہ مخبر نے اون سب امیرون کے
نام کی ایک فہرست خاص شہزادے کے ہاتھ کی لکہی ہوئی بادشاہ کے خدمت مین پیش کر دی یہہ خبر پاکر بادشاہ
نے قلعہ لاہور مین دربار عام کیا اور نورالدین محمد شریف اعتمادالدولہ و امتیاز خان شہزادے کے محافظ کو
قتل کیا اور سب کے نسبت چشم پوشی کرکے فہرست کے کاغذ کو سب کے روبرو جلا دیا اور شہزادہ کو تشہیر کرکے سخت تر
قید مین رہنے کا حکم دیا اس انتظام کے بعد بادشاہ نے دارالخلافت کو کوچ کیا اور قلیچ خان صوبہ دار اور خواجہ [illegible]
دیوان پنجاب کا مقرر ہوا ۱۰۲۱ھ مین مرتضی خان پنجاب کا صوبہ بنا ۱۰۲۲ھ مین پنجاب کے ملک مین ایک عجیب طرح کا
وبا نمودار ہوئی کہ یعنی اول ایک چوہا مکان مین سے نکلتا اور دیوانہ وار اپنے سر کو ہر طرف مار کر مرجاتا اوسکی

مرنے کے بعد اگر کل آدمی اوس گھر کے جنگل کو نکل جاتے تو بچ جاتے ورنہ سب کے سب ایک ہی مرتبہ مرنے لگتے اس
وبا کے زور سے گانوں کے گانو اور محلون کے محلے ویران ہوگئے تھے وبا اول پنجاب مین نمودار ہوئی تھی کشمیر و پہاڑ و
ہندوستان کے ملکون مین بھی اسکا اثر پہونچا سنہ ۲۸ مین بادشاہ نے لاہور آنے کا ارادہ کیا اور حکم ہوا کہ
آگرہ سے لاہور تک سڑک پر دوطرفہ درخت لگائے جاوین اور مینار و سرائین تعمیر ہون مگر بادشاہ لاہور نہ آیا
اور کلانور کے راستے کشمیر کو چلا گیا کشمیر کے سیر کے بعد دائرہ دولت لاہور آیا اور اسکا بات شاہی جو قلعہ کے
اندر تعمیر ہو رہے تھے اونکا معائنہ کر کر ہندوستان کو چلا گیا سنہ ۳۱ مین بادشاہ کانگڑہ کے پہاڑ کے سیر کو گیا اور
وہان سے لاہور آیا اور اسی مقام پر شہزادہ خورم کے شور و فساد کی خبر پہونچی یہہ خبر سنکر بادشاہ غضبناک ہوا
اور شہزادہ کی جاگیر جو حصار مین تھی اوسکی ضبطی کر کر شہزادہ شہریار کے نام مقرر فرمائی اور اس رنجش کا سبب
یہہ تھا کہ نورجہان بیگم بادشاہ کی معشوقہ جسکو بادشاہ دل و جان سے چاہتا تھا شہزادہ شہریار کو بہت چاہتی تھی
اور علاقہ دھول پور شہریار کے جاگیر مین تھا شہزادہ خورم نے ایک دن موقع پاکر بادشاہ کے زبانی حکم
کے ذریعے سے دھول پور کا علاقہ اپنی جاگیر مین کر لیا اور اپنا ناظم وہان مامور کر دیا مگر شہریار کے ملازمون نے
قبضہ نہ دیا اور باہم سخت لڑائی ہوئی اس بات پر بادشاہ سخت غضبناک ہوا جب یہہ خبر سنکر شاہزادہ خورم برملا
باغی ہو گیا اور دکن سے اکبرآباد کی طرف کوچ کیا بادشاہ نے لاہور سے شہزادہ پرویز کو شہزادہ خورم کے
مقابلے کے واسطے روانہ کیا اور صادق خان کو لاہور کا صوبہ مقرر کر کے کشمیر کی راہ لی کشمیر کے سفر کے بعد کابل
کے ملک کو معائنہ فرمایا سنہ ۳۷ مین بادشاہ حسب العادت جو ہر سال بہار کے موسم مین کشمیر جاتا تھا کشمیر گیا تو
بسبب بدی آب و ہوا ضیق النفس کے مرض نے زور کیا اور اوسی مرض کے صدمے سے جان بحق تسلیم کی آصف خان
و نورجہان بیگم بادشاہ کی نعش لاہور لائے اور نورجہان کے باغ مین دفنائی راستہ مین آصف خان وزیر نے
حسب الحکم نورجہان بیگم اپنی ہمشیرہ اور مصلحت وقت کے شاہزادہ شہریار کو بادشاہ بنایا اور
لاہور کے اندر شہزادہ داور بخش نے بجلوس شاہی اجلاس کیا جب شہریار لاہور پہونچا تو دو
شہزادون مین لڑائی ہوئی آخر داور بخش پکڑا گیا اور شہریار کے حکم سے اندھا کیا گیا اتنے مین خبر پہونچی
کہ شہزادہ خورم دکن سے اکبرآباد آ پہونچا اور بخطاب شاہجہان بادشاہ غازی سلطنت کے تخت پر جلوس کیا
چونکہ یہہ کل معاملہ بسازش و اجازت آصف خان وزیر کے ہوا تھا یہہ خبر پاکر وزیر نے فی الفور شہریار کو
قید کر لیا اور سب شہزادون کو بحالت قید ہمراہ لیکر اکبرآباد گیا وہان پہنچ کر کل شہزادون کو قید کے بعد
مین بامر شاہجہان کے قتل کر کر خود بادشاہ بنا اور **شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ**
خطاب پایا اور ابوالحسن اصفہان کے سپرد نظامت پنجاب کی ہوئی اور شاہ جہانگیر کے مقبرے کی تعمیر مین

حکم محکم نفاذ پایا تیسرے سال جلوس کے محمد علم الدین طبیب وزیرخان کا خطاب پاکر صوبہ لاہور پر مقرر ہوا اوسنے
لاہور مین آکر بڑی بڑی عمارتین بنوائین اوسکی عمارتون مین سے مسجد وزیرخان اب تک یادگار ہے نواب
سعد اللہ خان وزیر نے بھی دو حویلیان بہت بڑی عالیشان لاہور مین تعمیر کین ۱۰۴۸ھ مین بادشاہ خود
لاہور مین آیا اور باغ شالامار اور قلعہ کے عمارتون کے تعمیر کے واسطے تاکیدی احکام نافذ کئے اور سرائے
گولیان والی وغیرہ بھی تیار کی گئی ۱۰۴۷ھ مین نواب علی مردان خان قلعدار قندھار خدمت مین حاضر ہوا
اور عرض کی کہ قندھار کا قلعہ حسب الارشاد حضور کے شاہی فوج کے سپرد کردیا گیا بادشاہ اس خدمت کے بجا
لانے پر اوس سے بہت خوش ہوا اور اوسکو کشمیر کا صوبہ بنایا اور حکم دیا کہ راوی سے ایک نہر کھود کر واسطے سیرابی
باغ شالامار کے لاہور تک لاوے اوسی سال نواب وزیرخان صوبہ لاہور کی تبدیلی ہوکر علیمردان خان صوبہ
مقرر ہوا اور علی مردان خان کے کشمیر سے آنے تک صوبہ داری لاہور کی حوالے معتمد خان نائب صوبہ کے رہی
۱۰۵۵ھ مین چوتھی مرتبہ بادشاہ لاہور آیا اور اسی سال مین نورجہان بیگم فوت ہوکر لاہور مین مدفون ہوئی
۱۰۵۶ھ مین کل پنجاب کا ملک شہزادہ دارا شکوہ کے جاگیر مین عطا ہوا اور شہزادہ نے لاہور مین بہت
بڑی عمارات مثل روضہ حضرت میان میر و مقبرہ ملا شاہ قادری و چوک دارا شکوہ وغیرہ لاکھون روپیہ
خرچ کرکر بنوائین اوسکے وقت مین لاہور کی آبادی بہت بڑہ گئی اور اصلی شہر سے دو چندان شہر حصار
سے باہر آباد ہوگیا ۱۰۶۷ھ مین شاہجہان بادشاہ بیمار ہوا اور دارا شکوہ اپنے باپ کے تیمارداری کے واسطے
لاہور سے اکبرآباد کو چلا گیا وہان جاکر آپسمین بھائیون کی سخت لڑائیان ہوئین اور بادشاہ اورنگزیب عالمگیر کی
قید مین آگیا اور دارا شکوہ عالمگیر سے شکست کہا کر لاہور پہونچا مگر اورنگزیب نے اوسکا تعاقب کیا
اسواسطے دارا شکوہ کشتی کے راستہ ملتان پہونچا اوسکے جانے کے بعد عالمگیر نے مسمی طاہر خان کو اپنی طرف سے
لاہور کا صوبہ بنایا اور خود دارا شکوہ کے تعاقب مین ملتان کیطرف چلا گیا اور وہان سے پھر دہلی پہونچکر
اور بخطاب **ابو المظفر محمد محی الدین اورنگزیب عالمگیر بادشاہ غازی**
مخاطب ہوکر تخت نشین ہوا ۱۰۶۹ھ مین عالمگیر لاہور آیا اور محمد امین الدین بدخشی کو پنجاب کی نظامت
سپرد کرکے کشمیر کو روانہ ہوا جاتے مرتبہ فدائی خان کوکہ کے نام تاکیدی حاکم نافذ ہوا کہ قلعہ کے غرب کیطرف
ایک مسجد عالیشان بعمارت سنگ سرخ تعمیر کرائی چنانچہ عمارت شروع ہوکر ۱۰۸۴ھ مین باختتام پہونچی
۱۱۱۸ھ مین یہ بادشاہ جنت نصیب ہوا اور **محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ** اوسکا بیٹا
اپنے بھائیون کا فیصلہ تمام کرکے تخت نشین ہوا اوسکے وقت نظامت پنجاب کی نواب ملک کرم کے تفویض
ہوئی چونکہ مسمی بندا جوگی گرو گوبند سنگھ کے چیلے نے اوسوقت پنجاب مین سخت فساد برپا کیا ہوا تھا اسواسطے

بادشاہ خود لاہور مین آیا اور شالامار باغ کے پاس فروکش ہوا اور لاہور ہی مین بیمار ہوکر بسال ۱۱۲۴ ہجری
مرگیا نعش بادشاہ کی دہلی بھیجی گئی اور دربار حکومت ممالک محروسہ کے نواب ذوالفقار خان بخشی نے یہ
تجویز کی کہ دریای راوی کے دہنی کنارے سے لیکر پشاور و کابل کا حاکم شاہزادہ رفیع الشان ہو اور اکبر آباد سے
تا انتہای آب چنبل و صوبجات جنوب دکن و خاندیس و برہانپور و بیجاپور شہزادہ محمد جہان شاہ کے تصرف مین رہے لاہور
و دہلی و مستقر الخلافت اورنگ آباد تا بنگالہ و ملتان و ٹھٹھہ متعلق شاہزادہ محمد معز الدین کے رہے اور بادشاہی
کل ملک کی بنام معز الدین قرار پاکر خطبہ و سکہ اوسکا اجرا پاوے یہ تجویز تینون بھائیون کی باہم قرار پائی
اور چوتھی بھائی محمد عظیم الدین عظیم الشان کو صاف جواب دینے کی نیت ہوئی یہ خبر پاکر شہزادہ عظیم الشان
جنگ کے واسطے آمادہ ہوا اور انمین سخت لڑائی بمقام لاہور ہوکر عظیم الشان قتل ہوا اور مال و دولت
کثیر اوسکا باہم تینون بھائیون کے تقسیم ہونی لگا مگر تقسیم کے وقت اتفاق نرہا اور دو ایکطرف اور ایک ایکطرف
ہوگئی اور ایسی سرگرمی کے ساتھہ جنگ کیا کہ دونو مارے گئے اور **محمد معز الدین جہاندار شاہ**
تخت پر بیٹھا اور شاہزادہ محمد کریم محمد عظیم کے بیٹے کو قتل کرکے قصہ پاک کیا بعد اس انتظام کے بادشاہ نے
دہلی کو کوچ کیا اور نظامت پنجاب کی نواب زبردست خان کے سپرد ہوئی چونکہ صوبہ بہار مین شاہزادہ فرخ سیر
شہزادہ عظیم الشان کا بیٹا ناظم تھا باپ کے قتل کی خبر پاکر اوسنے سید عبد اللہ قطب الملک و سید حسین علیخان
و سید ناصر الدین علی و سید سیف الدین و نجم الدین سادات بارہہ سے اپنی مدد کے واسطے التجا کی اور بڑی
فوج لیکر دہلی پر چڑہ آیا اور جہاندار شاہ کو شکست دیکر اور بخطاب **جلال الدین محمد فرخ سیر**
بادشاہ مخاطب ہوکر تخت نشین ہوا اوسکے وقت مین نواب عبد الصمد خان دلیر جنگ نے (بڑی بہادری)
سے بندا جو گرو گوبند سنگہ کے چیلے کو پنجاب کے ملک سے گرفتار کرکے بادشاہ کے پاس بھیجا اور وہان جاکر
وہ مقتول ہوا اس خدمت کی عوض مین عبد الصمد خان کو پنجاب کی نظامت عطا ہوئی یعنی انتظام پنجاب کا بخوبی
کیا پھر جب بارہہ والے سیدون نے فرخ سیر بادشاہ کو مار ڈالا اور **ابو الفتح روشن اختر**
محمد شاہ بادشاہ نے سلطنت پائی تو عبد الصمد خان ناظم ملتان اور نواب زکریا خان المشہور
خان بہادر نواب عبد الصمد خان کا بیٹا لاہور کا صوبہ ہوا اور دیوانی صوبہ کے دیوان لکھپت رای کی سپرد
ہوئی اس صوبہ نے سکھون کا شور و فساد شایستہ تدبیرون کے ساتھہ پنجاب سے رفع کیا اور آدینہ بیگ خان کو نائب
فوجدار بناکر ملک دامن کوہ شمالی کے انتظام پر مامور کیا اوسنے وہان جاکر شہر آدینہ نگر آباد کیا اور چھاونی
بنائی اس ناظم کے وقت مین **نادر شاہ بادشاہ ایرانی** حسب الطلب نواب نظام الملک وزیر دہلی
کے جسکی محمد شاہ بادشاہ کے ساتھہ صفائی نتھی براہ پشاور پنجاب مین وارد ہوا نواب زکریا خان نے

اگرچہ نادرشاہ سے جنگ کیا مگر شکست کہائی اور قلعہ لاہور مین محصور ہوا اور بادشاہ سے امان مانگی بادشاہ
نے بیس لاکھ روپیہ نقد اور دس ہاتھی زکریا خان سے لیکر اوسکو امان دی اور خلعت دیکر اپنی طرف سے لاہور کا
صوبہ بنایا بعد اس انتظام کے نادرشاہ دہلی کو گیا اور بعد قتل و غارت دہلی و دولت بی انتہا لیکر کابل کو
چلا گیا بعد چندی پھر کابل سے ملتان تک آیا اور حیات اللہ خان عبد الصمد خان کے بیٹے کو شاہنواز خان کا
خطاب دیکر براہ سیستان ایران کو روانہ ہوا اور راستہ مین مقتول ہوا اوسکے مارے جانے کے بعد احمد شاہ
ابدالی نے قندہار کے قلعہ مین بادشاہی جلوس کیا اوسکی وقت مین نواب زکریا خان صوبہ لاہور مر گیا اور
یحیٰے خان اوسکا بیٹا حاکم بنا اوسکی وقت مین سکھون نے پھر سر اوٹھایا اور جسپت رای دیوان لکھپت رای
کے بھائی کو جو امین آباد کا فوجدار تھا اجتماع کر کر مار ڈالا اسواسطی خود دیوان لکھپت رائے فوج لیکر سکھون کے
سر پر جا پہونچا مگر وہ اوسکی جانے سے اول بھاگ کر جمون جا پہونچے لکھپت رای جمون گیا اور شہر کو محاصرہ
کر کر بہت سے سکھہ تو وہین قتل کر دیے اور دو ہزار سکھہ کو مقید کر کے لاہور لے آیا اور نخاس کے چوک مین سب
گردن ماری گئی جہان اب بھبت سنگہ کے وقت سکھون نے شہید گنج بنایا ہوا ہی اوسوقت بعد ایک عام اشتہار
ہوا کہ جو کوئی شخص سکھہ کو قتل کر کے سر اوسکا حاضر لا دی انعام پا دی اس حکم کے جاری ہونے سے ہزار ہا سکھہ
قتل ہوئے اور ہزارون روپیہ قاتلون نے انعام پایا اوسی عرصہ مین شاہنواز خان ملتان کا صوبہ اپنی باپ عبد الصمد
خان کے جاندادکا جو بمقام لاہور تھی یحیٰے خان پر دعویدار ہو کر لاہور آیا پہلے تو چندروز معرفت صورت سنگہ نائب
دیوان کے سوال و جواب ہوتی رہے پھر عید کا روز آیا اور دونو مدعی و مدعا علیہ بمقام عیدگاہ نماز پڑہنے گئے
وہان دونو کا آپس مین تکرار ہو پڑا اور لڑائی ہو کر یحیٰے خان گرفتار ہوا اور شاہنواز خان شاہی اجازت کی بغیر لاہور کا
صوبہ بن بیٹھا اور دیوان لکھپت رای بھی قید ہو کر محبس خانہ مین رکھا گیا تھوڑے دنون بعد یحیٰے خان مقصوری طہماسپ خان
کے سازش سے قید سے بھاگ کر دہلی کو روانہ ہوا اور اوسکی جانے کے بعد شاہنواز خان کو جو بلا اجازت خود بخود
حاکم بنا ہوا تھا سخت اندیشہ پیدا ہوا اسواسطی اوسنی محمد نعیم خان اپنی معتمد کو کابل کیطرف روانہ کیا اور احمد شاہ
ابدالی کی خدمت درخواست تشریف لانے کی اوسکی لکھنے سے احمد شاہ فی الفور پنجاب کو آیا اور شاہدرہ کے مقام
سے پہلے تو عزاخان اپنی ایک معتمد کو چند معاملات کے تصفیہ کے واسطے شاہنواز خان کے خدمت مین بھیجا مگر اوس
درانی وکیل نے اپنی سخت کلامی سے شاہنواز خان کو درہم و برہم کر دیا اور بلا تصفیہ معاملات کی واپس گیا
اسلیے پہلے مقام سے احمد شاہ نے صابر شاہ اپنی پیرزادہ کو روانہ لاہور کیا اوسنے اگر شاہنواز کے ساتھہ
نہایت ہی سخت کلامی کی علاوہ اسکے شاہنواز خان اس عرصہ مین بذریعہ وزیر قمر الدین خان کے شاہ دہلی کا
مطیع ہو چکا تھا اس سبب سے صابر شاہ وکیل کو گردن مارا گیا یہ خبر پا کر احمد شاہ سخت غضبناک ہوا اور شاہدرہ

سے بکوچ بلغیر لاہور آپہونچا ہنوز دریای راوی سے عبور ہنین کیا تھا کہ شاہنواز خان نے میر عصمت بیگ بدخشی
بخشی کو بڑی بہاری لشکر کے ساتھ احمد شاہ کے مقابلہ کو روانہ کیا اور عند المقابلہ اگرچہ لاہوری فوج درانی فوج سے
دس حصے زیادہ تھی مگر قادر قدیر کے تقدیر سے درانیون نے فتح پائی اور لاہوری لشکر نے شکست کہائی پہر
فتح پاکر احمد شاہ راوی سے اوتر آیا اور مغل پورہ محلہ جو حصار کے باہر تھا درانیون نے لوٹ لیا اوسوقت
شاہنواز خان تو دہلی کو بہاگ گیا اور احمد شاہ نے داخل لاہور ہوکر میر مومن خان اور قصوری پٹہانون
کو جو بعلت ہنگامہ دینے یحیی خان کے معہ دیوان لکہپت رای کے قید تھے رہائی دی دیوان لکہپت رای ناظم بنا
اور قصوری افغان میر مومن خان اوسکی نائب و مشیر کار مقرر ہوے اس انتظام کے بعد احمد شاہ دہلی کو روانہ
ہوا چونکہ شاہزادہ احمد شاہ و وزیر قمر الدین خان اونکی دونون میر معین الملک کو ہمراہ لیکر واسطے سرکوبی
نظامت پنجاب کے دہلی سے پنجاب کیطرف چلی آتے تھے دونو لشکرون کا مقابلہ سرہند کے مقام پر ہوگیا اور لڑائی
شروع ہوئی وزیر قمر الدین خان توپ کے گولہ سے قتل ہوا مگر میر معین الملک اوسکی بیٹے نے ایسی سرگرمی کے
ساتھ لڑائی کی کہ درانی فوج بہاگ نکلی اور احمد شاہ درانی کو بحالت ناچاری پس پا ہونا پڑا میر معین الملک
نے دریای ستلج تک درانیون کا تعاقب کیا اوس مقام سے شہزادہ احمد شاہ تو محمد شاہ بادشاہ اپنی باپ کی
علالت کی خبر سنکر دہلی کو واپس گیا اور میر معین الملک معہ فوج لاہور آپہونچا اور فی الفور حکومت
پنجاب کی اپنی قبضہ مین کرلی اوسوقت سکہونکا پنجاب مین بڑا زور شور تھا اور رامتسر کے پاس اونہون نے
ایک کچا قلعہ بناکر رام رونی نام رکہا تھا اکثر اوسی مقام پر اونکا اجتماع ہوا کرتا میر معین الملک نے
وہ قلعہ گرادیا اور ایک اشتہار عام کل رعایا کے نام بمضمون سے جاری کیا کہ جو سکہ کسیکو ملجاوے
وہ اوسکو پکڑے اور داڑہی کیس اوسکی مونڈ ڈالے اگر صوبہ کی خدمت مین حاضر لاوے تو انعام پاوے اس حکم
کے جاری ہوتی ہی ہزارون سکہون کے سر اور منہہ پر استری چل گئی اور مقتولون کا کوئی تعداد و شمار نہین
بہاگ گئی بہت سکہون نے خود بخود کیس مونڈ ڈالے گویا رسم ہی اوڑ گئی اسی سرگرمی کے ساتھ ابھی میر معین الملک
انتظام پنجاب کا کرہی رہا تھا کہ احمد شاہ ابدالی نے پہر دریای سندہ سے عبور کیا یہہ خبر پاکر صوبہ نے دہلی سے
لشکر منگوایا مگر نہ آیا تو بحالت ناچاری بدین بہانہ پنجاب کو غارت سے بچایا کہ احمد شاہ کی خدمت مین
لکہہ بہیجا کہ مین آپکا تابعدار ہون آپ جو چاہین سو کرین اور خود بہی معہ فوج لاہور سے روانہ ہوکر تہانہ
سدہپور او دریای چناب کے کنارے جا اترا احمد شاہ نے جو میر معین الملک کے بہادریون سے واقف تھا اوسکی
اطاعت کو غنیمت جانا اور لکہا کہ آمدنی تعلقہ سیالکوٹ و گجرات و پسرور وغیرہ جو نادر شاہ لیتا تھا ہمکو
دینا قبول کرو تو ہم واپس اپنی ملک کو چلے جاینگے صاحب کو حسب موقع وقت یہ منظور ہی قبول کیا اور احمد شاہ

واپس اپنے ملک کو چلا گیا ایسی ایسی خبرین پنجاب کے انتظام کے جب دہلی مین پہونچی تو اراکین دربار کو حسد پیدا
ہوا اور شاہنواز سابق صوبہ لاہور کو صوبہ ملتان کا بنا کر دہلی سے روانہ کیا اور تجویز کی کہ میر منو کا دخل
ملتان سے اوٹھا دیا جاوے میر منو نے یہ بات سنکر فوراً دیوان کوڑامل اپنے دیوان کو فوج دیکر ملتان
بھیجا بہادر دیوان جب ملتان پہونچا اور شاہنواز خان کے دخل کا مانع ہوا تو فریقین مین لڑائی ہوئی
شاہنواز خان ہار گیا اس خدمت کی انجام کے بعد دیوان کوڑامل ملتان کا ناظم بنا اور راجہ کوڑامل خطاب
پایا ایسے ایسے جھگڑون کے سبب سے جب میر معین الملک نے حسب الاقرار روپیہ کابل نہ بھیجا تو تیسری مرتبہ
احمد شاہ دریای چناب پر آموجود ہوا اور سکھجیون کھتری اپنے معتبر کو روپیہ مانگنے کے واسطے لاہور کیطرف
روانہ کیا میر منو نے جواب دیا کہ اگر کل فوج درانی کابل کو چلی جاوے تو مین روپیہ دیتا ہون سکھجیون ایلچی
کے روانہ ہونے کے بعد خود بھی میر منو مع فوج اوسکے پیچھے پیچھے چلدیا اور دیوان کوڑامل ملتان اور آدینہ بیگ
خان دوآبہ جالندھر سے معہ فوجون کے بلائے گئے لاہور کی فوج جب چناب پر پہونچی تو احمد شاہ کے فوج دریا نے
کنارے سے اوٹھکر مشرق کے طرف جا اوتری اتفاقاً دونو فوجون کا آپسمین خفیف سا مقابلہ ہو گیا مگر میر منو نے
وہان جنگ کرنا مناسب نسمجھا اور لاہور کو واپس ہوا احمد شاہ بھی پیچھے پیچھے ہو لیا جب قریب لاہور کے پہونچے
تو میر منو اپنے مورچون مین جو پہلے سے تیار کر رکھے تھے گھس گیا اور چار مہینے تک نکلا فریقین کے فوجین اپنی اپنی
مورچون مین ایک دوسرے کے تماشائی بنی رہین جب غلہ کی تنگی اور گرانی بحد نہایت پہونچی تو میر منو نے
اپنی فوج مورچہ سے باہر نکالی اور لڑائی شروع کی اخیر امیدان مین درانیون کو فتح ہوئی دیوان کوڑامل
مارا گیا میر منو نے شکست کھائی اور داخل لاہور ہوا درانی فوج شالامار مین جا اوتری میر منو نے جب دیکھا
کہ اسکے سوا اطاعت کی کوئی چارہ نہین ہے تو خود جا کر احمد شاہ کے پاس حاضر ہوا بادشاہ نے اوسکی عزت
کی اور خانجہان اپنے ایک امیر کو پیشوائی کے واسطے بھیجا فریقین مین بڑی تپاک سے ملاقات ہوئی پچاس لاکھ
روپیہ نقد لیکر دوبارہ نظامت کا خلعت میر منو کو عطا ہوا عبداللہ خان سپہ سالار بڑی فوج کے ساتھ
کشمیر کے فتح کو روانہ ہوا جب احمد شاہ اور میر منو کا مقدمہ بر پا تھا تو سکھون کی خوب بن آئی تھی گانو کے
گانو اونہون نے لوٹ کر اوجاڑ دیے پھر احمد شاہ کے چلے جانے کے بعد میر منو پھر سکھون کے انتظام مین مصروف
ہوا اور سنا کہ بڑا اجتماع سکھون کا اب موضع اوان مین جو لاہور سے چھ کوس کے فاصلہ پر ہے ہو رہا ہے اسواسطے
میر منو اپنی فوج لیکر شباشب وہان جا پہونچا اور سکھ بیشمار قتل کئے ۱۱۶۶ھ مین میر معین الملک شکار کھیلتا
گھوڑے سے گرا اور اوسی صدمہ سے سخت تقصیب ہوا اگرچہ میر امین الدین چار سالہ بیٹا اوسکا باقی رہا مگر
وہ بھی دس مہینہ بعد چیچک نکلکر مر گیا اور مراد بیگم میر منو کی عورت نے پنجاب کی حکومت اپنے قبضہ مین کی

دہلی اور کابل کے طرف عرضیان بھیجکر اپنی تقرری کی سندین منگوالین مراد بیگم کے دربار کے بڑے امرا
نواب میر بھکاری خان بانی مسجد طلائی و میر مومن خان و آدینہ بیگ خان تھے مگر تھوڑے ہی دنون بعد اعتماد
مراد بیگم کا اون پر نہ رہا اور کابل سے ایک امیر خانجہان نام اوسنے بحکم احمد شاہ منگوا کر مختار کل بنایا
اوسکے آنے سے بھکاری خان بے اختیار ہوگئے آدینہ بیگ خان تو اپنے علاقہ دوآبہ بست مین چلا گیا میر مومن خان نے
دربار کی آمد و رفت سے توقف کی نواب بھکاری خان کو مراد بیگم نے زنانہ محل مین بلوا کر کنیزکون کے
ہاتھ سے مروا ڈالا اوسکی شہادت کا صرف یہی باعث تھا کہ نواب میر بھکاری خان آدمی جوان و
حسین و جمیل گو نیک ذات فقیر عابد زاہد تھا مراد بیگم اوسکے شیفتہ حسن و جمال تھی طالب وصال تھی مگر بھکاری خان
زنا کو حرام جانتا عورت کا کہنا نمانتا جب کوئی صورت نہ بن آئی تو عشق نے دشمنی کی صورت دکھائی مراد بیگم
نے اوسکو گھر بلایا اور وہی سوال درمیان مین آیا جب اوسنے انکار کیا نمک خواری کا اظہار کیا تو وہ
غضبناک کمال ہوئی غصہ سے لال ہوئی اور کنیزکون کو حکم دیکر اوس بیگناہ سید عالیجاہ کو محلون کے
اندر ہی پھانسی دیدیا مراد بیگم کے وقت انتظام پنجاب کا بالکل بگڑ گیا سکھون نے ڈاکے ڈالنے لگے گانو اجڑنے
لگے ملک بے چراغ نہ کوئی حاکم نہ داد رس رعایا برباد یہہ خبر جب دہلی مین بدربار احمد شاہی پہونچی تو غازی الدین
عماد وزیر پنجاب کے انتظام کیواسطے مامور ہوا مراد بیگم نے جب جانا کہ اب ناظم سلطنت آتا ہے ملک میرے ہاتھ
سے جاتا ہے تو اوسنے اپنا وکیل بھیجکر وزیر کے ساتھ اپنی شادی کی ٹھہرائی اور خود جاکر بمقام ماچھی واڑہ
وزیر سے ملاقات کی اور نکاح کرلیا اور بی بی میان باتفاق ایک دوسرے کے لاہور پہونچے وزیر نے اپنی
طرف سے ایک شخص سید جمیل نام کو پنجاب کا ناظم بنایا اور مراد بیگم کو اپنے محلون مین رہنے کا حکم دیا اس بات سے
بیگم ناراض ہوگئی اور وزیر سے پوشیدہ بھاگ کر کابل پہونچی اوسکی ترغیب سے احمد شاہ چوتھی مرتبہ پنجاب
مین آیا اوسکے آتے ہی سید جمیل ناظم دہلی کو چلدیا احمد شاہ بھی اوسکے پاشنہ کوب دہلی پہونچا اور دہلی
فتح کرکر احمد شاہ بادشاہ چغتائی کو پھر تاج بخشی کی اور سرہند تک اپنے ملک کی سرحد مقرر کرکر لاہور آیا
اور شاہزادہ تیمور اپنے بیٹے کو اسنے پنجاب کی نظامت سپرد کی اور کابل کو چلا گیا شہزادہ کی دربار مین جو امرا
خان جہان و مراد خان وغیرہ منتظم امیر تھے جنکے شائستہ تدبیرون سے پنجاب کا انتظام بہت اچھا ہوگیا اور
شہزادہ خود بھی آدمی دانا و عقیل و حلیم الطبع و سخی تھا اوسکے وقت سکھہ جب جا بجا آپ اپنے گھرون مین جا بیٹھے مگر
یہہ عمدہ انتظام آدینہ بیگ خان کی سرکشی کے سبب سے ٹوٹ گیا اوسکا مجمل حال یہہ ہے کہ جب شہزادہ تیمور
پنجاب کا ناظم بنا تو اوسنے آدینہ بیگ خان کو دوآبہ بست سے اپنی سلام ہونے کے واسطے بلایا مگر وہ نہ آیا اور چند
مدت تک چند در چند عذرات لکھتا رہا آخر اوسکی حاضری کیواسطے فوج درانی مامور ہوئی یہہ خبر پاکر اوسنے

مرہٹون کو جو دہلی کے گرد نواح وغیرہ ہندوستان کے ملکون مین قابض ہوگئی تھی پنجاب مین بلا یا اور مرہٹون کے
سردار ملہار راو وجنکو را و مع پتین لاکھہ سوار کے ستلج پار آ پہونچے اونکی آتے ہی آدینہ بیگ خان اونکی شامل ہو
اور وہ کوچ بکوچ لاہور کیطرف آئی یہہ خبر پاکر شہزادہ تیمور نے پنجاب کی حکومت ترک کی اور کابل کو چلدیا
مرہٹون نے پنجاب مین آکر بے جنگ جدل اپنا تسلط جما یا راگھو جی سپہ سالار کے حکم اور آدینہ بیگ کے تجویز
سے حکومت لاہور کی خواجہ میرزا افغان کو عطا ہوئی جو تیمور شاہ کے فوج کا افسر تھا کر آدینہ بیگ خان
کے گرفتاری کیواسطے گیا تھا اور وہان جاکر اوسنی آدینہ بیگ کے ساتھہ سازش کرلی تھی شام جی و رام جی
دو مرہٹہ کل پنجاب کے حاکم قرار پائی صاحباجی مرہٹہ دس ہزار فوج کے ساتھہ اٹک کے قلعہ مین مامور ہوا اور
آدینہ بیگ خان بدستور دوابہ بست جالندہر کا ناظم رہا تھوڑے سے مدت کے بعد خواجہ میرزا لاہور کے
حکومت سے معزول ہوکر کوہ جمون کیطرف بھاگ گیا اور دکس مرہٹہ مالوراؤ ددا دوراو لاہور کے
حاکم مقرر ہوئی ایسی نا پرسان وقت مین سکھون لٹیرون کی خوب بن آئی تھی اور وہ بدہ یہہ لوٹ مار کرتی
پھرتے تھے آدینہ بیگ خان نے جب سکھون کی یہہ حالت دیکھی تو فوراً ایک فوج لیکر اون پر چڑھ آیا مگر
سکھہ ہاتھہ نہ آئی اونھین نے تو نہین کو ملکے افغانون اور آدینہ بیگ کی آپسمین سخت لڑائی ہوئی اور رجا خان
گوپلہ والہ مارا گیا ۱۱۷۰ ہجری مین پنجاب مین سخت قحط پڑا تمام ملک قحط کے صدمے اور سکھون کے غارت سے
برباد ہوگیا ۱۱۷۱ آدینہ بیگ خان مرگیا اور اوسی سال احمد شاہ درانی نے پھر پنجاب کی طرف رخ کیا جب
اٹک پر پہونچا تو کل مرہٹہ پنجاب سے نکلکر چلے گئے احمد شاہ درانی نے لاہور آکر کریم داد خان کو لاہور کا حاکم بنایا
اور زینخان سے کے گجرات وغیرہ کی فوجداری سپرد کی اور خود ہندوستان کیطرف چلا گیا اور وہان جاکر
مرہٹون کے ساتھہ ایسی زور شور سے لڑائی کی کہ باوجود کثرت فوج کے مرہٹہ بھاگ نکلے اور درانی فوج کو سون
تک اونکو قتل کرتی ہوئی چلے گئے اسی وقت مین کہ تمام فوج اور سردار بادشاہ کے ساتھہ مرہٹون سے لڑ رہی
تھے پنجاب مین سکھون نے خوب غدر مچا یا جسا سنگہ آلو والیہ وجیت سنگہ کہنیہ وگوجر سنگہ ولہنا سنگہ نے امرتسر مین
جمع ہوکر لاہور کے لوٹنے کی تجویز کی اور سبنے باتفاق آکر لاہور کا محاصرہ کر لیا اور حصار کے باہر کی عمارتون
کو آگ لگا دی اور جسکو پایا لوٹ لیا مکانات کے لکڑ ہان اوتار لین لاہور کا حاکم جب بہت تنگ ہوا تو اوسنے
سکھون کے پاس صلح کا پیغام بہیجا اونھون نے جواب دیا کہ اگر تم خالصہ جی کو کڑاہ پرشاد کہلا دو تو جاتے ہین آخر
تیس ہزار روپیہ دیکر لاہور کے سر سے اوسنی یہہ بلا ٹالی مگر حصار کے باہر کی آبادی مین سے کچھہ باقی نرہی
جب احمد شاہ مرہٹون پر فتحیاب ہوکر آیا تو سربلند خان کو ناظم ملتان وزین خان کو حاکم سرہند وخواجہ عبید خان
کو حاکم لاہور بنایا اور ولایت کو کوچ کیا مگر راستہ مین سکھون نے شاہی لشکر کے ساتھہ چھیڑ چھاڑین کہین

اور شبخون مارہی مگر چونکہ بادشاہ کو اپنی خانگی فساد کے رفع کرنے کے واسطے کابل جانا جلد تر ضرور تھا اوس وقت
اس گستاخی کی سزا دہ سکھون کو نہ دیسکا اور غصہ مین بھرا ہوا ولایت کو چلا گیا کابل پہونچتے ہی اوسنی
نورالدین خان نام سردار کو مع فوج سکھون کے سزا دہی کے واسطے پنجاب طرف روانہ کیا جب وہ سردار
مع فوج جرار دریای چناب سے وار اترا تو چڑت سنگہ سردار نے بڑی جانفشانی کے ساتھہ اوسکا مقابلہ کیا یہان
افغانی فوج کو شکست ہوئی اور نورالدین خان سیالکوٹ کے قلعہ مین جاکر پناہ گزین ہوا
چڑت سنگہ نے سیالکوٹ کے قلعہ کو محاصرہ کیا اور نورالدین نے وہانسی بھاگ کر راجہ جمون کے پاس پناہ
پائی یہہ حال سنکر خواجہ عبید صوبہ لاہور اپنی فوج لیکر سکھون کی سزا دہی کیواسطے سوار ہوا لیکن اوسنی
بھی عند المقابلہ شکست کہائی اس فتح کے بعد پنجاب مین سکھہ انا ربکم الاعلی کا دم بھرنی لگے اور سنگے
ملکہ گورو جاقلد اس گدی نشین جنڈیالہ جو مطیع الاسلام اور احمد شاہ بادشاہ کا ممد تھا یورش کی اور
جنڈیالہ کا محاصرہ کر لیا جاقلد اس نے اس حال کی عرضی بادشاہ کی خدمت مین بہیجی عرضی کے پہونچتے ہی احمد شاہ
بفوج خاطر خواہ بکوچ ملغار پنجاب کو روانہ ہوا اور سکھہ تہوڑی سی لڑائی لڑکر بھاگ گئی اور ستلج سے اوتر
کر سرہند کے جنگلون مین جا چھپی یہہ خبر پاکر زین خان سرہند کا صوبہ انکی سرکوبی کے واسطے سوار ہوا اور
رائی پور کے قریب سکھون سے لڑائی شروع ہوئی قریب تھا کہ زین خان کی فوج بھاگ نکلی کہ اتنے مین خود احمد شاہ
درانی رستم ثانی وہان جا پہونچا جب سکھون نے درانیون کی ٹوپیان دیکھین تو چاہا کہ بھاگ جائین مگر اوس وقت
کون بھاگنی دیتا تھا درانیون نے چارون طرف سے اونکو گھیر لیا اور اسقدر قتل عام ہوئی کہ عند الشمار بیس ہزار
نعش سکھون کی شمار مین آئی اس لڑائی کو سکھہ آج تک گھلو گھارا یعنی قتل مشہیار کہتے ہین اس لڑائی مین
آلا سنگہ پٹیالہ والہ بھی بحالت قید بادشاہ کی حضور مین حاضر ہوا اور نہایت عجز و اطاعت بیان کی بادشاہ
نے کئی لاکھہ روپیہ نقد اس سی لیکر گدی پٹیالہ کی اسکو بخشی اور راجگی کا خطاب دیا بعد اختتام اس مہم کے
احمد شاہ لاہور آیا اور نورالدین خان کو ناظم کشمیر مقرر کر کے حکم دیا کہ جیون مل کابلی جو پہلا صوبہ کشمیر کا
باغی ہے اوسکو گرفتار کر کے حضور مین بہیج دیو اور راجہ جمون کی فوج اپنے ساتھہ لیکر کشمیر جاوے ہنوز بادشاہ
لاہور مین ہی تھا کہ جیون باغی بحالت قید کشمیر سے آکر پیش ہوا اور بحکم بادشاہ اندھا کیا گیا انھین
ایام مین بادشاہ کو خبر پہونچی کہ بتقریب میلہ دیوالی کے سکھون کا اجتماع امرتسر مین ہوگا یہہ خبر سنتے ہی
بادشاہ شباشب امرتسر گیا مگر سکھون کو بادشاہ کے پہونچنے سے تہوڑی دیر پہلی خبر ہوگئی تھی اسواسطے
سب بھاگ گئی اور مکان خالی پڑا رہگیا بادشاہ نے جب سکھون کو نہ پایا تو غضب سلطانی جوش مین آیا
اور رامداس کا مندر جو سکھون نے بڑی تکلف سے بنوایا ہوا تھا بنیاد سے نکلوا دیا اور تالاب کے سیڑہیان

بارود سے دہر گرا ڈرادین کل تالابون مین مٹی ڈالکر زمین کے برابر کرا دیئی اور شہر کے اندر جو ہندو تھی سب کو
قتل کیا مکانات جلا دیئی رعایا کو لوٹ لیا یہہ کام جب انجام پا چکا تو بادشاہ لاہور آیا کابلی مل کہتری کو لاہور
کی نظامت عطا کی اور کابل کی سمت کو کوچ کیا بادشاہ کے جاتے ہی سکھہ پھر میدان مین نکل آئے پہلی اونہون
نے قصور کو لوٹا اور بڑی دولت حاصل کی پھر بہیئت مجموعی سرہند پر چڑہ گئی وہان خوب لڑائی ہوئی زین خان
حاکم سرہند نے شہادت پائی سکہون نے شہر سرہند کو غارت کر کے آبادی کا نام بہوڑ امکانات جلا دئی مسجدین گرا دین رعایا کو
لوٹ لیا اور سرا نا سنجار گور وگوبند سنگہ کے وقت کا جو اوسکی دو بیٹی سرہند مین ماری گئی تھی سکھون نے دل
کہول کہول کر نکالا سرہند کے ویرانی کے بعد سکھہ لاہور کیطرف آئے اور محاصرہ کر لیا اور کابلی مل حاکم کو
کہلا بہیجا کہ اگر تو گاؤکش قصابون کو جو لاہور مین رہتی ہین قتل کر ڈالے تو تجھکو امان ہے کابلی مل نے
مصلاح وقت چند قصابان گاؤکش کو ناک کان کٹوا کر شہر سے باہر نکلوا دیا ایسی ایسی خبرین پنجاب کے
احمد شاہ نے سنی تو پھر پنجاب کیطرف توجہ کی مگر اوسکے آتے ہی خالصہ جی ہرن ہو گئی کسی آبادی مین کسی
سکھہ کا پتا نملا ناچار غصہ کہا کر جمون کے راستہ ولایت کو چلا گیا اوسکے جانے کے بعد پھر سکھہ فوج در فوج جنگلون سے
نکل آئے اور بلا مزاحمت جہان جہان کسی جا پا قبضہ کر لیا کابلی مل لاہور کا ناظم جو بادشاہ کے ہمراہ جمون تک
گیا تھا بسبب مزاحمت ہجوم سکہون کے پھر لاہور تک آنے نہ پایا لہنا سنگہ و گوجر سنگہ و سوبہا سنگہ سکہون نے آکر لاہور
پر قبضہ کر لیا اور ایک شہر مین تین حاکم با اختیار بن گئی اور کابلی مل کے قبائل مدت تک اونکی قید مین رہی
سوای اسکی گانو گانو قصبہ قصبہ شہر شہر سکہون کی عملداری جم گئی شاہی عملداری بالکل اوٹھہ گئی پھر خبر پاکر
احمد شاہ پھر پنجاب مین آیا اور سرفراز خان کو کشمیر سے طلب کر کر فوجداری رہتاس کی اسکو دی مگر بسبب
وقوع کسی تنازع خانگی کے فی الفور واپس چلا گیا چند روز کے بعد پھر بادشاہی لشکر داخل پنجاب ہوا جا بجا
سکہون کی تلاش ہونے لگی مگر گرفتاری اونکی خاطر خواہ عمل مین نہ آئی بادشاہ چندی لاہور مین رہا پھر داود خان
برادر مولوی عبد اللہ لاہوری کو حکومت پنجاب کی دیکر سرہند کو روانہ ہوا چونکہ اون دنونمین فیمابین شہزادہ
تیمور اور بادشاہ کی کچھہ شکر رنجی وقوع مین آئی ہوئی تھی سرہند کے مقام سے بایای شہزادہ تیمور ایک دستہ
بارہ ہزار سوار کا بادشاہ کے بلا اجازت اولٹ کر کابل چلا گیا اس بات کی وقوع مین آنے سے بادشاہ کو
سخت غم ہوا اور سرہند سے لوٹ کر ملتان کے راستی ولایت کو چلا گیا اوسکی جانے ہی سکہون نے پھر اپنی اپنی
حکومتین آ سنبھالین اور تینون حاکم پھر لاہور مین آموجود ہوئے داود خان ناظم نے بحالت ناچاری اونکی
اطاعت قبول کی اور احمد شاہ پنجاب سے جا کر بسال ۱۱۸۶ھ بقضای ربانی جہان فانی سے گذر گیا اوسکے بعد

تیمور شاہ بن احمد شاہ درانی کابل کے تخت پر بیٹھا ملک امن کو مشل ڈیرجات شاہ

وکشمیر وغیرہ البتہ اوسکے وقت مین اوسکی زیر حکومت تھا مگر خاص پنجاب مین سوای سکھون غارتگر وکسکی
حکومت نہ تھی تیمور شاہ کے بعد **زمان شاہ** بادشاہ نے سلطنت پائی اور اوسنے کابل سے لاہور
کیطرف توجہ کی اور لاہور مین چند ماہ رہا مگر ہر چند سکھون کو ڈہونڈا کہین سراغ نملا ناچار واپس چلاگیا
اوسکے جانے کے بعد پھر وہی تینون سردار لاہور مین آموجود ہوی اور سکھون نے جابجا اپنے قدم جمائے
سنہ ۱۲۱۳ ہجری مین پھر زمان شاہ بڑا بھاری لشکر لیکر لاہور آیا اور ہر چند چاہا کہ کسیطرح انتظام پنجاب کا دوعم
مین آوے اور اسکی سلطنت پنجاب مین فروغ پاوے آخر جب دیکھا کہ سکھون کے ہاتھ سے اوسکی سلطنت کی پانو پنجاب سے اوکھڑ چکی ہین تو تھوڑی
اپس دوسری دفعہ گذرا اور چندے یہان قیام رکھکر سکھون کی بہت جستجو کرائی مگر کہین سے اونکی کوئی کھوج ہاتھ نہ آئی گانوکے گانو خالی
پڑے دیکھے سو ناچار بادشاہ کوچ کرکے کابل کو چلا گیا وہان جاکر بسبب خرابی اپنے بھائی ہند و نکے مکحول ہوکر معزول الریاست
ہوا شاہ زمان کے دوسری مرتبہ آنے کے وقت بھی شہر لاہور حصار کے اندر سے بھی نصف سے زیادہ اجڑ ابڑا
پڑا تھا گذر کے گذر اور محلون کے محلہ ویران تھے کیونکہ اہل شہر قحط کے صدمے اور سکھون کے لوٹ سے بھاگ کر
جابجا نکل گئے تھے اسمقام تک اہل اسلام کے سلطنت کا حال جو صدہا سال پنجاب مین رہی تھی ختم ہوا فقط

دوسری تقسیم سکھون کے ظہور وعروج وحکومت کی بیانمین بابا نانک کے عہد سے لیکر مہاراجہ رنجیت سنگھ و دلیپ سنگھ کی انقراض سلطنت تک

پنجابی زبان مین سکھہ کے معنی مرید یا چیلے کے ہین اول بابا نانک نے اپنے مریدون کو اس خطاب سے
مخاطب کیا اور اوسکی مرید گورو کے سکھہ کہلائے نانک کے بعد نو سجادہ نشین برابر ایک دوسرے کے بعد
سجادہ نشین ہوتی رہی اونکو سکھہ دسون بادشاہ کہتے ہین اونمین سے چار جانشین تو فی الحقیقت فقیر
تارک الدنیا صاحب عبادت وریاضت تھے اور چھہ باقیماندہ دنیا کی دولت وثروت وجاہ وحشمت ولشکر
وفوج ومال وخزانہ کے طرف راغب رہے پہلا موجد اس مذہب کا گورو نانک تھا یہہ شخص خداپرستی و
خداشناسی وبے تعصبی مین مشہور رہے اچھے اچھے فقیر ہندو ومسلمان سے اپنے فیض پایا باتفاق بھائی
بالا وبھائی مردانہ کے اپنے تمام ہندوستان کی سیر کی مگر اسکی سیر کا حال جو کسی سکھہ نے جنم ساکھی کے
پوتھی مین تحریر کیا ہے اوسکی دیکھنے سے عقل حیران ہوتی ہے کہ وہان یہہ بھی لکھا ہے کہ گورو نانک آسمان
گیا اور بہگوان سے سرگون مین جاکر ملا اوسمین کل سرزمین کی سیر کا حال تحریر ہے اور مندرج ہے کہ
بابا نانک بغداد مین گئے اور پیر دستگیر محی الدین عبدالقادر جیلانی کے ساتھہ طریقت کے علم مین مباحثہ
ہوا جسمین نانک نے فتح پائی مگر افسوس ہے کہ وہ مصنف تاریخ کے علم سے واقف نہ تھا کیونکہ غوث الاعظم

محی الدین عبد القادر جیلانی تخمیناً پانسو برس بابا نانک سے پہلے ہوئے ہین گورو نانک کے سیر کے وقت وہ کہان موجود
تھے اوسمین یہہ بھی لکھا ہے کہ دہلی مین نظام الدین اولیا ملتان مین خواجہ بہاء الحق زکریا ملتانی پاک پتن مین
خواجہ فرید علی ہذا القیاس سب نے بابا نانک سے ملاقاتین کین اور فیض پایا حالانکہ یہہ کل حضرات سینکڑون برس
بابا نانک سے پہلے فوت ہو چکے تھے غرض وہ جنم ساکہی سکھون ہی کے مضامین اور بعلیون کے پڑھنے اور سننے کے لائق
ہے ورنہ کچھہ اصلی مطلب اوس سے حاصل نہین ہوتا - یہہ شخص بابا نانک تیسری کاتک سمت ۱۵۲۶ بکرماجیتی مطابق
۸۷۰ سنہ ہجری بدہ کے دن کالو کہتری قوم بیدی موضع تلونڈی رای بہولا مین جو لاہور سے پچیس کوس بسمت جنوب
مغرب دوآبہ رچنا کے سرزمین مین واقع ہے بعہد سلطان بہلول لودی پیدا ہوا اور اواخر سمت ۱۵۹۶ بکرمی
۹۵۳ سنہ ہجری اسلام شاہ بادشاہ بن شیرشاہ افغان کے عہد مین بمقام ڈیرہ مر گیا اوس مقام پر اب بھی ڈیرہ
نانک کا بکنارہ دریاے راوی بڑا عالیشان مکان بنا ہوا ہے **لہنا کہتری المشہور گورو انگد**
دوسرا جانشین یہہ شخص قوم کا تہن کہتری اول موضع ہری کے مہرابل کے گھر رامون عورت
کے شکم سے سونوار کے روز سمت ۱۵۶۱ گیارہوین بیساکھہ کے پیدا ہوا سمت ۱۵۷۶ بکرمی مین ایک عورت سمات
کہیوی کے ساتھہ اوسکی شادی ہوئی اتفاقاً ایک سال جوالا دیوی کے درشن کو چلا جاتا تھا راہ مین نانک
اوسکو مل گیا اونکی صحبت مین وہ ایسا محو ہوا کہ دیوی کے درشن کرنے بہول گیا اور اپنی خدمت سے گورو کو
ایسا خوش کیا کہ اونہون نے باوجود موجود ہونے اپنی اولاد کے گدی فقر کی اسی کو عطا کی سمت ۱۶۰۹ مین یہہ شخص
مر گیا آدمی صلح کل خدا پرست تھا ہندو مسلمان سب اوسکی نظر مین ایک سے تھے ڈیرہ اوسکا موضع کہدور
بیاس کے کنارے بنا ہوا موجود ہے **گورو امرداس تیسرا جانشین** یہہ شخص بیسوین بیساکھہ
سمت ۱۵۳۶ کے گھر تیج بہان کہتری گوت بہلہ سمات لکہو کے شکم سے پیدا ہوا اور گیارہوین ماگھہ سمت ۱۵۸۰ موضع گونا
سمات منسا دیوی کے ساتھہ اوسکی شادی ہوئی اور آخری عمر مین گورو انگد دوسری جانشین کا چیلہ بنا اور
بصحبت سے خدمت کر کر گورو کی خوشنودی سے گدی پائی بائیس سال پانچ مہینے گیارہ روز مسند نشینی کی آخر بہادون
کے مہینے سمت ۱۶۳۱ مین فوت ہوا ڈیرہ اوسکا موضع گوبند وال مین موجود ہے **گورو رامداس چوتھا**
جانشین گورو رامداس کے باپ کا نام ہرداس تھا اور قوم کہتری سوڈہی تھی پہلی کاتک سمت ۱۵۹۱
بمقام لاہور سمات دیائی کے شکم سے پیدا ہوا اور اٹھارہ برس کے عمر مین گیارہوین پہاگن سمت ۱۶۰۹ مین شادی
اسکی سمات بہانی امرداس کی لڑکی کے ساتھہ ہوئی اور امرداس تیسری جانشین نے بلحاظ دامادی اپنی دختر
بہانی کے بیٹون کو محروم کر کر گدی گورو یائی کی رامداس کو بخشی بسبب خوش خوئی و حسن لیاقت و مستقیم
مزاجی کے تمام پنجاب مین زیادہ تر اسکی مشہوری ہوئی اکبر بادشاہ نے نصف سے زمین اسکو انعام مین بخشی

جسمین اسنے تالاب بنوایا امرتسر نام رکھا تالاب کے گرد شہر کے آبادی کی بنا ڈالی اسکے تین بیٹے تھے ایک پرتھی
دوسرا مہادیو تیسرا ارجن لیکن امرداس نے مسند گوروائی کی ارجن کو بخشی آخر بھادون کے پانچوین سمت ۱۶۳۸
مین مرگیا امرداس کا ڈیرہ گوبندوال مین تھا مگر اب دریا برد ہوگیا ہے مگر مندر نشستگاہ اسکا امرتسر کے تالاب
کے اندر مشہور ہے **گورو ارجن پانچوان جانشین** یہہ شخص اٹھارہوین بیساکھ سمت ۱۶۲۰
منگل کے روز بسمات بھانی گورو امرداس کے لڑکی کے پیٹ سے بمقام گوبندوال پیدا ہوا اور نوین بیساکھ
سمت ۱۶۳۶ چندن سنگہ سوڈھی کی لڑکی سے اسکی شادی ہوئی امرتسر کی آبادی مین اسنے بہت کوشش کی
سنتوکہ سر و رام سر دو تالاب کھدوائے سوا ان کے ایک اور تالاب امرتسر سے بفاصلہ دس میل کھدوا کر
نام اوسکا ترن تارن رکھا آخر چوبیس سال مسندنشینی کرکے جیٹھ کے مہینے سمت ۱۶۶۳ جمعہ کے دن بمقام لاہور
بادشاہی دیوان سمی چندو کے ہاتھ سے بصدمہ زہر ہلاک ہوا ڈیرہ اوسکا لاہور مین قلعہ کے دیوار کے
نیچے موجود ہے **گورو ہرگوبند چھٹا جانشین** یہہ شخص یکم ماہ اساڑہ سمت ۱۶۵۲ سوموار کے روز
گورو ارجن کے گھر بسمات گنگی عورت کے شکم سے بمقام موضع وڈالہ پیدا ہوا اسنے خود بھی تلوار باندہی اور اپنے
سکھون کو ہتھیار باندھنے کی ہدایت کی اور فقر کے خاندان کو سپاہگری سکھلائی دارا شکوہ جاگیردار پنجاب
کے پاس کہ وہ شخص ہر دل عزیز تھا اسنے بہت رسوخ پیدا کیا اور اوسکی ذریعے سے چند بار بحضور شاہجہان
بادشاہ بھی حاضر ہوا دو تالاب کول سر و بنک سر اسنے امرتسر مین کھدوائے آخر جیٹھ کے مہینے سمت ۱۶۹۵ اکتیس سال
گوروائی کرکے مرگیا **گورو ہر رائی ساتوان جانشین** یہہ شخص ماہ ماگہ سمت ۱۶۸۶ سدی
جمعرات کے دن بخانہ گورو تاسیر ہرگوبند پیدا ہوا اور بعد وفات اپنے دادا کے مسندنشین ہوا اکتیس سال چند
چودہ روز گوروائی کی اور چھوٹے جی ہرکشن چھوٹے فرزند کو گدی بخشی اسواسطے رام رائی بڑا لڑکا اوسکا رنجیدہ
ہوکر شاہ دہلی کے پاس مستغیث ہوا مگر کچھ نہ چلی اور گورو ہر رائی کاتک کے مہینے سمت ۱۷۱۹ بمقام کرت پور مرگیا
کہ اوسکا ڈیرہ وہان موجود ہے **گورو ہرکشن آٹھوان سجادہ نشین** اسکو گورو
بالا بھی کہتے ہین یہہ شخص ساون کے مہینے سمت ۱۷۱۳ بدہ کے روز بمقام کرت پور گورو ہر رائی کے گھر پیدا ہوا اور
سمت ۱۷۱۹ مین گدی نشین ہوا باپ کے مرنے کے بعد اورنگزیب عالمگیر نے حسب استغاثہ رام رائی کے اوسکو دہلی مین
طلب کیا جب وہان پہنچا تو بعارضہ چیچک بدہ کے دن چیت کے مہینے سمت ۱۷۲۱ مین بمقام دہلی بعمر آٹھ سال مرگیا
گورو تیغ بہادر نوان سجادہ نشین یہہ شخص اونیسوین ماگہ جمعہ کے دن سمت ۱۶۷۹
بخانہ گورو ہرگوبند چھٹے جانشین کے پیدا ہوا اسکی والدہ کا نام نانکی اور مولد امرتسر ہے سمت ۱۶۹۰ اسوج کے
مہینے بمقام کرتارپور بسمات گوجری کے ساتھ اسکی شادی ہوئی ہرکشن کے مرنے کے بعد سکھون نے ملکر

گورو بنا یا تیرہ سال آٹھ مہینے اکیس روز اسنے مسند نشینی کی آخر بادشاہ کے حکم سے دہلی بلایا گیا اور نگہر کے مہینے
سوموار کے روز سمت ۱۷۳۲ کو مقتول ہوا ڈیرہ اوسکا دہلی مین موجود ہے

گورو گوبند سنگھ دسوان جانشین

یہ شخص ماگھ کے مہینے اتوار کے روز پہر رات رہی کے وقت سمت ۱۷۲۳ گورو تیغ بہادر نوین
جانشین کے گھر سماۃ گوجری کے پیٹ سے بمقام عظیم آباد پٹنہ پیدا ہوا جیٹ کے مہینے سمت ۱۷۳۴ مین سماۃ سندری
کے ساتھ اوسکی شادی ہوئی بعد قتل ہوجانے اپنے باپ کے مسند نشین ہوا اور سکھون کو جمع کرکر اوسنے چاہا
کہ انکو سپاہی بنا کر بادشاہ کا مقابلہ کرون اور اپنے باپ کا عوض لون اوس اجتماع مین اوسنے پہلے طریق
سب ل دئے اور اپنا مذہب نئے طریق کا ایجاد کیا اور اونکو حکم دیا کہ آیندہ کوئی گورو کا سکھ بال نہ
منڈائے بدن سے استرا نہ لگائے ملاقات کے وقت رام رام کے بدلے آپسمین سکھ واہگورو جی کی فتح کہین
زنار جو کل ہندو گلے مین پہنتے ہین سکھ نہ پہنا کرین اگلے زنار توڑ ڈالین برہمن شب دیوی دیوتا کی پوجا
نکرے صرف گورو کو مانے اور اوسکو پرمیشر کا روپ جانے بید پوران شاستر کا دل سے اعتقاد اوٹھاوے
اونکی پاس تک بجاوے گرنتھ کو سچی کتاب جانے اوسکا پڑھنا ثواب جانے گرنتھ کے حکمون کی تعمیل کرے
اونکی سفا مین پرتعین دہرم کل سکھ آپسمین ایک ہین چاہئے کوئی پہلے برہمن تھا یا کھتری یا شودر سکھ ہوکے
وہ ذات اوسکی جاتی رہی اشراف کی توقیر اور رذیل کی ذلالت نہ رہی سب قدر و توقیر مین برابر ہوگئے
کوئی گورو کا سکھ تا کو نہ پئے مسلمان کے ساتھ جہان تک بن آوے دشمنی رکھے اوسکے مال کو لوٹ جان کو مارے
کا مال چوری سے کما جانا بھی حلال تصور کرے جو کوئی سکھ ہوکر کسی مسلمان کو قتل کرے وہ مکت پاوے بیکنٹھ
کو جاوے اور اگر مسلمان کے ہاتھ سے خود ہی مارا گیا تو بھی بہشتی ہوا مسلمان کا ذبح کیا ہوا حلال ماس حرام
جانے بکری کا جھٹکا اپنے ہاتھ سے کرے گورو کا نام لیکر بکرے کے گردن پر تلوار مارے اوسکا سر اوتارے تو
وہ گوشت کھاوے ہر ایک سکھ تلوار باندھے شستر کوئی نہ کوئی اپنے پاس رکھے سنگلی کنگھی پہنے لوہے کا چکر پگڑی
کے اوپر دہرے بال یعنی کیس اوپر کے طرف لیجا کر سر کے اوپر باندھے پگڑی سیدھی نہ کہی کچھ پہنے یعنی ایسا ہو یا
پاجامہ جیسے کچھا بھی ننگا رہے سور کا گوشت پوتر یعنی پاک سمجھے ملا شک کھاوے ملیچھ مسلمان کا دشمن سمجھا جاوے
غرض ایسے ایسے عقاید جنکی تفصیل نہایت طول ہے گورو گوبند سنگھ کے تذکرہ مین لکھی ہے اوسنے سکھون کو سکھلائے اور
پاہل دینے کی رسم جاری کی پاہل دینے کا یہہ طریق ہے کہ بتاشون کا شربت کٹورے مین [illegible] اپنا دہنے پانون کا انگوٹھا
اوسمین ڈبوتا ہے پھر تلوار ننگی کرکے اوسمین پھیرتا ہے پھر تھوڑا سا اوسمین سے آپ پی لیتا ہے اور باقی اوس شخص کو
پلاتا ہے اور اوسی شربت کی چھینٹے اوسکے موہنہ پر مارتا ہے اور احکام مذکورہ جو گورو گوبند سنگھ کے ہین اوسکو
سنا کر اوسکی تعمیل کی تاکید کرتا ہے — اوس اجتماع مین گوبند سنگھ نے ایک ایک سکھ کو علیحدہ علیحدہ پاہل

دی اور گور کے ساتھ جانفشانی کرنے کا عہد لیا جب بخوبی جمعیت سکھون کی طرف سے ہو گئی تو بارادہ ملک گیری
بڑی اجتماع کے ساتھ اوسنے پہاڑی راجون کے اوپر یورش کی آپس مین جنگ لڑائیان ہوئین آخر سب راجون نے
ملکر اوسپر حملہ کیا اور شہنشاہ عالمگیر کے خدمت مین بھی اس بات کی اطلاع دی بادشاہ کے حکم سے صوبہ سرہند
کے نام ہوا وزیر خان ناظم سرہند وزیر خان تھا اس مہم کے انجام کیواسطے تاکید فرمان بہادری ہوا جب چارون طرف
فوج کا اجتماع ہوا تو گوبند سنگھ قلعہ آنندپور مین محصور ہو گیا محاصرہ کے بعد رسد بند ہو جانے کے سبب سکھہ
بہت تنگ آئے اور آہستہ آہستہ بھاگنے لگے آخر یہان تک نوبت پہونچی کہ مسمات گوجری گورو گوبند سنگھ کی والدہ
بھی اپنی دو پوتون زورآور سنگھ و فتح سنگھ گورو گوبند سنگھ کے بیٹون کو ساتھ لیکر بیٹے کی اجازت کی بغیر قلعہ
سے بھاگ گئی مگر سرہند مین پہونچکر ایک ہندو کے مخبری سے گرفتار ہوئی سرہند کے صوبہ نے گورو گوبند سنگھ
کے دونو بیٹون کو گردن مارا اور گوجری کے قید رہنے کا حکم دیا مگر چند روز کے بعد گوجری بھی زہر کھاکر
ہلاک ہو گئی جب گورو گوبند سنگھ کے سب یار و دوست و سکھہ چیلے بھاگ گئے تو وہ خود بھی پانچ آدمیون
کے ساتھ قلعہ سے پوشیدہ بھاگا اور مخالفون کی فوج سے چھپ چھپ کے پہلے نوشہرہ آیا پھر نوشہرہ سے بمقام بہلولپور
پہونچا اور قاضی پیر محمد کے گھر جو اوسکا فارسی کے علم مین اوستاد تھا جاکر لباس بدلا یا سر کے بال جو اوسکو باندھے
ہوئے تھے نیچے کو لٹکا لئے اور مونچھون کے بال کترا ڈالکر شرع کی موجب نیوائین ماتھے کو دیوار کے ساتھ گھساکر
محراب دار بنایا جو نیتی نمازین پڑھنی شروع کین تو بھی پوشیدہ نرہا ایک امیر مسلمان نے جو اوس شہر مین
رہتا تھا اوسکو پہچان لیا اور قاضی سے پوچھا کہ یہہ شخص کون ہے جو بظاہر مسلمان اور بباطن اس مذہب والون کا
دشمن جان معلوم ہوتا ہے قاضی برشوت راضی نے قسم کھائی اور کہا کہ یہہ شخص مسافر درویش نیک بخت
نیک اندیش صاحب اسلام نمازی نیک انجام ہین انکا ارادہ ہے کہ اب حج کو جاوین فایدہ دینی اوٹھاوین
میری مسجد مین یہہ رہتے ہین نہ کسی سے لیتے نہ دیتے ہین امیر نے کہا بہت اچھا اگر مسلمان ہین تو شام کو میرے گھر
آئین رات کا کھانا میرے یہان کھائین قاضی نے یہہ خبر گورو گوبند سنگھ کو پہونچائی تو جان کے خوف کے
مارے اور کوئی تدبیر ذہن مین نہ آئی طوعاً و کرہاً دعوت قبول فرمائی اور شام کو اپنے سکھون کے ساتھ امیر کے گھر
گیا جب کھانا روبرو آیا تو یہہ حیلہ بنایا کہ ایک لوہے کے دستہ کی چھوٹی سی چھری نکالکر گورو گوبند سنگھ نے
کھانے کے اندر پھیر لی اور سکھون سے کہا کہ اگر ضرورتاً کسی ملیچھ کے گھر کا کھانا کھانا بھی پڑجاوے تو چاہئے کہ
لوہے کے دستے کی چھری کھانے کے اندر پھیر لیجاوے کہ اوسکے پھیرنے سے وہ کھانا پاک و پوتر ہو جاتا ہے اور جو سکھہ
کھاتا ہے اوسکی مذہب مین فرق نہین آتا ہے دوسرے دن علی الصباح گورو گوبند سنگھ دہانسی چلکر بمقام ماچھی واڑہ
پہونچا اور دہانسی بوضع گنج جاکر مقام کیا چند روز آرام کیا چونکہ وہان اوسکے چیلے بہت تھے دہانسی اوسکو

گھوڑا بھی سواری کا مل گیا اور چند آدمیون کے جمعیت بھی ساتھہ ہو لئی وہ ہانسی چلکر بمقام دنلی کے مقیم ہوا
اور خبر اوسکے آنے کی سکھون نے پاکر اوسکے پاس آنا شروع کیا یہان تک کہ بارہ ہزار آدمی کے اجتماع
کی نوبت پہونچ گئی یہہ خبر پاکر سرہند کے صوبہ نے ایک افسر کو معہ فوج گورو گوبند سنگہ کے دفع شر کے لئے مامور کیا
اور بمقام مکتسر جہان سابق ویرانہ بے آب اور اب ایک بڑا تالاب بنا ہوا ہی فریقین مین لڑائی ہوئی اور
دونو طرفون سے بہت سی آدمی مقتول ہوئی اور بہت سے بعذاب تشنگی مارے گئے خراب موقع اور بے آب جنگل
سمجھکر صوبہ کی فوج وہانسے پس پا ہوئی اور گورو گوبند سنگہ وہان ہی اوترا رہا مگر سکھہ اوسکی بسبب کم آبی کے
سخت بلا مین گرفتار تھے یہہ خبر جب دہلی مین پہونچی تو شاہ اورنگ زیب عالمگیر نے ایک تاکیدی فرمان گورو
گوبند سنگہ کے حاضری کے واسطے لکھا اور غضب سلطانی سی ڈرایا جب ہرکارہ بادشاہی فرمان لیکر آیا تو
گورو گوبند سنگہ نے اوسکو بہت سا طمع دنیا کرکے اپنے پاس ٹہرایا اور ایک عرضی منظومہ بابیات فارسی
بادشاہ کے نام اس مضمون سے لکھی کہ مجھہ فقیر درویش کی کیا مجال کہ بادشاہی فوج سی مقابلہ کرون بلکہ یہی
کہ دم بھرون اسقدر فساد جو مجھسے وقوع مین آیا ہے صرف اپنی جان بچانے کیواسطے ہی اگر حضور سے
میری جان بخشی فرمائی جاوے اور شاہی فوج میری مارنے کو نہ آوے تو آئندہ کبھی مین ایسی حرکت کا مرتکب
نہونگا یہہ عرضی جب بادشاہ نے سن پائی تو التماس اوسکی قبول فرمائی اور سرہند کے صوبہ کے نام فرمان
جاری کیا کہ اگر گورو گوبند سنگہ اپنی حرکات سے باز آوے اور اپنی بزرگون کے طرح فقیرانہ وضع بنا دیوے تو کوئی
اوسکا مزاحم نہونا چاہئے اور اگر پھر کبھی شورش اوٹھاوے تو شاہی فوج مامور ہوکر سرکوبی اوسکی عمل مین لاوے
صوبہ نے اس فرمان کی فی الفور تعمیل کی اور اپنی فوج اوسکی تعاقب سی ہٹالی جب گورو گوبند سنگہ نے اس
مخمصہ سی خلاصی پائی تو اوسنے ایک کتاب بنائی اوسکا نام گرنتھہ رکھا اور بدیل ہوکر پنجاب سے دکن کو چلا گیا
پھر عالمگیر اورنگ زیب کے مرنے کے بعد ایکدفعہ پنجاب مین آیا مگر قیام نکیا اور تھوڑی سی مدت رہکر پھر
دکھن کو چلدیا اور بمقام اچلا نگر ایک افغان مسلمان کے ہاتھہ سی زخمی ہوکر ماہ کاتک سمت ۱۷۶۵ مین مرگیا اوسکی
چار بیٹے تھے فتح سنگہ زور آور سنگہ جہار سنگہ جیت سنگہ اونمین سی دو تو سرہند مین مارے گئے اور باقی دو یعنی
جیت سنگہ وجوجہار سنگہ بھی اونہین دنون مین جب گورو گوبند سنگہ قلعہ آنند پور مین محصور تھا اپنی والدہ سندری
اور پانچ سکھون کے ساتھہ مخفی قلعہ سی نکلے جب متصل موضع چمکور کے پہونچی تو سرہند کی فوج نے اونکو گھیرا
اور وہ اونسے لڑکر مارے گئے **بندا سراگی** یہہ شخص پہلی بیراگی سادہوان کا چیلہ تھا بعد ازان
گورو گوبند سنگہ کا سکہ بنا مرنے سی پہلے گورو گوبند سنگہ نے اسکو سخت تاکید کی تھی کہ وہ حتی الامکان مسلمانون
کو دکھی اور سکھون کے مذہب کی ترقی کرے پس گورو گوبند سنگہ کے مرنے کے بعد وہ اس کام پر مستعد ہو گیا

ہزارون سکھہ اونسے اپنے پاس جمع کر لئے اور پنجاب کے ملک مین آکر ملک کو لوٹنا شروع کر دیا جب سرہند کے
صوبہ وزیر خان کو خبر ہوئی تو وہ خود بڑی فوج لیکر اونپر آیا مگر بندہ کے مقابلہ صوبہ نے شکست کہائی اور سکھون
کی ایسی بن آئی کہ اونہون نے سرہند و سادہورا و ساہانہ و گہڑام وغیرہ بڑی بڑی بستیون کو لوٹ کر برباد
کر دیا مقبرے و مسجدین گرادین لودہیانہ سے لیکر کرنال تک تمام ملک مین اپنے تہانے بٹہلادئے اور مسلمانون
کی اسقدر قتل عام ہوئی کہ صرف قصبہ ساہانہ کے اندر دس ہزار زن و مرد و بچہ مسلمان قتل ہوئے اور نعشین
اونکی آگ مین جلائی گئین شہر بٹالہ و کلانور کے رہنے والے ایسے لٹے کہ اونکے پاس ایک وقت کے کہانے کا
گذارہ نرہا اوس زمانہ مین لاہور کا صوبہ سید اسلم تہا اوسنے شہر کی بڑی حفاظت کی جب بندہ بیاس سے اوتر کر
باری دوآب مین داخل ہوا تو پنجاب کی رعایا مسلمانان نے ایک اجتماع کیا جنکے سرگروہ محمد تقی و موسی بیگ
و حاجی سید اسماعیل و حاجی یار بیگ و سید عنایت اللہ و ملا میر محمد تقی اور یہہ لوگ ہر طرح مستعد ہو کر لاہور کے
باہر عیدگاہ کے پاس جا اترے جب بندہ آیا تو فریقین مین سخت لڑائی ہوئی اور صبح سے شام تک مقابلہ ہوتا رہا
اور دونو فریق لڑتے لڑتے تہک گئے آخر بندہ علی پراگندہ ہو کر پیچھے کو ہٹ گیا اون دنون مین بہادر شاہ
عالمگیر کا بیٹا دکہن کے ملک مین تہا و ایسے وقت وہ سیدہا لاہور کو آگیا اور فیروز خان و محابت خان بایزید خان
افغان قصوری و شمس الدین خان افغان کو بندہ کے تنبیہ کے واسطے مامور کیا شاہی فوج نے قلعہ مخلص پورہ
المعروف لوہ گڈہ کو جسمین بندہ تہا جا کر محاصرہ کر لیا اور مدت تک محاصرہ رہا آخر بندہ اوتان سے بہاگ کر
پہاڑ مین گہس گیا اور عند التعاقب بہی ہاتہہ نہ آیا ناچار فوج واپس آکر داخل لاہور ہوئی جب بہادر شاہ
مر گیا اور شہزادون کی آپسمین لڑائیان و فساد ہو کر فرخ سیر کی سلطنت قایم ہوئی تو بندہ پہر موقع پا کر پہاڑ
سے اوترا اور بہت قصبہ اور گانو اوسنے اپنے تصرف مین کر لئے دہلی سے نواب عبد الصمد خان دلیر جنگ
و محمد امین معہ فوج اوسکی سرکوبی کو مامور ہوئے مگر جب یہہ فوج نزدیک پہونچی تو بندہ پہر میدان چہوڑ کر گم
ہو گیا ایک سال کے بعد پہر بندہ نے میدان سمہالا اور قصبہ کلانور و سنتوکہہ گڈہ پر تسلط کر لیا شیخ محمد دائم
فوجدار بٹالہ کا ہر چند اوس سے لڑا مگر بسبب کثرت سکہون کے اوسکو شکست ہوئی یہہ خبر پا کر بادشاہ نے
بہت فوج جمع کی اور میر احمد خان فوجدار گجرات و دارا دتمند خان فوجدار امین آباد و نور محمد خان
فوجدار اورنگ آباد و پسرور و شیخ محمد فوجدار بٹالہ و سید حفیظ اللہ خان فوجدار پہیت پور و شیخ سہراب خان
فوجدار کلانور و راجہ بہیم سنگہ کٹوچ و دہرب دیو جسروٹیہ و عارف بیگ خان ناظم لاہور کو معہ اونکے
فوجون کے جمع کیا اور اونکے سرکردگی نواب عبد الصمد خان دلیر جنگ کی شاہ گنج کے پاس ڈیرہ کیا اودہر
سے بندہ نے گورداسپورہ کے متصل ایک مستحکم مکان اور قابل جنگ میدان پسند کر کے معہ فوج سکہون کے

قیام کیا اور چار دن طرف اپنے پانی کی نہر کہود کر پانی چہوڑ دیا گویا اپنے چو اسطے اونہون نے یہہ ایک مستحکم
قلعہ بنا لیا بادشاہی فوج نے جب ایسا دیکہا تو سکہون کو ہر چہار طرف سے ایسا محاصرہ کیا کہ سواے پانی کے
ایک دانہ غلہ کا اونکی فوج مین جانا نہین پاتا تہا جب کچہہ رسد موجود کہانے کی نہ رہی نہایت تنگ آے اور آہستہ
آہستہ بندا کی ہمراہی چہوڑ کر بہاگنے لگے مگر جو بہاگتا تہا شاہی فوج کے ہاتہہ گرفتار ہوکر مارا جاتا تہا آخر سکہون نے
اپنے گہوڑے اور باربرداری کے اونٹ سب کاٹ کاٹ کہا لئے وہ بہی نہ رہے تو نہ ہبی ممنوعات کا کچہہ لحاظ نہ رہا
جو پایا سو ہضم کیا ایسی حالت کی ساتہہ بندا نے عبدالصمد خان کے خدمت مین بشرط جان بخشی کے حاضر ہونیکی
درخواست کی جب حاضر ہوا تو بحفاظت معقول بادشاہ کی خدمت مین دہلی بہیجا گیا اور وہان بہونچکر معہ فرزند بسیالہ اپنے
متصل مزار قطب صاحب بحکم فرخ سیر گردن مارا گیا اس کے بعد جب سلطنت دہلی کی دن بدن ضعیف ہوتی گئی اور احمد شاہ درانی
بھی رستم ثانی مرگیا اور کابلی سلطنت کی نااتفاقیون کے سبب سے کوئی مسلمان بادشاہ سر کوب سکہون کا نہ رہا تو سکہون کی قوم پنجاب مین
بدیہہ قصبہ بقصبہ شہر بشہر قابض و حاکم ہوگئی اوسوقت سکہون کی بارہ مثلین بہت بڑی گنی گئین

پہلی مثل بہنگیون کی

اسمین بارہ ہزار سوار تہے چہجا سنگہ نامی ایک شخص نے پہلی گورو گوبند سنگہ سے پاہل لیکر سکہی اختیار کی اور
غارتگری پر کمر بستہ ہوا بسبب بہت پینے بہنگ کے لوگ اوسکو بہنگی کہتے تہے اصل مین وہ بہنگی نہ تہا جاٹ تہا
بعد ازان بہیمان سنگہ جگت سنگہ بڑی بہاری لوٹیرے اوسکی شامل ہوئے اور سب نے ملکر ڈاکہ زنی شروع
کی چہجا سنگہ مرگیا تو بہیمان سنگہ سرگروہ بنا اوسکی بعد ہری سنگہ نے افسری پائی ہری سنگہ نے تہوڑے دنوں مین
ترقی عظیم بہونچا کر بہت سے سکہہ نوکر رکہے نواح امرتسر وغیرہ بہت سا ملک اوسنے اپنے قبضہ مین کرلیا
اوسکے بعد جہنڈا سنگہ اوسکے بعد جہنڈا سنگہ گنڈا سنگہ دونو بہائیون نے سرداری پائی جہنڈا سنگہ تو
راجہ رنجیت دیو والی جمون کے لڑائی مین مارا گیا اور گنڈا سنگہ پٹہان کوٹ مین حقیقت سنگہ کنہیہ کے
ہاتہہ سے قتل ہوا بعد ازان دیسو سنگہ چہوٹا بہائی گنڈا سنگہ کا سرگروہ بنا وہ مرا تو گلاب سنگہ نے سرداری
پائی وہ بمقام بہسین بخت سنگہ کی لڑائی مین مارا گیا اوسکے پیچہے اوسکا بیٹا گوردت سنگہ رہا جسکو رنجیت سنگہ
نے امرتسر سے نکالدیا اور کل اوسکی علاقہ مقبوضہ مین اپنا قبضہ کرکر کچہہ تہوڑا سا گذارہ اوسکو واسطے
مقرر کیا وہ مرا تو گنڈا سنگہ و مول سنگہ دو بیٹے اوسکے رہے مگر بسبب ضبطی جاگیر کے نہایت مفلسی کے ساتہہ
گذارہ کرتے رہے اب اونکی اولاد سے کوئی ایسا نامی آدمی لائق اندراج تواریخ مخزن نہ رہا ٭

دوسری مثل رامگڑہیون کی

اس مثل کے گروہ مین تیرہ ہزار سوار تہے اور بانی
اسکا جسا سنگہ بہگوانا گیانی کا بیٹا تہا جو بموضع اچوگل لاہور سے شرق کیطرف بفاصلہ بارہ میل کے رہتا تہا جب
وہ مفلسی و ناداری سے بہت تنگ ہوا تو پاہل لیکر سکہہ بنا اور چند بدمعاشون خانہ بدوشون کو جمع کر

قزاقی و غارتگری شروع کی رفتہ رفتہ مالدار بن گیا اور آدینہ بیگ خان ناظم دوابہ بست کے پاس جا کر ایک
علاقہ کی تحصیلداری پر مامور ہوا جب آدینہ بیگ خان مرگیا تو اوسی علاقہ مین وہ خود حاکم بنا مگر جی سنگھ گھنیہ نے
اوسپر غالب آکر اوسکو بیدخل کیا اسواسطے وہ ستلج پار جا کر چندی گذارہ اپنا صرف رہزنی و غارتگری
سے کرتا رہا آخر جب جی سنگھ و مہان سنگھ رنجیت سنگھ کے باپ کی آپسمین نزاع ہوگئی تو جیا سنگھ بحمایت
مہان سنگھ آیا اور گوربخش سنگھ جی سنگھ کے بیٹے کو قتل کرکے خود اپنے علاقہ پر دوبارہ قابض ہوا جب وہ مرگیا تو
اسکا بیٹا خود وہ سنگھ سردار ہوا بعد اوسکی دیوان سنگھ ہیرا سنگھ بیر سنگھ تین بیٹے رہے اونمین بابت تقسیم ورثہ
بدرجہ سخت تکرار وقوع مین آیا اور رنجیت سنگھ منصف مقرر ہوا رنجیت سنگھ نے وہان پہونچکر ایسی
منصفی کی کہ تمام ملک و مال و اسباب نقد و جنس اونکا اپنے قبضہ مین کر لیا اور ایسا خرخشہ فیصل کیا کہ پھر
کبھی اونکی آپسمین فساد برپا نہوا **تیسری مثل کنھیون کی** بانی اس گروہ کا جی سنگھ کہنہ
بوضع کاہنہ جو لاہور سے دس میل بسمت جنوب آباد ہے رہتا تھا اصل مختصر حقیقت اسکی یہہ ہے کہ اسکا باپ
مسمی خوشحال کاہنہ کے رہنے والا ذات کا سندھو نہایت مفلس و نادار تھا اوسکی دو بیٹے تھے ایک جی چند
دوسرا اجی چند جب اونپر مفلسی بنہایت طاری ہوئی اور فاقہ کشی سے تنگ آئے تو جی سنگھ نے کپور سنگھ فیض اللہ پوریہ
کے پاس جا کر پاہل لی اور سکھ بنا جی سنگھ نام رکھا یا اور چند ماہ اونکے ساتھ بقزاقی و غارتگری مصروف رہا
جب کچھ جمعیت ہوگئی تو اوسنے باتفاق اور چند غارتگرون کے اپنی مثل علیحدہ قائم کر لی اور سو سو کوس
دور تک جا کر راستہ لوٹنا اور ملک کو غارت کرنا شروع کیا چند سال مین رفتہ رفتہ سردار جی سنگھ ہوگیا چونکہ
اون دنون مین راجہ سنسار چند نے پہاڑ کے راجون پر فتحیاب ہو کر قلعہ کانگڑہ کے اوپر مورچے لگائے ہوئے تھا
اور نواب سیف علی خان قلعدار جو بحکم شاہان چغتائی مدت سے وہان مامور تھا اندر سے ترکی بترکی اوسکا
جواب دیتا تھا جب محاصرہ کی مدت طول کھینچ گئی تو راجہ سنسار چند نے جی سنگھ کو اپنی مدد کو بلایا جب یہہ وہان پہونچا
تو قلعدار مرگیا اور جیون بیگ اوسکے بیٹے نے قلعہ جی سنگھ کے حوالے کر دیا قلعہ مین داخل ہوتے ہی جی سنگھ
خود مالک بن بیٹھا اور راجہ سنسار چند کو صاف جواب دیا اور جسقدر علاقہ کوہی و دامن کوہ نواب سیف علیخان
کے قبضہ مین تھا سب پر جی سنگھ قابض و متصرف ہوا بلکہ جیا سنگھ رامگڑھیہ کا ملک بھی اوسنے چھین کر اپنی ریاست
کو اوسنے وسیع کیا چونکہ اوسی زمانہ مین مہان سنگھ شکر چکیہ رنجیت سنگھ کے باپ نے جمون کو لوٹکر بہت سی دولت
حاصل کی تھی جی سنگھ نے اوس سے جمون کے لوٹ کا حصہ مانگنا شروع کیا اوسنے ندیا تو فریقین مین نزاع ہو کر
لڑائی شروع ہوئی مہا سنگھ کے ساتھ راجہ سنسار چند و جیا سنگھ رامگڑھیہ متفق ہوگئے اور لڑائی مین گوربخش سنگھ
جی سنگھ کا بیٹا مارا گیا اس سے جی سنگھ بہت گھبرایا اور راجہ سنسار چند و مہان سنگھ کے ساتھ صلح کا خواہان ہوا

اسوقت راجہ سنسار چند نے تو قلعہ کانگڑہ لیکر صلح کی اور مہان سنگھ نے مہتاب کنور جی سنگھ کی پوتی کے ساتھ رنجیت سنگھ
اپنے بیٹے کی نسبت کرلی جب جی سنگھ مرگیا تو ندھان سنگھ و بھاگ سنگھ بیٹے اوسکے خورد سال تھے اور مالک ریاست کی
مسمات سدا کنور گوربخش سنگھ کی عورت جی سنگھ کی بہو رنجیت سنگھ کی ساس بنی وہ عقیل عورت ریاست کے
انتظام مین بڑی ہوشیار تھی اوسنے جی سنگھ کے مرنے کے بعد اپنی ریاست کا خوب انتظام رکھا بلکہ رنجیت سنگھ کی
سلطنت کو اوسنے ترقی دی لاہور کے لینے کے وقت وہ بمعہ فوج رنجیت سنگھ کے ساتھ تھی مگر رنجیت سنگھ نے اوسکو
بھی بموجب زور پکڑا ملک اوسکا ضبط کر کر اوسکو قید مین ڈالدیا کہ وہ بہت برے حال کے ساتھ مرگئی دارالریاست
اس ریاست کا قصبہ بکمیریان وہ وابستہ جالندھر مین موجود ہے **چوتھی مثل نکیون کی** بانی
اس مثل کا ہیرا زمیندار سندھو بہڑوال کے رہنے والا تھا اوسنے سکھہ مذہب اختیار کیا اور ہیرا سنگھ کہلایا اور مدت تک رہزنی
کر کر کچھہ جمعیت اوسکے پاس ہوگئی اپنا گروہ الگ بنایا اور دریا کے کنارے کا ملک جسکو نکہ کہتے ہین کل اوسکے تصرف مین آیا آخر چونیہ
پاکپتن کے اوپر چڑہائی کی تو شیخ سبحان دیوان کی فوج کے ہاتھہ سے مارا گیا اور دلسنگھ بیٹا اوسکا خورد سال
رہگیا اسواسطے نار سنگھ برادرزادہ اوسکا جانشین ہوا وہ بھی تھوڑے دنون بعد مرگیا جب رنجیت سنگھ کے اقبال کا
ستارہ چمکا تو اوسنے بھگوان سنگھ گیان سنگھ خزان سنگھ نکیون کی ہمشیرہ مسمات مہتاب کنور کے ساتھہ شادی کی
اوسکے بطن سے کھڑک سنگھ ولیعہد پیدا ہوا بعد اوسکے بھگوان سنگھ مسمی وزیر سنگھ کے ہاتھہ سے مارا گیا اور گیان سنگھ
حاکم ہوا وزیر سنگھ کو دل سنگھ سرانسنگھ بانی مثل کے بیٹے نے مار ڈالا اور خود بھی وزیر سنگھ کے نوکرون کے ہاتھہ سے
قتل ہوا وزیر سنگھ کے دو بیٹے مہر سنگھ و مصر سنگھ باقی رہے گیان سنگھ کے بعد خزان سنگھ جانشین ہوا اور کاہن سنگھ
گیان سنگھ کا بیٹا جو خورد سال رہگیا تھا خزان سنگھ کے پاس پرورش پاتا رہا آخرکار رنجیت سنگھ نے کل ملک اونکا
ضبط کرلیا اور کچھہ تھوڑی جاگیر بقدر گذارہ قایم رکھی اب بھی اس خاندان مین کاہن سنگھ جاگیردار کی اولاد زندہ
و حیات موجود ہے **پانچوین مثل الووالیون کی** اس مثل کا مفصل حال سابق شہر کپورتھلہ
اور والیان ریاست کی ذکر مین تحریر ہوچکا ہے اب دوبارہ لکھنا تحصیل حاصل ہے **چھٹی مثل ڈلے**
والیون کی اس مثل کی بنیاد دگلا بالکتری ساکن ڈلہ والہ سے قایم ہوئی سب سے اول وہی سکھہ بنا اور
تارا سنگھ گھیبا اور گروہ قایم کی وہ مرگیا تو تارا سنگھ قوم گڈریہ جو پہلے گانو کا مال چرایا کرتا تھا سردار بنا اوسنے
بھنگی مثل کے ساتھہ ملکر قصور کو لوٹا اور امیر ہوگیا اور فتح آباد وغیرہ کا انتظام کرلیا آخر رنجیت سنگھ نے اوسکے
کل ملک چھین لیا صرف دو گانو گذارہ کو چھوڑے مگر چند سال کے بعد وہ دونو بھی بکرماجیت سنگھ بیدی نے اوسکے
بیٹون دسوندہا سنگھ و جھنڈا سنگھ سے لے لیے **ساتوین مثل نشان والون کی**
اس مثل کے بانی مبانی سنگت سنگھ و مہر سنگھ دو شخص تھے دس ہزار سوار اونکے پاس تھا انبالہ اور وہان کے گرد و نواح

کا ملک اونکی قبضہ مین تھا اب کہی نشان کے نشان والے مشہور ہوگئی تھے **آٹھوین مثل فیض اللہ پوریون کی** بانی اس مثل کے کپور سنگہ و خوشحال سنگہ رہنی والے دوابہ بست جالندھر موضع فیض اللہ پور کے تھے اڈہائی ہزار سوار اس مثل مین تھی سب سے اول گویا یہی مثل بنی اور پیشہ غارتگری و رہزنی انہین کے طفیل سے سکھون مین رایج ہوا شہرون کے شہر اور قصبون کے قصبے اونھون نے لوٹ لیے ہانسی حصار دہلی کرنال تک انکا ڈاکہ پڑتا تھا کپور سنگہ مسلمانون کا سخت دشمن تھا یہان تک کہ فیض اللہ پور کا نام جو مسلمانہ تھا بدل کر سنگہ پوری رکھہ دیا تھا دونو طرف ستلج کے بہت سا ملک اونکی قبضہ مین تھا اب بھی اس مثل کے سردار علاقہ منولی و کہنولی و بہرولی و کوٹلہ پر قابض ہین اور علاقہ آپسمین بہت رئیسون کے تقسیم ہوا ہوا ہی **نوین مثل کروڑی سنگہون کی** بانی اس مثل کا کروڑ سنگہ تھا وہی سکھہ بنا اور اوسی نے غارتگری سیکھی اوسکی بعد بگھیل سنگہ سردار ہوا اوسکی وقت مین بارہ ہزار سوار اس مثل مین تھا اور بہت سا ملک ستلج پار کا اوسنی دبالیا تھا **دسوین مثل شہید بونگیون کی** بانی اس مثل کی گوربخش سنگہ و کرم سنگہ تھی بعد غارت و رہزنی و حصول جمعیت اضلاع شرقی دریای ستلج پر قبضہ پائے ہوئی دو ہزار سواران کے مثل مین تھا چونکہ بہت سی اونمین سے مقام دمدمہ واقع سمت جنوب پٹیالہ قتل ہوگئی اور وہان اونھون نے ایک شہید بونگا بنایا ہوا تھا اسلیے شہید بونگی مشہور ہوئی **گیارہوین مثل پھلکیون کی** اس مثل کا حال پہلے پٹیالہ کی ریاست کے ذکر مین تحریر ہوچکا ہی **بارہوین مثل سکرچکیون کی** یہہ مثل رنجیت سنگہ کے خاندان کی ہی اصل حال اسکا یہہ ہی کہ ایک سندو جاٹ کالو نام موضع پنڈی بہٹی مین رہتا تھا وہانسی اوٹھہ کر موضع سانسری متصل امرتسر کے آرہا اور قوم سانسی سے ملکر قزاقی کرتا رہا اوسکا بیٹا جادومن اوسکی مرنے کے بعد اوسکی پیشہ پر قائم ہوا آخر ایک قزاقی کے وقت مارا گیا پھر اوسکا بیٹا غالب سکرچک مین جو گوجرانولہ سے ڈیڈہ کوس پر ہی جا رہا اور دہنی ہنت کرنے لگا اوسکی دو بیٹی ہوئی راجدہ و بدہ راجدہ بوتا کی دوکان کرتا تھا اوسکی تین بیٹی ہوئی ایک ٹھلو دوسرا ٹیلو تیسرا تخت دہمن ٹھلو و ٹیلو تو ایک خانہ جنگی مین مارے گئی اور تخت دہمن کے دو بیٹی ہوئی بوبہارا بو لوتو ڈاکہ زنی مین مارا گیا اور بہارا اپنی لیاقت سے نصف زمین متعلقہ سنگہ چک پر قابض ہوگیا وہ مرگیا تو بدہو نام اوسکی بیٹی نے پاہل لی اور سکہ بنا بدہ سنگہ نام رکہا اوسکی دو بیٹی ہوئی نودہ سنگہ و چندر بہان سنگہ نودہ سنگہ سے رنجیت سنگہ کا خاندان اور چندر بہان سنگہ سے سندہانوالیون کا خاندان بنا نودہ سنگہ کے بعد چڑت سنگہ نے بڑی ترقی پائی آخر بمقام حوون بسبب پھٹ جانی اپنی بندوق کے مرگیا اوسکی بعد اوسکا بیٹا مہان سنگہ سردار ہوا اور بہت سی غارتگری کرکے اوسنی فوج رکہی عزت پائی اور جیند والی راجہ کی لڑکی سے اوسکی شادی ہوئی

شہر جمون اوسنے دو مرتبہ غارت کرکے لاکہا روپیہ حاصل کیا اور بہت سا ملک گوجرانوالہ کے گرد نواح کا
اپنے قبضہ مین کرکے سرداری بنائی آخر ۱۷۹۲ عیسوی مین نوجوان ہی مرگیا

حال رنجیت سنگہ اور اوسکی ترقی اور سلطنت کا بیان

یہہ شخص مہان سنگہ جلکیہ کے گہر سمت [illegible]
مین پیدا ہوا جب بارہ برس کی عمر کو پہونچا تو باپ اسکا مرگیا اور انتظام ریاست کا رنجیت سنگہ کے والدہ کے
حوالہ ہوا اوسکی ماں نے ایک دیوان نوجوان صاحب عزت و شان تہا جو اوسکی طرف سے ریاست کے امور کو انجام
دیتا اوسکو لوگ لکہپت رای دیوان کہتے تہے جب رنجیت سنگہ سترہ برس کا ہوا تو بسبب ظہور بد نامی دیوان لکہپت رای
کے جو اوسکی والدہ کے نسبت منسوب تہی رنجیت سنگہ نے دیوان کو [illegible] ہاتہہ سے مرواڈالا بلکہ والدہ
کا کام بہی تمام کیا اور خود مختار ہوگیا ۱۲۱۱ ہجری مین جب پہلی مرتبہ شاہ زمان داخل پنجاب ہوا تو اوسوقت
رنجیت سنگہ بہی گوجرانوالہ چہوڑکر روپوش ہوگیا اوسی سال بادشاہ واپس چلاگیا اور ایک امیر اپنے سپہی
شاہنچی کو پنجاب مین چہوڑ گیا کہ وہ سکہون سے لڑے اور اونکا انتظام کرے وہ بہادر ولایتی سردار بمقام
رسول نگر سکہون سے لڑکر شہید ہوا ۱۲۱۱ کے اخیر مین شاہ زمان پہر بڑی بہاری فوج لیکر لاہور تک آیا اور
چار مہینے رہکر رمضان کے مہینے مین واپس گیا واپس جانیکے وقت بارہ توپین بادشاہ کی دریای چناب مین
غرق ہوگئین بادشاہ خود تو چلاگیا اور رنجیت سنگہ کے نام فرمان جاری کرگیا کہ ہماری توپین نکلواکر بہیجدو
اوسکی عوض مین ہمکو اجازت ہے کہ تم لاہور پر جاکر قبضہ کرلو رنجیت سنگہ نے آٹہہ توپین نکلواکر بہیجدین اور
چار توپین کچہہ مدت کے بعد جو نکال لین ۱۲۱۳ ہجری مین رنجیت سنگہ لاہور پر چڑہ آیا اور پانچوین ہاڑ
سمت ۱۸۵۶ لاہوری دروازے سے بسازش حکام مسلمانان کے لاہور مین داخل ہوا تینون سردار لاہور کے حاکم شہر کو
چہوڑکر چلے گئے سال ۱۲۱۵ ہجری مین رنجیت سنگہ کو قلعہ لاہور سے کچہہ دفینہ خزانہ ملا جس سے اوسکو استقلال
ہوا اور روپیہ کے سکوک ہونیکا حکم نفاذ پایا رنجیت سنگہ کے روپیہ پر ایکطرف نام و سمت و مقام ضرب
لاہور یا امرتسر لکہا ہوا تہا اور دوسری طرف یہہ بیت مضروب تہا **بیت** دیگ و تیغ و فتح و نصرت بیدرنگ
یافت از نانک گورو گوبند سنگہ جب رنجیت سنگہ کا قبضہ لاہور پر بخوبی ہوگیا اور دن بدن ترقی کی صورت
نمودار ہوئی تو بہنگی وغیرہ سرداردن کو فکر و حسد پیدا ہوا اور سب نے ملکر لاہور پر حملہ کرنے کی تجویز کی اور
بمقام بہسین جو لاہور سے بفاصلہ دس میل واقع ہے سکہون کا اجتماع ہوا رنجیت سنگہ نے یہہ خبر پاکر [illegible]
اپنی فوج کے ساتہہ اونسے مقابلہ کیا جسمین وہ فتحیاب ہوا اور گلاب سنگہ بہنگی سرگروہ سکہون کا مارا گیا
اس فتح کے بعد حوصلہ رنجیت سنگہ کا بہت بڑہ گیا اور [illegible] فتح ہونے لگی سمت [illegible]
مین نظام الدین افغان حاکم قصور نے اطاعت قبول کی اور شہر [illegible] سنگہ کے قبضہ سے چہوڑا لیا گیا

علاقہ کو غارت کیا سدا کنور کی مدد لیکر راجہ سنسار چند والی کانگڑہ پر چڑھائی کی اور نورپور تک اوسکا تعاقب کرکے
جسقدر علاقہ کہ اوسنے سدا کنور کے علاقہ سے لے لیا تھا واپس کیا گیا ہردوار پہونچکر غسل کیا راجگان علاقہ ستلج
نے اطاعت قبول کی نواب مظفر خان والی ملتان پر نذرانہ مقرر ہوا شہر امرتسر سکھان بھنگی کے قبضہ سے چھوڑا لیا
اور راو جسونت سنگہ مرہٹہ جو پنجاب میں انگریزون سے بھاگکر مدد مانگنے کو آیا تھا اوسکو صاف جواب ملا سنہ [illegible]
میں صاحب سنگہ والی پٹیالہ اور راجہ نابھہ کا آپس میں ایک زمین کے اوپر تکرار ہو گیا والی پٹیالہ نے رنجیت سنگہ سے
مدد مانگی سلیے پٹیالہ کو کوچ ہوا راستہ چلتے اول بدھ سنگہ حاکم جالندھر سے نذرانہ لیا پھر شہر نکودر کو غارت کیا اور
نکودر کے رئیس تارا سنگہ سے پچیس ہزار روپیہ جرمانہ کا لیا اسطرح پٹیالہ تک پہونچتے پہونچتے بہت سے رئیسون سے نذرانے
لئے اور بہت سے گانو اور قصبے غارت کئے پٹیالہ جاکر جس زمین پر تنازع تھا اوسپر خود قابض ہوکر بڑی بھاری
رقم نذرانہ کی راجہ جیند سے لی اور زمین اوسکو دیدی بلکہ راجہ پٹیالہ سے بھی نذرانہ طلب ہوا اور اوسکو سخت
تنگ کرکے زر نذرانہ اور چند توپین وصول کین پھر تانسے واپس آکر شہر قصور پر فتح پائی اور قطب الدینخان قابض قصور
کو علاقہ ممدوٹ بطور گذارہ عطا ہوا قالعنان مالیر کوٹلہ سے چالیس ہزار روپیہ نذرانہ لیا گیا کشن سنگہ والی
نرائن گڈہ پر یورش ہوئی وہان کی لڑائی مین چار سو سکھہ اور فتح سنگہ کالیانوالہ مارے گئے مگر قلعہ لے لیا گیا
قلعہ سیالکوٹ جیون سنگہ کے قبضہ سے چھوڑا کر شامل خالصہ ہوا صاحب سنگہ قابض گجرات نے بڑی توپ احمد شاہی
المشہور بھنگیانوالی جو اب تک عجائب خانہ کے پاس رکھی ہے پیشکش کی امیر سنگہ و شمیر سنگہ کے قبضہ سے قلعہ
شیخوپورہ چھوڑا لیا گیا مسٹر مٹکاف صاحب سفیر انگریزی لاہور مین آیا دونو سرکارون مین دوستی قائم ہوئی دریاے
ستلج دونو علاقون مین سرحد مقرر ہوا کل راجے و رئیس ستلج پار کے رنجیت سنگہ کی ماتحتی سے نکل گئے اور انکے
تنگ طلبی اور دادخواہی نذرانہ سے اونہون نے نجات پائی راجہ سنسار چند نے بسبب محاصرہ فوج گورکہہ کے رنجیت سنگہ
کو اپنی مدد کیواسطے بلایا اور اس کام کے بدلے قلعہ کانگڑہ دینا کیا رنجیت سنگہ بذات خود مع فوج گیا اور گورکھون
کا محاصرہ قلعہ سے اوٹھا کر لشکر اونکا ستلج پار اوتار دیا مگر بعد انجام اس کام کے حسب الوعدہ صرف کانگڑہ
کے قلعہ کے لینے پر ہی کفایت نہ کی بلکہ کل پہاڑ کا ملک اپنے تحت مین کرلیا اور راجہ سنسار چند کے پاس علاقہ نادون
وغیرہ گذارہ کیواسطے رہنے دیا سنہ ۱۸۱۳ مین شاہ زمان کابل سے معزول السلطنت و نابینا ہوکر راولپنڈی مین آیا
پنجاہ روپیہ یومیہ اوسکا قرار پایا شہر جہون و جلالپور تصرف مین آئے شہر گجرات قالعنان سابق سے لے لیا گیا
قلعہ سیالوال و جہنگ و قصبہ گج مفتوح ہوئے بھیرہ کے ملک پر قبضہ ملا عقیقہ فقیر عزیز الدین مشیر سلطنت نے قبضہ کیا
سے فتح پائی کوٹ کمالیہ پر دل سنگہ نے مامور ہوکر تسلط کرلیا خندق شہر لاہور کا تعمیر ہونی لگا سنہ
ملکی سنگہ کا ملک چھینکر شامل خالصہ ہوا جمعدار خوشحال سنگہ نے مقرر ہوکر ڈیوڑھی کی خدمت پائی

کے قبضہ سے جالندہر کا ملک اور قصبہ پٹی لے لیا گیا سمت ۱۸۶۶ مین کہرک سنگہ ولیعہد کی شادی مسمات چند کنور جیمل سنگہ
کنہیہ کی لڑکی کے ساتھہ بڑی دہوم دہام سے ہوئی شاہ شجاع الملک کابل کا بادشاہ وہان سے معزول ہوکر لاہور مین
داخل ہوا قلعہ اٹک بہ سازش ناظم کشمیر کے رنجیت سنگہ نے قبضہ پایا سمت ۱۸۶۹ بادشاہی مسجد اور قلعہ کے مغربی
دروازہ کے درمیان حضوری باغ بنا اور ایک بارہ دری سنگ مرمر کی تعمیر ہوئی اوسکی تعمیر کے واسطے بہت سے
مقبرون سے پتہر اوتروائے گئے اسی سال مین جواہر گران قیمت کوہ نور کا شاہ شجاع سے بہ اصرار تشدد لیا گیا اور اسقدر
تنگ طلبی ہوئی کہ تین روز تک کہانا و پانی بادشاہ کے مطبخ مین جانے پایا جب بادشاہ اپنی زیست سے نا امید ہوا
تو پچاس ہزار روپیہ نقد اور تین لاکہہ روپیہ کی جاگیر لینی کرکے ایسا الماس جسکی قیمت مقرر کرنی سے روی زمین
کے جواہر شناس قاصر تہے رنجیت سنگہ کو دیدیا مگر رنجیت سنگہ نے الماس لیکر نہ تو پچاس ہزار روپیہ دیا اور نہ
جاگیر دی بلکہ یہ سلوک کیا کہ قاضی شیر محمد شاہ کے معتمد کو بہ تہمت آمیزش اوسکے ساتہہ ناظم کشمیر گرفتار کر کے بہت زجر
کیا اور شاہ کی بتیس ہزار روپیہ نقد دیکر اوسکو رہا کرایا اسی سال مین وزیر فتح خان وزیر کابل کے اٹک کے
قلعہ کا محاصرہ کیا تو سپاہ غوث خان و دیوان محکمچند اودہر بہیجی گئی اوسی سال مین بموجب مخبری کسی
مخبر کے شاہ شجاع کو کہا گیا جسقدر اور بہی تیرے پاس جواہرات ہین سب دیدے جب اوسنے انکار کیا تو مردانہ
محل کی تلاشی بذریعہ سکہون کے اور زنانہ حرم کے تلاشی بذریعہ عورات کے عمل مین آئی اور جسقدر زیورات گرانبہا
و جواہرات دستیاب ہوا سب چہین لیا گیا اور اسیر بادشاہ مظلوم و مہمان کی یہ خاطرداری ہوئی کہ اوسکے
اولاد کو تواریخون مین برابر درج ہوتا چلا جاتا ہی ایسی ایسی بیعزتیون سے جب شاہ بہت تنگ آیا تو اول اوسنے
اپنی عورت کو تغیر لباس لودہیانہ بہیجدیا اور پہر خود بہی فراش خانہ کے دیوارات کو توڑ کر پوشیدہ چلدیا اور
رنجیت کی پنجہ سے خلاصی پائی سمت ۱۸۷۱ مین رنجیت سنگہ نے کشمیر پر مہم کی اور فوج لیکر خود گیا مگر عند المقابلہ شکست
کہائی اور واپس چلا آیا سمت ۱۸۷۵ مین ملتان پر یورش ہوئی اور مدت تک محاصرہ رکہکر ملتان لیا نواب
مظفر خان معہ شہباز خان و شہنواز خان فرزند و خیر اللہ خان برادر زادہ کے بدرجہ شہادت پہونچا اور نواب
سرفراز خان نے لاہور آکر قصبہ شرقپور جاگیر مین پایا اسی سال مین میان دہیان سنگہ جموال کی ترقی ہوکر عہدہ
ڈیوڑہی کی اوسکو عطا ہوئی اور راجگی کا خطاب پایا اور شاہدرہ پر یورش ہوکر قصبہ نندرانہ یار محمد خان ناظم پشاور
کے حوالہ ہوا سمت ۱۸۷۶ مین دوبارہ کشمیر پر مہم ہوئی اور وہ ملک رنجیت سنگہ کے قبضہ مین آگیا سمت ۱۸۷۷ مین
ہری سنگہ نلوہ کشمیر کا ناظم قرار پایا اور کہرک سنگہ کے گہر نونہال سنگہ پیدا ہوا سمت ۱۸۷۸ مین سدا کنور کا ملک
کل ضبط ہوکر کنہیون کے خاندان کی بربادی عمل مین آئی سمت ۱۸۸۰ مین یوسفزئی کے پٹہانون نے فساد برپا کیا اور
ہزارون جہادی لوگ وہان جمع ہوئے اسواسطے خود رنجیت سنگہ کل لشکر لیکر وہان گیا اور عند المقابلہ اول

سکھون نے شکست کھائی اور دور تک بھاگے آخر جب در فوج مدد کو پہونچی تو افغان متفرق ہو گئے اسی سال امیر
راجہ سنسار چند والی کوہستان اور نواب سکیرہ والا مر گیا شاہنواز خان اوسکے بیٹے نے ڈیرہ اسمعیل خان مین جاگیر
پائی اور بنون کے ملک مین بھی سکھون کا دخل ہو گیا سمت ۱۸۸۸ مین سید احمد و مولوی اسمٰعیل جہادیون نے
پشاور کے طرف شورش برپا کر کے پشاور اپنے قبضہ مین کر لیا اونکی تنبیہ کے واسطے فوج مامور ہوئی اور وہ
آخر شیر سنگھ کے فوج کے ہاتھ سے شہید ہوئے اوسی سال راجہ انرودھ چند سنسار چند کے بیٹے سے ناطہ اوسکی
بہن کا راجہ ہیرا سنگھ راجہ دھیان سنگھ کے بیٹے کے واسطے طلب کیا اوسنے نہ دیا تو اوسکی استیصال کے واسطے فوج
مامور ہوئی اور وہ بھاگ کر انگریزون کے علاقہ مین چلا گیا اوسکے جانے کے بعد کل علاقہ اوسکا ضبطی مین آیا
اور رنجیت سنگھ نے خود نادون جا کر راجہ سنسار چند کے دو لڑکیون کے ساتھ جو رانی گدن کے شکم سے تھین
اپنی شادی کر لی اور جودہ بیر چند سنسار چند کے دوسرے بیٹے کو نادون کا ملک دیکر راجہ بنایا سمت ۱۸۸۷ مین
بمقام دینانگر رنجیت سنگھ کی ویڈ صاحب ایجنٹ انگریزی کے ساتھ ملاقات ہوئی اور الگزینڈر برنس صاحب
سفیر انگریزی نے چار گھوڑے کی بگھی شاہ انگلستان کے طرف سے تحفہ گذرانا اور ملاقات رنجیت سنگھ کی بمقام
روپڑ نواب گورنر جنرل کشور ہند کے ساتھ نہایت دھوم دھام سے عمل مین آئی اسی سال نواب بہاولپور
سرکار رنجیت سنگھ کی اطاعت سے نکلکر انگریزی تابعدار بنا اور جمعدار خوشحال سنگھ کشمیر کا ناظم قرار پایا چونکہ اوسنے کشمیر
جا کر وہان کے رعایا کو تباہ و برباد و جلاوطن کر دیا تھا اسواسطے اوسکے جگہہ جرنیل مہان سنگھ ناظم بنا اور وہ
لاہور بلایا گیا اور بمأموری نونہال سنگھ کے علاقہ پشاور سردار سلطان محمد خان سے لیا جا کر خالصہ سرکار ہوا
سمت ۱۸۹۳ مین کنور نونہال سنگھ کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہوئی کل راجے و رئیس معہ نواب گورنر جنرل انگریز
دور دور سے بلا کر شادی کی شامل کیے گئے اسی سال مین دوست محمد خان امیر کابل نے پشاور پر یورش کی
اور ہری سنگھ نلوہ مارا گیا اور جرنیل اویٹیبلہ پشاور کا ناظم مقرر ہوا سمت ۱۸۹۵ مین ملاقات لارڈ گورنر
جنرل ہند کی رنجیت سنگھ کے ساتھ بمقام فیروزپور ہو کر تجویز مہم کابل کی قرار پائی اور انگریزی فوج شاہ شجاع
کو ساتھ لیکر کابل کو روانہ ہوئی جب رنجیت سنگھ باتفاق نواب گورنر جنرل بہادر کے فیروزپور سے بمقام لاہور
آیا تو لقوہ کی مرض امنگیر ہوئی ایسی شدت کے ساتھ کہ زبان سے بولنا بھی موقوف ہو گیا سمت ۱۸۹۶ جیٹھ کے مہینے
مین بحالت بیماری دربار عام ہو کر کل امور ریاست کے کھڑک سنگھ اپنے بیٹے کے حوالے کیے اور پھر ایک مہینہ تک
سخت بیمار رہا آخر پندرھوین اساڑھ سمت ۱۸۹۶ ڈیڑھ گھڑی دن رہے وقت رنجیت سنگھ نے جہان فانی سے
سفر کیا دوسرے روز جمعہ کے دن نعش جلائی گئی رانی مہتاب دیوی دختر راجہ سنسار چند و رانی ہر دیوی
و رانی رنمیون چار رانیان اور گیارہ کنیزکین نعش کے ساتھ ستی ہوئین کل راج رنجیت سنگھ کا ابتدا سے

سمت ۱۸۵۶ لغایت سمت ۱۸۹۶ چالیس سال کا عمل پنجاب مین ہوا اولاد رنجیت سنگھ کے آٹھ بیٹے مشہور ہین اول کھڑک سنگھ
ولیعہد دوسرا ایشر سنگھ جو ایکسال کا ہو کر مرگیا تیسرا شیر سنگھ جسنے اڈہائی سال راج کیا چوتھا تارا سنگھ پانچوان
پشورا سنگھ چھٹا کشمیرا سنگھ ساتوان ملتانا سنگھ آٹھوان دلیپ سنگھ جو معزول الریاست ہوکر اب لندن مین موجود
ہے اسقدر بیٹون مین سے اگرچہ بعضون کی نسبت لوگون کو شک بھی ہے اور کہتے ہین کہ وہ فی الحقیقت رنجیت سنگھ کے
بیٹے نہ تھے بلکہ اوسکی رانیان صرف اپنا قدر و منزلت پیدا کرنے کے واسطے پہلے حمل کا اشتہار کر دیتی تہین
اور پھر کسی اور کا بچہ مانگ کر ظاہر کر دیتی تھین کہ یہ بچہ ہمارے پیٹ سے پیدا ہوا ہے شاید ایسا ہی ہو مگر ہم
کے نزدیک وہ بہر حال رنجیت سنگھ کے ہی فرزند ہوے جنہون نے رنجیت سنگھ کی زندگی مین اشتہار پا لیا
کہ یہ شہزادے مہاراج کے ہین اور سرکار سے اونہون نے جاگیرین و روزینہ پائے رنجیت سنگھ کے عورتون
اور کنیزون کا کچھ شمار نہ تھا مگر عند التحقیقات ایسا ثابت ہوتا ہے کہ ابتدا سے انتہا تک اصلی شادیان سولہ کی تہین
جنمین سے نو شادیان نو آبادی رسومات ہوئین اور سات شادیان بطور چادر اندازی وہتھ پکیا وقوع مین
آئین کہ رنجیت سنگھ کا سکھون کے دستور کے مطابق دستور تھا کہ جہان خود شادی کرنے نہین جاتے تھے اپنا تیر
یا کھنڈا بھیجکر ڈولہ منگا لیتے تھے پہلی رانی مہتاب کنور تہی لڑکی سردار گوربخش سنگھ اور پوتی سردار جے سنگھ کنہیا
کی تھی جسکے بیٹے شیر سنگھ و تارا سنگھ مشہور ہوے دوسری راجکوران تہی لڑکی سردار رن سنگھ نکئی کی تھی اسکے بطن
سے کھڑک سنگھ پیدا ہوا اسکو لوگ مائی نکائن کہتے تھے تیسری روپ کنور تہی لڑکی جی سنگھ چودہری ساکن کوٹ
سید محمود ضلع امرتسر کے تھی چوتھی لچھمی سرکار تہی لڑکی دیسا سنگھ و ڈہگا سندھو ساکن موضع جوگی مان ضلع گوجرانوالا
تھی کہائی کے سم کے وقت اسکا ڈولہ مندر ہوا پانچوین و چھٹی مہتاب دیوی و راج بنسو یہ لڑکیان راجہ سنسار چند
کٹوچ کانگڑہ کے راجہ کی تہین جو رانی گدن کے پیٹ سے پیدا ہوئین اور ایک ہی دن دونو کی شادیان رنجیت سنگھ
کے ساتھ ہوئی راج بنسو رنجیت سنگھ کے مرنے سے پہلے مرگئی اور مہتاب دیوی رنجیت سنگھ کے نعش کے ساتھ ستی ہوئی
ساتوین گل بیگم تہی ایک عورت مسلمان کشمیرن پیشہ ور امرتسر مین رہتی تھی رنجیت سنگھ کو اسکا خیال ہوگیا
اور بڑی دہوم دہام سے بمقام امرتسر اسکی ساتھ شادی کی آٹھوین رام دیوی تہی لڑکی کہیر سنگھ چہاچہری الہ
ضلع گوجرانوالہ کی تھی نوین اسم نامعلوم جو کرم سنگھ جاٹ امرتسر کے رہنیوالے کی لڑکی تھی یہان تک ذکر
نو شادیون کا ختم ہوا اور جو سات شادیان بذریعہ تہہ پکا ہوئین اونکی تفصیل یہ ہے اول رانی دیوی دختر
وزیر جیوان ضلع ہوشیار پور دوسری تیسری رتن کنور و دیا کنور بیوگان سردار صاحب سنگھ گجراتی بہنگی کی
تہین جب وہ مرگیا اور اونکے حسن و جمال کی تعریف رنجیت سنگھ نے سنی تو دونو کو منگوا کر محل مین داخل کیا انمین
سے رتن کنور ملتانا سنگھ کی والدہ مشہور ہوئی اور دیا کنور کے بیٹے کشمیرا سنگھ و پشورا سنگھ مشہور ہوے

چوتھی چند کنور جی سنگھ ساکن چین پور ضلع امرتسر کی لڑکی پانچوین مہتاب کنور چودہری سجان سنگھ جاٹ اتھوال
ساکن بلہا ضلع گورداسپور کی لڑکی چھٹی سمن کنور صوبا سنگھ جاٹ ملوہی ستلج پار کے رہنے والے کی لڑکی ساتوین گلاب کنور
جگدیو چودہری کی لڑکی سوای انکی اور بھی ایسی کنیزکین تھین جو رانیان تھین چنانچہ ہردیوی چودہری جگرام
سلہریہ راجپوت ساکن اتال گڈہ ضلع گورداسپور کی لڑکی اور راج دیوی لڑکی پدیار راجپوت کی اور دنو بی بی
سد بہاری بھاو جٹ کی دختر یہ تینون مع رانی مہتاب دیوی کے رنجیت سنگھ کے ساتھہ جلکر مرگئین رنجیت سنگھ
کے معشوقہ و محبوبہ عورتین پیشہ وار کسبی بھی بہت تھین مگر سب سے زیادہ موران طوائف اسی رتبہ کو پہونچی کہ گویا
سلطنت پنجاب کی اوسکی گھر مین تھی وہ رنجیت سنگھ کو سر دربار جو چاہتی سخت و نرم کہہ لیتی تھی اور برخلاف مرضی
اوسکی جو چاہتی سو کرتی کسی اہل دربار کا یارا نتھا کہ اوسکی بے مرضی کوی کام کرسکے رنجیت سنگھ خود موران
کے گہر کے شادیون اور رسومون مین جاکر شامل ہوتا اوسکی نام کے ضرب لاہور مین مدت تک مضروب ہوتی رہی
چنانچہ آجتک روپیہ اور پیسے موران شاہی موجود ہین

ذکر سلطنت کھڑک سنگھ و نونہال سنگھ و شیر سنگھ و دلیپ سنگھ پسران رنجیت سنگھ متوفی

جب رنجیت سنگھ فوت ہوا
کھڑک سنگھ اوسکے بیٹے نے باصلاح مہاراجگی جلوس کرنا شروع کیا مگر بسبب نرم مزاجی و کم رعبی اوسکی کے سلطنت
کا کام چل نسکا اسواسطے نونہال سنگھ اسکے بیٹے نے باپ کو محض معطل و بیکار کرکے کام سلطنت کا اپنے ہاتھہ مین
لے لیا اور امرای دربار ور احکان جموال سب کی سازش نونہال سنگھ کے ساتھہ ہوگئی اور سب کی تجویز سے
سردار چیت سنگھ جسکو کھڑک سنگھ وزیر بنانا چاہتا تھا قتل کیا گیا ۱۸۴۰ء عیسوی مین کھڑک سنگھ بیمار ہوا اور
بیٹے کی صورت سے اسقدر بیزار تھا کہ مرنے دم تک اوسکی صورت اوسنے نہ دیکھی بلکہ کہتا تھا کہ نونہال سنگھ
جوانمرگ مریگا میرے بعد سلطنت اوسکو نصیب نہوگی اوسی سال مین کھڑک سنگھ مرگیا تقدیر کا درحقیقی اتفاق ایسی
ہوئی کہ جب نونہال سنگھ کھڑک سنگھ کی نعش کو جلاکر آیا اور قلعہ کے دروازہ کے قریب پہونچا کثرت سے توپین
سلامی کی سر ہوتی لگین دروازہ کے پاس پہونچتے ہی ایک بڑا پتھر دروازہ کے دیوار سے گرپڑا اور راجہ اودہم سنگھ
پسر راجہ گلاب سنگھ اور نونہال سنگھ کے سر پر جو باہم ہاتھہ مین ہاتھہ لئے ہوئے پاپیادہ چلے آتے تھے لگا تہوڑے گھنٹے مین
دو نوجوان بحسرت وارمان دنیا سے گذران سے گذر گئی نونہال سنگھ کے مرنے کے بعد امرای جموال نے شیر سنگھ کو گدی
دینی کی تجویز کی مگر سرداران سندہانوالیہ نے نمانا اور چند کنور زوجہ کھڑک سنگھ کو حکومت پر بٹھلایا اور خود کفیل
امورات وزارت کی ہوئی یہ بات دہیان سنگھ وزیر کو ناگوار گذری اور جمون کو چلاگیا اور شیر سنگھ بڑی محرومی
کے ساتھہ بٹالہ کو واپس گیا بٹالہ جاکر شیر سنگھ نے خفیہ خفیہ فوج کے کل افسرون کے ساتھہ سازش کی اور سب کی
طرف سے خاطر جمع کرکے تھوڑی سی فوج لیکر لاہور پر چڑہ آیا اوسکے آتے ہی تمام فوج اوسکی ہمراہ ہوگئی اور قلعہ

لاہور مین راجہ گلاب سنگہ و چند کنور و سرداران سندہانوالیہ محصور ہوئی شیر سنگہ نے توپخانہ انتشار قلعہ کے گرد کہڑا
ہو گیا بادشاہی مسجد کے میناروں پر زنبورچے چڑہا دیے اور لڑائی شروع کی تین روز تک برابر لڑائی ہوتی
رہی اندر سے بہی گولیوں کی بوچہاڑ اور باہر سے گولوں کی مار مار ہوتی تہی ہر روز سینکڑوں آدمی کام آتی تہی
جب قلعہ کی دیواریں مسمار ہو گئیں تو چوتہی روز راجہ دہیان سنگہ جمون سے آیا اور توپ اندازی بند کرا کے
آپسمین صلح کرائی اور شیر سنگہ کو گدی پر بٹہلایا اس امر کے ظہور ہونی سے سندہانوالیہ سردار ستلج پار بہاگ گئی بعد ہونی صلح
رانی چند کنور کو شیر سنگہ نے کنیزکوں کے ہاتہہ سے مروا دیا مگر اس خدمت کے انجام کی بعد اون کنیزکوں کو سخت
سزا دی اور اونکی ہاتہہ ناک کان کٹوا ڈالی اور لوگوں پر ایسا ظاہر کیا کہ گویا چند کنور اونکی حکم سے حضور مین مار ڈالی گئی
دو سال کی سلطنت کے اندر راجگان جموال اور شیر سنگہ کی آپسمین کچہہ شکر رنجی ہوئی اور اونسے چاہا کہ راجہ دہیان سنگہ
و گلاب سنگہ و سوچیت سنگہ کی اختیار لیکے بے اختیار کر دیوی اسواسطی اونسے سرداران سندہانوالیہ کو انگریزی علاقہ
سے بلوایا اور بدستور سرافراز کیا مگر وہ سردار نا وفادار دل سے صاف نہوئی اور دہیان سنگہ اور شیر سنگہ
دونو کے قتل کی فکر مین پڑی فروری ۱۸۴۲ء مین دوست محمد خان امیر کابل انگریزوں کی قید سے رہا ہو کر لاہور
آیا شیر سنگہ نی اونکی بڑی دہوم دہام سے ضیافت کی اور عہدنامہ دوستی کا لکہا لیا اون دنون مین بہائی گورمکہ سنگہ
امرتسریہ پر شیر سنگہ کا بڑا اعتبار تہا یہہ بات راجہ دہیان سنگہ کو ناگوار تہی اسواسطی اونسے در پردہ سندہانوالیہ
کی ساتہہ سازش کی اور اونکو شیر سنگہ کی قتل پر آمادہ کیا مگر وہ ابہی گہات مین تہی کہ دونون کا کام تمام
کرین لہنا سنگہ خورد سال کو گدی پر بٹہلائین خود وزیر و مختار بن جائین پندرہوین ستمبر ۱۸۴۳ء کو اجیت سنگہ
اپنی فوج کی حاضری دینی کی واسطی معہ فوج بمقام شاہ بلاول جہان شیر سنگہ دربار کر رہا تہا گیا اور ایک
قرابین تحفہ ولایتی دکہلانے کی بہانے پاس پہونچا جب قرابین شیر سنگہ نے ہاتہہ لی تو اجیت سنگہ نے فی الفور کل قرابین
کی دبا دی اور چہرا گولیوں کا جو قرابین مین بہرا ہوا تہا شیر سنگہ کے سینہ مین لگا گولیونکی لگتی ہی اوس نوجوان
بیتقصیر نے دم دیا اس کام سے فراغت پا کر اجیت سنگہ و لہنا سنگہ باغ شاہ بلاول مین جہان پرتاب سنگہ شیر سنگہ کا
بیٹا تہا پہونچی اور اوسکا کام بہی تمام کیا اور راجہ دہیان سنگہ کو ساتہہ لیکر دلیپ سنگہ کو گدی پر بٹہلانیکی واسطی
قلعہ مین آئی اور پوشیدہ حکم دیدیا کہ دہیان سنگہ کی ہمراہی فوج قلعہ مین آنے نہ پائی جب دہیان سنگہ کی فوج باہر رک
گئی اور خود وہ تخت کی پاس اونکی ساتہہ پہونچا تو اجیت سنگہ نے اوسکو بہی قرابین ماری اور ایک ہی حملی سے
دہیان سنگہ کا کام بہی تمام ہو چکا تہا اور دلیپ سنگہ کو زنانے محل سے نکالکر گدی پر بٹہلایا اور خود وزارت کا خطاب
پایا اوس خوشی مین آکر عیش کا بساط بچہایا راگ رنگ شروع ہوا شراب کا دور چلا ایسی بدمست ہوئی کہ کچہہ خبر نہ رہی
ادہر راجہ ہیرا سنگہ دہیان سنگہ کے بیٹی نے جب سنا کہ اوسکا باپ مارا گیا باستقلال تمام بدلہ کی ارادہ پر اوٹہہ بیٹہا اور

تمام فوج کے افسرون کو بلا کر وعدہ کیا کہ اگر تم بادشاہ اور وزیر کے قتل کا بدلہ نمک حرامون سے لو تو مین فی
پیادہ بارہ روپیہ اور فی سوار ایک روپیہ یومیہ دونگا اور افسرون کو جاگیرین اور انعام علاوہ عطا ہونگے
یہہ بات سنکر کل فوج ہیرا سنگہ کے ساتھہ ہوگئی اور رات کیوقت کوچ کر کے بستی قلعہ جا گھیرا اور توپخانہ
چلنے لگا اٹھہ پہر برابر توپ چلی آخر لہنا سنگہ و اجیت سنگہ سندہانوالیہ معہ بھر گھنٹیا مصاحبون کے گرفتار ہو کر قتل
ہوئے اور سکھون نے انکی نعش کے پانو مین رسیان ڈالکر تمام شہر مین گھسیٹا خصوصاً مہر گھنٹیا کے گھسیٹنے کے وقت
تو اسکا عضو تناسل کاٹ کر اوسکے منہہ مین دیا ہوا تھا سردار عطر سنگہ سندہانوالیہ وغیرہ موقع پاکر ستلج پار کو
بھاگ گئے اس کام سے فراغت پاکر راجہ ہیرا سنگہ نے باجلاس وزارت دربار کیا دلیپ سنگہ مہاراجہ اور پنڈت جلا
نائب وزیر و مختار السلطنت قرار پایا حویلیان و باغات سندہانوالیون کے جہان جہان تھے مسمار ہوئین بقیۃ السیف بھی
اوجاڑ گیا مصر بیلی رام خزانچی جسکی نزاعت راجگان جموال سے تھی گرفتار ہو کر در پردہ قتل ہوا یہی گورمکھ سنگہ
پر بھی علی ہذا القیاس یہی حال گذرا چند ماہ بعد راجہ سوچیت سنگہ ہیرا سنگہ کا چچا فوج کی سازش سے باُمید حصول عہدہ
وزارت جریدہ طور پر لاہور آیا اوسکو امید تھی کہ میرے جاتے ہی کل فوج سکھی میرے شامل ہو جاویگی گروہ
تمام رات بمقام خانقاہ ترامیان وترا رہا کادمی اوسکے پاس نگیا علی الصباح تمام فوج کی چڑہائی حسب الحکم ہیرا سنگہ
کے اوسپر ہوگئی اور وہ چند سردارون کے بوچھاڑ سے اوڑائے گئے مگر اونھون نے بھی تلوارین ہاتھہ مین
لیکر خوب حملے کئے آخر توپون کے گولون سے اوڑ گئے اسبات کے انعام مین راجہ ہیرا سنگہ نے فی پیادہ ایک ٹکے
طلائی کل فوج کو انعام دیا اس سے چند ماہ بعد سردار جواہر سنگہ رنجیت سنگہ کے خسر پورہ اور دلیپ سنگہ کے ماموں
نے فوج سے سازش کر لی اور کہا کہ اگر تم مجھکو وزیر بنا دو تو مین فی کس ایک کنٹھہ طلائی انعام دونگا جب یہہ خبر
راجہ ہیرا سنگہ کو پہونچی تو وہ بحالت ناراضی ہوا اور راجہ لعل سنگہ وغیرہ نے اوسکو صلاح دی کہ تم کل علی الصباح
لاہور سے جمون کو چل دو ہم فوج والون کو ساتھہ لیکر تم کو بڑی عزت و توقیر اور منت درازی سے واپس لائینگے
اور اوس بعد پھر سکھون مین جرأت کی طاقت نہوگی راجہ ہیرا سنگہ و پنڈت جلا باوجود ایسی ہوشیاری کے دشمنون کے
دم مین آگئے اور ۲۱ دسمبر ۱۸۴۴ء بڑی عید کے دن لاہور سے سوار ہو کر جمون کو چلدیے اونکی جانے کے
پیچھے جواہر سنگہ دلیپ سنگہ کو دیکر فوج کے روبرو گیا اور دلیپ سنگہ کی زبانی فوج کو یہہ سنایا کہ نمک حرام
پہاڑئیے خزانہ لوٹ کر لیے جاتے ہین اونکو پکڑ دو اور مار دو سکھون کو تو حسن کشی کا مزا پڑا ہی ہوا تھا کل توپخانہ
اور پلٹنین اور چند آدمیون پر چڑہ گئین اور چار کوس باہر اونکے پیچھے جا کر اونکو گھیر لیا اوسوقت آگے سے
اونھون نے بھی بڑی بہادری سے لڑائی کی مگر آخر کار راجہ ہیرا سنگہ پنڈت جلا و سوہن سنگہ خلف راجہ گلاب سنگہ
و میان لابھہ سنگہ بندوقون کی گولیون سے مارے گئے اور سکھہ اونکی سر کاٹ کر لاہور لائے اور راجہ ہیرا سنگہ کے

وزارت کیوقت بڑا حادثہ بھائی بیر سنگھ کے قتل کا بھی قابل تحریر ہے کہ بھائی بیر سنگھ ایک فقیر خدا پرست
تھا سب سکھ اوسکو اپنا گرو و مقتدا مانتے تھے دریائی گھارا کے کنارے اوسکا مقام تھا اوسکا معتقد خاص و عام
تھا اتفاقاً سردار عطر سنگھ سندھانوالیہ جو لاہور سے بھاگ کر ستلج پار چلا گیا ہوا تھا گذرہی کے سے اوتر کر وہان
آموجود ہوا اصلی مطلب یہہ تھا کہ بیر سنگھ اپنی گورو کے کہنے سے سکھون کی فوج میری مطیع ہو جائیگی مگر جاتی
خالی نکلی لاہور مین یہہ خبر ہو پہنچی تو بحکم راجہ ہیرا سنگھ سکھون کی فوج پیادہ و سوار معہ توپخانہ آتشبار وہان
جا پہونچی اور بیر سنگھ کے مکان کو چارون طرف سے گھیر کر توپون سے اوڑا دیا بیر سنگھ و عطر سنگھ وغیرہ جسقدر
فقیر سادہ اوسمین تھے سب کے سب قتل ہوئے اس صدمہ کے وقوع سے تھوڑی ہی مدت بعد راجہ ہیرا سنگھ قتل ہوا
اور سردار جواہر سنگھ دلیپ سنگھ کے ماموں نے وزارت کا خلعت پہنا کل سکھہ سوار و پیادہ کو ایک ایک کنٹھہ
طلائی انعام ملا اور راجہ ہیرا سنگھ و سوچیت سنگھ کی جائیداد اور ملک کے حساب کے روپیہ مانگنے کے واسطے راجہ گلاب سنگھ
پر سکھون کی چڑہائی ہوئی راجہ گلاب سنگھ نے مقابلہ نکیا اور سکھون کے ساتھہ لاہور چلا آیا اور اقرار کیا کہ کل جائداد
راجہ سوچیت سنگھ و ہیرا سنگھ و پنڈت جلا کی داخل سرکار کرونگا اور بعوض ملک مقبوضہ اپنی کے پینتیس لاکھہ
روپیہ سالیانہ سرکار مین دیا کرونگا مگر چونکہ راجہ لعل سنگھ و جواہر سنگھ اوسکی بربادی کی فکر مین تھے اسواسطے وہ باقرار
دینا نہ ادا ہر اسیطہ لاکھہ روپیہ جرمانہ کے جمون کو چلدیا اوس سے بعد سکھی فوج واسطے وصول کرنی اٹھارہ لاکھ
روپیہ نذرانہ کے جو کہ بعد مرنے دیوان ساونمل ناظم ملتان کے دیوان مولراج پر قرار پایا تھا ملتان کو روانہ
ہوئی اور نذرانہ وصول ہوا اونہین ایام مین پشاورا سنگھ پسر رنجیت سنگھ کا فساد برپا ہوا اور قلعہ اٹک پر قبضہ پاکر
سلطنت کا مدعی ہوا فتح خان ٹوانہ معہ مسلمانی فوج کے اوسکی استیصال کے واسطے مامور ہوا اور پشاورا سنگھ فتح خان
کے ہاتھہ سے قلعہ اٹک مین براہ فریب مارا گیا پشاورا سنگھ کے مارے جانے کی خبر جب سکھون کو پہونچی تو کل فوج
جواہر سنگھ سے پھر گئی اور رانی جندا دلیپ سنگھ کی والدہ کو کہلا بھیجا کہ اگر جواہر سنگھ اپنی بھائی کو ہمارے پاس
بھیجدیوے تو بہتر ورنہ ہم قلعہ کو محاصرہ کرتے ہین اول چند روز جواب و سوال درمیان رہی جب دیکھا کہ سکھہ
نہین ٹلتے تو رانی جندا جواہر سنگھ اپنی بھائی اور دلیپ سنگھ کو ساتھہ لیکر فوج مین گئی وہان پہونچتے ہی سکھہ
دوڑے اول دلیپ سنگھ کو ہاتھی سے اوتار لیا پھر جواہر سنگھ کا کام بندوقون کے چھریون سے تمام کیا اور چند
وغیرہ چند آدمی جو سردار جواہر سنگھ کے مصاحب ساتھہ تھے وہ بھی مقتول ہوئے جب نعش جواہر سنگھ کی جلانے کو
لے چلے اوسکی عورتین بھی ساتھہ ستی ہونیکو نکلین انکی اوپر سکھون نے بڑی دست درازیان کین اور کان چیر کر
اونکی زیور اوتاری جواہر سنگھ کے بعد راجہ لعل سنگھ مختار ہوا اور سب امرائی ملک ایسی سرکش فوج کی قتل کرنے
کیواسطے انگریزون سے چڑہائی کی تجویز کی اور سکھون کو جمع کر کر حکم سنایا کہ انگریزون نے موضع موڑان کو جو

خالصہ جی کا گانو ستلج پار تھا اپنے علاقہ کے ساتھ ملا لیا ہے یہ بات سنکر بلا حکم موقوف فوج انگریزون پر چڑھ گئی اور
گیارہ دسمبر ۱۸۴۵ کو سکھون نے دریای ستلج سے عبور کیا اور پانچ لڑائیان پے درپے انگریزون کے ساتھ لڑے
پہلی لڑائی مدکی کے مقام پر ہوئی اس لڑائی مین تیس ہزار سکھون کی فوج راجہ لعل سنگھ کے ماتحت انگریزی
فوج کے مقابل تھی اس فوج مین بیس ہزار پیادہ آٹھ ہزار سوار گھوڑ چڑھے اور چالیس ضرب توپین تھین تھوڑے
دن باقی رہے لڑائی شروع ہوئی سکھ بڑی بہادری سے لڑے اگر تھوڑی دیر سکھ اور قائم رہتے تو ضرور فتحیاب
ہوتے مگر سب سے اول راجہ لعل سنگھ بھاگ نکلا اور آٹھ ہزار اوسکی فوج ماتحت نے ایک ہاتھ بھی نہ اوٹھایا گیارہ ہزار
فوج کل فوج مین سے بڑی سختی سے مقابلہ کرتی رہے آخر جب افسر ہی بھاگ گیا تو وہ بھی سترہ توپین میدان مین
چھوڑ کر بھاگ گئے چہ سو ستاون آدمی انگریزون کے اسمین زخمی ہوئے اور دو سو بارہ مارے گئے اور براڈفٹ
صاحب ایجنٹ انگریزی بھی اس لڑائی مین کام آئے **دوسری لڑائی** پھیرو کے مقام پر ہوئی
اس مقام پر سکھی فوج بارہ پلٹن اور دس رجمنٹ سواران اور سو ضرب توپ تھی اس فوج کے روبرو لارڈ
سر ہیو گف صاحب سپہ سالار اور لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل موجود تھے نہایت سرگرمی کے ساتھ یہ لڑائی
ہوئی آخر سردار تیجا سنگھ بھاگ نکلا اسکے بھاگتے ہی سکھون کی فوج بھی بے سر و بے افسر ہو کر بھاگی اور آخر یہ
میدان انگریزون کے ہاتھ آیا اس لڑائی مین چہ سو چوراسی سپاہی اور افسر مارے گئے اور ایک ہزار
سات سو زخمی ہوئے اور ستر توپین سکھون کی میدان مین رہ گئین **تیسری لڑائی** یہ فوج سکھون
کی با افسری سردار رنجور سنگھ معہ فوج سردار نہال سنگھ آلووالیہ و راجہ اجیت سنگھ لاڈوہ والہ لدہیانہ
کے متصل اوتری ہوئی تھی اور فرودگاہ موضع بدووال تھا جب انگریزی فوج ماتحت جنرل سمتھ صاحب
اونکی روبرو آئی سکھون نے اون پر آگ برسانی شروع کی جنرل صاحب نے بھی فی الفور صفین تیار کر لین
اور مقابلہ شروع کیا مگر آخر سبب کمی فوج کے میدان چھوڑ کر لودہیانہ کو چلے گئے سکھی فوج نے اونکا تعاقب نکیا
اس لڑائی مین اونہتر آدمی انگریزون کے مارے گئے اور اٹھتر زخمی ہوئے اور ستہتر مفقود الخبر رہے اور ایک صاحب
اسسٹنٹ سارجن اور چند گورون کو گرفتار کر کے لاہور کو روانہ کیا۔ اسی وقت مین کہ دونو سلطنتون مین
لڑائی ہو رہی تھی رانی جندان نے راجہ گلاب سنگھ کو جمون سے طلب کیا اور وزارت دی **چوتھی
لڑائی** علیوال و بہوندڑی کے مقام پر ہوئی اسکا حال یہ ہے کہ جب فوج ماتحت جنرل سمتھ صاحب
شکست کہا کر لودہیانہ مین پہونچی شب کو کمپو کو اونہون نے مدد کیواسطے طلب کیا جب فوج مدد کو آگئی تو لڑائی
ہوئی سردار رنجور سنگھ تو پہلے ہی بھاگ نکلا اوسکے بھاگنے کے بعد بھی فوج لڑتی رہی آخر بھاگ نکلی انگریزی فوج نے اونکا
تعاقب کیا سو اسکے سکھ دریا مین بیشمار ڈوبے اس لڑائی مین انگریزون کے اکسٹھ آدمی مقتول اور

چار سو تیرہ زخمی اور پچیس گم ہوئے **پانچوین لڑائی سبھراؤن کے مقام پر ہوئی** اسمین سکھی فوج مین تیس ہزار
جوان اور ستر توپین تھین جب لڑائی گرم ہوئی اول سردار تیج سنگھ سپہ سالار بھاگا پھر بھی فوج لڑتی رہی
آخر بھاگ نکلی اور انگریزون کے تعاقب سے ہزارون سکھہ دریا مین ڈوب گئے اسمین تین سو بیس آدمی
انگریزون کے مقتول اور دو ہزار تراسی زخمی ہوئے بعد اس فتح کے کوئی لڑنے والا نہ رہا اور انگریزی فوج
نے ستلج سے اوتر کر قصور مین ڈیرہ کیا وہان راجہ گلاب سنگھ حاضر ہوا اور یہہ بات بحضور گورنر جنرل قرار پائی
کہ سرکار انگریزی بدستور دلیپ سنگھ کو اپنا دوست جانے گی مگر اس بے ادبی اور خلاف عہد نامہ جنگ کرنے کے
سبب ستلج پار اور دوابہ بست کا ملک ضبط ہو کر انگریزی سلطنت کے شامل ہوگا اور ڈیڑھ کرور روپیہ نقد
اس مہم کا خرچ علاوہ سرکار لاہور سے پاویگا وہانسے کوچ کر کے جب انگریزی فوج نے مقام للیانی ڈیرہ
کیا تو راجہ گلاب سنگھ دلیپ سنگھ کو وہان لے گیا اور زبانی اوسکی بحضور نواب گورنر جنرل بہادر معذرتہا بالا کا
اقبال کرایا مگر لاہور پہنچکر ڈیڑہ کرور روپیہ نقد سرکار لاہور سے ادا نہوسکا اسواسطے کل پہاڑ کا ملک مع
کشمیر وتبت ولداخ وغیرہ سرکار انگریزی نے ضبط کر کر راجہ گلاب سنگھ کے پاس بعوض پچھتر لاکھہ روپیہ کے فروخت
کرڈالا اور اوسکو مہاراجگی کا خطاب دیکر سلطنت دوراج اوسکا سرکار لاہور سے علیحدہ مقرر کر دیا اس
انتظام کے بعد انگریزی فوج نو مہینے کے واسطے لاہور مین رہنی تجویز ہوئی اور لارنس صاحب بہادر رزیڈنٹ
قرار پائے راجہ لعل سنگھ وزیر ریاست مقرر ہوا ماہ جولائی سنہ ۱۸۴۶ء مین شیخ امام الدین ناظم کشمیر نے کشمیر مین
فساد برپا کیا یعنی جب راجہ گلاب سنگھ کا ناظم دخل کے واسطے وہان گیا تو شیخ امام الدین نے دخل نہ دیا اور مقابلہ
پیش آیا اسواسطے فوج کشی تک نوبت پہونچی آخر اکتوبر سنہ ۱۸۴۶ء شیخ امام الدین حاضر ہو گیا اور بعد الاستفسار بحضور
رزیڈنٹ بیان کیا کہ مین نے یہہ سرکشی حسب الحکم راجہ لعل سنگھ کے کی اور اپنے بیان کے ثبوت مین چند پروانہ
راجہ لعل سنگھ کے مہری پیش کئے اسبات کے انصاف کیواسطے دربار منعقد ہوا راجہ لعل سنگھ نے اگرچہ عند الجواب
محض انکار کیا مگر بموجب پروانہ جات اور نیز کاتب کی گواہی دی کہ یہہ حسب الحکم راجہ لعل سنگھ کے یہہ پروانہ لکھے آخرش بثبوت
جرم راجہ لعل سنگھ وزارت سے معزول ہو کر فرخ آباد بھیجا گیا اور نو مہینے کے بعد ماہ دسمبر انگریزی فوج نے
لاہور سے روانگی کا قصد کیا چونکہ مہاراج لاہور کو انتظام ریاست کا بسبب نا اتفاقی باہمی کے ایک بار گران نظر
آتا تھا اسواسطے رزیڈنٹ کے حضور مین سب نے ملکر یہہ درخواست کی کہ مہاراج کے بالغ ہونی تک صاحبان انگریز
یہان رہکر مہاراج کی سرپرستی کرین بعد از مشکل یہہ درخواست اونکی بحکمہ گورنری سے منظور ہوئی اور قرار
پایا کہ مہاراج کے بلوغ تک انگریزی فوج لاہور مین رہے اور بائیس لاکھہ روپیہ سالانہ فوج اور افسرون کا خرچ
سرکار لاہور سے لیا جاوے اور اختیار وانتظام کل ریاست کا صاحب رزیڈنٹ کے حوالے ہو اس منظوری

بعد سردار تیج سنگہ و دیوان دینا ناتھہ و سردار شیر سنگہ اٹاری والہ کو راجگی کا خطاب معہ اضافہ جاگیر کے عطا ہوا
اور یہہ تینون رئیس معہ فقیر نور الدین مشیر خاص منصب پر مقرر ہوئے و سردار رنجور سنگہ و بھائی ندہان سنگہ و
عطر سنگہ کالیانوالہ و شمشیر سنگہ سندہانوالیہ بطور نائب ہالیان دربار قرار پائے اور یہہ تجویز ہوئی کہ جس کام
کے لئے یہہ لوگ تجویز کرین رزیڈنٹ صاحب سے منظور کرالین رانی جندا والدہ دلیپ سنگہ کو یہہ انتظام خوش
نہ آیا اور دربی فساد ہوئی اسواسطے وہ لاہور سے نکالے جاکر شیخو پورہ کے قلعہ مین بھیجی گئی اور حکم ہوا کہ کوئی
شخص بلا اجازت صاحب رزیڈنٹ کے اوسکے پاس آنا جانا نہ پائے ماہ مارچ ۱۸۴۸ء مین ستر کری صاحب
لاہور کے رزیڈنٹ بنکے آئے اونکے وقت مولراج ملتان کے ناظم نے استعفا دیا وہ منظور ہوکر بجائے اوسکے سردار
کاہنہ سنگہ مان اور اگنیو صاحب اسسٹنٹ رزیڈنٹ مقرر ہوئے مگر جب وہ لاہور سے چلکر ملتان پہنچے تو مولراج نے
اونکو قتل کرڈالا اور سرے سے باغی ہوگیا لاہور سے بحکم رزیڈنٹ راجہ شیر سنگہ اٹاری والہ و سردار شمشیر سنگہ
سندہانوالیہ و عطر سنگہ کالیانوالہ معہ فوج روانہ ملتان ہوئے اور فوج انگریزی کے افسر کپتان اڈوارڈس
مقرر ہوکر گئے وہان جنگ و جدل ہو ہی رہا تھا کہ اتنے مین چتر سنگہ اٹاری والہ نے ہزارہ کیطرف فساد کیا اور
شیر سنگہ اٹاری والہ جو چتر سنگہ کا بیٹا تھا انگریزی فوج سے الگ ہوکر مولراج سے جا ملا چونکہ مولراج نے بھی اوسکی
کچھہ خاطر نکی اور نہ اوسپر اعتبار رکھا اسواسطے وہ ملتان سے پنڈ دادنخان کو چلا گیا ۲۲- جنوری ۱۸۴۸ء
مولراج کئی لڑائیون مین شکست کھاکر از خود اڈوارڈ صاحب کے پاس حاضر ہوگیا اور قید ہوکر لاہور آیا
اور مہم ملتان کے ختم ہونے ماہ مئی ۱۸۴۸ء کو رانی جندا لاہور سے ہندوستان کو بھیجی گئی ادہر تو یہہ حال گذرا
اور ادہر چتر سنگہ اٹاری والہ نے باتفاق اپنے بیٹے اور بہت سے سردارون کے ہشیار سکھون کو اپنے
پاس جمع کیا اور جارج لارنس صاحب وغیرہ انگریزون کو جو پشاور مین تھے قید کرلیا امیر دوست محمد خان
والی کابل کو معہ فوج اپنی مدد کو بلایا اور ایک اجتماع ہوکر انگریزون کے ساتھہ لڑائی کی ٹھہری ادہر سے
انگریزی فوج دریا سوج اونکی سرکوبی کو روانہ ہوئی اور چار لڑائیان آپسمین وقوع مین آئین +
پہلی لڑائی رسول نگر کے مقام پر بتاریخ ۲۲- نومبر ۱۸۴۸ء بوقت نواخت ڈیڑہ پہر رات کے ہوئی
شیر سنگہ و چتر سنگہ اسمین شریک تھے اسمین انگریزون کا بہت نقصان ہوا **دوسری لڑائی**
سعد اللہ پور کے مقام پر بتاریخ ۳۲- نومبر ۱۸۴۸ء کے ہوئی بعد لڑائی کے شیر سنگہ و چتر سنگہ وہان سے کوچ
کرکے مونگ رسول کو چلے گئے **تیسری لڑائی** مقام چلیانوالہ ہوئی یہہ ایک سخت مقابلہ فریقین
فوج مین ہوا کہ تیرہ دسمبر سے گیارہ فروری تک دونو فوجین ایک دوسرے کے مقابل میدان مین ٹہری
رہین آخر کار بارہ فروری کو شیر سنگہ و چتر سنگہ مونگ رسول کا مقام چھوڑ کر گجرات کو چلے گئے اور تعاقب

مدت تک بہت مرتبہ مقابلہ و مجادلہ ہوتا رہا **چوتھی لڑائی** اکیس فروری کو بمقام گجرات نہایت سرگرمی
کے ساتھ ہوئی اور سکھی فوج میدان چھوڑ کر بھاگ نکلی اور فوج انگریزی فتحیاب ہو کر واپس آئی بعد اختتام ان
معرکوں کے چتر سنگھ و شیر سنگھ از خود انگریزی افسروں کے پاس حاضر ہو گئے اور کابلی امیر نے کابل کا راستہ لیا لاہور میں
اگر چتر سنگھ و شیر سنگھ و دیوان مولراج وغیرہ بڑے بڑے مفسد تو پنجاب سے جلاوطن ہو کر ہندوستان کو روانہ کیے گئے
اور چھوٹے مفسدوں کی نسبت حکم ہوا کہ وہ اپنے گاؤں میں رہیں بلا اجازت افسران انگریزی کے کہیں آیا جایا
نہ کریں بعد ازاں بموجب اشتہار ۲۹ - مارچ ۱۸۴۹ء کے مہاراجہ دلیپ سنگھ لاہور کی سلطنت سے معزول ہو کر سالانہ
چار لاکھ روپیہ سالانہ اوسکی پنشن نقد قرار پائی اور چند ماہ کے بعد معہ مہندو سنگھ خلف مہاراجہ شیر سنگھ لاہور سے
جلاوطن کر کے ہندوستان کو بھیجا گیا اور کل پنجاب کے ملک میں انگریزی انتظام بخوبی ہو گیا اور ابتدا میں سرکار نے
اپنا انتظام کرتے ہی کل رعایا سے ہتھیار چھین لیے اور سوائے اجازت و حصول لائسنس کسیکو ہتھیار رکھنے کی طاقت
نہ رہی اسواسطے پھر کوئی مفسد پیدا نہوا اور رعایا نے بھی روز کے کشت و خون و غارت و تاراج سے خلاصی پائی

تیسری تقسیم انگریزی ہندوستانی فوج کی مفسدی کے ذکر میں جو کہ بسال ۱۸۵۷ء وقوع میں آیا

آغاز اس مفسدہ کا ضلع میرٹھ و دہلی سے وقوع میں آیا اور وہاں ہی کے ہندوستانی فوج کی بسبب ملنے کارتوس
نوساختہ کے افروختہ ہو کر سرکشی پر کمر باندھی اور اپنے افسروں کو قتل کر کے سرکار سے مقابلہ پیش آئی چنانچہ
ستلج پار کے ملک کے حصہ میں اقسام دہلی و حصار و انبالہ و لودھیانہ و فیروزپور وغیرہ اضلاع کے ذکر میں یہاں
کے تمام فوج کا حال بھی درج کر چکا ہوں اب خاص پنجاب کے مفسدہ کا حال اور سرکاری افسروں کے انتظام کی کیفیت
اس تقسیم میں حتی الامکان ضلع وار مندرج ہونا مناسب متصور ہوا **ضلع جالندھر** فوج کی سرکشی
اور دہلی کے مفسدہ کی خبر جالندھر پہنچی تو کل ہندوستانی فوج سے انگریزوں کا اعتبار اٹھ گیا اور بارہ
مئی ۱۸۵۷ء کو مسٹر فرنگٹن صاحب ڈپٹی کمشنر نے کل انگریزوں کو جمع کر کے آپس میں مشورہ کیا جس میں یہ تجویز قرار پائی
کہ فلور کا قلعہ فی الفور تیسرے نمبر کی ہندوستانی پلٹن سے بچایا جاوے اور ان کو نکال کر اپنا قبضہ قائم ہو اور
تار برقی کا دفتر اوسی جگہ مامور ہوا اسی مشورہ کے مطابق انکو بچاس سپاہی نمبر ۸ کے گورہ پلٹن کے ۱۳ مئی کو
داخل قلعہ ہوئے اور ہندوستانیوں کو وہاں سے نکالا گیا اور ذخیرہ و توپیں فلور کے قلعہ سے منگوا کر جالندھر
کے توپخانہ کے ساتھ شامل کر کے گورہ فوج کے حوالے ہوئیں تحصیل کے مکان کو قلعہ کے طور پر بہت مضبوطی عملدرآمد
سکھ پلٹن اور پولیس پلٹن کے سپاہی مفصل سے منگوائے گئے خزانہ کل جمع کر کے ضلع کے ماتحت ہوا کل انگریزوں کے
رہنے کے واسطے ایک مکان قرار پایا راجہ کپورتھلہ کی فوج چھ توپیں اور دو سو سوار اور ایک ہزار ایک سو پیادہ

کپورتھلے سے بالا ہی بالا پہونچ چکے آنے سے صاحب ضلع کو کمال تقویت حاصل ہوئی خزانہ کے لے لینے سے سررشتہ کا
فوج نے کمال شور برپا کیا اور چاہا کہ خزانہ بدستور ہماری تحویل مین رہے اسواسطے کہ بریگیڈیر بارٹلی صاحب کی کہنے کے
بموجب خزانہ برابر حصہ کر کے ہندوستانی پلٹنون کے ماتحت کیا گیا مگر اوسوقت ڈپٹی کمشنر نے یہہ انتظام کیا کہ ضلع کا
خزانہ تو اونہون نے قلعہ پھلور مین بہیجدیا اور باقی کل روپیہ جو پلٹن والون کے سپرد ہوا تھا اوسمین سے جس کو
جیسا چاہا تہا ہتنگی دیکر بانٹ دیا مفسدون کے ظہور سے پہلے چہاونیون مین آگ کا لگنا شروع ہوا اور بد علامتین
ظاہر ہونے لگین مگر جنگی افسرون نے ان باتون کی طرف کچہہ خیال نکیا اور فوج کے بے ہتہیار کرنے مین کمال
غفلت کی ساتوین جون گیارہ بجے رات کے پہر چہاونی مین آگ روشن ہوئی جب افسر پولیس پہونچانے کو گئی تو
ہندوستانیون نے اوسکو نزدیک آنے نہ دیا بندوقین مار کر ہٹا دیا اور کل ہندوستانی فوج سوای توپخانہ کے بلا
مفسد ہوگئی ایک بجے رات کو ایک فریق ہندوستانیون کا ہوشیارپور کو کوچ کر کے چلا گیا اور دوسری ٹکری
گروہ نے دہلی کے سمت کا راستہ لیا تعاقب کرنے والی فوج آٹہوین پلٹن گورہ کے چہہ توپین اور کچہہ پولیس کی
فوج تہی مگر جنرل صاحب نے اونکو کوچ کا حکم صبح کے سات بجے تک نہ دیا جب دہوپ کی گرمی سخت ہوگئی اور
رات کی سردی کا فائدہ جاتا رہا تو کوچ کا حکم نافذ ہوا اور مگر ریکٹس صاحب ڈپٹی کمشنر نے کپورتھلہ کے فوج کا ڈیڑہ سو
آدمی ہمراہ لیکر مفسدون کا تعاقب کیا اور صبح کے گیارہ بجے پہگواڑہ پہونچے مگر اوسوقت مفسد صاحب سے تقریباً میل
آگے پھلور کے مقام پر پہونچ چکے تہے پھلور کے پہونچتے ہی تیسری پلٹن ہندوستانی ماموریہ پھلور اونکی شامل ہوگئی
اور کشتیون کو پکڑ کر ٹہری آرام سے شام تک دریا پار ہوئی اودہر سے مسٹر رکٹ صاحب صاحب ضلع لودہیانہ
نے بڑی استقلال کے ساتھ اون پر حملہ کیا اور رینگٹن صاحب بذات خود توپ سر کرتے رہے اور لفٹین ولیم صاحب
جو سکہون کی چہٹی پلٹن کے افسر تہے وہ بہی اس کام مین بہت سرگرم رہے جنرل صاحب جالندہر سے تعاقب کر
آتے تہے وہ شام کے وقت پھلور پہونچے اور لودہیانہ کی لڑائی دور سے دیکہا کئی اور دریا سے اوتر کر کچہہ امداد
صاحب ضلع لودہیانہ کی نکی مفسدون نے لودہیانہ جاکر قلعہ پر قبضہ کر لیا اور رات بہر وہان رہے دوسرے
دن اونہون نے جیلخانہ کہولدیا دسوین جون کو گورہ کی فوج اور جرنیل صاحب دریا سے اوترے اور مفسدون
نے لودہیانہ سے آگے کو کوچ کر دیا نو بجے کے وقت گورہ فوج موضع دہن کے متصل پہونچی اور سنا کہ مفسد
بارہ میل کے فاصلہ پر بالیر کوٹلہ کے مقام پر ہین مگر اوسوقت گورہ فوج تہک گئی تہی اور ہر ایک سپاہی کے
پاؤن مین آبلہ پڑ گئے تہے فوج کی بے عزمی دیکہہ کر جنرل صاحب نے تعاقب چہوڑ دیا اور مفسد بے روک ٹوک
دہلی جا پہونچے دوسرا فریق مفسدون کا جو ہوشیارپور کی طرف گیا تہا اونہون نے صاحبان ضلع کے اطلاع ہونے سے
پہلے ہی چہاؤنی کے اندر اپنی بچاؤ کی صورت کر لی راستہ مین اونہون نے کسی سے تعرض نکیا اور ایسی صورت سے

لیے کہ جیسی کوئی فوج کار سرکار پر جاتی ہے۔ اس مفسدہ کے ہونے کے بعد یہ حکم جاری ہوا کہ تمام میم اور عورتین انگریزون
کے جالندھر چھوڑ کر لاہور کو چلی جاوین اور گورہ فوج نکلسن صاحب کے گشتی فوج کے شامل ہو کر کام دیوے ۲۵- جون
کو پلٹن نمبر ۳۳ و ۳۵ ہندوستانی کی بمقام فلور ہتھیار لیے گئے اور گشتی فوج نے اوس کام مین بہت مدد کی
ہندوستانی نافرمان فوج کی جگہ تین سو سوار ٹوانون کی لاہور سے بھرتی ہو کر آئے اور ایک پلٹن سکھون کی
میجر لیک صاحب بہادر کمشنر قسمت جالندھر نے بھرتی کی اور ایک سو سوار پولیس کا اور ڈیڑھ سو پیادہ ضلع کے انتظام
مین مامور ہوئے اور بہتی فوج جاگیرداروں کی معرفت بھرتی کر کر منگوائی گئی بلکہ اس انتظام سے اور بھی فوج
بھرتی ہو کر دہلی کو مامور ہوتی رہی اور بہت سا روپیہ چھ روپیہ سینکڑہ سود پر رعایا سے قرض لیا گیا -

ضلع ہوشیارپور دہلی کے غدر کے وقت مسٹر اینٹ صاحب ڈپٹی کمشنر حاکم اس ضلع کے تھے
اونھون نے ۱۵- مئی ۱۸۵۷ء کو تحصیل کے مقام کو مضبوط کیا دو توپین ہندوستانی توپخانہ سے لا کر اوسمین
رکھین کیونکہ یہ خوف تھا کہ شاید ۳۳ نمبر کے ہندوستانی پلٹن کچھ شرارت کرے تمام انگریزون کی میمین
ہوشیارپور سے دہرمشالہ کو بھیجی گئین شہر کی حفاظت کے واسطے آٹھ سو آدمی ملازم راجہ آلووالیہ و راجہ [illegible]
ویسا ہی [illegible] سے نو ملازم فوج کے مامور ہوئے اور کچھ حصہ شیر دل پلٹن کا بھی اس کام مین مصروف رہا
جیلخانہ کے قیدی بجواڑہ کے قلعہ کو بھیجے گئے اور پولیس کے سپاہیون کے ذمے اونکی حفاظت کی ۱۲- جولائی سنہ [illegible]
کو قیدیون نے بلوا کر کے بھاگ جانیکا ارادہ کیا اور پانچ کس مفسد پھانسی ملے سوائے اسکی اس ضلع مین
[illegible] امن تمام معاملہ سرکار کا بیباق ہوا عدالت کہلی رہی اور لوگون نے ایک لاکھ روپیہ قرض
چھ روپیہ سینکڑہ سود پر سرکار کو دیا **ضلع کانگڑہ** مفسدہ کے وقت اس ضلع مین بسبب اسکے کہ اسمین [illegible]
بہت مین صاحب ضلع کو ہر ایک ریاست کی خبر رکہنی پڑتی ہے اسواسطے صاحب نے نو ملازم فوج رکہہ کر دریا کے گہاٹون
پر پہرہ کی اور سنا کہ ریاست جنگہوین سرگشتہ ہو کر کچھ فوج نوکر رکہتا ہے اسواسطے لیک صاحب کمشنر جالندھر نے [illegible]
ہو کر [illegible] تھانہ اور [illegible] ریاست جنگہ کی طرف سے تھانہ نکالدیا اور ایک مسلمان تھانہ دار اپنا ملازم وہان مامور کیا اور اوسکو حکم دیا کہ
ریاست جنگہ کی خبرین سرکار کو بھیجا کرے [illegible] گیان سنگہ کے خلاف گیان سنگہ اصلی وارث کو گدی پر بٹھا کر [illegible]
تعینات ہو کر پرتاپ سنگہ نام ایک مفسد کو پھانسی ملی اور سو آدمی ہم صلاح اوسکے قید ہوئے میجر صاحب ڈپٹی کمشنر و لیک صاحب کمشنر
[illegible] کیطرح قلعہ نورپور کانگڑہ مین ہندوستانی پلٹن تھی اونسے خالی کرایا اور یہ انتظام ۱۴- مئی سنہ [illegible]
کیا گیا اور کپتان [illegible] صاحب ایک حصہ شیر دل پولیس پلٹن و توپین لیکر قلعہ کانگڑہ مین داخل ہوا اور ہندوستانیون
کو نکال کر قلعہ اپنے قبضہ مین کر لیا خزانہ ضلع کا وہان رکہا گیا دہرمشالہ و بہاگسو کی کوٹھیون پر
پولیس کی فوج مامور ہوئی جیلخانہ بھی اونکی حفاظت مین رکہا گیا ڈاکخانہ کا سخت انتظام ہوا گھاٹ [illegible]

اور ۴۹ نمبر کی پلٹن ہندوستانی کو ہمہ دیولیس کے فوج کے بے ہتھیار کیا گیا اور اوسی رات جیمدن کانگڑہ کی فوج کے ہتھیار لئے گئے تھے صاحب ضلع سکہون کے سوار اور پولس کی فوج لیکر تمام ۳۰ زمین جو تین میل کا رستہ طیکر کر نور پور پہونچے اور چاہا کہ باقیماندہ پلٹن نمبر ۴ کے بھی ہتھیار جو نور پور کے قلعہ مین ہین لئے جاوین ہان جاکر سنا کہ اونکے پہونچنے سے اول ہی مسٹر ولکی صاحب اونکے کمان افسر نے زبانی تسلی و دلاسا دیکر پلٹن اون کے ہتھیار لے لئے ہین اور وہ پلٹن سرکار کی مطیع و فرمان بردار ہی بلکہ اخیر تک فرمانبردار رہی ۔۔

لاہور مفسدہ کے وقت ۱۲ مئی ۱۸۵۷ء سے پہلے لاہور کے افسرون کو خبر پہونچی کہ ہندوستانی فوج کا ارادہ ہے کہ لاہور کا قلعہ جسمین بڑا خزانہ اور میگزین بکثرت ہی لے لیا جاوے اور چھاونی مین بھی بلا مفسدہ برپا کیا جاوے اسو اسطے اوسی تاریخ یعنے ۱۳- مئی کو تین کمپنیان ۸۱ نمبر پلٹن گورہ کے قلعہ مین آئین اور ہندوستانی گارد جو قلعہ مین تھی نکالی گئی سب میم اور انگریزون کو قلعہ کے اندر رہنے کا حکم نافذ ہوا فوج ہندوستانی کے ہتھیار لینے کیو اسطے یہہ تجویز ہوئی کہ ۸۱ نمبر کی گورہ پلٹن اور گہڑ لیٹی توپخانہ پنجابی پولیس کے سپاہ مین آئی توپخانہ بھر لیا گیا اور اونکو حکم ملا کہ اگر ہندوستانی مقابلہ پیش آوین تو اوڑا دیجاوین تین پلٹنین اور ایک رسالہ ہندوستانی بھی پریڈ مین بلایا گیا اور اونکو ہتھیار دیدینے کا حکم سنایا گیا حکم سنتے ہی پیدل پلٹن والون نے کل ہتھیار ڈہیر کردئے اور سوارون نے اپنی تلوارین خفگی مین آکر پہینک پہینک دین اور سارجنٹون کو جلد تیرا اوسوقت سرکاری نمک حلال فوج صرف تین پلٹنین لاہور مین تھین جو جا بجا انگریزون کے بنگلون اور سرکاری مکانات کی حفاظت کرتی تھین مسٹر اجرٹن صاحب ڈپٹی کمشنر کی عرق ریزی و جانفشانی اوسوقت قابل تعریف تھی جو بڑی خبرداری و ہوشیاری کے ساتھہ کار سرکار کو انجام دیتے رات کو تبدیل لباس شہر مین دورہ و گشت کرتے دن کو اونکا اسوا لاہور کے بندوبست مین رہتے تو ملازم فوج برابر نوکر رکہہ کر دہلی کو روانہ ہوتی جو ۱۴ تاریخ مئی کو خبر پہونچی کہ ہندوستانی فوج مین سے ایک پلٹن میان میر سے بھاگ گئی ہی اس بات کے سننے سے سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی تمام انگریز شور کے واسطے جیلخانہ مین جمع ہوئے ۸۱ نمبر کی گورہ پلٹن بہت جلد تیار کی گئی یہہ سنکر باقیماندہ ہندوستانی جو بھاگنی کو تیار تھی لین مین جا گہسے اور جو بھاگ گئے تھے اونکو مانجہ کے زمینداروں نے گرفتار کر کر مسٹر ہامس صاحب اسسٹنٹ کمشنر قصور کی خدمت مین پیش کیا اور وہ اپنے کردار کے سزا کو پہونچے چار سوار نمک حلال و اعتباری فوج قلعہ لاہور مین مامور ہوئے دروازہ قلعہ کے سوای ایک دروازہ کے سب مسدود کئے گئے چھاونی ہی لیکر شہر تک برابر پہرہ پولیس کا سلسلہ قرار ہوا انگڈیر صاحب کے ماتحت ۳۵ نمبر کے پلٹن پیادگان کے دو آدمیون نے جو ارادہ فساد کا کیا تھا وہ ۹- جون کو انارکلی کے پریڈ مین توپ کے گولون سے اوڑا دئے گئے ڈاک کا انتظام اور چٹہیون کے دیکھنے کا بندوبست بہت مضبوطی کے ہوا چھاپہ کے اخبارات کے چھپنے کی سخت نگرانی ہوئی اور کپتان صاحب

اسسٹنٹ کمشنر اوسکے منتظم مقرر ہوے مگر گندہک وشورہ ڈوبیون کی بیچنے کی سخت ممانعت عمل مین آئی کل ہندوستانی
نوکر سوارے پلٹنون کے جہان جہان جسقدر تھے ۲۹ - جون کو اونکے ہتھیار لیے گئے اور نوکری سے برخاست ہوکر
پنجاب سے خارج ہوے بلکہ اور بھی ہندوستانی غیر ملازم جسقدر ضلع لاہور مین تھے بحفاظت پولیس گنگ پار کی سے (?)
اوتار دیے گئے اور اونکی تعداد پانسو چھتیس تھی ۲۶ - جولائی کو ۲۶ نمبر کے ہندوستانی بے ہتھیار پلٹن نے
میان میر مین مفسدہ کیا اور میجر سپنسر صاحب اور ایک اور انگریز اور دو ہندو افسرون کو مار کر بھاگ گئے
اتفاقاً اوس روز بڑی سخت اندھیری آگئی اور جو فوج اونکی تعاقب کو گئی اوس سے وہ بچ گئے مگر کوپر صاحب
ڈپٹی کمشنر نے اونکو راوی کے کنارے پر قتل کیا جب ایسی ایسی وارداتین وقوع مین آنے لگین تو پلٹنون اون
کی سخت حفاظت ہونے لگی چونکہ اوسوقت لاہور کے جیلخانہ مین دو ہزار تین سو اوناسی آدمی مقید تھے سرکار
کو یہہ مناسب نظر آیا کہ جیلخانہ قیدیون سے خالی کر دیا جاوے اسلیے بہت سے قیدی با جرمانہ و ضمانت نیک چلنی
و عدہ حاضری (?) چھوڑ دیے گئے اور سرکار نے جو لاہور کے ساہوکارون اور رئیسون سے روپیہ قرض بادای
چھہ روپیہ سیکڑہ سود طلب کیا تو اونھون نے بہت کم روپیہ دیا اور اسباب مین محض بے حوصلگی نکلی مفسدہ کے
وقت لاہور کے ضلع کا انتظام اچھا رہا عدالت کھلی رہی کل معاملہ مالیہ وصول ہوتا رہا

ضلع امرتسر

اسضلع مین بوقت مفسدہ نوجہ کے قلعہ گوبندگڈہ مین ستر سپاہی ۵۹ نمبر کے ہندوستانی پلٹن کے مامور تھے اگرچہ
اوسقدر گورہ سپاہی بھی قلعہ کے اندر تھے مگر سرکار کو تسپر بھی ہندوستانیون کیطرف سے اندیشہ تھا اسواسطے
۸۱ نمبر کی گورہ پلٹن لاہور سے آکر داخل قلعہ ہوئی یہہ انتظام سیندرہوین تاریخ مئی کو وقوع مین آیا جب اور
گورہ فوج قلعہ مین آگئی تو ۸۱ نمبر کی پلٹن پھر لاہور کے طرف روانہ ہوئی اور ۵۹ نمبر کی پلٹن ہندوستانی
کو بریگیڈیر جنرل نکلسن صاحب کمان افسر فوج گورہ گشتی نے ۹ - جولائی کو امرتسر پہونچکر بے ہتھیار کیا اور قلعہ
گوبندگڈہ غلہ وغیرہ ذخیرون سے پر کیا گیا اور مفرور سپاہیون کے گرفتاری کے واسطے اشتہار جاری ہوے ۳۱
جولائی کو ایک گروہ بے ہتھیار بھاگے ہوے سپاہیون کا جو لاہور سے بھاگے تھے راوی کے کنارے پر مقام بالگہاٹ (?)
ظاہر ہوا اور سپاہیون نے وہان پہونچکر زمیندارون سے پایاب استہ دریا کا دریافت کیا چند زمیندارون نے
وہان تو اونکو باتون مین لگایا اور چند زمیندارون نے تحصیل اجنالہ مین پہونچکر تحصیلدار کو اونکے آنے کی خبر دی
تحصیلدار معہ جمعیت موجودہ وہان جا پہونچا اور لڑائی شروع کی اور ایک سوار امرتسر کو روانہ کیا تاکہ (?)
کے وقت کوپر صاحب ڈپٹی کمشنر معہ اسی سوار و سردار جودہ سنگہ اکسٹرا اسسٹنٹ وہان جا پہونچے اونکو آنے سے
اول ایکسو پچاس آدمی زمیندارون اور تحصیلدار نے قتل کر دیے تھے اور باقیماندہ ایک جزیرہ کے اندر جسکے
چارون طرف پانی بہتا تھا جا کر محفوظ ہوگئے تھے دوسرے روز فجر کو وہ کل قتل ہوے اور ۴۵ اونمین سے بسبب ہوکہ

اور ماندگی کی خود بخود مر گئے تھے اور باقی دو سو تینتیس آدمی انگریزی فوج کے ہاتھ سے مارے گئے اور پینتالیس
سپاہی گرفتار کر کر لاہور پہنچائے گئے وہ بمقام لاہور توپ سے اڑائے گئے۔ کوپر صاحب ڈپٹی کمشنر نے امرتسر میں کمال
ہوشیاری و دلیری سے کام کیا کپتان پرکنس صاحب باہر کے انتظام کیواسطے مامور ہوئے میکنہ ناٹن صاحب اسسٹنٹ کمشنر
نے بڑی کوشش کے ساتھ مہاراج سنگھ مفسد کو گرفتار کیا ایک سپاہی اور ایک نیٹو ڈاکٹر ہندوستانی پلٹن نمبر ۳۵
نے باعث نوکر رکھنے مفسدہ کے باتوپ کے مختلف وقتون مین پھانسی پائی امرتسر کے ساہوکارون نے نقد
روپیہ سرکار کو قرض دینے مین بہت تامل کیا اور اگر دیا تو بہت تھوڑا دیا بلکہ جو لوگ پچاس پچاس لاکھ روپیہ
کی جمعیت رکھتے تھے انھون نے ایک ایک ہزار روپیہ سے زیادہ نہ دیا

ضلع گورداسپورہ

مفسدہ کے وقت کچھ حصہ ۵۹ نمبر کے ہندوستانی پلٹن کا اس ضلع مین تھا اونکو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے
امرتسر کو روانہ کیا اور سات لاکھ روپیہ خزانہ کا بحفاظت پولیس قلعہ گوبندگڈھ کے طرف بھیجدیا اور پولیس نے
وہ خزانہ ایک رات مین ۴۴ میل کا راستہ طے کر کر امرتسر پہونچایا انتظام کچہری و حفاظت جیلخانہ وغیرہ
پولیس کے سپرد ہوئی اور جسقدر پہرہ کاردین ہندوستانی سپاہیون کے بمقام مادہوپور کارخانہ شاہ نہر پر تہین
سب کی تبدیلی ہوگئی دریا کے کنارے پر جو لکڑیان دیودار کی جو کشتیون کا کام دے سکتی تھین اٹھوا لی گئی
لیکن اسی بیچ مین وہان خبر پہونچی کہ ہندوستانی ۴۶ نمبر کی پلٹن اور ۹ نمبر کا رسالہ جنہون نے سیالکوٹ مین مفسدہ
کیا ہے اسی راستہ کو آتے ہین یہہ خبر جب بریگیڈیر نکلسن صاحب کو پہونچی تو وہ چھہ توپین بساتھی کپتان بجیر صاحب
اور چھہ سو آدمی ۵۲ نمبر کے گورہ پلٹن اور کچھ نوملازم فوج و نوملازم سکھی رسالہ لیکر فی الفور وہان جا پہونچے
رابرٹ صاحب کمشنر لاہور و میکلین صاحب اسسٹنٹ کمشنر بھی اوسوقت ساتھ تھے اور اسی وقت مین کہ مفسد
بمقام ترموں گھاٹ علاقہ تحصیل شکرگڈھ دریا سے راوی سے پایاب اتر رہے تھے انگریزی فوج اونکے روبرو
جا کھڑی ہوئی پہلے ۹ نمبر کے رسالے نے سرکاری توپخانہ پر حملہ کیا اور اسقدر قریب آ پہونچے کہ چند گولہ اندازون کو
بھی قتل کر ڈالا بعد ازان ۴۶ نمبر کے مفسد پلٹن بھی آگے بڑھی اور ایسا ارادہ حملہ کر کر چاہا کہ توپین لے لین بلکہ
قریب تھا کہ وہ توپون کا گریپ شوٹ یعنی چھرہ بند کر دین کہ اتنے مین گورہ فوج اپنی بندوقین لیکر اوجہل
پڑی اور مفسدون کو پسپا کر دیا بہت سے مفسد اوسوقت بھاگ گئے اور باقیماندہ مفسدون نے دریا کے ایک
جزیرہ کے اندر جا کر پناہ لی جہان کہ اونہون نے سیالکوٹ کی لوٹ کا مال جمع کر کر مورچہ بندی کی تھی جب ۱۶ تاریخ
جولائی کا سورج نکلا تو سرکاری فوج نے اوس جزیرہ کے اوپر حملہ کیا مفسدون سے بہت سے آدمی توپ و
تفنگ سے مرے اور بہت سے بھاگتے کے وقت مارے گئے اور جسقدر گرفتاری مین آئے توپ سے اڑائے گئے ۱۸ جولائی
کو فوج ظفر موج وہان سے واپس چلی گئی اور زمینداروں نے بھی بہت سے بھاگتے ہوئے مفسدون کو گرفتار کر کر پیش کیا

اور بہت سے جمعون کے علاقہ سے پکڑے گئے اور سب نے موت کی سزا پائی ماہ اگست کے پہلے ہفتہ کے درمیان ایکسو
چھبیس سپاہی مفسد ۲۶ نمبر کے پلٹن کے جو لاہور سے بھاگے ہوئے تھے اس ضلع مین آئے اونکی سزا دہی کیواسطے نوملازم
فوج ماتحت گارڈیٹ صاحب کے مامور ہوئی اور کچھ ایک بے قاعدہ سوار نمبر ۲ ماتحتی جیکسن صاحب اونکی مدد کو پہونچے
آپسمین مقابلہ ہو کر انگریزی فوج فتحیاب ہوئی اور مفسد سب مارے گئے مگر مسٹر جیکسن صاحب سخت زخمی ہوئے ضلع
گورداسپورہ مین نوملازم فوج بہ تفویضگی کپتان آدم صاحب کے بہت بھرتی ہوئی اور رعایا نے سرکار کی امداد
مین مال اور جان سے تندہی کی انتظام ضلع کا اچھا رہا عدالت جاری رہی معاملہ کل وصول ہوا

ضلع سیالکوٹ

ہندوستانی فوج کے مفسدہ کے وقت سیالکوٹ کی ضلع مین بسبب ہونے ضلع سرحدی کے کل فوج
بہ تفصیل ذیل موجود تھی ڈاک صاحب کے سوار گھوڑ ہیلی توپخانہ کپتان بورچیر صاحب کا گورہ توپخانہ ۵۲ نمبر کی گورہ
پلٹن نوملازم کا ہندوستانی رسالہ ۳۵ نمبر کی ہندوستانی پلٹن ۴۶ نمبر کی ہندوستانی پلٹن ایک مجموعہ توپونکا
۲۴ نمبر کی گورہ پلٹن ۱۶ نمبر کی ہندوستانی پلٹن جب کہ گشتی فوج کا مجموعہ بنایا گیا تو کل فوج سوا ہندوستانی پلٹن
نمبر ۴۶ اور دہنی اور بائین بازو ۹ نمبر کے رسالہ کے اور فوج سب اوسمین شامل ہوگئی اوسوقت مگلڈ بریگیڈیر
صاحب نے جو اوس تمام فوج کے افسر تھے انکار کیا کہ ہم ایسے نازک وقت مین ہندوستانی فوج کے ساتھ کوچ نہین کرتے
بلکہ اونہون نے بہت آرزو کی کہ اس کل فوج ہندوستانی کو بے ہتھیار کر دو مگر اسبات کا موقع نملا اور فوج کوچ کر گئی
اوسوقت مسٹر مونٹگمری صاحب ڈپٹی کمشنر و میکمان صاحب اسسٹنٹ کمشنر و جون صاحب سید قایم علی اکسٹرا اسسٹنٹ ضلع
کے افسر تھے نوین جولائی ہندوستانی فوج کا مفسدہ سیالکوٹ مین ہوا اور ضلع کی حکومت بالکل معطل ہوگئی سوارون
نے حملہ بریگیڈیر صاحب پر کیا اور ایک سوار نے اونکی پیٹھ پر گولی ماری اگرچہ وہ اوسوقت زخمی ہوئے مگر دوسرے روز
اوسی زخم کے صدمہ سے مر گئے ڈاکٹر گراہم صاحب سپرنٹنڈنٹ صاحب جن بگی مین اپنے لڑکے کو لیکر بھاگے جاتے تھے اونکو بھی گولی
لگی اور مارے گئے دوسرے ایک ڈاکٹر دوائی خانہ کا دارو غہ بگی مین اپنے بچون کے ساتھ سوار اچلا جاتا تھا وہ بھی
گولی لگ کر مارا گیا اور ایک بچہ اوسکی بچون مین توپ کا گولا لگ کر مر گیا کپتان بشپ صاحب کہ میجر قلعہ کے
سامنے گولی سے جان بحق تسلیم ہوئے پادری ہنٹر صاحب اور اوسکی میم اور معصوم بچہ ایک ہندوستانی سپاہی
جیلخانہ کے ملازم کے ہاتھ سے قتل ہوئے باقی انگریز و نکے بچے چھاونی و ضلع سے بھاگ کر ایک قلعہ مین جو راجہ
تیجا سنگہ کے علاقہ مین تھا جا کر پناہ لی اور جان سے بچ گئے الغرض مفسدون نے تمام شہر اور چھاونی اور کچہری
مین ایک حشر بپا کر دیا جا بجا انگریزون کی تلاش مین مصروف ہوئے اور جو ملگیا وہ قتل ہوا بعد جیلخانہ کو توڑ
گئے اور تین سو سے زیادہ قیدی جو اوسمین تھے سب کو چھوڑ دیا اور کل خزانہ کلکٹری لوٹ لیا اور تمام دفاتر و
لوٹ لیا دفتر ضلع کا اور کچہری کے مکانات جلا دئے سکہہ زمین کو آگ لگا کر اڑا دیا صبح سے دوپہر تک مفسدون نے خوب

غارت کی بعد دو پہر کے اپنی ہندوستانی افسرون کو ساتھہ لیکر اور چھکڑون پر اسباب لاد کر گورداسپورہ کو روانہ
ہوئے جب شام نزدیک آئی تو ڈاکٹر بٹلر صاحب معہ عیال و اطفال و کپتان ساندرصاحب قلعہ مین داخل ہوئے
اور وہ تمام روز ایام فساد ایسکے باہر کے گھر مین چھپی رہی تھی ہونگٹن صاحب ڈپٹی کمشنر جو اوسوقت بیمار
تھی اونکو گانووالون نے اپنی ایک جھونپڑی مین چھپا رکھا تھا غدر کے وقت بعضی دہقانیون اور زمینداروں
نے بھی آکر چھاونی اور سرکاری مکانات مین دست اندازی کی تھی اور جو کچھہ مال لوٹ لی گئی تھی پولیس کی
فوج اور پولیس کے سوارون نے مفسدون کا البتہ کچھہ مقابلہ کیا مگر کچھہ نہ چلی چند سکھہ نئی بھرتی کے قلعہ مین تعینات تھے
جنکے پاس ہتھیار بھی درست نہ تھی اور کبھی اونھون نے بندوق بھی نہین چلائی تھی دو مفسد و مقتول
ہوئے عین غدر کے وقت لفٹنٹ منٹگمری نوین رسالہ کا نوکر گھوڑی پر سوار ہوکر گوجرانوالہ کو بھاگ گیا اور وہانسے
ڈاک پر سوار ہوکر لاہور آیا اور رابرٹ صاحب کمشنر لاہور کو یہہ حال کہہ سنایا او مفسدون کے مقابلہ کیواسطے
فوج گورہ اسپورہ کو مامور کرائی اس انتظام کے بعد کپتان کرفٹ صاحب ڈپٹی کمشنر اور لارنس صاحب افسر پولیس
سیالکوٹ کی مقرر ہوئے اونھون نے سیالکوٹ مین جاکر پہلی دوسری پولیس کے افسرون کو جنھون نے بیوفائی کی تھی پھانسی
دیا جیلخانہ کے داروغہ اور سپاہیون نے بھی موت کی سزا پائی اور بہت سے مفسد گرفتار ہوکر پھانسی دیے سات ہزار روپیہ
جرمانہ اون زمیندارون پر جنھون نے غدر کے وقت دست اندازی کی تھی قرار پایا اور غارت کا کل مال
اونسے واپس لیا گیا گورہ فوج بارکون مین اتاری گئی کچہری مکانات کی تعمیر شروع ہوئی لفٹنٹ میکمان صاحب
اسسٹنٹ کمشنر جنھون نے مفسدہ کی وقت بڑی بہادری کی تھی تین سو آدمیون کے ساتھہ پہاڑ کے سرحد پر تعینات
ہوئے اور ۱۳۹ اکس مفسد جو جمون کے پہاڑ کے طرف بھاگ گئی تھی وہانسے گرفتار ہوکر آئی اور توپ کے سامنے اوڑا دئے
گئے بعد ازان جب مسٹر السٹ صاحب ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی مقرر ہوئی تو اونھون نے ترپن ہزار روپیہ کا اجناس
و اشیا منجملہ اشیاء غارت شدہ کے نکلوایا اور اوسی وقت اکتالیس ہزار روپیہ نقد مفسدون کے پاس سے برآمد
ہوکر داخل خزانہ سرکار ہوا **ضلع گوجرانوالہ** مفسدہ کے وقت خزانہ اس ضلع کا ۴۶ نمبر کی پلٹن پیادہ
سیالکوٹ کے گارد کے تفویض تھا کپتان کرفٹ صاحب ڈپٹی کمشنر نے اوس گارد کو سیالکوٹ بھیجدیا اور سات سو
سوار اور پینتیس پیادگان پولیس کے ساتھہ ضلع کا انتظام و حفاظت جیلخانہ و خزانہ جسمین دو لاکھہ روپیہ تھا کی
چونکہ گوجرانوالہ مین افواہ ہوگئی تھی کہ فوج مفسد مامورہ لاہور و سیالکوٹ اس ضلع پر حملہ کریگی اسلئے صاحب ضلع
نے ایک خانقاہ کی پختہ چار دیواری کو قلعہ کرکے اونکو مضبوط کیا اور ذخیرہ ہر ایک طرح کا اوسمین بھر کر خزانہ
لاہور کو روانہ کر دیا اور نو ملازم فوج کی بھرتی شروع کی اوسوقت رعایا اس ضلع کی وفادار رہی اور
انتظام بخوبی رہا اور لوگون نے روپیہ بھی چھہ روپیہ سیکڑہ سود پر سرکار کو قرض دیا **ضلع جہلم** غدر کے وقت

ضلع جہلم مین ایک ہندوستانی توپخانہ اور دو پلٹنین نمبر ۱۴ و ۳۹ تھین چونکہ گورہ فوج یہان بالکل نہ تھی اسواسطی
حکام کو ہندوستانیون کی طرف سی سخت اندیشہ تھا اور چاہا کہ کسیطرح اس فوج کو یہان سی نکالا جاوی اور یہہ تجویز
ہو کر پہلی ۳۹ نمبر کی پلٹن کو حکم ہوا کہ بغیر میگزین کے جہلم سے کوچ کر کر ڈیرہ اسماعیل خان کو چلی جاوی وہ پلٹن فی الفور
میگزین چھوڑ کر ڈیرہ اسماعیل خان کو چلی گئی پھر توپخانہ کو حکم ہوا کہ تم یہان سے کوچ کر کر لاہور جاؤ وہ تعمیل حکم
لاہور پہونچا اور وہان پہونچتی ہی توپین ان سی چھین لی گئین اور بی ہتھیار کیے گئی باقی جہلم مین اب نمبر ۱۴ کی
ہندوستانی رہ گئی چیف کمشنر صاحب بہادر کا ارادہ ہوا کہ اونکو بی ہتھیار کیا جاوی مگر جسقدر افسر اوس پلٹن کے
انگریز تھی وہ اس بات پر رضامند نہ تھی اور کہتی تھی کہ یہہ پلٹن نمک حلال ہی مگر حکام کو بسبب اسکی کہ وہ ہندوستانی
تھی کمال اندیشہ دامنگیر تھا ایسا اوس پلٹن کو بھی کمزور کرنا منظور ہوا دو کمپنیان تو اوسمین سی راولپنڈی
بھیجی گئین اسطرح یہہ پلٹن بھی جا بجا کی مامورئی سی بہت کم رہ گئی اور کل پلٹن مین پانسو آدمی رہ گیا
سات جون جولائی کو سرکار کو اوس پانسو آدمی سی بھی ہتھیار لینی کا ارادہ ہوا اور گورہ فوج معہ توپخانہ جو راولپنڈی
سے وہان گئی تھی اور ۲۴ نمبر کی سکھی پلٹن ہندوستانیون کے ہتھیار لینی کے واسطی پریڈ کو مامور ہوئی ہندوستانیون
نے جب دوسری اس فوج کو آتے دیکھا تو موت کو سامنی دیکھکر افسرون کی طرف گولیان چلانی شروع کین اور
کمپنیان توڑ کر لین مین گھس گئی سرکاری فوج نی اونکا تعاقب کیا اور اسمین سخت لڑائی ہوئی بہت سی انگریز مارے
گئی کرنل الس صاحب کمان افسر پلٹن گورہ نمبر ۲۴ کمال زخمی ہوئی کپتان سپرنگ صاحب مارے گئی ہندوستانی
لین سے نکلکر ایک گانو مین جو پاس تھا جا کر پناہ گزین ہوئی اور لڑائی ہوتی رہی آخر گورہ فوج بسبب گرمی ہوا کی
جو جولائی کی مہینی مین ہوتی ہی بہت گھبرا گئی اور تین توپین بسبب تھلی کی بالکل بیکار ہو گئین اور اونکی گولون نی
گانو کی کچی دیوار کو بھی جسمین ہندوستانی تھی نہ گرایا آخر بہت سی لڑائی اور گرمی اور دہوپ اور بھوکھ پیاس کی
باعث سی لشکر تھک گیا اب کی کرنل جرود صاحب نی جنہون نی کرنل الس صاحب کی مارے جانی پر اختیار لیا تھا حکم
کیا کہ جس گانو مین ہندوستانی جا گھسی ہین اوسپر حملہ کیا جاوی اگرچہ حملہ ہوا مگر گلی کوچہ گانوکی انگریزی لشکر کے واسطی
خلل انداز تھی توپون کو پھر دوبارہ نزدیک لا کر لگا دیا مگر گولہ انداز اور انگریزی تھا ہندوستانیون کی آتش کے سبب
سی قتل ہوا اور سرکاری میگزین بھی کم ہو گیا اسواسطی سی شہر کا بالکل پہونکا گیا اوسوقت تین توپون سی دو
توپین میدان سی واپس آئین اور ایک توپ جو ہندوستانی غالب آ کر لی گئی تھی اور اوسی کو سرکار کی سامنی
چلاتی ہی تھی واپس نہ آئی اگرچہ لفٹنٹ ... صاحب اسسٹنٹ کمشنر نی بدوتیس نمبر کی سواران پولیس کی توپ کی لینی کی
واسطی بہت کوشش کی مگر ممکن نہ ہوا الغرض دو فریق بڑی سخت لڑائی کی بعد اپنی اپنی فرودگاہ کو واپس آئی
اور رات بھر جاگتی رہی دوسری صبح کو معلوم ہوا کہ ہندوستانی بھاگ گئی صرف اسواسطی کہ اونکی پاس میگزین

نہ تھا

ٹھہنین رہا تھا بہت سے آدمی تو اونمین سے کشمیر کو چلے گئے مگر ذرا نسے گرفتار ہو کر آئے اور بہت سپاہیون کو پولیس والون نے گرفتار کر کے حاضر کیا وہ توپ سے اوڑائے گئے اور بہت سے اونمین سے دریا مین ڈوب گئے اور ایکسو چالیس لڑائی کے وقت میدان مین کام آئے الغرض کل پانسو آدمیون مین سے چالیس آدمی گرفتار ہوتے سے بچے رہے اونکی خبر نہ ملی کہ کہان گئے ۔ چونکہ یہہ ضلع سرحدی تھا اور ریاست کے ملک کے رہنے والے لوگ بھی جاہل کم عقل تھے اسواسطے دریا کے گھاٹ بند ہوئے ڈاک کے چٹھیون کے دیکھنے کا سخت انتظام ہوا بدمعاشون کو سزائین ملین کل ہندوستانی ضلع سے نکالے گئے اور ایک ہندوستانی آدمی جسنے چکوال کے تحصیلدار کے مارنے اور خزانہ کے لینے کا ارادہ کیا تھا پکڑا گیا اور سزایاب ہوا چونکہ ایک حصہ نولمبر کے بیقاعدہ سوارون کا منافق اور سرکش ہوا تھا اوسکی تنبیہ کے واسطے پولیس کی فوج مامور ہوئی اور ایک مفسد جسکی شرارت سے وہ سرکش ہوے تھے گرفتار ہو کر پھانسی ملا

ضلع راولپنڈی

ہندوستانی فوج کے غدر کے وقت صاحب چیف کمشنر بہادر پنجاب تھارنٹن صاحب کمشنر راولپنڈی مین تھے جب اونہون نے سنا کہ دہقانی قوم اسضلع کے فساد پر مستعد ہے تو اونہون نے یہہ انتظام کیا کہ بہت سی قومون کے سردار بلا کر اور اونکو ہٹھہ اٹھور و پیہ ماہواری تنخواہ دینی کر کے اپنے پاس حاضر رکھنا تجویز کیا یہہ بات سنکر اور قومونکو جنکو کچھہ نہین ملا تھا رشک پیدا ہوا اور تین سو آدمیون نے جمع ہو کر کوہ مری کے اوپر حملہ کرنا چاہا مگر مسٹر لارنس صاحب کے ایک خدمتگار نے جو اوسی قوم مین سے تھا دن کو یہہ خبر پہونچا دی کہ آج رات کو کوہ مری پر ڈاکہ پڑیگا خبر پہونچتے ہی انگریزون نے کل میمون کو ایک جگہہ جمع کیا اور پولیس کے فوج کو جو کوہ مری پر موجود تھی مستعد و بیدار رہنے کا حکم دیا اور ایک ضروری چٹھی بطلب مدد صاحب ضلع کے پاس بھیجی بلکہ مسٹر بیچر صاحب ڈپٹی کمشنر ہزارہ سے بھی امداد طلب ہوئی دشمن رات کو انگریزون کو بیخبر جانکر آئے اونکے آتے ہی کپتان راون سن صاحب معہ فوج موجودہ کے اونکے مقابلہ کو نکلے عند المقابلہ ایک آدمی دشمنون کا مارا گیا اور ایک سپاہی پولیس کا زخمی ہو کر مرگیا باقیماندہ سب بھاگ گئے بعد ازان اگرچہ دشمن پہاڑ پر موجود رہے مگر کوئی مقابلہ نہوا ۱۴ ستمبر کے شام کو کمشنر صاحب معہ فوج راولپنڈی سے کوہ مری پر جا پہونچے اور مفسدون کو سزائین دین اونکے گانو جلا دئے مویشی ضبط کر لی ستائیس آدمیون کو اونمین سے پھانسی دیا اور بہت سے جیلخانہ بھیجے گئے راولپنڈی مین دو نیٹو ڈاکٹر مفسدہ کی علت مین پھانسی پر چڑہائے گئے اور ڈیڑہ ہزار آدمی پولیس و ڈاک ہرکارہ نوکر رکھکر دریاے سندھ کے پار مامور ہوا گشتی فوج علاقہ کے انتظام کو بھیجی گئی کپتان مکناب صاحب اسسٹنٹ کمشنر قلعہ اٹک کے حفاظت کو بھیجے گئے اور قلعہ میں ہر ایک قسم کا ذخیرہ بھر دیا گیا گذر اٹک کے بہت سختی سے حفاظت ہوئی چونکہ ضلع راولپنڈی مین دو رجمنٹ

بیقاعدہ سواروں اور ۵ نمبر کے ہندوستانی پلٹن اور کچھ حصہ ۴ نمبر ہندوستانی پلٹن کا اور ایک
گورکھہ پلٹن اور ایک ہندوستانی اسپی توپخانہ موجود تھا اسلئے چیف کمشنر و کمشنر و ڈپٹی کمشنر سخت اندیشہ ناک
تھے ساتوین جولائی کو سوائے گورکھہ پلٹن کے بڑی استحکام سے ساتھہ ہندوستانی فوج کے ہتھیار لئے گئے پھر ایک
گھنٹہ تک فوج نے ہتھیار بندی جب دیکھا کہ اب خرابی درپیش ہے تو ہتھیار رکھہ دئے جو ۵ نمبر کے پلٹن کے سپاہی
ہتھیار دیکر بڑی گستاخیان کرنے لگے اسواسطے سب اخل جلیجانہ ہوئے گورکھہ پلٹن نمک حلال و فرمانبردار
نکلی اور دہلی جاکر اوسنے بڑی نمایان خدمتین وقوع مین آئین **ضلع شاہ پور** مفسدہ کے وقت
اس ضلع مین مسٹر یوسی صاحب ڈپٹی کمشنر تھے اونہون نے بڑی سرگرمی سے اس ضلع کا انتظام کیا ایک سو آدمی سپاہی
افغان مسٹر [illegible] صاحب افسر کارخانہ نمک سے لیا جو کہ خزانہ اڑھائی لاکھہ روپیہ اس ضلع کا بھیلی ۴۶ نمبر کے پلٹن کے
گارد کے ماتحت تھا اون سے خزانہ لے لیا اور ۲۲ - مئی کو ایک بڑی مضبوط پولس کی فوج لیکر افسران
ضلع نے تمام خزانہ ہندوستانیون سے لے لیا بلکہ ہندوستانی فوج کو بڑی شائستہ تدابیر کے ساتھہ قلعہ سے
بھی باہر کر لیا اور ذخیرہ سب قسم کا قلعہ مین بھر کر قلعہ مستحکم کیا اس ضلع مین کوئی سرکشی نہوئی اور اس مین
رہا صرف ۹ نمبر کے بیقاعدہ سواروں کے کچھ حصہ نے سرکشی کی تو ڈپٹی کمشنر اور افسران کان نمک ونکی
تنبیہہ کو گئے اور فساد رفع کیا اور ہندوستانی کلارک پیشکار دفتر کا جو سرکار کے برخلاف لوگون کو فساد پر
آمادہ کرتا تھا پھانسی ملا **ضلع گجرات** اس ضلع مین مفسدہ کے وقت ۳۵ نمبر کے ہندوستانی
پلٹن کا کچھ حصہ موجود تھا جون کو اونکو حکم ہوا کہ محکمہ ضلع سے کوچ کر کے سیالکوٹ کی چھاؤنی مین جہان
تمہاری پلٹن ہے چلے جاؤ وہ محکمہ سے نکل آئے مگر رات بھر اونھون نے ایک دوسرے کو گالیان دینے
اور ملامت کرنے مین کاٹی اس افسوس پر کہ خزانہ کیون چھوڑا اور محکمہ سے نکلنے کے وقت حکام کا مقابلہ
کیون نکیا بعد الزام ایک دوسرے پر اور دوسرا تیسرے پر لگایا جب ہانسی کوچ ہوا تو اونکو جرنیل
نکلسن صاحب کے گشتی فوج کے شامل کیا گیا صاحب ونکو فلور کی طرف لیگئے اور قلعہ فلور کے پاس جاکر اونسے
ہتھیار چھین لئے جب جہلم کا مفسدہ برپا ہوا تو ایک گروہ جہلم کے مفرور ہندوستانیون کا اس ضلع مین آیا اور
دریائے جہلم کے ایک جزیرہ مین قایم مقام ڈپٹی کمشنر کپتان الٹ صاحب نے اونکو گھیر کر مار دیا **ضلع**
اس ضلع مین غدر کے وقت امن وامان رہا صرف ایک یا دو شخصون کو بجرم مفسدہ پردازی سزا ہوئی
چونکہ ۹ نمبر کے رسالہ کے سواران بیقاعدہ ہندوستانی ماتحت کپتان ہالکٹ صاحب اس ضلع مین آئے تھے انکے
آنے سے البتہ خوف پیدا ہوا مگر وہ معذور تھے بعد جب سرکشی قوم کہول کی شروع ہوئی تو کپتان ہالکٹ صاحب
اپنے رسالہ کو کہرون کے مقابلہ کے واسطے لے گئے اور چالیس آدمی او دشمنین سے لیکے چھوڑ گئے وہ پیچھے سے شکی ہوئے

اور طامس صاحب کسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کی اونکی ساتھ جو بتیس آدمی تھی لڑائی ہوئی اور صاحب بھی زخمی
ہوے **ضلع کانگڑہ** اگرچہ اسضلع کے پاس مفسد پلٹنین ملتان گئے اور رہا ولپور کے نچلے حصے کے
کانگڑہ بھی ہو جود ستھی تو بھی اسضلع کے رعایا کو کچھ تاثیر مفسدہ کی نہوئی ہیدس صاحب ڈپٹی کمشنر نے خوب انتظام
رکھا خزانہ و کچہری و دریا کے گہاٹون کو مضبوط کیا نو ملازم فوج بھرتی ہو کر اور اضلاع کو جاتی رہی
ڈیرہ غازیخان مفسدہ کیوقت ڈپٹی کمشنر اس ضلع کے کپتان پالک صاحب تھی اودھنون نے تیرہ نمبر
کی کئی کپتان مین سے کہان افسر رسالہ پنجابی نمبر ایک کو اپنے پاس بلا لیا اسی بیچ صاحب تین سو سوار کے ساتھ
راستے مین ہی تھی کہ اونکی ماموری اور جگہ ہو گئی اسلئے تین سو سوار اور تین سو پیادہ نو ملازم رکھکر
جو کیون کی حفاظت کو مامور ہوا اور نو ملازم فوج ہی جیلخانہ و خزانہ و کچہری و ملک کے حفاظت پر مامور ہوئی
چارون طرف کے بدخبرین سنکر ایک قوم نے کچھان بھی شورش کا ارادہ کیا تھا مگر اور قومون نے اونکو روک
لیا سردار اونکی طلب ہو کر ضلع مین کئی کئی و بعد انتظام کامل ضمانت پر رہا ہوئی ضلع کے اندر جن لوگون
نے مفسدہ کی باتین کہین وہ سزایاب ہوئے **ضلع ڈیرہ اسماعیل خان** [illegible]
دو محکمون کے اندر بوقت مفسدہ فوج مفصلہ ذیل تھی دو پلٹن پنجابی پیادگان سواران پنجابی دو رسالے
پنجابی توپخانہ دو سکہون کے پلٹن ایک پلٹن پولیس ایک رسالہ پولیس ایکسو اسی سوار تھے اس فوج کو اسمین سے حکم ہوا
کہ پشاور و جہلم وغیرہ کے طرف کوچ کرجائین اور جب تک تین نمبر کی سکھی پلٹن نہ آوے مینون کر محکمہ کی
حفاظت پنجابی توپخانے اور دیسی لوگون کے متعلق رہی جب یکقلم فوج یون ہی چلی گئی تو ملک والون کو اندیشہ
پیدا ہوا مگر کوک صاحب نے شہر والون کی بہت تسلی کی پھر جب ۳۹ نمبر کی ہندوستانی پلٹن جہلم سے ڈیرہ
اسماعیل خان مین پہونچی تو لوگون مین سخت خوف و ہراس پیدا ہوا مگر صاحب ضلع نے جب جابجا کمال حکمت
عملی دلاسا اونکو بے ہتہیار کر دیا کپتان رینی صاحب ۳ نمبر کے سکھی پلٹن کے افسر نے صاحب ضلع کو اطلاع
دی کہ ایک سازش درمیان ہندوستانیون اور سکہون کے ہو کر سکھہ اسبات پر آمادہ ہین کہ افسرون کو قتل
کر ڈالین چنانچہ صاحب نے اوسی روز شام کو اون سکہون کے ہتہیار جو تعداد مین ایکسو تیرہ تھے لے لئے اور
پیچھے سے برخاست کر دیئے اسیطرح ایک دو مخبری ہوئی کہ ۳۹ نمبر کے ہندوستانیون کا ارادہ ہے کہ قلعہ لے لین
اسواسطے قلعہ مضبوط کیا گیا اور وقت کے خبر نے قلعہ بچا لیا جب ۹ نمبر کا رسالہ سوار مفسد ہوئے تو کپتان کوک صاحب
ملتانی سواران کی فوج لیکر [illegible] پاس سندگی چلو اور ساتھ میل سترہ گھنٹہ مین طے کر کے وہان پہونچے اوسوقت کپتان
پالک صاحب کی فوج اور مسٹر کوپر صاحب کمشنر و اسسٹنٹ کمشنر صاحب ساتھ تھے مگر ان کے پہونچنے سے اول گشتی فوج نے
وہان پہونچ کر سوارون کو مفسدہ سے روک دیا تھا **ضلع ملتان** مفسدہ کے وقت مسٹر [illegible] صاحب کمشنر

دیگر حکام کو بسبب اسکے کہ شہر بمبئی کلکتہ وغیرہ تجارت کے سر راہ تھا بہت ہی فکر و اندیشہ حال تھا اور فوج موجودہ ملتان میں سے جو ۶۹ و ۲۷ نمبر کے ہندوستانی پلٹنیں اول نمبر کا رسالہ بیقاعدہ ہندوستانی و توپخانہ اسپی ہندوستانی اور ایک کمپنی گورہ توپخانہ بھی سرکار کو نسبت پلٹن نمبر ۶۹ بہت شک تھا اسواسطے قلعہ ملتان جو سنہ ۱۸۴۹ء میں مولراج کی لڑائی کے وقت سے مسمار و خراب پڑا ہوا تھا فی الفور درست کرایا گیا اور قلعہ کو ذخیرہ سے بھر کر ٹکاریکی پلٹن یا تحتی کپتان ترانس صاحب اسمین و تار ہی گئے اور لفٹین اتھرج صاحب جہازوں کے افسر کو لکھا گیا کہ وہ اپنی جہاز ملتان کے دریا پر قایم رکھیں ۱۰ سوین جون کو بموجب حکم چیف کمشنر صاحب بہادر بریگیڈیر جمیرلین افسر رسالہ سواروں بیقاعدہ نمبر ایک ورد یسی فوج کی مدد سے پلٹن نمبر ۶۹ و ۲۷ کو بے ہتھیار کیا گیا اگر اسوقت گورہ فوج ۸۴ نمبر کے توپخانہ کی بہت تہوڑی تھی اور ایک پلٹن اور بیقاعدہ سواروں میں بھی ہندوستانی آدمی بہت تھے مگر خدا کی عنایت سے وہ سب فرمانبردار رہے اور انکی دغابازی سے دونو ہندوستانی پلٹنوں سے ہتھیار لیے گئے ۲۰ و ۲۱ جون کو بمبئی سے گورہ فوج ملتان میں پہونچ گئی مگر قیام اسکا ملتان میں مناسب نہ سمجھا گیا بلکہ اور فوج موجودہ ملتان بھی بحسب ضرورت لاہور اور دہلی کو بہیجی گئی اور سوائے رسالہ بیقاعدہ سواران و کمپنی توپخانہ و پلٹن پولیس اور کوئی جنگی فوج ملتان میں نہ رہی اسواسطے حکام کو ہندوستانیوں کیطرف سے کمال اندیشہ تھا و بعض دنوں میں ایک بڑا افسر ہندوستانی ۶۹ پلٹن کا اور دس سپاہی کورٹ مارشل کے حکم سے توپ سے اڑائی گئے اس جرم پر کہ وہ اوروں کو بزدلی اور کمزوری کا طعنہ دیتے تھے جب ہندوستانی فوج بے ہتھیار ہو گئی تو ہندوستانی توپخانہ والوں سپاہیوں نے از خود بلا طلب ہتھیار دیدی ہتھیار دیکے لینے کے بعد سے زیادہ ۶۹ نمبر کے پلٹن گستاخ و نافرمان معلوم ہوتی تھی ۱۱ اگست کو اسپی توپخانہ کے سپاہی بھی بے ہتھیار ہوئے اور ۱۱ نمبر کی پنجابی پلٹن کی بھرتی شروع ہوئی جب ایک مہینے کے بعد ضلع گوگیرہ میں سرکشی شروع ہوئی تو بریگیڈیر جمیرلین صاحب معہ بیقاعدہ سواران نمبر اول و معدود سپاہی نوملازم و فوج ماتحت خود گوگیرہ کو مامور ہوئے چونکہ دریائی گھاٹ کے گھاٹوں پر بھی اکثر ہندوستانی ملازم مامور تھے اور وہ خود بخود وہاں سے بھاگ چلے گئے اسواسطے گھاٹوں پر بھی نوملازم سپاہی نوکر رکھ کر تعینات ہوئے اور ایک رسالہ سوار ولنکا ملازم رکھکر اس کام پر مامور ہوا جو اسباب رسل و رسائل و مال تجارت آمد سند پنجاب میں جاتا ہو وہ لیجایا کریں اور حفاظت سڑک ملتان بلاہور کی صاحب ڈپٹی کمشنر کو سپرد رکھی گئی اور نیا پولیس بھرتی ہو کر حفاظت کیواسطے مامور ہوا اور جو سڑک بسبب شورش کہرلوں کے مسدود ہو چکی تھی وہ اخیر ستمبر میں دوبارہ جاری ہوئی اور حکم ہوا کہ جو میم یا انگریز اس راستے سے گذر ہوئے اسکا پہرہ اور سکو چوکی پہونچا دیا کرے

ضلع جھنگ علاقہ اس ضلع کا میں جنگل بار میں واقع ہے اور رہنے والے بھی سب دہقان وحشی و کم عقل ہیں بغدہ کے وقت اس ضلع کے خزانہ پر پہرہ پیادگان پلٹن ۱۴

گراڈیل کا تھا کپتان ہلس صاحب ڈپٹی کمشنر نے اوس گارد کو روانہ لاہور کیا اور لاہور پہونچ کر اونکی ہتھیار لیگئی
اور مفسدون کے دو فریق ایک دس نفر سپاہی پلٹن نمبر ۴۶ ہندوستانی دوسری ۹ نمبر کے بیقاعدہ رسالہ کی سوارون
نے جو یہان سرکشی کی وہ قتل کیے گئی ۱۷ - ماہ ستمبر کو جب بار کی قومون مین سرکشی ہوئی تو اس ضلع کے لوگ بھی
دو دلی دو درخے ہوگئے اور آمد و رفت درمیان جھنگ اور لاہور کے تھوڑی مدت بند رہی اسلیے
اڈہائی سو سوار رسالہ بیقاعدہ نمبر ۱۰ ماتحت کپتان ناکس صاحب کے اسضلع مین آئی اور بعد ازان نو لاکھ
فوج جو لیہ اور گوجرانوالہ مین بھرتی ہوئی تھی یہان پہونچی اور جنوب کے طرف سے میجر چمبرلین صاحب اپنی مع
لیکر جھنگ مین وارد ہوئی اور ریکمان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر معہ فوج پولیس کوٹ کمالیہ ضلع گوگیرہ
کو مامور ہوئی مگر کوٹ کمالیہ اونکی پہونچنے سے پہلے ہی مفسدون نے لوٹ لیا تھا سو اسطرح وہ پھر جھنگ کو واپس
چلے آئی اور لفٹنٹ ملین صاحب شورکوٹ کے طرف مفسدون کے تنبیہ کیواسطے بھیجی گئی وہان جاکر اونھون نے
بڑی جانفشانی کی مفسدون کو گرفتار کیا مویشیان اونکی ضبط کرلین غرض کہ حکام کی محنت و جانفشانی سے
تھوڑی ہی عرصہ مین ضلع کا انتظام بخوبی ہو گیا **ضلع گوگیرہ** مفسدہ کے وقت اسضلع مین لفٹنٹ الیٹ صاحب
قایم مقام ڈپٹی کمشنر تھی اوسوقت خزانہ پر ۴۹ نمبر ہندوستانی پلٹن کا پہرہ تھا صاحب نے اونکو فی الفور بے ہتھیار
کر دیا اور لاہور کو روانہ کیا اور کٹارکھی کے پلٹن کے سپاہی سرکاری دفترون پر مامور ہوئی ۲۶ مئی کو
جب حصار کے مفسدون نے پہونچی تو دو سو سوار ماتحت لفٹنٹ ہیریس صاحب بموجب حکم لفٹنٹ الفنسٹن صاحب
کے گذرگاہ ضلع کی حفاظت کو روانہ ہوئی جنھون نے اپنی سوارون کے ساتھ پٹھیانہ مین بڑی بڑی خدمتین انجام
کین اور نیز بیک بڑی ڈاکو اس علاقہ سے سرسہ تک نکالی گئی ۲۶ - جون کو حسب مخبری ایک مخبر کے جیلخانہ
کی تلاشی ہوئی اور بعد التلاش تماکو و افیون وغیرہ اشیا جنکو واسطے جیلخانہ کے اندر جانے کی ممانعت تھی برآمد
ہوئین اس جرم مین جیلخانہ کا داروغہ برخاست ہوا اور داروغہ کی نسبت یہہ بھی جرم تھا کہ اوسنے قیدیونکو
اجازت دیدی تھی کہ تم اپنی سردار احمد کہرل کو مل لیا کرو اسلیے احمد کہرل کو بلاکر محکمہ مین نظر بند رکھا گیا
۲۶ - اگست کو قیدیون نے جیلخانہ مین شورش کیا کٹارکھی پلٹن والون نے جو اونکی حفاظت پر مامور تھی اونکی
طرف گولیان چلائین اور برکلی صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر نے تھوڑی سے آدمیون کے ساتھ قیدیون کا مقابلہ
کیا جب اکیاون قیدی ماری گئی تو باقیماندہ مطیع ہوگئی احمد کہرل بھی اوسوقت نظر بندی سے بھاگ کر چلا گیا
اور پھر ضمانت پر طلب ہوکر رہا ہوا اور تومنکو اور سردار بھی ضمانت پر رہا ہوئی ۱۶ ستمبر کے رات کو
ایک آدمی نے لفٹنٹ الفنسٹن صاحب کو آکر خبر دی کہ تمام سردار جو ضلع مین رہا کئی تھی وہ سب گہرون کو
بلا اجازت چلی گئے ہین اس ارادہ پر کہ گہرون مین جاکر فساد برپا کرین اور کھلی کھلی سرکشی ہو یہہ بات سنکر

الفنسٹن صاحب کو سخت اندیشہ ہوا اور ایک ضروری واپس کرنی دو سو سوار و چند پیادگان کے جو چند روز
پہلی لاہور و پشاور کو روانہ ہوئی تھی پروانہ کی اوسمین سے ایک پیادہ اور تین سوار واپس ہوئی قیدیون
کو جیلخانہ سے نکالکر ایک پختہ سرائے مین رکہا گیا تحصیل کا مکان بھی جو سرائے کے پاس تھا مضبوط ہوا برکلی صاحب
اسسٹنٹ کمشنر واسطی گرفتاری احمد کہرل کے جو سرگروہ مفسدون کا تھا روانہ ہوا اور احمد کہرل کو دریا کے
کنارہ پہونچکر دریا کے دوسرے کنارہ پر پایا اوسنی صاحب کو باواز بلند کہا کہ مین نے اب سرکار انگریزی کی
اطاعت چہوڑ کر شاہ دہلی کی تابعداری مان لی ہی اسوقت ایک مولوی مسلمان مفسد گرفتار ہوا اور زمینداران
کی مویشی بہت سی پکڑ لی گئی اور جہامرہ ایک گانو جلا دیا گیا یہہ مفسدہ کی خبر سنکر بموجب حکم سرکار کے کرنل
پاٹن صاحب اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل ۳۰ میل کا فاصلہ ۷ گہنٹہ مین کاٹ کر لاہور سے گوگیرہ پہونچے
اونکی تحت مین تین توپین اور ایک ۸۱ رسالی گورہ پلٹن اور کچہہ حصہ سبحان خان کی پولیس پلٹن کا اور
تہوڑے سے نئی بہرتی کے سکہہ سوار تھے کرنیل پاٹن صاحب اوسوقت سے ایک گہنٹہ پہلی پہونچی تھے جسوقت
مفسدون نے گوگیرہ کے محکمہ پر حملہ کیا تھا جب نزدیک پہونچی تو توپ کے چہرہ سے اونکو شادیانہ دے ہٹ گئے تو
سرکاری فوج بماتحتی لفٹنٹ آنریبل ای جی چسٹر صاحب اونکے تعاقب کو گئی اور اسمین سخت لڑائی ہوئی
اس لڑائی مین احمد کہرل اور لفٹنٹ آنریبل ای جی چسٹر دونو قتل ہوئے اور اوس سے دوسری لڑائی مین
مسٹر برکلی صاحب اسسٹنٹ کمشنر قریشی گانو کے پاس جنگل بازمین سرکشون کی ہاتہہ سے کام آیا اور جمعدار
رسالہ بہی برکلی صاحب کے ساتہہ تہا وہ بہی اوسی میدان مین جان نثار ہوکر یہہ حال دیکہہ کر لفٹنٹ الفنسٹن صاحب
جو ملٹری کمشنری کا کام دیتی تہے ایجرٹن صاحب ڈپٹی کمشنر کو جو اوسی روز معہ رابرٹ صاحب کمشنر کے لاہور
سے وہان گئے تہے اپنی جگہہ حاکم ضلع کا چہوڑ کر خود سرکشون کے سرکوبی کے واسطے چلے گئے اونہون نے سنا کہ
تحصیل ہڑپہ کے دشمنون نے لے لی ہے اور میجر چمبرلین صاحب جو ملتان سے معہ رسالہ بے قاعدہ سواران ایک
فوج پیادہ سکہہ آئی تہی وہ چیچہ وطنی کے سرائے مین گہیرے گئے ہین یہہ بات سنتی ہی لفٹنٹ الفنسٹن صاحب
و کرنیل پاٹن صاحب معہ فوج اونکی مدد کو چیچہ وطنی کو گئے اور وہان جاکر اونکو دشمنون کے گہیرے سے چہوڑایا
اور معلوم ہوا کہ چمبرلین صاحب تین روز و تین رات سخت اندیشہ مین رہے چیچہ وطنی کے رہنے والے بہی آکے اونکی
کچہہ مدد کی اور سرائے کو جہان چمبرلین صاحب اوترے ہوئے تھے مفسدون کے ساتھ ملکر گہیر لیا اوسوقت
مسٹر پیم صاحب اور بیلی صاحب جو انجنیر اور ڈاکخانہ کے افسر تہے دشمنون کو تہوڑی دیر سے ہٹاتی رہے
اونہین دنون مین کپتان مکنڈرو صاحب معہ سواران انگریزی و کرانی فوج بماتحتی کپتان سنو صاحب
کی بکوچ متواتر لاہور سے چلکر گوگیرہ پہونچے اور نیز ڈلس صاحب کی پنجابی پلٹن و دو دو سیپی توپین ملتان سے

آگئین تھوڑے دن بعد ایک اور فوج باتحتی میجر ڈایل صاحب و کپتان ٹرونس صاحب کی ملتان سے آگئی
جو پہلے سے شامل میجر چیمبرلین صاحب کے ہوئی جسکے ساتھ دوسرے نمبر کے بیقاعدہ سوار گورداسپور سے آئی تھی اور
کپتان تھرٹن صاحب معہ فوج و کپتان ہاکن صاحب معہ سواران بیقاعدہ نمبر ۱ ار پنجاب دوآب میں جاکر
مفسدون کے مقابل ہوئی اور میجر ہملٹن صاحب کمشنر میجر جیکسن صاحب کے جگہ ملکی انتظام میں مصروف رہی اور
میجر مارسڈن صاحب جو مدت سے گوگیرہ میں تھوڑے ڈپٹی کمشنر گوگیرہ کے ہوئی اور کپتان سنو صاحب کے ساتھ
خاص گوگیرہ کی محکمہ میں رہی اور لفٹنٹ الفنسٹن صاحب چمبرلین صاحب نے میجر وطنی سے چلکر براہ کورنگا ایسے مفسدون کے
اجتماع کے مقام قلعہ جھلی پر حملہ کیا یہہ ایک ایسا مقام بار و جنگل کے اندر تھا جسکے چار و نطرف پانچ میل لمبا
اور تین میل چوڑا گھرا جنگل اور بیچمین اوسکی ایک نالہ جاری تھا جس سے مفسدون کو بہت پشت پناہ تھی
گھاس اوسمین اسقدر بلند تھا کہ گھوڑا معہ سوار اوسمین دکھائی نہین دیتا تھا چہ جائیکہ سوار چلکر اون تک
پہونچے جب اپنی ہی فوج میں قدم تک جنگل کے اندر جاتی تو اپنی آنکھون سے پوشیدہ ہو جاتی تھی بڑے بڑے درخت
بلند و موٹی خاردار بیشمار گھاس کا کاٹنا بسبب سختی اور جلانا بسبب سبزی کے دشوار تھا دشمنون کے اور ٹہرنے
کا مقام اور اونکی اجتماع کا اوس جنگل میں بخوبی دریافت نہین ہوتا تھا صرف اونکی ڈھولون کی آواز
سنکر معلوم ہوتا تھا کہ یہان سرکشون کا اجتماع ہے اسواسطے سرکاری فوج میں بھی ڈھول کا استعمال ہوا
جب تک دشمن اوس جنگل میں رہی سرکاری فوج کو اونکی مقابلہ میں سخت تکلیفین اوٹھانی پڑین اور کامیاب نہ
ہوئی مگر بعد چندی سرکار کے اقبال نے یہہ شعبدہ دکھلایا کہ دشمن خودبخود اوس مقام کو چھوڑکر دریائے
ستلج کے پار ہو گئے تب سرکار کو میدان ہاتھ آیا اونکا تعاقب کر کے بہت سختی سے اونکی ساتھ مقابلہ کیا
جسمین کپتان سنو صاحب توڑہ دار بندوق کی گولی سے زخمی ہوئے اور دشمن شکست کھاکر بھاگ گئے اور
بہت سے سردارون نے اطاعت اختیار کرلی اور بہتون نے اپنی آپ کو مسٹر رابرٹ صاحب کمشنر لاہور کے
سپرد کر دیا بعد انتظام قرار واقعی کے چوتھی نومبر ۱۸۵۷ء کو کمیوٹا مفسدون کو بڑی بڑی سزائین ہوئین
موہیشیان اونکی ضبط ہو کر نیلام کی گئین املاک ضبط ہوئی آئندہ کے واسطے بڑی بڑی ضمانتین سرکشون سے
لکھوائی گئین بیشمار جرمانی وصول ہوئی لوٹ کا مال جسقدر اونسے تحصیل ہو سکا اور کوٹ کمالیہ سے گیا تھا
سب ایسے ہوا اس ہنگامہ میں چار قومون کی زیادہ تر سرکشی اور بغاوت سرکار کے ساتھ ہوئی جھلی
قوم کاٹھیا اونکا سردار احمد خان کا بیٹا تھا دوسری قوم کھرل جنکا سردار احمد خان کھرل تھا اور وہ بھی
لڑائی میں قتل ہوا تیسری قوم ستیانہ اونکا سردار بہاول جان ستیانہ تھا چوتھی قوم ڈلو اونکی سردار کا نام
ٹھیک معلوم نہین ہوا بعد سزا پانیکے یہہ سب قومین منقاد و تابعدار ہو گئین کسی کے ذہن میں سرکشی کا نہ تھا

ضلع پشاور بر مفسدہ کے وقت پشاور مین ہندوستانی فوج بہت اور گورہ کم تھی اور سرکار کو بسبب
ضلع سرحدی امیر کابل و قوم سواتھی وغیرہ خودمختار قومون کی طرف سے بھی سخت اندیشہ تھا کہ وہ ایسے نازک
وقت مین کوئی مداخلت بیجا و مزاحمت ناروا سرکاری علاقہ مین نہ کرین مگر انگریزی افسرون نے
اوسوقت بڑی جانفشانیان کین اور ہر طرح پر ملک کے انتظام مین سرگرمی رکھی بریگڈیر جان نکلسن صاحب
اوسوقت ڈپٹی کمشنر پشاور کے تھے اور کل فوج دو ہزار آٹھ سو گورہ اور آٹھ ہزار ہندوستانی مع اٹھارہ
توپون اور ایک بڑی توپ بھاری مورچے کے ماتحت بریگڈیر سڈنی کاٹن صاحب کے بتفصیل ذیل تھی گورہ فوج
پلٹن نمبر ۲۷ و ۷۰ و ۸۷ رسالہ نمبر ۵ بقاعدہ رسالہ نمبر ۷ و ۱۰ و ۱۸ فوج گیڈ نمبر ہندوستانی پلٹن نمبر ۲۱
و ۲۴ و ۲۷ و ۵۱ و ۵۵ و ۶۴ کلات غلزئی فوج - پیادگان گولہ انداز و ہیان توپخانہ اسپی گولہ انداز
بھاری مورچے کے توپ کے مئی مہینے کے گیارھوین تاریخ رات کو یہہ خبر تار برقی کے ذریعہ سے پشاور مین پہنچی کہ
میرٹھ مین ہندوستانی فوج کا مفسدہ علانیہ ہوگیا اور دہلی سے تمام انگریزی افسر بیدخل و قتل ہوگئے یہہ بات
سنکر پشاور کے افسرون نے یہہ انتظام کیا کہ ایک گشتی فوج معتبر فوج کی بنائی اور اونکو حکم دیا کہ وہ تمام علاقہ مین
گشت کرکر لوگون کو مفسدہ سے روکین اور ۵۵ نمبر کی پلٹن کو حکم دیا کہ وہ نوشہرہ سے کوچ کر مردان کے قلعہ مین چلے جاوین
اور گیڈ فوج قلعہ مردان سے کوچ کرکے ۲۷ نمبر کی گورہ پلٹن کے ساتھ نوشہرہ مین شامل ہووے اور ایک سخت امتحان
ڈاکخانہ مین سپاہیون کی چٹھیون کا ہونا شروع ہوا اور ۶۴ نمبر کے ہندوستانی پلٹن پر جو اسقدر سخت شبہہ ہوا اوسکی تین حصہ کرکے علیحدہ
علیحدہ تین مقامات پر مامور کردئے اور اونکو حکم دیا کہ وہ خانگران قوم مہمند کو جو اس علاقہ مین آئے سے روکین اور یہہ انتظام ہوا کہ
پلٹن کسی اور پلٹن کے ساتھ خط کتابت کرنا نہ پاوے اور نہ آپسمین وہ تینون حصے ملنا اور باہم صلاح ہونا پاوین
جنرل ریڈ صاحب کمان افسر فوج قسمت پشاور و بریگڈیر سڈنی کاٹن صاحب و بریگڈیر نول چمبرلین صاحب و کرنیل
اڈورڈ صاحب و کرنیل نکلسن صاحب نے آپسمین ۱۳ مئی ۱۸۵۷ کو مشورہ کرکے یہہ تجویز کی کہ بریگڈیر کاٹن صاحب تو پشاور
کی فوج کے کمان پر رہین اور گشتی فوج مقرر ہوکر جہلم کے سمت کو جاوے اور وہان سے آگے بھی چلکر جس مقام پر
مفسدہ ہو وہان کا انتظام کرے اور قلعہ اٹک سے ہندوستانی مشکی فوج نکالکر اعتباری فوج مامور ہوا اور
ایکسو سپاہی افغان ماتحتی فتح خان خٹک کے جو معتمد آدمی ہے نوملازم بھرتی ہوکر اٹک کے گذر پر بھیجا جاوے اور
بریگڈیر چمبرلین صاحب راولپنڈی مین بحضور چیف کمشنر بہادر حاضر ہوکر ہر ایک انتظام کے واسطے مشورہ لیوین
اوسی تاریخ یعنی ۱۳ مئی کو گیڈ کی پلٹن نے مردان سے کوچ کیا جب اٹک پر پہونچی تو اونکو حکم ہوا کہ دہلی کو
کوچ کرجاوے چنانچہ وہ ماتحتی جرنیل انسن صاحب دہلی کو کوچ متواتر اور ۹ جون کو تین ہفتہ کے عرصہ مین
پانسو اسی میل طی کرکر دہلی جا پہونچی اور تین گھنٹہ کے بعد پہونچنے سے دشمنون کے ساتھ مقابلہ اوسکا ہوا تھا

اور بعد ازان چیف کمشنر صاحب کے حکم سے دو ہزار سوار ملتانی پشاور مین نوملازم ہوا جو بیس لاکھہ روپیہ نقد جو
چھاونی کے وسط مین رکھا تھا وہ انسی اوٹھا کر قلعہ کے پاس بمقام میگزین گورہ کے گارد کے حوالہ ہوا فوج
قلعہ کی دو حصون مین تقسیم ہوئی اور دو کرنیل انگریز اونکا افسر ہوا ہر ایک حصہ کا توپخانہ بھی الگ الگ
اونکے شامل ہوا توپخانہ کے لین مین گورہ کا پہرہ قایم ہوا دریای سندہ کے کل گھاٹون کی مضبوطی ہوئی
چونکہ پشاور کے فارسی اخبار نویس نے یہہ خبر غلط چھاپی کہ کلات زئی کے پلٹن نے اپنے افسرون کو قتل کر ڈالا
ہے اسواسطی اڈیٹر اس اخبار کا قید ہوا اور اخبار کا چھپنا مسدود کیا گیا اور بسبب پھیلنی خبر سرکشی ۵۵ نمبر
ہندوستانی پلٹن اور کچھہ حصے ۱۰ نمبر کے بیقاعدہ سوارون کے جو بمقام نوشہرہ و مردان مامور تھی ایک ٹکرا
گورہ فوج کا راولپنڈی سے طلب ہوا اور میجر صاحب ڈپٹی کمشنر ہزارہ نے دو بیقاعدہ پلٹن مامور ہزارہ
ہزارہ سی پشاور کو بھیدیا اور ہندوستانی پلٹن والون نے جو آپسمین چٹھیان مضمون برپا کرنے شور
و فساد کے تحریر کین وہ پکڑی گئین اور اونکی مسدودی کے واسطی افسران ضلع بہت متوجہ ہوئی
نیئی بھرتی فوج کی پشاور مین شروع ہوکر اسباب مین صاحب ضلع کوہاٹ سے مدد مانگی گئی اونھون نے پچاس آفریدی
بماتحتی شیر خان سردار بنگش کے روانہ کئی اونھون نے پشاور آکر کچہری اور سرکاری مکانون کی حفاظت
کی چند روز کے بعد ہندوستانی فوج کے مفسدہ کا شعلہ چمکا اور ایک ٹکڑا ۵۵ نمبر کے فوج کا جو اٹک کے گھاٹ
پر مامور تھا سرکش ہوکر نوشہرہ کو کوچ کر گیا راستہ مین ایک دستہ ۲۴ نمبر کے ہندوستانی پلٹن کا جو پشاور
کو کمسریٹ کا گودام لئی جاتا تھا اونکی شامل ہوا یہہ دونو گروہ قریب چالیس یا پچاس آدمیون کے تھی
یہہ خبرین بذریعہ ایک سوار کی یارہ کے ملک نوشہرہ مین بھیجی گئین اور مفسد چھاونی کے دروازہ پر
دسوین نمبر کے بیقاعدہ سوارون کے ساتھہ مقابل ہوئی اور بے ہتھیار ہوکر محبوس کئی گئی جب یہہ خبر ۵۵
نمبر کے کمپنی کو نوشہرہ کے مقام پر پہونچی تو وہ بھی سرکش ہوگئی اور سوارون پر بندوقین چلائین اور
ایک افسر کو جو اونکو اس حرکت بد سی منع کرتا تھا غارت کرکے نکالدیا اور چاہا کہ سواران ہمکلال کو نکالدیا جاوی
اسواسطی جمع ہوکر اونپر جا پڑی اور اونکو متفرق کردیا وہ قریب سو جوان و مضبوط آدمی تھی سرکشی کے
بعد وہ میگزین پر گری اور میگزین لیکر اپنا سب انجام بخوبی کرلیا پھر کشتیون کے مجموعی پر جو دریا پر جمع
تھین حملہ کیا اور چاہا کہ دریای کابل کے پار ہوکر ۵۵ نمبر کے ہندوستانی پلٹن سی جو بمقام مردان تھی شامل
ہون اوسوقت پل دریا کا مسٹر [illegible] صاحب انجنیر نے توڑ دیا سپاہی کشتیان لیکر بہت سی تو دریا سی اتر
گئی اور کچھہ غرق ہوگئی اوسوقت ۱۰ نمبر کے بیقاعدہ سوار اگرچہ مفسدون کے شامل نہ تھی مگر اونکی برخلاف بھی
اونھون نی کچھہ کام نکیا آدہی رات کے بعد یہہ خبر پشاور مین پہونچی اور یہہ ارادہ ہوا کہ ہندوستانی فوج

کو اگلی روز بے ہتھیار کیا جاوے اور ہتھیار لینے کے باب مین سخت سخت تدبیرین عمل مین آئین مگر افسر انگریزی
اوس فوج کی دعوی کرتے تھے کہ ہماری فوج نافرمان نہین ہے تو بھی اونکی مرضی کے برخلاف ۲۲- مئی کو
فوج کے ہتھیار لینے کی تجویز قرار پائی اور ارادہ ہوا کہ پہلی پانچ نمبر کا رسالہ اور ۲۴ و ۲۷ و ۵۱ نمبر کے
پلٹن کے ہتھیار لئے جاوین اور ۲۱ نمبر کے ہندوستانی پلٹن اس مواخذہ سے بری رہے کہ اونھون نے مفسدون
کے ساتھہ شامل ہونے سے انکار کیا تھا اور یہہ بھی خیال تھا کہ کل صلح و محکمہ کے کام کرنے کے واسطے ایک
پلٹن کا باقی رہنا ضرور ہے اگر وہ بھی سرکش ہوگی تو وہ اور نمبر ۷ و ۱۸ نمبر کے بیقاعدہ سوارون سے
ہتھیار یکجا لئے جاوینگے کیونکہ پہلی سرکشی مین وہ سوار بھی بیتاب رہے تھے اور اونکی ابھی تک کوئی
شرارت ثابت نہین ہوئی تھی بائیس تاریخ مئی کو وقت معینہ پر فوج کو بمعہ ہتھیارون کی پریڈ پہ بلایا گیا
اور گورہ پلٹن نمبر ۷۰ و ۸۷ اور توپخانہ چہاونی کے انجام کے سامنے حسب الحکم آموجود ہوئے اور حکم ہوا
کہ وہ تیار رہین یہہ فوج ہندوستانی فوج کی اپنے نزدیک بھی نہ تھی کہ ہندوستانی اونکو دیکھہ کر غضبناک ہو جاوینگا
اور لڑنے کو تیار ہون پریڈ کے وقت فوج کو الگ الگ کھڑا کیا گیا اور اسقدر اونکو فرصت نہ ملی کہ وہ آپس مین
مشورہ کرنے پاوین آخر کار سب فوج نے اپنے ہتھیار رکھہ دئے ہتھیارون کے لیتے ہی اونکو واپس کیا گیا اوس وقت
انگریزی افسرون نے بھی جو اونکی ہتھیار لینے سے ناراض تھے اپنے کرچین و کانٹھے وغیرہ اتار کر رکھہ دئے اور
نوکری چھوڑ دی اس اجتماع کے وقت ملکی سردار و جاگیردار وغیرہ بھی حاضر تھے اور دیکھتے تھے کہ آیا آخر نتیجہ
اسکا کیا ہوتا ہے اس تجویز کے ظہور سے سب کو یقین کامل ہوگیا کہ اب پھر انگریزی سلطنت مضبوط و قائم ہوگئی
اور ملک والون کی دلدہی و دلداری کے واسطے نوملازم فوج سوار و پیادہ رکھنے شروع ہوئے اور اونکی
خاطر سے کیا ہی سوار بوڑہا یا جوان اور برا یا بھلا گھوڑا ہوتا فی الفور نوکر رکھہ لیا جاتا اوسوقت ہندوستانیون
کو بھی یقین کامل ہوگیا کہ اب ملک و رعایا سب انگریزون کے ساتھہ ہے - نوشہرہ سے پشاور کو خبر پہونچی کہ ۵۵
نمبر کے سپاہی اور ۱۰ نمبر کے بیقاعدہ سواران مردان مین بڑا شورش کر رہے ہین اور کہتے ہین کہ ہم اپنے افسرون کو
قتل کر ڈالینگے اسواسطے سرکار سے اونکے انتظام کی تدبیرین ہوئین اور میجر واٹن صاحب کو حکم ہوا کہ ایک
فوج نوشہرہ کو واسطے حفاظت گورہ پلٹن کے اہل و عیال کی جاوے اور اگر مفسدہ برپا ہو تو اونکو مفسدون کے
ہاتھہ سے بچا دے ۲۳ مئی بوقت گیارہ بجے رات کے ایک فوج تین سو گورہ پیادگان اور اڈہائی سو بیقاعدہ
سوار نوملازم و فوج پولیس اور آٹھہ ضرب توپ ماتحتی کرنیل چیوٹ صاحب جو ۷۰ نمبر گورہ پلٹن کے افسر تھے
اور کرنیل نکلسن صاحب معہ دو سو پنجابی پیادگان مردان کی مفسدون کے سرکوبی کے واسطے روانہ ہوئی اور
۲۵ تاریخ آفتاب نکلنے کے وقت وہان پہونچ گئی انکو آنے کی خبر پاکر ۵۵ نمبر کے ہندوستانی پیادگان سوائے

ایک سو بیس آدمی کے قلعہ سے نکلکر بھاگ گئی فوج نے اونکا تعاقب کیا مگر بسبب اسکی کہ مفسد پہلے کے چلے ہوئے تھے
متعاقبی فوج جلد تر اون تک نہ پہونچ سکی توبھی اور پیادہ فوج راستہ مین رہگئی مگر سوارون نے اس کام مین
بہت جانفشانی کی اور کرنیل نکلسن صاحب نے جو چوبیس گھنٹہ سے زین پر سوار تھے ایسی سخت گرمی اور دھوپ
مین ایک روز کے اندر ستر میل چلکر اپنے آپ کو مفرورون تک پہونچایا اور تھوڑے سے پولیس کے سوارون کے ساتھ
اپنے آپ کو مفسدون پر پھینکا ایک سو پچاس سپاہی مفسد دشمن سے قتل ہوئے اور ڈیڑھ سو قید مین آئے اور
مقتولون سے سوا چند زخمی ہوکر گرے اور پانسو آدمی نے اونمین سے کوہ سوات پر جاکر پناہ لی اوسوقت
کرنیل سپوٹس و ڈنی صاحب مفرور رجمنٹ کے افسر نے نہایت غیرت اور غم کے سبب سے خودکشی کی اور گولی
کھاکر مرگئے اور پیچھے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ پلٹن نمبر ۵۵ و ۲۴ و ۶ و ۱۰ نمبر کے بیقاعدہ سوارون کی
خط کتابت مدت سے سواتیون کے ساتھ ہو رہی تھی بلکہ عین لڑائی کے وقت بھی ایک گروہ بھاری افغانونکا
پہاڑ پر جمع ہوا نظر آیا جسکا افسر اجو خان پہ آگئی تھا اور مفسدون نے اپنی مدد کیواسطے اونکو بلایا تھا مگر وہ
سرکاری فوج کے ساتھ مقابل نہوئے اس فتح کے حاصل ہونے سے رعب سرکار کا دوبارہ قائم ہوگیا اور
مفصلات کی اندیشہ ناک مقامات پر بخوبی انتظام ہوا اور محکمہ کمشنری سے ایک اشتہار جاری ہوا کہ جو کوئی شخص
کسی مفرور سپاہی ہندوستانی کو قتل یا گرفتار کر لاوے اسکا کل اسباب زر نقد جو اوس سے برآمد ہو قاتل
پاوے اس اشتہار کے جاری ہونے سے ہی قریب پچاس سپاہیون کے قتل و گرفتار ہوئے اور ایک پنجابی پلٹن بھرتی
ہوکر جہان جہان کہ ہندوستانی پہلی ماموز تھی ماموز ہوئی اور ۲۴ نمبر کے پلٹن کے سپاہی جس جس مقام پر کہ ماموز
تھے جا پہنچا کرنیل نکلسن صاحب نے پہونچکر اونکو بے ہتھیار کیا جرنیل کاٹن صاحب کی تجویز سے گورہ پلٹن کے سپاہی
سوار بنائے گئے اور پانچ نمبر کے رسالہ کے ہتھیار اونکو دیکر مسلح کیا اور بنا وری رسالہ اسکا نام رکھا گیا پھر
سے چند سوار رسالہ نمبر پانچ کے بھی انتخاب کر کر اونمین شامل ہوئے سکھون اور پنجابی چیدہ جوانون کی
ایک عمدہ پلٹن تیار ہوئی تو بھی ساڑھے چار سیری توپین کے جو سکھہ زمانے کے اندر بیکار پڑی ہوئی تھین انکو
تیار کی گئین اور رجمنٹ کے گورون کی اون پر تعیناتی کر کر توپخانہ نیا بنایا گیا اس توپخانہ مین گھوڑے
پانچ نمبر رسالہ کی دی گئی اور ہندوستانی توپخانہ بھی اونسے چھین کر گورون کے سپرد ہوگیا اور ایک ذخیرہ
افغانون کا جمع کر ۱۸ نمبر کی پلٹن اور تین رسالہ بیقاعدہ سوارون کے بھرتی ہوئی اوسوقت سرکار کو بسبب دشمنی
سرحدی علاقہ سوات بہت خیال تھا کہ شاید وہ وحشی قوم ایسی نازک وقت مین اسطرف آکر خلل انداز انتظام
سرکار کے ہون مگر وہان الیسا اتفاق حسنہ ہوا کہ اوس سے پہلے سواتیون نے ایک سید اکبر شاہ نام کو اپنا بادشاہ
بنا کر دسوان حصہ اپنی پیداوار کا اوسکو خراج دینا کیا تھا وہ بادشاہ ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء کو کہ اوسی روز دہلی

کے مفسدہ کے خبر پشاور مین پہونچی تھی مرگیا اور سید مبارک شاہ اوسکا بیٹا باپ کے بعد جانشین ہوا اور اوسکے سازش سے پانسو سپاہی پلٹن نمبر ۵۵ قلعہ مردان سے بھاگ کر اوسکے پاس چلے گئے مبارک شاہ نے اگرچہ چاہتے ہی اونکو نوکر رکھہ لیا اور ایک جگہہ مقابلہ پر بھیجا مگر جب اونھون نے تنخواہ مانگی تو اونکو سکا بلکہ اونھین مین سے ایک سردار سے ہزار روپیہ قرض لیکر بطور قرض اونکو دیا سواتیون نے جب دیکھا کہ مبارک شاہ ہندوستانی فوج نوکر رکھہ کر ہمکو زیر کیا چاہتا ہے تو آخون صاحب کے کہنے سے سب اوس سے پھر گئے اور مبارک شاہ کے رہنے کو نامبارک تصور کر کر معہ ہندوستانیون کے اپنے علاقہ سے نکالدیا سوات سے نکلکر کچھہ سپاہی تو کوہ کشمیر و تبت و لداخ کو چلے گئے اور کچھہ بھوکھہ اور پیاس کے عذاب سے مرگئے اونھین ایام مین کرنیل نکلسن صاحب ڈپٹی کمشنر پشاور کل فوج گشتی پنجاب کی کمنڈر جنرل بعوض چمبرلین صاحب اجیٹن جنرل کے مقرر ہوئے اور مسٹر جیمس صاحب سکتر چیف کمشنر بہادر کے پشاور کے ڈپٹی کمشنر بنے اور رسالہ سواران بے قاعدہ نمبر ۱۰ جو بر سر فساد تھا اونکے گھوڑے و ہتھیار و مال و اسباب ضبط کر کر اور فی کس دو دو روپیہ خرچ دیکر اٹک کو روانہ کئے کل فوج معزول شدہ پشاور کی تنخواہ دہتہ ضبط ہو کر بصیغہ نصرت خوراک اونکو ملتی رہی اور قرضہ اور رلین اونکی کا حساب ہو کر ساٹھہ ہزار روپیہ کی رقم قرضہ کی قرار پائی اور تمام گھوڑے و مال و اسباب اونکا فروخت ہو کر ادا ہوا سرحدی مکانات قلعہ باڑہ و میکشن مین ۲۴ نمبر کے ہندوستانی فوج رہتی تھی مگر جب معلوم ہوا کہ اونھون نے آفریدی قوم سے سازش کر کر یہہ ارادہ کیا ہے کہ وہ اونکی امداد سے دریای سندھ کے گذر دن ہی پار ہو جائین تو سرکار نے اونکی ہتھیار لیکر قلعہ سے نکالدیا اور ملتانی فوج قلعون مین مامور کی ۹ - جولائی کو دو آفریدی ملک سراج الدین خیبری اپنے سردار کا خط لیکر ۱۰ نمبر کے رسالہ بے قاعدہ کے پاس آئے خط کا مضمون یہہ تھا کہ جو ہندوستانی میرے پاس آوے پناہ پاوے سواروں نے وہ خط افسرون کو دیدیا اوسکی مطابق ملک سراج الدین بلایا گیا اوسنے خط سے اقبال کر کر کہا کہ میری نیت یہہ تھی کہ جو ہندوستانی میرے پاس آویگا مین اوسکو گرفتار کرا دونگا سید مبارک جو معہ پشاور کے مفرور ہندوستانی سپاہیون کے سوات سے نکالا گیا تھا پنجتار کے گھاٹون کو جو یوسفزئی کے علاقہ کے طرف علاقہ پشاور سے شامل ہوتی ہے گیا اور وہانکی رہنے والون دیہاتی مسلمانون سے جنکا پیر و افسر مولوی عنایت تھا سازش کر کے چاہا کہ فساد برپا کرے اسواسطے اوسنے مقرب خان پنجتار والے کو اپنا حامی بنایا مقرب خان نے تمام علاقہ کو اغوا کرنا شروع کیا اور ایک شخص میر باز خان نام کو اسکام پر مقرر کر کر حکم دیا کہ وہ انگریزی علاقہ مین جاکر وہان کے رعایا کو اغوا کرے دیا یہہ اوسکی اغوا سے شورش پیدا ہوئی یہہ بات سنکر میجر وان صاحب کمان افسر فوج مردان کے اپنے چار سو سوار اور دو توپین لیکر اوس دن یہہ جا پڑے میر باز خان قتل ہوا اور پہلے سردار گرفتار ہوا اور پھانسی ملا دوگا تو جو سرکش ہو رہی تھی چلی گئی اور دو

رفع فساد آیندہ کے کپتان جیمس صاحب امان گئے اور کل علاقہ یوسف زئی سے مفسدہ کی آگ منطفی کی مگر بسبب اسکی
کہ دہلی کی خبرین وہان مختلف پہونچتی تھے اور بہت سے ہندوستانی سپاہی وغیرہ جا بجا سے بھاگ کر اوس علاقہ
مین پناہ گزین ہوئے ہوئے تھے اونھون نے اونکو پھر جمع کیا اور چار سو آدمی نے جمع ہو کر پھر جھنڈا قایم کیا اسکے
اجتماع کی خبر پاکر پھر کپتان جیمس صاحب معہ آٹھ سو فوج سوار و پیادہ اور چار ٹری توپون کے جنکی افسر میجر
وان صاحب تھے وہان گئے اور بعد المقابلہ مفسدون کو شکست دی سب سے اول اونکا مولوی بھاگا پچاس
ساتھ غازی شہید ہوئے اور پنجی کا حصہ موضع ترنجی کا غارت ہوگیا سرکاری فوج نے گرمی کے موسم اور تنگ
جانے کے سبب سے اونکا تعاقب نکیا مولوی اونکا فرصت پاکر دوبارہ بڑی اجتماع کے ساتھ سرکاری فوج
آیڑا اور لڑائی ہوئی پھر تیسری اگست کو کپتان جیمس صاحب اور میجر وان صاحب نے معہ ایکہزار تین سو فوج
کے اون پر حملہ کیا اودہر سے غازی بھی بڑی جرات اور اجتماع کے ساتھ آگے بڑھے اونکی آتی ہی انگریزی
فوج نے بڑی زد رسی مقابلہ کیا اور فی الفور ترنجی بھاڑ پر چڑہ گئے فوج کے پہونچتے ہی غازی بھاگ نکلے اور ہمراہ سے
تیس غازی تو دوڑتے ہوئے بھاڑ سے گر کر مر گئے اور تین گرفتار آئے جنمین سے ایک بریلی کا مولوی ہندوستانی
تھا اوسنے پھانسی پائی اس کوشش کے ساتھ یہہ شورش رفع ہوا چونکہ سرکار کو اوسوقت روپیہ کی بہت
ضرورت تھی اسواسطے پشاور کے بہت ساہوکار طلب کر کر صاحب کمشنر نے اونکو حکم دیا کہ روپیہ سرکار کو چھہ روپیہ
سیکڑہ پر قرض دین مگر اونکو دلونمین یقین تھا کہ اب انگریزی عملداری نہین رہیگی اسواسطے عذرات چند در چند
پیش کیے جب تنگ طلبی ہوئی تو اقرار کیا کہ آپسمین مشورہ کر کر عرض کرینگے کئی روز اونھون نے مشورہ مین
گذرانے اسواسطے صاحب کمشنر نے اون پر جرمانہ کرنے شروع کیے اور روپیہ کے دینے کے باب مین نہایت
ہی سخت تاکید کی اوسحالت مین اونھون نے پندرہ ہزار روپیہ دینا منظور کیا صاحب کمشنر نے پانچ لاکھہ روپیہ
طلب کیا اور صرف ایک روز کی مہلت دی اوسپر ساہوکارون نے ایک فہرست اسامی وار لکھہ کر پیش کی
اور لکھا کہ ہمکو کوئی روپیہ نہین دیتا سرکار خود وصول کرے سرکار سے وہ فہرست مال کل خزانچی کے سپرد
ہوئی اور اوسنے چار لاکھہ روپیہ کل شہر والون مالدارون ساہوکارون سے چندہ کر کر داخل سرکار کیا۔
۱۵ اگست ۱۸۵۸ء کو خبر پہونچی کہ سید امیر نام مولوی خاندان کبیر بادشاہ سے جو مکہ و مدینہ و قسطنطنیہ کیطرف
گیا ہوا تھا درہ خیبر مین آیا ہے اور اوسنے کوکی خیل ساری قوم کو اپنے پاس بلا یا ہے اور چاہتا ہے کہ غزا کرے سرکار کے
برخلاف فساد برپا کرے کوکی خیلون نے اوسکے پاس آنے سے انکار کیا ہے مگر قوم مہمند نے اقرار کیا ہے اس خبر
کے پہونچنے سے دو ہفتہ بعد سید امیر نے مہمندیون کی گروہ اور کچھہ ہندوستانی لمبرا کے مفرور سپاہیون
کے ساتھ قلعہ مچنی پر حملہ کیا قلعہ کے اندر کلات زئی پلٹن ہندوستانی کے سپاہی تھے یہ اوسوقت تک مطیع رہے تھے

دشمن اس بہروسی پر کہ محافظ قلعہ کے ہندوستانی ہین اونکو کہلا بہیجا کہ اگر تم اپنا مذہب و رجان بچایا چاہتی ہو
تو قلعہ خالی کردو یہہ خبر پاکر صاحب ضلع نے ایک کمپنی آفریدی پلٹن کی قلعہ والون کے مدد کو مامور کی مگر وہ
تہوڑی آدمی تہی کافی نہوئی اور مہمندیون نے اپنی خرابیون سی قلعہ کہول لیا اور چاہا کہ بڑا اجتماع کر کر ضلع پر
حملہ کرین اوسوقت سرکاری فوج ضلع مین اسقدر نہ تہی کہ اونکی سزادہی کے واسطی مامور ہو اور وقت
ایسا تہا کہ سرکار اونکی ساتہہ بدلہی پیش آوہی اور اپنی ملک کو دشمنون کے حملون سی بچاوہی اسواسطی اونکو
یہہ پیغام دیا کہ اگر تمہارا یہہ مطلب ہی کہ تم اپنی چہینی ہوئی علاقی سرکار سی واپس لو تو اپنی وقت سرکار
کی خدمت کرو اوسکی عوض مین گورنمنٹ تم پر مہربانی کریگی نہ کہ لڑنے پر مستعد ہوکر دشمنی پیدا کرو
اور ہمیشہ کے واسطی لگاڑ لو تمکو چاہیی کہ سید امیر کو کابل کیطرف روانہ کرو اپنی یرغمال ضلع مین بہیجو
کہ دہلی کی لڑائی ختم ہوتی تک وہ یہان رہین جب تمہاری طرف سی بخوبی صفائی و اطاعت پائی جائیگی
تو تمہاری علاقون کی واپسی کے واسطی حکام ضلع گورنمنٹ مین رپوٹ کرینگی اور اپنی پیشتر الطاف پر علاقہ تمکو دیا جائیگا
یہہ بات مہمندیون نے قبول کی اور یرغمال اپنی پشاور بہیجدئی اور فساد رفع ہوگیا سید امیر اونکی طرف سی
ناامید ہوکر کابل چلا گیا اونہین دنون میں خیل قوم نے سخت فساد برپا کیا مسلح و مستعد ہوکر آگئی اکثر چہاونی
اونکی ہندوستانی فوج کیطرف بہی آئین اور سرکار کو بہی یقین ہوگیا کہ اب ہندوستانی بے ہتہیار بہی
شورش کرینگی اور چاہتے ہین کہ کیطرح پر اپنی ہتہیار لے لین بلکہ خبر پہونچی کہ ہندوستانیون کے لین مین
ہتہیار چہپی ہوئی ہین اسواسطی جرنیل کوٹن صاحب نے نئی آفریدی پلٹن کے ساتہہ ہندوستانیون کو چہاونی سی
باہر نکالکر تلاشی لی اور بہت سی ہتہیار اونکی لین سے نکالی اور ضبط کر لئی اسواسطی اوسمبر کے ہندوستانی پلٹن
بہت غضبناک ہوئی اور ۵۵ اوسمبر کے پنجابی پلٹن پر حملہ آور ہوئی اور غالب آکر بہت سی ہتہیار جمع شدہ ہتہیار
مین سے لے گئے اوسوقت آفریدی پلٹن نے ہندوستانیون پر حملہ کیا اور باقیماندہ ہتہیار اونکی ہاتہہ سی بچائی
اور تہوڑی دار بندوقون سی اونکی ساتہہ لڑنا شروع کیا یہہ لڑائی پشاور کے پریٹ سی شروع ہوئی اور جمرود
کے قلعہ کے پاس جاکر ختم ہوئی جب ایسا معاملہ ظہور مین آیا تو جنرل کاٹن صاحب نے تمام فوج سوار اور پیادہ
کو مسلح کیا اور مفرورون کے پیچہے دوڑی اور دور تک لڑائی ہوتی چلی گئی کل آٹہہ سو اکہتر ہندوستانی
سپاہیون سی ساٹہہ یا ستر تو پہاڑون پر چڑہ کر بچ گئے باقیماندہ مین سی کچہہ تو مقتول اور کچہہ گرفتار ہوئے
جو بحکم کورٹ مارشل توپ سے اوڑائی گئے علاوہ اسکی اور جو کل ضلع کی ہندوستانی فوج تہی متفرق سپاہی
پانسو تینتیس سرکش ہوکر مفرور ہوئی اونمین سی بیس آدمی تو گرفتار ہوکر پہانسی ملی چالیس توپ سے اوڑائی گئی
چارسو ادنسٹہہ بندوق کی گولی سی مارے گئے اور ساری ضلع مین ایکہزار دو سو تئیس سوار اور ایکہزار ایکسو پیادہ

کل دو ہزار تین سو چوبیس آدمی نوملازم جنگی بھرتی ہوا اور اگر وہ فوج جو ڈیرہ جات اور کوہاٹ سے بھرتی
ہوکر پشاور مین آئی تھے اونھین مین شمار کیے جاوین تو پانچہزار چھہ سو سرسٹھہ آدمی شمار مین آتے ہین انمین سے
ایکہزار اٹھہ سو سات سپاہی تو دہلی کو مامور ہوئی اور باقی پشاور کے ضلع کے انتظام مین رہی آخر جب ۲ ستمبر
۱۸۵۷ء کو دہلی کے فتح کی خبر پشاور مین پہونچی تو امن و امان ہوگیا **ضلع ہزارہ** مفسدہ کے وقت
ضلع ہزارہ چھاونی ایبٹ آباد مین فوج رجمنٹ سکھہ نمبر ۲ و ۴ اور توپخانہ پہاڑی موجود تھے کا جسمین چھہ توپین
تہین تعینات تھا سوای اوسکے ضلع کے کام کیواسطے ایکسو پچاس سوار ساٹھہ پیادے جو بس زیر حکم ماتحت مسٹر بیچر
صاحب ڈپٹی کمشنر کے تھے سو اس فوج مین سے تین کمپنیان نمبر ۲ پیادہ سکھہ کے نہلی کوہ مری کو روانہ ہوئین
اور ۱۵ تاریخ جون کو ۴ نمبر کے سکھہ پلٹن دہلی کو چلی گئی صرف تین سو اکتالیس سپاہی ایبٹ آباد مین رہ گئے
اسواسطے اول ڈیڑہ سو سوار پانسو پیادون کے نوکر رکہنے کا حکم آیا اور میجر صاحب نے جنگلی اختیار پایا تو تمام
سپاہیون کی مدد ہزارہ کے رئیسون اور سردارون سے لی گئی اونھون نے اچھے اچھے سپاہی مسلح جنگی
جنکے پاس اپنے ہتھیار تھے بہیجے اور وہ دریای سندہ کے گذرون اور سڑکون کی حفاظت پر مامور ہوئی
اجون کو کماون کی گورکھہ پلٹن ہزارہ مین آئی سرکار نے اونکی اطاعت کے امتحان کیواسطے چند مفرور
و گرفتار شدہ سپاہی مردان کی پلٹن کے سزا دہی کیواسطے گورکھہ پلٹن کے افسرون کا کورٹ مارشل
مقرر کیا اور حکم دیا کہ اسمین سوای ہندوستانی افسرون کے کوئی انگریز شامل ہو گورکھہ افسرون نے
بعد تجویز اون سپاہیون کے نسبت حکم دیا کہ توپ سے اوڑائی جاوین پس وہ توپ سے اوڑائی گئے اور گورکھہ پلٹن
امتحان مین پوری مطیع نکلی اور دہلی کے مہم پر مامور ہوئی اونکے جانے کے بعد بسبب کمی فوج اور اندیشے
شورش کے صاحب ضلع نے ہری پور کے قلعہ کی مرمت کرائی سکھہ زمین اور غلہ کے ذخیرون سے پر کیا اور
قلعہ بھی مضبوط کی کل ضلع کے سردارون و امیرون کو بلا کر سرکار کی مہربانی اور عنایت کا امیدوار کیا
اور اونکو سرحدی ہمسایون کے مطیع رکھنے کے واسطے تاکید کی اتنے مین خبر آئی کہ جو ۵۵ نمبر کی پلٹن کے سپاہی
مقام ہوتی مردان سے مفسد ہو کر سوات کو چلے گئے تھے اور سوات سے بھی سواتیون نے اونکو نکال دیا تھا
وہ اب اس علاقہ کے راستے سے کشمیر کو جاتے ہین اور ایک چٹھی نسبت رئیس کی معہ ایک چٹھی اسکے رئیس کے بھتیجون پہنچی کہ سو
آدمی مسلح ہندوستانی مفرور اس علاقہ مین آئے ہین اور دریای سندہ سے بذریعہ ڈرئیون و تلون اور
سرنائون کے پار ہوئے ہین اب ڈیرہ اونکا اولٹی کے مقام پر ہے کیونکہ اولٹی کا علاقہ کونش کے علاقہ سے دو دن کا
سفر ہے اور سردار محمد امین خان کے جاگیر کا وہان علاقہ ہے اور یہین آزاد قوم نندبار کے جو سواتیون کے
ہم حدی ہی رہتی ہے اسواسطے تمام جنگلی و پہاڑی قومین بموجب تحریر اخون سوات کے سپاہیون کے ساتھہ

اب اگر سپاہی سیدھے راستے سے جائیں تو کونس کے طرف آئینگے ورنہ ایک اور راستہ پہاڑی مشکل گذار بھی اونکے واسطے موجود ہے یہہ خبر پاکر میجر صاحب ڈپٹی کمشنر نے سردار محمد امین خان کو معہ اور سرداران اور خانون کے بلایا اور ملکیہ فوج کے جمع کرنے کے واسطے حکم دیا اور فرمایا کہ اسطرح یہہ باغی فوج منزا یاب ہوا در لفٹنٹ بولدرسن صاحب اسسٹنٹ کمشنر کو حکومت ضلع کی سپرد کر کر خود بھی صاحب نے مع فوج لمبر اسکیہ باؤ فوج پولیس و نو بلازم کے اودہر کوچ کیا اور بمقام دوبال جو وہان سے بیس میل پر سرراہ ہی جاکر انزے ہندوستانیونکو جب یہہ خبر پہونچی تو یہہ راستہ چھوڑ کر دوسرے مشکل راستے کے طرف ہوگئے اوس راستے کے پڑتے ہی پہلی مشکل اونکو یہہ ہوئی کہ اونکا افسر جمعدار خود گولی کہاکر مرگیا اوسکی مرنے کا یہہ سبب ہوا کہ وہ جمعدار چاہتا تہا کہ ہم سیدھے راستے سے چلیں اگر صاحب ضلع ہزارہ مقابلہ کرے تو لڑائی میں مارا جانا بہتر ہے اوس سے کہ بھوکھ اور پیاس اور ماندگی سے ہلاک ہوں سپاہیون نے اونکا کہا نہ مانا اور اوسنے اپنا مرجانا مناسب جانا راستے بدلنے کی خبر جب ڈپٹی کمشنر کو پہونچی تو یہہ انتظام ہوا کہ اوس علاقہ کے سیدون کو اسباب میں تاکید لکہی اور قوم ہنکل کو اجتماع کے واسطے حکم بہیجا اور خود بھی آگے بڑہے جب ہندوستانیون کے پاس پہونچے تو آگے سے کوجر اور پیچہے صاحب ضلع نے اونپر حملہ کیا بڑی بڑی پتہر پہاڑ کے اوپر سے اونپر پہنکے جس سے آٹھہ سپاہی مارے گئے اور ایک سردار رئیس صاحب کے طرف سے زخمی ہوا اور ایک پہاڑی آدمی کو گولی لگی دوسرا مقابلہ پہاڑیون نے ہندوستانیون کے ساتھہ بمقام سندا کیا جس میں ہندوستانی بہت مارے گئے پانچوین جولائی کو مفت نہکر اندی خستہ حال بہوکہے پیاسے نیلاب دریا کے کنارے پر جو ایک مددگار دریای سندہ کا ہی پہونچی اور دہ آدمی اونمیں سے رسد خریدنے کے واسطے پاس کے ایک گانوین گئے تہے گانو والون نے چار تو اونمیں سے گرفتار کئے اور دو باقی ماندہ نے جاکر سب کو خبر کی وہ مستعد ہوئے کہ گانومیں جاکر اپنے آدمی چہوڑا لائیں اتنے میں کوہستانی فوج اور خانکانی سیدا اونکے سر پر جا پہونچے اور پہاڑ کے اوپر سے اون پر بندوقین ارنی شروع کیں اودہر سے بھی وہ مقابلہ پیش آئے اور دوسرے روز کے صبح تک برابر لڑائی رہی بہت سے ہندوستانی قتل اور زخمی اور دریا میں غرق ہوئے اور بہتیرے گرفتاری میں آئے آخرکار بعد بڑی بے تحاشا اور سخت لڑائی کے بیل اور گانو کا قبضہ ہندوستانیون نے پایا اور چندی تکلیفات اونکی رفع ہوئیں کیونکہ اوس گانو کے رہنے والے [illegible] یار محمد لوہی نے بموجب تحریر اخوند سوات کی اونکی حمایت کی اور آسایش کا سامان مہیا کر دیا بلکہ اوسنے [illegible] حمایت اور آدمیون کے ساتھہ اونکو لالوسر کے جہیل کے پاس جو کشمیر کے ملک کے سرحد پر ہی پہونچا دیا جب وہان پہونچے اور حمایتی لوگ اون سے الگ ہوئے تو کوہستانی اور سیدون کی فوج پہیر اون پر جا پڑی اگرچہ [illegible] بھی اسوقت بمقابلہ پیش آئے مگر اونکی بارگی کا یہہ حال تہا کہ بادن میں چہپانے پڑے ہوئے تہی بہوکے پیاسے [illegible] زخمی خستہ

تھی بارش ہو رہی تھی سردی کے مارے کانپ رہے تھے آخر جب اونھون نے اپنے آپ کو قابل جنگ کے نہ پایا تو
چند آدمیون کے قتل کے بعد متابعت اختیار کر لی اور ہتھیار رکھ دیئے ۱۲۴-۲ آدمی اوسوقت زندہ گرفتار ہوے
تینتالیس سپاہی جو کشمیر کے حد کے اندر پہونچ گئے تھے وہان سے گرفتار ہوکر آئے اور کل لڑائی مین کھیت رہے
گرفتار شدہ سپاہی کورٹ مارشل کے تجویز سے مقتول ہوئے اسطرح ۵۵ نمبر کی بدنصیب پلٹن کا انجام ہوا کہ
بہت سی خواری اور ذلت کے ساتھ مارے گئے صرف تھوڑے ہندؤن نے جو بمقام سوات اسلام قبول کیا
اور چند سپاہی جو چلی کے مقام پر غلام بنائے گئے جان سے سلامت رہے اور دن کا حال جسطرح کہ پشاور اور
ہزارہ کے علاقے مین تحریر ہوا ہے ہوا مگر اس پلٹن کے سزا پائی سے اور پلٹن والون کو سخت عبرت ہوئی
اس انتظام کے بعد فوج ہزارہ کی چھاونی کو واپس آئے اور ملکی فوج انعام و اکرام پاکر رخصت ہوئی ضلع مین
امن و امان ہو گیا تو بھی دہلی کے فتح ہونے تک رعایا ہزارہ کی دو دلی و دور جی تھے اوسوقت انتظام
بیچر صاحب کا باوجود قلت فوج کے قابل تحسین ہے کیونکہ فوج کی قلت اسقدر تھی کہ جب صاحب نے تین کمپنیان
کوہ مری کو روانہ کین تو ہزارہ مین صرف ۷۰ سپاہی لائق و قواعد آموختہ اور ۲۰۰ سپاہی نوملازم باقی
رہگئے تھے مگر صاحب نے اپنی نیک خلقی و حسن نیت کے ساتھ ایسا انتظام کیا کہ ہزارہ کی رعایا ہی سے فوج کا کام
لیا اور بڑا باعث یہہ تھا کہ صاحب ضلع دس برس کے عرصہ سے ہزارہ کے حاکم تھے اور اپنے حسن خلق سے
سب رعایا کو راضی و خوشنود رکھا ہوا تھا **ضلع کوہاٹ** اس ضلع کے ڈپٹی کمشنر مفسدہ کے وقت
کپتان بی ہندرسن صاحب اور تین ہزار پانسو آدمی فوج کی تفصیل ذیل تھی پنجابی رجمنٹ سواران
پنجابی توپخانہ اونمین سے عند الضرورت بہت سی فوج قلعہ اٹک اور ضلع پشاور کو بھیجی گئی اور کل
فوج مین سے صرف پانچوان حصہ یہان رہگیا اونمین سے بھی تھوڑے تھوڑے آدمی مختلف اوقات مین جرنیل
نکلسن صاحب کی فوج کے شمول کے واسطے مامور ہوتے رہے ۱۵- مئی ۱۸۵۷ء کو دہلی کے مفسدہ کی خبر کوہاٹ مین
پہونچی اور صاحب ضلع انتظام کیطرف راغب ہوئے اور بسبب ضرورت افغانی نوملازم فوج نوکر رکھکر ضلع کی
محافظت پر مامور کی بلکہ ایکہزار چار سو آدمی نوملازم پشاور کے صاحب ضلع کے خدمت مین بھیجا اور اسقدر
مشتبہ چربی کے کارتوس تھے اور فوج اونکے لینے مین عذر کرتے تھے وہ سب ایس کچھ خزانہ اور جتنے چھے
قلعہ کوہاٹ مین بھیجدیا اور دیسی فوج کی حفاظت مین رکھا توپخانہ کی حفاظت نیزہ بردار سپاہیون کے
ساتھ کی اور جسقدر بے انتظامیان سبب پہونچنے خبر دہلی کے ضلع مین ہوئین اور شریرون کے
دلون مین ارادہ فساد کا ہوا اوسکو رفع کرنیکو واسطے اچھی اچھی تدبیرین وقوع مین آئین اور امن و
امان رہا صرف ایکبار جو انکو مین مفسدے جمع ہوکر ارادہ فساد کا کیا تو صاحب نے بڑی جرات سے اونکا

روکا اور اونکو متفرق کیا اور جسقدر قوم توریزا اور بوزی کے غارت گر مفسد ہوکر گرفتار آئی اونسے آئندہ کے واسطے سخت ضمانتین لی گئین اور قوم آفریدی جو کوہاٹ کے سرحد کے پاس بہت چالاک اور مشہور تھی وہ بالکل چپ چاپ رہی بلکہ اپنے آدمی اونھون نے سرکار کی مدد کیو اسطے بہت خوشی کے ساتھ بھیجے اور کچھ کسیطرح کا فساد برپا نکیا کل ضلع مین بعلت مفسدہ پردازی کوئی سزایاب ہنوا صرف پانچ آدمی بعلت گفتگو کرنے مفسدہ کے متوجہ جرمانہ اور قید کے ہوئے اور تین کمپنیان ۵۰ نمبر کے پلٹن ہندوستانی کے جو پشاور سے آئی تھین بے ہتھیار کی گئین + — + —

پانچوان حصہ پنجاب کے میدان اور کوہستان کے متفرق احوال مین اسمین چار تقسیمین ہین پہلی تقسیم مسلمانون اور ہندون کے مزارات و مساجد و پرستشگاہون کے ذکر مین

جنابسی لکیہ دریای ستلج تک جسقدر میدانی و کوہستانی علاقہ کا حال اس کتاب کے حصون مین لکھا گیا ہے وہانکے مزارات مقابر و پرستشگاہون کا بیان اونکی موقع پر درج ہوچکا ہے مگر خاص علاقہ پنجاب و کوہستان شمالی پنجاب مین جو اکثر مسلمان بزرگون کے مقبرے اور مسجدین اور ہندون کے مندر و پرستشگاہین ہین انکا حال بیان نہین ہوا اسلئے اس تقسیم مین کچھہ مجمل ذکر اونکا زیب اندراج پاتا ہے کشمیر کے پہاڑ مین اکثر چشمہ و تالاب ہندون کے تیرتھہ ہین اونکا حال بھی بر موقع اکثر تحریر ہوچکا ہے باقیماندہ اس حصہ مین ختم ہوگا — +

مقبرہ مخدوم علی ہجویری گنج بخش لاہوری یہہ مقبرہ متبرکہ لاہور مین سب مقبرون سے پہلی کا ہے ہندو مسلمان انکے معتقد ہین یہہ حضرت عملداری شاہان غزنین مین غزنین سے لاہور مین آئے اور مدت تک سلسلہ تعلیم و تدریس و تلقین جاری رکھا ۴۶۵ ہجری مین حضرت نے وفات پائی اور یہان مدفون ہوئے سرور ار اور کاشف دین ۴۶۵ ۴۶۵ انکی تاریخ وفات ہے ماہ صفر مین حضرت کا عرس بڑی دہوم دہام سے ہوتا ہے سلسلہ حضرت کا جنیدیہ اور آپکے مرشد کا نام ابو الفضل بن حسن ختلی ہے خانقاہ مادہو

لال حسین حضرت لال حسین فرات کی نو مسلم لاہور خاص کے رہنے والی تھے انکے باپ کا نام کلس رای تھا جسنے مسلمان ہوکر بافندگی کا کام سیکھا اونھون نے خورد سالی مین شیخ بہلول دریائی قادری سے فیض پایا اور مست و مجذوب رہنے لگے طریق آپکا ملامتیہ تھا اور لال پوشاک پہنتے تھے اسواسطے لال حسین مشہور ہوئے مادہو ایک برہمنون کا لڑکا خوبصورت شاہدرہ کا رہنے والا تھا حضرت کو اوس پر عاشقانہ نظر ہوگئی تو وہ بھی مسلمان ہوکر کمال کو پہونچا اور

حضرت کی وفات کے بعد وہی خلیفہ و جانشین ہوا الاٰل سین ۱۰۰۸ھ مین بعہد سلطنت اکبر شاہ فوت ہوئے اور
شاہدرہ کے متصل دفنائے گئے اتفاقاً وہ مکان دریا کے طغیانی سے غرق ہو گیا تو بارہ برس کے بعد نعش
وہانسے نکالی اور یہان رکھی گئی شیخ مادہو سینتالیس برس بعد لال حسین کے فوت ہوئے بسال ۱۰۵۵ھ
شاہجہان بادشاہ کے وقت فوت ہوئے اور پہلو بہلو اپنی مرشد کے دفنائے گئے اس مزار پر میلہ چراغان
اور بسنت پنجمی کا ہر سال دو مرتبہ بڑی دہوم دہام سے ہوتا ہے **مقبرہ میران محمد شاہ موج دریا
بخاری** یہہ حضرت سید بخاری اُچی سید جلال الدین مخدوم جہانیان جہان گشت کے اولاد مین
اُچ سے لاہور مین آکر سکونت پذیر ہوئے اکبر بادشاہ کو انکی نسبت بڑا اعتقاد تھا اسواسطے اونسے ایک لاکھ
روپیہ کی جاگیر حضرت کو ضلع بٹالہ اور لاہور مین دی جسکی آمدنی حضرت کے لنگر خانہ مین صرف ہوتی تھی حضرت کے
دو صاحبزادہ سید صفی الدین و سید شہاب الدین تھے جنکی اولاد لاہور و بٹالہ مین رہتی ہے تیسرے صاحبزادے
بہاؤ الدین لاولد گئے سلسلہ آپکا سہروردیہ تھا مقبرہ حضرت کا ان کے حیات مین بحکم اکبر بادشاہ بنایا
گیا جب حضرت نے سال ۱۰۱۳ھ ہجری مین وفات پائی تو یہان مدفون ہوئے ہر سوین روز یہان عرس حضرت کا
ہوتا ہے اور اعتقادمند لوگ حاضر ہوتے ہین خواجہ محمد شاہ حضرت کی تاریخ وفات ہے ۱۰۱۳ **مقبرہ شاہ
چراغ گیلانی** لاہور کے مزارات مین یہہ مقبرہ بھی مشہور مکان ہے صاحب مقبرہ سید گیلانی سید
اُچی کی اولاد مین سے ہین بزرگی اور ولایت اور کرامت حضرت کا ورثہ موروثی تھا ۱۰۶۸ھ مین حضرت نے
وفات پائی اور عالمگیر اورنگ زیب بادشاہ کے حکم سے یہہ مقبرہ تعمیر ہوا **مقبرہ شاہ ابو اسحاق
قادری** یہہ مقبرہ لاہور کے باہر متصل موضع مزنگ کے بڑا عالیشان بنا ہوا ہے یہہ حضرت شیخ داؤد
کرمانی کے خلیفہ تھے جنکا مقبرہ شیر گڈہ مین مشہور ہے ۹۸۲ھ مین حضرت نے وفات پائی اور یہان مدفون ہوئے
پانچوین محرم کو حضرت کا عرس ہوتا ہے مقبرہ کے پاس ایک مسجد بھی قدیمی بنی ہوئی موجود ہے **مقبرہ شیخ
موسی سہروردی** یہہ مقبرہ شہر لاہور کے باہر قلعہ گوجر سنگہ کے پاس رنگ سبز کاشی کا بنا
ہوا موجود ہے صاحب مقبرہ سلسلہ سہروردیہ مین قطب العالم شیخ عبد الجلیل چوہڑ کے مرید تھے ۹۲۵ھ مین حضرت نے
وفات پائی اور مقبرہ سلطان ابراہیم لودہی کے حاکم سے تعمیر ہوا اور کچھہ عمارت روضہ کے حضرت کے حیات
مین بھی تعمیر ہو چکی تھی یہہ حضرت اگرچہ ذات کے لوہار تھے مگر بڑے بزرگ و ولی باوقار تھے **مقبرہ شیخ
عبد الجلیل چوہڑ قریشی سہروردی** یہہ مقبرہ باہر لاہور کے متصل مقبرہ
شیخ موسی تحصیل خانہ کے اندر ہے یہہ حضرت صاحب مقبرہ سہروردیہ خاندان مین بڑے بزرگ ہوگذرے
ہین شیخ ابو الفتح اپنے باپ سے انہون نے ولایت حاصل کرکے قطب العالم کا خطاب پایا سلطان بہلول لودہی

کے دختر کے ساتھ حضرت کی شادی ہوئی سنہ ۹۱۰ مین فوت ہوکر یہان مدفون ہوئی شیخ یا فضل آپ کی تاریخ
وفات ہی اولاد آپ کی اب تک موضع رتہ مین رہتی ہی جو قریشی ہاشمی کہلاتے ہین **مقبرہ شاہ
ابو المعالی قادری کرمانی** یہہ مقبرہ لاہور کے باہر بڑا متبرک و مشہور مکان ہی عمارت
بھی روضہ کی بڑی عالیشان ہی صاحب مقبرہ شیخ داؤد کرمانی شیرگڈہی کے مرید و خلیفہ و ہمشیرہ زادی تھے
اونکی حکم سے یہہ لاہور مین آئی اور فیض جاری کیا اور یہان صفی سنہ ۱۰۲۴ مین وفات پائی سال بھر مین
تین میلی یہان ہوتے ہین ایک حضرت کے وفات کے دن بماہ ربیع الثانی اور دونو عید دن کے روز مرید
اس خاندان کے اب تک ہزارون ہین اور اولاد حضرت کی بھی لاہور مین رہتی ہی **مقبرہ شاہ
محمد غوث قادری گیلانی** یہہ مقبرہ لاہور کے باہر دہلی و اکبری دروازہ کے درمیان
ایک پر فیض مکان ہے صاحب مزار سید گیلانی سید حسن شاہ قادری کے فرزند دلبند تھے بہت بزرگون سے
انھون نے فیض پایا اپنے باپ سے بھی نعمت باطنی حاصل کی سنہ ۱۱۵۲ مین حضرت نے وفات پائی اور یہان
مدفون ہوئی بھلا مکان اور چار دیواری و مسجد نونہال سنگہ رنجیت سنگہ کے پوتے نے مسمار کرادیا تھا
اور کل درخت موجودہ کٹوادئی تھے ہنوز خاص مزار کا چبوترہ گرنے نہین پایا تھا کہ اوسی روز نونہال سنگہ
قلعہ کے دیوار کے پتھر گرنے سے مرگیا اوسکے مرنے ہی پھر یہہ متبرک مکان مسلمانون نے دوبارہ تعمیر کرایا
اور درخت بھی جو کٹ چکی تھے دوبارہ پھوٹ کر سر سبز ہوگئی تاج حشمت حضرت کی تاریخ وفات ہی ۱۱۵۲
مقبرہ شاہ بلاول قادری یہہ مقبرہ لاہور سی شرق کیطرف دو کوس کے فاصلہ پر
واقع ہی صاحب مقبرہ سید حسینی سید شمس الدین لاہوری کے خلیفہ تھے شاہجہان بادشاہ اکثر اعتقاد تھا
سنہ ۱۰۴۶ مین حضرت نے وفات پائی اور دریائے راوی کے کنارے مدفون ہوئی شاہجہان بادشاہ نی وہان
بڑا عالیشان مقبرہ بنایا مگر رنجیت سنگہ کے وقت دریا حضرت کے روضہ تک آپہونچا تو صندوق حضرت کا
وہان سے نکلوایا گیا اور یہان اب جو وہان مدفون ہوکر پختہ مزار بنوایا گیا ہر سال ۲۰ ماہ شعبان یہان
میلہ ہوتا ہی مقبول حق سر مست آپ کی تاریخ وفات ہی ۱۰۴۶ **مقبرہ شیخ محمد طاہر لاہوری
قادری** یہہ مزار پر انوار موضع مزنگ کے پاس لاہور سے ڈیڈہ میل کے فاصلہ پر موجود ہی ایک
عجیب پر فیض مکان ہی صاحب مقبرہ سلسلہ قادریہ مین شاہ اسکندر بن شاہ کمال کیتہلی کے مرید و خلیفہ تھے اونکے
حکم سے لاہور آئی اور تدریس و تلقین جاری کی سنہ ۱۰۴۰ ہجری مین حضرت نی وفات پائی اور یہان مدفون ہوئی
نعم البدل کے لفظ سے انکی تاریخ وفات حاصل ہوتی ہی ان کے خاندان کی گدی اب تک قصبہ بٹالہ مین موجود ہی
اور سید حسین شاہ وہان کے گدی نشین ہین **مقبرہ میانمیر بالا پیر قادری لاہوری**

یہہ مقبرہ لاہور سے تین میل کے فاصلہ پر سمت جنوب مشرق واقع ہے صاحب مقبرہ بڑے بزرگ ولی عالم فاضل سلسلہ قادریہ مین مرید شیخ خضر سیوستانی کے تھے ساٹھہ سال اپنی عمر کے اونھون لاہور مین گذرانے شاہجہان بادشاہ اور اوسکا بیٹا داراشکوہ حضرت کا بڑا معتقد تھا بلکہ جب حضرت ۱۰۴۵ھ مین فوت ہوئے تو پتھر کی عمارت موجودہ داراشکوہ کے حکم سے تعمیر ہوئی انکی خاندان مین بڑے بڑے بزرگ و عالم و موحد ہو گذرے ہین اور فیض سلسلہ کا اب تک جاری ہے مقتدای محقق ۱۰۴۵ انکی تاریخ وفات ہے ہر سوین و ہر سالینہ عرس حضرت کا بڑی دہوم دہام سے ہوتا ہے اور عمارت مقبرہ ایسی عالیشان بنی ہے کہ سبحان اللہ دیکھنے سے روح خوش ہوتی ہے ۔+

مقبرہ ملا شاہ قادری یہہ مقبرہ میانمیر بالا پیر کے مقبرے کے پاس ہے اور چاردنظر اسکے چار دیواری پختہ بطور قلعہ کے بنی ہے جسکے اندر پہلی باغ تھا اور اب موضع میانمیر آباد ہے صاحب مقبرہ میانمیر صاحب کے خلیفہ اور شہزادہ داراشکوہ کے پیر تھے انکی حین حیات داراشکوہ نے لاکھون روپیہ کے تیاری کی یہہ عمارت بنوائی ۱۰۷۲ھ مین یہہ حضرت فوت ہو کر یہان دفنائے گئے اسلامیہ سلطنت کے اخیر تک یہہ مکان آراستہ رہا جب بخت سنگہ کی عملداری ہوئی تو اوسنے کل پتھر اس مقبرہ کے اوکھڑوالیے اور مکان ویران کر دیا بعد چندے اوسی چاردیواری مین زمیندارون نے آبادی کر لی

مزارات بی بی پاکدامنان یہہ مزارات لاہور سے جنوب مشرق کو بفاصلہ ڈیڑہ میل واقع ہین صاحب مزارات مستورات اہل بیت نبوی سے مشہور ہین اسامی گرامی اونکی بی بی حاج و بی بی تاج و بی بی نور و بی بی حور و بی بی گوہر و بی بی شہباز ہین یہہ مکان ایسا پر فیض و پر برکت ہے کہ لاکھون ولیون کو فیض یہان سے حاصل ہوئی اگرچہ مفصل حال انکا کسی کتاب سے دریافت نہین ہوتا کہ آیا یہہ بی بیان کب اور کہان سے آئین تھین مگر اتنا ثابت ہوتا ہے کہ جب ۴۳۱ھ مین پیر علی مخدوم گنج بخش ہجویری لاہور مین آئے تو اونکی آنے سے اول یہہ مزارات بنی ہوئی تھین اور حضرت باہرنہ یہان آکر زیارت سے مشرف ہوتی تھی بادشاہون کے وقت یہان بڑی بڑی عمارتین بنی تھین جو اب اکثر منہدم ہو گئین اور کچھ باقی ہین

مقبرہ حضرت ایشان یہہ مقبرہ بڑی بلند عمارت کا لاہور سے شرق کو بفاصلہ دو میل واقع ہے صاحب مقبرہ کا نام خواجہ خاوند محمود تھا اور نقشبندیہ خاندان مین بڑے بزرگ و عالم و ولی تھے نسب آپکا سیدنے ہے اور شجرہ انساب خواجہ بہاؤالدین شاہ نقشبند سے ملتا ہے پہلی یہہ بخارا مین رہتے تھے وہان سے کشمیر آئے کشمیر سے شاہجہان بادشاہ نے انکو لاہور بلوالیا ۱۰۵۲ھ مین وفات پائی پہلے یہہ روضہ محمد شاہی خاندان کا ہوا پہر زکریا خان بہادر نے یہہ عالی عمارت تعمیر کی اولاد انکی اب تک کشمیر مین موجود ہے ۔+

مزار سید جہولن شاہ المشہور گہوڑی شاہ بخاری یہہ مزار لاہور کے

مشہور مزارون مین سے ہی صاحب مزار سید عثمان جھولہ بخاری کے پوتے تھی خنکی مزار قلعہ لاہور کے اندر موجود
ہی ولایت مادر زاد اِن کو حاصل تہا اور بعمر خورد سالی حضرت کو مٹی کے گھوڑون سی بڑی الفت تھی جو شخص
اِس حاجت مٹی کا گھوڑا لیکر اِنکی خدمت مین آتا فی الفور مراد پاتا جب یہہ خبر حضرت کی باپ کو ہوئی تو وہ
انکشاف و اظہار کرامت سی بہت ناراض ہوئی اور فرمایا کہ اگر تو ایسا ہی خداوند تعالی کی راز کو ظاہر کرتا ہی
تو ابھی مر جائیگا تو حضرت اوسیوقت بعمر دہ سالہ فوت ہوگئے اوس روز سی آجتک یہہ کرامت حضرت کی جاری
ہی کہ جو اہل حاجت مزار پر آکر مٹی کا گھوڑا چڑھاتی ہی اپنی مراد پاتی ہی لاکھون گھوڑی مٹی کے حضرت کے مزار پر رکھے ہین اور
[illegible] سنہ مین حضرت کی وفات بعہد اکبر شاہ وقوع مین آئی سلسلہ آپکا سہروردیہ اور اصلی وطن قصبہ اوچہ
تھا دادا آپکے اول اُچ سے لاہور کو آئی چونکہ اونکی بازو مین جھولہ یعنی رعشہ کا آزار تھا اسواسطی جھولہ بخاری
مشہور تھی اونکی اولاد اب بھی لاہور مین موجود ہی **مزار شیخ محمد اسماعیل المشہور میان**
وڈا یہہ مزار پر انوار لاہور کیطرف بفاصلہ تین میل کے ہی صاحب مزار بڑی بزرگ عالم صاحب ولایت
و کرامت سہروردیہ سلسلہ کے پیر تھی حضرت کے وقت سی آجتک برابر یہان قرآن کا درس پڑہایا جاتا ہی
اب بھی دو ڈیڑہ سو درویش نابینا و بینا اِس خانقاہ کے درس مین قرآن پڑہتی ہین اور سب کے واسطی
دو وقت کا کہانا اور کپڑا حافظ احمد دین سجادہ نشین دیتی ہین بلکہ خانقاہ کے درویشون کے سوائی ہی اگر
اور مسکین یا مسافر آجاتا ہے تو کھانا پاتا ہی حضرت بڑی میان [illegible] سنہ ہجری عہد عالمگیری مین فوت ہوئی اور
مسجد و چار دیواری بھی قدیمی بنی ہوئے تھی مگر دلیپ سنگہ کی سلطنت اور ہیرا سنگہ کی وزارت کیوقت جب
سوچیت سنگہ ہیرا سنگہ کا چچا بامید حصول وزارت لاہور آیا تو یہان آکر اترا ہیرا سنگہ نے سکھی فوج اور توپین
اوسکی مارنے کو مامور کین فوج نے آکر خانقاہ کا مکان گھیر لیا اور توپین چلانی شروع کین اوسوقت تک اِس
کی چار دیواری توپون کے گولون سی مسمار ہوگئی اور درویش بھی بہت مارے گئے سوچیت سنگہ کے قتل ہونے
تک اِس مکان پر سخت مصیبت برپا رہی **مقبرہ سید جان محمد حضوری** یہہ مقبرہ لاہور سی اڈہائی میل سمت
جنوبی مشرق واقع ہی عجب پر فیض مکان ہی عمارت بھی پختہ و عالیشان ہی صاحب مقبرہ سید حسینی قادریہ خاندان کے
پیر تھی حضوری انکا خطاب تھا [illegible] سنہ مین بعہد عالمگیر بادشاہ فوت ہوئی **مسجد وزیر خان** شہر لاہور کی حصار کے
اندر یہہ ایک عالیشان مسجد شاہجہانی عہد کی بنی ہوئی ہی بانی اِسکا نواب علم الدین وزیر خان صوبہ لاہور تھا جو پہلی
طبابت کا کام کرتا تھا اور پہر مقرب بارگاہ شاہجہانی ہوکر لاہور کا صوبہ بنا عمارت اِس مسجد کی خشتی کاشی کاری اور
مضبوطی عمارت کی سقدر ہی کہ پنجاب کے ملک مین اور کوئی خشتی عمارت اِس کے ثانی نہین ہی اور کاشی کا رنگ ایسا روشن اور
چمکدار ہی کہ باوجود گذرنی دو سو چالیس برس کے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ گویا آج ہی یہہ عمارت بنی ہی مسجد اور صحن مسجد

بہت وسیع اور بیچمین حوض فوارہ دار ہی چار گوشون پر چار مینار بہت بلند و عالیشان ہین صحن کے اندر مزار پر انوار سید اسحاق گاذرونی زیارتگاہ خلق ہی یہہ حضرت ٹرہی بزرگ ولی صاحب کرامت و خوارق تھی ہندو مسلمان خاص و عام انکی معتقد ہین بادشاہ حضرت کا خطاب ہی ۷۸۶ھ مین حضرت نی وفات پائی اور یہان مدفون ہوئی جب شاہجہانی عہد آیا اور نواب وزیرخان نی اس مسجد کی بنیاد رکہی تو مزار حضرت کا مسجد کے صحن مین آگیا جو اب تہ خانہ مین موجود ہی اس مسجد کی باہر تین دروازی ہین اور بیچمین صحافون اور جلد گردون کے واسطی دوکانین بنی ہین ایک دروازہ شرق رویہ کے اوپر تاریخ بنا اس مسجد کی یہہ لکہی ہے

تاریخ این بنا چو پرسیدم از خرد ✽ گفتا بگو کہ بانی مسجد وزیرخان ✽ ۱۰۵۴ جب نواب وزیرخان اس مسجد کو تعمیر کر چکا تو تولیت اوسکی سید غلام محمد کو دی [illegible] مولوی محمد حنیف کی حوالے کی وہ فوت ہوگیا تو حافظ محمد صدیق جو ایک فاضل اجل تہا امام بنا اس بزرگ نی کتابین بہت تصنیف کی ہین چنانچہ کتاب سلک الدرر بی نقط بجواب تفسیر بی نقط فیضی کی لکہی علاوہ اسکی کتاب توضیح السنت و تفضیح البدعت و ازالۃ الفساد ات فی مناقب السادات و تبیض الرق و مدار سل الاسلام تحریر کین جو اب تک اونکی یادگار موجود ہین وہ ۱۱۹۳ ہجری مین فوت ہوگیا اوسکی بعد حافظ غلام محمد المشہور گامون امام ہوا یہہ مفسر بہی تہا اور شیخ عبد اللہ شاہ بلوچ کا مرید تہا اپنی کتاب گنج مخفی منظوم لکہی اور ۱۲۴۳ ہجری مین فوت ہوا پہر حافظ الہ بخش اوسکا بیٹا امام بنا یہہ بزرگ واعظ صاحب کمال تہا یہہ ۱۲۷۳ھ مین فوت ہوگیا اور حافظ محمد اسکا بیٹا اب امامت کرتا ہی اور چار دوکان کا کرایہ مسجد کے دوکانون مین سی کہاتا ہی تولیت مسجد مین اب میرزا انور علی کے ہی جو نواب وزیرخان کی اولاد کہلاتا ہی **مسجد طلائی** یہہ ایک عجیب و خوش قطع شہر لاہور کے اندر ہی جسکو ۱۱۶۳ ہجری مین نواب میر بکہاری خان میر معین الملک صوبہ لاہور کے نایب نی تعمیر کیا چونکہ بڑے گنبد و چہوٹی گنبدیان اس مسجد کے طلائی زرنگار ہین اسواسطی سنہری مسجد مشہور ہی اس مسجد کا بانی تو مرکا سید میران بہیکہ چشتی کا مرید تہا چونکہ جوان خوبصورت و جمیل تہا میر معین الملک کے مرنیکے بعد اوسکی عورت مراد بیگم اسپر عاشق ہوگئی اور وصل کی آرزو کے جب اسنی نہ مانا تو اوس عورت بدکار نی ایسی نمک حلال دیانت دار امیر کو قتل و شہید کرادیا **بادشاہی مسجد** یہہ مسجد لاہور کے قلعے کے غرب کی طرف بڑی عالیشان و وسیع سرخ پتہر کی عمارت سی مکلل اور نگ زیب عالمگیر بادشاہ باہتمام فدائی خان کوکہ تعمیر ہوئی تینون بڑی گنبد اور چارون مینار کے چہوٹی گنبد اسکی سنگ مرمر کے بنائی گئے تہی سو اب مینارون کے چارون گنبد مسمار ہوگئی اور تین گنبد مسجد کے اوپر کے بہت بلند موجود ہین عمارت اس مسجد کی اس پختگی کے ساتہہ بنائی گئی ہی کہ ہزارون برسون تک جنبش نہ کہاتے مگر جب رنجیت سنگہ کے حکم سی اس پر توپخانہ و گولہ و باروت و فوج رہنی لگی تو فرش اوکہڑ گیا اور سکہہ شہر کے سلین بہت اوتار کر لی گئے مینارون کے گنبدون کا سنگ مرمر رنجیت سنگہ نے اوکہڑوالیا اور چارون مینارون کو بے گنبد کردیا اسکی سلطنت

کے زوال کے بعد اب سرکار انگریزی نے یہہ مسجد مسلمانون کے حوالی کر دی ہی اور عیدین و جمعہ کو مسلمان
اسمین نماز پڑہتے ہین شرقی دروازہ کے اوپر تاریخ اختتام اِس عمارت کی ۱۰۸۴ تحریر ہی **زیارات**
عالیات یہہ زیارات عالیات خاص لاہور مین دو مقام پر رکھی ہین ایک تو قلعہ لاہور کے اندر
بحفاظت سرکاری دوسری خاندان فقیر عزیز الدین و نور الدین مرحوم و مغفور کے قبضہ مین رکھی ہین اصلی
حال اِن زیارات کا بادشاہی اسناد کے بموجب ایسا ثابت ہوتا ہی کہ جب امیر تیمور گورگان صاحب قران نے
بسال ۸۰۳ ہجری عرب کے ملک پر یورش کی اور شہر دمشق کا محاصرہ مین لیا تو اوس شہر کے علما و فضلا و مشائخ
کرام بہت سی تحایف و تبرکات لیکر امیر کے خدمت مین حاضر ہوی اور امان حاصل کی کچہہ تو تبرکات اوسوقت
امیر تیمور کو ملی اور باقیماندہ زیارات و آثار عالیات لیکر وکیل سلطان قسطنطنیہ کا ۸۰۴ مین بحضور امیر حاضر
ہوا اور یہہ تمام زیارات تیموری خاندان مین آ گئین آخر جب بابر شاہ دہلی آیا تو وہ ان زیارات کو ساتھ
لایا اوس روز سی برابر یہہ دہلی مین رہی اور شاہان چغتائی پشت بہ پشت اِن پر قابض چلی آئی احمد شاہ محمد شاہ
کے بیٹے کے وقت جب دہلی کی سلطنت کمزور ہوگئی اور احمد شاہ درانی نے کابل سی آکر دہلی پر فتح پائی تو
وہ مغلانی بیگم احمد شاہ کی بہن اور محمد شاہ کی بیٹی کی شادی اپنی بیٹی تیمور کے ساتھہ کر کر مغلانی بیگم کو کابل لے گیا
کابل مین جا کر مغلانی بیگم بیمار ہوگئی اور اوسکی والدہ ملکہ زمانی محمد شاہ بادشاہ کی عورت اپنی بیٹی کی تیمارداری
کے واسطی کابل کے سمت کو دہلی سے روانہ ہوئی اوسوقت ملکہ کے ساتھہ بہت مال نقد و زیور و اسباب تھا اور
کل زیارات بھی اوسنی روانگی کے وقت اپنی ساتھہ لے لین تھین کیونکہ اوسکا ارادہ تھا کہ پھر دہلی کیطرف
نہ آوی اور جب تک زندہ رہی اپنی بیٹی مغلانی بیگم کے پاس رہی جب ملکہ زمانی بصد حیرت و پریشانی قلعہ سیالکوٹ
کے متصل پہونچی تو سکہان کفن دزدوں نے کل مال و اموال ملکہ کا غارت کر لیا اور ان زیارات کو ناکارہ مال
تصور کر کے چہوڑ گئے بعد اس حیرانی کے ملکہ زمانی راجہ رنجیت دیو والی جموں کے پاس گئی اور چاہا کہ وہان بھی
سامان درست کر کے کابل کو روانہ ہوا تنی مین وہان ملکہ کو بیٹی کے مرجانی اور نعش کے سند کے طرف روانہ
ہونے کی خبر پہونچی اور وہ چندی جموں مین ٹھہری رہی جب نعش مغلانی بیگم کی معہ اوسکی کل مال و اموال
و ہنر کے سیالکوٹ آئی تو گوجر سنگہ وغیرہ سکہوں نے ملکہ وہ مردہ کا مال بھی لوٹ لیا اور مردہ کے پاس ایک
کفن کے باقی نہ چہوڑا جب نعش جموں مین گئی تو ملکہ زمانی بسبب کم خرچی اور بے سامانی کے سخت حیرانی مین تھی اور
رنجیت دیو نے بھی ہر چند چاہا کہ ملکہ راستہ کا خرچ مجہہ سے لین مگر منظور نہوا آخر اوسنی ان زیارات کو بعوض ایک ہزار
روپیہ کے ایک سوداگر کے پاس گرو رکہا اور روپیہ لیکر بحفاظت فوج راجہ جموں کے بہار میں اوتری جب
قصبہ چشتی کے پاس آئی تو شاہ محمد رضا حاکم چشتی و چودہری میر محمد حاکم رسول نگر معہ تشیم سو ہندوا و غلام محمد سیران

خود دو سال اپنی کے ملکہ کی خدمت مین حاضر ہوئی اور درخواست کی کہ حضرت ملکہ وہ زیارات عالیات ہمکو بخش دین
بلکہ زمانی براہ مہربانی پچیس ہزار روپیہ بیعہ سوا ہی زر رہن کے لیا کرکے اسبات پر راضی ہوئی اور روپیہ لیکر سند
عطایات پھر خود اونکو لکھہ دی اور اجازت دی کہ وہ اسی ہزار روپیہ مرتہن کو دیکر زیارتین لے لین پس
شاہ محمد رضا و غلام محمد نے کل زیارات حاصل کرکے آپسمین بنصف نصف تقسیم کرلین اور اب وہی تقسیم کی
ہوئی زیارتین دو مقام پر رکھی ہین جسکا حال علیحدہ علیحدہ تحریر ہوتا ہی اول حصہ پیر محمد حاکم رسول نگر کا یہہ
حال ہی کہ یہہ زیارتین اوسکے حصے کے بمقام رسول نگر پیر محمد کے قبضہ مین رہین اوسکی مرنے کے بعد اوسکا بیٹا
غلام محمد قابض ہوا اوسکی وقت سنہ ۱۲۰۲ مین جب رنجیت سنگہ کے باپ مہان سنگہ نے قسم اوٹھا کر غلام محمد کو
قید کرلیا اور اوسکی کل ملک پر قابض ہوا تو صرف موضع سنیچر اوسکو گذارہ کیواسطے بحال رکہا تو غلام محمد
اپنی عیال و اطفال و زیارات کو لیکر موضع سنیچر چلا گیا مگر مہان سنگہ نے وہان بھی اوسکو چین ندیا اور تھوڑے
ہی مدت کے بعد سنیچر بھی اوس سے لیکر زیارات بھی چھین لین پھر یہہ زیارات گوجرانوالہ کے قلعہ مین لاکر
رکھی گئین مہان سنگہ کے مرنے کے بعد ۱۲۱۲ھ مین جب شاہ زمان درانی کابل سے آیا تو رنجیت سنگہ نے خوف
کے مارے اچھا اچھا مال و اسباب و یہہ زیارتین گوجرانوالہ سے اپنی ساس سدا کنور کے پاس بقلعہ کیریان بھیجدین
وہان یہہ تبرکات ایک بالاخانہ مین رکھی گئی اتفاقا اوس قلعہ مین ایک مرتبہ آگ لگ گئی اور تمام قلعہ
جل گیا مگر جس بالاخانہ مین یہہ تبرکات تھی اور اوسکے نیچے منزل مین بارود بھرا ہوا تھا آگ وہانتک پہونچکر
خود بخود منطفی ہوگئی اس سے سدا کنور کو ان زیارات کی نسبت نہایت اعتقاد پیدا ہوا اور رنجیت سنگہ
باوجودیکہ چند بار انکی لینی کے واسطے سچہ ہوا مگر اوسنی ندین جب سخت تاکید ہوئی تو اوسنی یہہ زیارات قلعہ
کیریان سے نکلوا کر قلعہ چونڈہ کو بھیجدین آخر جب کل ملک سدا کنور کا رنجیت سنگہ نے چھین لیا تو اوسنی یہہ زیارات
شیر سنگہ اپنی دہوتی رنجیت سنگہ کے بیٹے کو دیدین اور وہ اپنی قتل کے دن تک اپنی پاس رکہتا رہا جب وہ مارا گیا
تو راجہ ہیرا سنگہ وزیر نے یہہ زیارت اپنی حویلی مین رکہین وہان جو کوئی ایسی بے احتیاطی ہوئی تو جسقدر
موی مبارک نلکیون مین تھی وہ سب گم ہوگئی اور نلکیان خالی رہگئین جب ہیرا سنگہ مارا گیا تو سردار جواہر سنگہ
وزیر نے یہہ زیارات ہیرا سنگہ کے حویلی سے منگوا کر قلعہ لاہور مین رکہین کہ اب تک قلعہ مین موجود ہین دوسرا
حصہ ان زیارات کا جو شاہ محمد رضا حاکم جٹی کے پاس تھا اوسکا یہہ حال ہی کہ شاہ محمد رضا تا حین حیات انکا
قابض رہا پھر شیخ سوندا پھر شیخ فضل الہی و شیخ جیون کے قبضہ مین آئین اونکے وقت مین بحکم رنجیت سنگہ
فقیر نور الدین مرحوم جٹی کے تسخیر کیواسطے مامور ہوا اونہون نے اطاعت قبول کی اور حکومت سے دست بردار
ہوئی اوسوقت یہہ کل زیارات فقیر صاحب مرحوم نے شیخ جیون و فضل الہی سے چند مرتبہ کرکے خرید کین اور ...

دست آویزی لکھالین **تفصیل زیارات موجودہ قلعہ لاہور** ان زیارات عالیات مین
الحصہ تو متعلق بحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہین اول عمامہ مقدس سبز رنگ معہ تاج دست مبارک سے
باندہا ہوا دوم جبہ مبارک برنگ سبز سوم دلق مبارک مخطوط سفید وسرخ چہارم پاجامہ برنگ سفید پنجم نقش قدم
شریف برسنگ برنگ صندلی ششم نعل مبارک چرمی تعداد چہار دہ انگشت ہفتم عصائی مبارک چوبی ڈنڈہ گز لمبا ہشتم
پرچم علم شریف سفید رنگ آئینہ دار ایک ور زیارات متعلق بجناب علی المرتضی علیہ السلام تین ہین اول
پہلا سیپارہ قران شریف کا حضرت کے دستخطی بخط کوفی لکہا ہوا سفید کاغذ پر دوسری دستار مبارک معہ تاج حضرت
کے ہاتھ کی بندہی ہوئی تیسری تعویذ صد در صد خاص دستخطی جناب کا اور زیارات متعلق بفاطمۃ الزہرا ولی
قیامت بنت النبی علیہا السلام دو ہین اول ایک رومال جسپر حضرت بی بی صاحبہ کے ہاتھ کا چکن نکالا ہوا ہے
دوسری ایک جائے نماز اوسپر بہی کشیدہ چکن کا ہے اور زیارات متعلق بجناب امام حسن علیہ السلام دو ہین
ایک سورۃ یاسین و سورۃ صافات دستخطی حضرت کے بخط کوفی لکہی ہوئی دوسری دستار مبارک حضرت کی
صندلی رنگ تہہ کی ہوئی اور تبرکات متعلق بسید الکونین امام حسین تین ہین اول تیسرا سیپارہ قرآن کا
حضرت کی دستخطی لکہا ہوا بخط کوفی وقطع بیاضی و کاغذ سفید دوسری دستار مبارک ایک تہہ کی ہوئی صندلی
رنگ تیسری تاج مبارک صندلی رنگ ایک ور تبرکات متعلق بحضرت غوث الاعظم قطب العالم محی الدین
ابو محمد عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی رضی اللہ عنہ تین ہین اول دستار یمنی ابریشمی نما تہہ کی ہوئی دوسری جامہ
پارچہ قصب مصری کی ابریشمی نما تیسری جائے نماز دوہری جسکا ابرہ سرخ اور آستر زرد رنگ مائل بسرخی ہے
اور تبرک متعلق بطاؤس یمنی اویس قرنی صرف ایک دانت حضرت کا ڈبہ مین رکہا ہوا ہے اور تبرکات متفرق
سات عدد ہین اول ایک صندوقچہ جسمین موی مبارک کے نلیان خالی رکہی ہین دوسری بیت اللہ کے غلاف
کا ٹکڑا برنگ سیاہ تیسری غلاف روضہ مطہرہ امامین حسن حسین علیہما السلام دو عدد چوتھی غلاف روضہ عالیہ حضرت
غوث الاعظم رضی اللہ عنہ پانچوین خاک کربلا معلی خون آلودہ ایک ڈبیہ مین چھٹی نقش نعلین سرور کونین علیہ الصلوۃ
والسلام بر کاغذ کہنہ ساتوین غلاف کسی روضہ نامعلوم الاسم کا یہہ کل اونتیس زیارتین قلعہ لاہور مین بقبضہ
سرکار انگریزی علیحدہ مکان مین بحفاظت تمام بہ تحویل منشی غلام محمد تحویلدار رکہی ہین **تفصیل زیارات**
حصہ دوم جو فقیر صاحبون کے خاندان مین ہین ان کل زیارات عالیات
مین سے گیارہ زیارتین تو متعلق بسرور کائنات خلاصہ موجودات علیہم السلام و الصلوۃ ہین اول موئے مبارک
حضرت کا برنگ سیاہ دوم جبہ مبارک تیسری نقش پنجہ دست مبارک کا الٹی مہر پر بعمر خورد سالی نقش صدہ کے
وقت کا چوتھی تاج مبارک برنگ سیاہ پانچوین نعل چرمی ایک پاؤن جسکا ساتھ کا دوسرا قلعہ کے زیارات مین

ہے چھٹی قدم مبارک پتھر پر ساتوین موئی مبارک حنائی رنگ آٹھوین شانہ مبارک نوین الفی دسوین مسواک
گیارہوین پانی پینے کا جام اور زیارت متعلق بخلیفہ عالی جناب عمر ابن الخطاب رضی اللہ صرف ایک تسبیح شریف
ہے اور زیارات تعلق بعلی المرتضی علیہ السلام پانچ ہین اول موئی مبارک دوسرا جبہ مبارک تیسری تاج
مبارک چوتھی عصائی مبارک پانچوین پنجہ مبارک پتھر پر اور زیارت متعلق بحضرت فاطمۃ الزہرا خاتون قیامت
علیہا السلام صرف ایک ردائی مبارک ہے اور تبرکات متعلق بجناب امام حسن علیہ السلام سات ہین اول
موئی مبارک دوسری کمربند تیسری زلف شریف چوتھی اوراق قرآن شریف حضرت کے دستخطی ہرن کے
چمڑی پر پانچوین وچھٹی دونو زلفین حضرت کے ساتوین تمام وکمال قرآن شریف حضرت کے ہاتھ کا لکھا ہوا
اور زیارات متعلق بجناب امام حسین علیہ السلام چار ہین اول کمربند دوم زلفین مبارک تیسری قرآن شریف
کے اوراق ہرن کے چمڑی پر لکھی ہوئی چوتھی تسبیح اور زیارات متعلق بامام زین العابدین رضی اللہ عنہ دو ہین
ایک قرآن شریف کے اوراق حضرت کی لکھی ہوئی دوسری فرہ علم مبارک حضرت عباس کا اور تبرکات متعلق
بامام جعفر صادق رضی اللہ عنہ صرف ایک کتاب جامع جعفر حضرت کے لکھی ہوئی موجود ہے اور تبرک متعلق بصبر دو امام
حسن حسین علیہما السلام دونو حضرات کی دو زلفین ہین جو یکجا رکھی ہین اور تبرکات متعلق بغوث الارض والسماوات
محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ پانچ ہین اول حضرت کا موئی مبارک دوم قرآن شریف حضرت کے
ہاتھ سے بخط بغدادی لکھا ہوا تیسری تسبیح چوتھی جانماز پانچوین پانی پینے کا کاسہ علاوہ ان کے متفرق زیارتین
سات عدد ہین اول علم مبارک خاص کربلا کے جنگ کا دوسری تسبیح خاک شفا کی تیسری ایک ڈبہ خاک کربلا
سے بھرا ہوا چوتھی ایک مشجر کپڑا جسپر سورۂ انا فتحنا لکھی ہے پانچوین بیت اللہ کا غلاف چھٹی غلاف روضہ
عالیہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ساتوین غلاف روضہ عالیہ امام حسن علیہ السلام اور یہ کل تبرکات بسبب
زیارات شہر ایک عالیشان علیحدہ مکان مین جسکو دربار شریف کہتے ہین رکھی ہین اور حافظ وظیفہ خوار واسطے
قرآن خوانی ووظائف پڑھنے کے واسطے مامور ہین مکان عالیشان بنا ہوا ہے اور ہر ایک زیارت چاندی اور سونے
اور بیش قیمتی کے نلکیون مین بکمال حفاظت رکھی ہوئی ہین فقیر شمس الدین مرحوم ومغفور نے بکمال محبت اور
شوق کے بہت سا روپیہ خرچ کرکے یہ چاندی سونے کے نلکیان بنوائی تھین چنانچہ ان کی اس سعی جمیلہ کا اجر عاقبت
مین ملیگا **مزارات حجرہ شاہ محمد مقیم** یہ خاندان سادات گیلانی قادریہ سلسلہ کا
قدیم سے متبرک چلا آتا ہے سب سے پہلے سید بہاول شیر قادری یہان آئے اور قیام کیا اور ۹۷۳ھ مین فوت
ہوگئے پھر انکے پوتے سید محمد مقیم محکم الدین قادری صاحب ولایت اہل خوارق وکرامت پیدا ہوئے
جنہون نے حضرت حیات المیر سے فیض پایا اور ۱۰۱۲ھ مین فوت ہوکر یہان مدفون ہوئے روضہ انکی یہان یادگار

بنے ہوئی ہین اب بھی اس خاندان کی ہزارون مرید پنجاب بین ہین اور سید مدد علی جانشین ہی **مقبرہ شیخ داؤد غنیر گڈہی** یہہ متبرک مقبرہ مقام شیر گڈہ ضلع منٹگمری بنا ہوا ہی برسوین روز یہان بڑا میلا ہوتا ہی دردور سے خلقت زیارت کو آتی ہی صاحب مقبرہ سید کرمانی سلسلہ قادریہ مین ولی الثانی تھی سید حامد گنج کمالانی اچی سی اونہون نے فقر کی نعمت پائی آخر ۹۸۲ ہجری مین فوت ہو کر یہان مدفون ہوئی روضہ حضرت کا اکبر بادشاہ کے حکم سے تعمیر ہوا اب بھی اس خاندان کے مرید پنجاب مین بیشمار ہین

روضہ عالیہ خواجہ فرید الدین گنجشکر چشتی

یہہ مقبرہ بمقام اجودہن المشہور پاک پتن ضلع منٹگمری نہایت عالیشان پرفیض مکان ہی صاحب مقبرہ بڑی بزرگ صاحب شریعت و طریقت و حقیقت ہو گذری ہین لاکہون اولیا ر اللہ تعالی نے اونسے فیض پایا حضرت کے پیر طریقت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی تھی جنکا مزار دہلی مین ہی پانچوین محرم ۶۶۴ھ مین حضرت نی وفات پائی تھی وو دیانت دار تاریخ وفات ہی برسوین روز محرم کے پانچوین یہان بڑی دہوم دہام سے میلہ ہوتا ہے اور ایک دروازہ روضہ کا جو سال بھر بند رہتا ہی اوس روز کہلتا ہی اوسکو لوگ بہشتی دروازہ کہتے ہین حضرت کے اوصاف سے کتابین بھری ہوئی مین اور تواریخون مین انکو زہد و ریاضت کا مفصل حال لکہا ہی

مقبرہ خواجہ سلیمان چشتی یہہ مقبرہ بمقام تونسہ ضلع ڈیرہ غازیخان ایک عالیشان و متبرک مکان ہے صاحب مقبرہ خاندان چشتیہ نظامیہ سلسلہ فخریہ مین خواجہ نور محمد چشتی کے خلیفے تھے ۱۲۶۷ھ مین حضرت فوت ہو کر یہان دفنائی گئے اور صاحبزادہ اللہ بخش سجادہ نشین نی پچاس ہزار روپیہ خرچ کر کر یہہ مکان بنوایا۔ برسوین روز یہان بڑا میلہ ہوتا ہی اور دور دور سے لوگ جوق جوق زیارت کو آتے ہین غب دین حضرت کی تاریخ وفات ہی

روضہ سید احمد سخی سرور سلطان ضلع ڈیرہ غازیخان نگاہہ کے مقام پر یہہ ایک مقبرہ زیارتگاہ خاص و عام ہی صاحب مقبرہ سید حسینی سید زین العابدین کے فرزند تھے حضرت غوث الاعظم وغیرہ بزرگون سے اونہون نے فیض پایا اور دور تک سرکی دہونکل ضلع گوجرانوالہ مین بھی حضرت کا چلہ ہے وہان بھی برسوین روز میلہ ہوتا ہی اس جگہہ کے میلہ کی دہوم بھی قابل دید ہی کہ لاکہون آدمی ہندو و مسلمان سینکڑون کوسون سے قافلے باندہ کر آتے ہین اور زیارت کرتے ہین مفصل حال اونکا موضع نگاہہ کے حال مین تحریر ہو چکا ہی وفات حضرت کی ۵۷۷ھ مین ہوئی اور حضرت اپنے خالہ زاد بھائیون کے ہاتھ سے معہ سید سراج الدین اپنے صاحبزادہ کے شہید ہوئی سرور عالی اور لقب سرور حضرت کی تاریخ وفات ہی

مقبرہ متبرکہ شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی قریشی سہروردی

یہہ روضہ ملتان کے قلعہ کے اندر ہی صاحب مقبرہ ذات کے قریشی اسدی عالم فاضل اپنے وقت کے قطب و غوث تھے شیخ شہاب الدین سہروردی بغدادی سے اونہون نے فیض پایا اور ملتان کو مامور ہو کر ۶۶۶ھ

ہجری مین حضرت نی وفات پائی عاشق صادق حضرت کی تاریخ وفات ہی شاہ رکن عالم انکی پوتی کا روضہ بھی ملتان مین مشہور ہی بندہ احقر غلام سرور جامع اوراق بھی حضرت کی اولاد سی ہی اور شجرۂ نسب بندہ کا حضرت کی صاحبزادی شیخ شہاب الدین سی ملتاہے **مقبرہ سید شمس الدین ترویزی** یہہ مقبرہ ملتان کے مزارات مین سی مشہور و معروف ہی صاحب روضہ قوم کے سید سلطان محمود غزنوی کے بہنوئی تھے انکی اولاد پنجاب مین بھی بکثرت رہتی ہی جو شمسی سید کہلاتے ہین مرید بھی اونکی ہندو و مسلمان خوجے براچی رذیل قوم بہت ہیگروہ اور اونکی مریدسب کے سب شیعہ مذہب رکہتی ہین ہندو بھی محرم کے عشرہ مین ماتم کے مجلسین کرتے ہین ۱۲۰۲ھ مین حضرت نی وفات پائی اور یہان مدفون ہوئی **مزارات خاندان نقشبندیہ قصوریہ** یہہ مزارات قصبہ قصور ضلع لاہور مین واقع ہین مورث اعلی اس خاندان کے حضرت حافظ حاجی قاری عبد الملک تھی جنہون نے علوم ظاہری و باطنی مین بڑا رتبہ پایا اور حسب التماس ساکنان قصور ملک سندہ مین سی ہجرت کرکر قصور مین متوطن ہوئی من بعد شیخ مرتضی نے اس خاندان مین سی بڑا مرتبہ حاصل کیا ہزارون آدمی انکی علم ظاہری مین شاگرد اور باطنی مین مرید تھی یہہ حضرت باعما ہر زبانی پشاور چلے گئے اور وہان رہکر لوگون کو ہدایت کی وہ ۱۲۰۳ھ مین فوت ہوئی یہہ بزرگ حضرت حاجی قاری صاحب کے پوتے اور حضرت حاجی فتح علی متقی سیالکوٹی کے جانشین و خلیفہ تھے چارون طرائق قادری و چشتی و نقشبندی و سہروردی مین اونکو اجازت حاصل تھی اونکی بعد حضرت شیخ غلام محی الدین بن شیخ مرتضی بھی مرد یگانہ آفاق ہوئی علوم دینی و دنیاوی و حسن صورت و سیرت و بذل و ایثار و ہدایت و ارشاد مین اونکو خالق حقیقی نے بڑی مراتب بخشی مذہب انکا حنفی اور سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ تہا پہلی یہہ اپنی عم بزرگوار حافظ شیخ محمد کے مرید ہوئی جب وہ مرگئے تو دہلی مین خدمت مین حضرت سید غلام علیشاہ نقشبندی مجددی کے حاضر ہوکر تکمیل پائی یہہ سب حضرات قوم کے قریشی صدیقی تھی اور شجرہ نسب انکا حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اول و جانشین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ ملتاہی حضرت شیخ غلام محی الدین کی ولادت ۱۲۰۲ھ مین اور وفات ۱۲۷۰ھ مین واقع ہوئی اور قصور مین مدفون ہوئی ظاہر کرامت ان بزرگون کے خاک پاک سی اب تک یہہ ظاہر ہی کہ جو تہرہ جو نیچے حضرات کے مزارات کا تابستان کی دہوپ مین ہرگز گرم نہین ہوتا ہمیشہ سرد رہتا ہی شیخ غلام محی الدین کے فرزند دلبند شیخ عبد الرسول خدا کے مقبول عالم اعلم و فاضل افضل و کامل اکمل جامع شرائعت و پیشوا و ہادی شریعت و طریقت واقف حقیقت و معرفت تھی حضرت کی ذات بابرکات ایسی زمانہ مین کہ مردان خدا عنقا ہوگئے ہین مغتنمات وقت سی تھی مولف کتاب بھی اونکی دیدار سی پرانوار سی مستفید ہوا ہی سبحان اللہ کیسی مرد خدا بزرگ تھی جنکی زیارت کرنی سی انسان کو خدا یاد آتا تہا جب وعظ کے منبر پر حضرت تشریف فرما ہوتی تھی اور

اپنی کلام فیض التیام سے لوگونکو مستفیض فرماتی تھے تمام مجلس مین ایک سکتہ کا عالم ہوجاتا تھا گریہ زاری اسقدر
اہل مجلس پر طاری ہوتی تھی کہ رو دیتے لوگ بیہوش ہوجاتی تھے خود بھی حضرت کے آنسو وعظ کے وقت خشک
نہین ہوتی تھے اور ریش مبارک آنسوؤنکے پانی سے تر ہوجاتے تھے افسوس کہ یہہ بزرگ بھی اس سال مین کہ ۱۲۹۴
ہجری سال طبع کتاب ہذا ہے اس جہان فانی سے گذر گئے انا للہ و انا الیہ راجعون **مقبرہ سید جلال الدین**
مخدوم جہانیان اچی یہہ روضہ اچ کے مقام ریاست بہاولپور کے متعلق بڑا متبرک
مقام ہے صاحب مقبرہ سید بخاری سہروردیہ خاندان مین مرید شیخ ابو الفتح شاہ رکن عالم قریشی ملتانی کے مرید
تھے سنہ ۷۰۷ھ مین تولد اور بھی سینکڑوں پیروں سے انہون نے خلافت پائی اور تمام جہان مین دو مرتبہ سیر کی اور مخدوم
جہانیان جہان گشت خطاب پایا انکے دادا شیخ جلال سرخ بخاری پہلی بخارا سے ملتان آئے اور ملتان سے
اچ مین آکر سکونت پذیر ہوئے اس خاندان کے اور بھی مقبرے اچ مین ہین اور دوسری اچ گیلانیون مین
سادات گیلانی کے روضے بنے ہوئے ہین غرضکہ پنجاب مین اس قصبہ کو سادات بخاری و گیلانی کا معدن
وہاں سمجھا جاتا ہے جو بخاری گیلانی عبد الوہاب سید مین گیلانی تو حضرت غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی کی اولاد مین اور
بخاری سقدر ہین وہ مخدوم جہانیان کے ساتھ اپنا شجرہ ملاتے ہین حضرت مخدوم نے ۷۸۵ھ مین وفات پائی مخدوم زمان انکی تاریخ
وفات ہے **مقبرہ شاہ دولا دریائی** یہہ متبرک مقبرہ شہر گجرات مین ایک پر فیض مکان ہے صاحب مقبرہ سلسلہ
چشتیہ و سہروردیہ مین شیخ صاحب کمال تھے فقر کی نعمت انہون نے شاہ سیدن سیالکوٹی سے پائی لنگر آپکا جاری
تھا عمارت کا آپکو اسقدر شوق تھا کہ بہت سے مکان اور پل اب تک انکے بنوائے ہوئے موجود ہین وفات
حضرت کی ۱۰۸۵ھ مین ہوئی اور مشہور ہے کہ جو کوئی بے اولاد انکے مزار پر آکر حصول اولاد کیواسطے خدا کی جناب مین
دعا مانگتا ہے قبول ہوتی ہے مگر اوسکی اولاد مین سے ایک لڑکی یا لڑکا بصورت مجذوب چھوٹے سر اور ٹیڑھی کانونکا
پیدا ہوتا ہے جسکو شاہ دولا کا چوہا کہتے ہین ماں باپ اوسکو مزار پر آکر چھوڑ جاتے ہین اور وہ وہان ہی
رہتا ہے مجاور لوگ اوسکو ساتھ لیکر دیس بدیس بھیک مانگتے پھرتے ہین راقم کے نظر سے بھی شاہ دولا کے
چوہے بہت گذرے ہین اور یہہ شہرت فی الحقیقت راست اور کرامت ولی کی برحق ہے خواجہ عشق حضرت
کی تاریخ وفات ہے **مقبرہ شیخ بہلول دریائی قادری** یہہ مقبرہ بضلع گوجرانوالہ
دریای چناب کے کنارے پر واقع ہے صاحب مقبرہ بڑے بزرگ و ولی شاہ لطیف بری کے مرید تھے اور سال ۱۰۸۳ھ
میں حضرت نے وفات پائی اور شیخ بہلول کے لفظ سے تاریخ وفات نکلتی ہے **مقبرہ شاہ لطیف**
بری قادری یہہ ایک مشہور و معروف مقبرہ ضلع راولپنڈی مین بمقام نور پور شاہان ہے اور
ہر سال بڑی ہجوم سے وہان میلہ ہوتا ہے سات رات ساتھ دن خلق کا اژدہام رہتا ہے حضرت کا نام

حیات المیر حضرت غوث الاعظم کے پوتے مشہور ہیں اور فیض آپکے فقر کا آجتک روئے زمین پر جاری ہے — **مقبرہ شاہ بدر گیلانی قادری** موضع منسا ملیان ضلع بٹالہ میں ہے ایک مقبرہ زیارتگاہ خلق ہے صاحب مقبرہ سید گیلانی عبد الرزاقی مشہور ہیں ہر سوین روز اس مزار پر بڑی دھوم دھام سے میلا ہوتا ہے اور دور دور سے لوگ زیارت کو آتے ہیں **مقبرہ حضرت فاضل شاہ قادری** یہ مقبرہ خاص قصبہ بٹالہ میں بڑی متبرک و پرفیض جگہ ہے صاحب مقبرہ نے شیخ محمد افضل کلانوری سے فیض پایا انکا سلسلہ شیخ ابو محمد کے واسطے سے شیخ محمد طاہر قادری لاہوری کو پہونچتا ہے حضرت کے وقت سے آجتک اس خانقاہ میں ظاہری باطنی علم کا درس پڑھایا جاتا ہے اور لنگر جاری ہے پیر حسین شاہ صاحب انکی سجادہ نشین ہیں حضرت نے ۱۱۵۱ھ میں وفات پائی اور غم عام آپکی تاریخ وفات ہے **خانقاہ رتڑ چھتڑ** یہ خانقاہ تمام ملک پنجاب بلکہ کل ہندوستان میں مشہور ہے سید امام علی گیلانی سامری نقشبندی مجددی یہاں کے سجادہ نشین تھے سلسلہ انکا مجددیہ تھا لاکھوں آدمی پنجاب میں انکے مرید ہوئے اب وہ ۱۲۸۲ھ میں فوت ہو گئے اور صادق علیشاہ انکے صاحبزادہ باپکے سجادہ پر قائم ہوئے ہیں اور لوگوں کو سیدھا راستہ ہدایت کا دکھلاتے ہیں مسافروں کو یہاں سے دو وقتہ کھانا ملتا ہے اور فیض ظاہری و باطنی جاری ہے **مقبرہ شیخ احمد مجدد الف ثانی فاروقی کابلی سرہندی** یہ مقبرہ سرہند علاقہ ریاست پٹیالہ میں واقع ہے صاحب مقبرہ بڑے بزرگ عالم فاضل صاحب شریعت و طریقت تھے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ انہیں سے شروع ہوا ہے حضرت نے فیض سلسلہ نقشبندیہ خواجہ باقی دہلوی اور قادریہ شاہ اسکندر کیتھلی سے پایا اور بیعت سلسلہ چشتیہ و سہروردیہ کی بخدمت شیخ عبد الاحد اپنے والد بزرگوار کے کی اور چاروں سلسلوں کے فیض کو ملا کر سلسلہ مجددیہ نام رکھا ۱۰۳۴ھ میں حضرت نے وفات پائی اور سرہند میں مدفون ہوئے اس سلسلہ میں بڑے بڑے بزرگ صاحب کمال ہوئے ہیں اور حضرت اس طریق کے امام ہیں **مقبرہ مخدوم شیخ حمزہ کشمیری** یہ مقبرہ روضہ کشمیر میں بڑا متبرک مکان ہے اور سلسلہ سہروردیہ میں صاحب مقبرہ بڑے بزرگ و صاحب ارشاد ہوئے ہیں مرشد انکے سید جمال الدین بن سید عبد الوہاب بخاری دہلی میں رہتے تھے ۹۸۴ھ میں حضرت نے وفات پائی شیخ پاکان حضرت کی تاریخ وفات ہے اس سلسلہ میں اب بھی بڑے بزرگ کشمیر وغیرہ صاحب ارشاد ہیں چنانچہ ایک حضرت صاحب کمال سید منور علیشاہ نام لاہور میں بھی رہتے تھے عالم کشف اون پر ایسا منکشف تھا کہ حاجتمند کو اپنی حاجت کے عرض کرنے کی حاجت نہیں پڑتی تھی وہ اگرچہ ۱۲۹۶ھ میں فوت ہوگئے مگر اب انکا صاحبزادہ سید خوشنود شاہ بہ نام متقی و عابد و زاہد ریاست لاہور میں موجود ہے **جامع مسجد کشمیر** حال اس مسجد کا پہلے کشمیر کے حال میں تحریر ہو چکا ہے **خانقاہ شاہ ہمدان** یہ مکان عالیشان

وخانقاہ عالیجاہ کشمیر مین ہے صاحب خانقاہ حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی جب کشمیر مین تشریف لائی تو سلطان قطب الدین
بادشاہ کشمیر اونکا مرید ہوا یہہ مکان عالیشان اوسی حضرت کی رہنی کیواسطی تیار ہو یہ لگا کر بنوایا اور حضرت جو
دومرتبہ کشمیر مین آئی تو یہان ہی رہتی رہی جب ۷۸۶ھ مین فوت ہوکر بمقام ختلان مدفون ہوئی تو اونکی
صاحبزادہ میر محمد علی ہمدانی یہان تشریف رکھتی رہی اور سلطان سکندر بت شکن اونکا مرید ہوا اب تک
یہہ پرفیض مکان موجود ہی اور حضرت کا خاص روضہ شہر ختلان مین زیارتگاہ بنا ہوا ہی اور تاریخ وفات
کی بسم اللہ الرحمن الرحیم سے حاصل ہوتی ہی **مقبرہ شیخ نور الدین ولی کشمیری** یہہ مقبرہ
متبرکہ کشمیر مین ہی اور صاحب مقبرہ بڑی بزرگ ولی سلسلہ کبرویہ وسہروردیہ کے تھی میر محمد بن میر علی ہمدانی
سے اونھون نے فیض طریقت کا حاصل کیا ۸۴۲ھ مین وفات پائی شمس العارفین حضرت کی تاریخ وفات
ہی بابا نصیب الدین و زین الدین انکی خلفا صاحب کمال مشہور ہین **ہندون کے پرستشگاہون کا حال** واضح ہو کہ پنجاب کے ملک مین ہندون کے قدیمی پرستشگاہین بہت کم ہین کیونکہ صدہا سال
تک مسلمان بادشاہون کی زور زیادتی اونپر بدرجہ غایت رہی اور حتی الامکان کسی بادشاہ نے اونکی
انہدام اور بت شکنی مین فرق روا نہین رکہا ہزارون بت خانہ اور سینکڑون مندر ہزارون برسون کے
پرانے اونکی حکم سے فی الفور مسمار ہو گئی ذکر اسکا سلطان محمود غزنوی و شاہان غوریہ و شاہ اورنگزیب عالمگیر
و سلطان سکندر بت شکن کے تاریخون مین مفصل درج ہی بعد ازان ہندون نے بھی سکھون کے سلطنت کے
وقت سارا حصہ پورا کیا سینکڑون مسجدین مقبرے مزارین مسمار کرا کر مندر بنوا دئی ہزارون مقبرون کے پتھر اتروا کر
اپنی عبادتگاہون کے تعمیر مین صرف کئی قدیمی مندر ہندون کے کہین کہین پہاڑ و جنگلون مین جہان شاہان اسلام
کا سبب طمع ہو جانے راجون کے قدم نہین پہونچا موجود ہین میدانی ملک مین حقیقہ معابد مین چغتائی
سلطنت کی بعد تعمیر ہوئی ہین اب انمین سے بعض بعض مشہورہ کا ذکر قلمبند ہوتا ہی **بھدر کالی**
یہہ مندر لاہور سے جنوب کے طرف بفاصلہ چہہ میل قصبہ نیاز بیگ کے پاس ہی پہلی کچی عمارت کا ایک چبوترہ تھا
رنجیت سنگہ کے وقت یہان گنبد بنوایا گیا اور پتہر کی مورت کالی دیوی کی رکھی گئی ہر سال جیٹھ کے مہینے
مین یہان بڑا میلہ ہوتا ہی اور ہندو زن و مرد وہان جا کر دو رات دو دن رہتی ہین **بھیرو کا تہان**
یہہ مندر لاہور سے دو میل جنوب کے طرف موضع اچھرہ کے پاس ہی پہلی ایک کچی چبوترہ وہان بنا ہوا تھا لیکن
اکبر بادشاہ کے عہد مین ایک جوگی دمنی ناتھ نام یہان آبیٹھا اور رام داس دربار لاہور سے تعارف کر کے یہہ عمارت
موجودہ بنوائی اور تالاب موجود ہی اور راج ناظم ملتان نے بنوایا آٹھوین روز اتوار کے دن یہان میلہ ہوتا ہی
اور ہندو ماتہا ٹیکنی کو آتی ہین **چوبارہ چھجو بھگت** یہہ مندر عبادتگاہ ہندوئکا لاہور کے باہر

واقع ہی صاحب بند رجہانگیری و شاہجہانی عہد مین اچھا آدمی تارک الدنیا و خدا پرست تھا اوسکی مرنیکی بعد
راکھہ اوسکی یہان رکھی گئی رنجیت سنگہ کے وقت سی پہلی یہہ چھوٹا سا کچا مکان بنا ہوا تھا رنجیت سنگہ نے بڑی عمارت
سنگین پختہ کی یہان بنوا دی سوموار اور منگل کے روز ہر ہفتہ یہان میلہ اور سماع ہوتا ہی اکثر ہندؤن کی عورتین
اور مرد جمع ہوکر سنتی ہین **گورو ارجن کی سماده** یہہ مکان قلعہ لاہور کے غربی طرف زیر دیوار
موجود ہی اور گورو ارجن سکھون کے گورون مین سی پانچوان گورو تھا اور بمقام لاہور چندو دیوان کھتری
کے ہاتھہ سی قتل ہوا راکھہ اوسکی یہان رکھی گئی اور چبوترہ خشتی بنایا گیا رنجیت سنگہ کے وقت یہان بڑا بلند
گنبد اور عالیشان مکان بنکر تہہ رکھا گیا اور پرستش شروع ہوئی **رنجیت سنگہ کی سماده**
یہہ مکان رنجیت سنگہ کے مرنیکے بعد شیر سنگہ وغیرہ گدی نشینون نے بنوانا شروع کیا اور تجویز ہوئی کہ کل عمارت
اسکی سنگ مرمر و سنگ سرخ و پختہ کی بنوائی جاوی مگر اسکی انجام سی اول ہی سلطنت تو زوال آگیا اور
باقی عمارت صرف خشتی تیار ہوئی رات دن یہان گرنتھ پڑھا جاتا ہی بھائی لوگ اور فراش وغیرہ سرکار
سی تنخواہ پاتی ہین حلوا بھی ہر روز تیار ہوکر تقسیم ہوتا ہی کھڑک سنگہ و نونہال سنگہ کی سمادہین بھی اسی مکان کے
اندر بنی ہوئی ہین **رام تیرتھہ** یہہ پرستشگاہ امرتسر سے پانچ کوس بگوشہ شمال مغرب موجود ہے
اور ایک بڑا تالاب بنا ہوا ہی جسمین ہندو نہاتی ہین ہندؤن کا قول ہی کہ یہان راجہ رامچندر جی کا
بیٹا آیا اور مدت تک قرار رہا پہلی یہہ تالاب کسی ہندو نی عہد اکبر بادشاہ بنوایا پھر مرمت اوسکی دیوان
لکھپت رای نے باجازت نواب خان بہادر صوبہ لاہور کی کرائی رنجیت سنگہ کے وقت اس مکان کی بڑی
رونق ہوئی اور مندر بنا بنوایا گیا پورنماشی روز یہان بڑا میلہ ہوتا ہی **تالاب امرتسر** اس مندر و
تالاب کی تعمیر کا حال مفصل شہر امرتسر کے حال مین تحریر ہوچکا ہی **ترن تارن** ترن تارن ایک
تالاب گورو ارجن کا بنوایا ہوا امرتسر سی دس میل کے فاصلہ پر واقع ہی سکھون کا اعتقاد ہی کہ جو کوڑھی
یہان آکر نہاوی نجات پاوی اسواسطی پورنماشی روز یہان بڑا میلہ ہوتا ہی اور دور دور سی سکھ
ہندو نہانیکو آتی ہین **نانک کا ڈیرہ** گورو نانک کے مرنیکے بعد یہان سکھون کی
ایک خشتی چبوترہ اور سمادہ کا نشان بنوایا گیا تھا رنجیت سنگہ کے وقت یہان بڑا عالیشان گنبد سنہری
بنوایا گیا اور بڑی مکلف عمارت بنی سکھون کے مذہب مین یہہ بڑا متبرک مکان ہی **ننکانہ صاحب**
یہہ ایک بڑا مندر علاقہ تحصیل شرقپور ضلع لاہور مین ہی اور یہہ وہ مقام ہی جہان نانک پہلا گورو سکھون
کا پیدا ہوا اور پرورش پائی تھی اس گانو کو پہلی رای بہولا کی تلونڈی کہتی تھی رنجیت سنگہ نی اپنی وقت یہان
بڑا مندر بنوا دیا اور جاگیر مقرر کر دی **مکتسر** یہان ایک تالاب بہت بڑا اینٹ پختہ و خام بنا ہوا

چونکہ گورگوبندسنگھ دسوین گورو کے ساتھہ وزیرخان صوبہ سرہند کے فوج نے بحکم عالمگیراورنگ زیب بھاری جنگ کیا اور سکہہ بہت قتل ہوئی تھی اسواسطی سکہون نی یہان تالاب بنوایا اور مکت سر یعنی نجات کا تالاب نام رکہا یہہ تالاب ضلع فیروزپور کے علاقہ مین دریای گہارا کے پار ہی

کوٹ کانگڑہ دیوی کا مندر

کانگڑہ کے قلعہ کے اندر یہہ بہت مشہور اور قدیمی مندر اینکا دیوی کا ہی اور اسکے ساتھہ بھیرو جی کی مورت بھی بنی ہوئی ہی مسلمانون نے اپنے حملون کے وقت اس دیوی کی تربیج اوبہان کین اول سلطان محمود غزنوی نے جب قلعہ کانگڑہ کو فتح کیا تو سات لاکہہ دینار زرسرخ اور سات سو من آلات زرین و سیمین اور زیور دیوی جی کے پہننے کا اور دو سو من طلای خالص اور دو ہزار من نقرہ خام اور بیس من جواہرات جو اس مندر کے خزانہ مین جمع تھا لے گیا بلکہ دیوی کی مورت بھی غزنین لیجا کر مسجد کے دروازے کے آگے زیر زینہ رکہہ دی مندر کو بالکل منہدم کر دیا اور قلعہ اپنی ایک قلعدار کے سپرد کر کے چلا گیا سنہ ۴۳۵ھ مین یہان کے راجہ نے دہلی کے راجہ کے مددسی چاہا کہ اس قلعہ پر پھر قبضہ کر کے دیوی کا مندر بنوادی اور بہت سی فوج جمع کر کے قلعہ کا محاصرہ کیا جب کئی مہینے تک قلعہ فتح نہوا اور راجہ نے دیکہا کہ شاہان اسلام کے خوف سے ہندؤن کی فوج لڑائی مین تن نہین دیتی تو اوسنی یہہ مذہبی حیلہ بنایا کہ پوشیدہ پوشیدہ اوسی پہلی دیوی کی صورت پر نئی دیوی کی مورت بنوائی اور اپنی باغ کے درختون مین جہان خود اوترا ہوا تھا چھپا کر رکہہ دی دوسرے دن علی الصباح باغبان نے آکر خبر دی کہ فلانی جگہہ درختون مین ایک دیوی جی کی مورت رکہی ہی راجہ خود پا برہنہ وہان گیا دیکہتے ہی سب نے پہچان لیا کہ فی الحقیقت یہہ وہی قدیمی دیوی ہی جسکو سلطان محمود غزنین لے گیا تہا اور سب کو یقین کامل ہوگیا کہ دیوی جی بزور کرامت غزنین سے چلکر یہان آگئی ہین پھر تو کل فوج نی بہت مضبوط ہو کر زور شور سے قلعہ کا محاصرہ کیا اور قلعہ دار کو تنگ کر کر قلعہ لے لیا اور دیوی کا قدیمی مندر از سر نو پھر بنوا کر دیوی جی کا وہان استہاپن کر دیا دوسری مرتبہ جب فیروزشاہ باربک نے یہہ قلعہ لیا تو اوسنی بھی بڑی بے ادبی کی دیوی کی مورت اٹھوا کر بہنہ سنوار کر بھیجوادی اور وہان توڑ دا کر حرم کے زینہ کے آگے رکہی گئی تیسری مرتبہ جب جہانگیر شاہ بادشاہ اس قلعہ پر قابض ہوا اوسنی مندر تو بہا نہ کیا مگر ایک مسجد بنوائی کا قلعہ کے اندر حکم دیا اور قلعہ دار مسلمان مامور کیا اوس روز سی برابر قبضہ اہل اسلام کا اسلامیہ سلطنت کی اخیر تک قلعہ پر رہا اور ہندو بڑی مشکل سی قلعہ کے اندر پرستش کے واسطی جاتی تھی راجہ رنجیت سنگھ کے وقت پھر اس دیوی کی بڑی زور شور سے پرستش شروع ہوئی اور دور دور کے ملکون سے ہر سال ہندو قافلون کے قافلی وہان جاتے اور پرستش کرتی تھی آخر جب انگریزی قبضہ قلعہ پر ہوا تو اول یہہ تجویز ہوئی کہ دیوی کے واسطے مندر قلعہ سے علیحدہ بنوایا جاوی مگر پھر جان لارنس صاحب کمشنر نے قدیمی مندر

قایم رکھا مگر اب مندر کا دروازہ بالکل معمور ہی کیونکہ قلعہ کے اندر اکثر گورہ فوج رہتی ہی اور گاڑی کشتی وغیرہ
کا کچھ پرہیز نہین **لوہ بالکیرا و مندر مہا مائی** قلعہ کانگڑہ کے متصل بالکیرا نام ایک ونچی
پرلی پہاڑ کے اوس سڑک کے کنارے پر ہی جو باہر سے کانگڑہ کو آتی ہی اس پہاڑ کے اوپر سے اگر توپ چلے تو گولہ
قلعہ کے اندر جا پڑتا ہے بلکہ شاہ جہانگیر نے بوقت محاصرہ قلعہ کانگڑہ کے توپین یہان نصب کین اور
محصورون کو قلعہ کے اندر رہنے سے تنگ کردیا تھا اسی پہاڑ کے اوپر ایک بڑا مندر مہا مائی دیوی کا
بنا ہوا ہی اسکو سری جنتی دیوی بھی کہتے ہین اس مقام پر ہندون کا اعتقاد ہے کہ ستی دیوی شب کی عورت
جو زندہ آگ مین جل گئی تھی کمر سے اوپر اور گلے سے نیچے کا جسم یہان گرا تھا اور قصہ اسکا اسطرح ہندون کی کتابون مین
درج ہی کہ جب ستی جی اپنے جسم سے آگ نکال کر ستی ہو گئی تو شب جی اوسکی مرنے کی خبر پاکر بہت غم کیا اور
ستی کے نعش پر جا کر نعش اوسکی نیم سوختہ آگ سے نکالکر ہاتھون پر اوٹھالی اور واویلا کرتی ہوئی کوہ بکوہ
دیس بدیس لئی پھرے پس جس جس مقام پر جو جو عضو ستی جی کا گرا وہان ہی مندر بنایا گیا اور پرستش ہونے لگی
پہلے سر اونکا تو جوالا جی کے مقام پر گرا جہان سے آگ کے شعلے نکلتے ہین اور گلے سے نیچے اور کمر سے اوپر کا بدن
اسمقام پر گرا جہان مہا مائی کا مندر بنا ہوا ہی اور چرن یعنی پاؤن اوسمقام پر گرے جہان چرنا دیوی کا
مندر ہی اور نین یعنی آنکھین نینا دیوی کے مندر کے مقام پر گرین اب کل ہنود قلعہ کے دیوی کے عوض
اسی مہا مائی دیوی کی پرستش کرتے ہین **بان گنگا و پاتال گنگا کا تیرتھ** یہہ دو ندیان
کانگڑہ شہر کے دونو طرف جاری ہین اور شہر جزیرہ کے طرح درمیان ہی اور قلعہ کانگڑہ کے نیچے جاکر دونو
ندیان آپسمین ملجاتے ہین اس مقام کا نام برہمنون نے سنگم رکھا ہوا ہی اور کہتے ہین کہ اس سنگم مین تین سو
ساٹھہ تیرتھ کا پانی آتا ہی اور اس جگہہ اشنان کرنا بڑا مہاتم اور موجب نجات ہی **گیا کنڈ** تھون کانگڑہ
سے آدہ کوس شرق شمال کے طرف بیر بھدر مہا دیو کے مندر کے عقب مین یہہ ایک حوض بنا ہوا ہی اور
حوض کے وسط مین چار چوکیان پتھر کے بنی ہوئی موجود ہین اونکے اوپر بیٹھہ کر ہندو گیا دان کرنا برابر اصل
گیا جی کے دان کے سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ جو کوئی یہان گیا دان کرے اوسکو گیا جی جانے کی کچھہ حاجت نہین
ہے **سورج کنڈ کرم ناسا کور کہیتر و چھلکو سہسر و ابیر بھدر مہا دیو**
سوای بیر بھدر مہا دیو کے اور یہہ سب پانی کے چشمے ہین اور پانی سرد و خوشگوار ان سے نکلتا ہی کوہ
کانگڑہ کے لوگ ان چشمون کو نہایت متبرک اور تیرتھ جانتے ہین اور انکے پانی سے غسل کرنا موجب نجات
تصور کرتے ہین گرد نواح ان چشمون کا نہایت پرفضا و سرسبز ہی جسکے سیر سے روح کو تازگی حاصل
ہوتی ہی **گپت گنگا** کوہ کانگڑہ مین اس نام کا ایک حوض اور چشمہ ہی اوسمین سے پانی بکثرت نکلتا ہی

ہنود بڑی اعتقاد سے وہان غسل کرتے ہین اور کہتے ہین کہ گنگا کا پانی اس حوض کے اندر سے نکلتا ہے **اشٹرا کونڈ**
المعروف بچھرا کونڈ کوہ کانگڑہ مین یہہ بھی ایک چشمہ کا نام ہے پانی اسکا نہایت خوشگوار
ہے اور پچاس گز بلندی سے پانی حوض کے اندر پڑتا ہے وہان کے نہانے کا ہندؤن کے یہان بڑا ثواب لکھا ہے

متفرق مندر کوہ کانگڑہ اور وہان کے متبرک حوض و مکانات

ان متبرک موقعون مین پہلا ہردوار دریا ہے یہان گنگا کے کنارے ایک جگہہ سری ہردوار کے مشہور ہے اور جو
اشنان کرے خاص ہردوار کے اشنان کا ثواب پاوے دوسرے چاہ چندر کوپ کانگڑہ کے مندر کے پاس ایک
کنوان ہے تیسرے پوسکر تالاب لہنا سنگہ کے بارہ دری کے پاس متبرک تالاب ہے چوتھے گوری کونڈ پانچوین
لچھمن کونڈ چھٹی جلکر کونڈ ساتوین برہمہ کونڈ یہہ بڑے بزرگ معبد ہنود کے ہین آٹھوین سری انجنی دیوی کا مندر
کانگڑہ کے شرق شمال کی طرف مکان پرفضا اور بڑا مندر ہے نوین سری کالکا کا مندر بہون کے مقام سے
غرب مین ایک پہاڑ کی بلندی پر یہہ مکان واقع ہے ہنود بڑی اعتقاد سے وہان درشن کو جاتے ہین دسوین مندر
مہاکال گیارہوین کالیشر بارہوین کو جلیشر تیرہوین نندکیشر یہ بڑی عالیشان عبادت خانہ تھوڑی تھوڑی
فاصلے پر واقع ہین چنانچہ بہون سے تخمین کوس قریب بجناتہ کے مندر مہاکال غرب مین کوجلیشر دکہن کی طرف
نادون کے نیچے دریاے بیاس کے شرقی کنارے پر بہون سے تیئیس کوس کالیشر کا مندر ہے اور اوتر کے طرف دس کوس
کے فاصلے پر نندکیشر کا مندر ہے اور ہنود اس سرزمین کو نہایت متبرک گنتے اور کہتے ہین کہ اس زمین کے
اندر دچھہ کا جگ ہوا تھا اور ستی جی نے اپنے شریر یعنی بدن مین سے آگ نکالکر بدن اپنا دگدہ کیا یعنی جلا
دیا تھا **بیجناتھ مہادیو** کانگڑہ سے پورب کے طرف سری بیجناتھ کا مندر بہت پرانا بنا ہوا موجود
ہے شاید کہ شاہان اسلام کا گذر وہانتک نہین ہوا ہوگا کہ وہ مکان مسماری سے بچ گیا اس مندر کی اصلی
قدامت تو معلوم نہین ہوتی مگر مندر کے پشت پر ایک پتھر کے اندر یہہ عبارت لکھی ہوئی ہے کہ منک اور رتنک
نام ایک مہاجن کے دو بیٹے مہادیو کے بھگت تھے اونھون نے اس مندر کو بہت پرانا دیکھہ کر نئے سر سے بنوایا
پھر اوسی زمانہ مین راجہ جی چندر نام ایک چھتری اسکا راجہ ہوگیا اوسکی بیٹی لچھمن چندر نے زنانی یا زرو کی روپیہ سے
جو پالم مین رہتی ہے اس مندر کو بنوایا سمت ۲۲ ساکہ سالباہن مین تعمیر شروع ہوئی اور ستاسی برس کے
عرصہ مین عمارت کا کام باختتام پہونچا اس حساب سے اب تک اس مندر کے تعمیر ہوئے کو سترہ سو چھ برس کا
عرصہ گذر چکا ہے اب اس مندر کی عمارت اگرچہ بہت پرانی ہو چکی ہے مگر تو بھی دیکھنے سے متعلق ہے کہ کس کس طرح کی
عجیب صنعتین اور عمدہ کاریگریان عمارت کی تصویرون مین بنائی ہین **مسن مہیش مہادیو**
چنبہ کی ریاست کے علاقے کوہ برفانی مین کانگڑہ سے شمال کو چالیس کوس پر ایک بلند چوٹی پہاڑ کی ہے دس میل

تک برف اسکو چھپائی رکھتی ہی ماہ ساون کی پندرہوین اور بھادون کی پندرہوین کو یہ رشی ہوتی ہین پہلی جاترا دیوجاترا کہلاتی ہی اسمین ز
صرف دنیا دار گرہستی لوگ جاتی ہین دوسری جاترا کو جوگ جاترا بولتی ہین اسمین فقیر سادہ سنت جاکر زیارت
کرتی ہین پہلی جاترا مین مسافر برف کی صعوبت سی ذرا تکلیف اوٹھاتے ہین دوسری جاترا مین اگر خاطر خواہ
بارش ہو گئی تو برف ڈہل جاتی ہی اور جاتری تکلیف نہین پاتی اوس جگہہ کوئی مندر بنا ہوا نہین ہی صرف
پہاڑ کی چوٹی کے جسپر ہمیشہ برف پڑی رہتی ہی سات کوس کے فاصلے سی درشن ہوتی ہین جاترا کے مقام پر کچھ
مکانات بنی ہوئی ہین جب جاتری پرمور کے مقام پر پہونچ جاتی ہین تو اوس سی تھوڑی دور ایک شخص جسکا
نام چیلا ہوتا ہی سر براہ بیٹھا ہوا نظر آتا ہے ہر ایک شخص اوس سی پوچھکر آگے جاتا ہے شاید اگر وہ کسیکو
جانے سی مانع ہوا اور جانے والا اوسکی مرضی کے برخلاف آگے کو قدم اوٹھاوی تو فی الفور اندھا ہو جاتی
اور طرفہ یہہ ہی کہ اوسوقت اگر وہ قدم پیچھے کو رکہی تو بینا اور آگے کو چلے تو نابینا ہو جاتا ہی یہہ قول وہان کے
رہنی والون کا ہی آگے راست یا دروغ بگردن راوی **تلوکنا تھہ** کوہستان ہمیش سی آگے علاقہ لاحل
علاقہ چنبہ مین تلوک ناتھہ مہادیو کا مندر ہی اور واضح رہی کہ لاحل کے علاقے پہاڑ مین دو ہین ایک ضلع
کانگڑہ مین کلو کے اوسطرف دوسرا لاحل اوسی لاحل سی ملحق چنبہ کے علاقہ مین واقع ہی راستہ اسکا از بس
دشوار گذار ہی اوسپر لوگ کم جاتی ہین وہان ایک پانی کے چشمے کے اوپر مہادیو کی مورت بنی ہی اور مورت کے
تھوڑی کے مقام سی پانی نکلتا ہی اوسکی اوپر بھی بڑا عالیشان مندر بعمارت سنگین بنا ہوا ہی ہنود وہان
بڑی اعتقاد سی جاتی اور زیارت کرتی ہین **منی کرن** کلو کے علاقہ مین یہہ مہا اتم تیرتھہ اور بڑی
عالی زیارت گاہ ہی کہ دو پہاڑون کے اندر جہان کہ دریای بیاس پہاڑ سے نکلتا ہی بچاس قدم چوڑی
اور اسقدر لمبی ایک زمین ہی اوسمین ایک چشمہ و حوض ہی چشمہ سی نہایت گرم پانی نکلکر دریای
بیاس پہاڑ سی نکلتا ہی اور دریا کا سرد پانی اوس سی ملکر معتدل پانی شیر گرم لائق غسل ہو جاتا ہی اوس مقام
کے رہنی والی اپنی گہرون مین روٹیان کم پکاتی ہین دال آٹا و نان کی آتی ہین پہلے دال کو سنڈ یا ہنڈیا مین
ڈالکر اور کچھہ پانی بقدر مناسب اوسمین بھر کر چشمہ کے اوپر رکہہ دیتی ہین دال فی الفور گل جاتی ہی پھر آٹی
کی روٹی چوڑی کرکے پانی مین ڈالدیتی ہین روٹی نیچے چلی جاتی ہی دم بھر کے بعد خوب پک کر اور سینک کر
پانی کے اوپر آجاتی ہی مگر بہ نسبت دال کے چانول یہان خوب پکتی ہین چانولون کو کپڑے مین باندھ کر حوض
مین ڈالدیتی ہین تھوڑی دیر کے بعد وہ پوٹلی بند سی بند تائی پانی کے اوپر آجاتی ہی کہولکر اور ذرا ہوا
دکھلا کر کہا لیتی ہین یہان دو جگہہ زمین سی گرم پانی کا فوارہ نکلتا ہی کبھی کبھی وہ دو فوارے قد آدم بلند
ہو کر چلتی ہین اور کبھی کبھی بقدر بالشت یا کم و زیادہ رہتی ہین ان فوارون کے اوپر بعض چیزین پک سکتی ہین

نکرو دودہ کے ریکانی کا عجیب لطف ہوتا ہے یعنی دودہ کو برتن مین بھر اور سرپوش اوسکے اوپر رکھہ کر چار پتھرون
کے سہارے سے چشمہ کے اوپر رکھہ دیتے ہین تھوڑی دیر مین دودہ جلکر بالائی آجاتی ہے جسقدر رکھا ہو دودہ جلالو
تیسرا لطف یہہ ہے کہ دودہ مین جوش نہین آتا اور نہ اُبل کر برتن سے باہر گرتا ہے اس چشمہ کے پانی سے گندہک کی
بو آتی ہے شاید زمین کے نیچے گندہک کی کان ہو گر ہندو اسکو عبادتگاہ اور بڑا تیرتھہ سمجھتے ہین **وال سر**
کلو اور کانگڑہ کے علاقہ کے درمیان ریاست منڈی کے متعلق یہہ ایک جھیل ہے جسکو ہندو بڑا اُتم تیرتھہ تصور
کرتے ہین اونچے پہاڑون کے اندر جنکی بلندی سات کوس نیچے کے پہاڑون سے ہے پہاڑی چوٹیان ملکے حلقہ
کے درمیان یہہ جھیل واقع ہے ایک میل اسکا دورا اور عمق اندازہ خیال سے بھی زیادہ ہے پانی اسکا نہایت
سرد و شفاف کنارے سرسبز یہہ فضا ہین اسکے اندر بقدرت قادر حقیقی سات ٹکڑے پہاڑ کے بطور کشتیون
کے تیرتے تھے اب دو ٹکڑے تو قایم ہوگئے ہین اور پانچ ٹکڑے کشتی کے طرح ادہر اودہر تیرتے پھرتے ہین
اونمین سے ایک ٹکڑا انیس ہاتھہ لمبا اور چار پانچ ہاتھہ چوڑا ہے اوسپر ایک درخت جامن کا اور بہت درخت نرسل
کے ہین باقی چار چھوٹے بیڑے ہین مگر درخت نرسل کے اونپر بھی بیشمار ہین ہندو وجہ تسمیہ اسکا نام ریوال
اسطرح بیان کرتے ہین کہ دریائی رلوکا یہہ اصلی مسکن ہے اور سمی الونش رکہی نے پہلے اس جھیل کو ظاہر کیا تھا
اور وہی اسکا بانی ہے جوالا دیوی کے درشن کے بعد جاتری دگ بھان یعنی آکر غسل کرتے ہین دونو طرف جھیل کے
چھوٹا بازار بہت صفا اور پتھرون کے اندر کوٹھریان کہدی ہوئی ہین — اس نواح مین ہوا اور اس مکان کے
سہری شیلا دیوی اور دیوی جنت پوری کے مندر بھی بڑے متبرک مندر ہین اور ہندو اونکو بڑی اعتقاد کے ساتھہ پرستش
کرتے ہین **منا جھیل** کوہ ہمالہ کے قطارون کے اندر یہہ ایک جھیل ایک میل لمبی اور آدہ میل چوڑی متعلق
چمبہ کے واقع ہے ہندو اس جھیل کو بہت متبرک جانتے ہین اور ہزارون جاتری غسل کے واسطے آتے ہین غسل کے بعد
جھیل کے گرد طواف یعنی پردکہنا کرتے ہین اور دیوی کے مندر پر جو جھیل کے کنارے ہے نہایت عالیشان عمارت کا بنا
ہے جاکر منا دیوی کا چڑہاوہ چڑہاتے اور پرستش کرتے ہین **جوالا دیوی کا مندر** یہہ ایک متبرک
پرستشگاہ ہندؤن کی کانگڑہ سے اٹھارہ کوس جنوب کو اور شہر نادون سے بسمت شمال مغرب دریاے بیاس کے
کنارے پہاڑ کے ایک بلند ٹیلے کے اوپر واقع ہے دور دور کے ملکون سے ہندو یہان قافلے بنکر آتے اور درشن کرتے
ہین ہندؤن کا قول ہے کہ جب ستی جی نے اپنے آپ کو آگ مین جلایا اور شب جی اوسکی جلی ہوئی نعش کو اوٹھاکر
لئے پھرے تو ستی جی کا سر یہان آگرا اور آگ پہاڑ کے اندر سے اسقدر ظاہر ہوئی کہ قریب تھا کہ تمام جہان
کو جلا دیتی جب شب جی نے یہہ حالت دیکھی تو اوس آگ کو روکا اور حکم دیا کہ جب تک زمین و آسمان قایم ہے تو
اسی پہاڑ کے اندر قایم رہو تب سے یہہ آگ یہان سے شعلہ زن ہوتی ہے مندر اس دیوی کا بیس فیٹ اونچا اور تخت

بنا ہوا ہی مندر کے گنبد کے اوپر طلائی ملمع ہی اور مندر کے اندر جہان سے شعلہ نکلتا ہی ایک چھوٹا سا حوض فرش
کے اندر بنا ہوا ہی جسکو دیوی کا کُنڈ کہتی ہین اوس کُنڈ سے بغیر کسی مدد کے شعلہ آگ کا نکلتا ہی اوسکی سوا اور پانچ
شعلے اور جگہہ جگہہ سے شعلہ زن ہین جو بعض اوقات آگ کی روشنی سے بھی روشن ہوگئے جاتے ہین ہندو لوگ طرح
طرح کے تیل اور گھی اور حلوہ جات وہان لاکر جلاتے اور ہوم کرتے ہین اسواسطے اندر سے مندر بسبب ہوم کے
تمام سیاہ ہوگیا ہی اور ہوم کی یہان اسقدر کثرت ہی کہ سنہ ١٨٣٠ع مین جب رنجیت سنگھ لاہور مین بیمار ہوا تو
اوسکی حکم سے سترہ ہزار روپیہ کا گھی اٹھ ہزار نو سو ساٹھ من یہان لاکر ہوم کرایا اور جلایا گیا کہتی ہین کہ
جو کوئی چیز کوئی ہندو یہان لاکر دیوی کے نذر کرتا ہی دیوی جی منظور کر کر کھا لیتی ہین اسطرح پر کہ جو چیز
شیرینی وغیرہ شعلہ کے لاکر رکھی جاوے تو شعلہ لپک کر اوسکو جلا دیتا ہی اور اگر کوئی برتن مین دودھ ڈالکر دہانے
تو آگ کا شعلہ برتن کے اندر گھس جاتا ہی اور وہ پکنے لگتا ہی یہان تک کہ کبھی آدہا اور کبھی تمام جلا کر نکلتا ہی
علی ہذا القیاس اور بھی ایسی ایسی شعبدے ان شعلون کے ہندو بیان کرتے ہین صاحبان انگریز دانایان
فرنگ کا یہہ قول ہی کہ ایک قسم کی ہوا ہوتی ہی جسکا گیس نام ہی اوسکا کام ہی کہ جس مقام کے اندر وہ گھس
جاتی ہی آگ کے شعلے وہان سے نکلنے شروع ہو جاتے ہین بلکہ اگر وہ کسی چشمے کے اندر گھسی ہوئی ہے تو پانی اوس
چشمہ کا بھی جلتا اور ابلتا ہوا نکلتا ہی اور جن پہاڑون کے اندر وہ گھسی ہوئی ہوتی ہی ہمیشہ وہ پہاڑ جلتے
اور آگ کے شعلے نکلتے رہتے ہین شاہان اسلام بھی اسکے امتحان اور دریافت حال کی طرف بہت متوجہ رہے مگر سوا
قدرت قادر حقیقی کے کچھ دریافت نہوا پہلی ۷۷۲ ہجری مین جب سلطان فیروز شاہ باربک کانگڑہ پر چڑہا
ہوا تو اس مقام پر بھی آیا اور اس پہاڑ کے نیچے گندہک کی کان تصور کر کے اونچے پہاڑ کھدوایا پانی بھی پہونچوایا
مگر نہ تو کوئی کان نکلی اور نہ آگ کے شعلے نکلنے بند ہوئے اسواسطے بادشاہ نے بعد امتحان پھر مندر بنوا دیا سلطان
فیروز شاہ کے وقت اس مندر مین ایک کتب خانہ شاستری علم کا تھا وہ سب بادشاہ اوٹھوا کر لے گیا بعد ازان
جہانگیر بادشاہ نے کانگڑہ کے فتح کے بعد اس آگ کا امتحان شروع کیا مکان کھدوا یا مگر چھوڑ دی اسطرح
عالمگیر اورنگ زیب بھی اس امتحان کی طرف متوجہ ہوا وہ تصویرین سیاحون کی اس جگہہ اسطرح پڑتی ہی
کہ ایک مندر کا علاقہ ہی اور دوسری مندر کے باہر اوسی آبشار پہاڑ کی بلندی ہی اس خوبی کے ساتھ
ہوتی ہی کہ کیفیت اوسکی قابل دید ہی پہاڑ کے اوپر اور بھی چشمے بہت جاری ہین بڑے مندر کے پاس ایک
اور مندر غلی چند کٹوچ کا بنا ہوا ہی کہتے ہین کہ وہ مندر بہت قدیمی ہی مذہب والون کے وقت کا
بنا ہوا ہی مندر کے پاس ایک اور بڑا احاطہ بنا ہوا ہی جسمین جاتری لوگ جا کر اوترتے ہین اور جو کوئی بنا
جاتری جاتا ہی پہلی وقت کا کھانا اوسکو دیوی جی کے پوجاری دیتے ہین اور میلے کے دنون مین مندر کی آمد

کے اندر اسقدر ہجوم ہوتی ہی کہ بڑی دشواری سے درشن ہوتے ہین **پرمنڈل** جموں کے پہاڑ مین یہہ
بڑی پرستشگاہ اور قدیمی مکان ہی مہاراجہ گلاب سنگہ والی جموں نے بہت روپیہ خرچ کرکے اسکو ازسرنو بنوایا
اس جگہہ دیوکا ندی کے کنارے کنارے بڑے بڑے مندر تعمیر ہوئے ہین اور شب جی کے لنگ اور مورتین
اونمین رکہی ہوئی ہین ہندو تمام پہاڑ کے وہان جاکر پرستش کرتے ہین **پنجہ صاحب** اسکا حال ضلع
حسن ابدال مین تحریر ہوچکا ہی **کٹاس** یہہ استہان وعبادتگاہ ہنود کی پہاڑون کے اندر بطور تالاب
کے ہی اسکی اندر ایک چشمہ پانی کا ابلتا ہی اور چشمہ نہایت عمیق ہی برہمنون کا قول ہے کہ یہان سے طبقہ زمین
شق ہورہا ہی تہہ آب معلوم نہین ملتی گرداگرد چشمہ کے بہت سے مندر و پرستشگاہین ہنود کے بنے ہین یہلی بیساکہ کو یہان
بڑا میلا ہوتا ہی اور دور دور سے لوگ غسل کو آتے ہین **نرسنگہ پوہار** یہہ متبرک مکان خوشاب سے
پندرہ کوس پہاڑ پر واقع ہی پہاڑ کی بلندی سے پوہار کے طرح ہمیشہ پانی کا تقاطر ہوتا رہتا ہی اور بڑی کیفیت
معلوم ہوتی ہی وہان ہندوون نے بڑا مندر بنایا ہوا ہی اور اونکا قول ہی کہ جب ملتان مین نرسنگہ اوتار نے
ظہور پکڑکر وہان کے راجہ ہرنکشف کو قتل کیا تو اوسی شکل سے بھگوان یہان تشریف لے آئے اور انکی فرحت کیواسطے
پہاڑ سے پوہار کا ٹپکنا اور پانی کا گرنا شروع ہوا کہ آجتک برابر جاری ہی **پہلاد بھگت کا استہان**
یہہ متبرک مکان اور پرستشگاہ ہندوون کی ملتان مین واقع ہی کہتے ہین کہ اگلے زمانہ مین ہرنکشب نام ایک
راجہ ملتان کا تہا وہ اپنے آپ کو خدا کہتا اور اپنی پوجا رعایا سے کراتا تہا مگر اسکا بیٹا پہلاد باپ کا منکر اور
بھگوان کا بھگت تہا اسواسطے ہرنکشب نے اپنے بیٹے کو قید کیا اور طرح طرح کی اوسکو تکلیفین پہونچائین آخر یہہ تجویز
کی کہ ایک لوہے کا ستون بنواکر اور آگ مین لال کرکر پہلاد کو کہا کہ تو اس ستون سے بغلگیر ہو اگر تو سچا تو مین
جانونگا کہ بھگوان جسکی تو پرستش کرتا ہی سچا بھگوان ہی یہہ واقعہ دیکہکر پہلاد نے اپنے دل مین بہت خوف کیا
اور ستون کیساتہہ بغلگیر ہونے مین تامل کیا اتنے مین کیا دیکہا کہ ایک چیونٹی اوس گرم دافروختہ ستون کی اوپر
پہر رہی ہی یہہ حال دیکہکر اوسکا خوف جاتا رہا اور سوچا کہ حافظ حقیقی نے جسطرح کہ اس چیونٹی کو جلنے سے بچایا
ہوا ہی مجکو بہی بچاویگا فی الفور وہ ہاتہہ پسار کر دوڑا اور چاہا کہ ستون سے لپٹ جاوے اتنے مین وہ ستون شق
ہوگیا اور بھگوان نے نرسنگہ کی صورت پکڑ کر ستون کے اندر سے ظہور کیا اور ہرنکشب کو اوسی ستون کے اندر
لیجاکر پنجون سے اوسکا پیٹ چاک کرڈالا اور نرسنگہ کی صورت آدہی شیر اور آدہی آدمی کی تہی اسکا سبب ہندو لوگ
کتابون مین یہہ لکہا ہی کہ ہرنکشب کا پہلے یہہ دعا قبول ہوچکی تہی کہ وہ نہ تو کسی ہتہیار سے قتل ہو اور نہ کوئی
وحشی درندہ اوسکو مارے ہر گاہ کا وقت اوسکا نہ دن ہو اور نہ رات اور مرنے کی جگہہ نہ زمین ہو نہ آسمان چونکہ
یہہ مکان نہ شہر ہو نہ میدان اسواسطے جناب بھگوان نرسنگہ کی صورت ہوکر ظاہر ہوئے کہ نہ انسان تہے اور نہ شیر

اور شام کا وقت تھا جب وہ قتل ہوا اور ستون کی اندر لیجا کر اوسکو مارا کہ نہ زمین تھا نہ آسمان نہ گھر تھا
نہ میدان اب وہ مقام جہان بھگوان کا ظہور ہوا تھا ملتان کے قلعہ کی اندر بنا ہوا ہی اور پہلا بھگت کا
استھان اوسکو کہتے ہین **ویشنو دیوی کا مندر** جمون کی پہاڑ سے تیس کوس کی فاصلہ پر پہاڑ کی عین غار کی اندر
یہہ دیوی کی پرستشگاہ بنی ہوئی ہی اوس غار کا منہ بہت چھوٹا سا ہی اوسکے اندر بیس قدم کا راستہ چلکر دیوی کی درشن
ہوتی ہین یہان کوئی تصویر یا مورت دیوی کی بنی ہوئی نہین ہے بطور سادہ ایک پتھر کی بندی بنی ہی جو بیچ سے
شق ہوکر دو ٹکڑی ہو رہی ہی اس غار مین آفتاب کی روشنی کا دخل نہین ہے چراغون کی روشنی سی زیارت ہوتی ہے
اور مشہور ہے کہ اگر کوئی پاپی یعنی گنہگار وہان جا پہونچے تو چراغ گل ہو جاتی ہین اسواسطے پوجاری اسکو نکالکر
پھر چراغ روشن کر دیتے ہین اور بعضون کا قول ہی کہ جب اوس مکان کی اندر جو بہت تنگ اور منہ بھی اوسکا چھوٹا ہے
ہی ہجوم آدمیون کا بہت ہو جاتا ہی تو ہوا بند ہوکر چراغ گل ہو جاتی ہین اوسوقت پوجاری لوگون کو پاپی پاپی کہکر
نکالدیتی ہین اسی پہاڑ کی ایک دوسرے کنگری پر حضرت امام مہدی کا چبوترہ بنا ہوا ہی اور ہر سال وہان بڑا میلا ہوتا ہے
اور ہندو مسلمان بڑے اعتقاد سی وہان حاضر ہوتی ہین **سری امرناتھ** یہہ عبادت گاہ ہندون کی بڑی بلند
برفانی پہاڑ شمال شرقی حد ملک کشمیر کی اوپر واقع ہی وہان ایک قدرتی غار پہاڑ کے اندر بطور ایک کوٹھہ کی بنا
ہوئی ہی جسمین سو ڈیڑہ سو آدمی بیٹھہ سکے پہاڑ وہان کا بے سبزہ برنگ سرخ اور خاکستری جلی ہوئی مٹی کی طرح
نظر آتا ہی دس مہینے تک برابر برف اوسپر پڑی رہتی ہی ہر سال ساون سدی پورنما کو جس روز رکھیا بندن ہوتا ہے
ہندو لوگ خصوصاً سنیاسی فقیر دور دور سے وہان زیارت کیواسطے حاضر ہوتی ہین جب استھان سے فاصلہ پانچ کوس کا
رہجاتا ہے تو تمام مال و اسباب اپنا جاتری اوسی جگہہ چھوڑکر تن تنہا جاتی ہین استھان کی قریب چرن گنگا بہتی ہی وہان
جاکر سب نہاتی ہین پھر وہان سے سبکے سب عریان تن برہنہ جسم اور بعض بھوج پتہ کی لنگوٹ باندہ کر آگے
بڑہتے ہین استھان کے اندر جاکر برف کی بنی ہوئی شب لنگ کے درشن ہوتی ہین اور اوس غار کی وسط مین سے
جو پانی قطرہ قطرہ ٹپکتا ہی وہ یخ بستہ اور منجمد ہوکر بشکل شب لنگ بنتا ہی ہندون کا قول ہے کہ پندرہ روز
چاند کی طلوع مین یہہ شکل بڑہنی شروع ہوتی ہی اور دوسری پندرہ روز ایام تاریکی مین وہ شکل برف کی
بنی ہوئی گلکر پانی ہو جاتی ہے اور اوس غار کی چھت سی اور چند جگہہ بھی پانی ٹپکتا رہتا ہے مگر سوای وسط کی
اور مقام پر نہ تو برف جمتی ہے اور نہ شب لنگ بنتا ہے اور باوجود ایسی سردی اور برف کے اوس غار مین
ایک جوڑا کبوترون کا رہتا ہے جاتری کبوترون کی درشن کو نہایت غنیمت سمجھتے ہین اور جنکو کبوترون کے
درشن نہین ہوتے وہ سمجھتے ہین کہ شب جی مہاراج ہمپر خوش نہین ہین علاوہ اس تمام برفانی پہاڑ مین سوای
اوس جوڑی کبوتر کے اور کوئی جانور وحشی یا طیر نہین رہسکتا ہندون کا اعتقاد ہے کہ جب شب جی مہاراج

نے امر کتھا پاربتی اپنی عورت کو سنائی اون کبوتروں نے بھی جو پاس تھے سنی اور شب جی اور پاربتی کیطرح
زندہ جاوید ہو گئے امر کتھا اوس منتر کو کہتے ہین جسکے سننے سے آدمی جنیو اور مرنے سے پاک ہو جاتا ہے اور مرگ کی صدمہ سے
نجات پاتی سو وہ امر کتھا شب جی نے اسی غار کے اندر بیٹھہ کر کہی اور پاربتی نے سنی تھی اسلیے اس مقام کا نام
امرناتھہ مشہور ہو گیا مور خان فرنگ لکھتے ہین کہ یہہ غار سو گز چوڑا تیس گز بلند پانسو گز عمیق ہے اور ایک بڑا
گروہ فاختاؤن کا اوسمین رہتا ہے جب ہندو وہان درشن کو جاتے ہین تو وہ اوس سے ڈر کر اوڑ جاتی ہین اور یہہ بھی
مشہور ہے کہ جب اوس غار کے اندر گہسین تو بڑی سی تبت کی آبادیون کے کتون کی آواز آتی ہے ۔ + ۔

چشمہ گنگا موضع سندبراری علاقہ کشمیر مین یہہ ایک حوض ہے کہ ماہ ساون اور بھادون مین ہندو وہان
درشن کو جاتے ہین ظاہرا اس مقام پر قادر حقیقی کی یہہ قدرت نمایان ہے کہ درشن کے دنون مین وہ حوض دو دو
تین تین مرتبہ دن بھر مین کبھی تو لبالب پر آب اور کبھی خشک ہو جاتا ہے **شنکر اچارج** ملک کشمیر کوہ تخت
سلیمان کے اوپر یہہ ایک قدیمی ہندو بنا ہوا ہے ہندو اسکی درشن کے واسطے دور دور سے آتے ہین **گپت گنگا**
یہہ مقام بھی کشمیر مین ہندوؤن کی پرستشگاہ ہے بیساکھہ کے پہلی تاریخ وہان میلہ ہوتا ہے اور اوس روز ہندو وہان
دودہ لیجا کر چڑہاتے ہین **مٹن صاحب** اسکی قدامت کا حال سابق بھی تحریر ہو چکا ہے یہان ایک عالیشان
تالاب بنا ہے اور چار و نطرف اوسکے بڑی بڑی عمارتین پنڈتون کے مکانون کے ہین اور تالاب کے اوپر سے ایک چشمہ
نکلتا ہے پانی اوسکا اسی تالاب کے اندر گرتا ہے یہان کے برہمن مہاتم اسکا گیا جی کے برابر کہتے ہین یعنی جس مردے کا
کریا کرم گیا میں ہو جاوے وہ مکت کو پراپت ہو جاتا ہے اور اس ملک مین جب کوئی ہندو مر جاتا ہے تو اوسکا کریا کرم گیا یہان بھی
کرا دیتے ہین برہمن یہان کے ہردوار اور کورچھیتر کے برہمنون کی طرح آنے جانے والون کے نام اپنی قدیمی بہیون مین لکھہ لیتے ہین **شارکا
دیوی** یہہ مندر کشمیر کے قلعہ ہری پربت کے اندر ہے ہندو اسکو بہت متبرک جانتے اور پرستش کرتے ہین ۔

دوسری تقسیم ہندوؤن اور مسلمانون کے قومون کے بیان مین

واضح ہو کہ پنجاب کے میدان کے جنوبی و شرقی خطہ مین سب قومون سے زیادہ **سکھہ** کی قوم ہے اور محض سبب
اسکے کہ اس ملک مین مدت مدید تک سکھون کی سلطنت رہی اونکی عزت و توقیر دیکھہ کر اکثر ہندو سکھہ بنتے رہے یہانتک
کہ بہنگی و خاکروب بھی پاہل لیکر مذہبی و رنگہریٹے سکھہ کہلانے لگے اس قوم مین ہندوؤن کے سب قومین ہین مگر
جب پاہل لی اور سکھہ بنا پہلی ذات اوسکی بالکل بدل گئی اور سکھہ ہو گیا مگر اس زمانہ مین کہ عملداری سرکار انگریزی
کی ہے کوئی ہندو سکھہ نہین بنتا بلکہ پہلے سکھہ بنے ہوئے لوگ بال منڈوا کر مونڈے ہوتے چلے جاتے ہین ابتدا اس قوم
کی جسطرح کہ ہوئی ذکر اوسکا پیچھے درج ہو چکا ہے **کہتری** پہلے ہند کے ملک مین چہتریون کی ذات تھی کہتر

کوئی نہین تھا پھر انکی اصل اسطرح ظہور مین آئی کہ جب پرسرام اوتار نے چھتریون کو بالکل قتل کر ڈالا اور ارادہ
کیا کہ انکی نسل دنیا مین باقی نرہے اوسوقت حاملہ عورتین چھتریون کی برہمنون کے گھر مین جا چھپین جب پرسرام
کو خبر ہوئی اوسنے وہ عورتین برہمنون کے گھرون سے پکڑوا لوائین اور برہمنون سے اونکا حال پوچھا اونھون نے
جواب دیا کہ یہہ ہماری عورتین ہین عورتون نے بھی برہمنون کے بیان کو تصدیق کیا پرسرام نے برہمنون کو
کہا کہ اگر یہہ عورتین فی الحقیقت تمہاری ہین تو تم انکی ہاتھہ کا پکایا ہوا کھانا کھا لو تو برہمنون نے بخوف جان
اور باری جلانے اپنے کے فی الفور کھا لیا پھر جو اون عورتون کے شکم سے اولاد ہوئی وہ کھتری کہلانے لگے
اور وہ برہمن کھتریون کے پروہت بنے اس قوم مین سے پہلے زمانہ مین بھی اچھے اچھے راجے امیر وزیر پہلوان
سپاہی ہو گذرے ہین اب بھی یہہ ساہوکاری و اعلی پیشہ کرتے ہین اس قوم کی گوت بکثرت ہین جنکی تفصیل
سے طوالت ہوتی ہے **برہمن** برہمنون کی پیدائش بقول ہندوان کے برہما کی مکھہ سے ہوئی ہے اور
ہندوون کے چار برن مین انکا بڑا درجہ ہے اور آداب انکا ہندوون کے ذمے اندروے دہرم شاستر کے فرض
و واجب ہے مگر کل ہندو برخلاف اوسکے برہمنون سے ذلیل و ادنی کام لیتے ہین کہانا پکانا خدمتگاری کرانا
پانی بھرنا ہندو امیر و دولتمند برہمنون کے حوالے کرتے ہین اور وہ بچارے آفت کے مارے اپنے شکم پوری
کے واسطے ذاتی شرافت کو بالای طاق رکھہ کر ذلیل کامون مین ذلت اوٹھاتے رہتے ہین بلکہ کبھی جگہہ
سوای خدمتگاری کے کفش بردار و فراشی وغیرہ بھی برہمنون کے متعلق ہوتی ہے یہہ حال غریب
برہمنون کا ہے اور جو مالدار ہین وہ مصر جی و مہاراج جی و پنڈت جی و برہم مورت کہلاتے ہین **اروڑے**
ہندوون کی یہہ قوم بھی کھتریون کی قوم سے نکلی ہے اصل حال انکا یہہ ہے کہ کسیطرح عورت شودرانی اور مرد
کھتری آپسمین ہمصحبت ہوئے کھتری کے تخم اور شودرانی عورت کی شکم سے ایک بچہ پیدا ہوا اوسکا خطاب
اروڑا مقرر ہوا اگر کھتری اوسکو کھانے اور برتنے مین اپنے ساتھہ نہین ملاتے تھے اور شودر قوم کے طرح
اسکو بھی ذلیل تصور کرتے تھے آخر اروڑا استخدمت لالو جسبرائے دیالپوریہ کے جا کر نالشی ہوا چونکہ وہ کھتریون
کے گورو تھے اونکی کہنے سے کھتریون نے اروڑے کو ساتھہ ملا لیا اس قوم مین بھی سینکڑون گوت ہین پیشہ
محنت کشی کا کرتے ہین **راجپوت** یہہ قوم پنجاب اور شمالی پہاڑ مین ہندو و مسلمان بکثرت رہتی ہے گوت
انکی بیشمار ہین اگر کل بیان کئے جاوین تو ایک علیحدہ کتاب لکھی جاوے اسواسطے چند ذاتون کا احوال جنکے
مورث اعلی کا حال بخوبی دریافت ہوا تحریر کیا جاتا ہے **بھٹی راجپوت** اس قوم کی نسل جادو بنسی
خاندان مین سے ہے کہ وہ بھی چندربنسی کہلاتے ہین اصل تواریخ انکی اسطرح ہے کہ اول کسی زمانہ مین بیجا
بھٹی نامی شخص متھرا سے اوٹھہ کر ضلع حصار مین آئے بیجا کی دختری نسل سے تو جیجیہ راجپوت ہوئے اور بھٹی کے نسل

سے چند پشت بعد راجہ رسالو پیدا ہوا جسکے دو بیٹے تھے دوسل وجیسل جیسل نے شہر جیسلمیر آباد کیا
اولاد اوسکی ابتک وہان مالک وقابض چلی آتی ہے اور دوسل حصار کے ملک مین ہی رہا اوسکی اولاد
وہان موجود ہے بھٹی کی نسل سے ایک شخص بھونی نام شہر بھٹیر علاقہ سرسہ سے اوٹھکر پنجاب مین
آیا اور علاقہ حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ مین سکونت اختیار کی اوسکی اولاد پنجاب مین بہت پھیل گیی
اب بھی قصبہ پنڈی بھٹیان وجلال پور وغیرہ مین بکثرت یہ لوگ آباد ہین بلکہ اور مقامون بھی ہندو و
مسلمان بکثرت پائی جاتی ہین **بجو و باجوہ راجپوت** قوم بجو بجوات کے علاقہ سکونت رکھتی ہے اپنا اصل
سورج بنسی راجپوتون سی بتلاتے ہین اور سلسلہ اپنا راجہ رامچندر کے ساتھہ ملاتے ہین بجو و باجوہ دونو قومون کا
حال اسطرح درج تواریخ ہے کہ سلطان سکندر لودی کے وقت شلیب نام ایک راجہ بمقام آچ ضلع جھنگ کا تابع
وخراج گذار بادشاہ کا تھا اتفاقاً اوسکی ناراضگی صوبہ پنجاب سی ہوگیی اوسنے بادشاہ کو اوس سی ناراض کردیا اور بادشاہی فوج
اوسکے استیصال کے واسطے مامور ہوئی آپس مین بڑی لڑائی ہوئی راجہ نے شکست کھائی اور زہر کھاکر مرگیا اوسکے
دو بیٹی ایک کلس دوسرا لیس ہاتھون پر باز رکھکر اور بازدارون کی گروہ مین ہوکر قلعہ سی نکلی اور بھاگ کر پسرور
کے علاقہ مین ایک زمیندار جاٹ سندہو کی گھر جا چھپی کچھہ عرصہ کی بعد کلس نی ایک سندہو جاٹ کی گھر شادی
کرلی اور لیس نے جمون جاکر راجہ کی نوکری اختیار کی اور موضع کول علاقہ جمون مین آباد ہوا شادی بھی راجپوتونکی
گھر کی بعد اوسکے جب اولاد اوسکی کثرت سی ہوئی تو علاقہ بجوات پر جو غیر آباد پڑا تھا قابض ہوگیا چونکہ اولاد اوسکی
بجو راجپوت کہلاتی تھی وہ علاقہ بھی اونہین کے نام سے بجوات مشہور ہوگیا مگر کلس کی اولاد اور لیس کی اولاد
بسبب اسکے کہ کلس کی اولاد راجپوتنی کی پیٹ سے نہ تھی بالکل علیحدگی رہی مگر دونو مین بجو وباجوہ کہلاتی
تھی لیس اور کلس دونوکو لوگ بجو کہتے تھے اسواسطے کہ وہ بعد مرجانے باپ کو ہاتھون پر باز رکھکر قلعہ سی باہر نکلی تھی
اور دہقانی لوگ اکثر باز کو باج اور بازدارون کو باجو کہہ دیتے ہین اسواسطے وہ بھی باجو مشہور ہوئی اس قوم مین
اکثر ہندو و مسلمان دونو مذہب کے آدمی ہین **پھولورن راجپوت** اس قوم کی لوگ اپنے آپکو سرویہ
خاندان چندربنسیون مین سی بیان کرتی ہین انکا مورث اعلی مسمی پھولرون فیروزشاہ بادشاہ کی وقت مسلمان
ہوگیا اور بہت سی زمین ضلع جھنگ مین انعام پائی اور موضع بہرووال آباد کیا پانچ پشت تک اوسکی اولاد
قابض رہی بعد ازان اوسکی اولاد مین سے مسمی مانگا نے کچھہ ایسا قصور کیا کہ بادشاہ کے حکم سے کل گانوکا
گانو قتل ہوگیا مگر مانگا اصل مجرم جو پہلی ہی بھاگ گیا تھا بچ رہا اب جسقدر لوگ اس قوم کی پنجاب مین
وہ سبھی مانگا کی اولاد ہین **سلہریہ راجپوت** یہ قوم بھی چندربنسیون کی اولاد کہلاتی ہے
اور سلسلہ اپنا راجہ سنگل تک پہونچاتے ہین اور بیان کرتے ہین کہ یہ راجہ بعہد افراسیاب ایرانی جو ایران

و توران کی طرف سے ہند پر حملہ آور ہوا تھا اس ملک مین راج کرتا تھا جب افراسیاب دریای سندھ پر پہنچا
تو اس راجہ نے اطاعت قبول کی اور ملک مال اپنا محفوظ رکھا بعد ازان سکندر اعظم پنجاب مین تو اس خاندان
کے راجہ نے پھر بھی بذریعہ اطاعت کے اپنا راج بچایا اور راجہ پورس راجہ لاہور کی لڑائی مین سکندر کی ساتھ
شامل ہوا پھر جب سلطان سبکتگین غزنوی ہند پر چڑھائی کی تو اوسوقت راجہ جی پال اسی خاندان مین
سے پنجاب کے کل ملک پر قابض تھا وہ بمقابلہ پیش آیا اور آپسمین سخت سخت جنگ ہوتی رہی آخر
بلا فیصلہ بادشاہ غزنین کو واپس چلا گیا بعد ازان سلطان محمود غزنوی نے ہند پر یورش کی تو راجہ جیپال
نے کل ہند کی راجون سے مدد لی اور بڑی اجتماع کی ساتھ سلطان کی مقابلہ کو گیا اٹھارہ روز باہم لڑائی رہی آخر
عین مقابلہ کیوقت راجہ کا ہاتھی میدان جنگ سے خود بخود بھاگا ہرچند فیلبان نے کوشش کی پیچھے کو نہ پھرا اسواسطے ہندو کے
لشکر مین ہزیمت وقوع مین آئی اور ہزارون قتل ہوی اوسوقت راجہ اگرچہ جنگ کی میدان سے گھر مین سلامت پہنچا
مگر نہایت شکستہ خاطر اور دلتنگ تھا آخر اوسنے اپنے بیٹے اننگپال کو تخت نشین کیا اور خود آگ مین جلکر مرگیا اننگپال
نے سلطان محمود کی اطاعت قبول اور دوبارا سلطنت پائی مگر سلطان نے چار برس کی بعد پھر راجہ سے رنجیدہ ہو کر راج
اوسکا چھین لیا اور اننگپال دکھن کو بھاگ گیا اور وہان ہی مرگیا اوسکی اولاد بھی سلطنت کی زوال کی بعد پریشان حال
ہوگئی اور بادشاہون کی نوکری کر کر گذران کرتی رہی پھر جب سلطان فیروزشاہ کا وقت آیا تو راجہ سکت نگیر راجہ سل کا
بیٹا اس خاندان سے بادشاہ کا نوکر ہو کر کسیقدر فوج کا افسر قرار پایا اور اوسکی فوج شیخا کی رفع فساد کے
واسطے مامور ہوئی جسنے پنجاب مین سخت فساد برپا کر کر کئی مرتبہ لاہور کو لوٹ لیا تہا راجہ سکت نگیر نے پنجاب مین
آکر دریای چناب پر زیر کوہ جمون ڈیرہ کیا اور شیخا کی فساد کی روکنے مین بڑی بڑی بہادریان کین تھوڑی مدت کی بعد
بسبب تغیر تبدل سلاطین دہلی راجہ سکت نگیر پنجاب مین بہت سے علاقہ کا قابض ہوگیا اور اپنی ریاست اوسنے
علیحدہ قایم کر لی اور قصبہ سیل پھری اپنی باپ سیل المخاطب بسلہریہ کی نام آباد کیا اوسکے بعد بھی چند پشت تک راج
اوسکا قایم رہا جب راجہ سہپال بیتھی پال کا بیٹا گدی نشین ہوا تو سلطان بہلول لودی نے افغانی فوج اوسپر
مامور کی اور لکھا کہ اگر تم اسلام قبول کرو تو سلطنت و ریاست تمہاری قہر سلطانی سے مامون رہیگی ہو اسطے راجہ
معہ اپنے بیٹون اور بھتیجون کی مسلمان ہو گیا جب وہ مرگیا تو اولاد اوسکی بہت باقی رہی اور آپس مین نزاع
ہو کر اسقدر تلوار چلی کہ بہت سے مارے گئے اور ریاست تباہ ہوئی ریاست کی چلے جانیکے بعد اولاد اوسکی کاشتکاری سے
گذارہ کرنے لگی اب یہ قوم سلہریہ راجپوت مسلمان علاقہ شکرگڈہ و نارووال وغیرہ مین موجود ہے اور راجہ سہپال
کا ایک بھائی جیت پال جو ہندو رہا تھا اوسکی اولاد ہندو چلی آتی ہے مگر بہت کم ہین منہاس راجپوت
یہہ قوم اپنے آپ کو راجہ رامچند کی نسل سے بیان کرتی ہین اور سورج بنسی راجون سے اپنا شجرہ ملاتے ہین

اصلی حال انکا یہہ ہی کہ راجہ رامچند کے وفات کے بعد بھوم دت نام مورث اعلی اِس قوم کا اپنی بھائیون کے
ساتھہ رنجیدہ ہوکر اجودھیا سی اول کشمیر کو آیا پھر وہان سی واپس ہوکر جہان اب قصبہ سنکوٹ آباد ہی مدت تک
مقیم رہا چند پشت کے بعد اوسکی نسل سی سمی جامون لوچن نامی راجہ اقبالمند پیدا ہوا جسنی اپنی سلطنت پہاڑ
کے ملک مین قایم کی اور شہر جامون جو اب جمون کے نام سی موسوم ہی اپنی نام پر آباد کیا پھر اوسکی چوتھی پشت
مین جوگ راج ایک نامی راجہ ہوا جو سنہ ۴۲ بکرماجیتی مین جمون کا راج کرتا تھا پھر اوسکی گیارہوین پشت مین راجہ
رامدیو ہوا جسکے تین بیٹے تھے سنجے دیو راے جگو سنسار دیو پھر سنجے دیو کے دو بیٹے ہوئے نرسنگھ دیو جو سنگھ دیو نرسنگھ دیو
کا پوتا جودہ دیو ہوا جسکے دو بیٹے تھے مالدیو جہنگر دیو چنانچہ مالدیو کی اولاد مین سی راجگان جمون کا خاندان
ہی جو جموال کہلاتے ہین اور جہنگر دیو کی اولاد سی بہت سنبس ہوا جسنی زراعت کا کام کرنا شروع کیا اوسکی اولاد
منہاس مشہور ہوئی وجہ تسمیہ یہہ ہی کہ چونکہ زراعت کا کام کرنا راجپوتون مین منع یعنی طعنہ تھا اور انھون نے
اختیار کرلیا اسواسطی بطور طعنے کے منہاس کہلائے مالدیو جو مورث اعلی راجگان جمون کا تھا اوسکی تین بیٹے ہوئے
کہمار دیو ہمیر دیو مانک دیو اونمین سی کہمار دیو تو وہنی کے علاقہ مین جاکر آباد ہوا اوسکی اولاد اب تک
زمینداری وغیرہ کامون پر گذارہ کرتی ہے اور اوسی علاقہ مین رہتی ہی اور اوس سلسلہ کے لوگ راٹا کہلاتے
ہین مانک دیو نے قصبہ سنکوٹ آباد کیا جو جمون سی بفاصلہ پندرہ کوس مشرق کو ہی اور مانک دیو کی اولاد منکوٹیہ
کہلاتی ہی ہمیر دیو جمون کا راجہ ہوا اوسکی چوتھی پشت مین راجہ کہو کہر دیو ہوا جسکے ایک بیٹے سمبہ دیو نی شہر جسروٹہ
آباد کیا اوسکی اولاد جسروٹیہ مشہور ہی دوسرا بیٹا ہمیر دیو کا کپور دیو تھا جسکے ایک بیٹے سیدہ نامی نے بسایا تھا قصبہ سیالہ
اوسکی نسل سینال راجپوت کہلاتی ہی پھر سنگرام دیو ولد کپور دیو کی چوتھی پشت مین راجہ دہرب دیو ہوا اوسکی
چار بیٹے تھے راجہ رنجیت دیو بلونت دیو ہنسار دیو صورت سنگہ ان چارون مین سی رنجیت دیو بڑا نیکنام اور نامی
راجہ ہوگذرا ہی اوسکی وقت مین مہان سنگہ سکرچکیہ نے باتباع سکہون کے جمون کو غارت کیا اوسکی بعد اوسکا بیٹا
برج راج دیو گدی نشین ہوا جو بمقام رد مال متصل جیتپور سکہون کی لڑائی مین مارا گیا اور گدی راج کی رنجیت دیو
کے خاندان سی جاتی رہی اب اوسکی نسل موضع کہرو ضلع دینانگر مین آباد ہی مگر راجہ رنجیت دیو کے اور بھائی
جمون مین ہی رہی منجملہ انکی صورت سنگہ کے چار بیٹے تھے دو بیٹے مسمیان موٹا وسیان ہو بالسلہریہ عورت کے
شکم سی اور دو زور آور سنگہ دولاور سنگہ عورت قوم چارکہ کے بطن سی زور آور سنگہ کا بیٹا کشور سنگہ پیدا ہوا
اوسکی تین بیٹے تھے گلاب سنگہ دہیان سنگہ سوچیت سنگہ انہون نے رنجیت سنگہ کے دربار مین بڑی عزت و رتبہ کا
خطاب پایا راجہ گلاب سنگہ کا بیٹا مہاراجہ رنبیر سنگہ اب مالک سلطنت جمون و کشمیر ہی راجہ سوچیت سنگہ لاولد گیا
راجہ دہیان سنگہ کے تین بیٹے ہوئے راجہ ہیرا سنگہ راجہ جواہر سنگہ راجہ موتی سنگہ راجہ ہیرا سنگہ سکہون کے بلوی مین

قتل ہوا راجہ جواہر سنگہ لاولد مرا راجہ موتی سنگہ جمون مین موجود ہی انکی خاندان مین ٹہرا اختیار ریاست کا مالک ہوتا ہی اور راجہ کہلاتا ہی اور چہوٹے میان کہلاتے ہین چہوٹا بڑی کو جی دیا سلام کے عوض کہتا ہی بلکہ جسقدر سیال یا جموال راجپوت مین وہ بہی راجہ کو جی دیا کہتی ہین ایسی یعنی منہاس راجپوت بہی سب جموالون کو جی دیا اور جموال منہاس کو رام رام کہا کرتے ہین منہاس قوم ضلع سیالکوٹ مین ہندو بکثرت اور مسلمان کم رہتی ہین ۔

اعوان یہہ لوگ اپنی آپ کو امام قاسم حضرت علیؑ کے صاحبزادہ کی اولاد کہتی ہین بڑا اونکا مسمی قطب شاہ پہلی عرب سے غزنی مین آیا اور اولاد اوسکی غزنین وکابل وپشاور وغیرہ مین آباد ہوئی وجہ تسمیہ اعوان اسطرح پر تواریخون مین مندرج ہی کہ جب یہہ لوگ کابل وغزنین وغیرہ مین پہیل گئے تو انکا یہہ طریق رہا کہ جو بادشاہ غزنی کے طرف سے ہند کے ملک پر حملہ آور ہوتا تہا یہہ لوگ بطمع غارت وتاراج مال اوسکی ساتہ ہو لیتی اور بظاہر بیان کرتی کہ ہم بادشاہ کی اعوان یعنی مددگار رہین سو اسلی بادشاہی فوج انکو اعوان یعنی مددگار کہکے پکارتی بلکہ اسوقت جسقدر بلکہ جہادی فوج بادشاہون کے ساتہ سوا سلطانی فوج کے ہوتی تہی وہ سب اعوانی کہلاتی تہی اور پہر یہہ پنجاب مین آکر جابجا بسگئی اور اوسی اعوان کے لقب سے ملقب ہوئی گوت بہی اس قوم مین بہت ہین جو اونکے بزرگون کے نام مقرر ہین

چوہان راجپوت یہہ قوم راجگان دہلی کی اولاد ہین انکے بزرگون کی سلطنت مدت تک دہلی مین قائم رہی جسکا حال مفصل تواریخ کے کتابون لکہا ہی یہہ اپنا شجرہ اون راجون کے ساتہ جا ملاتی ہین پنجاب مین یہہ قوم اب بکثرت مسلمان ہو چکی ہی بعض ہندو بہی ہین

کہوکہر راجپوت یہہ قوم کوئی خاص مورث اعلی اپنا بتلا نہین سکتی ہی ہر ایک گوت والی اپنی آپ کو الگ الگ مورث اعلی کے ساتہ منسوب کرتے ہین اور چند منبی راجپوت کہلاتی ہین

قوم جاٹ یہہ قوم پنجاب مین بکثرت آباد ہی کوئی ایسا شہر یا قصبہ یا گانو نہین ہی جسمین یہہ قوم آباد نہو گی بڑا ہی زمیندار ہی پنجاب مین جاٹون کی ہے اسمین مسلمان تہوڑی سکہہ بکثرت رنجیت سنگہ والی لاہور بہی سانسی گوت کا جاٹ تہا اوسکی وقت مین جاٹون نے بڑی ترقی پائی بڑی بڑی سردار جرنیل کرنیل رنجیت سنگہ کے دربار اور فوج مین مقرر ہوئے جاگیرین پائین مگر یہہ لوگ اصلی جاٹ سب کے سب نہین ہین بلکہ اور قومون راجپوتون وغیرہ سے بگڑ کر جاٹ بن گئی ہین اصلی جاٹون کا قول ہی کہ ہمارا بزرگ شب جی کے جٹا سے پیدا ہوا تہا اسو اسطی شب جی نے اوسکا نام جاٹ رکہدیا زمیندارہ کے کام مین یہہ لوگ سخت محنتی ہوتی ہین اور زن ومرد اس کام کے انجام مین دل وجان مصروف رہتی ہین رنجیت سنگہ کی فوج مین سپاہگری کی کام بہی انہون نے اچہی اچہی کئی اب بہی انگریزی فوج مین جاٹ سکہہ بہت نوکر ہین خاص لاہور کے اندر بہی مسلمان جاٹ بہت ہین خودغرض چالاک اپنیکا کام کرتی ہین بیوفائی ودغابازی وبدعہدی اسقوم کا اصلی خواص ہی سرکشی وخودمطلبی انکی خمیر

مین ملی ہوئی ہے۔ وستی کر کے مطلب کی پکے ہین جاٹون کے ہزار دن گوت ہین جنکی تفصیل کیواسطے
ایک علیحدہ دفتر چاہیے اسواسطے چند قومون کا مختصر حال تحریر ہوتا ہی **باجوی جاٹ** اس قوم کا اصلی
بجور راجپوتون مین تحریر ہوچکا ہی اور چونکہ انکی مورث اعلی کلس راجہ شلب کی بیٹے نے شادی اپنی سندہو جاٹ
کی لڑکی سی کر لی تھی اسواسطے یہ ہم جدی راجپوتون سے الگ ہوکر جاٹ بن گیا **چیمہ جاٹ** اس قوم
کا نکاس راجپوتونسے ہی اور اونکا قول ہی کہ بزرگ ہمارا راجہ پرتھی راج المشہور رای پتھورا دہلی کا راجہ تھا جب وہ
سلطان شہاب الدین وعلاوالدین غوری کی لڑائی مین گرفتار ہوکر قتل ہوا تو اوسکے بعد اوسکا بیٹا چوتہل
پھر اوسکا بیٹا رانا کھنگ ہوا کھنگ کی آٹھ بیٹی تھے جسمین سی آٹھوان رانا دہول تھا دہول چار بیٹی تھی تین
چوتھا چیمہ تھا جو اس قوم کا مورث اعلی ہی اور اوسیکے نام سے یہ قوم موسوم ہی رای پتھورا کی مرنے کے بعد چوتہل
اوسکا بیٹا دہلی سے نکلکر موضع کانگر علاقہ دہلی آباد ہوا اور چار پشتین اوسکی وہان رہتی رہین آخر راون ین اودھت
بن چیمہ وہانسے چلا آیا اور بیاس کی کنارہ ہرگوبند پورہ کی متصل اباد ہوا اور ایک گانو آباد کر اپنی دادا کی نام پر
نام اوسکا چیمہ رکھا مدت تک اولاد اوسکی وہان رہتی رہی پھر بعہد فیروزشاہ و اورنگ زیب عالمگیر اوسکی اولاد
مسلمان ہوگئی اور بسبب اسکے کہ رشتہ اونکی پنجاب مین جاٹون کی ہو گئی تھی جاٹ کہلانے لگے **ناگری جاٹ**
یہ لوگ بھی اپنی آپکو رای پتھورا کی اولاد کہتے ہین اور اونکا بیان ہی کہ مسمی ناگر مورث اعلی ہمارا اول دہلی سے
نکلکر پنجاب مین آیا اور ضلع جالندہر مین آکر اوسنے کاشتکاری سیکھی جب اوسکی اولاد کثرت سی ہوئی تو جابجا پھیل
گئی اور بسبب ہونی رشتون کی جاٹونکی ساتھ جاٹ کہلانے لگے **دیو جاٹ** یہ قوم ضلع گوجرانوالہ جھنگ و
سیالکوٹ مین بکثرت آباد ہی انکا بیان ہی کہ پہلے مسمی مہاج بزرگ ہمارا انکی جنگل سی پنجاب مین آیا اوسکی پانچ بیٹے بدنی
اورک سوال کوہر دیول دلو سو ہر ایک کی اولاد کا اونکی نام سے علیحدہ علیحدہ گوت ہی اور دیو کی
اولاد دیو جاٹ کہلاتی ہی **سندہو جاٹ** اس قوم کا بیان ہی کہ ہم اصل مین سورج بنسی راجپوتون کی
ایک شاخ ہین جو رگھہ بنسی مشہور ہین راجہ رامچند ہمارا بزرگ تھا مگر جاٹ اسطرح ہوگئی کہ جب شاہان اسلام
کی آمد و رفت ہند مین ہوئی تو ہماری بزرگ جنکی حکومت و سلطنت تباہ ہو چکی تھی اونکی نوکر ہو گئی سب سی پہلے
اونہون نی نوکری سلطان محمود غزنوی کی اختیار کی اور اوسکے ساتھہ غزنی کو چلے گئے اور اوسی جگہ سکونت
اختیار کی پھر بھی جس جس بادشاہ کا ہند پر حملہ ہوتا رہا تو اونکی فوج مین بھی ہمارے بزرگ نوکر ہوکر ساتھہ آیا
کرتی تھے اسی آمد و رفت مین بہت سے تو اوسمین پنجاب مین رہ گئے اور بہتون نے ہندوستان کی سکونت اختیار
کی اور بہت سی پھر ولایت کو چلے گئی اکبر شاہ بادشاہ کے وقت مسمی اگر بزرگ ہمارے نی نوکری چھوڑ کر
کاشتکاری شروع کی اور موضع جگدی کہ اب جو لاہور سی چودہ کوس پر آباد ہی رہنے لگا اوسکے پانچ بیٹے ہوئے

سندہوا ساہی گورایا چہبہ سیج ان پانچون سے پانچ گوت شروع ہوئی پہر سندہو کا بیٹا مسمی گن ہوا اوسکی اولاد سندہو کہلانے لگے اونمین سے بہت سے مسلمان ہوئے اور بہت سے سکہہ ہین اب پنجاب مین اس قوم کے سکہہ بہت ہین **کاہلون جاٹ** یہہ قوم اپنے آپ کو راجہ بکرماجیت کی اولاد بیان کرتی ہے اور کہتی ہے کہ بکرماجیت سے کئی پشت پیچہے راجہ جگدیو ہوا جو دہارانگری کا راج کرتا تہا راجہ جگدیو کی ذات پنوار تہی جب اوسکی چوتہی پشت سے مسمی کاہلون پیدا ہوا تو اوسکی اولاد اضلاع متفرق مین پہیل گئی اور اوسکے نام سے اپنا گوت کاہلون اونہون نے مقرر کیا پہر مسمی سولی جو کاہلون کے بعد چوتہی پشت سے پیدا ہوا دہارانگری سے پنجاب کے ملک مین آیا اور قصبہ بہاگووال متصل بٹالہ متعلق ضلع گورداسپورہ اوسنے آباد کیا اب تمام پنجاب مین یہہ قوم پہیلی ہوئی ہے اور پیشہ زمینداری جاٹون کے جاٹ کہلاتی ہے **گہمن جاٹ وجنجوعہ راجپوت** یہہ لوگ اپنے آپ کو راجہ دلیپ راجہ دہلی کی اولاد بیان کرتے ہین اور کہتے ہین کہ راجہ دلیپ کے دوسری پشت مین راجہ بالکیسر تہا اوسکی اولاد سے ایک شخص جنجوعہ نام راجپوت ہوا جسکی اولاد جنجوعہ راجپوت ہین پہر جنجوعہ کے بعد پانچوین پشت مین مسمی ججہ پیدا ہوا اوسکے ہیرپال رپنپال سنپال تین بیٹے تہے ہیرپال و رپنپال کی اولاد اب تک جنجوعہ کہلاتی ہے مگر سنپال امیر آدمی تہا اوسنے بہت سی عورتین غیر قومون کی گہر مین ڈال لین اور بائیس بیٹے پیدا ہوئے اونمین ایک گہمن مورث اعلی گہمنون کا ہوا اوسکی اولاد کو بسبب اسکے کہ والدہ اسکی غیر قوم سے تہی راجپوتون نے اپنے سے علیحدہ کر دیا اسواسطے وہ جاٹون سے مل گئی بلکہ سنپال کے بائیس بیٹون کی اولاد جو اب بائیس گوت ہین سب جاٹ کہلاتی ہین پہر گہمن کے چہٹی پشت مین مسمی نجس پیدا ہوا وہ گدہ تہکیالہ مین رہتا تہا پہلے اوسنے فیروزشاہ بادشاہ کی نوکری کی پہر راجہ جمون کا نوکر ہوا جمون کے نواح چہوڑکر اوسنے سکونت اپنی موضع رڈہ پانوالہ ضلع سیالکوٹ جو اب اجڑا پڑا ہے اختیار کی اور کاشتکاری کرنے لگا اوسکی بہت سی اولاد پنجاب مین موجود ہے اور گہمن جاٹ کہلاتی ہے بعضی ہندو و بعضی مسلمان بعضے سکہہ ہین **گورایہ وساہی جاٹ** یہہ دونو گوت سندہو جاٹون کی ایک شاخ ہے جسکا حال سندہون کے ذکر مین تحریر ہوچکا ہے **ملہی جاٹ** یہہ قوم بہی چندربنسی دسرو یہ راجپوتون سے نکلی ہے بیٹا انکا مسمی ملہی اپنے ملک سے مفلس و نادار ہوکر بمعہ اپنے سات بیٹون کے پنجاب مین آیا اور مدت تک خانہ بدوش پہرتا رہا اوسکی چوتہی پشت سے مسمی ننیر پیدا ہوا اوسنے ایک گانو قصور کے علاقہ مین آباد کیا اور اجبرک نام رکہا اوسکی اولاد تمام پنجاب مین پہیل گئی اور پیشہ زمینداری جاٹون کے جاٹ بن گئے ✣

ورک جاٹ یہہ قوم اپنے آپ کو راجگان جمون کی اولاد کہتے ہین اور ملہین سنسی قوم منہاس کے مورث اعلی کے ساتہہ اپنا شجرہ ملاتے ہین اور کہتے ہین کہ سنسی کے اولاد سے مسمی ورک پیدا ہوا اوسکے بعد عزت خان

ورش تھا ایک روز وہ اپنی کوٹھہ پر کھڑا تھا دیکھا کہ کوئی مست سنڈھا یعنی جاموس کھلا ہوا بھاگا جاتا ہے
اور ہر چند بہت سے جوان اوسکو پکڑتے ہین پکڑا نہین جاتا اور جو پکڑتا ہے اوسکو سینگون پر اوٹھا کر دے مارتا ہے
اتفاقًا ایک عورت جوان باکرہ سر پر دو گھڑے پانی کے اوٹھائے ہوئے وہان آ پہونچی اوسنے بہت چستی کے ساتھ
جاموس کو ایک ہاتھ سے پکڑ لیا اور ایسی مضبوطی اور زور سے اوسکی سینگ پکڑی کہ اوسکو پھر ہلنے کی طاقت نہی
جب ورک نے اوس عورت کو ایسا صاحب زور دیکھا تو اوس سے شادی کر لی جب حمل ہوا اور نو مہینے کی میعاد
پوری ہوئی تو ورک خود مر گیا اور عورت ساتھ ستی ہوئی عین آگ جلنے کے وقت عورت کا پیٹ پھٹ گیا
اور ایک لڑکا پیٹ سے نکلکر آگ کے باہر آ پڑا لوگون نے چاہا کہ اسکو بھی کاٹ کر آگ مین ڈالدین مگر بعض لوگ
مانع ہوئے اور اسکو ایک میراثی اُٹھا کر حافظ آباد کے علاقہ مین لے گیا اور پرورش کی اوسکا نام انگیار رکھا
چونکہ باپ اوسکا راجپوت اور ماں جاٹنی تھی اور پرورش بھی اوسکی میراثیون کے گھر ہوئی اسواسطے راجپوتون نے
اوسکو اپنے ساتھ نملایا اور وہ جاٹ کہلانے لگا اب جسقدر ورک جاٹ ہین اوسی انگیار کی اولاد ہین
اور اکثر مسلمانی مذہب رکھتے ہین **ہندل جاٹ** یہہ قوم اپنے آپ کو سورج بنسی راجپوت بیان کرتی
ہے اور شجرہ اپنا راجہ رامچند کے ساتھ ملاتی ہے انکا قول ہے کہ مسمی ہندل بزرگ ہمارا خاص اجودہیا کے رہنیوالا
تھا اوس سے بعد پانچوین پشت مین مسمی سارا پیدا ہوا اوس سے جو کوئی حرکت خلاف رواج برادری کے ہوئی برادری
نے اوس سے ملنا چھوڑ دیا تب سارا اجودہیا سے نکلکر پنجاب کو آیا اور موضع پونڈار ضلع امرتسر مین رہکر کاشتکاری
کرنے لگا اوسکی اولاد کثرت سے ہوکر تمام پنجاب مین پھیل گئی اور بسبب رشتہ داری جاٹون کے جاٹ کہلانے لگی
اب اِس قوم مین ہندو و مسلمان دونو مذہب کے لوگ ہین **ججہ و جھنڈول جاٹ** یہہ دونو قومین
نکاس اپنا سورج بنسی راجپوتون سے بتلاتی ہین اور کہتی ہین کہ پہلے جام مورث اعلی ہمارا شہر اُچ علاقہ ملتان سے
پنجاب کو آیا اور سیالکوٹ کے علاقہ مین رہنے لگا اوسکے دو بیٹے ججہ و جھنڈول ہوئے جنہون نے پہلے علاقہ پسرور مین موضع
کھڑیالہ آباد کیا پھر اونکی اولاد متفرق مقامون مین جاکر آباد ہوئی اور بسبب رشتہ داری جاٹون کے جاٹ کہلانے
لگی **قوم سیال و کھرل و چدھڑ و ٹوانہ و کھیپہ و کہیرا** نکاس ان قومون کا راجپوتان
قوم پنوار سے ہے مورث اعلی ان سب قومون کا ایک ہی تھا شجرہ مفصل حال ان سب کا اندر ذکر تواریخ جھنگ تحفہ
سیالوی اور حصہ سابق جھنگ کے ذکر مین درج ہوچکا ہے **نشٹ گوتری جاٹ** یہہ لوگ اپنے
آپکو اصلی جاٹ کہتے ہین اور انہین کا قول ہے کہ بڑا اسکا راشب جی کی جٹا سے پیدا ہوا اور جٹ بہدرا کے نام سے
موسوم ہوا انکا بڑا باہٹر نامی چوہانون کی سلطنت مین بڑا نامی ہوگذرا ہے اور اپنی قوت بازو سے اوسنے
بیکانیر کے علاقہ مین سے بڑا علاقہ اپنے قبضہ مین کر لیا تھا اوسکے بارہ بیٹے تھے پونیان و ناتیان پچاہر بیک باکی

برہرہ سولکھن چریا چاندیا کھوکہ دہناج لیٹر گگر کہ اون بارہ بٹون کے نام پر اب بارہ قومین مشہور ہین
کاشب گوتری جاٹ یہہ قوم راجپوتون سے بگڑ کر جاٹ بنی ہوئی ہے گوت انکی بھی بہت ہین
لانبا نارو سوہو چاہل رآد رآیر مور بہجرادن سرویا وغیرہ بیشمار ہین کاشب گوتری انکا اسواسطے
نام ہی کہ کاشب دیوتا برہما کا بیٹا تھا جب کوئی ہندوؤن مین سے سبب بگڑ جانے اپنی ذات کی برن سنکر
ہوجاتا ہی تو وہ کاشب گوتر کہلاتا ہی **قوم بہچادہ** یہہ لوگ بچہم کے طرف سی آکر آباد ہوئی
اسواسطی بہچادہ کہلائی اور بسبب اسکی کہ اصلی وطن اونکا بہیانہ ہی وہ اپنی آپ کو بہٹی بھی کہلاتی ہین بعض
اونکو راٹھہ بولتی ہین کہ راٹھہ کے معنی سخت دل اور رہزن کے ہین بڑی انکی راجپوت تھی مگر اب وہ بگڑکر
جاٹ کہلاتے ہین انکی گوت بیشمار ہین مگر چار گوت اونمین مشہور ہین اول سوہو جو چوہان راجپوتون کے
قوم سی نکلی ہین اور سوہو بن بہن کے نام سی سوہو کہلاتے ہین دوسری سوکھیرا یہہ لوگ پہلی تنور راجپوت
تھی اونکا مورث اعلی بہتری پال نام اپنی جاٹنی عورت پر عاشق ہوکر اوسکو لے بھاگا اور ذات سے خارج
ہوا جاٹ کہلانے لگا تیسری بہجرا اون یہہ لوگ سرویہ راجپوتون کے نسل سی نکلی ہین بزرگ انکی حمزہ دسالم
مسلمان ہوئی اب یہہ قوم کل مسلمان ہی اور جاٹ کہلاتی ہی مگر پٹیالہ کے علاقہ مین جو ضلع بلہڑ و وغیرہ مین اور دیگر اضلاع
بھی آباد ہین بہچادہ جاٹون کے قوم مین سی ایک قوم گہترا ایک گوت ہی جو خاص لاہور مین بھی رہتی ہین ——
تنور راجپوت اسقوم کا شجرہ چندر بنسی راجون کے ساتھہ ملتا ہی اور مورث اعلی اسقوم کا یہہ
اننگ پال تنور دہلی کے راج کا راجہ تھا اور بیجو پال اننگ پال کے بھائی نے ضلع حصار جاگیر مین پاکر قصبہ
بہونہ آباد کیا اب یہہ قوم ریاست پٹیالہ مین بہت آباد ہی **سید** اہل اسلام مین یہہ قوم سب سے بڑھکر شریف
کہلاتی ہی اگرچہ بخاری سبزواری بہاکہری شمسی گیلانی سامری وغیرہ گوت انکی بہت ہین مگر اصل مین حسنی
وحسینی دو قسم کے سید مشہور ہین حسنی سید تو امام حسن علیہ السلام اور حسینی امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد ہے
ہین پنجاب مین حسنی گیلانی سنی مذہب حضرت غوث الاعظم محی الدین گیلانی کی اولاد رہتی ہین اور حسینی سید جو شیعہ
ہین وہ بارہ اماموں مین سی کسی نہ کسی امام کے ساتھہ اپنا شجرہ ملا دیتی ہین جنمین سی بعضی شیعہ مذہب اور بعضی
سنی ہین مگر شمسی سید سب کے سب شیعہ ہین حنفی مذہب سے اونکو عار ہی **قریشی** اہل اسلام مین یہہ قوم بھی
شریف قوم ہی کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی قریشی تھی گوت انکی بہت ہین جو قریشی کہلاتے اصحاب کے
اولاد ہین انہین کے نام سی اوسکا گوت ہی مثلاً صدیقی ابوبکر صدیق فاروقی عمر فاروق عثمانی حضرت عثمان علوی
سوائی ذریعہ امام حسن وحسین کے مرتضی علی کے اولاد کہلاتی ہین حارثی دہدی قریشی اپنی آپ کو حضرت حارث
واسدی منسوب کرتی ہین علی ہذا القیاس پنجاب مین اکثر صدیقی واسدی وحارثی قریشی رہتی ہین اور شیخ بہاؤ الدین

ذکریا ملتانی کے اولاد ملتانی یا اسدی مین عام و خاص مسلمان اس قوم کا بہی سیدون کے طرح ادب کرتی ہی۔

مغل اصل اسقوم کا ملک تاتار ہی چنگیز خان تاتاری انہین سی بڑا بادشاہ ہوگذرا ہی مذہب انکا پہلی بت پرستی تھا مگر جب چنگیز خان کا پوتا مسلمان ہوا تب یہہ قوم بکثرت مسلمان ہوگئی شاہان چغتائی بہی چغتائی خان سے لیکر بابر شاہ تک سب مسلمان تھی چونکہ پہلی بادشاہون کے وقت بہی مغلیہ فوج کے حملے وسے پنجاب پر ہوتی رہی اور پہر کئی سو برس تک مغلیہ سلطنت رہی اسواسطی یہہ قوم ہند و پنجاب مین بکثرت آباد ہوگئی اب انہین کی اولاد باقی ہی جو میرزا کہلاتے ہین اور انکی نام کے ساتھہ بیگ کا لفظ ضرور شامل ہوتا ہی زراعت کا کام یہہ قوم کم کرتی ہی سب سپاہی و نوکری پیشہ ہین قریشی و سیدون کی گھر بہی انکی لڑکیون کے ناطہ ہوجاتی ہین **افغان یعنی پٹھان** مورث اعلی اسقوم کا قیس تھا جسنے بحضور جناب علی المرتضی کرم اللہ وجہہ اسلام قبول کرکے عبدالرشید خطاب پایا یہہ قوم اول کوہ غور مین رہتی تھی بعد ازان کوہ سلیمان و کوہ خیبر و سوات و بنیر و کابل و قندھار مین پہیل گئی اور وہ کل علاقہ افغانستان کہلانے لگا اور سبب یہہ ہے کہ شاہان لودی و شیرشاہ و احمد شاہ درانی کی مدت تک پنجاب مین سلطنت رہی ہی اسواسطی یہہ قوم پنجاب مین بہی بکثرت آباد ہوگئی یہہ لوگ سپاہگری مین محنتی ہین مین بہی بعض مغلوب التعصب وسفاکی و قتل و غارت انکی ذات پر ختم ہی گوت انکی بیشمار ہین اگر بیان ہون تو بہت طوالت ہوتی ہی **شیخ** اصل مین یہہ لفظ ادب اور بزرگی کا عربی زبان مین ہی قریشی بہی شیخ کہلاتے ہین غیر لوگ بہی اپنی مرشدکو شیخ کہتی ہین مگر پنجاب مین شیخ اوسکو کہتی ہین جو ہندو مذہب چہوڑکر اسلام قبول کری **خوجہ** پنجاب مین یہہ قوم بہت ہی انکی بزرگ ہندو اروڑے تھی عالمگیر اورنگ زیب کے وقت یہہ لوگ بزور شمشیر اور بعض برضا و رغبت مسلمان ہوئے گوت انکی اب تک وہی پہلی اروڑونکی گوت ہین اور دکانداری وغیرہ کا کام کرتے ہین **ڈوگر** یہہ لوگ پنجاب کے جنوبی حصہ مین بکثرت آباد ہین راجپوت قوم سی انکا نکاس ہی وجہ تسمیہ یہہ ہی کہ اسلامی سلطنت کی وقت انکی بزرگ تہی اور جا بجا بہاگتے تھی اسواسطی دہنگر مشہور تھی اب بکثرت استعمال دہنگر ڈوگر باقی رہ گیا اور انکا خاص بیان یہہ ہی کہ بزرگ ہمارے کوہ جمون ملک ڈوگر سی نکل آئی تھی اسواسطی ہمارا گوت ڈوگر ہی کہ اصل مین ہم ڈوگر کے ملک کے رہنے والے ہین ڈیڈہ سو کے قریب اسقوم کی گوت ہین اور مذہب مسلمانی ہی چوری غارتگری مین نامی بہی رکہتی ہین **قوم کمبوہ** یہہ قوم پنجاب مین بہت ہی نکاس اپنا کہتریون سی بتلاتی ہین مورث اعلی انکا مسمی کمبو تھا جسکی نام سی یہہ قوم موسوم ہی گوت انکی بہت ہین مذہب انکا مسلمانی ہی بعض ہندو مذہب بہی رکہتی ہین بیوفائی اور دغابازی انکی مشہور ہی اسلامیہ سلطنت کے ضعف کی وقت اسقوم نی بڑا زور پکڑا اسقدر کہ سرسہ اور ہانسی و حصار و تہانیسر تک قوت چلی گئی آخر جب سکہہ غارتگر پیدا ہوئی تو اونکی کثرت نی انکو بہی دبالیا اب یہہ لوگ علاقہ پاکپتن و چہجرہ و چونیان کے طرف بکثرت رہتی ہین **ساہو مسلمان** اصلی وطن انکا کشمیر ہی جہوڑا

عرصہ ہوا کہ یہ لوگ کشمیر سے پنجاب مین آکر خاص لاہور مین سکونت پذیر ہوئے مدت تک انکا گدائی کا کام تھا اور رہنے کے
واسطے انکے چھپر مین تمام تھا اب یہ حال ہی کہ انکی ترقی بکمال ہے لاہور مین ایک محلہ صرف انہین کے نام سے مشہور ہوگیا ہے
سابق سب کرایہ دار تھے پریشان روزگار تھے اب بڑی بڑی عالیشان مکان ہین فراغت کے سامان ہین معاش انکا
یہہ ہی کہ یہہ لوگ ہندوستان کے دور دور ملکون مین نکل جاتے ہین اور بھیس بدل کر کوئی مجذوب فقیر کوئی
سالک بیر کوئی مفلس کوئی غریب کوئی حکیم کوئی طبیب کوئی عالم کوئی عامل کوئی تاجر کوئی بیوپاری بنی سادہ کو
سنت بن جاتا ہی اور ہر ایک روپ مین آکر روپیہ کماتا ہی اکثر فریب انکا فقیری و مجذوبی کے بھیس مین
لوگ بہت کہا جاتے ہین اور بعضون کو تو ایسا موقع نیک حاصل ہو جاتا ہی کہ کسی نہ کسی ایک راجہ یا رئیس سے
خاطر خواہ روپیہ حاصل ہو جاتا ہے پردیس مین جاکر یہہ اپنے نام بھی بدل لیتے ہین کسیکا نام شطرنجی شاہ دخانشاہ
کسیکا نام زنبور شاہ کسیکا زنجیر شاہ علی ہذا القیاس ہوتا ہی بولی فارسی ہندوستانی پشتو کشمیری پنجابی سطرح کی جانتے
دشستہ بولتے ہین جب روپیہ خاطر خواہ پیدا ہو جاتا ہی تو لاہور مین آکر گھر مین سال دو سال با آرام تمام کہاتے ہین
جب ختم ہو جاتا ہی تو پھر سفر کی تیاری ہوتی ہی اسیطرح سب کا گذارہ ہی مگر اب بعض سادہو کتاب فروشی تجارت
بھی کرتے ہین **قوم بلوچ** یہہ قوم ترکمان قوم سے نکلی ہی پہلے اسقوم کا قیام ماورالنہر کے علاقہ مین تھا وہان سے
ہمراہ کسی بادشاہ کے ایران مین آئی اور قیام اونکا اوس ملک مین مدت تک رہا وہانسے جب شاہان وقت
انکی طرف بعلت مفسدہ پردازی بدظن ہوگئے تو یہہ وہانسے بھی نکلے اور جابجا منتشر ہوکر بطور خانہ بدوشان رہنے
لگے زبان انکی اوسوقت فارسی تھی ایک فرقہ تو کیچ و مکران مین آکر آباد ہوا اور ایک فرقہ خراسان کے
متعلقہ جنگلون اور پہاڑون مین پہیل گیا زبان مین بھی تغیر پیدا ہو گیا چنانچہ اب بھی بلوچی زبان مین
فارسی الفاظ بہت ہین کیچ مکران سے یہہ نکلکر ضلع ڈیرہ غازیخان و اسماعیل خان وغیرہ علاقجات دامان
کوہ غربی مین آبسے یہہ لوگ اونٹ بہت رکھتے ہین زمینداری بھی کرتے ہین اور اگر بلوچون سے انکا اصل
پوچھا جائے تو کہتے ہین کہ ہم حضرت امیر حمزہ رسول مقبول علیہ السلام کے چچہ کی اولاد ہین اور ہماری بزرگ
عرب سے آئے تھے بعض اپنا شجرہ بدیع الزمان پسر امیر حمزہ اور بعض عمر پسر امیر حمزہ کے ساتھہ ملاتے ہین خلفائے
بنی امیہ کے وقت جب محمد قاسم نے خراسان فتح کرکر بلوچستان فتح کیا تو اوسکے ہاتھہ پر یہہ سب قوم مسلمان
ہوگئی یہہ قوم عموماً جاہل بے علم دہقان بادیہ نشین ہی زمانہ اسلام مین کچھہ لیاقت انہون نے حاصل کر اور
بعض مقامات پر فرمان فرمائی بھی ہوئی چنانچہ غازیخان بانی ڈیرہ غازیخان بھی بلوچ تھا اور ریاست
خطہ قلات کی اب تک موجود ہی انکی علیحدہ علیحدہ خاندانون کو تمن کہتے ہین اور تمن مین ایک تمندار ہوتا ہے
اس زمانہ مین زیادہ تر یہہ قوم کنارہ بحر سندھ پر آباد ہی کہ نام اوسکا بلوچستان مشہور ہی دریائے سندھ سے لیکر علیم

فارس کے دہانہ تک اسملک کی وسعت ہی بلوچستان کے شمالی حد پر ریگستان بہت ہین اور چند پہاڑ بھی واقع ہین
جب ہمایون بادشاہ دوبارہ خراسان سے دہلی کو آیا اوسوقت میر جاکر سردار قوم بلوچ کا معہ اپنی قوم کے بروقت
بادشاہ دہلی تک گیا اور جنگ کے معرکون مین خدمات شایستہ بجالایا بادشاہ نے بعوض خدمت اوسکو علاقہ
سنگھرہ جاگیر مین عنایت کیا اور وہ سنگھرہ مین قیام پذیر ہو کر وہان ہی مر گیا اس سبب سے اوس علاقہ مین بھی
یہہ لوگ بکثرت آباد ہین رفتہ رفتہ یہہ قوم اتنی بڑہی کہ افغانستان تک انکی آبادیان ہوتی چلی گئی اور ملتان
تک پہیلتی ہوئی چلی آئی شاہ حسین لنگاہ حاکم ملتان کے وقت بھی اسقوم کی بڑی ترقی ہوئی اور سہراب بلوچ منظور
شاہ حسین ہوا اور جاگیردار بنا اور بلوچ بھی اوسکے وقت جاگیردار تہی جنکی جاگیرین دریای سندہ کے کنارے پر تہین
غرض کثرت اسقوم کی سوای علاقجات مرقومہ کے اور شہرون مین نہین ہے چونکہ اسقوم کے ذکر مین نصیر خان قلات کا
درمیان آگیا ہی مناسب ہے کہ اوسکا ذکر مختصراً درج کتاب ہو

ذکر ریاست قلات

یہہ ایک علیحدہ ریاست
خودمختار ما بین علاقہ والی کابل اور سرکار انگریزی کی ہی تمام قوم بلوچ مین سے یہی آجکل ایک بڑی ریاست ہی ابتدای حال اسطرح پر
ہی کہ عبداللہ خان قوم بروہی کا سردار ایک جوانمرد بہادر آدمی تھا اوسنے اپنا تصرف قلات کی علاقہ پر
کر لیا چونکہ اسی علاقہ مین سے کچھہ علاقہ یار محمد خان سرائی کے تصرف مین تھا عبداللہ خان اور یار محمد خان
کی آپسمین لڑائی ہوئی عبداللہ خان لڑائی مین مارا گیا احمد شاہ بادشاہ خراسان نے محبت خان عبداللہ خان
کے بیٹے کو مدد دیکر کچھہ علاقہ بطور خون بہا عبداللہ خان کے یار محمد خان سے دلا دیا چونکہ محبت خان چاہتا تھا کہ کل علاقہ
یار محمد خان سے چہین لے بادشاہی حکم سے منحرف ہو کر یار محمد خان کے ساتھہ مستعد بجنگ ہوا بادشاہ نے اسپر نہایت
غضبناک ہو کر تعجیل فوج محبت خان کو معہ اوسکے فرزند نصیر خان کے گرفتار کر لیا محبت خان تو قتل کرایا گیا
اور نصیر خان چندے قید رہا اتنی عرصہ مین علیمردان خان ہرات مین باغی ہو گیا بادشاہ نے نصیر خان کو رہا
کر کے افسر فوج بنایا اور ہرات کی مہم پر مامور کیا نصیر خان ہرات جا کر فتحیاب ہوا اوس خدمت کے عوض مین
بادشاہ نے قلات کا ملک نصیر خان کو بخش دیا بعد ازان جب بادشاہ پنجاب مین آیا تو بہی نصیر خان خدمات
شایستہ بجالایا اور اونکی عوض علاقہ ہرند جاگیر مین پایا یہہ نصیر خان بڑا نامور بہادر دلیر لایق سردار تہا تمام
قوم بلوچ نے اسکو اپنا افسر و فرمانروا کیا تھا ملک اسکا بہت فراخ و پیداوار والا نہ تھا پھر بھی قافلہ سوداگرون کے اسکے وقت
درہ بولن سے آتی اور لاکہون روپیہ کا مال ہرات و قندہار سے لا کر ہندوستان مین فروخت کرتی اسکی تین بیٹے تہی
مصطفی خان محمد رحیم خان محمود خان بعد وفات اسکی مصطفی خان مسندنشین ہوا اوسکو محمد رحیم خان اوسکی بہائی
نے مار ڈالا اور ہرند کو بہاگ آیا اوسوقت محمود خان خوردسال تھا مسمات زینت اونکی والدہ نے تسلی دلا سا
دیکر محمد رحیم خان کو اپنے پاس بلایا مگر وہ راہ مین مر گیا اوسکی مرگ کا باعث معلوم نہوا اوسکی بعد محمود خان جانشین

ہوا اسیسی علاقہ ہرند مہاراجہ رنجیت سنگہ نے چہین لیا اور قلات کے ملک مین بے انتظامی ہوگئی محمود خان کے بعد محراب خان اوسکا بیٹا جانشین ہوا ۱۸۳۹ء مین جب سرکار انگریزی بحمایت شاہ شجاع الملک کے فوج لیکر اِسی رستسی قندہار کو گئی تو وہ ناعاقبت اندیش بمقابلہ پیش آیا اور لڑائی مین مارا گیا اور ملک سرکار کے قبضہ مین آگیا بعد چند سال کے پہیر یہہ ملک نصیر خان پسر محراب خان کو عطا کردیا بلکہ واسطے حفاظت درہ بولن کے پچاس ہزار روپیہ نقد سالانہ دینا منظور کیا چند سال انتظام اچہا رہا اور آمد رفت سوداگرون کی ہوتی رہی ۱۸۵۷ء مین نصیر خان مرگیا اور خداداد خان بیٹا اوسکا مسند پر بیٹہا اسکی وقت پہیر ملک مین بد انتظامی پہیلی اراکین سلطنت بگڑ گئے کشت و خون ہونی لگا پچاس ہزار روپیہ سالانہ سرکار نی بہی دینا بند کردیا جب نہایت ابتری ہوئی تو سرکار پہیر اِس ریاست کے انتظام کے طرف متوجہ ہوئی چنانچہ اب یہہ ریاست زیر حمایت سرکار انگریزی کے ہی

گوجر یہہ قوم پنجاب مین بکثرت رہتی ہی مویشی پالنا اور دودہ بیچنا انکا کام ہے اصل مین گوچر انکا نام ہے کہ گوچر گائی چرانیوالی کو کہتی ہین اب گوچر کا لفظ بگڑکر گوجر بن گیا یہہ لوگ دودہ مین پانی بہی اکثر ڈالدیتی ہین اصلی دودہ بیچنیوالا انمین کوئی بہت ہی کم ہوگا مذہب انکا مسلمانی ہی ۔

ارائین اسقوم کے گوت بیشمار ہین نکاس اپنا یہہ راجپوتون اور کہتریون سی بیان کرتی ہین پہلی یہہ لوگ اُچ کے علاقہ مین رہتی تہی آخر لنگاہی سلطنت کی زور و تعدی سی تنگ آکر پنجاب کیطرف آئی اور اسقدر پہیلی کہ اب کوئی شہر و قصبہ و گانو انسی خالی نہین ہی انمین کاشتکار بہت ہین اور بعض سبزی فروشی وغیرہ کا موتمین بہی مصروف ہین انگریزی سلطنت مین یہہ قوم فارسی و انگریزی علم بہی بہت پڑہ گئی ہی

بافندہ اصل مین یہہ ایک پیشہ سفید بافی کا ہی مگر اب یہہ ایک قوم مشہور ہوگئی ہی قومین اور گوت انکی مختلف ہین اور جولاہہ کہلاتے ہین

بہاٹیہ یہہ ایک قوم ہندوون کے قومون مین سی شمار ہوتی ہی اور وڈون کے مشہور ہی دوکانداری دیبوپار انکا کام ہی

بہرو پیہ یہہ قوم نکاس اپنا چوہان راجپوتون سی بتلاتی ہی پہلی یہہ بطور خانہ بدوشون کے رہتی تہی اور طرح طرح مکر و فریب سی معاش پیدا کرتی تہی اسواسطی بہروپیہ مشہور ہوئی اور یہہ لوگ اکثر لوگون کو سوانگ و نقل بہی کرتی ہین

بلکہی وارہ یہہ ایک آوارہ و خانہ بدوش قوم پنجاب مین ہی جو ملک ملک در علاقہ بعلاقہ پہیرتے رہتی ہین کسی مذہب کے پابند نہین ہین

تیلی یہہ قوم تیل نکالنی کا کام کرتی ہین گوت انکی بہت ہین مسلمانی مذہب رکہتی ہین

لوہار ترکہان یہہ دونو قومین فی الحقیقت ایک ہین لکڑی لوہی و معماری کا کام کرتے ہین پنجاب مین مسلمان بہت بلکہ بے شمار ہین بعض سکہہ و ہندو بہی ہین گوت انکی بیشمار ہین

چہینبا یا دہوبی یہہ قوم کپڑے دہونی اور رنگنی کا کام کرتی ہین خیاطی کرنا بہی انکا کام ہی مسلمان بہت ہندو کم ہین

جہینور یہہ قوم ہندو و مسلمان دونو قسم کی ہی ہندو جہینور کہار نان پزی کا

کام کرتی اور ڈولی کی سواری اوٹھاتے ہین گوت انکی بکثرت ہین مسلمان جھیور مشک اوٹھاتے ہین اور
دیہات ہین نان پزی وخدمتگاری کرتے ہین **چمار** یہہ لوگ پنجاب مین اکثر جوتیان سیتے ہین مگر پنجابی موچے
علیحدہ ہین گوت انکی بہت ہین موچی تمام مسلمان ہین چمارون کا کوئی مذہب نہین ہے **چنگڑ** یہہ لوگ
کبھی باس ہوتے ہین کسی گانو یا شہر مین مقیم نہین رہتی جابجا ڈرون کے دونون شہرون اور قصبون کے باہر آکر
کٹیان لگاتی ہین محنت مزدوری انکا کام ہے مذہب انکا اسلام ہے بعضی انمین سے اب شہرون اور قصبون مین مقیم
بھی ہوگئی ہین اور مکانات بنالئے ہین **نائی** یہہ لوگ بھی اپنی گوت بہت رکہتے ہین مونتراشی وحجامت وجراحی
وخدمتگاری انکا کام ہے **نواول** یہہ لوگ جوگی کہلاتے ہین کام انکا اصلی گدائی ہے بعض انمین سے فال بینی
اور رمالی کا کام کرتی ہین اور بعض مدح خوانی کرکر سکہہ مانگتے ہین بعض بید حکیم کہہ کر گلیون مین پھرتے ہین گوت
انکی بیشمار ہین لاہور مین خاص ایک محلہ انکا آبادی ہے **سانسی** یہہ لوگ آوارہ گرد اور خانہ بدوش ہین
مردارخواری اور چوری انکا کام ہے ہر ایک جانور کو مار کر کہا لیتے ہین کتے بلی گیدڑ چوہا لومڑ وغیرہ کسی جانور
کے کہانے سے پرہیز نہین کرتے گانو گانو پہرتے اور چوری کرتے ہین **ککے زئی** پہلے یہہ لوگ
ہندو کلال تھے جب مسلمان ہوئے تو کوئی شخص مسمی ککا انکا مورث اعلی ہوا اوسکی نام سے یہہ ککے زئی مشہور ہوے
اور زئی پشتو زبان مین اولاد کو کہتے ہین اگرچہ یہہ لفظ افغانون کے قوم مین رائج ہے مگر انمین بھی مستعمل ہوگیا ہے
اب یہہ لوگ شیخ بھی کہلاتے ہین پیشہ انکا غلہ کا بیوپار وپشمینہ فروشی وسوداگری ودوکانداری وغیرہ ہے
لبانہ پنجاب مین یہہ ایک قوم ہندو ومسلمان سے الگ ہے اگرچہ وہ اپنے آپ کو ہندو ظاہر کرتے ہین مگر
اونکی عادات اور اطوار ایسے ہین کہ ہندو ومسلمان ہر دو قوم انسے پرہیز کرتے ہے مگر چمارون اور چوہڑون اور
سانسیون سے یہہ اپنے آپ کو افضل سمجہتے ہین حرام نہین کہاتے اب ضلع لاہور وسیالکوٹ وغیرہ مین یہہ لوگ بہت
ہین اور کاشتکاری کرتے ہین موضع لبان والہ وغیرہ مین انکی ملکیت بھی ہے **مصلی** پہلے یہہ لوگ
بھنگی قوم چوہڑے تھے پہر مسلمان ہوئے اور مصلی یعنی نمازی کہلانے لگے پنجاب مین یہہ قوم بہت ہے **میراثی**
یہہ لوگ پیشہ کرسی خوانی وخدمتگاری زمیندارون کا کام رکہتے ہین ہر ایک ججمان کا کرسی نامہ نام بنام انکو
یاد ہوتا ہے نسبت وشادی کے وقت مجموعہ عام مین کرسی نامہ پڑہتے ہین حق حقوق انکی زمیندارون سے اوپر
جو مقرر ہین اونسے انکا گذارہ ہے چونکہ یہہ کام انکا قدیمی ارث ہے اسواسطے میراثی کہلاتی ہین **کشمیری**
یہہ نام اگرچہ کشمیر کے ملک کی ساتھ منسوب ہے مگر پنجاب مین اب یہہ ایک قوم مقرر ہوگئی انکی گوت ہزار در ہزار
جنمین شریف ونجیب ورذیل وغیرہ ہر ایک طرح کے لوگ ہین انمین سے ایک ہندو کشمیری پنڈت ہین جو فارسی
خوانده ہوتی ہین اور اچھے اچھے معزز عہدون پر مامور ہین مسلمان کشمیری ٹھاروپٹ وغیرہ اکثر پنجاب پشمینہ وشال بافی

خشت فروشی و بارکشی وغیرہ کا کام کرتے ہین بعضی سفیدبافی مین مصروف ہین شالی گوبی بھی انہین کا کام ہے
شیخ ڈہولی یہہ قوم خاص پنجاب مین رہتی ہے سید احمد سخی سرور سلطان کے یہہ مداح و علم بردار کہلاتے
ہین گدائی و دریوزہ گری پر انکا گذارہ ہے گدائی کے وقت ایک کے ہاتھہ مین علم ہوتا ہے اور دوسرا ڈہول بجاتا ہے
اور منہہ سے حضرت کے تعریف کے جملے گاتے جاتے ہین دہونکل اور نگاہی کے میلے کے قافلون کے ساتھہ یہہ سینکڑون
ہوتے ہین اور ڈہول بجاتے ناچتے ہوئے قافلے کے ساتھہ جاتے ہین لاہور مین جو سرور کے قدمون کا میلہ
ہوتا ہے اوسوقت بھی یہہ ہزارون جمع ہو کر آتے ہین **سپہیڑی** یہہ قوم بھی خانہ بدوش قوم ہے اسمین سے
سانپ پکڑنا اور بین بجانا اور لوگون کو سانپ دکہانا اور گدائی کرنا اسکا کام ہے اکثر انمین جوگیون کے طرح
کانون مین مندرین پہنتے رکہتے ہین اور گورو گورکہنا تہہ کے چیلے کہلاتے ہین ہندو مسلمان کی انمین کچھہ تمیز
نہین ہے دونو کے ہاتھہ کا کہانا کہالیتے ہین **قصاب** یہہ ایک مشہور قوم ہے اخراج انکا اکثر تیلیون سے
ہے گوت انکی بیشمار ہین گوشت کا بیچنا اور بکرون وغیرہ جانورون کا ذبح کرنا انکا کام ہے **مغنی یعنی**
ڈوم پنجاب مین یہہ قوم شہرون اور قصبون مین بکثرت ہے یہہ لوگ راگ گاتے اور سارنگی و ستار
وطبلہ وساز بجاتے ہین بعض تو انمین قوال ہین جو مشایخ کے سماع کے مجلسون مین جاتے ہین اور بعضی ناچنے والے
کنچنیون سے فاحشہ کو تعلیم دیکر رقص کے وقت اونکے پیچہے ساز بجانے کے واسطے کھڑے ہوتے ہین انکی عورات بھی
اشرافون کے ستردار گہرون مین موقع شادی کے جاکر گاتے اور ناچتی ہین بعضی انمین سے بھانڈ اور نٹ کہلاتی
ہین جو راگ بھی گاتے اونقلین اور سوانگ بھی بھرتے ہین **بہنگی خاکروب** پنجاب مین یہہ چوڑے
مشہور ہین تعداد مین یہہ بڑی قوم ہے اور گوت انکی بھی بیشمار ہین انکا قول ہے کہ لال بیگ فقیر ذرا اپنے
وقت کا ایک بزرگ تھا یہہ مذہب ایجاد کیا اور ہمکو اپنا چیلہ بنایا خاکسار ہمارا نام رکہا کروبی ہمارا کام ہے نعمت
خدا کی عام ہے کچھہ حلال ہے نہ حرام ہے اسواسطے ہم سب کچھہ کہالیتے ہین جیکو ہندو مسلمان مرا ہوا مردار کہتے ہین وہ
ہمارے نزدیک اچھا ہے کہ خدا کا مارا ہوا ہے جسکو خدا نے مارا وہ ہم نے کہایا مردار کر جیو کا کہانا ہمارے نزدیک گناہ
ہے کل بہنگی اپنے محلہ مین لعل بیگ کا چبوترہ بنا رکہتے ہین جمعرات کے رات وہان چراغان اور شیرینی تقسیم
کرتے ہین شادی مین انکی ملا مسلمان آکر نکاح لڑکی لڑکا کا پڑہ دیتا ہے جب کوئی مرجاتا ہے تو بھی ملا کو جنازہ
کے واسطے بلاتے ہین اور کوئی نہ کوئی بیوقوف بے علم طماع ملا وہان جاکر یہہ کام کرآتا ہے مُردے ان کے
دفنائے جاتے ہین قبرستان انکی مسلمانون سے علیحدہ ہین **مذہبی چوڑے** یہہ قوم پنجاب مین
سکھہ کی قوم کے ایک شاخ ہے پہلے یہہ بھی بہنگی خاکروب دیہاتی تھے گورو گوبند سنگہ سکھون کے دسوین گورو نے
انکو پاہل دیکر سکھہ بنایا کیس کہنوائے مسلم کیا چوڑے ہی وفاداری کی ہدایت کے رسمین انکی سب سکھون کے مطابق

ہین سرکار نے دہلی کے غدر کے وقت چند پلٹنین انکی بھرتی کی گورو صاحب کی ہدایت کے موجب یہہ مسلمانون
سے سخت دشمنی رکھتی ہین بسبب بیخوفی و چوری و غارتگری انکے کے سرکار انکی ہر وقت نگران رہتی ہے ضلع اضلاع
جسقدر یہہ پیدا ہوتے اور مرتے ہین فہرست انکی دفترونمین مہیا رہتی ہے **طوائف یعنی کسبی کنچن**
پنجاب مین اس قوم کو کنچن کہتے ہین کل قومون مین سے یہہ ارذل بے غیرت دیوث قوم ہے شجرہ انکا مادری ہے
باپ انکا روپیہ ہے لڑکیان اور کنیزکین اپنی یہہ زنا کے پیشہ پر بٹھلا دیتی ہین زنا کی خرچی جمع کر لیتی ہین جسقدر
لڑکیان انکی زیادہ تر کمائین رات دن زنا کرین اوسیقدر اونکی لائق مندی بیان ہوتی ہے اور اگر بسبب نیت
کسی شخص سے کسی لڑکی کی محبت ہوگئی تو وہ بہوری والی یعنی نالائق محض کہلاتی ہے بعضی شریرہ ایسی ہوتی ہین
کہ جب کوئی امیر عقل کا اندہا گرہ کا پورا اونکی دام مین آیا تو تھوڑے ہی دنون مین اوسکو لوٹ کر برباد کر دیتی ہین
تک نہین چھوڑتی مردون مین سے بعض شریر ایسی ہوتی ہین کہ رنڈی کو معہ زیور اوڑا لیجاتے ہین اور کنچن منہہ
دیکھتی رہجاتے ہین غرضکہ انکی محبت و دشمنی دونو بلائے عظیم ہے دانا لوگ انکی سایہ سے ڈرتے ہین اگر کوئی کنچن یا کنچنی
روبرو آجاوے تو لاحول پڑھتے ہین - رنجیت سنگھ کے وقت اس قوم کی بڑی ترقی ہوئی بسبب اسکے کہ موران کنچنی
کے نسبت رنجیت سنگھ کو اسقدر عشق ہوا کہ وہ کنچنون کے گھر آتا ہر طرح کی اونکی نازبرداری اوٹھاتا روپیہ
سکہ اوسکا جاری کرایا اوسکا گھر دار الضرب بنایا کل سلطنت کی معاملے کنچنون کے گھرونمین فیصل ہوتی ایک
ایک کنچن اپنے آپ کو شریک سلطنت سمجہتا اوسی وقت سے سکھون کی سلطنت کے اخیر تک یہہ لوگ خود مختار تھے ہزارون
لڑکیان کشمیر اور پہاڑ سے منگوا کر انہون نے پیشہ پر بٹھلا دین اپنی گھرون مین ہتڑیان جولانے کا ٹھٹہ تیار کر رکھی
جو کنیزک یا لڑکی ان کی فرمابجی انکی حکم سے سرپیچتی تو فوراً اوسکی پاؤن مین زنجیر پہنا دیتی اندہیری کوٹہریون مین
بے آب و دانہ قید کر دیتی چابک ہی مارکے مار دیتی کوئی پرسان حال نہوتا مدت تک یہی حال رہا آخر خداوند تعالے
کو یہہ ظلم پسند نہ آیا سکھون کا دورا اوٹھایا سلطنت انگریزی کا وقت آیا کنچنون کے بیڑیان ٹوٹین کاٹھہ جل گیا
ہزارون کنچنیون نے اپنے دل والی دوستون سے نکاح کر لئے ہزارہا ون علیحدہ ہو کر بازار مین جا بیٹھین آیندہ بردہ
و غلام خریدنی کی ممانعت ہوگئی لڑکیان کم پیدا ہوئین اور حکم ہوگیا کہ جب عورت اٹھارہ سال کی ہوجاوے
تو یہہ پیشہ پر لگائین ایسی ایسی صدمات سے بازار اس قوم کا سرد ہوگیا مگر اب بھی جو کوئی ناکردہ گناہ انکی پنجہ مین گرفتار
ہو جاتی اوسکا خدا حافظ ہے **سنار** یہہ قوم پنجاب مین زیور بنانے کا کام کرتی ہے ہندو مسلمان دونو قسم کے
سنار ہین گوت انکی بیشمار ہین خیانت اور چوری انکی مشہور ہے جب بیگانہ مال انکی پاس آتا ہے تو نیت انکی پھر جاتی ہے
اوسکی نصف کھوٹ اسطرح ہزار ہا فریب اور دغا بازیان کرتے ہین کہین ٹانکا زیادہ لگا دیتے ہین کہین اصلی چاندی
یا سونے مین کھوٹ ملا دیتے ہین کہین وزن کے وقت اوڑا لیتے ہین غرضکہ انکی فریب اور دغا بازیون کا شمار

نہین

نہین اور جو نہ کرے وہ سُنار نہین بیگانے مال کے ہضم کرنے مین انکا پیٹ بہت فراخ ہے روپیہ لیکر بارہ آنہ واپس
دینے تو بڑے دیانت دار ہین سنارون کا کام ہے سو اس کام کے کرنے والے جو ہندو سنار ہین تو البتہ دیانتدار
ہین مسلمان بڑے عیار ہین کل مال ہے اگر نصف بھی صاحب مال کو دیدین تو غنیمت ہے بعض تو ایسے ہوتے ہین جو
لوگون کا مال ہے لیکر وطن چھوڑ جاتے ہین بعض دوالے بنجاتے ہین اور پنجاب مین یہہ مشہور بات ہے کہ سُنار نے
اپنی والدہ کے ہنسلی بنانے کے واسطے لی جب تک دینے اوسمین سے مال چورا نلیا آرام نہ آیا

پراچہ

یہہ قوم بھی پنجاب کے ملک مین بکثرت رہتی ہے مذہب انکا مسلمانی ہے تجارت دوکانداری کام ہے انکا دعویٰ ہے
کہ ہم ابن یامین حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد ہین اول کسی بزرگ ہمارے نے بحضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کے حاضر ہو کر خلعت اسلام پہنا مورث اعلی ہمارا پراچہ پنجاب مین آیا اوسی نام سے ہمارا یہہ نام قرار پایا قوم
کی کوت بہت ہین کفایت شعاری و کم خرچی مین یہہ لوگ مشہور ہین ان مرد شب و روز پشم فروشی و پشم سازی کے کام مین مصروف

تیسری تقسیم ہندو اور مسلمانی وغیرہ مذہبون کے عقاید کے بیان مین

فی زماننا پنجاب مین بہت طرح کے مذہب رایج ہین جنمین سے بہت قدیم و پرانا مذہب **ہندو مذہب** ہے
تمام پنجاب بلکہ کل ہندوستان مین اسکا رواج ہے اسواسطے چند اعتقاد اس مذہب والون کے لکھے جاتے ہین اول
انکا قول ہے کہ برہما بشن مہیش سب دیوتاؤن سے بڑے دیوتے ہین جنکے تفویض مین کل جہان کا مدار ہے اور خالق حقیقی
برہما کی صورت بنکر دنیا کو پیدا کرتا ہے بشن کی شکل بنکر پالتا ہے مہیش یعنی شب کی صورت بنکر مارتا اور فنا کرتا ہے
اور جہان کے پیدایش کی ابتدا اسطرح ہوئی کہ سب سے اول بشن کے ناف سے کنول کا پہول نکلا اوسمین سے برہما
پیدا ہوا برہما اور بشن اپسمین جھگڑنے لگے برہما نے کہا مینے تجھکو پیدا کیا ہے بشن نے کہا مینے تجھکو پیدا کیا ہے اتنے مین
آسمان سے ایک ہوان ظاہر ہوا اسمین سے برہما کو خطاب ہوا کہ تو برہما ہے اور یہہ بشن ہے جسکی ناف سے کنول کا
پہول نکلا اور یا وس سے تو نکلا ہے اب تو خلقت کو پیدا کر جب برہما نے اوس ہوان کیطرف غور سے دیکھا تو اسمین سے
ایک لنگ نظر آیا برہما سواری ہنس لنگ کی پیمایش کے واسطے اوپر کو اوڑا اور بشن سواری گرڑ پاتال
کو دوڑا دس ہزار برس تک وہ دونو پیمایش کرتے رہے مگر لنگ کا انتہا نہ پایا تب برہما نے جان لیا کہ میرا مالک
اور پیدا کرنے والا یہی لنگ ہے دوسرے اعتقاد ہندو رکھتے ہین کہ دس مرتبہ بھگوان یعنی خالق حقیقی نے
دس جسمون مین اوتار لیکر دنیا پر ظہور کیا ہے پہلا یہہ اوتار کہتے ہین کہ سنکھاسر دیت برہما کے چارون بید دیکو
چرا کر نکل گیا اور سمندر مین جا کر غایب ہوا برہما نے ناچار ہو کر بھگوان سے عرض کیا بھگوان نے مچھلی کی صورت اختیار کر کے
اور سمندر کے تہہ مین جا کر سنکھاسر دیت کو مارا اور بید انکو اوسکے پیٹ سے نکالکر برہما کے حوالے کئے دوسرا

کچھہ اوتار کہ دیوتاؤن نے چودہ رتن نکالنے کے لیے چاہا کہ سمندر کو دہی کیطرح بلوئین اسواسطے مندراچل پہاڑ کی رئی
اور باسک ناگ کی اوسمین سے ڈالکے سمندر کو بلونے لگے مندراچل پہاڑ جو بہت گران تھا پاتال کو جانے لگا دیوتے
اوسکو سنبہال نسکے اور بھگوان سے عرض کی بھگوان نے کچھوے کی صورت ہوکر اوس پہاڑ کے نیچے پیٹھہ رکھہ دی تب
دیوتاؤن نے حسب لخواہ چودہ رتن نکالے تیسرے باراہ اوتار کہتے ہین کہ ایک دیت ساری زمین اور زمین کے
رہنے والون کو بوریا کے طرح لپیٹ کر پاتال کو لے گیا اور عالم مخلوقات کو بالکل نیست و نابود کر دیا اسواسطے
بھگوان خوک کے صورت اختیار کرکے پاتال مین گیا اور دیت کو مارکر زمین اوسکے ہاتھہ سے چھوڑالایا چوتھا
نرسنگھہ اوتار کہتے ہین کہ ہرنکشف راجہ ملتان نے اپنی پرستش شروع کرائی اور پہلاد اپنے بیٹے کو جو خداپرست تھا
لوہے کا ستون گرم کرکر تکلیف دی کہ اوس سے لپٹے بھگوان ستون کے اندر سے ایسی صورت بنکر نکلا کہ اوپر کا دہڑ
شیر کا اور نیچے کا آدمی تھا اور اپنے پنجون سے ہرنکشف کو ہلاک کیا پانچوان باون اوتار کہتے ہین کہ بھگوان نے دیوتاؤن
کے کہنے کے بموجب بقدر باون انگلی کے جسم اختیار کرکے راجہ بل کو کہ بہت عادل اور خوش خصال تھا چھل اور
فریب کرکے سلطنت سے خارج کیا چھٹے پرسرام اوتار کہتے ہین کہ راجہ سہنسر باہو چھتری نے جمدگن برہمن پرسرام
کے باپ کو کہ اوسکا ہمزلف تھا قتل کر دیا بھگوان نے کہ اوسکے بدلا لینے کے واسطے جمدگن کے گھر جنم لیا ہوا تھا ایک
تبر ہاتھہ مین لیکر ایک خون کے بدلے ساری جہان کے چھتریونکو قتل کر ڈالا پھر چھتریون کے عورتون سے کہ برہمنون سے
ہم بستر ہوئین کہتری پیدا ہوئے ساتوین رامچند اوتار کہتے ہین کہ راون کے قتل کے واسطے بھگوان نے راجہ جسرت کے گھر
جنم لیا اور رامچند نام پاکر راون کو قتل کیا اوسکا قصہ مشہور ہے آٹھوین کشن اوتار کہتے ہین کہ بھگوان نے راجہ
کنس کے قتل کے واسطے جو متھرا کا راجہ تھا باسدیو کے گھر دیوکی کے پیٹ سے جو کنس کی چچیری بہن تھی تولد ہوا اور
کنس کو قتل کر ڈالا اور حکومت متھرا کے راجہ اوگرسین کو دی اوس اوتار نے عورتون کے ساتھہ بہت عیش کیا
اور بانسری بجانے کا اوسکو بہت شوق تھا نوین بودہ اوتار یہہ ایک صورت صندل کی بنی ہوئی جگناتھہ مین
رکھی ہے ہندو کہتے ہین کہ تمام عمر مین جو کوئی ایک مرتبہ اسکی درشن کرے تمام گناہ اوسکی عبادت ہوجاتی ہین دسوین
کلنگی اوتار اسکا ظہور ابھی نہین ہوا کہتے ہین کہ یہہ اوتار سنبل شہر مین بشنددت برہمن کے گھر پیدا ہوگا اسکے
پیدا ہونے سے کلجگ کے تاثیر بدل کر ست جگ کا زمانہ شروع ہوگا تیسرے دیوی دیوتے ہندؤن کے بشمار ہین
جنکی مورتین بناکر پوجتے ہین منجملہ اونکے شب جی کے لنگ یعنی آلت کی پرستش ہوتی ہے اور وہ لنگ پتھر کا بنا ہوا
جلہری کے اندر جسکی صورت فرج کی ہوتی ہے رکھا ہوا ہوتا ہے اوپر اوسکی سندر بناکر پرستش کرتے ہین برہما کی مورت
چار منھہ کی ہوتی ہے کشن جی کی تصویر سیاہ رنگ سر پر تاج پاس ایک دو عورتین گوپی بناتی ہین اندر دیوتا اونکے
اعتقاد مین بہشت کا راجہ ہے بہشت بسانے والا جم راج یا دھرم راج دوزخ کا داروغہ خلقت کا بعد مرگ کے حساب

دینے والا جیر گپت لوگون کے اعمال نیک و بد لکھنے والا ہی دیویان بھی انکے اعتقاد مین بہت ہین بڑی دیویان انمین
سے ہین ایک مہا کالی مہادیو کی مددگار جسکا ظہور کانگڑہ و جوالا مکھی مین ہے دوسری مہا لچھمی بشن کی مددگار اسکا
ظہور چاندی اور سونے مین کہتے ہین تیسری سارستی برہما کی مددگار ظہور اسکا پہوے کے نزدیک ایک سرستی کی چشمہ
مین ہے اور ان تین دیویون سے اور نو کروڑ دیویان پیدا ہوئی ہین اور ایک بڑا دیوتا ان کے مذہب مین
بیاس جو جن گندہا کا بیٹا ہے جسنے بید کو تقسیم کیا اوسکی پیدایش کا قصہ طول ہے اسواسطے ترک کیا گیا اور ایک
بڑا دیوتا اس مذہب کا گنیش دیوتا ہے جسکا سر ہاتھی کا اور جسم انسان کا ہے اسکی پرستش عام ہے اسکی پیدایش
کا مختصر قصہ یہہ ہے کہ ایک دفعہ پاربتی مہادیو کی بیوی نہانے بیٹھی جب اُبٹنا ملا اور بدن سے میل اوتارا تو اسکا
ایک پتلا آدمی کا بنا کر زندہ کردیا اور اوسکو حکم دیا کہ دروازہ کے اوپر بیٹھکر کسیکو گھر مین نہ آنے دے
اتنے مین مہادیو خود تشریف لائے اوس لڑکے نے اونکو اندر جانے سے روکا مہادیو نے خفا ہوکر اوسکا سر
کاٹ کر پہاڑ و کے اندر پہینکدیا جب پاربتی کو یہہ خبر ہوئی بہت روئی اور رنجیدہ ہوکر اوسکے زندہ کردینے کی
درخواست کی مہادیو نے ہرچند کٹے ہوئے سر کو تلاش کیا پتا نملا ناچار ایک ہاتھی کا سر کاٹ کر اوس لڑکے
کے بدن کے ساتھہ ملایا اور زندہ کردیا اور گنیش نام رکھکر بر دیا کہ جو کوئی شخص کوئی کام کرے پہلے تیرا نام
لے اور جو کوئی کسی دیوتا کی پوجا کرے پہلے تیری پوجا کرلے تو وہ قبول ہو ہندوؤن مین قسم قسم کے سادہو اور
قسم قسم کے فقیر اور قسم قسم کے طریق اور طرح طرح کے مذہب ہین کل بیان اونکا ایک امر محال ہے اسواسطے
تھوڑے سے طریقون کا ذکر جو پنجاب مین ہے یہان تحریر ہوتا ہے **بشنوی** یہہ لوگ بشن کو مانتے ہین کشن اور
رامچند کی مورت کی پوجا کرتے ہین بیراگی سادہ ہندو بھی اسی مذہب کے قایل ہین سلام کے جگہہ ہر ایک کو
جو سیتا رام پکارتے ہین **جی کشنی** یہہ مذہب صرف کشن کے ماننے والا ہے چونکہ بہت ہندو پتھر جن یعنی پانوتی
ہوئی بنام بہاچلنا تھہ کے پتھرون کے اوسطرف سے لاتے ہین اونکا یہہ لوگ نہایت ادب کرتے ہین ہندنی عورت
اس فرقہ کے فقیرون کے چیلیان بہت ہوتی ہین **شاکتک** یہہ فرقہ صرف دیوی کے ماننے والا ہے نشان
اونکا یہہ کہ گوہ مند ہو رکے بند ہی ماتھے پر رکھتے ہین اور دیوی کے مختلف طور کے اوپر پرستش کرتے ہین
جوگی یہہ ایک مشہور فرقہ پنجاب و ہندوستان مین ہے انکا قول ہے کہ ہمارا آغاز گورو گورکھناتھہ جی سے ہوا اور گورکھناتھہ
نے یہہ طریق خاص شب جی سے حاصل کیا اور شب جی ہی کے حکم سے گورکہناتھہ گدی کے اندر سے پیدا ہوئے یہہ فرقہ
بہت قدیمی ہے اور اچھے اچھے فقیر اہل ریاضت اسمین ہو گذرے ہین کئی راجون نے مثل راجہ گوپی چند وغیرہ سلطنت
چھوڑ کر جوگ اختیار کیا ہے بلکہ جعفر پیر ایک شخص مسلمان بھی اس فرقہ کا فقیر تھا جسکا سلسلہ علیحدہ ہے بھیرو
کی پرستش انکے یہان ہوتی ہے سلام کے بدلے آدیس کا لفظ بولتے ہین کان چہدوا کر مندرین پہنتے ہین گلے مین انکے

ایک لکڑی کی نفیری ہوتی ہی پوجا کے وقت اسکو بجاتے ہین شراب کے پینی اور گوشت کے کہانی کی انکی یہان کچہ
ممانعت نہین ہی **گوشائین** یہہ بھی ہندو فقیرون کا ایک فرقہ ہی سادہ کہلاتے ہین مانگ کہانا انکا کام
ہی سنیاسی فرقہ کے دہرم سی انکا دہرم ملتا ہی **سراوگی پوج** یہہ فرقہ بھی ہندون کے فرقہ مین سی ہی
لیکن یہہ ہندون اور ہندون کے عقاید سی سخت متنفر ہین برہما بشن شب گنیش دیوی دیوتا کسیکو نہین
مانتی صرف پارسناتھ کی پوجا کرتے ہین انکا قول ہی کہ ہمارا فرقہ موحد ہی سوائی خداوند تعالی کے ہم کسیکی عبادت
نہین کرتے کسی ذیجان کو مارنا اور گوشت کا کہانا انکی یہان سخت گناہ ہی رات کی اندہیرے مین یہہ کچہ نہین
کہاتے سورج کے ہوتے ہوتے کہانا کہا لیتی ہین اکثر انمین سے جو بہت پرہیزگار ہین وہ منہہ پر کپڑا رکہتی ہین مطلب
اسکا یہہ ہی کہ انکی گرم سانس کے صدمہ سے کوئی ذیجان نہ مرجاوی پانی بہی وہ کپڑے سی لکا لکر پیتی ہین کہ اگر
کوئی چہوٹا جانور پانی کے اندر ہو تو کپڑے کے اندر رہجاوی قوم بہابڑہ تمام دکاندار انکے چیلہ وغیرہ ہین وہ
بھی سب کے سب ایسا ہی کرتے ہین **ستھری** پنجاب مین یہہ بھی ایک ہندو فقیرون کا فرقہ ہی موجد اسکا اول
چیدا مل کہتری بہرام پور ضلع گورداسپورہ کا رہنیوالا ہوا جسنی حضور گورو ہرراے بمقام امرتسر جاکر خدمت
اختیار کی اور چیلا بنا چونکہ آدمی زبان ور اور دیباک تہا اور ہر ایک بات مین گورو کو بہی صاف جواب دیتا تہا
اسواسطی ستہرا یعنی صاف کو خطاب پایا اور یہہ خاندان ستہری شاہیون کا ایجاد ہوا اس فرقہ کے فقیر ہاتہہ
مین دو لکڑیان لیکر بجاتے اور گدائی کرتے ہین سکہون کے وقت مین انکا بڑا زور شور تہا ہر ایک ستہرا
فی دوکان ایک پیسہ لے لیتا اگر دوکاندار نہ دیتا تو سر بازار برہنہ ہوکر دکہلاتا عضو تناسل کے ساتہہ اینٹ باندہکر
لٹکا لیتا ناچار لوگ تنگ آکر دیدیتے اب یہہ شرارتین بالکل بند ہین مگر یہہ لوگ بدستور گدائی کرتے ہین کسیکو
تنگ نہین کرتے یہہ لوگ چوٹی سر پر نہین رکہتے پگڑی کے جگہہ سر پر اون کی سیلی باندہتے ہین پیشانی کے اوپر سیاہ
ٹیکا ہوتا ہی اورنگ زیب عالمگیر کے وقت سی یہہ فرقہ شروع ہوا ہی **دادوپنتھی** اس فرقہ کے لوگ
پنجاب مین بہت ہین موجد اس پنتہ کا اکبری عہد مین ایک دادو رام برہمن قصبہ نراینہ علاقہ جیپور مین گذرا ہی
اوسنی ایک گرنتہہ اپنا بمضامین توحید بنایا اور اپنی چیلون کو پڑہایا یہہ لوگ سوائی چوٹی کے سر پر بال نہین رکہتے
کپڑے تمام بدن کے گیروا رکہتے ہین شادی نہین کرتے مجرد رہنا انکا دہرم ہی دادو رام کی سمادہ نراینہ مین موجود
ہی پنجاب مین پہلی اس فرقہ کا فقیر پرسوتم داس آیا اوسنی یہہ مذہب بہت پہیلایا بہت سی لوگون کو چیلہ بنایا۔
اوداسی یہہ فرقہ سری چند بابا نانک کے بیٹے سے شروع ہوا فقیر اس فرقہ کے پاجامہ یا دہوتی نہین پہنتے
کمر مین تابنے کا زنجیر باندہکر لنگوٹ باندہ لیتی ہین تمام بدن پر راکہہ ملے رہتی ہین سر کے جٹا کو بڑہا کر پگڑی کی جگہہ
سر پر لپیٹ لیتی ہین گرو نانک اور سری چند اور بابانیان پنتہی ان کی عبادت ہی **گلاب داسیہ**

مذہب یہہ مذہب بھی ایک جدید مذہب ہی سرکار انگریزی کے عملداری مین یہہ ایجاد ہوا ہی اس مذہب کا
اصول یہہ تھی کہ اصل مذہب اپنے دل کو راہبر کامل سمجھکر اوسکی خواستہ کو مین خواستہ خدا تصور کرتا ہی دل کے
رضامندی کو خالق کی رضامندی جانتا ہی اسلئے جو کچھہ اوسکے دل مین آتا ہی بجالاتا ہی کہانے پینے مین حلال و حرام
کی تمیز نہین کرتا شراب وغیرہ مسکرات کا استعمال اوسکے نزدیک گناہ نہین ہی گلابداسیون کا مقولہ ہی کہ
پنجابی شعر آگ حاکم تون ڈرئے * ہور جو جی چاہی سو کرئے * یعنے آگ اور حاکم سے خوف کرین سوا اسکی
اور جو جی چاہی سو کرین گلابداس موجد اس مذہب کا ساکن موضع چٹھیانوالہ واقعہ خطہ مانجھہ ضلع لاہور کے رہنے والا تھا
جو چند سال ہوی مر چکا ہی کلمات توحید کی ان لوگون کے زبان پر جاری رہتے ہین ہمہ اوست کے مقر ہین اپنی بیگانی عورت
سے پرہیز نہین کرتے ہر ایک عورت کے ساتھہ جمع ہونا گناہ نہین تصور کرتے لاہور کے مسلمان سادات مین سے
ایک شخص طبیب عالم و فاضل جسکا نام محمد شاہ تھا اس مذہب کا پابند اسقدر ہو گیا کہ اوسنے مسلمانی احکام کو
بالکل ترک کر دیا اور گلابداس کے مصنفہ گرنتھ کو ہر وقت پڑھتا رہتا قرآن مجید سے زیادہ اوسکو عزیز جانتا
اوسکی خاندان کے سادات جو شیعہ مذہب تھے سب اوس سے اور وہ ان سے علیحدہ ہو گئے تھے **مذہب کوکا**
یہہ مذہب پنجاب مین تھوڑے عرصہ سے پیدا ہوا ہی جسکو سکھون کے مذہب کی ایک شاخ کہنا چاہئے اسکی بنیاد کا حال
اسطرح صحیح طور پر معلوم ہوا ہی کہ بالک سنگہ ولد سادہو سنگہ قوم اڑوڑہ موضع حضرو ضلع راولپنڈی مین رہتا تھا
اوسنے رات کو ایک خواب دیکھا کہ گویا اوسکو کوئی ارشاد کرتا ہی کہ تو واہگورو واہگورو کے نام کا جپن کیا کر چنانچہ
وہ اوس کام پر نہایت مستعد ہو کر قایم ہو گیا یہانتک کہ اوسکی فقیری و زہد و عبادت کی مشہوری ہو گئی اتفاقاً
سے رام سنگہ ولد کرتار سنگہ قوم ترکہان ساکن موضع بہینی ضلع لدہیانہ بھی اوسطرف جا پہونچا اور بالک سنگہ
کی شہرت سنکر اوسکی خدمت مین حاضر ہوا اور اوسکے ساتھہ اسکی ایسی موافقت ہو گئی کہ بارہ برس تک اوسکی
خدمت کرتا رہا آخر بالک سنگہ نے مرنے کے وقت اجازت اوس ذکر کی جو اوسکو خواب مین تلقین ہوئی تھی رام سنگہ
کو دی اور جانشین کر کے اپنی خاص مالا تاگے کی جسمین ایک سو آٹھہ گرہ تھین عنایت کی اور حکم دیا کہ اٹھتے بیٹھتے
اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے واہگورو کا جپن کیا کرو کہ یہہ جپن بڑی خرد ہی کے واسطے بہت کارآمد ہوگا جسکی کان مین ایک مرتبہ
کہا جائیگا وہ فی الفور اس طریق کو قبول کر لیگا اور جسکو یہہ طریق دیا جاتا ہی اوسکو تلقین کر دیتا ہی کہ آٹھہ پہر مین
تین مرتبہ غسل کرے ـ دوم چمڑے کے ڈول سے پانی نہ پیوے ـ تیسرے غیر مذہب کے یعنی دوسرے کے ہاتھہ کا پکایا ہوا
کہانا نہ کہاوے ـ چوتھی شادی بیاہ مین کچھہ خرچ نکرے اور پھیرون کی جگہہ آنند پڑتا رہے جو ایک بانی گرنتھ کے
بانیون مین سے ہے ـ پانچوین ہر پہنچی سوار دیگ کا حلوا یعنی کڑاہ پرشاد واہگورو کے نام پر تقسیم
کرے ـ چھٹے دختر کو دہیز مین کچھہ نہ دیوے ـ ساتوین لڑکی کے سسرال سے کچھہ نہ لے ـ آٹھوین گوشت نہ کہاوے شراب

نہ بہی تماکو کا استعمال نکریں۔ نوین بہیکہ نہ مانگین کسب کرکے معاش چلائین۔ دسوین اپنے ہم مذہب کی مدد و حمایت
و خبرگیری پر مستعد رہیں۔ گیارہوین سر کی پگڑی مین ایک چہوٹی سی چہری رکہیں۔ بارہوین جہوٹہہ نبولے تیرہوین
زنا نکریں یہہ تلقین کرکر بالک سنگہ مرگیا اور بعد کرپاکرم کے رام سنگہ نے اپنے وطن موضع بہینی علاقہ ضلع لودہیانہ
کو مراجعت کی اور چیلی بنانے شروع کئے اور تلقین عام جاری کر دی یہانتک کہ چار پانچ سال مین سینکڑون بلکہ ہزارون
لوگ بکثرت سکہہ اور بعض ہندو بلکہ مسلمان بہی اوسکی چیلے ہوگئے چونکہ وہ بآواز بلند واہگورو واہگورو کرتے تہی
اور چیخین جوش مین آکر مارتے تہے لوگون نے اونکا نام کوکا رکہہ دیا کیونکہ پنجابی زبان مین کوکا چلانے والی کو اور
کوک چلانے اور چیخنے کو کہتے ہین پہلی تو رام سنگہ کے چیلے اس خطاب کو اچہا نہین جانتے ہین مگر جب عام مشہوری
ہوگئی تو اپنے آپ کو وہ خود بہی کوکا کہنے لگے اوسوقت رام سنگہ کی عزت بہت بڑہ گئی اور حکام وقت بہی اوسکا
لحاظ کرنے لگے جہان وہ جاتا اوسکی عزت کمال درجہ کی ہوتی اوسکی گہر پر ہزارون آدمیون کا ہجوم رہتا تہا
اور عام کہانا تقسیم ہوتا تہا چنانچہ ایک مرتبہ وہ لاہور آیا تو تمام شہر والے ہندو مسلمان زن و مرد نذرانے
لیکر اوسکی زیارت کو گئے اور دربار اوسکا ایک شاہانہ دربار تہا اوسکی نائب و خلیفی جنکا خطاب صوبہ تہا جابجا
شہر بشہر مامور ہوئے اوسکے مذہب کے دہرم سالا جابجا تعمیر ہوگئے جب قریب ایک لاکہہ آدمی کے چیلہ ہوگیا اور
صوبون کی گنتی بہی ایکسو ستائیس تک پہونچ گئی تو اس مذہب کے لوگ بہت گستاخ ہوگئے حکومت کی تو بہی اونکو دماغ
مین سماگئی اپنے آپ کو بڑے درجہ کا آدمی تصور کرنے لگے اور خفیہ وے ایسا سمجے ہوئی کہ جو کام برخلاف ہماری مذہب
کے ہوتے ہین اونکو بند کر دین اور مخالفون کو سزا دیوین چنانچہ پوشیدہ کسی مسجد کو گرا دیتے شوالہ وغیرہ کو مسمار
کر دیتے مدت تک ایسے ایسے کام وہ بہت کرتے رہی پہر تو خیالات اونکے اور بہی بڑہ گئی یہانتک کہ ایکشخص
میانسنگہ کوکا ساکن تہراج علاقہ فاضلکا ضلع سرسہ نے اپنی ہم مذہبون سے بیان کیا کہ آج رات مجہکو خواب مین
گورو نے ارشاد کیا ہے کہ ہم لوگ یہان سے جمع ہوکر اونکی خدمت مین جائین اور راستہ مین جو مسجد و شوالہ ٹہاکر دوارہ
وغیرہ پائین اوسکو مسمار کرتے جائین کہ یہہ صاف بت پرستی لوگ کرتے ہین اس خواب کو سچ جانکر قریب چار سو آدمی کے
کوکا مذہب والے موضع بہولی والہ ضلع فیروزپور پرگنہ مکتسر مین جمع ہوگیا اور مسجدین و شوالے و مندر گرانے شروع
کئے اس مجمع ناجایز کے خبر جب ڈپٹی انسپکٹر تہانہ نے پائی جمعیت لیکر برسر موقع پہونچا کوکون نے اوسکو دیکہتے ہی
کہا کہ تہانہ دار سلے یعنی مسلمان کو مار لو جانے نہ پائی یہہ بات سنکر بہت سی کمک کے تہانہ دار بیکو ڈر ہوا اور تہانہ
خوب بند کرا کر اور جان بچاکر وہان سے بہاگا اور ضلع مین پہنچکر صاحب ضلع کو خبر کر دی وہانسے صاحب اسسٹنٹ
و صاحب ڈپٹی کمشنر کی سپرنٹنڈنٹ پولس کسیقدر فوج لیکر موقع پر پہونچی فوج کی آمد سنکر اور توپ کو دیکہ بہاگ گئی صرف میانسنگہ
ساتہہ ستر آدمیون کے ساتہہ وہان موجود رہا اور وہ سب ایک مکان پکے اندر بیٹہی ہوئی تہی دونوں صاحبان انگریز

نے اونکو حکم دیا کہ مکان سے باہر آئیں اونھون نے انکار کیا حکام نے سوڈھی مانسنگھ کو اونکے بلانے کو بھیجا تو وہ بھی
سمجھانے سے میان سنگھ بدین حیثیت و ہیئت باہر آیا کہ وہ سب کوکون کے درمیان دوشالہ اور رفیع لباس پہنے ہوئے
تھا اور ساٹھ ستر اوسکے چیلے اوسکے درمیان لئے ہوئے اور حصار باندھے اور ہر ایک کے ہاتھ مین آہنی تیر ہوئی
کوہاڑیان و برچھیان و برد گھوڑے ہوئے تھے وہ دونون انگریز اوسوقت گھوڑون پر سوار تھے اور جس جگہہ میان سنگھ اکر
کھڑا ہوا اوسکے گرد اور جگہہ نجاست غلیظ تھی صاحبان انگریز نے سب کو بیٹھنے کا حکم دیا اور تو سب بیٹھ گئے مگر
میان سنگھ کھڑا رہا اوسکو صاحب نے دھمکا کر کہا کہ بیٹھ جا ناچار وہ بھی اوسی غلیظ جگہہ پر بیٹھ گیا اور ایک غلیظ ہڈی
کو لیکر اوٹھا لیا منہ مین چبانے لگا اور کہنے لگا کہ ہم فقیر ہین ہمکو کوئی اور ستانا جگہہ یکسان ہے جب بیٹھ
چکے تو پولیس نے اونکو گھیر کر ہتھیاریان ہاتھ مین لین اور رسے سے مشکین باندھ لین اور ضلع کو معہ میان سنگھ کی
لیجا کر تین برس کی قید تو میان سنگھ کو ہوئی اور مختلف قیدین اوسکے ہمراہیون کے واسطے قرار پائین بوقت
تلاشی سونے چاندی کا زیور بہت سا اونکے پاس سے برآمد ہوا جو اونھون نے دیہات سے لوٹا تھا وہ عند العدالت اونکے
مالکون کو دلا دیا گیا اس سزا سے بھی کوکے اپنی شرارت سے باز نہ آئے اور چند قصابان کا کشتہ کو مقام امرتسر
شاہ کوٹ رات کیوقت قتل کیا اسکے بعد ایک بھاری مجمع کرکے کوکون نے ریاست مالیر کوٹلہ پر حملہ کیا اور چاہا کہ
اوس ریاست سے ہتھیار ضروری اور گھوڑے سواری کے لئے حاصل کرکے فوج جنگ آور تیار کرین یہہ مفسدہ پردازی
نتیجہ تعلیم رام سنگھ کا تھا کیونکہ اوسنے ایک بانی تصنیف کی اور اوسمین لکھا کہ بارھین سے راج سکھون یعنی ترلبان سے
راج زیادہ ہوا اس بانی کو کوکے راست تصور کرکے راج کے حاصل کرنے کے درپے ہوئے مالیر کوٹلہ کے حملہ کی خبر جب
حکام انگریزی کو پہونچی صاحب ضلع لودہیانہ وغیرہ حکام فی الفور موقع پر پہونچے اور مفسدون کو گرفتار کیا اور
سزا دی توپ سے اوڑا دیا اور بہت سے جیلخانہ مین مقید ہوئے اور رام سنگھ گورو کوکون کا مقید ہوکر کالا پانی
بھیجا گیا اوسوقت سے جوش و خروش کوکون کا کم ہوا اب بہت سے کوکے اوس مذہب سے نکلکر پھر اصلی مذہب مین
آگئے ہین اور رام سنگھ کالے پانی مین موجود و مقید ہے رام سنگھ کے چیلے اکثر ارذال دیہاتی ذی علم لوگ بھی
لباس سبکا ایک طریق کا ہے یعنی چادر و کرتہ و پاجامہ و بعض بجای پاجامہ تہہ بند باندھتے ہین اور دستار چہرہ دار
سب یکطرز پر باندھتے ہین اور ایک کوکا دوسرے کوکے کو پگڑی کی بندش سے پہچان لیتا ہے ہر ایک کے ہاتھ
انکا سفید ہوتا ہے اور کھانا سب کے سب ایک معین وقت پر کھاتے ہین گائے اور دیوی دیوتا کی پرستش ہرگز
نہین کرتے بت ہمیشہ گاو ادب بھی نہین کرتے وفات کی بعد کسیکی سمادہ نہین بناتے انکی عورات اگر کسی مرد بیگانہ
کے پہلو بہ پہلو بیٹھے یا اختلاط کرے تو اونکو غیرت نہین ہوتی شام کے وقت بہم جمع ہوکر بلند آواز اشلوک پڑھتے ہین
اور گستاخی انکی یہانتک پہونچ گئی کہ ایک کوکا سکھ نے لاہور مین جلسہ رام چند عدالت خفیفہ کو تلوار سے مار ڈالا

برہمو سماج اس مذہب کی بنا شہر کلکتہ میں ہوئی ہے تھوڑے برس گذرے کہ بابو کیلاس چندر بنگالی پنجاب میں
آیا اور اوسنے زبان انگریزی حال اس مذہب کا لوگون کو بتایا اور خود اسکی بیان کی اب پنجاب مین اس مذہب کے
پیرو اکثر بنگالی بابو انگریزی نویس اور ہندوستانی ہندو ہین خیالات ان مذہب والونکے ہندوونکے بالکل برخلاف
ہین بت کو ہرگز نہین پوجتے لائق عبادت و بندگی کے کسی دیوی دیوتا کو سوائے خالق حقیقی کے نہین جانتے پہلی
اس مذہب کی ایجاد راجہ رام موہن رای سے ہوئی جو کلکتہ کا رہنے والا تھا اوسکی تجویز و تدبیر و صوابدید و ہدایت سے
یہہ مذہب رایج ہوا اوسنے اپنی کمال صدق باطن سے ہندوؤن کے مذہب کو اصلاح دی اور اچھی اچھی باتین اور
نیک آداب و اعتقاد اپنے پیروون کو تعلیم کیا یہہ لوگ خدا تعالی کو وحدہ لاشریک بے مثل بے ہمتا یگانہ تصور کرتے
ہین خالق کل موجودات رزاق مخلوقات حاضر و ناظر عالم الغیب بے ابتدا و بے انتہا قادر مطلق جانتے ہین
اوسکی عبادت کو فرض مانتے ہین ہندوون کے معبودون راجہ رامچندر و کرشن مہاراج وغیرہ کو اوتار
خدا کا یقین نہین کرتے اتنا کہتے ہین کہ یہہ لوگ بنی آدم مین سے نہایت بزرگ عابد زاہد ہادی خلقت کے تھے
وسیطرح نوح ابراہیم موسی عیسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی بزرگ پارسا زمانہ کے پیر و مرشد تھے آدمیون مین سے
کوئی ایسا نہین ہوا جسمین خدا نے متشکل ہو کر اپنی شکل دکھائی ہو انکے پیغمبر یا بابا نانک وغیرہ اولیا اور بہت
فقیرونکو جو بزرگ مشہور ہین بزرگ جانتے ہین انکا یہہ بھی اعتقاد ہے کہ مسئلہ تناسخ کا بالکل جھوٹہ ہے آدمی ایک ہی مرتبہ
پیدا ہوتا ہے اور ایک ہی دفعہ مرتا ہے مرنے کے بعد وہ اپنے نیک و بد اعمال کی ترقی و تنزل کے مقام مین
قیام رکھتا ہے اور اوسکے مطابق راحت مین اوسکی رفتار ہے اس مذہب مین بری خواہشون سے بچنا نیک کام
کا خواہشمند ہونا روحانی خلوص مین ترقی کرنا خلق خدا کی رضامندی پر رضامند ہونا اصل اصول ہے انکا
یہہ بھی قول ہے کہ انسان کا گناہ کسی طرح کے دینے یا عوض اوتارنے کے معاف نہین ہوتا اوسکا کفارہ صرف
نفس کشی اور سچے دل سے تائب ہونا ہے فرایض اس مذہب کے تین ہین اول وہ کام جو خدا سے متعلق ہے مثلاً عبادت
وہ بخلوص دل کرنا دوسرے معاملات باہمی مین صفائی رکھنا مثلاً سچ بولنا انسان بھائیون سے باخلاص آداب و اخلاق
پیش آنا یہہ امور جو متعلق بخلق خدا ہین درست رکھنا تیسرے ان امور سے خبردار رہنا جو متعلق اپنے جسم سے ہین
مثلاً اپنے جسم کو ناحق تکلیف نہ دینا صحت کا نگران رہنا اوسکی فکر رکھنا یہہ لوگ ہر ایک انسان کو ایک ذات
سمجھتے ہین ذات کی کوئی تمیز انکے یہان نہین ہے عبادت انکی روحانی ہے ظاہر اسطرح کی نماز یا طریق عبادت کا
نہین رکھتے اور نہ خدا کے عبادت کے وقت جسم سے کام لیتے ہین مگر عبادت کی فرد کے حال مین جسم کو درمیان مین
لے آتے ہین مثلاً خدا کی تعریف زبان سے کرنا اوسکی کلام کو کانون سے سننا وغیرہ کتابین الٰہی اس مذہب مین روحانی
طور پر ہو دانے گئے ہین جنکو مطالعہ سے خدا کے اسرار ظاہر ہوتی ہین ایک عالم موجودات دوسرے انسان کی

طبعی خیالات جو قدرت سے اوسکے دل مین ظاہر ہوتی ہین سوا ہی اسکے ہندؤن کے چارون بیدون اور توریت
و انجیل و قرآن کو مانتے ہین اور رکہتے ہین کہ اونکا مطالعہ بہت بہتر ہی مگر اونکی کل مضامین مین سے جو مضمون انکے
مذہب کے مطابق ہی اوسکو سچ اور باقی کو غلط تصور کرتے ہین برہمو سماج کے لوگ کہانے پینے کا پرہیز کسی قوم سے
ساتھہ ضرورت نہین جانتے چاہے وہ کسی مذہب کا ہوگا اوسکو بہی اور جانورون کے طرح ایک جانور جانتے ہین اوسکے
بزرگی کے قایل نہین غرض اعتقادات انکی برہمنی مذہب کے بالکل برخلاف **نہنگ** یہہ مذہب گویا سکہی مذہب
کی ایک شاخ ہی یہہ لوگ اپنے آپ کو خاص پیرو گورو گوبند سنگہ کے اور اوسکی احکام کے پوری پوری تعمیل کرنے
والے جانتے ہین لباس انکا بالکل سیاہ نیل کی رنگا ہوا ہوتا ہی لوہی کا کوئی نہ کوئی ہتہیار انکی پاس ضرور ہوتا ہی
مہاراجہ رنجیت سنگہ کے وقت تو یہہ لوگ پوری مسلح رہتے تھی اب انگریزی عملداری مین بہی چہری جکو ضرور رکہتے ہین
پگڑی انکی سر کے اوپر بہت اونچی اور لمبی بندہی ہوئی ہوتی ہی ایک چکر لوہی کا پگڑی مین بندہا ہوا ہوتا ہی سکہی
عملداری مین انکی فوج الگ تہی انکی پلٹن کیا تہی گویا قہر الہی تہا جدہر یہہ جاتے زمینداروں کے زراعتین
برباد ہوجاتی جسے کچہہ قیمت اوسکی ہرگز نہ دیتے کوکان کا میوہ ترکاری آٹا دانہ شیرینی بازار مین جو پاتے
لوٹ لیجاتے اور اوس غارت لوٹ کہسوٹ کا کچہہ یعنی نذرانہ نام رکہا ہوا تہا مہاراجہ کبہی اونکی ظلم کی داد نہ دیتا
اور کہتا کہ وہ گورو کے سانڈہ ہین ایک مرتبہ اونہون نے ہندوستانی انگریزی فوج کے ساتھہ بڑی زیادتی کی
اور جانا کہ یہہ بہی پنجابی رعیت ہی اونکو لوٹ لینگے کوئی نہ پوچہیگا مختصر حال اسکا یہہ ہی کہ جب مہاراجہ رنجیت سنگہ
کے ابتداء عملداری مین مسٹر مٹکلف صاحب سفیر انگریزی قیام دوستی کے لئی لاہور آیا تو اوسکی ہمراہ دو سو نفری
و ارد پیادہ فوج انگریزی تہی اور اچہی اچہی جوان تہی مہاراجہ نے اونکو امرتسر مین اوتارا اور خود دیکہنی کو آگیا
گیا اتفاقاً محرم کا مہینہ جو ماتم کا چاند ہی نمودار ہوا دسوین عاشورہ کے روز فوج کے مسلمانون نے تعزیہ نکالا بڑی
اجتماع اور بڑی شان و شوکت سے شہر یان بجاتے ہوئی تعزیہ کے گشت مین مصروف و مشغول ہوئی پہرتے پہرتے
اونکا گذر اسطرف سے ہوگیا جسطرف اکالیون کی پلٹن اوترتی ہوئی رہتی اکالیون نے جو اونکو دیکہا تو نہنگی تعصب
جوش مین آیا اور پکار کر مسلمون یعنی مسلمانون کو لوٹ لو اور سب اکالئی مسلمانون پر کود پڑی علم تعزیہ کی چہین
لئے تعزیہ توڑ دیا شہر یان پہاڑ ڈالین پہلی تو انگریزی سپاہی بسبب بیگانہ ملک کے غم کہاتی رہی پہر جب اکالیون
نے اونکی ہتہیار بہی چہین لینے اور ایذا رسانی شروع کی تو وہ مستعد ہوگئی اور افسر نے بولی دیکر سب کو باقاعدہ کہڑا کردیا اور
ایک بندوقون کی باڑ جسمین ہتیار گر پڑی اور زخمی ہوئی اور باقماندہ بہاگ نکلی اکال اکال کرتی ہوئی شہر
کو دوڑی اتنی مین مہاراجہ کو بہی خبر ہوگئی مہاراجہ خود موقع پر آیا اور ہندوستانی سپاہیون کی بحالی و مدارات
کرکے کئی ہزار روپیہ اونکی نقصان کا عطا و صدقہ دیا مٹکلف صاحب کے خیمہ مین جاکر بہت سی معذرت کی اور

اسقدر سے اتفاقیہ ظاہر کرکے فوج کا راضی نامہ داخل کیا چند افسر انکا فوج کے جرم میں شہر اگر قید کیے جب فتنہ فرو ہوگیا تو انکو
چھوڑ دیا کچھ سزا نہ دی غرض اس انکا اپنا مذہب وانی نہایت ستھا کہ و خالہ جن حرمت تھا مگر اب سرکار انگریزی نے انکو ایسا
سیدھا کیا ہے کہ کان نہیں ہلاتے اور نہ مستی اور حکومت کا جوش ہے **الکھ نامی** یہ فرقہ بھی ہندو فقیروں کا ہے ہر وقت
الکھہ کا نام زبان پر رکھتے ہیں گلے میں سیاہ گودڑی سر پر لمبی ٹوپی پہنتے ہیں معاش انکا گدائی ہے گدائی کے وقت یہ کسی کے
دروازے پر کھڑے نہیں ہوتے صرف الکھہ نام پکارتے ہوئے راستہ راستہ چلے جاتے ہیں اسوقت اگر کسی نے انکے گھر کے مدد کے
اندر ہی کچھہ لا دیا تو لے لیا ورنہ خیر **چوگڑی** پنجاب میں انکو جنگم بھی کہتے ہیں یہ فرقہ مہادیو کا فقیر کہلاتا ہے گیروا انکا
لباس ہے سنت بر بھی انکے ہر وقت پاس ہے گدائی کیوقت یہ گھنٹہ ہلاتے اور شیوجی کے اوصاف زبان سے بولتے ہیں پاربتی
و مہادیو کی شادی کا گیت اکثر انکی ورد زبان ہوتا ہے **اتیت گوشائین یا سنیاسی** اس فرقہ میں چاروں برن کے
آدمی شامل ہیں مہادیو کی پوجا انکا کام ہے سنیاسی سادھ انکا نام ہے گداگری انکا کار ہے مگر بعض بعض فقیر دنیادار ہیں ہر ایک
کا گیروا لباس ہے گھنٹہ گھڑیال ہر ایک کے پاس ہے **شنکر اچارجی** یہ فرقہ پنجاب اور کشمیر کے ملک میں بہت ہے
سو جدا اسکا شنکر اچارج مشہور ہے جسکا مندر سری نگر کی تھوڑی دور ہے وہاں یہ لوگ رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شنکراچارج
مہادیو کا اوتار تھا اوسکا یہ کار تھا کہ جو مذہب ناقص دنیا پر تھے اونکو دور کرتا اپنا مذہب مشہور کرتا اوسنے بہت سے مذہبوں
کو برباد کیا اور یہ مذہب ایجاد کیا **اودھوت** یہ ہندو فقیر صاحب توکل و تجرد ہوتے ہیں عریان تن ننگا دروازہ رہنا انکا
کام ہے ادھوت گوشائین انکا نام ہے کم سوال انکا کار ہے سوال کرنے سے عار ہے اگر کوئی کھانا لا دیا تو کھا لیتے ہیں
و عادتیں ہیں ورنہ کچھ درکار نہیں کسی سے کچھ سروکار نہیں سر پر لمبے بال ڈاڑھی مونچھیں بڑھی ہوئی رکھتے ہیں آگ کی تاپتے اور دھوئے
میں بیٹھنے کی اونکو عادت ہے **دودھ دھاری** یہ فرقہ شیو پرست ہے اناج کسی قسم کا نہیں کھاتے دودھ یا ملائی پیڑا
کھا لیتے ہیں ہر ایک قسم کے دودھ میں سے گائے کا دودھ انکو بہت عزیز ہے اور ہندوؤں انکے شاستروں کے موجب انکا
اعتقاد ہے کہ گائے کا موت اور گوبر پاک اور پاک کنندہ ہے اگر کسی روز دودھ نہیں ملتا تو گوبر اور گوموتر کو پاک کر کے لیتے
ہیں اور اگر کسی روز انکو پنچ گب گائے کا یعنی گوبر اور گوموتر اور دودھ دہی گھی ملجاے تو اوس کو عید سے زیادہ اور عیش
منت کو نہیں سمجھتے بلکہ کل ہندوؤں میں سے جو بڑے بھگت ہیں وہ ہر روز پنچ گب پیتے ہیں اور اگر [illegible] ہندو کا کھانا
کھاتے کہ اوسکا تدارک یہ ہے کہ گایتری کا منتر کا ورد کریں اور اوس دن سوا گائے کے موت کے اور کچھ نہ کھاوے اور یہ بھی
اگر چنڈال کے تالاب کا پانی پی لے یا اوسمیں غسل کرے تو گوبر کھاوے گائے کا و موت پیوے تب پاک ہووے اور جو ہندو
بھول کر کے غیر قوم کے برتن میں کھا پانی لے تو تین دن تک برت رکھے اور کھانے کے بدلے پنچ گب پیئے تب پاک ہو کسی کوئیں
سے اگر کوئی جانور مرا ہوا نکل آوے تو فی الفور اوسمیں گائے کا موت یا گوبر ڈال دیا جاوے تو وہ بھی پاک ہو جاتا ہے
علی ہذا القیاس ہندوؤں کے مذہب میں گائے کے موت اور گوبر کی وہ شان ہے کہ وہ بذات خود بھی پاک ہے اور اگر دوسری ناپاک چیز میں

ملا یا جبا دیں تو وہ بھی پاک ہو جاتی ہے اور ہر روز کہانے پینے والا اسکا گناہوں سے پاک ہو کر سیدھا سرگ
کو چلا جاتا ہے **مذہب اہل اسلام** ابتدا اس مذہب کی حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
ختم المرسلین محمد مصطفی کی مدنی قریشی ہاشمی سے ہوئی ہے ایکہزار برس کا عرصہ گذرا ہے کہ ہند میں بھی یہہ مذہب
رائج ہوا اس مذہب کے پنج بنا ہیں کلمۂ توحید نماز روزہ ماہ رمضان حج زکات جس سے یہہ پانچ شرطیں
ادا ہوں وہ مسلمان ہے حج و زکات میں زاد راہ و دولت شرط ہے باقی تین شرطوں کا ادا کرنا ہر مسلمان پر
یہ فرض ہے یہہ مذہب اصل توحیدی ہے اللہ کو خالق برحق رازق مطلق وحدہ لاشریک جامع صفات کمال بے
نقصان سے پاک جانتے ہیں پیغمبروں فرشتوں مقدس کتابوں قیامت حساب کتاب بہشت و دوزخ کو برحق جانتے
ہیں سوای خدا کے کسی کی عبادت نہیں کرتے زنا چوری دغابازی رشوت حسد بغض کینہ و تکبر خودی کو بہت برا
تصور کرتے ہیں وہی انکا قرآن ہے شاہد انکا ایمان ہے شفیع انکا پیغمبر ہے نبی انکا رہبر ہے اسلامیہ مذہب کے اصول
یہہ بیان ہو چکے جن پر سب مسلمان متفق ہیں فروعی مسائل میں کل مسلمان تہتر فرقہ بنگئے ہیں انمیں سے جسقدر
مشہور اور پنجاب میں موجود ہیں انکا ذکر تحریر ہوتا ہے **سنی مسلمان** مسلمانوں میں یہہ عام فرقہ
اور بہت رائج مذہب ہے لاکہوں آدمی اس مذہب کے موجود ہیں اپنے عقیدہ میں یہہ حضرت پیغمبر کو رسول برحق
اور حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی چاروں پیغمبر کے جانشینوں کو درجہ بدرجہ مانتے ہیں بعد پیغمبر سب بنی آدم سے
افضل ابوبکر کو جانتے ہیں امام حسن و حسین پیغمبر کے نواسوں اور کل حضرت کی ازواج اور اولاد کا ادب
کرتے ہیں امیر معاویہ کو جنہوں حضرت عثمان کے شہادت کے بعد عثمان کے خون کا دعویدار ہو کر مرتضی علی سے جنگ
کئے یہہ لوگ برا نہیں کہتے مگر اتنا کہتے ہیں کہ معاویہ نے خلیفہ برحق سے مقابلہ کیا خطا کیا مگر وہ خطای اجتہادی تھا
کیونکہ اونہوں اپنے اوس دعوی کو راست جانکر نیک نیتی کے ارادہ سے پیش کر کر جنگ کی تھی اور مجتہد کو خطای
اجتہادی پر الزام نہیں ہے بلکہ از دست اوسکو ثواب حاصل ہوتا ہے البتہ معاویہ کے بیٹے یزید کو جنہوں امام حسین کو شہید کیا
برا کہتے ہیں فقط اس فرقہ کے چار امام ہیں۔ پہلا امام حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان کوفی۔ دوسرا امام
شافعی۔ تیسرے امام مالک چوتھے امام احمد حنبل اور انہیں چاروں کے طریق کو یہہ سچا طریق جانتے ہیں گویا ایک
سنی فرقہ چار فرقوں میں تقسیم ہو گیا۔ حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی پیروں اور ولیوں کے اوپر انکا بڑا اعتقاد
ہے سب سے بزرگ ولی حضرت غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی بغدادی حنبلی حسنی کو تصور کرتے ہیں۔
شیعہ امامیہ انکا اعتقاد ہے کہ بعد وفات سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ علی المرتضی شیر خدا برادر
عم زاد رسول زوج حضرت بتول وارث امامت و مالک خلافت تھے اونکے سوای جو حضرت ابوبکر و عمر و عثمان
نے درجہ بدرجہ خلافت پائی یہہ غصب ہے جبر ہوا معاویہ بن ابوسفیان کو جنہوں دعویدار خون عثمان ہو کر جناب علی کے

ساتھہ جنگ کیو امام حسن پیغمبر کے نواسے سی خلافت لے لی اپنی حین حیات یزید اپنی بیٹی کو ولیعہد کیا یہہ فرقہ
بہت برا کہتا ہی یزید معاویہ کے بیٹی قاتل حسینؑ پر لعنت بہیجتی ہین بلکہ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ کے نسبت بہی
اعتقاد نفیس نہ کہتی جسقدر خلیفی و بادشاہ خاندان بنی امیہ و عباسیہ ہوتی سب کی یہہ دشمن ہین اور کہتی ہین کہ
اہل بیت سب کے سب انکی ہاتھہ سی شہادت پاتی رہی ہین لاکہون سادات کرام کے خونریزیان انکی حکم سی
ہوگئین تھین صرف پنج تن پاک و دوازدہ امام کو یہہ مانتی ہین اثنا عشریہ کہلاتی ہین انکی اور سنیون کی
درمیان سخت عداوت و اختلاف ہی مناظرہ کے کتابین ہزارون تصنیف ہوچکی ہین **تفضیلیہ**
یہہ مذہب سنی اور شیعہ کے درمیان ہی اگرچہ یہہ ثلاثہ اصحاب کبار کو مانتی ہین مگر سب سی بزرگ حضرت علی
کو جانتی ہین باقی عقاید انکی بعض تو شیعہ اور بعض اہل سنت کی مطابق ہین **صوفی** یہہ لوگ فقیر عابد زاہد پرست
متوکل ہوتے ہین اللہ کی محبت سی انکو کام ہی صوفی باصفا انکا نام ہی سنی شیعہ کے جہگڑون سی کچھہ تعلق نہین رکہتی
انمین بہت فرقہ ہین جو اپنی مرشد اعلی اور بڑی سرکے نام سی موسوم ہین چنانچہ فرقہ قادریہ حضرت غوث الاعظم
محی الدین عبدالقادر جیلانی کا خاندان کہلاتا ہی چشتیہ خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری سی علاقہ رکہتا ہی
نقشبندی حضرت خواجہ بہاءالدین شاہ نقشبند بخاری سی متعلق ہی سہروردی خواجہ شہاب الدین سہروردی
و شیخ بہاءالدین زکریا ملتانی کا فقر ہی مجددی امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی کا سلسلہ ہے
مداری شاہ بدیع الدین قطب المدار سی منسوب ہے نوشاہی حاجی محمد نوشاہ گنج بخش سی نسبت رکہتا ہی علی ہذا القیاس
جس خاندان کا کوئی مرید ہی وہی اوسکا لقب ہی ذکر شغل و عبادت کا طریق انمین الگ الگ ہی بعض مست و
بعض سالک کوئی قطب کوئی غوث کوئی ابدال کوئی اوتاد ہوتا ہی ہمہ اوست کہنی والے موحد بہی انمین بہت
بہت ہین مگر اس زمانہ مین حالی کم اور قالی بکثرت سلسلہ عالیہ چشتیہ و نوشاہیہ کے فقیر سماع سنتی اور وجد کرتی ہین بلکہ
نوشاہیہ تو وجد مین ایسی بیہوش و بیخبر ہوجاتے ہین کہ اونکی پاؤنمین رسی باندہ کر سر نیچے پاؤن اوپر لٹکا دیتی ہین
اور وہ اوسی حالت او رشوق ذوق مین مسرور رہتا ہی کچھہ عرصہ کے بعد جب کچھہ اوس حالت سی تخفیف ہو جاتی
ہے تو اوتار لیا جاتا ہی بعض اوس حالت بیخبری مین کنوون کے اندر گر پڑتی ہین جب تک ہوش مین نہ آوین
نکالے نہین جاتے **فرقہ وہابیہ** موجد اس فرقہ اور اس مذہب کا ایک شخص علاقہ نجد ملک عرب سن ۱۲۰۳ھ
مین عبدالوہاب نام جو اسواشعر و مشق اور بغداد کے علماء سی اوسنی علم حاصل کیا اوسکو دل مین حشمت و جاہ
کی خواہش ہوئی اور چاہا کہ کسطرح اپنا نام روشن اور دولت و مال حاصل کرون اس ارادہ پر اوسنی
جاہل بدوؤن کو رشوت سی آمیزش کے سبب کمزور اور متزلزل ہوئی سلطنت روم کے علاقہ نجد و عراق عرب
پایا اور ایک کتاب نو ایجاد مسائل کی تیار کر کے نام اوسکا خیر الکلام رکہا وہ مر گیا تو عبدالعزیز اوسکا تابعدار اشتغال

اور اوسنے مذہب کی ترقی اور سلطنت کی بڑہانے مین بہت کوشش کی کل نجد وعراق پر قابض ہوگیا پھر طایف
ہونچا اور قتل عام کی پھر مکہ و مدینہ گیا وہان بھی بڑی بے ادبی سے پیش آیا بڑے بڑے بزرگون کے مقبرے جنکا لوگ ادب
کرتے تھے گرا دیے مدینہ سے ہوکر پھر مکہ کو آیا مگر راہ مین مرگیا بعد اوسکے اوسکا بیٹا صعود جانشین ہوا اوسنے لاکھون
آدمی اس مذہب کے انکار کے سبب سے قتل کرا دیے اوسکے وقت مین سلطان محمد علی شاہ روم نے پھر روم کے تخت
پر تسلط پایا جمعیت بہم پہونچائی سلطان کے حکم سے ایک فرمان مصر کے بادشاہ ابراہیم کے نام نجدیون کے
استیصال اور سزادہی کے واسطے جاری ہوا اسواسطے ابراہیم پاشا معہ فوج دریاے سوج دریا کے راستے جدے
آپہونچا اور بہت سی جنگ کرکر دوبارہ مکہ معظمہ و نجد وعراق پر قابض ہوا صعود اور اوسکا بیٹا عبد اللہ
لڑائی مین گرفتار ہوا اور بحالت گرفتاری سلطان کے روبرو جاکر گردن مارے گئے چند برسون کہ صعود کی سلطنت
بڑی عروج مین تھی سید احمد و مولوی اسمٰعیل ہندوستانی بھی اوسکے مصاحبون مین تھے بعد ابتری کارخانہ
صعود کے وہ ہندوستان آئے اور خاص دہلی مین یہہ مسائل پہیلائے اور مشہور کیا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
ہمارے خواب مین آئے اور جہاد کرنے کے واسطے حکم دے گئے ہین اب ہم کفار سکہ کے ساتھہ جہاد کرتے ہین دین کے
معاملے مین مرتے ہین جو کوئی ہمارے پاس آوے ثواب پاوے یہہ بات سنکر ہزارون آدمی اونکے پاس جمع ہوگئے
اور کل ہندوستان کے رئیسون نے زر نقد کی مدد دینے مین بھی دریغ نکیا جب سب بخوبی انتظام ہوگیا تو انہون نے پنجاب
کی طرف رخ کیا اور اوپر اوپر کے راستے ہزارہ و پشاور کے علاقہ مین پہونچے وہان بھی بہت سے افغان اونکے
پاس آگئے اور دین کا سبز جھنڈا قایم ہوا یار محمد خان ناظم پشاور لڑائی مین مارا گیا اور سید احمد پشاور کے علاقہ
پر دخیل ہوئے لاہور سے رنجیت سنگہ نے اپنے بیٹے شیر سنگہ کو سکہی فوج دیکر اودہر کو روانہ کیا اور علاقہ ہزارہ لڑائی
ہوئی مولوی اسمٰعیل و سید احمد دونون نے اپنے عزیزون اور دوستون کے ساتھہ جام شہادت پیا باقیماندہ ہندوستانی
بھاگ گئے اب یہہ مذہب پنجاب مین بھی رایج ہوگیا۔ لاہور و امرتسر و پٹیالہ وغیرہ شہرون مین اس مذہب کے
مولوی بہت ہین کتابین اپنے عقاید کے انہون نے بہت تصنیف کین اور چھپوائی ہین اونکے جواب مین اہل سنت
نے بھی رد اور جواب لکھے ہین — یہہ لوگ سنیون کے چارون امام اور اونکے احکام کے پابند نہین اہل قبور
کے کیسا ہی بزرگ ہو یا ولی تعظیم نہین کرتے اور کہتے ہین کہ موتہ کا بعد مرگ کچھہ تصرف باقی نہین رہتا جو کوئی
مسلمان کسی بزرگ کی قبر کی تعظیم کرے یا اوسکو وسیلہ پکڑکر دعا مانگے تو اوسکو برا کہتے ہین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کے شفاعت سے منکر ہین اور جو مسلمان یا رسول اللہ یا غوث یا پیر کچھہ دیوے اوسکو کافر کہتے ہین غلام محمد
غلام رسول غلام محی الدین خدا بخش محمد بخش پیران بخش ایسے ایسے نام رکھنے والون کو کفر کا الزام دیتے ہین
نماز کے ادا کرنے مین بھی اونکا سنیون کے ساتھہ بڑا اختلاف ہے ٭

چوتھی تقسیم پنجاب کی تجارت درآمد و برآمد و پیداوار و صنائع و تحائف لطیف کی بیان مین

پنجاب کے ملک مین ہر ایک قسم کا سوداگری مال دور دور کے ملکون سے آکر فروخت ہوتا ہے اور مال یہان کا پیداوار
بے تعداد و بیشمار اور ملکون مین سوداگر لیجاتے ہین جسکی تعداد دور از حد قیاس ہے اور اگر بیان ہو تو ایک
طول داستان ہو اسواسطے طول کو چھوڑ کر اختصار کی طرف میل کی گئی کل پیداوار پنجاب مین سے اعلی قسم کا مال
پشمینہ ہے جو کشمیر و لاہور و امرتسر و نورپور وغیرہ شہرون مین تیار ہوکر دور دور کے ملکون مین جاتا ہے
انمین سے اعلی پشمینہ کشمیر کا ہے کہ اوس سے بہتر اور شہرون مین نہین تیار ہوتا کشمیر کے شال کی قیمت تین ہزار روپیہ تک
ہوتی ہے سب سے اول کشمیر مین جسنے پشمینہ بنوایا اور شال بنوائی راجہ زین دیو کشمیر کا راجہ تھا پھر حیدر شاہ بدخشانی
کے وقت اسکام مین کچھ اور افزائش ہوئی اور یہ کام شہنشاہ اکبر شاہ و جہانگیر شاہ و شاہجہان و اورنگ زیب
عالمگیر کی سلطنت کے زمانے مین اسکام نے بہت سی رونق پائی اور پشمینے کے قالین اور رومال ایجاد ہوئے
دوشالے بھی بہت اعلی اعلی قسم کے تیار ہونے لگے رنجیت سنگھ کی عملداری مین جب دیوان کرپارام کشمیر کا ناظم ہوا
تو اوسنے بہت ہی عمدہ عمدہ قسم کے دوشالون کا ایجاد کیا جو اب بھی کرپارامی دوشالے مشہور ہین اونکی لمبائی آٹھ گز
تک اور دو رویہ حاشیہ نہایت ایک گرہ کا ہوتا ہے ایک سو سے لیکر سات سو روپیہ تک قیمت پاتا ہے اور ایک قسم کا
دوشالہ انگریزی جو اس زمانہ مین بسبب خریداری انگریزون کے ایجاد ہوا ہے اوسکی قیمت تین ہزار روپیہ تک
ہوتی ہے اوسکا عرض نہایت درجہ آدھ گز یا بارہ گرہ چھوڑ کے باقی چارون طرف اوسکی گلکاری ہوتی ہے عمدہ رومال
اڈہائی گز کی قیمت بھی چھ سو روپیہ تک ہے اس قسم کا مال ادنی و اعلی و متوسط لایق تجارت عام بہت قسم کا
تیار ہوتا ہے اور قیمت بھی مختلف ہوتی ہے مگر صورت اور وضع مین فرق نہین ہوتا صرف رنگت کی تمیز سے انکی
اقسام علیحدہ علیحدہ شمار ہوتے مین دیوان کرپارام نے پشمینہ کے ڈیرے اور خیمے اور قنات تینون ایجاد کیے اور فرش
اور قالین سرکار لاہور کیواسطے بنوائے ایجاد کیے حال کی عملداری مین انگریزی و اسکاٹ ٹوپیان کمربند کلاہ وغیرہ
انگریزی پوشش کے کپڑے کشمیریون نے ایجاد کیے خاص کشمیر سے نیچے اتر کر رنگ آمیزی وغیرہ مین اعلی پشمینہ
نورپور تلوکناتھ و اسلام آباد کا شمار ہوتا ہے لاہور و امرتسر مین بھی اگرچہ وہی کاریگر کشمیری کام کرتے مین مگر
آب و ہوا کے سبب سے وہ رنگت و صفائی نہین ہوتی البتہ امرتسر مین سفید سادہ پشمینہ اچھا بنایا جاتا ہے پشم
پشم جس سے دوشالہ وغیرہ بنتا ہے کوہ برفانی کے بکری کے بال ہین اوسکو پہاڑی بولی اور تبتی زبان مین
پینڈ کہتے ہین صورت اوسکی مقبول اور گوشت نہایت لذیذ ہوتا ہے جسم پر اوسکی بالشت بالشت لمبی بال ہین
اور بالون کے جڑ مین پشم ایک طرح کا باریک روئان ہے تبہہ تبت لداخ لاسہ یارقند وغیرہ ملکون مین

جنکے حدود تا تار چین کے ملک کے ساتھه ملحق ہین پشمی بکرے بہت ہوتے ہین اس پشم کی تجارت اور خرید خاص کشمیر
مین پنجاه ہزار روپیه اور ہندوستان مین ایک لاکھه روپیه سال کے ہی اور سوداگر خرید نیکے واسطے ہر برس لداخ
مین جاتے ہین لداخ کی منڈی مین یہه پشم چار روپیه کشمیری فی سیر قیمت پاتی ہی خاص کشمیر مین چھه روپیه
سیر بکتی ہی اسطرح جیون جیون ہندوستان کے طرف چلی آتے راستی کا خرچ جنس کے اوپر بڑھتا چلا آتا ہی
کشمیری پشم کے سوای ایک اور قسم کی پشم کابل وغیره اطراف سے آتی ہی جسمین سفیدی کم اور خود رنگ زیاده
ہے قیمت بھی اوسکی کم ہی۔ کاریگر پشمینه باف پہلی اس پشم مین سے سخت بال نکالکر صاف کرتے ہین پھیر
چونه یا چانولون کا آٹا ملاکر دہوتے ہین بعد کامل صفائی کے اسکا سوت کاتا جاتا ہے یہه سوت کشمیر مین قسم اول
فی روپیه کشمیری دو توله قسم دوم اڑہائی توله قسم سوم تین توله قسم چہارم ساڑہی تین توله قسم پنجم چار توله
بکتا ہی قسم اول اور دوم سے تحفه دوشالے گران قیمت بنتی ہین باقی اقسام سے جامه وار وغیره تیار ہوتی ہین
اُجرت پشمینه بافی کی بہت ارزان ہی الوان یا اور کپڑا پشمینه کا جسکی بناوٹ سیدہی یکرنگ ہوتی ہی ذرعه جاتی
کے حساب سے بنا جاتا ہی اور گلدار رنگ آمیزی دوشاله یا جامه وار وغیره بڑی حساب اور محنت کی ساتھه بنا جاتا ہی
مزدوری اوسکی تیلیون کے شمار سے ہی اگر ایک آدمی تین ہزار تیلی لگائے تو ایک آنه اُجرت پائے شمار تیلیون کا
اوس نقش سے کیا جاتا ہی جو قبل چڑہانے کے کاغذ پر لکھا جاتا ہی اس کام کا مزدور اگر چالاک چابکدست
ہو تو ایک روز مین تین آنه یا چار آنه سے زیاده مزدوری تحصین کر سکتا ساده پشمینه ساده کپڑی کے طرح بنا جاتا ہے
اس زمانه مین قریب چھه ہزار کے دوکان پشمینه بافی کشمیر مین جاری ہی اور پندره ہزار آدمی پشمینه بافی کرتا ہی
محصول پشمینه کا بہت سخت ہی ایک جامه کے اوپر بہت مرتبه محصول لیا جاتا ہی اور بلا مھر شالداغ کے وه کہین
بکنے نہین پاتا معمول شالداغ کا یہه ہی که مثلاً ایک جامه دوسو روپیه قیمت کا شالداغ کے محکمه مین آیا تو اوسکے
اوپر چالیس روپیه فیصدی کے حساب سے اور قیمت بڑہائی گئی اور دوسو اسی روپیه کا مال قرار پایا پھر تین آنه
فی روپیه کے حساب سے محصول شالداغ اور تین روپیه فی جامه حق چاپه دمھرانه لیکر سرکاری مھر شالداغ
کی اوسپر ثبت ہوئی اور وه مال قابل فروخت کے ہو گیا لیکن مہاراجه جمون نے اب ان رسوبات مین سے
کچھه تخفیف بھی کی ہی۔ سابق سوای کشمیر کے پنجاب اور بھاڑ وغیره کہین پشمینه بنا نہین جاتا تھا مگر جب جمعدار خوشحال سنگه
کو بخت سنگه نے کشمیر کا ناظم بنایا اور اوسنی وہان جاکر کشمیر کو لوٹا تو ہزارون کشمیری وطن چہوڑکر جابجا نکل
گئے اوس وقت سے نورپور و تلوکناتھه و امرتسر و لودہیانه وغیره مین بھی یہه کارخانے جاری ہوئے گویا پہلا واسطه
کارخانه کا تمام پنجاب مین جمعدار خوشحال سنگه کے ظلم سے ہوا اگر وه اپنی نظامت مین کشمیر کی غارت کا انتظام
نکرتا تو اس کام کا فیض اسقدر کیون جاری ہوتا اب خطه پنجاب کے رہنے والے بھی کشمیریون کے شاگرد ہنکر یہه کام

بکثرت کرتے ہین **اون** شمالی پہار اور کشمیر اور پنجاب کے میدانی ملک مین اون کی بڑی تجارت اور خرچ
ہے کشمیر کے اون سب ملکون سے اعلی اور سفید اون ہوتی ہے نرمی مین اور اون سے بڑھ کے ہے اس جنس سے
ایک پٹی اور دوپٹی لوئیان ادنی و اعلی قسم کے تیار ہو کر ملکون مین جاتے ہین کشمیر کے لوئی کا جوڑہ بعض
تو ایسا باریک اور عمدہ و سفید بنا ہوا ہوتا ہے کہ بیس روپیہ پندرہ روپیہ دس روپیہ جوڑہ تک اوسکی قیمت
ہوتی ہے کانگڑہ و کلو وغیرہ اطراف کی لوئیان بھی آٹھہ دس روپیہ جوڑہ تک قیمت پاتی ہین خاص پنجاب کی لوئی
اچھی نہین ہوتی بسبب اوسکی کرختی کے قیمت کم اوٹھتی ہے اور اکثر دوپٹی ہوتی ہین کشمیر اور پہاڑ مین اونی پٹیان
ایسی اعلی و عمدہ بنی جاتے ہین کہ ہزارون روپیہ کے اون کی سوداگری ہوتی ہے جاڑون کے دنون مین
اونکی زیادہ قدر ہے مضبوطی اور نرمی اونکی قابل تعریف ہے کہ نادان دیکھنے والا اوسکو پشمینہ کہہ دیتا ہے
پنجاب کے اونی جراب و دستانہ بنکر اور ملکون مین بہت جاتی ہین اس جنس سے کمبل و نمدہ بھی خاص پنجاب و کشمیر مین
تیار ہو کر سندہ وغیرہ کو بھیجے جاتے ہین **دیسی روئی کا کپڑا** جب انگریزی کپڑا لٹھہ خاصہ ململ وغیرہ
پنجاب مین نہ آیا تھا تو اس کپڑے کی پنجاب مین بہت قدر تھی اور اچھے اچھے عمدہ تھان گھاٹی وغیرہ کے امیرون
سردارون کے واسطے تیار ہوتے تھے اب اس کپڑے کی قدر اس ملک مین نہین رہی صرف غربا لوگ اپنے گھر کے
عورتون سے سوت کتوا کر اور کپڑا بنوا کر پہنتے ہین دولتمند امیر اسکو پسند نہین کرتے اسواسطے اعلی قسم کا کپڑا
اب پنجاب مین بنا نہین جاتا البتہ عورات کے پہننے کے واسطے رنگین سوسی ریشم آمیختہ قصبہ ٹبالہ مین بہت عمدہ
بنتی ہین خرچ بھی اسکا پنجاب مین بہت ہے دساور مین چڑہتی ہے سوا اسکے اور جو کہدڑ یعنی موٹا کپڑا و کہاٹی اور
سوتی سوسی و لنگی وغیرہ اس ملک مین بنی جاتے ہین وہ خراسان کے ملک اور افغانستان کے طرف سوداگر
لیجاتے ہین اور وہان کے لوگ بڑی خواہش سے اسکو مضبوط جانکر خرید کرتے ہین پشاور کے طرف کی نیلی رنگ کے
لنگی بلکہ خاص پنجاب مین بھی قدر رکہتی ہے اور ملتان کے ساخت کا کپڑا ابھی بہاولپور کے راستہ سندہ کو
جاتا ہے اور خراسان مین قدر پاتا ہے ریشم کی جنس کابل و شرقی و غربی و شمالی ملکون سے پنجاب مین آتی ہے لاکھون
روپیہ کا اسکا بیوپار ہے پنجاب کا ریشم بنگال کے ریشم سے اعلی ہوتا ہے کہ اوسمین نرمی و مضبوطی بہت ہے بنگال وغیرہ
ملکون کے ریشم مین البتہ کرختی ہے اسکی رنگنے کے کارخانے امرتسر مین بہت ہین لاہور مین بھی لگا جاتا ہے کارنگیر لوگ
ہر ایک طرح کے رنگ سے اسکو رنگ لیتے ہین سب رنگون سے اعلی رنگ اور پختہ قرمز کا ہے جسکا قیام کپڑے
کے پہٹنے تک رہتا ہے اس زمانہ مین بقیمہ شیشے کا رنگ بھی ریشم کو دیتے ہین مگر وہ رنگ بالکل کچا اور ناکارہ
ہوتا ہے چار دن کی گلزار ہے بصر چار کی خارہ ہے ریشمی کپڑے کے بننے کیواسطے سینکڑون کارخانہ لاہور و امرتسر و بہاولپور
و ملتان وغیرہ مین موجود ہین لاہور و امرتسر مین پارچہ گلبدن و دارائی سکھون کیوقت ایسا اعلی بنا جاتا تھا

کہ پانچ روپیہ گز تک اوسکی قیمت ہوتی تھی اب بسبب اسکے کہ حکام وقت کو ایسے کپڑون کے پہننے کا شوق نہین
آٹھہ آنہ روپیہ و دو روپیہ گز تک کا گلبدن و دارائی تیار ہوتی ہی غرض یہ بھی بہت کم ہوگیا ہی ملتان مین
کہیس ریشمی و کلابتونی و سادہ و لنگیان و مشروع ایسا عمدہ و قیمتی تیار ہوتی تھین کہ کہیس اور لنگی
وہان کی دو دو سو روپیہ قیمت پاتی تھی اب بسبب بگڑ جانے سلطنت لاہور و میران سندھ کے وہانکا
کارخانہ بھی سست ہی رہا پاتی پہننے کے کم قیمت کپڑے تیار ہوتی ہین پنڈ دادنخان کے ریشمی لنگیان مشہور بھی
ہین لاہور مین ازاربند ریشمی بہت تحفہ اور قیمتی بنے جاتے ہین اور تجارت اونکی دساور مین ہوتی تھی
غرض کہ ریشمی کپڑا پنجاب کے کاریگر ایسا تیار کر سکتے ہین کہ اور ملکون مین ہوسکے **نیل** یہہ اعلی جنس بھی خاص
پنجاب کی پیداوار ہی خاص پنجاب مین خرچ اسکا سکھون کے عملداری مین بہت تھا اور سکھہ اس رنگ کا
پہننا عین ثواب سمجھتے تھے اب بھی اگرچہ خرچ بہت ہی مگر اسقدر نہین ہی تاجر اسکو بکثرت خرید کر خراسان
کو لیجاتے ہین کچھہ عرصہ ہوا کہ برآمد اسکی خراسان کے طرف کم ہوگئی تھی کیونکہ دریای عمان کے راستے
ہندوستان کا نیل خراسان مین پہونچ جاتا تھا لیکن تو بھی تجارت کم نہوئی کوہ سلیمان وغیرہ و ہزارہ
وغیرہ پہاڑون اور افغانستان کے رہنے والون نے پنجاب کے ہی نیل کو پسند کیا اور خرید جاری رکھی افغانستان
کے ملک مین نیلی رنگ کے پہننے کا بہت رواج ہی اور پنجاب مین کم پہنا جاتا ہی **مجیٹھہ** درآمد اور خرچ اس
جنس کا پنجاب مین بہت ہی سولہ ہزار من فی سال تخمیناً خراسان کے طرف سے دریای کابل و سندھ کی راستے کچھہ [illegible]
پنجاب مین آتی اور صرف ہوتی ہی لحاف تلائی کہارو اسالو وغیرہ کپڑے عورتون کے پہننے کے اس کو جوش
دیکر رنگی جاتے ہین پیداوار اسکی خراسان و ٹھٹھہ و شکارپور وغیرہ سندھ کے علاقون مین بہت ہی قیمت
اسکی اسملک مین سولہ روپیہ من یا کم و زیادہ ہوتی ہی **کسوم** یہہ جنس ہندوستان سے بہت آتی ہی اور جو
پہاڑ مین پیدا ہوتا ہی وہ پہاڑی کسوم کہلاتا ہی پنجاب مین اسکا خرچ کپڑے رنگنے کے کام مین بہت ہی –
پارچہ یورپی اس کپڑے کی بڑی اعلی سوداگری اور درآمد پنجاب مین ہی کلکتہ وغیرہ سے یہہ مال قسم
قسم اور طرح طرح اور رنگ رنگ کا آتا ہی غریب غربا امیر دولتمند سب اسی کپڑے کے پہننے کے شایق مین اس جنس
کی بڑی منڈی امرتسر مین ہی وہان سے تمام پنجاب مین پھیلتا ہی تجارت اسکی دن بدن ترقی پر ہی **گوڑ**
یہہ جنس خاص پنجاب کی پیداوار ہی دوابہ بست جالندھر و سندساگر و پشاور وغیرہ مین بکثرت پیدا ہوتا ہی
سوای فروخت خاص پنجاب کے ہر سال پچاس ہزار من کے قریب خراسان و افغانستان و دیرجات کو جاتا ہی
سندھ مین بھی اسکی خرید ہی پشاور کا گوڑ سب سے اعلی و لذیذ ہی جالندھر دوآب کا گوڑ بھی عمدہ و سفید ہوتا ہی
شکر سرخ بھی خاص پنجاب کی عمدہ اور لائق تعریف ہی **کھانڈ** یہہ جنس کل پنجاب مین کنارہ دریای ستلج

اور دوابہ بست سے اگر فروخت ہوتی ہے خرچ اسکا بڑے شہرون مین بہت ہے مصری بتاشے چلنی شیرینی ہر ایک
قسم کی اس سے بنائی جاتی ہے **میوہ جات** ساوگی پستہ بادام انگور ناشپاتی خمانی سیب کشمش انار وغیرہ
یہہ میوے پنجاب مین پیدا نہین ہوتی کشمیر و کابل و کوہستان سے آکر فروخت ہوتی ہین ہر سال سوداگر بہت مال لیکر آتے ہین
فایدہ خاطر خواہ اوٹھاتے ہین کشمیر کا سیب بہت لذیذ و خوشبو و شیرین ہوتا ہے لاہور مین بھی اگرچہ انار پیدا ہوتا ہے
مگر شیرین و بیدانہ نہین ہوتا ملتان کا انار لاہور کے انار سے البتہ سرخ و لذیذ زیادہ ہوتا ہے آم کی درآمد لاہور
دامرتسر وغیرہ مین دوآبہ بست جالندہر کے طرف سے بہت ہے ملتان مین بھی آم و کھجور عمدہ پیدا ہوتی
ہے اور تجارت کیواسطے اور ملکون مین بھی سوداگر لیجاتے ہین لاہور کا شاہتوت بیدانہ بہت لذیذ و شیرین ہے
آب بھی لاہور کے زمین کا اگرچہ چھوٹا ہے مگر لذیذ ہے لاہور مین بیر کئی قسم کا بافراط پیدا ہوکر بکتا ہے کیلا
بافراط پیدا ہوتا ہے کھٹا میٹھا سنترہ پنجاب خصوصاً ملتان کا تحفہ مشہور ہے چھلکے دار آڑو لاہور کا ایسا
لطیف ہوتا ہے کہ اوسکی کھانے سے انسانکو فرحت حاصل ہوتی ہے تربوز و خربوزہ و آلوچہ نیبو گلگل امرود شیرنیغہ
شاہتوت سنترہ میٹھا کوٹا بھی پنجاب کی عمدہ پیداوار مین داخل ہین و بیوپاری انکی بیوپار سے نفع لیتے ہین
غلہ ہر یک قسم پہلے جسقدر غلہ پنجاب مین پیدا ہوتا تھا اسی ملک کے خرچ کے واسطے کفایت کرتا تھا اب
ریل کے ذریعے سے دور دور کو چلا جاتا ہے اور گرانی کی صورت ہمیشہ ظاہر رہتی ہے علاوہ اسکے غلہ فروش پنجاب کے
نرخ کے باب مین خود مختار ہین سرکار کی مداخلت ویسی نہین ہوتی چاہیے وہ گران یا ارزان فروخت کرین وہ
غلہ کے ذخیرے جمع کر رکھتے ہین اور چاہتے ہین کہ اگر ذرا بھی بارش کی کشش ہو جاوے تو ایک کے چار کرلین کئی سال
سے پنجاب کے لوگ اس عذاب مین گرفتار ہین - خاص پیداوار غلہ کی پنجاب مین اسقدر ہے کہ اور ملکون مین کم ہے
گندم جو ماش موٹھ مسور مکی جوار باجرا سوانک چنا سیاہ و سفید چرال سرسون تل بکثرت پیدا ہوتا ہے
شالی قسم قسم کے شاہ شہرہ اور سیراب مقامون پر بوئی جاتی ہے لاکھون روپیہ کی اسکی تجارت ہے سرسون و تل و
تارامیرا کا تیل نکالکر فروخت ہوتا ہے نباتات مین سے کھیرا ککڑی مولی گاجر شلغم دہنیان مرچ کرم پالک میتھی
خرفہ آلو گوبھی شکرقندی ادرک پیاز لسن کریلہ توری کدو ٹینڈے کی بہت پیدائش ہوتی ہے اور بڑے شہرون مین
ہر روز اس اجناس کی منڈی لگتی ہے سونف اجواین خرفہ کاسنی وغیرہ کی جسقدر پیداوار ہے وہ ادویات
کے کام آتی ہین پھول پنجاب کے جنبہ موتیا گلاب بہت خوشبودار ہوتے ہین انکا عرق و عطر بکثرت فروخت ہوتا ہے
اور جسقدر اور پھول گیندا کنول صد برگ مرتبان گل دوپہری چنبلی گل عباسی عشق پیچہ وغیرہ پیدا ہوتے ہین
وہ گلفروش بازارون مین بیچتے ہین بڑی اعلی قسم کا پھول یہان بید مشک ہے جسکا عطر و عرق بہار دین کیے
اسطرح یہان تازہ دیتا ہے جنبہ اور موتیا کا تیل بنکر سر کے لگانے کے واسطے فروخت ہوتا ہے **تجارت نمک**

کوہ نمک کا حال سابق تحریر ہو چکا ہی وہان سی یہہ نمک سرکار کے حکم سی نکالا جاتا اور فروخت ہوتا ہی آمدنی اسکی
داخل سرکار ہوتی ہے رنجیت سنگہ کے وقت نمک بہت ارزان تھا اب گران ہو گیا ہے **روغن زرد**
یہہ جنس خاص پنجاب کی پیداوار پنجاب مین خرچ ہوتی ہی ساندربار وغیرہ سیراب علاقون سی گہی آکر شہرون مین
بکتا ہی سکہون کے وقت لاہوری وزن تین سیر فی روپیہ گہی بکتا تھا اب انگریزی وزن فی روپیہ سوا سیر ہی
موجب اس گرانی کا تقرری محصول چونگی یا کم پیداوار ہی **لکڑی** پنجاب مین لکڑی کا بڑا بیوپار ہے
ہو دو قسم کی ہی ایک تو ہیمہ سوختنی یعنی جلانے کی لکڑی یہہ لکڑی جنڈ و کریر و پیلون وغیرہ اقسام کی بہت کثرت
کے ساتہہ ساندربار وغیرہ جنگلون اور ویرانون سی کٹ کر آتی اور جابجا فروخت ہوتی ہی پہلے بہاو اس لکڑی کا
نے روپیہ چہہ سات من تھا اب جس روز سی ریل گاڑی جاری ہوئی اور خرچ اسکا بہت بڑہ گیا ہی دو من یا اڑہائی
من روپیہ کی ملتی ہی بہت سا خرچ اسکا بڑی شہرون مین ہی دیہاتی زمیندار اوپلون پر گذارہ کرتی ہین — دوسری
قسم کی لکڑی عمارتی عمارت کے خرچ کے واسطی ہی اسمین بہی دو قسم ہین ایک وہ کہیل یعنی شیشم یا کیکر یا بیر یا کائین
یا دہریک یا شاہتوت کی لکڑی خاص پنجاب کی پیداوار یہہ اعلی اور خاص کام مین صرف ہوتی ہے یہہ لکڑی
بہت سخت و بارکش ہے پانی مین بہی اسکا کچہہ نقصان نہین ہوتا دوسری چوب دیودار و چیڑ و کیل و سنبل وغیرہ
پہاڑ کی پیداوار یہہ دریاؤن کے رستی کوہ جمون و منڈی و چنبہ وغیرہ سی پنجاب مین آتی ہی جسکی کثرت کا کچہہ
حد و حساب نہین سینکڑون پنجابی ہندوستانی انگریز بیوپاری سوداگر یہہ لکڑی پہاڑ سی منگوا کر فروخت کرتے ہین
شہر اور سرکاری عمارتون مین اسکا بہت خرچ ہی ان اقسام مین سی دیودار لکڑی بڑی عمدہ اور اعلی قسم کی
ہی چیڑ وغیرہ پانی مین گل جاتے ہین سکہون کے وقت تین تسو روپیہ کی دیودار بکتی تہی اب ایک یا ڈیڑہ تسو روپیہ
کی بکتی ہے **اینٹ** اس جنس کی تجارت و خرید و فروخت پنجاب مین بہت ہی امرتسر مین نئی اینٹ پکائی
جاتی ہی اور شہرون مین بہی یہی حال ہی خاص لاہور مین بادشاہون کے وقت نئی اینٹ پکتی تہی جب سی سکہون نے
حصار کے باہر کی آبادی اوجاڑ دی تو اینٹین یہان بہت ہو گئین اسواسطی نئی اینٹ کا پکنا موقوف ہو گیا
اور وہی پرانی اینٹین کہود کہود کر شہر کے عمارت مین صرف ہوتی رہین رنجیت سنگہ کے وقت یہی حال رہا
مگر خشت فروشون نے بڑی بڑی عالی مسجدین اور مقبری خود مختار ہو کر مسمار کر لین سرکار سی کوئی اونکا مزاحم
نہوا اب جو بحکم سرکاری باقیماندہ پرانی مقبری بند دل مین درج ہو گئی خشت فروشون کے رزق کا دروازہ
بند ہو گیا اور سرکار سی سخت ممانعت ہوئی کہ باہر سی کوئی اینٹ نہ کہودی بلکہ پرانی کہندرات کہدنے موقوف ہو کر شہر کا
گرد و نواح ہموار و صاف ہو گیا اسواسطی خشت فروش شہر کی حویلیان ہین سی جو بلیان خرید کر اور اونکو مسمار کر کر
اینٹین فروخت کرتی ہین یا انگریزی عمارات کی واسطی ایک قسم کی بڑی اینٹ نئی بہی پکائی جاتی ہی پرانی اینٹ کا

مسکرات یہ جنس جسقدر پنجاب مین پیدا ہوتی ہی اوسقدر
بھاؤ سابق دو ہزار فی روپیہ بحساب پانسو ہی بھنگ پوست افیون کی پنجاب کے میدان مین بھی پیداواری پنجابی
اسکا خرچ ہی بلکہ پہاڑ سے آکر بھی فروخت ہوتی ہی تماکو یہان بہت پیدا ہوتا ہی اور خرچ بھی بے نہایت ہی
سے بگر جس یہان نہین بنتی پہاڑ سے بنکر آتی ہی کلکتہ کی چاے جو لاہور مین آتی ہی بہت اچھی ہوتی ہی کانگڑہ مین

چاے پیدایش اسکی پنجاب مین بہت ہی سب سے اچھی چاے کشمیر ہی جو رنگ اور خوشبو مین ہر ایک سرزمین
سرکار کے حکم سے بوئی جاتی ہی وہ بھی قسم اول ہے اب پنجابی اونکی طرف دیکھکر چاے
کی چاے سے اچھی ہی چاے پینے کی عادت کشمیریون اور ولایتیون کو بہت ہی اور اگر پیتے ہین منہہ جلالیتے ہین

کرانہ پینے لگی ہین بعض تو ایسی ہین کہ اتبک بھی چاے بنانا نہین جانتے
اِس جنس کی پنجاب مین بڑی تجارت ہی شمالی پہاڑ سے اسکی درآمد پنجاب مین بہت ہی کل ادویات و نباتات
جو طبیب بیمارون کے معالجہ مین صرف کرتے ہین سب کرانہ مین داخل ہین

معدنیات لوہا تانبا قلعی سکہ جست پیتل وغیرہ اس قسم کا اسباب معدنیات مین داخل ہی تجارت اسکی پنجاب مین بہت کم
ہوتی ہے اور خرچ اسکا زیادہ تر ہی

چونا کلی وغیرہ چونہ پنجاب مین صرف ایک قسم کی کچھے
خالی کنکر زمین سے نکالکر اور جلاکر بنایا جاتا ہی سنگ مرمر سے بھٹیان چونہ کی عمارات کے خرچ کے واسطے گیا سرکار
کی بنجاری جلائی جاتی ہین چونہ کے جلانے مین اُپلی صرف ہوتی ہین اُپلون کی راکھہ بھی اوسی چونے مین
رہتی ہی بلکہ ہو یا رہی لوگ اپنی نفع کے نظر سے دو دو گز بھٹی کے نیچے سے جلی ہوی زمین بھی کھود کر چونے مین
ملا دیتے ہین بعض دغاباز اوسپر بھی کفایت نہین کرتے بڑے اُن کی سرخ مٹی چونہ کے اندر ملا کر چونہ
دوگنا کر لیتے ہین بعض پرانے گرے ہوے پختہ مکانون اور عمارتون کا چونہ لاکر نئی چونہ مین مخلوط کرکے بیچتے ہین
اسواسطے اس زمانہ کی بنی ہوئی عمارت دیرپا نہین ہوتی اگلے زمانہ مین چونہ لکڑی مین جلایا جاتا تھا اور
مٹی کی آمیزش نہین ہوتی تھی اسواسطے سینکڑون برسون کے عمارتین قایم کھڑی ہین چونہ ساز حکام وقت
کے ساتھہ دغا کرتے ہین رعایا بیچاری اونکی آنکھ کیا چیز ہی عمارت کے معمار کے ساتھہ پہلے ہی آمیزش کر لیتے ہین
اسواسطے خریدکنندہ نقصیر ہوجاتا ہے - یہہ چونہ سوای آمیزش کلی کے کام نہین آتا اور کلی ایک قسم کے
کوہی سنگ سے ہی جلاکر بنائی جاتی ہی جو لاکھون من بنی بنائی پہاڑ سے آکر پنجاب مین فروخت ہوتی ہی اسمین جو
اعلی قسم کی سفید کلی ہوتی ہی اوسکو دوعہ کہتے ہین جو صرف عمارت کی پلستر اور سفیدی کے کام آتی ہے
بعض کنکر ہی جونہ پیدا نہین ہوتا اوس جگہہ صرف انیٹون کو پیس کر اوسیا دہمین کلی ملاکر عمارت مین صرف
کرتے ہین اور انیٹین بھی ایک قسم کی پہاڑی نرم پتھر کی بنائی جاتے ہین مٹی کے انیٹین نہین پکاتے

تحایف وصنایع ملک پنجاب یہہ ہین تحفہ اس ملک کا دوشالہ و شال ساخت کشمیر وغیرہ

ہی جسکا ذکر مفصل تحریر ہو چکا ہی اوسکے سوا سے لاہوری کمان بہت تحفہ ہوتی ہی قیمت کمان کی آٹھ آنہ سے لیکر
بیس روپیہ تک ہی بندوق خالی نالی کی جو لاہور مین بناتے ہین عمدہ ہوتی تھی مگر اب انگریزی عملداری مین اسکی قدر
نہین رہی باعث یہہ ہی کہ سرکار کو یہہ چیزین پسند نہین ہین اور دیسی لوگون کو ہتھیار رکھنے کا حکم نہین ہے
لاہور کا طبلہ و اجرتا تمام پنجاب مین تحفہ گنا جاتا ہی قصور اور بٹالہ مین بھی جوتا اچھا بنتا ہی آٹھ آنہ سے لیکر پانچ روپیہ
تک اوسکی قیمت ہی سامان فولادی قلمتراش مقراض جراب ستانہ کاغذ کشمیری کا بنایا ہوا بہت تحفہ ہوتا ہی
بٹالہ مین سوسی ریشم اور سوت کی ایسی تیار ہوتی ہی کہ دور دور تک اسکا ثانی نہین بنتا ملتان کے قالین
اور کھیس اور لنگی ریشمین مشہور ہی شروع وہان ایسا بنا جاتا ہی کہ ثانی نہین کہتا کہ سبحان پور یا کشمیر مین پشمینہ کی قالین [illegible]
بہت تحفہ بنائی جاتے ہین دینانگر بٹالہ ہوشیارپور راہون مین سفید کپڑا گاڑھا نہایت اچھا بنتا ہی کانگڑہ مین
سفید دوتھی اور دوپٹی ریشمی اور طلائی کنارون کے خوب بنتے ہین جوتھی اور سوتی کھیس وہان کا تحفہ مشہور
ہے چونیان کے چوتیان سوتی بہت مضبوط اور باریک ہوتے ہین پاکپتن کے چمڑے کے جتے پیتل سے
مڑھی ہوئی اور برنجی چلمین سرپوش دار اور خراد کا کام چوبی بہت نازک و خوبصورت ابری رنگ کا مطبوع
خلایق و تحفہ ہی پنڈ دادنخان اور خوشاب کے بنی ہوئی لنگیان کنارہ دار و ملہ ریشمی ایسی تحفہ ہوتی ہین کہ دور
دور بطور تحفہ بھیجی جاتے ہین سیالکوٹ کا کاغذ بنا ہوا نہایت عمدہ و پختہ صاف ہوتا ہی لاہور و امرتسر مین گلبدن
دارائی نہایت عمدہ ریشمین بنی جاتی ہی ازاربند ریشمین بہت تحفہ بنتے ہین چکین اور ڈوری کا کام پشمینہ
پر بہت اعلی ہوتا ہی — + —

خاتمۂ کتاب

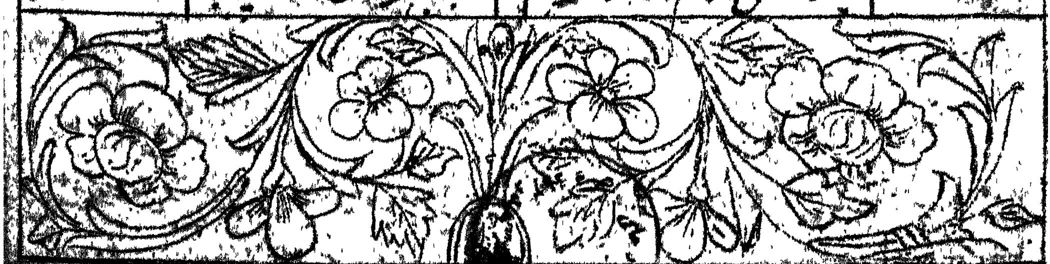
اب یہہ مخزن تمام ہی شکر کا مقام ہے کہ سعی مشکور ہوئی محنت منظور ہوئی مراد بر آئی آغاز نے انجام کی صورت
دکھلائی پہلی چند سال اس کتاب کے تالیف کے شوق مین بندہ حیران نہایت سرگردان رہا بہت سی کتابین اور
رسالے جمع کئے بڑے معمر و بزرگون کے زبانی حالات دریافت کئے جب سامان جمع آیا تو لکھنے کو قلم اوٹھایا
بہت سے حالات انگریزی کتابون سے حاصل کئے خصوصاً دریائی حالات اور پہاڑ کے کیفیتین تو صرف انگریزی
تواریخ سے لی گئی غرضکہ جگہہ جگہہ خوشہ چینی کرکے یہہ خرمن باندھا سرکاری تواریخ کے کتابین جو بندوبست کے
محکمون مین لکھی گئین ہین بعد از تجسس و تلاش منگوائی گئین اور ضروری حالات جو اس کتاب کے اندراج کے
لایق تھی اونسے نقل ہو کر اس مجموعہ مین درج ہوئی یہہ بہت بڑا کام ایسا نہ تھا جسکو یہہ بندہ نحیف کر سکتا
اور یہہ بار ایسا نہ تھا جسکو یہہ مور ضعیف اوٹھا سکتا مگر تائید ربانی و تلطفات سبحانی نے ذرہ کام کیا کہ چند سال
کی محنت و عرق ریزی مین یہہ نسخہ مفید خلایق باختتام پہونچا دیا بڑا باعث اس کتاب کے تالیف و اجتماع

حالات ضروری کا یہ تھا کہ سنہ ۱۲۹۱ ہجری میں محکمہ عالیہ گورنمنٹ پنجاب کا ایک حکم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور
کے نام اس مضمون کا آیا کہ خاص شہر لاہور کی ایک تاریخ اردو زبان میں لکھی جاوے اور حالات قدیم
و جدید اس شہر کے اوسمین تحریر ہو کر ایک مجموعہ عجیب بنایا جاوے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے یہ ضروری کام
روسائے لاہور کو سپرد کیا اونہوں نے اس کام کے انجام کے لئے بندہ کی طلبی فرمائی اور عوض سلطانی کا امیدوار کر کے تاکید کی کہ ایک تاریخ شہر لاہور
کی لکھ کر بحضور صاحب ڈپٹی کمشنر پیش کرے چنانچہ بندہ تعمیل ارشاد روسائے لاہور خصوصاً بتعمیل ارشاد
دیوان بہیا تھ صاحب و فقیر شمس الدین صاحب کے کمر ہمت چست باندہ لی اور بڑی سعی تلاش حالات ضروری
کے بہم پہونچانے میں کی جب سامان جمع ہو گیا اور کتاب کی تحریر شروع ہوئی تو آنکھوں کی آشوب کی بیماری
ایسی لاحق حال اس نیاز مآل کے ہوئی کہ چار ماہ تک سر بستر سے نہ اوٹھا یا روسائے شہر نے دو ماہ تک
تو انتظار کی کہ جب یہ اچھا ہو جاوے خدمت مفوضہ کو انجام دے مگر جب بیماری نے طول پکڑا تو یہ خدمت
بندہ سے لیکر قاضی تاج الدین لاہوری کے سپرد کی اگرچہ دو ماہ کے عرصہ کے بعد بندہ بھی شافی حقیقی کی
مہربانی سے اچھا ہو گیا تھا مگر وہ کام ہاتھ سے جا چکا تھا چونکہ کتابیں اور سامان اوس تاریخ کا سب
جمع تھا لہذا بطور خود بندہ اس کام کے انجام کے واسطے مستعد ہو گیا اور چاہا کہ اب ایک شہر لاہور کی تاریخ
کے علاوہ تمام پنجاب بلکہ تمام ممالک متعلقہ محکمہ گورنمنٹ پنجاب کے حالات لکھے جائیں تو یہ ایک عجیب
غریب مجموعہ بن جاوے چنانچہ تین سال تک برابر بندہ اس کتاب کی تالیف کے شوق میں مستغرق رہا۔
الحمد للہ و المنۃ کہ یہ عمدہ تاریخ باختتام پہونچی اب بندہ بندہ نواز قدر دانوں کی قدر دانی سے امیدوار
ہے کہ جب وہ اسکو پڑھیں یا پڑھائیں فائدہ اوٹھائیں انگشت نمائی نہ فرمائیں حتی الامکان اصلاح کریں یا بنسبت
بندہ کمترین درگذریں کیونکہ انسان ضعیف البنیان سہو و نسیان کا پتلا ہے ہر چند سعی کیجاوے کہ انسان کے کام میں غلطی
نہ آوے مگر نتیجہ الانسان مرکب بالخطاء و النسیان سہو ہو ہی جاتا ہے اور انسانیت کا ثبوت ظہور میں آتا ہے کیونکہ

فرد وہ عیب سے خالی وہ اللہ پاک ہے + بندہ پر عیب خاک کی خاک ہے + اب میں
اس کتاب کو اس قطعہ تاریخ پر ختم کرتا ہوں واللہ الموفق و المعین و بہ نستعین

قطعہ

ہوا جب ختم فضل ایزدی سے	یہ مخزن معدن حالات پنجاب
نکالا سال اتمام اوسکا میں نے	عجب ہے مخزن حالات پنجاب ۱۲۹۵



قطعات تاریخ اختتام طبع مخزن پنجاب

از نتائج طبع شاعر نازک خیال رای بہادر کنہیا لال صاحب اگزکٹو انجنیر لاہور ڈویژن

عجب محبوب و مرغوب است مطبوع — کتاب مخزن پنجاب نایاب
خدا کرد است در پنجاب جاری — بفضل عام خود این چشمہ آب
نظیرش نسخہ اندر کشور ہند — ندیدہ دیدۂ بیدار در خواب
دل اہل بصیرت بیقرار است — برائے دیدنش مانند سیماب
بشہر لکھنؤ مطبوع گردید — کشاد از فیض ہر روئے جہان باب
پئے تاریخ طبعش گفت ہندی — کہ بار گلشن تاریخ پنجاب ۱۸۷۷ع

از سید علی عبد القادر شمس القادری عرف مرشد علی صاحب تخلص عاصی میدنی پوری

داد چون سرور بطبع این کتاب — مخزن دولت بخاص و عام مفت
طرفہ تر عاصی بسال خاتمہ — گنج سرور مخزن پنجاب گفت ۱۲۹۴ھ

از سید عبد الرسول صاحب خاندیسی ارنڈولے

سوتیون کا یہ خزانہ آج کل — سب کو ہو کر دانہ دانہ بٹ گیا
کر رقم تاریخ طبع عبد الرسول — طرفہ سرور کا خزانہ بٹ گیا ۱۸۷۷ع

از سید علی شاہ صاحب ڈاکٹر المتخلص بالفت لاہوری

چونکہ این نادر کتاب لاجواب — خوش خط و خوش رنگ و زیبا طبع گشت
گفت الفت بہر سال اختتام — مخزن پنجاب رعنا طبع گشت ۱۸۷۷ع

از مفتی چراغ دین صاحب تخلص روشن لاہوری

چو اندر لکھنؤ با طرز رنگین — شد این گنجینۂ نایاب مطبوع

رقم زد روشن اندر سال طبعش ❊ کہ تازہ مخزن پنجاب مطبوع ۱۲۹۴ھ

از مفتی غلام حیدر صاحب تخلص حیدر لاہوری

مخزن پنجاب کیا تاریخ ہے ❊ جس سے ہے سارا زمانہ بہرہ یاب

بہر سال طبع کر حیدر رقم ❊ مخزن پنجاب ہے نامی کتاب ۱۲۹۴ھ

از مفتی غلام صفدر صاحب تخلص فوقانی لاہوری

یہ کیا تاریخ ہے تاریخ مطبوع ❊ عجائب معدن احوال پنجاب

بسال طبع فوقانی نے لکھا ❊ کہ تحفہ مخزن احوال پنجاب ۱۲۹۴ھ

از مفتی غلام اکبر صاحب تخلص لئیق لاہوری

چہ گنج است این عجب گنجینۂ فیض ❊ کتاب نادر و مطبوع و کمیاب

لئیق از دل ندا آمد بسالش ❊ کہ تازہ تحفۂ رنگین پنجاب ۱۲۹۴ھ

از مفتی محمد انور صاحب تخلص دانش لاہوری

خوش کتابے است مخزن پنجاب ❊ نسخۂ دلپذیر و نایاب است

ہست فصل بہار ہر فصلش ❊ بلکہ ہر باب جنتے باب است

ماہتابے باوج محبوبے ❊ شمع روشن بزم احباب است

بہر تاریخ خاتمہ دو بار ❊ گفت دل گنج پنجاب است ۱۲۹۴ھ

خاتمۃ الطبع

بعد حمد خدائے غیب دان و نعت رسول آخر زمان کے ادب پیرایہ زرین تجربہ کاران روزگار و آزمودہ کاران پر پوشیدہ نہیں کہ علم تاریخ ایسا اعلیٰ درجہ کا علم نادر و عمدہ ہے کہ جسکا دریافت کرنا احوال ماضی و گذشتہ کا صاحبان حال و استقبال کے لیے ایک وسیلہ لیاقت منتہی اور بہبودی ہے اور دستور العمل واسطے اکتساب فراست و فرزانگی کے قرار دیا گیا ہے کہ جسکی سیر و مطالعہ سے باالعمل بنیاد انتظام سلسلہ عالم کی نسبت مربوط

[illegible]

ہوتی ہے اور اساس اعتساف و ناانصافی کی باقلم انہدام باقی ہے اس نظر سے ہر عاقل و فہیم
دانش پژوہ پر استحصال علم تاریخ کا واجب لازم ہے کہ ہر حال مین بقیاس روئداد ماضی اوس
نسق پر کارروائی حال و استقبال کی مرعی رکھے تا بتعمیل و کاربندی اون وجوہات کے گشایش حال
اور فلاح مآل کرسی نشین مراد ہو۔ ہر گاہ علم تاریخ درحقیقت عمدہ فن ہے اور اشاعت ایسی نادرشے
کی لنفع عام کے لیے سودمند لہذا اندنون ایک کتاب لاجواب فن تاریخ مین انتخاب جسکا نام مخزن پنجاب
ہے یہ کتاب من کل الوجوہ جامع اور حاوی بیانات احوال شاہان و راجگان و رئیسان شہر و علاقجات
متعلقہ حدود ملک پنجاب ہے اس صفت کی کتاب آجتک نہین ہوئی مولف و مدون اسکے بڑے صاحب
علم و کمالات ہنرور مفتی غلام سرور صاحب قریشی لاہوری ہین کہ جنکی تصنیفات سے عمدہ عمدہ
کتابین چھپین اور پسندیدہ خلائق ہوئین مصنف علام نے اس کتاب مین بڑی سعی و کوشش سے
صحیح صحیح حالات ملک محروسہ پنجاب کی ازجزو تا کل بہت مفصل لکھی قابل دید ہے نہ شنید اور اس کتاب کو
پانچ حصے اور پچیس ۲۵ قسمون پر منقسم کیا ہے حصہ اول مین دریاے ستلج پار سے جمنا تک جو فی الحال گورنمنٹ
پنجاب سے متعلق ہے۔ پانچ قسم مین سے حالات شاہان و راجگان و جاگیرداران کے خوب لکھے ہین
۲- دوسرا حصہ مین دریاے ستلج کی داہنے کنارے سے لیکر کل پنجاب کی میدانی پہاڑی ملک کا حال آٹھ
قسمون مین لکھا ہے ۳- تیسرے حصہ مین پنجاب کوہ شمالی اور اوسکے علاقون کا احوال پانچ قسم مین تسطیر کیا ہے
۴- چوتھے حصہ مین پنجاب کی حاکمون اور ناظمون کا ذکر ہے منقسم تین قسم پر ہے- پانچوین حصہ مین پنجاب کی
کوہستان اور میدان کا احوال متفرق متفرق چار قسم مین مسطور ہے- فی الحقیقت اس وضاحت اور تفصیل کے ساتھ
ایسی تاریخ کی کتاب کم ہوئی ہوگی امید کہ جب یہ کتاب شائقین علم تاریخ اور ناظرین اس فن گزین کی نظر سے گذرے
گی تو دل سے پسند فرما کر خریدین گے الحال کتاب نادر البیان بوفور شوق شائقین حسب مرضی مصنف علام

کاغذ تقطیع مناسب پر بصحت حضرت مصنف بمطابقت اصل بہذل توجہ چشمہ فتوت

جناب منشی نول کشور صاحب دام اقبالہ مقام

لکھنؤ مین بماہ اکتوبر ۱۸۷۷ع مطابق ماہ شوال ۱۲۹۴ھ

کے حلیہ طبع سے آراستہ ہو کر اشاعت پذیر ہوئی

مصرعہ

قبولیت زہے گر دگار رستہ است



جوڈیشل کمشنر بہادر اودھ نے جزیرہ کیپ کا حال تحریر فرمایا —

تاریخ بنگالہ یعنی گلدستہ حیرت — حالات مشاہدہ باغ بنگالہ مع نقشہ از محمد یعقوب صاحب —

تاریخ حبیب الہ — از منشی عنایت احمد صاحب حالات پیغمبر اسلام —

حیات افغانی — جناب محمد حیات خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر پنجاب کی تصنیفات سے یہ کتاب مسمیٰ تاریخ افغانستان و جغرافیہ و اشیاء تجارت ملکی اور بود و باش سکنائے اوس ملک کا مع نقشہ —

گلدستہ فتوح — یہ تاریخ قنوج کی ہے تصنیف منشی کشوری لال صاحب صدر امین ممالک مغربی و شمالی —

تاریخ پنجاب — مسمیٰ بہ سیر پنجاب — مطبوعہ پٹیالہ مصنفہ منشی رام صاحب یہ کتاب مفصل تاریخ پنجاب ہے —

سیر سیاح — سفرنامہ منشی میاں داد خانصاحب سیاح مع غزلہائے مشاعرہ لکھنو و کانپور —

تاریخ ستارہ ہند — مشتمل حالات شاہان ہند و بخصوص اودہ —

ریاض الامرا — ذکر حالات امرائے ہند جنکو گورنمنٹ سے سلامی کا حکم ہے —

ایضاً — کاغذ حنائی —

تاریخ گورکھپور — نہایت عمدہ طبع ہوئی ہے —

تاریخ مسعودی — سپہ سالار حضرت مسعود غازی کے احوال مین —

تاریخ تجارت روس — جسکو واسطے گورنمنٹ پنجاب کے صد سکرتری جناب ارایچ ڈیویس صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب وغیرہ نے ۱۸۶۲ء مین تالیف فرمائی مع نقشہ جات خوش خط و کاغذ عمدہ —

کمیشن برودہ — جسکو بابو داسو در داس صاحب سند یافتہ آگرہ کالج نے انگریزی سے اردو مین ترجمہ فرمایا اسمین تحقیقات نیر وینی کرنیل فیر صاحب بہادر رزیڈنٹ برودہ کو مہاراجہ ملہر راو گائکوار رئیس برودہ کیطرف سے اور روبکار اور اظہار گواہان ہے کاغذ عمدہ ہے

تاریخ راج پریستی اردو — کارنامہائے رانا یاراد و پور راجپوتانہ جو ملک سوا ازمین راج ہند ستا لاب کے ارشد طاقتون مین گنا جاتا ہے اوسکو میجر ایس بروس صاحب بہادر اور کپتان جے جی ملر صاحب بہادر اسسٹنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے ایک عالم گیر مین جادو راحی نام سے بمزید اشتیاق اوس کتاب کو انگریزی مین نقل

کیا مورخ کامل منشی دیبی پرشاد صاحب نے نہایت محنت کے ساتھ سنسکرت سے اردو مین ترجمہ کیا اور جو نام وغیرہ ایسے سنسکرت مین تھے کہ جنکا اردو مین پڑھنا بھی آسان ہو اوسکو اردو اور دیوناگری دونون مین لکھدیا —

مطبوعہ مطبع کانپور —

تاریخ گلشن پنجاب — مع نقشہ جات مولفہ پنڈت دیبی پرشاد ڈپٹی کلکٹر ممالک مغربی و شمالی —

انیس السیاحین حصہ اول — حالات ارض معمورہ جغرافیہ اوت لین جالکنی کا ترجمہ بہت عمدہ —

ایضاً حصہ دوم —

ایضاً — حصہ سوم —

تاریخ انگلستان — اسمین شاہان انگلستان کا احوال ہے

وقائع انگلستان — کالیر صاحب کی تاریخ انگلستان کا ترجمہ ہے جسمین جملہ احوال سلطنت رومیون و انگلستان ہے —

ایضاً — کاغذ حنائی —

مرآۃ السلاطین — ترجمہ پر سہ جلد سیر المتاخرین حالات شاہان دہلی ابتدائے سلطنت راجاؤن سے انتہائے عہد شاہ عالم تک لکھا ہے مترجم منشی گوکل پرشاد صاحب

ترجمہ مغازی الرسول — مسمیٰ بہ مغازی الصادقہ حصہ اول تاریخ واقدی عربی کا ترجمہ ہے یہ مجموعہ بہ ترجمہ اردو چہار جلد کتاب واقدی مع کا ہے یعنی فتوح المغازی فتوح الشام فتوح المصر فتوح العجم یکجائی اور علیحدہ علیحدہ بھی طبع ہوا ہے —

فتوح الشام و فتوح المصر اردو — جو بار دیگر طبع ہوئی

کارنامہ سکندری — جملہ احوال سکندر نامہ مولفہ منشی گوکل پرشاد —

فتوح العجم — مسمیٰ المبرورہ عرب اخیر جلد تاریخ واقدی کا عربی سے اردو مین ترجمہ حرف بحرف ہو کر بفرمائش شائقان طبع ہوا —

مجموعہ ترجمہ اردو فتوحات واقدی — جسمین مغازی الصادقہ یعنی ترجمہ مغازی الرسول — ترجمہ فتوح الشام — ترجمہ فتوح المصر — ترجمہ فتوحات عجم — شامل ہیں تاریخ اسلام کیلیے مثل ارمغان ہے

منتخب التواریخ — اردو عبد القادر بدایونی کی تصنیف ہے مولوی احتشام الدین صاحب مراد آبادی نے بایمائے مالک مطبع ترجمہ کیا —

محرک جرمنی — ملکہ مغفور دام اقبالہا کے شوہر جانشین اقدس ارکا سوانح عمری —

رسالہ دلیل جواب تاریخی — منشی دیبی پرشاد صاحب ساکن بھوپال نے ایک صاحب کے سوالات کا جواب

جوڈیشل کمشنر بہادر اودہ نے جزیرہ کیپ کا حال تحریر فرمایا —

تاریخ بنگالہ یعنی گلدستہ حیرت — حالات مشاہدہ ملک بنگالہ مع نقشہ از محمد یعقوب صاحب —

تاریخ حبیب اللہ — از منشی عنایت احمد صاحب حالات پیغمبر اسلام —

حیات افغانی — جناب محمد حیات خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر پنجاب کی تصنیفات سے یہ کتاب مسمیٰ تاریخ افغانستان و جغرافیہ و اشیاء تجارتی ملکی اور بود و باش سکنائے اوس ملک کا مع نقشہ —

گلدستہ فتوح — یہ تاریخ نو تصنیف کی ہے منشی کشوری لال صاحب صدر امین ممالک مغربی و شمالی —

تاریخ پنجاب — مسمیٰ بسیر پنجاب — مطبوعہ پٹیالہ مصنفہ منشی رام صاحب یہ کتاب مفصل تاریخ پنجاب ہے —

سیر سیاح — سفرنامہ منشی سیان دار خان صاحب سیاح مع غزلہائے مشاعرہ لکھنؤ و کانپور —

تاریخ ستارہ ہند — مشتمل حالات شاہان ہند و بخصوص اودہ —

ریاض الامراء — ذکر حالات امرائے ہند جنکو گورنمنٹ سے سلامی کا حکم ہے —

ایضاً — کاغذ حنائی —

تاریخ گورکھپور — نہایت عمدہ طبع ہوئی ہے —

تاریخ مسعودی — سپہ سالار حضرت مسعود غازی کے احوال میں —

تاریخ تجارت روس — جسکو واسطے گورنمنٹ پنجاب کے صدر سکرتری جناب ارایچ جو یو سیس صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب وغیرہ نے ۱۸۶۲ع میں تالیف فرمائی مع نقشہجات خوشخط و کاغذ عمدہ —

گزیٹئیر بڑودہ — جسکو بابو داسو درداس صاحب سند یافتہ آگرہ کالج نے انگریزی سے اردو میں ترجمہ فرمایا اسمین تحقیقات میر دیتی کرنیل فیر صاحب بہادر رزیڈنٹ بڑودہ کو مہاراجہ ملہر راو گائکوار رئیس بڑودہ کیطرف سے اور روبکار اور اظہار گواہان سے کاغذ عمدہ ہے

تاریخ راج پوتانہ ستی اردو — کارنامہائے رانا ہائے اودیپور راجپوتانہ جو ملک سیوا ہمین راج سندھ تالاب کے اوپر طاقون مین کندہ ہے اوسکو میجر الیس یو اس صاحب بہادر اور کپتان جے سی بلر صاحب بہادر اسسٹنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے ایک عالم برہمن جادو راج نام سے بذریعہ اشتیاق اوس کندہ کو لکھا پڑہی مین نقل کیا ہوئیخ کا ل منشی دیبی پرشاد صاحب نے نہایت محنت کے ساتھ سنسکرت سے اردو میں ترجمہ کیا اور جو نام وغیرہ ایسے سنسکرت میں تہے کہ جنکا اردو میں پڑھنا بہی آسان ہو اوسکو اردو اور دیوناگری دونوں میں لکھدیا — مطبوعہ مطبع کانپور —

تاریخ گلشن پنجاب — مع نقشہجات مولفہ پنڈت دیبی پرشاد ڈپٹی کلکٹر ممالک مغربی و شمالی —

انیس السیاحین حصہ اول — حالات ارض بطور جغرافیہ اوت لین جاکسن کا ترجمہ بہت عمدہ —

ایضاً حصہ دوم —

ایضاً — حصہ سوم —

تاریخ انگلستان — اسمین شاہان انگلستان کا احوال ہے

وقائع انگلستان — کالیر صاحب کی تاریخ انگلستان کا ترجمہ ہے جسمین جملہ احوال سلطنت رومیون و انگلستان ہے —

ایضاً — کاغذ حنائی —

مرآۃ السلاطین — ترجمہ برسہ جلد سیر المتاخرین حالات شاہان دہلی ابتدائے سلطنت برابر اون سے انتہائے عہد شاہ عالم تک لکہا مترجم منشی گوکل پرشاد صاحب —

ترجمہ مغازی الرسول — مسمیٰ مغازی الصلوٰۃ حصہ اول تاریخ واقدی عربی کا ترجمہ ہے یہ مجموعہ بہ ترجمہ اردو ہر چہار جلد کتاب واقدی مع کا ہے یعنی فتوح الشام فتوح المصر فتوح العجم یکجائی اور علحدہ علحدہ بہی طبع ہوا ہے —

فتوح الشام و فتوح المصر اردو — جو بار دیگر طبع ہوئی کارنامہ سکندری — جملہ احوال سکندر نامہ مولفہ منشی گوکل پرشاد —

فتوح العجم — مسمیٰ المغبرہ عرب اخیر جلد تاریخ واقدی کا عربی سے اردو میں ترجمہ حرف بحرف ہوکر بموجب خواہش شائقان طبع ہوا —

مجموعہ ترجمہ اردو فتوحات واقدی — جسمین مغازی الصلوٰۃ یعنی ترجمہ مغازی الرسول — ترجمہ فتوح الشام — ترجمہ فتوح المصر — ترجمہ فتوحات عجم — شامل ہیں تاریخ اسلام کے لیے مثل ارمغان ہے

منتخب التواریخ — اردو عبد القادر بدایونی کی تصنیف ہے مولوی احتشام الدین صاحب مرادآبادی نے باہتمام مالک مطبع ترجمہ کیا —

محاربہ روس — ملک مغرور ام اتباع کے شوہر کا مفصل حال سوانح عمری —

رسالہ اصل جواب تاریخی — منشی دیبی پرشاد صاحب ساکن بہوپال سے ایک صاحب کے سوالات کا جواب